# محبوب الارب

یعنے

## ترجمہ صناجۃ الطرب فی تقدمات العرب



مترجمہ

جناب مولوی سید جلال صاحب ملازم دفتر معتمد عدالت و کوتوالی و امور عامہ سرکار عالی

جسکو

فدا حسین خان وکیل درجہ اول و مالک مطبع نے ترجمہ کرا کر اپنے

مطبع آئین دکن واقع حیدرآباد دکن میں طبع کرایا

# محبوب الارب

یعنی

## ترجمہ صناجۃ الطرب فی تقدمات العرب

مترجمہ

جناب مولوی سید جلال صاحب ملازم دفتر معتمد عدالت و کوتوالی و امور عامہ

بہ

[illegible]

# فہرست ترجمہ کتاب صناجۃ الطرب فی تقدمات العرب

# دیباچہ از طرف مترجم

## بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ وبعد لما کان علم التاریخ
اشرف العلوم لما فیہ من انباء من مضی منا فی سالف الدہر وعبر وکیف عاش وسکن وسفر وما قال وما نظر فانہ
ان کان من الملوک یعلم من احکامہ انہ کیف ساس الناس وملک ودبر وبسر وقہر وان کان من طبقۃ
الفقراء یعلم من حالات فقرہ انہ کیف توکل وشکر ورضی وصبر وان کان من الاغنیاء یعلم من سخانہ وبخلہ
بالنفق فی حیاتہ وجمع وادخر وان کان من الفرسان والشجعان یعلم من توغلہ انہ کیف ابا والفیلق فی
الجحفل برمحہ وسیفہ الباتر وان کان من العلماء یعلم من نبانہ انہ کیف وعظ الناس بموعظتہ ونہ... لہ
امر فترجمت ہذا الکتاب الفرید فی التاریخ لیعم نفعہ علی اہل الہند من صغر وکبر۔

ذکر محامد امیر المسلمین ظل اللہ فی الارضین اعلیٰ حضرت
بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی فتح جنگ نظام الدولہ
نظام الملک آصفجاہ نواب میر محبوب علی خان بہادر
خلد اللہ ملکہ وافاض علی العالمین بطول حیاتہ برہ واحسانہ
متنبی کا یہ شعر ذات قدسی صفات اعلیٰ حضرت پر صادق آتا ہے ؎

مضت الدهور وما اتین بمثله
ولقد اتی فعجزن عن نظرائه

ترجمہ - یعنی زمانے تو بہت گزرے مگر اسکا نظیر نہین پیدا کر سکے اور جب وہ (عالم وجود مین) آگیا تو وہ اسکی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہو گئے۔

تاریخ عالم ایسے با اقبال بادشاہ کے ذکر مین خاموش نظر آتی ہے کہ اُس کے نام کا سکہ اُس کے عالم شیر خوارگی مین چلا ہوا ور منابر پر اُس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا ہو اور بڑے بڑے سرداروں اور جبابرون نے اُس کے سامنے سر اطاعت خم کیا ہو بفضل خدا ان اوصاف مین کوئی بادشاہ حضرت کی ملکی صفات کا شریک نہین بن سکیگا - شاید عمر بن کلثوم تغلبی یہہ شعر ہمارے ہی بادشاہ کے لیئے موزون کر گیا ہے ؎

اذا بلغ الفطام لنا صبی
تخر لہ الجبابر ساجدینا

ترجمہ - یعنی وہ کہتا ہے کہ جب ہمارا بچہ زمانہ فطام (دودھ چھڑائی) کے قریب پہونچتا ہے تو بڑے بڑے سرکش اُس کے سامنے سر (اطاعت) جھکا کر تے ہین -

ہمارے جہان پناہ سایہ لطف الٓہ نے اپنی کمال عبدیت کا اظہار جس شکر گزاری کے ساتھ کیا ہے اس سے زیادہ بلیغ پیرایہ خیال مین نہین آتا وہ فرماتے ہین -

شکر اللہ کا کرتا ہے یہہ آصف[1] ہر دم
مجھ سے ناچیز کو یک چیز بنایا اُس نے

حضرت اقدس کی یہ شکر گزاری خداوند عالم کے فرمان لئن شکرتم لازیدنکم کی تعمیل ہے اور یہہ ظاہر ہے کہ اس حکم کی تعمیل موجب مزید نعمت ہے۔

اب مجھے اپنا عرض حال بھی واجب ہے اور وہ یہ ہے کہ جب یہ ترجمہ حضرت ظل اللہ کے عہد معدلت مہد مین تیار ہوا تو اس کے ساتھ مجھے یہہ بھی خیال آیا کہ اسکا نام ایسا تجویز کیا جائے کہ اسکو حضرت اقدس کے مبارک نام سے کسیطرح کی مناسبت ہو پس مین نے محض اس نیت اور امید سے کہ یہہ ترجمہ بھی حضرت ظل سبحانی کے مبارک نام کی برکت سے محبوب الخلائق بنے اس کا نام **محبوب الارب** رکھا ہے۔

---

[1] آصف اعلیٰ حضرت کا تخلص ہے - منہ ۱۲

## ذکر ولیعہد شاہزادہ جہان نواب میر عثمان علیخان بہادر دام اللہ اقبالہ و اجلالہ

یہ اللہ تعالی کی ہم پر نعمت مزید ہے کہ اس نے اپنے فضل ربانی سے حضرت ظل سبحانی کو ایسا فرزند سعادت مند ارزانی فرمایا ہے کہ جس کے ناصیہ ہوش مندی سے بحکم الولد سر لابیہ شجاعت عدالت ۔ حلم ۔ شفقت اور رعایا پروری کے آثار نمایاں ہین اور ہم کو امید کہے ہے کہ ان کا قدم بھی بحکم الولد الحر یقتدی بآبائہ الغر حضرت خدایگانی کے قدم بقدم ہوگا ۔

یہ کتاب صناجۃ الطرب فی تقدمات العرب جس کے ترجمہ کا مین دیباچہ لکھہ رہا ہون نوفل افندی ابن نعمۃ اللہ ابن جرجس نوفل الطرابلسی کی تالیف ھی ۔

یہ کتاب ملک عرب کی تاریخ مین ایسی بیش بہا اور نادر ہے کہ مشکل سے کوئی دوسری کتاب اس خاص ترتیب اور مضامین کی جامعیت سے مرتب ہوئی ہوگی جس قسم کی ترتیب یا جن امور کی تفتیش زمانہ حال کے لائق مصنفین نے اختیار کی ہے انہین اوصاف سے یہہ کتاب مرتب ہوئی ہے ۔ اسکی زیادہ تعریف کرنی اس لیے غیر ضروری ہے کہ ناظرین صرف اسکی فہرست پر ایک نظر ڈالنے سے اس کے مضامین کی خوبی اور حسن ترتیب اور جامعیت کو اچھی طرح سمجھ جاینگے ۔ لائق مؤلف نے بہت سی ایسی باتون کو جن کے بیان کرنے سے بڑی بڑی ضخیم تاریخ کی کتابین ساکت ہین اسمین نہایت خوبی سے جمع کیا ہے ۔ اور ان امور کو اس نے اپنی محققانہ نظر سے خاص عرب کے اشعار اور محاورات اور امثال سے استنباط اور استخراج کیا ہے ۔

مثلاً اس امر کے بیان کی طرف کسی کا خیال بھی نہ گیا ہوگا کہ دوستون کے ملنے کی فال اہل عرب کن حرکات سے لیتے تھے ۔ وہ بیان کرتا ہے کہ آنکھ کے پھڑکنے سے دوستون کے ملنے کی فال لی جاتی ہی اور وہ اس امر کو شاعر کے اس شعر سے استنباط کرتا ہے

ظلت بتشرنی عینی اذا اختلجت

بان اراک وقد کنا علی حذر

یا مثلاً یہ بیان کہ عربون مین جب کوئی شخص پانی پی کر الحمد للہ کہتا ہے تو حاضرین مین سے کسی ایک کو آداب مجلس کے قاعدہ پر رعایت کر کے ہنیأ کہنا پڑتا ہے اور پھر وہ شخص ان سب کو اپنے سیدھا ہاتھ سر پر رکھ کر ہنأکم اللہ کہتا ہے ۔ اور اسمین بھی یہ ادب ملحوظ رکھا گیا ہے کہ صغیر السن کا

اپنے سے سن ۱۰۰ اعلیٰ درجہ کے آدمی کو ایسا کہنا خلاف ادب ہی۔
یا مثلاً یہ امر کہ ان بیاہے ملاقاتی سے جو دوسرے شہر کا رہنے والا ہو ملاقات بتبادلہ مین کیا کہا جاتا ہے وہ کہتا ہے کہ ایسے ملاقاتی سے یہ کہتے ہین فی السنتہ القادمتہ نشوفک عریسا یعنی خدا ایسا کرے کہ ہم آپ کو سال آیندہ دولہا بنا ہوا دیکھین۔
یا مثلاً یہ امر کہ جس شخص کے حکم اور سوال کو قبول کرنا لازمی ہوتا ہے تو اُس کے جواب مین کیا کہنا چاہیے وہ کہتا ہے کہ ایسے شخص کے حکم اور سوال کے جواب مین حباً وکرامتہً کہتے ہین یعنے مین تجھ سے بہت محبت کرتا ہون اور مجھے تیری تعظیم وتکریم بجان ودل منظور ہے۔
یا یہ امر کہ جب کسی شخص کی عزت مین مبالغہ کرنا مقصود ہوتا ہے تو اُسکی عزت کی تمثیل کس شخص کی عزت سے دینی چاہیے وہ کہتا ہے کہ اس باب مین اہل عرب یہ مثال دیتے ہین اعزمن الزبا یعنی زبا سے زیادہ معزز۔
یا کسی شخص کے جود وکرم مین مبالغہ کرنا منظور ہوتا ہے تو اُسکی سخاوت کی نظیر کس کے جود وکرم سے دیجاتی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ایسے شخص کی نسبت یہ مثالین دیجاتی ہین "اجود من کعب بن مامۃ" اور "اجود من ہرم" اور "اکرم من حاتم طی" یعنے کعب بن مامہ سے زیادہ سخی اور ہرم بن سنان سے زیادہ سخی۔ اور حاتم طی سے زیادہ کریم۔
بہرحال یہ کتاب ملک عرب اور اہل عرب کے حالات مین ایسی جامع ہے کہ اس سے زیادہ جامع کتاب شاید بہت کم ہوگی۔ ہر ایک ادنی سے ادنی امر کا بیان جو عربون کے اخلاق۔ عادات۔ عبادات۔ معاملات اور اُن کے لباس۔ اُن کے زیور۔ اور اُن کے ماکل ومشارب۔ اُن کے قدوقامت۔ اور اُن کے رنگ روغن اور اُن کے چال چلن اور اُنکی طرز معاشرت وغیرہ سے تعلق رکھتا ہو کم وبیش اسمین موجود ہے۔
چونکہ اس کتاب کا مؤلف مذہب اسلام کا پیرو نہین معلوم ہوتا ہے اور غالباً وہ عیسائی یا یہودی ہے اس لیے وہ عام مسلمانون کی طرح جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ سے مخاطب نہین کرتا۔ بلکہ ان الفاظ کے بجاے وہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو بالالتزام صاحب شریعت اسلامیہ کے لقب سے یاد کرتا ہے یا دو تین مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو محمد بن عبد اللہ لکھا ہے۔ لیکن مین سنے ترجمہ مین مؤلف کے الفاظ کی پابندی نہین کی۔

مین نے یہ ترجمہ لفظی رعایت سے نہین کیا ہے بلکہ مین نے اس کو بامحاورہ کرنے مین جہان تک کہ میری ناقص استعداد مدد دے سکتی تھی کوشش کی ہے لیکن یہ ظاہر امر ہے کہ جس زبان مین مین نے یہ ترجمہ کیا ہے اسکی نسبت میرا اتنا ہی عذر کافی ہے کہ مین اہل زبان نہین ہون اور اس وجہ سے مجھ سے غلطیون کا ہونا ممکن اور قرین قیاس ہے مگر مجھ کو کریم النفس اور وسیع حسن اخلاق ذی علم اور اہل زبان مترجمین اور مصنفین سے یقینی امید ہے کہ وہ میری غلطیون پر نکتہ چینی کی نظر نہین ڈالینگے۔

العذر عند کرام الناس مقبول

اس کتاب مین جا بجا موقع پر سیکڑون اشعار ہین مین نے اُن سب کا ترجمہ حاشیہ مین اس لیے لکھا ہے کہ اُن مین بعض ایسے اشعار ہین کہ اُن کا ترجمہ پڑہنے سے قاری کتاب کا ذہن مضامین کے سلسلہ سے تہوڑی دیر تک جدا ہوجاتا ہے اور بعض ایسے بھی اشعار ہین کہ وہ خاص زبان عربی کے علم ادب کے ذوق سلیم سے تعلق رکہتے اُردو زبان والے کو اُس سے کوئی لطف حاصل نہین ہوتا اور بعض اشعار ایسے بھی ہین کہ ایک خاص مضمون یا واقعہ ایک شعر سے یا اُس کے ایک لفظ سے استنباط کیا گیا ہے۔ پس مین نے بلاتفریق تمام اشعار کتاب کے ترجمہ کو حاشیہ مین لکھنا مناسب جانا۔

سبب ترجمہ | مجھے یاد ہے کہ ۱۳۱۱ھ کے اوائل مین میرے قدیم عنایت فرما جناب مولوی محمد عزیز مرزا صاحب بی۔ اے۔ حال منصرم معتمد عدالت وکوتوالی وامور عامہ سرکار عالی نے جو علم اور اہل علم کے سچے دوست ہین اور جن کو ملک اور قوم مین اشاعت علوم کا صرف خیال ہی نہین بلکہ عشق ہے اور جس کے وہ بڑے حامی اور معاون ہین کتاب صناجۃ الطرب کی خوبی مضامین پر نظر کرکے مجھ سے ارشاد فرمایا تھا کہ اگر تم اُردو زبان مین اس کتاب کا ترجمہ کردو تو اس سے ملک اور قوم کو بہت بڑا فائدہ پہونچنے کی امید ہے۔ اس ارشاد کی تعمیل مین مین اپنے سواد ناقص پر نظر کرکے اس کام کے انجام دینے سے اپنے کو قاصر سمجھا مگر ایسے محسن کے ارشاد کی تعمیل اور بجا آوری مجھ پر لازمی تھی پس مین نے اس کام کو شروع کردیا اور دو تین مقالون کا ترجمہ کر بھی لیا لیکن اسکے بعد کچھ ایسے اسباب پیش آئے کہ مجھے مجبوراً اپنے کیے ہوئے کام کو ادھورا چھوڑنا پڑا۔ اور بفضل خدا اب جو یہ کام انجام کو پہونچا ہے تو اس کو بھی مین اُنہین کی مبارک تحریک کا نتیجہ سمجھتا ہون۔

خدا کا شکر ہے کہ ۱۳۱۵ھ کے اواخر یعنے ماہ ذی الحجہ مین جب مین نے اس کا تذکرہ اپنے مہربان دوست مولوی فدا حسین خان صاحب وکیل درجہ اول سے کیا تو اُن کے دل مین اسکا

ترجمہ کرانے اور بغرض نفع خلائق اس کے شائع کرنے کا خیال بہت زور سے جاگزین ہوا اور
انہون نے مجھ کو اس کام پر ایسا آمادہ کیا کہ چار ناچار مجھے اس کام کو پورا کرنا پڑا و اللہ خیر
موفق و معین و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

---

الراقم

مقام دار السلطنت حیدرآباد دکن
دوم شہر رمضان المبارک ۱۳۱۱ھ یوم الخمیس

عبد ربہ المتعال السید جلال غفر لہ و لوالدیہ ملازم
دفتر معتمد عدالت و کوتوالی امور عامہ سرکار عالی

---

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# مقالہ اوّل

## زمانہ حال کے عربون کا وطن

اس مین پانچ فصلین ہین

# فصل اوّل

## ملک عرب کا بیان جو جزیرۃ العرب کے نام سے موسوم ہے

یہ ظاہر ہے کہ قوم عرب ایک جزیرہ نما مین رہتی ہے ۔ الشیا عربون ہی کی طرف منسوب ہے اور یہہ اون کے یہان جزیرۃ العرب کے نام سے مشہور ہے ۔ مگر یہ لوگ جزیرہ اور جزیرہ نما مین فرق نہین کرتے ۔ غرض کہ یہ جزیرہ نما افریقہ اور ایشیا کے وسط مین واقع ہے اور اسکے پانچ قطعہ حسب ذیل علیحدہ علیحدہ نامون سے موسوم ہین ۔

(۱) یمن جسمین حضرموت ۔ مہرہ ۔ عمان ۔ شحر[۱] اور نجران داخل ہین ۔ چونکہ یہ قطعہ ملک جبکہ کعبہ کو مشرق کی طرف سے جائین تو سمت یمین (سیدہی جانب) مین رہتا ہے اسیلئے اسکا نام یمن رکھا گیا جیسا کہ ملک شام کعبہ کی سمت شمال مین ہے اور کبھی شحر عمان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے ۔ چنانچہ ایک شاعر

[۱] شحر کو کبھی عمان مین داخل سمجھتے ہین ۔

کہتا ہے۔

دار سعدی بشحر عمان ۔ قد کساہا البلی الملوان[1]

(۳) حجاز جسمین مکہ اور یثرب (مدینہ یا مدینۃ الرسول) داخل ہے انکا نام حجاز اس لیے رکہا گیا کہ وہ نجد اور تہامہ کے درمیان واقع ہی اور ان دونون کو علیحدہ کئے ہوئے ہی۔ مکہ کے سمت جنوب مین جبل ثور ہے جسمین غار حرا واقع ہے۔ شیخ محمد بوصیری اپنے قصیدہ مین جو بردہ کے نام سے موسوم ہے اس کے نسبت کہتا ہی۔

وما حوی الغار من خیر ومن کرم ۔ وکل طرف من الکفار عنہ عمی[2]

فالصدق فی الغار والصدیق لم یریا ۔ وہم یقولون ما بالغار من ارم

مدینہ کے مشرق مین طی کے دو پہاڑ یعنی اجا و سلمی واقع ہین۔ یہ بہی بیان کیا گیا ہے کہ یہ دونون دو آدمیونکے نام ہین جنمین سے ایک کا نام اجا تہا جو سلمی پر عاشق تہا۔ اور عوجار (جو ایک ٹیلہ کا نام ہے) ان دونونکو ملاتا تہا یعنے اجا و سلمی کے درمیان واقع تہا۔ اجا اور سلمی کو ان دونون پہاڑون پر پہانسی دی گئی اسی وجہ سے یہ دونون پہاڑ اون کے نام سے موسوم ہوئے۔ جابر بن رالان السنبسی کے قول مین اسی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

ونحن علینا بالجبال وعیزہا ۔ ونحن ورثنا غیثا وبدینا[3]

اس شعر مین پہاڑون سے مراد اجا و سلمی ہے۔ غیث اور بدین اہل عرب مین بڑے عالی نسب اور شریف قبیلہ گنے جاتے ہین۔ حسان بن حنظلۃ الطائی کے قول مین اسی کے طرف اشارہ کیا گیا ہی

غضبت علی ان انتصلت بطی ۔ وانا امرؤ من طی الاجبال[4]

جبل جودی بہی طی کے پہاڑون مین شمار کیا جاتا ہے اور شاعر ابو صعرۃ البولانی کے اشعار مین بہی

---

[1] ترجمہ سعدی کا گہر جو ساحل عمان مین ہے وہ ایسا بوسیدہ اور پرانا ہوگیا ہے کہ بوسیدگی نے بہی جسم کہا کر اوسکو شب و روز کا لباس پہنا دیا ہے۔

[2] ترجمہ۔ غار (جبل ثور) کتنی خیر و برکت سے بہر گیا ہی کہ ہر کافر کی آنکہہ اس سے اندہی ہوگئی ہی چونکہ صدق (لقب آنحضرت صلعم) اور صدیق (لقب ابو بکر صدیق) جب غار مین نظر آئے تو اسپر وہ یہ کہنے لگے کہ غار مین کوئی نہین ہے

[3] ترجمہ۔ ہم بسبب پہاڑون اور انکی بلندی کے تمپر غالب ہین اور دو قبیلہ غیث اور بدین کے بہی ہم وارث ہین۔

[4] ترجمہ۔ میری بی بی مجہہ پر صرف اس سے خفا ہوگئی ہے کہ مین قبیلہ طی کے طرف منسوب ہون حالانکہ مین پہاڑی آدمی ہون جو اجا اور سلمی پر رہتے ہین یعنی بنی غوث سے ہون جو بڑا معزز قبیلہ ہے۔

ادا کی جاتی ہے ۔

قبا نطفة من حب مزن تقاذفت | بها جنبتا الجودی واللیل دامس
باطیب من فیها وما ذقت طعمه | ولکننی فیما تری العین فارس[۱]

(۳) تہامہ جو حجاز اور یمن کے درمیان ہے اسکے جنوب میں یمن اور شمال میں حجاز ہے ۔

(۴) نجد اس قطعہ کو مشرق سے عراق عرب سے حجاز شمال سے شام جنوب سے یمامہ گھیرے ہوئے ہیں ۔ تمام عرب میں یہ ملک بہترین خیال کیا گیا ہے ۔ قیس بن الملوح اسکے نسبت کہتا ہے

اقول لصاحبی والعیس تہوی | بنا بین المنیفة فالضمار
تمتع من شمیم عرار نجد | فما بعد العشیة من عرار[۲]

ایک اور شاعر یہ کہتا ہے ۔

سقی اللہ نجدا والسلام علی نجد | ویا حبذا نجد علی القرب والبعد[۳]

(۵) یمامہ ۔ یہ ملک نجد اور یمن کے درمیان واقع ہے اسکو عروض بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ نجد اور یمن کے درمیان عارض یعنی حائل ہے ۔

یہان کے مشہور پہاڑون اور جنگلون میں جبل سینا اور جبل حوریب (جہان اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام پر شریعت نازل کی) اور جبل فاران اور جبل ہارون (حضرت موسی علیہ السلام کے بھائی کا مدفن) ہین اسکے مشرقی سمت مین وادی موسی ہے ۔ قدیم شہر پترا کا بھی مقام بتایا گیا ہے رومی اور یونانی اسکو قصبة العربیة الصخریة کہتے تھے ۔

---

[۱] ترجمہ ۔ اولے کا وہ تھوڑا اور صاف پانی جسکو جودی پہاڑ کے دو طرفون (دامن پہاڑ) نے اندھیری رات مین پہنچایا ہے اوس (معشوق) کے آب دہن سے زیادہ بامزہ اور شیرین نہین ہے اگرچہ مین نے اسکے آب دہن کا مزہ چکھا نہین ہی مگر میری آنکھ جس چیز کو دیکھ رہی ہے اوسکو خوب جانتی ہے ۔

[۲] ترجمہ ۔ جبکہ سفید اونٹ ہمین منیفہ اور ضمار کے چشمون سے لیکر تیز چل رہے تھے مین اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ نجد کے پھولون کی نکہت اور بہار کا مزہ اٹھا لو کیونکہ اس شام کے بعد اس (سین) کا پتہ بھی نہین ملیگا ۔

[۳] ترجمہ ۔ خدا شہر نجد کو سیراب کرے اور ای نجد تجھ پر سلام ہے اور ای نجد تو قریب اور بعید دونون سے کے لئے بہت اچھا ہے ۔

جزیرہ نمائے عرب کے مشہور شہرون مین ایک شہر تھا جو زمانہ قدیم مین باسہ - باسہ - اور نساسہ کے نام سے موسوم تھا لیکن اب وہ شہر مکہ کے نام سے موسوم اور مشہور ہے اور اسکو بکہ اور ام القری بہی کہتے ہین - ابتک اس شہر مین وہ شخص جو مخالف دین اسلام ہو داخل نہین ہو سکتا کیونکہ یہان مسجد حرام ہے جو کعبہ کے بیچ مین واقع ہے - اس شہر کا طول تقریباً دو میل اور عرض ایک میل ہی چاہ زمزم کے سوائے یہان کوئی تالاب یا چشمہ نہین ہے - لیکن خلیفہ مقتدر باللہ عباسی نے بہت دور سے زمین کے اندر ہی اندر ایک نہر کہود وایا تھا - اس شہر کے مشہور مقامات مین صفا اور مروہ ہین جو جبل ابو قبیس کے دامن مین واقع ہین اور وادی منیٰ اور جبل عرفات - مزدلفہ - محسر وغیرہ مقامات بھی ہین شیخ عمر ابن الفارض (مشہور شاعر) نے ان مواضع اور نیز حجاز کے دوسرے مواضع کا اپنے اشعار مین تفصیل سے ذکر کیا ہی

سقی بالصفا الربعی ربعاً به الصفا — وجاد بأجياد ثری منه ثروتی
علی فائت من جمع جمع تأسفی — ودود علی وادی محسر حسرتی[1]

**ولہ**

یا راکب الوجناء بلغت المنی — عج بالحمی ان جزت بالجرعاء
متيمماً تلعات وادی ضارج — متيامناً عن قاعة الوعساء
واذا وصلت اثيل سلع فالنقا — فالرقمتین فلعلع فشظاء
وكذا عن العلمين من شرقيه — مل عادلاً للحلة الفيحاء
فلنا زلی سفح المربع فالشبيكة — م نة فالثنية من شعاب كداء
ولحاضری البيت الحرام وعامری — تلك الخيام وزائري البطحاء
ولفتية الحرم المريع وجيرة الحرم — ی المنيع تلطفی وعنائی[2]

[1] ترجمہ - موسم بہار کی بارش نے مقام صفا کو نہایت صفائی سے سیراب کیا اور نیز اس نے ارض مکہ کی مٹی کو سیراب کیا جس سے مجکو تونگری حاصل ہوئی ہی - میرا اسف مقام مزدلفہ پر عرفات سے واپس ہوکر نہ پہونچنے کے باعث ہوا اور میری حسرت وادی محسر پر مزدلفہ سے واپس آکر بہانہ کی وجہ سے ہے

[2] ترجمہ - ای زبردست اونٹنی کے سوار خدا تجکو تیری مراد پر پہونچائے جب تو چٹیل زمین سے گذر کر حمی مین پہونچے تو وہان ٹہیر جا اور جب وادی ضارج کے ٹیلون کا قصد کرے اور میدان وعسا کی سیدہی راہ اختیار کرے اور جب تو جبل سلع کے درختون مین (جو مدینہ مین واقع ہین) اور ریت کے ٹیلون سے ہوکر مقامات رقمتین - سلع - شظا اور علمین کی مشرقی جانب سے پہونچے تو حلہ فیحا سے تجاوز کرکے ان مقامات مین ٹہیر جا اور جبل کداء (جو مکہ مین ہی) کی گہاٹیون سے اتر کر مقام شبیکہ اور ثنیہ کے درختون مین فرد کش ہونیوالون اور بیت الحرام مین حاضر رہنے والون اور ان خیمون مین بسنے والون اور بطحا کے زائرین اور نوجوانان حرم مربع کے ساکنین قبیلہ محفوظ کو لوگونسے میرا سلام کہدینا اور کہدینا کہ مجکو تمہارے ساتھ نہ ملنے کے باعث نہایت رنج اور تکلیف ہی -

## ولہ

عمرک اللہ ان مررت بوادے ... ینبع فالدہنا قید رغاد
وسلکت النقا فادوان دوا ... ن الی رابغ الردے الثماد
وقطعت الحرار عمداً الخیما ... ت قدید مواطن الامجاد
وتدانیت من خلیص فعسفا ... ن فمر الظہران ملقی البوادی
ووردت الجموم فالقصر فالدکنار ... طرآمنا الی الوراد
واتیت التنعیم فالزاہر الزاہ ... ہر نوراً الی ذری الاطواد
وعبرت الحجون واجتزت فاثر ... ت ازدیاداً مشاہد الاوتاد
وبلغت الخیام فابلغ سلامی ... عن حفاظ عریب ذاک النادی
یارعی اللہ یومنا بالمصلی ... حیث ندعی الی سبیل الرشاد
وقباب الرکاب بالعلمین ... للمازمین غواد روائح
وسقی جمعنا بجمع ملث ... ولیسلات الخیف صوب عہاد
من تمنی مالا وحسن مآل ... فمنائی منی واقصی مرادی

ترجمہ - ای اونٹ کے سوار خدا تجکو کامیاب کرے جب تو وادی ینبع اور دہنا اور بدرین روز روشن مین پہونچے اور اسیطرح جب تو نقا اور دوان اور ودان اور وادی رابغ مین (جو کہ مکہ مین ہے) اور جس کا تہوڑا سا پانی بھی پیاسون کو سیراب کر دیتا ہے پہونچے اور جبکہ تو حرار کو قطع کرکے خیمات قدید مین جو کہ اولیاء اللہ کا مقام ہے پہونچے اور جب تو خلیص اور عسفان اور مر الظہران سے جو کہ اہل بادیہ کے ملنے کا مقام ہے قریب ہوجائے اور جب تو جموم اور رقصر اور دکنار مین آئے جہان کہ وارد ہونیوالون کو پانی کے چشمے ملتے ہین اور جب تنعیم اور زاہر کے بلند پہاڑون پر جہان کہ خوشنما پہولون کے درخت ہین تیرا گذر ہو اور جب تو حجون سے گذر کرے تو تو اولیاء اللہ کی زیارت کر اور جب تو خیام مین پہونچے تو اوسکے ساکنین کو ہر دم میرا سلام پہونچا دینا - ای اللہ ہماری حفاظت اور رعایت کر یہان تک کہ ہم مقام مصلی مین پہونچین - جس کے طریقہ ہدایت آمیز پر ہم بلائے گئے ہین - حالانکہ ہمارے سواری علمین کی گہاٹیون پر سے نور کے تڑکے گذر رہے ہین اور ای اللہ تو ہماری جماعت کو اور ہماری خیف (مجرات سیل) کی راتون کو زور کی بارش سے سیراب کر - اگر کوئی شخص مال اور حسن مآل کی آرزو کرتا ہے تو میری آرزو اور منتہائی مراد مقام منی مین پہونچنا ہے -

عرب کے اشعار مین علاوہ مقامات مذکورہ بالا کے اور بہت سے پہاڑ وادی جنگلون اور ریگستانون کے
خاص خاص نام ہین جہان کہ عرب اکثر فروکش ہوتے تھے لیکن اس اخیر کے زمانہ مین اونمین سے بہت سے
نام بدل لیے گئے ہین - غرض کہ ہر ایک مقام کو بہ لحاظ اوسکی حالت اور اوس کے حاکم وغیرہ کے خاص
نامون سے پکارتے تھے مثلاً برقاء اوس زمین کو کہتے ہین جو پتھریلی ہو ۔ اسی بنا پر ایک جگہ کو برقاء
جندب کے نام سے پکارتے ہین اور کسیکو برقاء شملیل اور برقاء اجابین - اسیطرح دوسرے مقامات بھی
کے نام سے موسوم ہین اور برقہ ثہمد - برقہ اعواذ - برقۃ الاجداد وغیرہ کے نام نو تک شمار کئے گئے ہین[1]

کمیت بن معروف شاعر کہتا ہی -

وقد فاض غرب عند برقا جندب لعینیک من عرفان ما انت تعرف[2]

---

[1] صاحب قاموس کہتا ہے کہ برق دیار عرب (یعنے ملک عرب کے وہ مقامات جن کے نام کا ایک جزو
برقہ ہے) کی تعداد سو سے متجاوز ہے - اور وہ یہ ہین -

برقۃ الاثماد - برقۃ الاجاول - برقۃ الاجداد - برقۃ اجول - برقۃ اجار - برقۃ احدب - برقۃ احواذ - برقۃ اخرم
برقۃ ارماد - برقۃ اروی - برقۃ اظلم - برقۃ اعیار - برقۃ افعی - برقۃ الامالج - برقۃ الاہمار - برقۃ النقد -
برقۃ الاوجر - برقۃ ذی الاوداة - برقۃ ایر - برقۃ بارق - برقۃ ثمثم - برقۃ الثور - برقۃ ثہمد - برقۃ الحبا -
برقۃ الجنینۃ - برقۃ حارب - برقۃ الحرض - برقۃ حسلۃ - برقۃ حسمی یا حسنی - برقۃ الحصار - برقۃ خلیت - برقۃ الحمی -
برقۃ حورۃ - برقۃ خانج - برقۃ الخال - برقۃ الخبیبۃ - برقۃ الخرجاء - برقۃ خو - برقۃ خنزیر - برقۃ حنیف - برقۃ الداث -
برقۃ دمخ - برقۃ رامتین - برقۃ رحرحان - برقۃ رعم - برقۃ الرکاء - برقۃ رواوۃ - برقۃ الروحان - برقۃ سعد - برقۃ
برقۃ سکران - برقۃ شلمانین - برقۃ سمنان - برقۃ شماء - برقۃ الشواجن - برقۃ صادر - برقۃ الصراہد -
برقۃ الصفا - برقۃ ضاحک - برقۃ ضارج - برقۃ طحال - برقۃ عاذب - برقۃ عاقل - برقۃ عالج -
برقۃ عسعس - برقۃ ذی علقی - برقۃ العناب - (مثل غراب) برقۃ عوہق - برقۃ العیرات - برقۃ عیہل -
برقۃ عیہم - برقۃ ذی غان - برقۃ الغضا - برقۃ غضور - برقۃ قادم - برقۃ ذی قار - برقۃ الفلاخ
برقۃ الکیوان برقۃ لفلف - برقۃ لعلع - برقۃ اللکیک - برقۃ اللوی - برقۃ ماسل - برقۃ مجول -
برقۃ مروراۃ - برقۃ مکیل - برقۃ منشد - برقۃ ملحوب - برقۃ النجد - برقۃ نعنی - برقۃ نعاج -
برقۃ النیر - برقۃ واجف - برقۃ واسط - برقۃ واکف - برقۃ الوداء -

برقۃ حارب - برقۃ ہجین - برقۃ ہولی - برقۃ یثرب - برقۃ الیمامہ - مترجم -

[2] ترجمہ - عرفان کی یاد مین برقا جندب مین تیرے آنکھون نے بہت آنسو بہائی کیا تو اسباب کو نہین جانتا -

نعمان بن منذر یہ کہتا ہے۔

وما اعتنه ارک منه بعد ما جزعت ایدی المطی بہ برقاً شمليلا[1]

ایک اور شاعر کہتا ہے۔

ولو ما ببرقا رالاجدین لو استے ابیا مقامی لانتهی او بجربا[2]

طرفہ بن عبد البکری کہتا ہے۔

لخولة اطلال ببرقة ثهمد تلوح كباقی الوشم فی ظاهر الید[3]

ابن مقبل کہتا ہے۔

طرب الی الحی الذین تحملوا ببرقة احواذ وانت طروب[4]

ایک اور شاعر کہتا ہے۔

لمن الدیار ببرقة الاجداد عفت سوار رسمها وغوار[5]

اسیطرح لفظ ثبیر بھی کئی ناموں کے ساتھ مرکب ہے مثلاً ثبیر مکہ معظمہ کے قریب چند پہاڑوں کے سلسلہ کا نام ہے اور یہ علاوہ اوس ثبیر کے ہے جو امرء القیس کندی کے اس شعر مین ہے۔

کان ثبیراً فی عرانین ویله کبیر اناس فی بجاد مزمل[6]

ثبیر الزنج - ثبیر الاعرج - ثبیر النصع - ثبیر غینا - اور ثبیر الاحدب اور ثبیر الاثبرہ[7]

---

[1] ترجمہ - جبکہ سواریان برقا شمليل سے گذر چکے ہین اب تیرا کیا عذر ہے۔

[2] ترجمہ - اگر وہ کسی روز میرے مقام پر برقا اجدین مین بغیر رضامندی کے آتا تو وہ اپنے فعل سے باز آجاتا یا اوسکو تجربہ ہوجاتا۔

[3] ترجمہ - خولہ کے پرانے کھنڈر جو مقام برقہ ثہمد کی تپھریلی زمین مین واقع ہین ایسے نظر آتے ہین جیسے گودنے کے باقی ماندہ نشان کلائی اور پہونچہ پر نظر آتے ہین۔

[4] ترجمہ - اُس قبیلہ کے روانگی کے وقت مقام برقہ احواذ مین تو بہت خوش ہوا۔

[5] ترجمہ - برقہ اجداد مین یہ کس کے مکان ہین کہ اون کے آثار اور نشان مٹ گئے ہین۔

[6] ترجمہ - تھوڑی سی مینھ برسنے سے ثبیر ایسا دکھائی دیتا ہے کہ گویا قوم کا سردار دھاریان کملی اوڑھے ہوئے کھڑا ہے۔

[7] یہ نام قاموس سے دیکھکر اضافہ کیا گیا ہے۔ مترجم

ای قبیل کے نام ہین اور یہ سب ملکر اثبرح کے نام سے پکارے جاتے ہین -
صاحب الاصل علامہ ڈاکٹر فان ویک کہتا ہے کہ اہل عرب بہت سے مقامات اور جگہونکو مختلف اسمون سے موسوم کرتے ہین - مثلاً ذی سلم - ذی الغضا - ذی قار - ذی طلوح اور اسیطح ذات الشیح ذات حرل اور ذات عرق چنانچہ صاحب قصیدہ بردہ کہتا ہے -

امن تذکر جیران بذی سلم | مزجت دمعا جری من مقلة بدم ۱؎

فارض کہتا ہے -

انار الغضا ضاءت وسلمی بذی الغضا | ام ابتسمت عما حکتہ المدامع ۲؎

بکیر بن الاصم التغلبی کہتا ہے -

ہم یوم ذی قار وقد حمس الوغی | خلطوا الہا ما جحفلا بلہام ۳؎

ایک اور شاعر کہتا ہے -

اذا نزل الخیام بذی طلوح | سقیت الغیث ایتہا الخیام ۴؎

فارض کہتا ہے -

وبذات الشیح عنی ان مررت | بحی من عریب الجزع حی ۵؎

---

۱؎ ترجمہ - کیا تو اپنے دوستون کی یاد سے جو ذی سلم مین رہتے تھے دردیدۂ چشم سے اشک خونین بہاتا ہے -
۲؎ ترجمہ - آیا درخت غضا مین آگ لگی ہے یا جس حال مین کہ سلمی نے مقام مذکور مین مسکرایا ہے کیونکہ اسکی حکایت آنسو کر رہے ہین -
۳؎ ترجمہ - جنگ ذی قار کے دن جبکہ بازار جنگ گرم ہوا تو انہون نے فوج کے بڑے بڑے حصونکو اکٹھا کر دیا -
۴؎ ترجمہ - ای خیمہ کے لوگو سمجھ لو کہ جب مقام ذی طلوح مین ڈیرے لگائے جاتے ہین تو بسبب بارش کے بھیگ جاتے ہین -
۵؎ ترجمہ - ای راہرو جب تو ذات الشیح مین پہونچے تو پیارے عربون کے قبیلون کو میرا سلام کہہ دینا -

عنترۃ العبسی کہتا ہے -

طال الثواء علی رسوم المنزل    بین الکلیل وبین ذات الحرمل[1]

بطن تو - بطن انف - بطن مر - بطن اباد اور بطن حرا سی قبیل کے نام ہین بطن کے لفظ سے جو نام مرکب ہین اونکی تعداد بیس تک بیان کی گئی ہے - امرء القیس کہتا ہے -

سمالک شوق بعد ماکان اقصرا    وحلت سلیمی بطن قو فعرعرا[2]

حجر یمامہ - حجر الراشدہ - حجر بنی سلیم - اور حجر دوس اسی قبیل کے نام ہین اور نیز بلاد عذرۃ وغطفان کے علاقہ مین ایک وادی کا نام بھی حجر کے لفظ کی ترکیب سے بیان کیا گیا ہے اور یمن کے علاقہ مین بھی حجر کے نام سے ایک جگہ مشہور رہی ہے -

دار اور دارہ کا لفظ بھی بہت سے مقامات کے نام کا جزو ہے جنکی تعداد چالیس او رستر بیان کی گئی ہے - اور شیخ ابو الحسین احمد بن فارس نے ایک کتاب لکھی ہے جسمین اونہین مقامات کا ذکر ہے جن کے نام کا یہ لفظ جزو ہے -

شہر جدہ بحر احمر پر واقع ہے اور یہ شہر مکہ کی بندرگاہ ہے - مقام حدیبیہ کچھہ تو حرم مین داخل ہی اور کچھہ حل مین اور مقام تبوک جہان کہ مسلمانون اور رومیون مین لڑائی ہوئی تہی مدینہ اور دمشق کے مابین وسط مین واقع ہے -

دومۃ الجندل ایک جگہ کا نام ہے اسکی وجہ تسمیہ کی نسبت یہ روایت کی جاتی ہے کہ ایک شخص جس کا نام اکیدر تھا وہ عین النمر کے قریب جو عراق مین ہے اور جو کہ مقام دومۃ العراق کے نام سے بھی مشہور رہے رہتا تھا - قبیلہ بنی کلب کا ایک شخص جسکا نام بزور اور وہ اطراف شام مین رہتا تھا اس کا ماموں تھا اثناے سفر مین اوس نے ایک اُجڑا ہوا شہر دیکھا جو اوس مقام پر تھا جس کا نام جندل تھا اکیدر نے اوسکی تعمیر کی اور وہان انگور کے درخت لگائے اور اوس کا نام دومۃ الجندل اس لحاظ سے رکہا کہ دومۃ العراق مین اور اوسمین فرق ہوجائے - خالد بن ولید نے بزمانہ غزوہ تبوک اسکو فتح کیا - قبیلہ بنی کلب کے لوگ اکثر اوس زمانہ مین یہان اُترتے تھے - زہیر بن جناب الکلبی اسی قبیلہ سے تھا - بنی بکر و تغلب مین بمقام مار الحنی جو لڑائی ہوئی تھی اُسکی

---

[1] ترجمہ رسوم - (آثار) منزل پر جو مقام کلیل اور ذات حرمل مین ہے قیام بہت مدت تک رہا -

[2] ترجمہ - تیرا شوق گھٹ جانے کے بعد اور بڑھ گیا کیونکہ سلیمی بھی بطن قو مین فروکش ہوئی ہے -

نسبت زہیر بن جناب الکلبی یہ کہتا ہے -

این ابن الفرار من حذر المو ت واذ تتقون بالاسلاب
اذا اسرنا مہلہلا واخاہ وابن عمرو فی القید وابن شہاب
وسبینا من تغلب کل بیضاء رقود الضحی برود الرضاب[۱]

زہیر بن شریک الکلبی بھی اسی قبیلہ سے تہا وہ اپنی زوجہ اسماء کی نسبت کہتا ہے -

الا اصبحت اسماء فی الخمر تعذل وتزعم انی بالسفاہ موکل
فقلت لہا کفی عتابک نصطبح والا فبینی فالتعزب امثل[۲]

اور حجر بکسر الحاء دومۃ الجندل کے جنوب مین ایک مقام ہے اس مقام پر حجاج شامی اکر رہتا تھا یہ بھی کہا گیا ہے کہ دیار ثمود یہین واقع تھی اور حجر فتح حا کے ساتھ ایک مقام ہے جو شہر یمامہ کے قریب ہے مذکورہ بالا دونون مقام قبیلہ بنی حنیفہ اور بعض قبیلہ مضر کے لوگون کے رہنے کے مقام ہین اور یہ بنی حنیفہ بکر بن وائل کی اولاد سے ہین مسیلمۃ الکذاب بھی انہین مین سے تھا اور ان کو عرب مستعربہ کہتے ہین[۳] - اور یہ قبیلہ ربیعۃ الفرس سے ہین امام ابو القاسم حریری مصنف مقامات اسی قبیلہ سے تھا - ابو القاسم حریری ایک قریہ مین رہتا تھا جس کا نام مشان تھا - اسکی نسبت بعض نے یہ کہا ہے جبکہ دیوان الانشا مین عاجز ہوا -

شیخ لنا من ربیعۃ الفرس ینتف عثنونہ من الہوس
انطقہ اللہ بالمشان کما رماہ وسط الدیوان بالخرس[۴]

---

[۱] ترجمہ - ابن فرار کہان ہے جو موت سے ڈرتا تہا اور وہ اپنے اسباب کو بچاتے تھے - پس لیکا یک ہم نے مہلہل کو اور اوس کے بہائی کو قید کرلیا اور ابن عمرو اور ابن شہاب کو بہی قید کرنے کے بعد بیڑیان پہنادی گیئن - تغلب کی قوم کے سب افسرون کو ہم نے قید کرلیا جو بوجہ دولت مندی کے دن چڑہے تک سوتے رہتے ہین چونکہ وہ حسین اور خوبصورت بھی ہین اس لئے اون کا آب دہن ٹہنڈا ہے -

[۲] ترجمہ - دیکھنا بوقت صبح اسماء نے مجکو شراب پینے پر ملامت کی اور اسکا خیال ہو کہ مین نادان ہون مین نے اس سے کہا کہ تو اپنے عتاب سے باز آجا اور ہم ملکر صبح کی شراب پی لینگے اگر تو ایسا نکریگی تو مجھ مین اور تجھ مین بوجہ میرے چلے جانیکے جدائی ہوجائیگی

[۳] عرب عاربہ یا عرب بائدہ اور عرب مستعربہ کا بیان مقالہ دوم کی فصل اول مین کیا گیا ہے - مترجم

[۴] ترجمہ - ہمارا شیخ جو قبیلہ ربیعۃ الفرس سے ہے وہ جوانی کی ہوس سے اپنی ڈاڑہی نوچتا ہے - خدا نے اوسکو مشان مین جو کہ ایک قریہ ہے پیدا اور گویا کیا جیسا کہ اوسکو وسط دیوان مین گونگا بنادیا -

خدام جدلیسیہ ایک اسی مقام کی رہنےوالی عورت تھی جسکو جو کہتے ہین آئندہ یہ مقام زرقا رجو کے نام سے ملقب ہوا کیونکہ اسکی زمین کے رنگ مین سفیدی اور چمک تھی یہ وہ عورت ہے کہ اونمین سے ایک شاعر اسکی نسبت یہ کہتا ہے۔

اذا قالت خدام فصدقوھا　　فان القول ما قالت خدام[1]

یتما قبیلہ طی کے قیام کا نام ہے یہان ایک قلعہ ہے جو ابلق الفرد کے نام سے مشہور ہے سموأل بن عادیا اسکی نسبت کہتا ہے۔

اذا المرء لم یدنس من اللوم عرضہ　　فکل رداء یرتدیہ جمیل[2]

اس کے بعد پھر وہ یہ کہتا ہے۔

لنا جبل یحتلہ من نجیرہ　　منیع یرد الطرف وھو کلیل

ھو الابلق الفرد الذی شاع ذکرہ　　یعز علی من رامہ ویطول

رسا اصلہ تحت الثری وسما بہ　　الی النجم فرع لاینال طویل[3]

کنارہ سمندر کے قریب حجر کے غربی سمت مین مائل بہ سمت جنوب شہر مدین ہے جو اُجڑا ہوا ہے اوسکی نسبت کثیر عزہ کہتا ہے۔

رہبان مدین والذین عہدتہم　　یبکون من حذر العذاب قعودا

لو یسمعون کما سمعت کلامہا　　خروا العزۃ رکعا وسجودا[4]

---

[1] ترجمہ - جب خدام کوئی بات کہا کرے تو سچ سمجھو کیونکہ خدام جو بات کہتی ہے وہ ہوکر رہتی ہے۔

[2] ترجمہ - آدمی وہی ہے جو اپنی عزت اور آبرو مین بٹانہ لگائے اور ایسا شخص ہر ایک لباس مین خواہ وہ پرانا اور میلا کچیلا ہو خوبصورت اور صاف معلوم ہوگا۔

[3] ترجمہ - ہم جس پہاڑ کے مالک ہین اوسپر وہی شخص اُترتا ہے جسکو ہم اجازت دیتے ہین اور وہ پہاڑ بہ سبب بلندی کے دیکھنے والے کی نظر کو تھکا کر لوٹا دیتا ہے اور وہ پہاڑ ابلق فرد ہی جسکا حال مشہور ہے جو شخص اوسپر چڑہنے کا قصد کرتا ہے وہ اپنی بزرگی کے وجہ سے طول ہو جاتا ہے اُسکی اصل تحت الثریٰ تک پہونچی ہوئی ہے اور اوسکی چوٹی ثریا تک بلند ہے جسکی وجہ سے کوئی اوسپر پہونچ نہین سکتا۔

[4] ترجمہ - مدین کے رہبان اور وہ لوگ جنکی مین نے ملازمت اور صحبت اختیار کی ہو خوف خدا سے کھڑے ہوکر رویا کرتے ہین اگر وہ اُسکی باتین سنینگے جسطرح سے کہ مین نے سنی ہین تو وہ رکوع اور سجود مین گر پڑینگے۔

اس مقام پر وہ کنواں بھی ہے جسکی نسبت کہا گیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے سائمۃ رعویل کو جو مدین کا ایک کاہن تھا پانی پلایا تھا۔

ینبع ایک شہر ہے سمندر کے قریب کسیوقت مین یہ شہر حسن بن علی بن ابی طالب رض کا مسکن رہا ہے یہان سے ایک منزل کے فاصلہ پر لنگرگاہ ہے اسکے قریب جبل رضوی ہے یہان کا پتھر دور دور جاتا ہے اور اسکو حجر مسن کہتے ہین صفی الدین الحلی اسکے طرف اپنے شعر مین اشارہ کرتا ہے۔

وحقک انی قانع بالتی تہوے ورا ض ولو حملتنی فی الہوی رضوی[۱]

مدینہ منورہ کے طرف فارض اپنے اس شعر مین اشارہ کرتا ہے۔

تیقنت ان لا دار من بعد طیبۃ تطیب وان لا عزۃ بعد عزۃ[۲]

شہر خیبر مدینہ منورہ کے قریب ہے یہان یہودیون کے بہت سے قبیلہ رہتے تھے جو بڑے مکار اور دغاباز تھے سموال بین عادیا یہودی یہین کا باشندہ تھا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہان قوم عمالقہ بھی کسی زمانہ مین رہی ہے۔ اس قوم کے بعد بنی قرۃ بن اسد بن ربیعہ کا قبیلہ یہان رہتا تھا۔ اگرچہ خیبر بہ لحاظ آب و ہوا کے نہایت خراب جگہہ ہے اور اوسکی آب و ہوا کی تاثیر سے جو بخار پیدا ہوتا ہے وہ نہایت شدید ہوتا ہے اخفش لکھتا ہے۔

فمن یک امسی فی بلاد مقامہ یسائل اطلالا بہا لا تجاوب

وقفت بہا ابکی واشعر سخنتہ کما اعتاد محموا بخیبر صالب[۳]

ان ابیات کے چوتھے مصرعہ مین صالب کا جو لفظ ہے اوس کے معنی اوس بخار کے ہین

---

[۱] ترجمہ۔ قسم ہے تیرے حق کی کہ مین اوس چیز پر قانع نہ ہونگا جسکو تو محبوب جانتا ہے اگر تو محبت مین مجھکو جبل رضوی پر بھی اٹھا لیجائے تو مین راضی ہون۔

[۲] ترجمہ۔ مین نے یقین کرلیا ہے کہ کوئی مکان مدینہ طیبہ کے سوا سے خوش کرنیوالا نہین ہے اور مین نے یہ بھی جان لیا ہے کہ اس عزت (اسلام) کے بعد اور کوئی عزت اچھی نہین ہے۔

[۳] ترجمہ۔ جو شخص کہ اون مقامات مین شام کرتا ہے وہ اون کے کنہڈرون سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ جواب نہین دیتے۔ مین وہان روتا ہوا ٹھیرا رہا اور گرمی کو محسوس کیا جیسا کہ شدید بخار والا خیبر مین عادتاً پاتا ہے۔

جس کے ساتھ سر مین درد بھی ہو۔

تاہم یہان بہت سے نخلستان (کھجورین) ہین اور اس لئے یہان کے کھجورین دور دور جاتے ہین خارجہ بن ضرار المری کہتا ہے۔

اخالد ہلا اذ سفہت عشیرۃ ۔۔۔ کففت لسان السوء ان تیدعا
فانک واستبضاعک الشعر نحونا ۔۔۔ کمستبضع تمرا الی ارض خیبرا[1]

ان اشعار کا چوتھا مصرعہ عربون مین ضرب المثل کے طور مستعمل ہوتا ہے۔

مدینہ کے سمت جنوب و شرق مین ایک رات دن کی راہ پر مقام جار ہے جو مدینہ کے بندرگاہ سمجھا جاتا ہے عبد الملک بن الحسن الجاری احول یہین کا رہنے والا تھا اور اسی کے جنوب شرق مین ایک منزل کی راہ پر ایک چشمہ ہے جسکو بدر کہتے ہین اور اسکے قریب بدر کی آبادی ہی جہان کہ ابتدائے اسلام مین مسلمانون اور مشرکین قریش کے باہم سخت جنگ ہوئی تھی جسمین آخر کار مسلمان فتحیاب ہوئے۔ اس جنگ کو بدر القتال اور بدر الموعد بھی کہتے ہین اس جنگ مین جو لوگ قتل ہوئے اون مین بدر بن الاسود بن زمعۃ بن المطلب بن نوفل القرشی بھی قتل ہوا یہ شخص مشرک تھا اوس کے باپ نے مرثیہ مین یہ اشعار کھے ہین۔

اتبکی ان یضل لہا بعیر ۔۔۔ ویمنعہا من النوم السہود
فلا تبکی علے بکر ولکن ۔۔۔ علی بدر تقاصرت الجدود[2]

جحفہ کے (جو اب ویران ہے) اور مکہ کے وسط مین مقام عسفان واقع ہے جسکا دوسرا نام مدرج عثمان ہے عنترۃ العبسی اسی کے طرف اشارہ کرتا ہے۔

کانہا یوم صدرت ما تکلمنا ۔۔۔ ظبی بعسفان ساجی الطرف مطرف[3]

---

[1] ترجمہ۔ ای خالد جبکہ تونے ہمارے کنبہ کو سفاہت سے منسوب کر چکا تو تونے اپنی زبان کو خباثت سے کیون نہین روک لیا کیونکہ تیرا ہمارے طرف اپنے شعر کو سرمایہ بنا کر بھیجنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص کھجور کو بغرض تجارت خیبر بھیجتا ہے جہان کہ کھجور بہ کثرت ہوتی ہے۔

[2] ترجمہ۔ کیا یہ (عورت) اپنے اونٹ کے گم ہو جانیسے روتی ہے اور کیا بیخوابی اسکو سونے روک سکتی ہی (ای عورت) اپنے جوان کے گم ہونے پر مت رو بلکہ (مقتول) بدر پر رونا چاہیئے کیونکہ اس دن تمام کوششین بیکار گئین۔

[3] ترجمہ۔ جس دن سے کہ اوس (محبوبہ) نے ہم سے اعراض کیا ہی ہم دیکھتے ہین کہ عسفان کی کوئی ہرنی جسکی نظر قایم ہی ہم سے برگشتہ ہے یعنی ہم سے کوئی بات تک نہین کرتا۔

شہر طائف مکہ کے شرق اور جبل غزوان کے دامن مین واقع ہے یہ شہر نہایت سرد ہے یہان میوہ جات کثرت سے پیدا ہوتے ہین کیونکہ اوس کے اطراف مین باغات بہت ہین - یہ باغات قدرتی چشمون اور پہاڑی نہرون سے سیراب ہوتے ہین - طائف کے لغوی معنی طواف کرنے والے یعنی چکر گہومنے والے کے ہین چونکہ اسکے اطراف مین پانی کثرت سے ہے اسلئے اسکا نام طائف رکہا گیا اور اس وجہ تسمیہ کے نسبت یہ بھی روایت بیان کیجاتی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے اس مقام پر جبکہ وہ ملک شام مین واقع تھا طواف کیا تھا یعنی یہان گشت لگائے تھے اور خدا تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے اسکو یہان منتقل کر دیا - یہان کے لوگ قبیلہ ثقیف کے ہین حجاج بن یوسف الثقفی بہی اسی قبیلہ سے ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ لوگ قیس عیلان یا ابا دیا قبیلہ ثمود کے ہین -

یمامہ اور تہامہ کے قریب بازار عکاظ ہے اور ہر سال یہان بازار بھرتا تھا - اس کا ذکر آئندہ کیا گیا ہے -

صنعاء یمن بلاد عرب کے مشہور اور سرسبز و شاداب شہرون مین شمار کیا گیا ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ نہرون اور درختون کی کثرت کے سبب سے دمشق کے مشابہ ہے - آب و ہوا نہایت معتدل ہے بازارات نہایت خوبصورت اور وضعدار ہین تجارت بھی اچہی حالت مین ہے - اگلے زمانہ مین یہ شہر شاہان یمن کا تخت گاہ رہا ہے اور اونکی عظیم الشان عمارتون مین سے اس زمانہ تک بھی ایک عمارت باقی ہے جس کا نام غمدان ہے اس کا ذکر بہی آگے آئیگا -

صنعاء کے سمت جنوب و شرق مین شہر مارب ہے جو سبا کے نام سے بہی مشہور ہے اور یہ نام غالباً عبد الشمس الملقب بہ سبا کی نام پر رکہا گیا ہے - یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس نے یہان ایک بہت بڑی سد (دیوار) بنائی تہی اور دور دور سے نہرین کاٹ کر لائی گئی تہین اور اس سد کے سامنے ایک اور کنارہ یعنی کٹا بنایا تھا ایک سال اسقدر بارش ہوئی کہ یہ سد وغیرہ سب کٹ کر بہ گئی اور اسکی وجہ سے بہت سے آدمی ڈوب کر مر گئے اس حادثہ کا نام سیل عرم ہے - اس واقعہ کے بعد عرب کے بہت سے قبیلہ یہان سے پراگندہ ہو گئے - اس کے اطراف مین خط مسند مین کتبے ہین اس خط کو خط حمیری بھی کہتے ہین اس سے پہلے یہ کتبے پڑہے نہین گئے تھے - مگر ۱۸۷۵ء مین فرانس اور انگلینڈ کے بعض سیاحون نے پڑہا جو اس ملک کے اطراف

وجوانب مین گشت کرتے پہرتے تھے - اور جو حبشی - کوفی - فینقی اور عبرانی خطوط کے پڑہنے
مین مہارت رکھتے تھے ان خطوط سے مقابلہ کرکے اون کتبون کو پڑہا - ان مین سے بعض کا یہ
خیال ہے کہ یہ کتبے قوم عاد اور ثمود کے زمانہ کے ہین اور یہ قبیلہ حمیر کی طرف منسوب ہین -
حمیریون نے ثمود کو یمن سے نکال دیا جس کے بعد مقام حجر مین اون کا قیام ہوا -
صنعار کے سمت شمال و مغرب مین مقام صعدہ ہے - ابوالقاسم الحریری نے اپنی کتاب
مقامات کے مقام صعدیہ مین اسکا ذکر کیا ہے اور یہ کہتا ہے -

من ضامہ اور ضارہ دہرہ فلیقصد القاضی فی صعدہ
سماحہ ازرے بمن قبلہ وعدلہ اتعب من بعدہ[1]

اور نیز صنعا کے سمت غرب مین ایک منزل پر ساحل بحر احمر کے پاس شہر زبید ہے اسکی
بندرگاہ کا نام علافقہ ہے اور جنوب مین ساحل سمندر پر شہر مخا ہے جہان بون یعنی قہوہ پیدا ہوتی
ہے - شہر مخا سے چار منزل کے فاصلہ پر بیت الفقیہ ہے یہان کثرت سے قہوہ ہوتی ہے جسکو
تاجر خرید کرلے جاتے ہین -

شہر عدن بحر ہند کے کنارہ پر واقع ہے یہان جہازون کی جو لنگرگاہ ہے اوس سے مشرقی
اور مغربی تجارت مین بہت مدد ملتی ہے لیکن فی الحال اس کا وہ اعتبار نہین رہا - عدن کی
زمین خشک اور پتھریلی ہے اور بالفعل انگریزون کے قبضہ مین ہے جہان سے اون کے
جہاز نہر سویز سے ہوکر ہندوستان آتے ہین -

یمن کے پاس ہی جزیرہ سقطرہ ہے جہان صبر سقطری (جو ایک دوائی کا نام ہے) پیدا ہوتی
ہے اور سب جگہ وہ فروخت ہوتی ہے جزیرہ سقطرہ علاقہ یمن کی سرحد کی انتہا ہے - لیکن شہر
مسقاط بلاد عمان مین داخل ہے -

احسا بحرین کے علاقہ کا ایک قصبہ ہے یہان بہت چشمہ ہین جنمین سے بعض گرم پانی کے چشمہ بھی
ہین - احسا مین کھجور کے درخت غوطہ دمشق کی طرح کثرت سے ہین یہان جو کھجور پیدا ہوتی ہے
وہ یمامہ جاکر گیہون کے بدلہ فروخت ہوتی ہے -

---

[1] ترجمہ - جسکو کہ زمانہ نے نقصان پہونچایا ہو یا اسپر ظلم کیا ہو اسکو چاہیئے کہ قاضی کے پاس صعدہ مین جائے
اسکی سخاوت نے اگلون کو ذلیل اور اسکے عدل نے پس ماندون کو سست کردیا -

احسار کے شمال میں خلیج عجم کے کنارہ پر مقام قطیف ہے جہان سے موتی نکالا جاتا ہے اور شہر کاظمہ سے چار منزل کے فاصلہ پر ہے اسکے قریب خلیج عجم مین جزائر بحرین ہین اور وہان جو بے بہا موتی نکلتا ہے اوسکی نظیر بہت کم پائی جاتی ہے۔

شہر کاظمہ جس کا اوپر ذکر ہوا خلیج عجم کے ساحل پر ابلہ سے جنوب کی طرف ہے۔ یہ شہر بعض اوقات عراق مین بھی شمار کیا جاتا ہے صاحب قصیدہ بردہ نے بھی اپنے ایک شعر مین اسکا ذکر کیا ہے۔

ام ہبت الریح من تلقاء کاظمۃ　　　او اومض البرق فی الظلماء من اضم[1]

شہر یمامہ احسار سے مائل بغرب سمت جنوب مین واقع ہے۔

بلاد عرب کے قدیم شہرون مین جہجم ہے جو زبیر سے سمت شمال و شرق مین واقع ہے زبیر کے جنوب مین قلعہ تعز ہے جو کسی زمانہ مین شاہان یمن کا تخت گاہ تھا یہ قلعہ ایک پہاڑ پر واقع ہے جو اراضی زبیر اور تہایم سے نظر آتا ہے۔

صنعار کے مشرق مین کنارہ جون پر داخل البحر (داخل سمندر) شہر ظفار ہے جو بلاد شحر کا ایک قصبہ ہے ہندوستان کی اشیاء کی ظفار مین اور ظفار سے ہندوستانی اشیار کی مین تجارت ہوتی ہے اور اس کے علاقہ مین ہندوستان کے علاقہ کے اکثر درخت ہین مثلاً ناریل اور تنبول (پان)۔ ظفار کے شمال مین ریگ کے تودے ہین جو بلاد عاد کے نام سے موسوم ہین۔

نجران صعدہ کے شمال سمت مین اون پہاڑون پر جو یمن کے شمال مین ہین واقع ہے جو صنعار سے دس منزل کے فاصلہ پر ہے اور یہ قبیلہ ہمدان کے قبضہ مین ہے۔ ہمدان سے مراد کہلان بن سبا ہے۔

## فصل دوم

بلاد جزیرہ کا بیان جو دیار بکر۔ دیار ربیعہ اور دیار مضر کے نام سے موسوم ہے

کہا گیا ہے کہ سیل عرم کے بعد جس کا پہلے ذکر ہوا یمنی عربون کے تین قبیلے یعنے ربیعہ بکر اور

---

[1] ترجمہ۔ تو کیون روتا ہے کیا شہر کاظمہ سے (جو دوست کی گلی ہے) صبا آئی ہے یا اندھیری رات مین اضم کی طرف سے بجلی چمکی ہے۔

مضر دوابہ یعنی دجلہ اور فرات کے مابین جسکو جزیرہ کہتے ہین فروکش ہوئے اسیوقت سے یہ علاقہ دیار بکر۔ دیار ربیعہ۔ اور دیار مضر کے نام سے موسوم ہے صفی الدین الحلی کہتا ہے

ہوی یقتادنی مندیار بکر ۔۔۔ واخر نحوارض الجامعین

سامرح نحو راس العین خطوا ۔۔۔ واقصدہا علی راسی وعینی[1]

اسی علاقہ مین نہر خابور بہتی ہے جس کے دونون طرف درخت لگے ہوئے ہین۔ خارجیہ نے ابن طریف کے مرثیہ مین اسکے طرف اشارہ کیا ہے۔

ایا شجر الخابور مالک مورقا ۔۔۔ کانک لم تجزع علی ابن طریف[2]

بنی مضر کی اولاد مین سے عرب طائیہ ہین اور طی حاتم بن عبد اللہ کا قبیلہ ہے یہ شخص سخاوت مین نہ صرف ملک عرب مین بلکہ ہر جگہ مشہور رہے اوس بن حبیب جو ابو تمام طائی کے نام سے مشہور ہے اسی قبیلہ سے ہے۔

شہر سروج اسی علاقہ کے شہرون مین ہے اور ابو زید السروجی یہین کا باشندہ تھا۔

رحبہ جسکو رحبہ مالک بھی کہتے ہین اسی کے علاقہ کی ایک جگہ ہے اور یہ مالک بن طوق کی طرف جو خلیفہ رشید عباسی کا ایک فوجی کمینڈنگ تھا منسوب ہے۔

قرقیسیا ہند بنت ابان کا شہر ہے جس نے جذیمۃ الابرش کو قتل کیا اور یہ شہر دیار مضر مین گنا جاتا ہے۔

شہر دارا بھی اسی علاقہ کا ایک شہر ہے اس کے نسبت ایک شاعر کہتا ہے۔

ولقد قلت لرحلی ۔۔۔ بین حران ودارا

اصبری یا رحل حتی ۔۔۔ یرزق اللہ حمارا[3]

شہر نصیبین دیار ربیعہ مین شمار کیا گیا ہے اور اس شہر مین سفید گلاب پیدا ہوتا ہے اور سرخ گلاب کا

---

[1] ترجمہ۔ محبت مجکو دیار بکر مین کہینچکر لے جا رہی ہے اور پہر ارض جامعین کی طرف اور پہر مین قریب مین راس العین کی طرف جانے والا ہون اور مین بسر وچشم اوسکا قصد کرتا ہون۔

[2] ترجمہ۔ ای خابور کے درختو تم مین یہہ برگ و بار کیون ہے معلوم ہوتا ہے کہ تم نے ابن طریف پر رویا نہین ہے۔

[3] ترجمہ۔ حران اور دارا مین مین نے اپنے ساتھی سے کہا کہ ای دوست صبر کر خدا اپنی عنایت سے گدہا بھی دیگا۔

یہان نشان تک نہین ملتا۔

جزیرہ ابن عمر یہ ایک چھوٹا سا شہر دجلہ کے سمت غرب مین واقع ہے یہ نہایت مردم خیز خطہ ہے یہان کثرت سے صاحب علم پیدا ہوئے چنانچہ بنو اثیر سے مبارک نامی مصنف کتاب جامع الاصول فی احادیث الرسول اور نصر اللہ مصنف انشار بلاغت اور علی مصنف تاریخ اسی شہر کے اہل علم ہین اسی وجہ سے یہ لوگ جزری کے نام سے پکارے جاتے ہین۔

شہر عانہ قدیم بابل کے قریب مین ہے یہان شراب نہایت عمدہ ہوتی ہے۔ ایک شاعر کہتا ہے

امن بابل ام من لواحظک السحر ومن عانة ام من مراشفک الخمر

وہل بالرداہ الموت ام حادث النوی وہل ہو شوق بین جنبی ام جمر[1]

تکریت بھی ایک مشہور شہر ہے یہان بھی بہت سے عالم ہوئے ہین اور یہ شہر تکریت بنت بابک کے نام سے موسوم ہوا ہے اب یہ شہر ویران ہے۔

# فصل سوم

## بلاد عراق کا بیان

ابو الفدا کہتا ہے کہ ملک عراق کو عراق اس لیئے کہتے ہین کہ وہ نجد سے نیچے اور سمندر سے قریب ہے اور یہ نام عراق قربہ سے ماخوذ ہے جسکے معنی کنارہ مشک کے ہین جو نیچے سے بہی ہوئی ہو غرض کہ عراق دجلہ کے دونون کنارون پر واقع ہے جیسا کہ مصر دریائے نیل کے دونون کنارون پر واقع ہے۔

ابن خلدون مغربی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل عراق عربون کے تیسرے طبقہ مین داخل ہین جنکو عرب تابعہ کہتے ہین اور یہ بدوی (جنگلی) عرب ہین جنکا کوئی مکان نہین تھا بلکہ یہ لوگ مارے مارے پھرتے تھے اور جہان کچھ دنون رہتے تھے وہ وہان خیمہ نصب کر لیتے تھے۔
یہ لوگ ہمیشہ سے آزاد ہے اور ان کا گروہ بہت بڑا تھا جب انکی نسل بڑھی اور ان اور اوسکی

---

[1] ترجمہ۔ یہ نسیم سحر جو آرہی ہے کیا شہر بابل سے آرہی ہے یا تیرے آنکھ کے اشارہ سے آئی ہے اور یہ شراب جو موجود ہے کیا شہر عانہ کی ہے یا تیرے لب نیلگون کی ہے کیا مین موت کو دیکھ رہا ہون یا کوئی نیا امر حادث ہوا ہے اور کیا میرے پہلو مین شوق ہے یا آگ کا شعلہ ہے۔

کثرت ہوئی تو یہ لوگ بہت سے ملکون اور شہرون پر قابض ہوگئے اور جب ان مین کثرت مال و دولت سے عیش وعشرت کی طرف میلان ہوا تو پھر اور قومون نے اون کو زیر کیا اور یہ پھر اپنے قدیم طریقہ کے بموجب جنگلون مین مارے پھرنے لگے اور اب اونکی قوت بسری اور زندگی کا مدار لوٹ مار اور رہزنی پر ہے۔

عرب کے طبقہ اولی مین قوم عمالقہ[1] شمار کی گئی ہے اور دوسرے طبقہ مین تبابعہ۔ شاہ بابل یعنی بخت نصر مین اور ان مین بہت لڑائیان ہوئی ہین اسی بادشاہ نے ان مین سے بعض کو نکال کر مقام حیرہ مین مقیم کیا اور اوس کے مرنے کے بعد یہ لوگ انبار کو چلے گئے اور وہان سے پھیل کر عراق اور شام مین رہنے لگے۔

مقام حیرہ جسکا ابھی ذکر ہوا عراق کے کنارہ پر واقع ہے یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب تبع یمنی خراسان کو گیا اور رات کو ایک ایسے مقام پر اوسکا گذر ہوا جس سے اوسکو حیرت ہوئی اور وہ یہان فروکش ہوا تو اوسنے حکم دیا کہ یہان مکانات بنائے جائین اسیوجہ سے اس کا نام حیرہ رکھا گیا پھر یہان شاہان لخمیین رہنے لگے جو نعمان بن منذر کی آل سے تھے یہان منذر بن امرء القیس عیسائی ہوگیا اور اوس نے بہت سے عالیشان گرجا تعمیر کرائی اور نیز ایک عالیشان قصر بنوایا اور اوسکا نام زورا رکھا شاعر نابغۃ الذبیانی اپنے اس شعر مین اسی کے طرف اشارہ کرتا ہے۔

وتسقی اذا ماشئت غیر مصرد ۔۔۔ بزوراء فی اکنافہا المسک کارع[1]

غرضکہ یہ بہت بڑا شہر تھا زراعت بھی اچھی خاصی ہوتی تھی زمانہ اسلام مین حضرت ابوبکر الصدیق رض خلیفہ اول نے اسکو صلح سے فتح کیا تھوڑے دنون تک یہ شہر اسلام کا دار الخلافت رہا پھر یہان سے منتقل ہوا اور انبار تخت گاہ قرار پایا۔

انبار عراق مین ایک شہر ہے جو نہر فرات کے سمت شرق مین واقع ہے اور بغداد سے دس فرسخ کے فاصلہ پر ہے اس شہر کا نام انبار اسلیئے رکھا گیا کہ شاہان اکاسرہ یعنے خسروان ایران یہان غلہ وغیرہ سامان جمع کرتے تھے اہل علم کی بھی ایک بڑی جماعت یہان گذری ہے جو ہر ایک فن مین

---

[1] ایک اور روایت مین اسطرح سے مروی ہے بزوراء فی حافاتہا المسک کانع ۔ مترجم ۔ اس کا ترجمہ یہ ہے جس حال مین کہ تو پورے طور پر سیراب نہ ہو تو مقام زورا مین اچھی طرح سے سیراب ہوگا کیونکہ اوسکے اطراف مین پانی تو کیا چیز ہے مشک کی بو کی ہوا مہکتی رہتی ہے

کامل تھے۔

انہین امور کے لحاظ سے حضرت عمر بن الخطاب رضؓ (خلیفہ ابو بکر الصدیق) اور اون کے عمال نے اسی علاقہ مین ایک جگہ منتخب کر کے اپنے رہنے کے لئے ایک شہر کی بنا ڈالی جسکی آبادی بڑھنے سے علوم و فنون مین بھی ترقی ہوتی گئی اور آیندہ چلکر یہ شہر دار الخلافت قرار پایا۔

ہم نے بیان کیا ہے کہ مسلمانون نے پہلے جو شہر بسایا وہ بصرہ ہے حضرت عمر بن الخطاب رضؓ کے زمانہ خلافت مین اسکی بنا ڈالی گئی بصرہ کے معنی نرم پتھر کے ہین۔ علماء اور راویون کا ایک گروہ اسی شہر سے منسوب ہے جنمین سے شیخ محمد ابو القاسم الحریری مصنف مقامات بھی ہے۔ اسکے جنوب مین ایک جنگل ہے جسکا نام وادی النساء ہے کیونکہ عورتین اکثر یہان آتی ہین اور چھتریان[1] جو بکثرت پیدا ہوتی ہین وہ اکھاڑ کر لے جاتی ہین اور مربد بصرہ بھی یہین واقع ہے جسکا ذکر اوسکے مقام پر کیا جائیگا۔

شہر کوفہ جسکو سعد بن ابی وقاص رضؓ نے عہد خلافت حضرت عمر رضؓ مین آباد کیا اور اہل حیرہ نے یہان بود و باش اختیار کی فرات کے پاس ایک نہر ہے جو خورنق کے نام سے مشہور رہی شعراء نے بھی اپنے اشعار مین اس نہر کا ذکر کیا ہے ابو العاہیہ کہتا ہے۔

لہفی علی الزمن القصیر ۔۔۔ بین الخورنق والسدیر[2]

اسود بن لیعفر کہتا ہے۔

اہل الخورنق والسدیر و بارق ۔۔۔ والقصر ذی الشرفات من سنداد[3]

شاعر منخل الیشکری کہتا ہے۔

ولقد شربت من المدا ۔۔۔ م بالصغیر و بالکبیر

واذا انتشیت فانتی ۔۔۔ رب الخورنق والسدیر

واذا صحوت فانتی ۔۔۔ رب الشویهة والبعیر[4]

---

[1] یہ ایک قسم کی نبات ہے جسکی شکل بالکل چھتری کی سی ہوتی ہے۔ اسکا طول کم و بیش چھ انچ ہوتا ہے اور مثل دوسرے ترکاریون کے اسکو پکا کر کھاتے ہین فارسی مین اسکو سماروغ کہتے ہین۔ مترجم

[2] ترجمہ۔ خورنق اور سدیر مین لطف اٹھانے کے لئے بہت کم زمانہ ملتا ہے اسی وجہ سے مین افسوس کرتا ہون

[3] ترجمہ۔ خورنق اور سدیر اور بارق اور قصر ذی شرف کے لوگ جو کہ سنداد سے ہین۔

[4] ترجمہ۔ مین نے چھوٹے بڑے ہر طرح کے پیالون سے شراب پی ہے۔ جب مجکو نشہ خوب ہوتا ہے تو مین اپنے کو مالک خورنق اور سدیر خیال کرتا ہون اور جب مین ہوش مین ہوتا ہون تو بھی بکریون اور اونٹون کا مالک ہوتا ہون۔

کوفہ اور قادسیہ کے مابین عرب اور اہل فارس مین ایک مقام پر جنگ ہوئی تھی جو یوم قادسیہ کی نام سے مشہور ہے چنانچہ شاعر ندکور پھر اوسکے طرف اشارہ کرتا ہے۔

ویوم القادسیۃ قد دعتنا الی تبدید شملھم دواعی [1]

کوفہ اور واسط کے مابین کئی لڑائیان ہوئی ہین بکیر بن اصم التغلبی ان لڑائیون کے طرف اشارہ کرکے کھتا ہے۔

ھم یوم ذی قار وقد حمس الوغی خلطوا لھا ماً جحفلا بلھام

ضربوا بنی الاحرار یوم لقوھم بالمشرفی علی صمیم الھام [2]

احمد بن حسین شاعر جو متنبی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ۳۰۳ہجری م ۹۱۵ع مین کوفہ مین پیدا ہوا۔

اسکے قریب مین علی بن ابی طالب رض کی مسجد ہے اور علی اختلاف الروایات حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مدفن بھی یہی ہے۔ فارس سے اکثر شیعہ زیارت کے لئے یہان آتے ہین۔

باطنیہ اور قرامطہ کے گروہ کا بھی اسی مقام سے ظھور رہوا۔

مدینہ واسط جسکو حجاج نے عبد الملک بن مروان کی خلافت مین ۸۰ھ م ۶۹۷ع مین بسایا اور اسکا نام واسط اس لئے رکھا کہ وہ بصرہ اور کوفہ کے مابین واقع ہے۔

شہر بغداد ابو جعفر منصور خلیفہ عباسی کا آباد کیا ہوا ہے اسکی نسبت اور حالات اس کتاب مین آیندہ بیان ہون گے۔

شہر سر من راے جسکو تخفیف کر ساتھ سامری [3] بھی کھتے ہین اسی نواح مین ہے یہان کے ایک کاتب کی نسبت جو سیف الدولۃ العدوی کے پاس تھا شاعر متنبی کھتا ہے۔

اسامری ضحکۃ کل رار فطنت وکنت اغبی الاغبیاء [4]

---

[1] ترجمہ۔ جنگ قادسیہ کے روز ہم دشمنون کی جماعت کے پراگندہ کرنے کے لئے بلائے گئے تھے۔

[2] ترجمہ۔ اس بیت کے پہلے بیت کا ترجمہ اسی مقالہ کے پہلی فصل مین کر دیا گیا ہی اسلئے اوسکے ترجمہ کی ضرورت نہین ہے دوسری بیت کا ترجمہ یہ ہی۔ انہون نے بنی احرار کو جبکہ اون سے مقابلہ ہوا تو مشرف کی تلوار ونسے انکی سخت کھوپریون پر زخم لگائے

[3] امامیہ کا اعتقاد ہے کہ امام مہدی آخر الزمان اسی شہر کے ایک غار مین بحکم خدا پوشیدہ ہوئے ہین۔ مترجم

[4] ترجمہ۔ اے سر من راے کے رہنے والے تجکو لوگ ایک مسخرہ کی حیثیت سے دیکھتے ہین تو تو بہت بڑا غبی ہے میرے اشعار کو کیونکر تو نے سمجھا۔

ملک عراق میں ایک نہر ہے جو عیسی کے نام سے مشہور ہے اور اوسکا نام عیسی بن عبداللہ عباسی کے نام پر رکہا گیا ہے۔

شہر حلہ جو صفی الدین بن سرایا الحلی مصنف دیوان کا مولد ہے اوسکی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ وہ قدیم بابل کے پتہرون سے بنایا گیا ہے اور شہر حلہ سے بابل سمت شرق میں واقع ہے اور یہ خود بغداد کی سمت جنوب و غرب میں واقع ہے۔

شہر قطربل بغداد کی جانب بلیدہ کے قریب واقع ہے جسکو عکبری کہا جاتا ہے۔ اس شہر میں کسیوقت خلفاء کا مجمع رہا ہے اور اہل قصف (کہیلنے کودنے والون) کے لیئے بہی نہایت مالوف مقام تہا۔

محمد بن جعفر الحلی کہتا ہے۔

یقولون یا قطربل فوق دجلة عدمتک الفاظا لغیر معانے

اقلب طرفی لا اری القفص دونہا ولا النخل باد من قری البردان[1]

یہان جو شراب ہوتی ہے وہ نہایت عمدہ خیال کیجاتی ہے یہان تک کہ ہر ایک عمدہ شراب کو یہین کی سمجہتے ہین متنبی کہتا ہے۔

بلاد اذا زار الحسان بغیرہا حصی تربہا ثقبنہ للمخانق

سقتنی بہا القطربلی ملیحة علی کاذب من وعدہا ضوء صادق[2]

ابو نواس الحکمی بہی شراب کی نسبت یہ کہتا ہے۔

قطربل مربعی ولی بقری الکر خ مصیف وامی العنب[3]

---

[1] ترجمہ۔ لوگ قطربل کو جو دجلہ پر واقع ہوا ازروے یاد کر کے ہاے قطربل کہتے ہین اور یہ بہی کہتے ہین کہ ہم نے تیری تعریف مین الفاظ کو معدوم المعانی پایا مین اپنی دونون آنکہون کو پہیر لیتا ہون کیونکہ مین تو قفص کو اور نہ بردان کے کہجوربن کو اوس سے بڑہ کر نہین پاتا ہون۔

[2] ترجمہ۔ یہ ایسے شہر ہین کہ اگر یہان کی مٹی کے سنگریزے دوسرے جگہ جاتے ہین تو حسین عورتین اُن سنگریزون کے ہار بنا لیتے ہین اس سرزمین مین ایک حسین عورت نے مجکو قطربلی شراب پلائی یہ عورت ایسی خوش بیان تہی کہ اوسکے جہوٹے وعدون پر بہی صداقت کی جہلک پائی جاتی تہی

[3] ترجمہ۔ قطربل میرا چرا گاہ ہے اور مین قریہ کرخ مین گرمیون کے موسم مین رہتا ہون اور میری مان انگور ہے یعنی مین شراب پیا کرتا ہون۔

شہر مداین بغداد سے ایک منزل کی مسافت پر جنوب مین واقع ہے اسکا قدیم نام طیسفون تھا یہان ایوان کسریٰ کی شکستہ عمارت موجود ہے - اس عمارت کی وسعت کی نسبت یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس کے ایک ستون سے دوسرے ستون تک کی مسافت پچانوی ۹۵ ذراع اور ارتفاع اسّی ذراع ہے -

بغداد اور واسط کے مابین ایک شہر ہے جسکا نام جبل ہے یہان بہت سے صاحب علم ہوئے ہین منجملہ اون کے ابو الخطاب شاعر جبلی ہے اسمین اور شیخ ابو العلاء معری مین اکثر مشاعرے ہوئے تھے - اسیکی نسبت معری نے اپنا مشہور قصیدہ کہا ہے -

غیر مجد فی ملتی و اعتقادی　　نوح باک ولا ترنم شاد[۱]

# فصل چہارم

## اراضی شام کا بیان

ابو الفداء کا بیان ہے کہ ملک شام کو شام اس لیے کہتے ہین کہ بنی کنعان کی ایک قوم کعبہ کی بائین جانب ہوتی ہوئی یا اوس حال مین جبکہ کعبہ ان کے بائین جانب واقع تھا آکر یہان آباد ہوئے اور نیز یہ کہ یہ شہر کعبہ کے بائین سمت مین واقع ہے - عبرانی اور سریانی زبان مین اسکا نام شام ہے - یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس علاقہ کی اراضی کے قطعات چونکہ سرخ و سفید اور سیاہ رنگ کے تھے اسی مناسبت اور تشبیہ سے شام کہنے لگے - سنہ ۲۱ھ مین مسلمانون نے جب اسکو فتح کیا تو اس کا نام شام مشہور رہا کیونکہ اس سے پہلے اس کا نام سوریہ تھا - اور جبکہ سلطنت عثمانیہ کے عہد مین اسمین اور علاقہ شامل ہوئے تو پھر اسکو پہلے نام سے یعنی سوریہ کے نام سے پکارنے لگے -

ملک عراق کے بیان مین ہم نے ابن خلدون مغربی کے بیان کو لکھدیا ہے کہ عربون کے یہان آباد ہونے کا کیا سبب تھا اور یہ بھی بیان کر دیا گیا ہے کہ پادشاہ بابل یعنی بخت نصر کے سبب سے یہ لوگ یہان آباد ہوئے - لیکن ابو الفداء کہتا ہے کہ اہل یمن سے ایک قوم بنی ازد بن غوث بن نبت بن مالک بن ادد بن زید بن کہلان بن سبا کی اولاد سے واقعہ سیل عرم کے بعد خانہ بدوش ہو کر شام کے ایک چشمہ پر آباد ہوئے جو غسان کے نام سے مشہور رہے -

---

[۱] ترجمہ - میرے مذہب اور اعتقاد مین خوف زدہ کی طرح رونا اور شعر پڑھنے والے کی طرح خوشی کرنا بزرگی کی بات نہین ہے

اور یہ غسان جس کا ذکر ہوا حوران کے علاقہ کا ایک گانون دمشق کے جنوب و شرق مین ہے یہان ایک اور گانون ہے جسکو بصری کہتے ہین - ابوالفدا کا بیان ہے کہ یہ گانون دیار فزارہ و بنی عامر کے علاقہ کا ہے -

حوران کے علاقہ مین اذرع بھی ایک گانون ہے جس کا ذکر تورات مین کیا گیا ہے - اہل عرب اسکو اذرعات بھی کہتے ہین - امرؤالقیس کہتا ہے -

تنورتھا من اذرعات واہلھا　　بیثرب ادنی دارہا نظر عالی[ل]

سویدا بھی اسی علاقہ کا ایک گانون ہے اس مقام پر نعمان بن عمرو بن منذر کی اولاد نے جو شاہان غسان سے تھے ایک عالیشان عمارت بنوائے - اسکی نسبت نابغہ کہتا ہے -

لہم شیمۃ لم یعطہا اللہ غیرہم　　من الناس فالاحلام غیر عوازب
ولا عیب فیہم غیر ان سیوفہم　　بہن فلول من قراع الکتائب
تخیرن فی ازمان یوم حلیمۃ　　الی الیوم قد جربن کل التجارب[ع]

انہین اشعار مین نابغہ کا ایک شعر عمرو مذکور کی نسبت یہ ہے -

علی لعمرو نعمۃ بعد نعمۃ　　لوالدہ لیست بذات عقارب[ع]

حوران کے مشرقی پہاڑ کے پاس ایک گانون ہے جو شبینہ کے نام سے موسوم ہے اور کتب

---

[ل] ترجمہ - مین نے اوسکی آگ کو دعالم خیال مین ، اذرعات سے دیکھا حالانکہ اوسکے باشندے یثرب مین تھے جس کے گھر نہایت شان دار اور بلند ہین -

[ع] ایک روایت مین بیت ثالث کا مصرعہ اول اسطرح سے مروی ہے "تورثن من ازمان یوم حلیمۃ" مترجم - ترجمہ ان ابیات کا یہ ہے - خدا نے اون کو ایسے عمدہ خصلتین دی ہین جو کسی کو نہین عطا ہوئین کیونکہ اون کی عقلین حاضر رہتی ہین اور ان مین کوئی عیب نہین ہے صرف اتنا عیب ہے کہ اون کی تلوارین فوجون کے کاٹنے سے آرہ کی طرح مونڈی ہوگئی ہین جنگ حلیمہ کے روز وہ ان تلوارون کے وارث ہوئے ہین چنانچہ آج تک اسکا تجربہ ہو رہا ہے -

[ع] ترجمہ - میرے لیے عمرو کا وجود نعمت بعد نعمت ہے یعنی اسکا باپ میرے لیے پہلے نعمت تھا تو اب بجائے اسکے نعمت ہوا اور یہ ایسی نعمت ہے کہ ذات عقارب نہین ہے یعنی ایسی نعمت کہ اوس مین کسیطرح کی منت رکھنے کی یا تکلیف دینے کی کدورت نہین ہے -

مقدسہ ہین اسکا نام ارض بالمان ہے لیکن ابوالفدا اسکو تبنیہ کے نام سے یاد کرتا ہے اور اوسکا خیال ہے کہ یہ زمین حضرت ایوب عم کی ملک تھی اسکے علاقہ کے گاؤن مین ایک قریہ صلخد کے نام سے موسوم ہے اور اسکو صرخد بھی کہتے ہین یہان ایک نہایت بلند قلعہ ہے جسمین بنی ہلال رہتے تھے زمانہ قدیم مین اسکے اکثر مقامات آباد تھے گو اب یہ مقامات کہنڈر ہوگئے ہین تاہم اسکے نام اب تک یاد ہین یہان عمارتین سنگ سیاہ (غالباً سنگ موسیٰ) کی ہین یہ پتھر تمام گاؤن مین چکیان وغیرہ بنانے کے لئے جاتا ہے۔ مکانون کی چھتین بھی عموماً اسی پتھر کی سلون کی ہوتے ہین۔ چنانچہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ بصری مین سرکیس الراہب (بحیرا) کا ایک مکان ہے جو کل پانچ پتھرون سے بنایا گیا ہے۔ چار دیوارین چار پتھرون کی ہین اور ایک پتھر کی چھت ہے دروازہ بھی پتھر ہی کا ہے جو نہایت آسانی سے کہولا اور بند کیا جا سکتا ہے۔ عموماً یہان مکانون کے نیچے تہ خانے بھی ہین۔

شاہان غسان جنکا ذکر اوپر گذر چکا قیصرون کی طرف سے شام کے اہل عرب پر عامل تھے اور ظہور اسلام کے قبل دمشق اون کا پایہ تخت تھا انہین کی نسبت حسان بن ثابت انصاری فرماتے ہین۔

| | |
|---|---|
| اولاد جفنۃ حول قبر ابیھم | قبر ابن ماریۃ المعسم المخول[1] |
| یسقون من وَرَدَ البریص علیھم | بَرَدی یصفق بالرحیق السلسل |

اور بردی جو اس کے اخیر کنارہ پر ہے یہ ایک نہر ہے جس سے غوطہ دمشق سیراب کیا جاتا ہے اور یہان خاص شہر کی آبادی ہے۔ یہ ایک نہایت پرفضا اور سرسبز و شاداب مقام ہے۔ تمام دنیا مین چار مقام نہایت سرسبز خیال کیے جاتے ہین منجملہ اون چار کے یہ بھی ایک مقام ہے۔ دوسرا مقام شعب بوان اور تیسرا نہر ابلہ اور چوتھا سغد سمرقند ہے[2] شیخ برہان الدین القیراطی وادی بردی کی تعریف مین کہتا ہے۔

| | |
|---|---|
| اشتاق فی وادی دمشق معھداً | کل الجمال الی حماہ ینسب |
| ما فیہ الا روضۃ او جوسق | او جدول او بلبل او ربرب |
| وکان ذاک النھر فیہ معصم | بید النسیم منقش ومکتب[3] |

[1] ایک اور روایت مین بیت اول کے مصرعہ اول کے یہ الفاظ ہین قبر ابن ماریۃ الکریم المفضل۔ مترجم ترجمہ۔ ان ابیات کا یہ ہے جفنہ کی اولاد جن کے باپ کی قبر کے اطراف ابن ماریہ کی قبر ہے جو نہایت کریم اور فضیلت والا تھا وہ اوس وادی مین آنے والے کو نہایت عمدہ اور خوشگوار شراب پلاتے ہین۔

[2] شعب بوان بلاد فارس کا غوطہ ہے جسکو ادجان بھی کہتے ہیں یہان ایک اور مقام بھی ہے جسکا نام نو بندجان ہے سغد سمرقند بلاد بخارا مین ہے اور نہر ابلہ دجلہ کی ایک شاخ ہے جس سے اراضی بصرہ سیراب ہوتی ہے۔

[3] ان اشعار کا ترجمہ صفحہ ۲۶ کے نوٹ مین دیا ہے مترجم۔

فاذا تکسر ماءُ البصرة — فی الحال بین ریاضہ تتشعب

وشدت علی العیدان ورق اطربفۃ — بغنا بہا من غاب عنہ المطرب

فالورق تشدد والنسیم مشیب — والنہر یسقی والحدائق تطرب

وحلت بقلبی من اعالی جنتہ — فیہا لارباب الخلاعۃ ملعب

ولکم طربت علی السماع بجنابہا — وعذا بر وتہا اللسان یشبب[1]

شہر دمشق جو دنیا کے قدیم شہرون مین شمار کیا جاتا ہے اوسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے بانی کے نام سے موسوم ہوا ہے جسکا نام دمشاق بن کنعان یا داشقیوس تہا سا۱۴ھ م ۶۳۵ع مین بعہد امیر المومنین عمر ابن الخطاب رض بہ ماتحتی خالد بن الولید رض مسلمانون نے اسکو فتح کیا۔ معاویہ بن ابی سفیان کے زمانہ مین دار الخلافت کوفہ سے منتقل ہو کر دمشق مین اوس زمانہ تک قایم رہی جبکہ بنی امیہ کا دور ختم ہو کر عباسیونکا زمانہ شروع ہوا۔ دمشق مین بہت سے اہل علم وادب پیدا ہوئے منجملہ اون کے شیخ محمد بن مالک اندلسی مصنف الفیہ نحو اور شیخ محمد الحریری جس نے قطر کی شرح فاکہی پر حاشیہ لکہا ہے اور شیخ حسن بورینی شارح دیوان ابن الفارض اور شیخ عبد الغنی نابلسی اور عالیشہ باعونیہ مصنفہ بدیعیہ ہین یہ بہی کہا جاتا ہے کہ یہان کے پانی مین دفع جذام کی خاصیت ہے اگر کوئی مجذوم مسافر یہان آتا ہے تو عموماً اوسکا جذام جاتا رہتا ہے یا کم سے کم اوس درجہ سے ترقی نہین پاتا مگر یہ سب وہمی اعتقادات ہین[2]۔

---

[1] ترجمہ مین مدت سے وادی دمشق کا مشتاق ہون اور اسبات کا اقرار کرتا ہون کہ ہر طرح کا جمال اوسکی چراگاہون سے منسوب ہے اوس مین سوائے باغ یا عالی شان عمارت یا نہر یا ٹہنڈی ہوا اور جنگلی کانٹون کے ریوڑ کے اور کچہ نہین ہے گویا اس نہر کی کلائی نسیم سحر کے ہاتہ مین ہے جو کہ منقش ہے جب اوس سے پانی ٹوٹ کر نکلتا ہے تو مین دیکہتا ہون کہ باغ مین جابجا پہرتا ہے اوسکی ٹہنیون پر پتے گویا گا گا کر تال دے رہے ہین اور غائب ہونے والون کو سنا رہے ہین۔ اوراق شجر شعر پڑہ رہے ہین اور نسیم غزل گا رہی ہے اور نہر پانی کو حرکت دے رہی ہے اور باغ طرب کر رہے ہین۔ میرے دل مین خیال آیا کہ محفل والون کے لئے باغ کے بلند حصہ مین کہیل کود کا لطف خوب حاصل ہوتا ہے۔ ای دوستو مین نے چنگ کے راگ پر تمہین بہت یاد کیا کیونکہ کل کے روز اوس کے اونچے مقام پر زبان غزل گا رہی تہی۔

[2] لیکن مجہے مصنف کی راے سے اتفاق نہین ہی کیونکہ آب وہوا کو دفع امراض مین بڑا دخل ہے۔ مترجم۔

نہر بردی کے ایک وادی مین جسکا ذکر اوپر ہوا بہت سے سرسبز و شاداب گانون آباد ہین منجملہ ان کے مقامات ذیل ہین ۔ فیجہ ۔ بلودان ۔ زبدانی ۔ اور صالحیہ ۔ شیخ عبد الغنی النابلسی اسکی نسبت کہتا ہے

الصالحیہ جنتہ　　　　والصالحون بہا اقاموا[1]

مقام قارہ اور نباک اپنی عمدہ آب و ہوا کے لحاظ سے ضرب المثل ہین اور جنکی تعریف مین شعراء نے بہت سے اشعار کہے ہین ایک شاعر کہتا ہے ۔

اذا ہاجت الرمضاء ذکراک بردت　　　　حشائی کانی بین قارۃ والنبک[2]

نیرب ۔ ربوہ ۔ اور منشار بھی نہایت پرفضا مقام ہین چنانچہ صلاح الدین مقام ربوہ کی تعریف مین کہتا ہے

انہض الی الربوۃ مستمتعا　　　　تجد من اللذۃ مایکفی کا

فالطیر قد غنی علی عودہ　　　　فی الروض بین الجنک والدف[3]

مقام بیت راس جہان کہ یزید بن عبد الملک اموی کی لونڈی حبابہ نے انتقال کیا اور جس کے غم مین چند روز کے بعد وہ بھی مرگیا اسی علاقہ مین ہے ۔ اس کا واقعہ اسطرح پر ہے کہ وہ ایک روز بیت الراس مین عیش و عشرت کی حالت مین بیٹھا ہوا کہہ رہا تھا کہ لوگ یہ کہا کرتے ہین کہ کسی کو دنیا مین ایک دن بھی آرام و خوشی کا نصیب نہین ہوتا مین اسکا تجربہ کرونگا ۔ اس کے بعد اوس نے حکم دیا کہ آج شام تک میری پیشی مین جہمات ملکی کا کوئی کام نہ لایا جائے ۔ یہ کہکر وہ ایک مغنیہ لونڈی کے ساتھ بیٹھا اوس کا گانا سنتا رہا جب دسترخوان بچھایا گیا وہ کہانے کے لئے بیٹھا مغنیہ لونڈی بھی اوس کے ساتھ تھی ۔ بیت راس کے انار کے درختون مین سے ایک انار بھی دسترخوان پر موجود تھا لونڈی نے اوسکو توڑ کر چکھا اور دوپہر سے پہلے وہ مرگئی اوس کے مرنے سے یزید بن عبد الملک کو اسقدر رنج ہوا کہ وہ

---

[1] ترجمہ ۔ مقام صالحیہ گویا جنت ہے اور وہان جو لوگ رہتے ہین وہ بھی صالح (نیک) ہین ۔

[2] ترجمہ ۔ دہوپ کی تپش کے وقت جبکہ ریتی خوب گرم ہوتی ہے تو تیرا ذکر میرے دل کو ٹھنڈا کر دیتا ہے اور مین یہ خیال کرتا ہون کہ مین مقام قارہ اور نباک مین ہون جو نہایت سرد مقام ہین ۔

[3] ترجمہ ۔ یعنی شاعر سیاح کو مخاطب کرکے کہتا ہے کہ مقام ربوہ مین فروکش ہوکر اوس سے فرحت حاصل کر کیونکہ تجکو یہان کافی لذت حاصل ہوگی ۔ بلبلین باغ کے درختو نکی ٹہنیون پر چنگ و دف بجا کر یہی نغمہ گا رہے ہین ۔

اس رنج سے ایک مہینے کے عرصہ مین مرگیا -

بیشبہ اس شہر کی حالت اس زمانہ مین چندان قابل ذکر نہین ہے لیکن اوسکی قدیم زمانہ کی عمارتین قابل ذکر ہین اور وہ اسی سبب سے زیادہ تر مشہور بھی ہے - قدیم زمانہ مین یہ ایک بہت بڑا شہر تھا سنہ ۶۳۸ء سے ۱۵۱۶ء تک جبکہ مسلمانون نے اسکو فتح کیا اوسی حالت پر قایم رہا - یہان بہت سے بازار - جامع مسجدین اور دوکانین تہین اسکی فصیل یعنی شہر پناہ نہایت عمدہ استوار اور بلند تہی - جنوب کی طرف سے جو نہر مین آئی ہین اونکی سیلان نے اسکو جابجا سے رخنہ ڈال کر توڑ دیا بلکہ ایک بار طغیانی سے تمام شہر پانی سے بہر گیا تہا - اس واقعہ مین (۱۵۰۰) مکانون سے زیادہ غرق ہوگئے اور ہزارون آدمی مرگئے لیکن ابتک ایسا قلعہ باقی ہے جسکی بنا تعجب خیز ہے - اسکے سنگین ستونون پر عجیب وغریب مختلف اشکال کے نقوش کندہ ہین - بعض ستونون کے جوف سے کاٹ کر فوارہ بہی نکالے گئے ہین ان آثار کا نام قصر بنت الملک ہے - ان عمارات کی تعمیر مین پتہر اس خوبی وصناعی کے ساتھ نصب ہوئے ہین کہ وہ سب ملکر ایک ہی پتہر معلوم ہوتے ہین - اور بعض لوگ جو یہان بار بار بغرض سیاحت آتے رہتے ہین اونکا بیان ہے کہ یہان آنے مین ہر دفعہ کوئی نہ کوئی نادر اور عجیب چیز دیکہی جاتی ہے بظاہر اسکا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ نوادرات وعجائبات کی یہان کثرت ہے جنکا ایک دفعہ مین دیکہنا دشوار ہے لیکن اب اسکی آثار بہت کم باقی ہین -

اکثر لوگون کا خیال ہے کہ یہ سلیمان بن داود علیہما السلام کا بنایا ہوا ہے اور اہل روم نے انہین قدیم آثار پر حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت کے دوسری صدی مین بزمانہ بادشاہ انطونینوس بیوس عمارتین بنوائین -

شہر حلب شہباء کی وجہ تسمیہ کی نسبت یہ روایت کیجاتی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی ایک سفید گائی تہی آپ ایک ٹیلہ پر جسپر کہ اب قلعہ حلب موجود ہے اوسکا دودہ دوہا کرتے تہے اور ایک آدمی آپکی طرف سے فقیرون اور مسکینون کو آواز دیکر بلاتا تھا کہ ابراہیم ع نے شہباء کا دودہ دوہا ہے اس عطیہ کی صدا سنکر لوگ آپ کے پاس جمع ہوتے تہے اور آپ اون سب کو بمقدار مناسب فی سبیل اللہ دودہ تقسیم فرماتے تہے - یہ وجہ زیادہ صحیح نہین معلوم ہوتی البتہ اوس کے لقب کی نسبت یہ کہا جاسکتا ہے کہ اوسکی بناء سفید پتہر کی ہے یا سفید زمین پر اوسکی بناء قایم ہوئی ہے ابن وردی اسکی نسبت کہتا ہے -

علیک بصہوۃ الشہباء تکفی بجوشنہا محاربۃ الزمان[1]

[1] اس کا ترجمہ صفحہ ۲۹ کے نوٹ مین درج ہے مترجم

فللغرفات فی الفردوس طیب — یفوح شذاہ من باب الجنان[1]

اس کے جنوب مین قنسرین واقع ہے جو اوائل اسلام مین حلب سے بدرجہا بڑا شہر تھا مگر اب وہ ویران ہے اور اوس کے قریب مین حاضر قنسرین ہے جسکی نسبت عکرشہ یہ کہتا ہے۔

سقی اللہ اخوانا ورائی ترکتہم — بحاضر قنسرین من سیل القطر[2]

اس کے قریب ایک اور مقام ہے جسکا نام فرادیس ہے جہان کثرت سے شیر اور موذی جانور رہتے ہین۔ ابو الطیب متنبی کا ایک وقت یہان گذر ہوا اور اوسپر شیر نے حملہ کیا تو اوس نے یہ اشعار کہے

اجارک یا اسد الفرادیس مکرم — فتسکن نفسی ام مھان فمسلم
ورائی وقدامی عداۃ کثیرۃ — احاذر من لص ومنک ومنہم[3]

اور نیز قنسرین کے قریب ایک اور شہر ہے جسکا نام خناصرہ ہے خلیفہ عمر بن عبد العزیز یہان رہتے تھے متنبی نے اسکا بھی ذکر کیا ہے۔

احب حمصاً الی خناصرۃ — وکل نفس تحب محیاہا[4]

مقام معرہ نعمان نعمان بن بشیر انصاری کے نام سے منسوب ہے جب وہ یہان آکر مقیم ہوئے تو اون کا ایک لڑکا مر گیا اس کے بعد اونہون نے یہان کی بود و باش اختیار کر لی اسی وجہ سے وہ مقام اون کے نام سے مشہور ہو گیا آخر مین اسی مقام پر نعمان بھی اہل حمص کے ہاتھ سے ۶۵ھ ۶۸۴ء مین قتل کئے گئے۔ ابو العلا احمد بن عبد اللہ بن سلیمان التنوخی معری مشہور شاعر جو اندھا تھا

---

[1] ترجمہ۔ صہوہ شہباء کو تو اختیار کر لے وہ تیرے لئے اپنے جوشن یعنی شہر پناہ کے سبب سے تمام زمانہ کی چڑھائی کرنے مین کافی محافظ ہے یعنی اگر سارا زمانہ تجھ سے جنگ کرے تو تیرا کچھ نہین بگڑتا۔ اگرچہ فردوس (جنت) کے دریچون مین خوشبو ہے لیکن اسکی بوئے خوش کو بھی سمجھنا چاہیئے کہ جنت ہی کے دروازون سے آرہی ہے۔

[2] ترجمہ۔ خدا میرے اُن بھائیونکو جنکو مین نے اپنے پیچھے حاضر قنسرین مین چھوڑا ہی اوبر آب رحمت برسائے۔

[3] ترجمہ۔ یعنی مقام فرادیس کے شیرون کی طرف خطاب کر کے کہتا ہے کہ ای شیران فرادیس کیا تمہارے پڑوسی کی عزت کی جاتی ہی اگر یہ بات سچ ہے تو یا تو مجکو اطمینان ہو جائے یا وہ ذلیل دشمنون کے حوالہ کیا جائے میرے اردگرد دشمن پلٹے ہوئے ہین مجکو چورون کا اور تیرا اور اون دشمنون کا خوف ہو۔

[4] ترجمہ۔ مجکو شہر حمص خناصرہ تک اچھا معلوم ہوتا ہے کیونکہ میری معشوقہ وہان رہتی ہے اور وہ میری جان ہے اور ہر شخص کو اپنی جان پیاری ہوتی ہے اور وہ اسکی زندگی چاہتا ہے

یہین کا رہنے والا تھا وہ ۱۹۴ ہم مسئلہ عربین فوت ہوا۔ اسکی نسبت وہ کہتا ہے۔

یا ماء دجلۃ ما اراک تلذ لی　　شوقاً کما ء معرۃ النعمان [۱]

شہر حماۃ نہر عاصی کے کنارون پر واقع ہے۔ ابو الفدار کا بیان ہے کہ علاقہ شام مین یہ ایک نہایت سرسبز ملک ہے جو بہ لحاظ اپنی شادابی کے شیزر کے مشابہ ہے جہان کہ چشمون اور بادلیو نمین دولاب یعنی پانی کھینچنے کے چرخ لگے ہوئے ہین اسکی فصیل یعنے شہر پناہ بہت اونچی اور شاندار ہے چنانچہ شہاب الدین مارزی نے اس فصیل کی نسبت تعریفی الفاظ کہے ہین یہان بہت سے اہل علم وادب ہوئے ہین جیسے کہ یاقوت۔ ابو الفدار مورخ یشیخ تقی الدین حجہ مصنف بدیعیہ اور شیخ الشیوخ وغیرہ۔ اسکی نسبت ابن حجہ مذکور کہتا ہے۔

مرج حماۃ نواعیرہ　　زادت علی المقیاس فی روضتہ [۲]

واغتاظ غور دمشق لذا　　قلت لا افکر فی غیضتہ

شہر حمص نہر عاصی کے قریب ہے۔ بدر الدین حسین بن حبیب اسکی نسبت کہتا ہے۔

جزیرۃ حمص کعبۃ اللہو اصبحت　　یطوف بہا دان ویسعی لہا قاصی

لہا حلۃ من نبتہا سندسیۃ　　تعلق فی ذیل استارہا العاصی [۴]

شیخ تقی الدین حجہ اس کے جواب مین کہتا ہے۔

جزیرۃ حمص لم تکن قط کعبۃ　　یطوف بہا دان ویسعی لہا قاصی

ولکنہا للہو والقصف حانۃ　　الم تنظروہا کیف جاورہا العاصی [۵]

---

[۱] ترجمہ۔ ای دجلہ کے پانی مین تجہ مین کچہ مزہ نہین پاتا حالانکہ مین تیرا ایسا ہی شائق ہون جیسا کہ معرہ نعمان کے پانیکا

[۲] روضہ اور مقیاس جزیرہ دنیل کے وسط مین دو نزہت گاہین ہین روضہ مقیاس سو اسی کے طرف اشارہ ہے

[۳] ترجمہ چراگاہ حماۃ چشمون دولاب مقیاس اور روضہ پر فوقیت رکہتے ہین جس کے پر فضا ہونے پر غور دمشق (جو ایک نزہت گاہ ہے) رشک کرتا ہے اور مین اس کے رشک سے کچہ متفکر نہین ہوتا۔

[۴] ترجمہ۔ جزیرہ حمص بازی گاہ کا کعبہ ہے جس کے اطراف ہر روز دور و نزدیک والا طواف کرتا ہے اوسکا سندسی (ریشمی) لباس اوسکے سبزیون کا ہے جسکے دامن سے نہر عاصی تعلق رکہتا ہے یعنی وہان پہونچکر اپنی رنج و تعب کو دور کرتا ہے

[۵] ترجمہ۔ جزیرہ حمص کبہی کعبہ نہین رہا ہے جسکے اطراف دور و نزدیک والا طواف کرتا ہو لیکن وہ لہو و لعب کے لئے قرین ہے یعنی موزون ہے جب واقعہ یہ ہے تو یہ کیونکر سمجھا جا سکتا ہے کہ عاصی لوگ اوسکی مجاورت کر سکتے ہین۔

شہر حماۃ سے چار گھنٹہ کی راہ پر سمت شرق مین ویران شہر سلیمہ ہے جو یونانیون کے زمانہ مین مشہور شہر تھا
اوائل اسلام مین بھی یہ شہر آباد تھا شاعر متنبی نے بھی اس کا ذکر بذیل ایک واقعہ کے جو سیف الدولہ التغلبی
کے ساتھ ۳۴۴ھ مطابق ۹۵۵ء مین گذرا تھا اپنے اشعار مین کرتا ہے اور وہ اشعار یہ ہین۔

فاقبلها المروج مسومات ۔۔۔ ضوامر لاھزال ولا شیار

تثیر علی سلیمۃ مسبطراً ۔۔۔ تناکر تحتہ لولا الشعار[۱]

اور حمص کے سمت شرق مین تدمر ہے یہ لفظ عبرانی ہے جس کے معنی تمر یعنی کھجور کے درخت کے ہین۔
اسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ یہ شہر سلیمان بن داود علیہما السلام کا بنایا ہوا ہے لیکن شاید اس سے یہ مراد
ہے کہ حضرت سلیمان ع نے اسکو نہایت آراستہ و مزین کیا اور اوسکی آبادی بڑہائی متنبی نے بھی اسکا ذکر
بضمن اوس واقعہ کے جبکہ قبیلہ بنی عامر اور بنی کلاب ۳۴۴ھ مطابق ۹۵۵ء مین سیف الدولہ کے مقابلہ سے بھاگ
کر یہان پناہ گزین ہوئے اسطرح پر کرتا ہے۔

الیس بغیر تدمر مستغاث ۔۔۔ وتدمر کاسمھا لھم دمار

ارادوا ان یدیروا الرای فیھا ۔۔۔ فصبحھم برای لا یدار[۲]

عربون کا خیال ہے کہ جنات نے اسے تعمیر کیا ہے نابغہ ذبیانی اپنے اشعار مین اسی کے طرف اشارہ
کرتا ہے۔

الا سلیمان اذ قال الالہ لہ ۔۔۔ قم فی البریۃ فاحددھا عن الفند

وخیس الجن انی قد اذنت لھم ۔۔۔ یبنون تدمر بالصفاح والعمد[۳]

ملکہ زنیب کے زمانہ مین یہ شہر آباد اور سر سبز تھا جسکو فرانسیس زنوبیا کہتے ہین زنیب کے بعد

---

[۱] ترجمہ۔ سیف الدولہ نے ان گھوڑون کو جو بسبب دائمی سفر کے دبلے اور بدصورت ہوگئے تھے مقام سلیمی کے
سبزہ زارون کی طرف متوجہ کردیا اور وہ گھوڑے ان مقامات مین پھیلا ہوا غبار اڑا رہے تھے اگر اونکا ڈریس اور
وردی خاص قسم کی نہ ہوتی تو فوجی لوگ پہچاننے نہ جاتے۔
[۲] ترجمہ۔ اون لوگون کو سواے تدمر کے اور کوئی مقام پناہ کا نہ تھا اور وہ اوسکو امن کی جگہ خیال کرتے تھے حالانکہ
مقام تدمر اپنے نام کے موافق اونکے لئے باعث ہلاکی تھا اونہون نے چاہا کہ اس مقام مین مشورہ کرکے اپنی نجات
کے لئے کوئی راے سوچین مگر ممدوح (سیف الدولہ) نے بوقت صبح اونکو قبل اسکے کہ وہ اپنی راے پھیرین جا مارا۔
[۳] ترجمہ۔ معلوم کرنا چاہیئے کہ جب اللہ تعالی نے سلیمان ع سے کہا کہ جاؤ اور میدان کو پہاڑون سے محدود کر جنات کی
فوج (قوم) کو مین نے حکم دیا ہے کہ وہ ستون اور سیلون سے قلعہ تدمر بنائین۔

اوس کا شوہر جسکو فرانسیس رددونانتوس کہتے ہین پادشاہ ہوا کیونکہ وہ بنی عذینہ سے تھا - یہہ زمانہ تیسری صدی مسیحی یعنی اسلام سے تین سو برس پہلے کا ہے - جب اس سلطنت پر قیصر اورلیانوس رومی نے فتح پائی تو اوس وقت سے شہر تدمر کی آبادی گھٹنے لگی اب اس وقت صرف وہان کے قدیم مکانون اور چرچون کے اور کوئی آثار باقی نہین ہین -

ریف بحر متوسط کے شہرون مین ہے اسکے سمت شمال مین شہر لاذقیہ ہے جسکو پادشاہ سلوقس غالب نے آباد اور تعمیر کیا اور اپنے مان کے نام سے موسوم کیا یہ شہر قدیم مشہور شہرون مین شمار کیا گیا ہوا اور تنوخیون کا مقام و مسکن ہے یہان کے اطراف کے امرا کو تنوخی کہتے ہین - امیر محمد بن اسحق التنوخی نے یہین وفات کی - تبنی نے اوس کے مرثیہ مین اشعار کہے ہین منجملہ اون کے یہ اشعار ہین -

| | |
|---|---|
| خرجوا به ولکل باک خلفہ | صعقات موسی یوم دک الطور |
| والشمس فی کبد السماء مریضۃ | والارض واجفۃ تکاد تمور |
| وحفیف اجنحۃ الملائک حولہ | وعیون اہل اللاذقیۃ صور[1] |

سنہ ۱۳۱۲ہم سنہ ۱۸۹۴ع مین یہ شہر بہ سبب زلزلہ کے تباہ و ویران ہوا -

شہر جبلہ مین اب سوائے جامع مسجد کے جو سلطان ابراہیم ادہم کی بنائی ہوئی ہے اور نیز اُس عمارت بازی گاہ کے جسکو رومیون نے تعمیر کیا تھا اور جسکو اس زمانہ مین تھیٹر کہتے ہین کوئی آثار باقی نہین ہین اس بازی گاہ کی عمارت عجیب طرح سے بنائی گئی ہے اسکی شکل قوس کی سی ہے اوس کے اوپر ٹھہنکنے کی صفین ہین جو پلیٹ فارم کے اطراف مین ہین اور ہر صف اپنے سامنے والی صف سے کسیقدر اونچی ہے - اس کے دائرہ کا قطر ایک سو پچاس قدم اور محیط کا دورہ باہر سے چارسو پچاس قدم ہے - نشست گاہ کی صفون کے نیچے اون جانورون کے رہنے کی جگہ ہے جو اس بازی گاہ مین لائے جاتے تھے -

شرقی طرطوس مین ایک قریہ ہے جسکا نام سغیط ہے اس کے جنوب مین ایک ٹیلہ پر رومیون کے

---

[1] ترجمہ جو لوگ اوسکی لاش کو لیکر نکلے تو اوسکے پیچھے جو رونے والے تھے تو اُنکا حال موسیٰ کا سا تھا جس روز کہ کوہ طور ریزہ ریزہ ہو گیا تھا اور موسیٰ بیہوش ہو گئے تھے - فرط غم سے آفتاب وسط آسمان مین مریض یعنی بےنور ہو گیا تھا اور زمین کی حالت اضطراب مین تھی جس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اب وہ چلنے لگیگی - رحمت کے فرشتون کی پرون کی سنسناہٹ اوسکے گرد تھی اور اہل لاذقیہ کی آنکھین نہایت محبت سے اوسکو دیکھہ رہی تہین -

زمانہ کا ایک برج بنا ہوا ہے اور جنوب و شرق مین دیر حمیرا ہے جو قدیس جاورجیوس کی طرف منسوب اور حصن دوریہ کے قریب مین واقع ہے۔ اس چشمہ کا پانی کبھی جاری اور کبھی بند ہو جاتا ہے اس کے بند رہنے اور جاری ہونے کا زمانہ بہ لحاظ موسم کے مختلف ہوا کرتا ہے اسی نہر کا نام سبتی ہے چنانچہ یوسیفوس کریون جو زلیفس یہودی مورخ نے اسکے طرف اپنی کتاب مین اشارہ کیا ہے۔

اس دیر کے جنوب مین ایک قلعہ ہے جو قدیم سے حصن اکراد کے نام سے مشہور رہتا قبل فتح طرابلس کے یہ مقام دار السلطنت تھا۔ نیز اس کا نام حصن عکار بھی ہے ملک ظاہر نے بیبرس پر اسکا محاصرہ کیا کچھ دنون تک تو وہ ناکامیاب رہا اس زمانہ مین اوس کے پاس قاضی محی الدین عبد اللہ بن عبد الظاہر تہا قاضی مذکور کہتا ہے۔

حصن عکار ما صفا | قط یوما من الکدر
کیف یصفو الذی | ثلاثۃ ارباعہ عکر

اس کے بعد اوس نے چند دنون تک قلعہ عکار پر اپنا فوجی کیمپ قایم رکہا اس دفعہ بھی کچھ کامیابی نہوئی مگر اس کے تہوڑے ہی دنوں بعد فتح حاصل ہوئی قاضی مشار الیہ نے یہ بھی اشعار کہے ہین

یا ملیک النصر قد | ہنئت فابشر بالاراد
ان عکار یعمر سے | ہی عکا و زیادہ[۳]

عکار جسکا ابھی ذکر ہوا منجملہ طرابلس کے اضلاع کے ایک ضلع ہے یہ مقام امرا بنی سیفا کا مقام تھا اس کے قریون مین عرقاء بھی ایک قریہ ہے جو قدیم زمانہ مین ایک مشہور شہر تھا لیکن اب اسی کے علاقہ کا ایک قریہ ہے (دیکھو ہماری کتاب سیاحۃ المعارف صفحہ ۳۷)

طرابلس کی بنیاد کی نسبت یہ روایت کی جاتی ہے کہ اگلے زمانہ مین صور صیدا اور ارواد سے کچھ لوگ نکل کر یہان آئے اون مین سے ہر ایک قوم کے لوگون نے ایک ایک محلہ بسایا یا آخر یہ تینون محلے

---

[۱] دیکھو تاریخ ابو الفدا جلد ۵ صفحہ ۲۸۔

[۲] حصن عکار کسی زمانہ مین کدورت سے صاف نہین ہوا وہ کیونکر صاف ہو سکتا ہے جس کے تین ربع (حصے) مین بارش اور سردی ہے۔

[۳] ترجمہ۔ ای پادشاہ ظفریاب تجکو مبارکبادی دی گئی ہے پس تو اس بشارت سے خوش ہو اور ارادہ کر میری جان کی قسم ہے کہ یہی عکار عکا ہے مع زیادتی کے۔

ملکر ایک ہی آبادی ہوگئی اور یہہ سب طرابلس کے نام سے پکارے جانے لگے اور نیز زبان یونانی مین اس کے معنی تین شہرون کے ہین - لیکن ابو الفدا کا قول ہے کہ طرابلس ایک رومی شہر ہے داخل بحر جس کو مسلمانون نے ۶۸۸ھ ہجری م ۱۲۸۹ع مین عیسائیون سے لے لیا اور اونہون نے اوس کو تباہ و ویران کردیا اور ایک میل کے فاصلہ پر دوسرا شہر بسایا اور اوسی نام سے اوس کو موسوم کیا - یاقوت حموی کا بیان ہے کہ بعض لوگون نے اس شہر کو دوسرے ایک شہر سے جو اسی نام کا شمالی افریقہ مین ہے فرق کرکے شام کے علاقہ کے شہر کو اطرابلس اور دوسرے کو طرابلس کے نام سے موسوم کیا لیکن متنبی کو اس سے اختلاف ہے اور وہ طرابلس شام کی نسبت کہتا ہے -

اکارم حسد الارض السماء بہم ؏ وقصرت کل مصر عن طرابلس[1]

اور بعض لوگ اس فرق کو اسطرح سے بیان کرتے ہین یعنے طرابلس شام اور طرابلس غرب جوکہ مشہور ہے - قدیم طرابلس مین جہان کہ اب مینا ہے ایک لائبریری (کتب خانہ) تہی ان کتابون کے جمع کرنے مین قاضی ابو طالب حسن سرگرم ہا تھا - اس مین عربی اور فارسی اور یونانی زبان کی تین لاکھ کتابین تہین جب کہ عیسائیون نے اس شہر کو ۴۹۶ھ ہجری م ۱۱۰۲ع مین فتح کیا تو اس وقت یہہ کتابین جلادی گئیں - لیکن ڈاکٹر کرنیلیوس فان دیک امریکن حکیم اپنی کتاب "مرآۃ الوضیہ فی الکرۃ الارضیۃ" مین جس سے ہم نے اس مقالہ مین اکثر امور لیے ہین کہتا ہے کہ طرابلس کی دو قسمین یعنے دو ٹکڑے ہین مدینہ اور مینا - مدینہ تو نہر ابو علے کے کنارون پر واقع ہے اس نہر کا پانی راستون اور مکانون مین بھی آجاتا ہے اور بعض اوقات تو مکانون کے تیسرے درجہ تک چڑھ جاتا ہے - اور مینا ایک جھیل پر واقع ہے جوکہ

---

[1] ترجمہ - وہ ایسے سخی لوگ ہین کہ آسمان زمین پر حسد کرتا ہے کیونکہ وہ اوس زمین پر رہتے ہین اور ہر شہر بہ سبب اون کی اقامت اور شرف کے طرابلس سے گھٹا رہیگا -

داخل بحر ہے قدیم شہر کا بھی مقام ہے۔ طرابلس کے لوگ اکثر جری اور اور مغرور ہوتے ہین مگر ساتھ ہی اسکے علم اور اہل علم کی قدر بھی کرتے ہین۔ اس شہر مین کثرت سے باغات ہین جن مین اقسام کے پھل اور میوہ جات ہین یہان کا سفرجل (بہی) اور گلاب خاصکر مشہور ہے۔ اس شہر کو بہ لحاظ اوس کے خوشبودار پھولون کے فیحار بھی کہتے ہین جنکی خوشبو موسم بہار مین جا بجا پھیلی رہتی ہے۔ لیمون وغیرہ میوہ جات کچھہ خاص باغات ہی مین نہین ہوتے ہین بلکہ قریب قریب ہر ایک مکان مین ہوتے ہین ابن مامتیہ الرومی اس کی تعریف مین کہتا ہے۔

الا خلّنی من قول زید و من عمرو ۔ و قم ننہب اللذاتِ فی فرص العمر
فان اللیالی تسرق العمر خلسۃً ۔ من الغافل المغتر من حیث لم یدر
فیا قلب لا تاسف علی کل فائت ۔ و خلِّ عن الخلّ الذی نادی الہجر
ففی کل یوم تلتقی الف موطن ۔ فعش خالی الافکار و البال و النشر
و ان کان وادی الشام سار یملئہم ۔ طرابلس الفیحار باسمۃ الثغر
حکت جنۃ الفردوس حسنا و منظراً ۔ و سکانہا الولدان تسمو علی البدر
لہا قصبات السبق بالقصب الذی ۔ حلا رشفہ طعماً علی السکر المصری
و لم تکن تحکی الجنان لما حوت ۔ فواکہ رمان یجل عن النبر
بوادی بوادیہا حنین رحائہا ۔ حکی انہ المشتاق من لوعۃ الہجر
دابر اجہا عد الکواکب سبعۃ ۔ و تحمی حمی الاسلام من عصبۃ الکفر
و کم طمست عین العدو بقلعۃ ۔ حماہا الہ العرش بالعز و النصر
باربعۃ سادت و ساد مقامہا ۔ علی سائر الامصار فی البحر و البر
بابیض ثلج و احمرار کثیبہا ۔ و خضرۃ مرج قد جلا زرقۃ البحر
بنوہا بنوا فی المجد رکناً مشیداً ۔ لہ فی الملا ذکر و ناہیک من ذکر
و ناہیک من قوم و اہل مروۃ ۔ عزیزہم لم یشک من ضیقۃ الصدر
کرام المحیا شیخہم و فتاہم ۔ و ملقاہم بالضیف ان جار بالبشر
و فیہم اماری للامارۃ اہلہم ۔ اذا امروا بالخیر و افوک بالبر۔

وفیہم تجار تریح الکسب الثنا — وقد ینفقوا اموالہم لذوی الفقر
ایارب فاحرسہم بعین عنایۃ — بخاتم رسل اللہ من ساد بالفخر[1]

شہر بیروت دمشق کی بندرگاہ ہے اسکے جنوب مین ایک گھنٹہ کی راہ پر امام اذراعی فقیہ ابوعمرو عبد الرحمن بن عمرو بن محمد الاوزاعی امام شام کا مکان ہے جنھون نے ۱۵۷ھ م ۷۷۳ء مین وفات پائی بعض شعرا نے اون کے مرثیہ مین یہ اشعار لکھے ہین

جاد الحیا بالشام کل عشیۃ — قبرا تضمن لحدہ الاوزاعی
قبر تضمن فیہ طود شریعۃ — سقیا لہ من عالم نفاع

[1] ترجمہ- ای دوست ہوشیار رہو زید اور عمرو کی باتون کا تذکرہ چھوڑ دو اٹھو اپنی فرصت عمر مین لذتیں اٹھا کیونکہ راتین غافل آدمی سی سے پوشیدہ طور پر عمر کو چرا لیتی ہین اور اسکی اسکو خبر تک نہین ہوتی- ای دل باغات پر افسوس مت کر اور اسی خلل اور رنج کا خیال نکر جو ہجر مین ہوتا ہی ہر روز ہزار مقام پیش آتے ہین اسمین خوشی سی بسر کرنا چاہیے اگرچہ وادی شام اپنی نقاب کے سبب سے سطح اطلس کے کشادہ میدان پر جو نہایت سہانا ہی فوقیت رکھتا ہی یہ مقام جنۃ الفردوس کے حسن اور منظر کی نقل بیان کرتا ہی اور اسمین جو لڑکے رہتے ہین وہ حسن مین بدر پر فوقیت رکھتے ہین- انکو اپنے نیشکر سے جو وہان ہوتا ہی اور جسکا رس دشیرہ یار اب) نہایت شیرین ہی مصری شکر پر فوقیت ہی اگر جنتین اسکے انارون کی حکایت نکرتین تو اسکے دانون کو کچھ بزرگی نہوتی- اسکے وادیون مین چکھیون کی آواز سی معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی اسکی ہجر کے ذائقہ سی بے خبر نہین ہین- اسکے برج سبعہ سیارہ ونجم کے برابر (سات) ہین اور چراگاہ اسلام کو کفر کی قوت اور شتابہ سے بچاتی ہین- اسکے قلعہ مین دشمنون کی کسقدر آنکھین بے نور ہوگئین (یعنی بہت کافر وہان مرے ہین) کیونکہ مالک عرش (خدا) نے عزت اور نصرت کے ساتھ اوسکی حمایت کی- چار چیزون کے سبب سے وہ تمام بر و بحر کے شہرون پر تفوق اور سرداری رکھتا ہی وہ چار چیزین یہ ہین سفید برف سرخ ٹیلے- سبزہ زار ہرے اور چوتھی صفائی رنگ کی جسکو سمندر کی صفائی پر فوقیت ہے- اوس کو نہایت بزرگی اور شان سے بنایا ہے اوس کے تذکرہ عام تیرے لئے کافی ہین- تجکو وہان کے بامروت لوگ کافی ہین کیونکہ غریب سے غریب بھی تنگدل (بخیل) نہین ہے- وہان کے چھوٹے بڑے سب کریم الطبع ہین اگر کوئی مہمان آتا ہے تو وہ خوشی سے ملتے ہین- وہان جو امیر ہین وہ امارت کے مان باپ ہین جب وہ خیر و احسان کا حکم کرتے ہین تو تیرے لئے اون کا خیر و احسان کافی ہے- وہان کے تاجر اپنے کسب اور اپنے تعریف سی (جو کہ محتاج لوگ کرتے ہین) فائدہ اٹھاتے ہین اور وہ اپنے مالون کو فقیرون پر خرچ کرتے ہین- ای پروردگار تو اپنے عین عنایت اور بحق خاتم الرسل اون کو آفات سے) محفوظ رکھ [2] ان ابیات کا ترجمہ صفحہ ۳۹ کے نوٹ مین ہے مترجم

عرضت لہ الدنیا فاعرض تقلعاً　　عنہا بزہد ایما اقلاع [1]

شہر صیدا ار - صور ممالک فینقیہ کے مشہور شہرون مین ہین اور عکا صور کے جنوب مین واقع ہے اسکا قدیم
نام لطولمایس ہے اور اب دولت علیہ عثمانیہ کے قلعون مین ہے اور عکا کے جنوب مین شہر حیفا واقع
ہے جسکے فراز یعنی بلندی پر جبل کرمل واقع ہے یہان الیاس (جو ایک نبی تھے ) پہرا کرتے تھے -
شہر طبریہ کے قریب مین گرم پانی کے چشمے ہین یہان ایک حمام بھی ہے جسمین لوگ نہایا کرتے ہین اس حمام سے
ملا ہوا ایک بحیرہ ہے جسکا پانی موجین مارتا رہتا ہے اور نیز اسمین مچھلیان ہین اور اسکے اطراف درخت
اور باغات ہین ابو الطیب متنبی نے علی ابن ابراہیم التنوخی کی تعریف کرتے ہوئے اسکا ذکر بھی کیا ہے -

لولاک لم اترک البحیرۃ والـ　　غور دفی وماؤہا شبم
والموج مثل الفحول مزبدۃ　　تہدر فیہا وما بہا قطم
والطیر فوق الحباب تحسبہا　　فرسان بلق تخونہا اللجم
کانہا والریاح تضربہا　　جیش وغی ہازم ومنہزم
کانہا فی نہارہا قمر　　حف بہ من جنانہا ظلم [2]
تغنت الطیر فی جوانبہا　　وجادت الارض حولہا الدیم
فہی کماویۃ مطوقۃ　　جرد عنہا غشاؤہا الادم [3]

[1] ترجمہ - ہر شبکو شہر شام مین جیسا اچھی معلوم ہوتی ہے جسکی لحد مین اوزاعی سو رہا ہے - وہ قبر جسمین شریعت کا پہاڑ دبا ہوا ہے خدا اسکو عالم انتفاع سے سیراب کرے دنیا نے انکو اونپر پیش کیا لیکن اونہون نے اپنے زہد کے خیال سے اوسکو چہوڑ دیا -

[2] پانچوین بیت کا پہلا مصرعہ ایک دوسری روایت مین "کانہا فی نہارہا قمر" مروی ہے اور چہٹی بیت کا مصرعہ ثانی "وجادت الارض حولہا الدیم" کے الفاظ سے مروی ہے - مترجم ترجمہ ان ابیات کا یہ ہے - یعنی اگر تو یہان نہ ہوتا تو مین بحیرہ طبریہ کو چہوڑ کر یہان نہ آتا گو کہ موضع غور گرم ہے مگر اوسکا پانی نہایت ٹھنڈا ہے - موجین شتر نر کی طرح جہاگ لا رہی تھین اور شتر مست کی طرح آواز دیر ہی تھین حالانکہ اونکو جفت ہونیکی خواہش نہ تھی - پرند جو پانی پر ہر طرف اڑتے رہتے ہین وہ ابلق گہوڑے ہین جنکی باگین ٹوٹ گئی ہین (کہ سوار معلوم ہوتے ہین کیونکہ وہ جسطرف چاہتے ہین بلا روک چلے جاتے ہین اور اون پہ ... ن کے غول جو ہوا کے صدمہ سے دو قطارین ہو جاتے ہین میدان جنگ کی دو صفین معلوم ہوتی ہین جنمین ایک بہاگنے والی اور دوسرے بہگانیوالی ہوتی ہے - یہ بحیرہ یعنی اوسکا پانی دن مین مثل چاندنے دکہائی دیتا ہے کیونکہ اوسکے اطراف کے باغون کی سبزی جو بسبب شدت کے سیاہی نما ہے اس سے اسکا سین بالکل چاندنی رات کا سا تہا - پرند اس کے اطراف مین چہچہاتے ہین اور اطراف کے باغون کو ہمیشہ بارش سیراب کرتی رہتی ہے یہ بحیرہ [3] صاف پانی کے سبب سے مثل اوس آئینہ کے ہے جسکے گرد سونے یا چاندی کا چوکہٹا لگا ہوتا ہے جس حال مین کہ اوپر سے چمڑے کا غلاف اتار لیا گیا ہو -

شہر نابلس کے علاقہ مین بورین نام کا ایک قریہ ہے شیخ حسن بوریتی یہین کا باشندہ تھا۔
نابلس ایک بڑا شہر ہے جس کا ذکر کتاب مقدس مین کیا گیا ہے شیخ عبدالغنی النابلسی جو تصوف اور شعر مین مشہور ہے شہر دمشق مین شام کے علاقہ مین پیدا ہوا اور ہجرت کی بارہوین صدی مطابق اٹھارہوین صدی مسیحی مین انکی وفات ہوئی۔ یافا کے اطراف مین سمت جنوب و شرق مین شہر رملہ ہے شیخ خیرالدین رملی (مصنف فتاوی خیریہ جو فقہاء مین ایک مشہور ہے) یہین پیدا ہوا تھا اور شہر رملہ بنی طفیح کی امیری کا مقام رہا ہے جنکی نسبت ابوالطیب متنبی کھتا ہے۔

| | |
|---|---|
| اری دون ما بین الفرات و برقة | ضرابا یمشی الخیل فوق الجماجم |
| وطعن غطاریف کان اکفهم | عرفن الردینیات قبل المعاصم |
| حمته علی الاعداء من کل جانب | سیوف بنی طفیح بن جف القماقم |
| هم المحسنون الکر فی حومة الوغی | واحسن منه کرهم فی المکارم[1] |

شہر اورشلیم جسکو بیت المقدس کھتے ہین ایک بہت ہی مشہور شہر ہے ہم نے اپنے کتاب زبدۃ الصحائف فی اصول المعارف کے صفحہ ۴ تا ۱۷ مین پورے طور پر اس کے حالات لکھدیے ہین۔
شہر حبرون جسکا دوسرا نام خلیل اور جو قدیم شہر ہے یہان حضرت ابراہیم علیہ السلام اور یعقوب ع اور اسحق ع رہتے تھے اور یہ سب اپنے بعض بی بیون کے ساتھ یہین مدفون ہین۔
شہر غزہ خلیل کی سمت جنوب و غرب مین واقع ہے اس کا نام غزہ ہاشم بھی ہے کیونکہ عمرو بن عبد مناف قرشی ملقب بہ ہاشم الثرید یہان تجارت کرتا ہوا آیا تھا اور مرگیا۔ مطرود بن کعب الخزاعی اس کے نسبت کہتا ہے۔

---

[1] ترجمہ - مین دریاے فرات اور موضع برقہ کے وسط مین تیغ زنی کے ایسے آثار دیکھتا ہون کہ گھوڑے مردون کی کھوپریون پر چلتے ہین۔ اور مین سردارونکی نیزہ زنی کو دیکھتا ہون کہ وہ ایسے سردار ہین کہ اونکی ہتیلیون نے تعویذ اور زیور پھننے سے پھلے (یعنی لڑکپن سے پھلے جو عموماً اس زمانہ مین بچون کے ہاتھون اور گلون مین تعویذ یا زیور پھنایا جاتا ہے) نیزون کے کرتب (ہنر) سے واقفیت حاصل کی ہے۔ اور اوس مکان کو بنی طفیح کے سردارونکی تلوارونے دشمنون سے روک رکھا ہی جس سے وہ وہان نہین آسکتے۔ اور یہ لوگ میدان جنگ مین اچھا حملہ کرتے ہین اور اونکے کام سخاوت مین اس سے بدرجہا اچھے ہین۔

وہاشم فی ضریح وسط بلقعۃ　　تسقی الریاح علیہ بین غزات[1]

# فصل پنجم

## بلاد مصر کا بیان

اس ملک پر دو دفعہ بھی عربون نے فتح سے قبضہ پایا۔ پہلی فتح سنہ مسیحی سے چند قرن پہلے ہوئی۔ مورخین کا بیان ہے کہ عرب یہان ایشیا کے طرف سے آئے اور سمندر کی طرف سے جسکا نام ولتا ہے یہان داخل ہوئے اور مصر کے نشیب کے تمام علاقون پر ولید بن دوفع کی زیر کمان رہ کر قابض ہوئے اس شخص کو یونانی لوگ سلاطیس سکھتے ہین اور جب وہ یہان پورے طور پر دخیل اور قابض ہوئے تو اونہون نے تمام معابدون وغیرہ کو جلادیا اور قلعہ بنوائے اور اون مین مصریون کے چڑہائی کے خیال سے فوج اور فوجی سامان تہیا کیا اور شہر منفیس کو دار السلطنت بنایا۔ مصری لوگ ان سے متنفر تھے اور یہ خیال کرتے تھے کہ یہ جبر والے اور سنگدل ظالم ہین غرض کہ دو سو ساٹھ یا اس سے بھی زیادہ برس تک یہ ملک اون کے قبضہ مین رہا۔ پھر فرعون اموسیس نے بہت سے لڑائیون کے بعد سنہ مسیحی سے اٹھارہ سو برس قبل اون کو بیدخل کر دیا۔

دوسری دفعہ سنہ ۲۰ ہجری م سنہ ۶۴۰ع مین بزمانہ خلافت عمر بن الخطاب رض عمرو بن العاص کے زیر کمان عربون نے پھر اسکو فتح کیا اور ابتک یہ ملک مسلمانون کے قبضہ مین ہے۔ ہم نے اس ملک کا حال بھی اپنی کتاب زبدۃ الصحائف فی سیاحتہ المعارف کے صفحہ ۴۲ تا ۷۸ مین پورے طور پر لکھدیا ہے یہان اوس کے اعادہ کی ضرورت نہین معلوم ہوتی۔ اور شعراء نے اس ملک کی نسبت جو کہا ہے اونمین سے صرف شیخ عمر ابن الفارض کے یہ اشعار نقل کر دینا کافی معلوم ہوتا ہے۔

وطنی مصر وفیھا وطری　　ولعینی مشتہاھا لمشتہاھا

ولنفسی غیرھا ان سکنت　　یاخلیلی سلاھا ماسلاھا[2]

---

[1] ترجمہ ہاشم اوس قبر مین پڑا سو رہا ہی جو صاف اور وسیع میدان مین ہی اور مقام غزات مین اوسپر ہوا چلتی رہتی ہی۔

[2] ترجمہ میرا وطن مصر ہی اور اوسی مین میری مراد ہی اور اوسکا ایک مکان جو مشتہی کے نام سے موسوم ہی مجھے نہایت پسند ہی ای دوست اگر میرا نفس اور کہین سکونت اختیار کرے تو تو اسکو صبر دلانا کیونکہ وہ دوسری جگہ تکلیف مین رہے گا۔

# مقالہ دوم

## اصلی عربون کے اقسام کابیان

اسمین چار فصلین ہین

# فصل اوّل

## اصلی عربون کے اقسام

زمانہ قدیم کی تاریخ پر اگر نظر ڈالی جائے تو اس قوم سے زیادہ بدتر حالات اور کسی قوم کے نظر نہین آئین گے بہرصورت اس قوم کی تین قسمین قرار دی گئی ہین بائدہ۔ عاربہ اور مستعربہ۔ بائدہ وہ عرب ہین جن کے تفصیلی حالات سے ہم بالکل ناواقف ہین کیونکہ اون کا زمانہ بہت اوپر کا ہے جیسے عاد۔ ثمود اور جرہم اولی ان کے حالات جہان تک معلوم ہوسکے ہین وہ بہت تہوڑے ہین جنکا قریب مین ہم ذکر کرین گے۔ عرب عاربہ یمن کے عرب ہین جو قحطان کی اولاد سے ہین اور عرب مستعربہ اسمعیل بن ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے ہین جنکی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ وہ جرہم ثانیہ یعنی قحطان کی اولاد سے متصل ہین جنہون نے قحطان ہی کے خاندان مین ازدواج دشادی بیاہ کیا اس نسل کو مستعربہ کہنے لگے کیونکہ حضرت اسمعیل علیہ السلام کی اصل زبان عبرانی تھی۔ انہین عرب عاربہ اور مستعربہ سے عرب کے قبیلہ پیدا ہوے۔

## عرب بائدہ کابیان

یہ کہا گیا ہے کہ سام بن نوح کی اولاد انہین ممالک مین توطن پذیر ہوئے ان سے بہت سے قبیلہ اور بطون نکلے جنہین سے اکثر تو متفرق اور پریشان ہوگئے اور کچھ دوسرون مین شامل ہوگئے یہی سبب تھا کہ اون کے حالات زمانہ مین باقی نرہے اور انہین کا نام عرب بائدہ ہے۔ اور پھر کہا گیا ہے کہ عرب بائدہ کے سات قبیلہ تھے جن کے نام یہ ہین۔ عاد۔ ثمود۔ صحار۔ جاسم۔ وبار۔ طسم اور جدیس۔ یہ لوگ عمان اور بحرین اور یمامہ مین رہتے تھے ان کی زبان بہت درشت تھی قبیلہ عاد بن عوص بن ارام بن سام بن نوح ان مین سب سے زیادہ مشہور قبیلہ تھا حضر موت کے

ریگستان ان کی فرودگاہ تھی۔

ثمود کا قبیلہ جو جاشر بن ارام بن سام کا قبیلہ ہے اس قبیلہ کے لوگ ابتدا ئً یمن مین رہتے تھے لیکن جب حمیر بن عبد شمس الملقب بہ سبا نے ان کو یہان سے نکال دیا تو یہ لوگ مقام حجر مین فروکش ہوئے جو ملک حجاز کا ایک مقام ہے۔ جب کوئی قوم متفرق اور پراگندہ ہو جاتے تو اوسکی نسبت بطور ضرب المثل یہ کہتے ہین لعبت بھم ایدی سبا یعنی اون کے ساتھ سبا کے ہاتھون نے بازی کھیلا ہے۔

طسم کا قبیلہ لود بن سام کی اولاد سے ہے۔ اور قبیلہ جدیس جاشم نہ کو ر بالصدر کی اولاد سے ہے یہ دونون قبیلے کچھ دنون تک ملکر رہے پھر جب ان مین لڑائی ہوئی تو یہ متفرق اور پراگندہ ہو گئے اسکی نسبت شاعر تبنی نے یہ اشعار کہے ہین۔

اشمت الخلف بالشراۃ عداھا ۔۔۔ وشفی رب فارس من ایاد

ولو کا کامس فی القرب منا ۔۔۔ وکطسم واختھا فی البعاد[1]

جرہم اولی اور رماد کا ذکر تبنی کے اشعار مین بھی ہے جہان کہ اوسنے یہ اشعار کہے ہین۔

یقر لہ بالفضل من لا یودہ ۔۔۔ ویقضی لہ بالسعد من لا ینجم

اجار علی الایام حتی ظننتہ ۔۔۔ تطالبہ بالرد عاد وجرہم[2]

عمالیق بن الیفاز بن عیسو کا قبیلہ بھی عرب بائدہ مین مشہور ہے اس قبیلہ کے باقی ماندہ زندون کے نام ہمیشہ محفوظ رہے اور اون کے اشعار کے قطعات بھی باقی رہے۔ الیف بن زیادی جس کو

---

[1] ترجمہ۔ خوارج کے اختلاف نے اونکے دشمنون یعنی مہلب بن ابی صفرہ اور اوس کے گروہ کو خوش کردیا او نیز اس اختلاف نے فارس پادشاہ سابور کو قوم ایاد سے شفا دی اور یہی اسی اختلاف کی بدولت وہ بادشاہ تباہ و برباد ہو گئے جن کا زمانہ ہم سے بہت قریب ہے مثل اون قبیلون کے جو ہم سے بہت پہلے ہوئے ہین جیسے قبیلہ طسم و جدیس۔

[2] ترجمہ۔ جو شخص دوست نہیں ہے وہ بھی اوسکی فضیلت کا مقر ہے اور وہ شخص جو نجوم نہین جانتا اوسکی سعد طالع کا حکم لگا دیتا ہے۔ زمانہ کے خلاف مین اوس نے سب لوگون کو پناہ دی اس سے مین خیال کرتا ہون کہ قبیلہ عاد و جرہم بھی جو حوادث زمانہ سے تباہ ہو گئے ہین وہ اوس سے یہ درخواست کرتے ہوئے معلوم ہوتے ہین کہ وہ اون کو حوادث زمانہ سے نجات دیکر پھر دنیا مین لائے۔

ایف بن حکیم نبہانی بھی کہتے ہین یہ شعر کہا ہے۔

لہم عجز بالرمل فالحزن فاللوی　　　وقد جاوزت حی جدیس رعالہا[۱]

اور متلمس شاعر یہ کہتا ہے۔

الم تران الجون اصبح راسیا　　　تطیف بہ الایام مایتابنس[۲]

اس قبیلہ والون کے اشعار یہ ہین عقیرہ بنت عباس الجدیسیہ کے (جسکو شموس بھی کہتی ہین) یہ شعر ہین جنمین اوس نے اپنی قوم کو بادشاہ طسم یعنی عملاق کے ساتھ لڑنے پر جو ایک نہایت فاحش اور ظالم بادشاہ تھا ابھارا ہے۔

لا احد اذل من جدیس　　　اہکذا یفعل بالعروس

یرضی بہذا یا لقومی حر　　　ہذا وقد اعطی وسیق المہر

لخوضہ بحر الروی بنفسہ　　　خیر لہ من فعل ذا بعرسہ[۳]

مذکورہ بالا عملاق کی نسبت قرس جدیسی کی عورت ہذیلہ کا یہ قول ہے۔

اتینا اخاطسم لیحکم بیننا　　　فانفذ حکما فی ہذیلۃ ظالما

لعمری لقد حکمت لامتورعا　　　ولاکنت فی من یبرم الحکم عالما[۴]

---

[۱] ترجمہ۔ یعنی اونکی فوج کا پچھلا حصہ مقامات رمل اور حزن اور لوی مین ہے اور لشکر کا پہلا حصہ جدیس کے دونون قبیلون سے بڑھ گیا۔

[۲] ترجمہ۔ کیا تو سمجھے نہین دیکھتا کہ قلعہ جون اپنی جگہ پر قایم ہے گو حوادث زمانہ اوس کے پیچھے پڑے ہوے ہین۔

[۳] ترجمہ۔ جدیس سے زیادہ ذلیل کوئی شخص نہین ہے کیا کوئی اپنی دولہن کے ساتھ ایسا ناشایستہ برتاو کرتا ہے۔ اے میری قوم کے لوگو کیا کوئی شریف آدمی اسبات پر راضی ہوگا جبکہ مہر بھی بھیجدیا گیا ہو۔ اوسکا بذات خود بحر ہلاکت مین چلا جانا اوس کے لئے بہتر ہے بہ نسبت اوس کے اس فعل کے جو اوس نے اپنی دولہن کے ساتھ کیا۔

[۴] ترجمہ۔ ہم بہائی طسم کے پاس اس غرض سے آئے تھے کہ وہ اچھا فیصلہ کرینگے برخلاف ہمارے اس امید کے اوس نے ہذیلہ کی نسبت ظالمانہ فیصلہ کیا۔ قسم ہے میری عمر کی کہ تو نے جو فیصلہ کیا وہ دیانت پر مبنی نہین ہے اور تو نہین جانتا کہ مضبوط حکم کرنے والا کون ہے

ان دونون قبیلون کا خاتمہ عملاق مذکور کے ہاتھ سے ہوا کیونکہ جب اوس - نے شموس جدیسیہ مذکورہ کی نسبت تھتک کا فعل کیا تو اوس کے بہائی اسود نے موقع پاکر حیلہ سے عملاق پر چڑھ آیا جبکہ وہ اپنی قوم کے چند اشخاص کے ساتھ تھا - اسود نے اپنی برادری کے چند آدمیون کے ساتھ اسپر حملہ آور ہوا اور اوسکو قتل کر ڈالا اور پھر دوسرون کی نسبت اوس نے یہ اشعار کہے -

| | |
|---|---|
| ذوقی ببغیک یا طسم مجللۃ | فقد اتیت لعمری اعجب العجب |
| انا اتینا فلم تحفل تقتلہم | والبغی ہیج منا سورۃ الغضب |
| ولن یعود علینا بغیہم ابدا | ولن یکونوا الدی انف ولا ذنب |
| فلو رعیتم لنا قربی مولدۃ | کنا الاقارب فی الارحام والنسب[1] |

طسم کی باقی اولاد حسان بن تبع تک باقی رہی - بنی جدیس نے پھر اون سے لڑا اور اُن کے مردون کو قتل کیا اور اون کے شہر اُجاڑ کر دیئے پس اسطرح سے دونون قبیلون کا خاتمہ ہوگیا - اسیوجہ سے یہ کہاوت (ضرب المثل) زبان زد عام ہے انفر من جدیس عن طسم -

## عرب عاربہ اور مستعربہ کا بیان

عرب عاربہ اور مستعربہ کی نسبت یہ بیان کیا گیا ہے کہ ملک عرب مین اطراف یمن مین بنو قحطان بن عابر بن شالخ بن ارفخشاد بن سام بن نوح آباد ہوئی اور اسکی نسل عرب العرباء کے نام سے مشہور ہوئی -

اور قحطان کی نسل مین سے بعض تو یمن پر قابض ہوئے اور بعض حجاز پر - قحطان بن عابر مذکور یمن پر قابض ہوا جیسا کہ بعض کا قول ہے اور اسکی سلطنت سکندر مقدونی سے تقریباً (۱۷۰۰) سال پیشتر تھی اسکی نسبت ایک شاعر کہتا ہے -

| | |
|---|---|
| فما مثل قحطان السماحۃ والندی | ولا کابنہ رب الفصاحۃ یعرب[2] |

---

[1] ترجمہ - ای طسم تیرے ظلم نے تجکو چڑہائی کرنے پر آمادہ کیا مین قسم کہا کر کہتا ہون کہ مین بہت ہی عجیب طریقہ سے آیا ہون - جب ہم آگئے تو ہمکو اونکے قتل کرنے مین کچھ بھی خوف نہوا کیونکہ ظلم و زیادتی نے ہمارے غضب کو جوش دلایا ہے اب انکا ظلم ہمیشہ کیلئے ہم پر عود نہین کریگا اور وہ ہمارے آگے پیچھے باقی نہ رہینگے - اگر تم بلحاظ قرابت ہمارے ساتھ رعایت کرتے تو کچھ بعید نہ تھا کیونکہ ہم اور تم نسباً قرابت دار تھے -

[2] ترجمہ - سخاوت مین قحطان کی اور فصاحت مین اوسکے بیٹے یعرب کی نظیر نہین ہے -

یہ کہا گیا ہے کہ یہ شخص یعرب بن قحطان ہے اسی کے نام کے اوپر عربون کا نام عرب رکہا گیا ہے یعرب بن قحطان ہی وہ پہلا شخص ہے جسکو اوسکی قوم نے سلام و آداب شاہی سے مخاطب اور ممتاز کیا اور سب سے پہلے بلاد یمن مین شہر بسانے کی ابتدا اسی نے کی۔ اور اسی نے سب سے پہلے عربی زبان کی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اوسکے باپ قحطان نے سب سے پہلے عربی زبان کی مگر ابن خلدون مغربی نے اس بیان کی یہ تاویل کی ہے کہ اسی کے گروہ کے لوگون نے (جو عرب مستعربہ تھے) عربی زبان کی ورنہ عربون کی اور بھی گروہ تھے جو عرب عاربہ کہلاتے تھے۔ قحطان نے انہین سے عربی لغت (زبان) سیکھی اور یہ ممکن نہین ہے کہ اوس نے بذات خود عربی زبان مین کلام کیا ہو۔

اس کے بعد یشجب بن یعرب اور عبد شمس بن یشجب جو سبا کے لقب سے یاد کیا جاتا ہو اپنے باپ کی جگہہ یکے بعد دیگرے پادشاہ ہوئے۔ عبد شمس کے سبا کے لقب سے ملقب ہونے کی نسبت یہ روایت کی جاتی ہے کہ وہ زیادہ بیباک تھا اور لونڈی غلام بھی اوس کے پاس کثرت سے تھے ابن خلدون کا بیان ہے کہ سب سے پہلے اسی نے لونڈی غلام بنانے کا طریقہ جاری کیا اور اسی نے اقلیم مصر مین شہر سبا اور سد مارب اور عین شمس کی بناڈالی عرب العربا کے قبیلہ اسی کی اولاد یعنی حمیر کہلان۔ عمرو۔ اشقر اور عاملہ سے ہین

حجاز پر جو قابض ہوئے اون مین سب سے پہلا قابض جرہم بن قحطان بن عبد یالیل ہے۔ پھر عبد مدان بن نغیلہ اور پھر عبد المسیح بن مضاض جس نے اپنی بیٹی مسماۃ رعلہ کا نکاح اسمعیل سے کر دیا اور ہاجری لوگ اسمعیل کے نسب سے ہین۔ ہاجریون نے اپنا لقب اپنی مان ہاجرہ کے نام سے رکہا۔

بنو نبیوت نے اپنا لقب نبیوث کے نام سے استنباط کر کے اختیار کیا۔ اور ایثوریون نے اپنا لقب آیثوری اسکے بیٹے ایثور کے نام سے اختیار کیا۔ پھر عمرو بن حارث بن مضاض بن عمرو کی اولاد سے عرب عاربہ ہین اور اس کو قبیلہ جرہم ثانیہ کہتے ہین۔ اور یہ اپنا نسب عدنان سے ملاتے ہین اور بہ سبب اختلاف کے جو عدنان اور اسمعیل کے گروہ مین واقع ہے اسمعیل کے نسب سے اپنے نسب کو نہین ملاتے۔ انہین اختلافات کے سبب سے اجیال (گروہون) کی تعداد علی اختلاف الروایات آٹھ۔ سات اور تین بیان کی گئی ہے۔

عدنان کی اولاد سے عرب مستعربہ کے قبیلہ متفرع ہوئے جن مین مشہور قبیلہ فہر کا ہے جو قریش کے لقب سے ملقب ہے۔ آل قریش کعبہ کے مجاور یعنی متولی ہوئے اور رہنما ب

رسالت مآب صلعم[1] کا ظہور اسی قبیلہ سے (قریش) سے ہوا جیسا کہ آیندہ کی تفصیل سے یہ امر اچھی طرح پر ظاہر ہو گا۔

## فصل دوم

### عرب کے قبیلون اور اون امور کا بیان جو ان سے متفرع ہوتے ہین

علمائے نسب کی اصطلاح مین اہل عرب کے طایفہ کئی اقسام پر منقسم ہوئے ہین۔ بڑے اور عام طایفہ کو شعب کہتے ہین اور اوس سے خاص (کم تعداد) کو قبیلہ کہتے ہین اس سے کم کو عمارہ اور اس سے کم کو بطن کہتے ہین اہل بطون اون قرابت دارون کو کہتے ہیں۔ جن کا نسب جد اعلی سے قرب و بعد مین درمیانی ہو۔ اور بطن سے کم تعداد والے طایفہ کو فخذ اور فخذ سے کم تعداد والے کو فصیلہ اور فصیلہ سے کم تعداد والے کو عشیرہ کہتے ہین اور عشیرہ کے معنی قریب کے رشتہ دار کے ہین اور ان سب طوائف کی مثالین یہ ہین مضر کی اولاد شعوب مین گنی جاتی ہے اور قیس بن غیلان بن مضر کی اولاد کو قبائل مین شمار کرتے ہین اور سعد بن قیس بن عیلان کی اولاد کو عمائر مین گنتے ہین اور غطفان بن سعد بن قیس کی اولاد کو بطون مین شمار کرتے ہین اور ذبیان بن بغیض بن ریث بن غطفان کی اولاد کو افخاذ مین شمار کرتے ہین اور فزارہ بن ذبیان کی اولاد کو فصائل مین گنتے ہین اور بدر الفزاری کی اولاد کو عشائر مین داخل کرتے ہین۔

جمجمہ جسکی جمع جماجم ہو قوم کے سادات کو کہتے ہین اور نیز اون قبائل کو کہتے ہین جنمین بطون جمع ہوجاتے ہین اور اون کے طرف منسوب ہوتے ہین مثلاً جب کوئی شخص کلب بن دیرہ کے قبیلہ وغیرہ کا ذکر کرنا چاہے اور صرف یہ کہدے کہ یہ شخص کلابی ہے تو اتنا کہنے سے اوسکے بطون کی

---

[1] اس کتاب کا مولف جناب رسالت مآب صلعم کو جابجا صاحب شریعت اسلامیہ کے لقب سے یاد کرتا ہے جس سے مولف کی نسبت دو شبہہ ہو سکتے ہین ایک یہہ کہ وہ متعصب عیسائی ہے کہ وہ استکراہ کی راہ سے آن حضرت صلعم کا نام لینا نہین چاہتا دوسرے یہہ کہ وہ نیچری مذہب کا ہے کہ وہ سب فریق مین اپنی تحریر کو مقبول کرنا چاہتا ہے گر مین نے ترجمہ مین اس کی پابندی نہین کی۔ مترجم۔

صراحت کی ضرورت باقی نہین رہتی - مثلاً عربون کا صرف حارث کہنا یہ مخفف ہے حارث بن کعب کی اولاد کا اور اس قسم کی تخفیف شاذ ہے اور ہر ایک قبیلہ مین جب کے نام پر لام تعریف داخل ہوتا ہے یہی تخفیف کا عمل کرتے ہین جیسے بنی القین کو بلقین اور بنی الہجیم کو بلہجیم اور بنی العنبر کو بلعنبر کہتے ہین وقس علی ہذا غیرہ -

اہل عرب پھر عام طور پر تمام باشندون کے دو تقسیمین کرتے ہین جو لوگ آبادی اور شہر مین رہتے ہین اون کو اہل حضر کہتے ہین اور جنگلون مین رہنے والون کو اہل وبر کہتے ہین ملطبرون جو عبرانیون کا مورخ مشہور ہے وہ کہتا ہے کہ قدیم زمانہ سے اہل عرب کے قبیلون کے چند قسمین ہین - جنمین سے بعض تو مسافر ہین یعنے اونکی عمر مسافرت مین کٹتی ہے اور بعض شہر مین رہنے والے ہین اور شہریون کو حضر کہتے ہین جو حضارہ اور تمدن اور تمصر سے ماخوذ ہے اور سفر کرنے والے خوش باش جو خیمون مین رہا کرتے ہین وہ اعراب کہلاتے ہین اعراب کی جمع اعاریب ہے تبنی کہتا ہے

من الجآذر فی زی الاعاریب     بیض الطلاء والثنایا والجلابیب[1]

انہین اعراب کو بدو اور اہل وبر بھی کہتے ہین - بدو بادیہ (صحرا) مین رہنے کے سبب سے کہتے ہین اور وبر کے معنی اونٹ کے بالون کے ہین -

ملطبرون نے اسی قسم کی اور چند قسمین بھی بعض مورخین سے نقل کر کے لکھے ہین وہ کہتا ہے کہ سمت جنوب کے عرب مثل ہندیون اور مصریون کے پانچ طوائف مین منقسم ہین - اہل فوج - زراعت پیشہ کاریگر - علماء - تجارت پیشہ -

# فصل سوم

## اشراف عرب کا بیان

---

[1] ایک اور روایت مین یہ شعر اس طرح سے مروی ہے من الجآذر فی زی الاعاریب - حمر الحلی والمطایا والجلابیب" مترجم - ترجمہ اس شعر کا یہ ہے - بعض عورتین جنکی آنکھین مثل جنگلی گائے کے بڑے ہین وہ سرخ رنگ کی چادرین اوڑھ کر اور سونے کا زیور پہنکر اور سرخ رنگ کے اونٹون پر سوار ہوکر پھر رہے ہین -

زمانہ جاہلیت مین شریف اور کریم النفس عبد مناف تھا جو قصی بن کلاب قرشی کی اولاد مین ہوا ہے۔
عبد شمس - ہاشم - مطلب اور نوفل عبد مناف کی اولاد مین ہین اور یہہ زمانہ اسلام مین بھی اسیطرح
آپس مین رہے ہین عبد مناف کو قمر اور سید اور فہر کے لقب سے پکارتے تھے اور اس کا نام مغیرہ
تھا اور اس کے بھائیون کا نام عبد الدار اور عبد العزی ہے - اس کا نام پہلے عبد مناة بن کنانہ
بن خزیمہ تھا مگر بعد مین بدل کر عبد مناف رکھا گیا -
عبد المدان بن الریان بن قطن بن زیاد بن الحارث بن مالک بن ربیعة الحارثی کا شمار بھی اعزہ
مین ہوتا ہے اور یہ عبد مناف کا قبیلہ ہے حارث بن زیاد کی اولاد سے اور اس کے اہل بیت
(یعنی کنبہ والے) قنان کی اولاد ہین اور اس کے اولاد بنی العباس کے اخوال (ماموں یا خالو)
ہین جنکا ذکر آئندہ کیا جائے گا اور یہہ تسلیم کیا گیا ہے کہ عبد المدان کی اولاد تمام عالم مین اشراف اور
تمام دنیا مین اکابر ہو اور کسی بڑے آدمی کی نسبت اسکی مثال دیجاتی ہے - اور یہ کہا جاتا ہے "اشرف
من ابن عبد المدان"
کہ عبد المدان کی اولاد سے زیادہ شریف ہے شاعر لقیط بن زرارہ کہتا ہے -

شربت الخمر حتی خلت انی ابو قابوس[1] او عبد المدان
اسیر فی بنی عیس بن زید رخی البال منطلق اللسان[2]

اہل عرب نجابت اور شرافت مین ہاشم بن عبد مناف قرشی کے قبیلہ کے بعد اور دوسرے
تین یا چار قبیلون کو شریف اور نجیب سمجھتے تھے اور وہ بیوتات یعنی قبیلے یہ ہین حذیفہ بن بدر الفزاری خاندان قیس
پھر آل زرارة بن عدی الدارمیین اور تمیم اور آل ذی الجدین بن عبد اللہ بن الہمام اور شیبان اور
حارث بن کعب کی اولاد سے بنی الدیان اور بیت یمن - لیکن کندیون کو ان خاندانون مین شمار نہین
کرتے بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ وہ پادشاہ تھے -
لیکن ظہور اسلام کے بعد یہ شرافت و نجابت ہاشمی خاندان مین منحصر ہو گئی - اس خاندان کو
اہل بیت کہتے ہین یعنے جناب رسالت مآب صلعم کا خاندان - پس بہ لحاظ رسم و رواج کے وہ

---

[1] ابو قابس نعمان بن منذر لخمی پادشاہ عرب کی کنیت ہے مولف -
[2] ترجمہ - مین نے جو شراب پی تو نشہ مین یہ خیال کرنے لگا کہ مین ابو قابس بن عبد مدان ہون عیس
بن زید کی اولاد مین نہایت خوش حال اور چرب زبانی کرتا پھرتا ہون -

شخص شریف سمجھا جاتا ہے جس کے نام کے ساتھ "سید" کا لقب ہو یا یہ کہ اوس کا نسب اہل بیت
مین سے کسی سے متصل ہو۔ اس شرافت مین اوس شخص کی ظاہری و دنیاوی حالت اور اوس کے
پیشہ اور علم و ہنر کا کچھ خیال نہین کیا جاتا۔
جناب رسالت مآب صلعم کا نام اور سلسلہ نسب اسطرح پر ہے محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم
بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانۃ بن خزیمہ
بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان ہے۔
جناب رسالت مآب صلعم کی وفات کے وقت آپ کی نو بی بیان تھین اون کی تعداد مع نام کے
ان ابیات مین کسی نے جمع کر دیا ہے۔

توفی رسول اللہ عن تسع نسوۃ — الیہن تعزی المکرمات وتنسب
فعائشۃ میمونۃ وصفیۃ — وحفصۃ تتلوہن ہند وزینب
جویرۃ مع رملۃ ثم سودۃ — ثلث وست ذکرہن مہذب [۱]

آپ کی وفات کے بعد آپ کے اصحاب کبار مین سے آپ کے خلیفہ اور جانشین ہوئے۔
اون سب مین ابو بکر صدیق خلیفہ اول ہین اور آپ کا نام عتیق ہے اور سلسلہ نسب اسطرح ہے
عبد اللہ بن ابی قحافۃ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن تیم القرشی۔ خلیفہ دوم کا نام اور نسب یہ
ہے عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزی بن قرط بن ریاح بن زراخ بن عدی القرشی۔ خلیفہ سوم کا نام
و نسب یہ ہے عثمان بن عفان بن العاص بن امیۃ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی ہے اور یہی
قصی وہی ہے جسکا اوپر ذکر ہوا۔ خلیفہ چہارم کا نام و نسب یہ ہے علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن
ہاشم بن عبد مناف بن قصی ہے [۲]۔

---

[۱] ترجمہ۔ بوقت وفات حضرت رسول اللہ صلعم کی نو بی بیان تھین جنکی طرف ہر ایک قسم کی بزرگی نسبت
کی جاتی ہے اور وہ یہ ہین عائشہ۔ میمونہ۔ صفیہ اور چوتھی حفصہ ہین۔ اور ان کے پیچھے ہند اور زینب ہین۔
جویرہ مع رملہ پھر سودہ یہ آخر کی تین اور پہلی چھ کل نو بی بیان ہوئین جن کا ذکر نہایت عمدہ اور مہذب
طور پر ہوا ہے۔
[۲] خلفاء راشدین اور خود جناب رسالت مآب صلعم کے القاب وغیرہ کا حال اسکے مقالہ پنجم کی چوتھی
فصل کے شروع اور مقالہ نہم کی دوسری فصل کے ابتداء سے تفصیل سے معلوم ہو سکتا ہے مترجم۔

مشارالیہم صحابہ کبار کے بعد جو لوگ خلیفہ ہوئے وہ تین طائفون پر منقسم ہین یعنی اول بنی امیہ جن کو امویون بھی کہتے ہین۔ امیہ عبدشمس بن عبد مناف ابن قصی کا بیٹا ہے۔ دوم عباسی جو جناب رسالتمآب صلعم کے چچا عباس رضی کی اولاد سے ہین۔ سوم حسین بن علی بن ابی طالب رضی کی اولاد کا طائفہ اس طائفہ کے خلفاء کو بوجہ اس کے کہ وہ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا کے بطن مبارک سے ہوئے ہین فواطم کہتے ہین لیکن خلفاء سب شیعہ ہوئے ہین۔ علماء نے ان کے نسب مین اختلاف کیا ہے۔ بعض تو ان کے نسب کی صحت کے قائل ہیں اور بعض کو اس سے انکار ہے۔

# فصل چہارم

## علم انساب (نسب) کا بیان

ابن خلدون مغربی کہتا ہے کہ علم نسب اور لغت کا حافظ قبیلہ مضر قریش۔ کنانہ۔ ثقیف۔ بنی اسد اور بنی ہذیل مین یا اون کے پاس پڑوسیون (جیسے کہ خزاعہ وغیرہ) مین تھا۔ اونکی معاشرت تنگدستی کی تہی اور یہ لوگ شام وغیرہ سرسبز مقامات سے دور غیر مزروع زمین مین جہان کہ دودہ دینے والے جانور بھی کم پیدا ہوتے تھے رہا کرتے تھے۔ اسی دوری کی وجہ سے انکے دوسرون کا اختلاط نہین ہوا اور یہی سبب ہوا کہ اون کے نسب صریح (کھلے ہوئے) اور محفوظ رہے کیونکہ اون مین دوسرونکا اختلاط نہین ہونے پایا۔

اہل عرب تمیم کے نسب کی مثال دیا کرتے ہین جبکہ وہ کسی کے حسن نسب مین مبالغہ کرنا چاہتے ہین اور یہ کہتے ہین احسن نسبا من تمیم یعنی تمیم سے زیادہ اچھے نسب کا۔ اور یہ تمیم ابن طابخہ بن الیاس بن مضر ہی جو کہ نضر بن کنانہ ابی قریش کا ماموں ہے کیونکہ برّہ بنت مر تمیم کی بہن نضر کی مان تھی اس کی نسبت جریر شاعر کہتا ہے۔

| | |
|---|---|
| وما الام التی ولدت قریشا[1] | بمقرفۃ النجار ولا عقیم |
| فما ولدیا کرم من قریش | ولا خال باکرم من تمیم |

[1] ترجمہ۔ وہ کس کی مان ہے جس نے قریش کو جنا جس کے باپ دادا نہ متہم ہین اور نہ وہ خود بانجھ ہے کوئی لڑکا نہ قریش سے زیادہ مکرم (بزرگ) ہے اور نہ تمیم سے زیادہ کسی کا ماموں بزرگ ہے۔

حارث کی اولاد جنمین سے احنف بن قیس بن عاصم بن صیفی ہے قبیلہ تمیم مین سے ہین اور ہر ایک ان مین سے اپنی خاص صفات کی وجہ سے مشہور و معروف ہے۔

چونکہ زمانہ جاہلیت مین یہ لوگ اپنے نسب کے اچھا ہونے پر فخر کرتے اور حسب نسب[1] پر جھگڑا کرتے تھے اور جب جھگڑتے تھے تو اس کے تصفیہ کے لئے رؤسا، قوم یعنی پنچون کے پاس جاتے تھے اور پنچون کو وہ حکم کہتے تھے پنچ لوگ جو فیصلہ کرتے وہ دونون کو یعنی فریق غالب اور مغلوب کو تسلیم کرنا پڑتا تھا اور نیز مغلوب پر واجب تھا کہ وہ اپنے فریق غالب کو وہ چیز ادا کرے جسپر کہ دونون نے شرط بدہی تھی۔ اس کے بعد شخص مغلوب کی قدر و منزلت کم ہو جاتی تھی۔

اوس وقت قبیلہ تمیم کے پنچون مین اکثم بن صیفی۔ حاجب بن زرارہ۔ اقرع بن حابس ربیعہ بن مخاشن اور ضمرہ بن ابی ضمرہ گنے جاتے تھے لیکن ضمرہ پر رشوت ستانی ثابت ہو گئی تھی۔

قیس کے پنچون مین عامر بن الظرب ہے جسکا ذکر اوپر گذر چکا ہے۔ اور غیلان بن ابی سلمی الثقفی ہر اسکی نسبت اوس وقت کے لوگون کا خیال تھا کہ اوس نے اپنے مختلف کامون کے لئے تین دن خاص کر دیئے تھے۔ ایک دن ان جھگڑون کے تصفیہ کیلئے اور ایک دن شعر کہنے اور پڑہنے کیلئے اور ایک دن ان اشعار کی کانٹ چھانٹ کیلئے خاص تھا جب ظہور اسلام ہوا تو اسکے پاس دس عورتین تھیں جناب رسالت مآب صلعم نے اوس کو چار عورتون کے انتخاب کی اجازت دی اس کے مطابق اُس نے اُن عورتون مین سے صرف چار کو اپنے عقد نکاح مین رکھ لیا اور اوس کے بعد سے یہ طریقہ گویا ایک قاعدہ قرار پا گیا کہ کوئی شخص چار عورتون سے زیادہ نہین رکھ سکتا۔

قریش کے پنچون مین عبدالمطلب۔ ابوطالب عاص بن وائل اور علا بن حارث تھے۔

قبیلہ اسد کے طرف سے ربیعہ بن حضار پنچ مقرر تھا۔

اور کنانہ کی طرف سے یعمر الشراخ۔ صفوان بن امیہ۔ سلمی بن نوفل۔

زمانہ جاہلیت مین جو لوگ معرفت علم انساب مین یعنی علم نسب کے جاننے مین بڑے مشہور تھے اور جنکی مثال دیجاتی تھی منجملہ اون کے دغفل بن حنظلۃ السدوسی ہے جو ذہل بن ثعلبہ کی اولاد سے تھا۔ یہ شخص اپنے ہمعصرون مین علم انساب کی معرفت مین ممتاز تھا۔ اور ورقاء بن اشعر جس کی کنیت ابو الکلاب تھی۔ ایک اور شخص بھی اس علم کا عالم بیان کیا جاتا ہے جس کو عبداللہ بن

---

[1] کہا جاتا ہے کہ حسب باپ کے طرف سے ہوتا ہے اور نسب مان کی طرف سے مولف۔

حصین کہتے تھے - یہ شخص عربون مین بڑا نسب جاننے والا اور زیادہ عمر والا تھا اور یہ وہی شخص ہے کہ اسکی ضرب المثل ہے اور یہ کہا جاتا ہے "انسب من ابن لسان الحمرۃ" یعنے لسان الحمرہ کے بیٹے سے زیادہ نسب جاننے والا - انہین مین زید بن الکیس تھا بعض کہتے ہین کہ حارث نمر یکا بیٹا اور مالک بن جبیر اس علم کے عالم تھے - یہ بھی ایک نام آور اور صاحب علم ہوا ہے اور یہ ضرب المثل اوس شخص کے لئے استعمال کرتے ہین جبکہ کوئی شخص حقائق سے واقف اور عالم خیال کیا جاتا ہو تو اوس وقت یہ مثال دیتے ہین "علی الخبیر بھا سقطت" یعنی مین مرد دانش مند اور خبردار سے ملا -

ایک اور شخص بھی ہے جس کا نام ہرم بن قطبتہ تھا - یہ شخص حیلہ اور فریب سے تنافرین (نسبی فضیلت پر جھگڑنے والون) مین اصلاح کرانے کا وعدہ کیا چونکہ اوس نے اس وعدہ کو پورا کیا اس لئے وہ اس علم مین مشہور ہوگیا - اس نے علقمہ بن علاثہ بن صعصعہ اور عامر بن الطفیل کے باہم فریب سے مصالحت کرادی اور ان دونون مین جو عداوت تھی وہ ظاہر نہ ہونے پائی اوس وقت سے حکمت اور حیلہ مین اسکی مثال دیجاتی ہے -

یہ بھی ایک حکایت بیان کی گئی ہے کہ عامر بن الظرب العدوانی جسکو ذوالحلم بھی کہتے ہین بڑا ہی عقیل اور صاحب فہم تھا جب وہ بہت بڈھا ہوگیا اور اوسکی عقل مین کچھہ سہو آگیا تو اوس نے اپنے بیٹیون سے کہدیا کہ کبر سنی کی وجہ سے مجھہ مین سہو زیادہ ہوگیا ہے جب تم میرے کلام مین تزلزل دیکھو تو سپر کی آڑ سے مجھکو عصا سے اشارہ کردیا کرو اسی بنا پر یہ ضرب المثل مشہور ہوگئی - "ان العصا قرعت لذی الحلم" یعنی عصا صاحب حلم کو بھی متنبہ کردیتا ہے یہ روایت بیان کی جاتی ہے کہ امتحان کے لئے اوس کے پاس ایک خنثی لایا گیا وہ اوسکی نسبت مرد یا عورت ہونے کا حکم لگانے مین پس و پیش کرنے لگا اور کئی دنون تک اوسکو اپنے پاس رکھا اور اپنے اونٹ وغیرہ جانور ون کو ذبح کرکے اوسکو کھلایا کرتا اوسکی ایک لونڈی نے جسکا نام خصیلہ تھا اس تردد کا حال اوس سے دریافت کیا اور کہا کہ تم اپنا مال کیون تباہ کررہے ہو اوس نے واقعہ بیان کیا کہ اسکی اصل یہ ہے لونڈی نے کہا اس کا امتحان اوسکی پیشاب گاہ سے باسانی ہوا جاتا ہے اگر وہ مرد کی طرح پیشاب کرے تو اوسپر مرد کا حکم لگادو اگر وہ عورت کی طرح پیشاب کرے تو اوسپر خنثی کا حکم لگادو - اسلام مین بھی یہ طریقہ مناسب سمجھا گیا اور سنت قرار پاگیا کیونکہ غسل دینے اور میراث کے پہونچانے مین اس کے جاننے کی بے حد ضرورت ہے -

زمانہ جاہلیت مین چند عورتین بھی طبابت مین حکیم گنی جاتی تہین منجملہ اون کے صحر بنت لقمان اور

ہند بنت الخس اور جمعہ بنت حابس اور عامر بن الظرب کی بیٹی طبابت کا کام کرتی تہین -

زمانہ جاہلیت مین عربون مین نسب کی معرفت اس لئے ضروری تھے کہ اسکی عصبیت پر اون کی سطوت کا قیام اور جنگون مین فتحمندی کا مدار تھا انہین وجوہ سے یہ کہا جاتا ہے کہ نسب کے علم سے کوئی فائدہ نہین اور نہ اسکی جہالت سے مضرت لاحق ہوتی ہے یعنی جب نسب از قبیل علوم ہوجائے یعنی کتاب اور تعلیم پر اوسکی معرفت منحصر ہوجائے تو عصبیت کے فائدہ کا وہم بالکل بیکار ہوجاتا ہے - چنانچہ ابتدائے اسلام مین اسکی ضرورت باقی نہین رہی تہی اور جب یہ علم ضایع ہوگیا تو اسکے بجائے فرقہ اور گروہ اپنے اپنے مقام پر قایم ہوگئے - اسی لحاظ سے جند قنسرین اور جند دمشق اور جند عواصم کہے جانے لگے - اور ممالک مغرب یعنی اندلس وغیرہ مین ایک ایک فرقہ کا نام علیٰحدہ علیٰحدہ ہے اور جبکہ شہر کے باشندون کے ساتھ اورون کا اختلاط ہوتا ہے یعنی شہر مین اور لوگ آکر رہتے ہین تو انساب کا خاتمہ ہوجاتا ہے مگر چہوٹی چہوٹی آبادیون اور جنگلی لوگون مین نسب قایم رہتا ہے -

لیکن اسلام مین اوس کے جاننے کی اسلئے ضرورت ہے کہ اکثر شرعی مسائل مثلاً وراثت ولایت - نکاح - عاقلہ[1] - وغیرہ امور مین اسکی ضرورت ہے جناب رسالت مآب صلعم کا نسب معلوم ہونا بھی ضروری ہے علی ہذا القیاس جو لوگ خلافت مین بہی اسکی شرط لگاتے ہین اوس وقت بھی نسب کے جاننے کی ضرورت پڑتی ہے اور حریت اور استرقاق یعنی آزادی اور غلامی مین بہی جو عرب و عجم مین ہے اور جسمین لوگ تفریق کرنا چاہتے ہین اوسمین بہی اسکی ضرورت ہے -

یہی سبب ہے کہ اسلام مین اکثر علمائے نسب ہوئے ہین جیسے عبد الحمید بن عبد اللہ بن اسامۃ الکوفی اور شریف محمد بن طلحۃ النسابہ اور ابن عبد السمیع الخطیب اور علما نے اس فن مین طریقہ مشجر[2] مین کتابین لکھے ہین -

---

[1] مقتول کی دیت (یعنی خون بہا) جو قاتل یا اوس کے کنبہ سے لیجاتی ہے اوس کو عاقلہ کہتے ہین - مولف

[2] اس فن کے کتابون مین ایک شجرہ بنایا جاتا ہے اوس مین ایسے سلسلہ قایم کئے جاتے ہین جن کے دیکھنے سے بعینہ وہ ایک درخت معلوم ہوتا ہے - نسب اعلیٰ کو نیچے کے سلسلہ سے دیکھا جاتا ہے اور اوسکے درمیان بہت سی شاخدار شاخین ہوتی ہین جہان سے ایک نسب کا سلسلہ علیٰحدہ ہوکر اور کسی سلسلہ مین جا ملتا ہے یا وہ خود اور سلسلہ قایم کرتا ہے - اس سلسلہ کے قایم کرنے کے لئے کچھ خطوط اور نقطے استعمال کئے جاتے ہین - مترجم

منجملہ اس فن کے مورخین کے ابو المنذر ہشام بن ابی النضر محمد بن السائب بن بشر بن عمرو الکلبی النسابہ کوفی ہے جسکو علم انساب مین اعلم الناس کہا جاتا ہی - اسکے تصنیفات مین یہ کتابین ہین - کتاب الجمہرہ جو فن نسب مین ایک عمدہ کتاب ہے - کتاب المنزل - کتاب الموجز - کتاب الفرید جو مامون عباسی کے لیے لکھی ہے - کتاب الملوکی جعفر برمکی کے لئے لکھی ہے یہ سب کتابین نسب مین ہین اُس کے اور بھی کتابین ہین - کتاب حلف عبد المطلب وخزاعہ - کتاب حلف الفضول - کتاب حلف تمیم وکلب کتاب المنافرات - کتاب بیوتات قریش - کتاب فضائل قیس بن عیلان - کتاب الموردات - کتاب بیوتات ربیعہ - کتاب الکنی - کتاب شرف قصی و ولدہ فی الجاہلیۃ والاسلام - یعنی قصی کی اولاد جو زمانہ جاہلیت اور اسلام مین ہے اوسکی فضیلت کے بیان مین - کتاب القاب قریش - کتاب القاب یمن کتاب المثالب - کتاب النوافل - کتاب ادعاء معاویۃ زیاد بن امیہ - کتاب اخبار زیاد مذکور - کتاب صنائع قریش - کتاب المشاجرات - کتاب المعاتبات - کتاب ملوک الطوائف - کتاب افتراق ولد نزار کتاب تفریق الازد - کتاب طسم وجدیس وغیرہ سنہ ۲۰۴ھ م سنہ ۸۱۹ء مین اوسکی وفات ہوئی -

# مقالہ سوم

## عربون کی جسامت - اون کے رنگ - اون کے اوصاف اور اون کے منکوحات وغیرہ کا بیان اس مین چار فصلین ہین

## فصل اوّل

### عربون کی جسامت اور اونکے اوصاف کا بیان

ملطبرون نے عربون کے اوصاف بیان کئے ہین وہ کہتا ہے کہ اکثر اہل عرب نہ اونچے ہوتے ہین نہ ٹھگنے بلکہ وہ میانہ قد اور دبلے پتلے ہوتے ہین گویا وہ حرارت سے سوکھ گئے ہین - رنگ گندمی انکھین اور بال سیاہ - اون کی عورتون کا رنگ صاف سنہری ہوتا ہے - پہاڑی مقامات مین کبھی کبھی عورتونکا

قد وقامت اور اعضاء نہایت موزون نظر آتے ہین رومی اور اٹلی کے یوربین عورتون کا سا سفید اور گورا رنگ ہوتا ہے۔

لیکن مرد زیادہ موٹا ہونا پسند نہین کرتے کیونکہ گوشت کا زیادہ ہونا سستی اور کاہلی کا داعی ہے کشادہ سینہ والے کو اشد الرجال یعنے قوی اور قوت دار خیال کرتے ہین کم گوشت والے کو ضرب کہتے ہین اور بڑے پیٹ والے کو دچلنے مین جس کے جوڑ متحرک ہوتے ہین ) حزقہ اور معتدل القامت اور معتدل الاعضاء کو رتل کہتے ہین جسیم اور طویل القامت کا نام مشرعب ہی۔

میرا ارادہ تھا کہ مین قاموس سے وہ امور اور اسماء جمع کرون جو میرے کتاب سے متعلق ہو سکتے تھے چنانچہ مین وہ الفاظ جو مردون اور عورتون کے حسن و قبح کے اوصاف سے متعلق تھے جمع کیے اونکی تعداد ڈہائی سو تھی اکثر یہ الفاظ ادنے اور احمق کے معنی مین تھے حالانکہ یہہ الفاظ حائے حطی کی ردیف تمام ہونے سے پہلے جمع ہو گئے تھے۔ تب مین نے خیال کیا کہ اگر اس قسم کے الفاظ جمع کئے جائینگے تو ان سے ایک بسیط کتاب بن جائے گی پس مین اپنے ارادہ سے باز آیا اور مین نے صرف اُنہین الفاظ پر کفایت کی جنکو علماء نے اپنے مولفات مین لکھا تھا۔

مردون کے اوصاف | بڑے قد آور کو قیلم۔ بڑے سر والے کو کروس اور اراس۔ بڑے کانون والے کو کفاری۔ بڑی ناک والے کو قنان۔ بڑے ہونٹ والے کو شفاہی۔ لنبے ٹانگون والے کو ارجل بڑے گٹھنہ والے کو ارکب۔ بڑے آنکہون والے کو جخظم اور بڑے تنومند کو جرنغش کہتے ہین۔

زیادہ کہانے والے کو اکول۔ جرور اور رجبر اخم۔ باتون اور بکی کو ثرثار و تہذار۔ زیادہ سفر کرنے والیکو سفر زیادہ فکر کرنے والے کو فلیر۔ کاہل اور بڑے رہنے والے کو ملازم کلبیت۔ زیادہ بیٹھنے والیکو قعدہ زیادہ نماز پڑہنے والے اور زیادہ روزہ رکہنے والے کو عابد زیادہ صدق والے کو صدیق۔ زیادہ شعر کہنے والے کو اشعر کہتے ہین۔

سریع الفہم کو لقن۔ صاحب رائے وتجربہ کو خبیر اور داہ۔ سفر کے تجربون سے فائدہ اوٹھانے والیکو باقعہ۔ شہرون مین جاکر علم حاصل کرنے والے کو نقاب۔ تیز دل اور چالاک کو شہم۔ صادق الظن اور عمدہ سمجھہ دار کو لوذعی۔ اگر وہ ذکی اور روشن رائے رکہتا ہو تو المعی۔ خوش طبع اور ہنسمکہ کو فکہہ جب اپنے حوائج مین ہوشیار ہو تو اوس کو اصلیت۔ حمیدہ خصائل کو کیس۔ اپنے پیشہ مین جو حاذق ہو اوس کو عبقری۔ انقلاب زمانہ نے جسکو تجربہ کار بنایا ہو اوسکو منجذ۔ بہیدون کے چہپانے والے یعنی راز دار کو کتوم کہتے ہین۔

جو شخص اپنی قابلیتون سے زیادہ اپنے کو قابل ظاہر کرتا ہے اوس کو متخذلق اور متعاہیہ۔ جو شخص اپنی سخاوت
اور مروت اور دین کو اوس طرح پر ظاہر کرتا ہے جس پر کہ وہ قایم نہین ہے اوسکو متلہوق۔ رئیس قوم
جو عدل و انصاف یا جور و ظلم سے ایک سے دوسرے کو حقوق دلائے اوسکو متعذمر۔ جو شخص ایک کام
کو دوسرے کام سے ملا دیتا ہے اوسکو خباص۔ اور جو شخص یہ جانتا ہو کہ کہان سے آتا ہے اور کہان
خرچ ہوتا ہے اوسکو مزیال۔ خبیث اور فاجر کو عتریف۔ بسیار خوار اور سخت گیر اور آزار رسان کو
عتل۔ بدخو اور سنگدل کو فظ۔ اعراب اور کلام مین خطا کرنے والے کو لحانہ۔ بہت حرکت کرنے والے
اور لوگون کے ساتھ بدی سے پیش آنے والے کو میتاح و معن۔ بغیر سوال کے جو باتین کرتا ہے
اوس کو فضولی۔ جو شخص کہ ہر شخص سے یہ کہے کہ مین تیرے ساتھ ہون اوسکو امعہ۔ کسی کی صحبت مین
اپنے کو جو شخص پسند نہ کرتا ہو اوس کو مطرف اور تلماظ۔ جو شخص ایک بات پر قایم نہ رہے اور ایک کام کو ناتمام
چھوڑکر دوسرا کام شروع کرے اوسکو اہفک یعنی صاحب تلون۔ وہ شخص جو کسی چیز کو دیکھکر یہ آرزو کرے
کہ وہ مجھکو آجائے اوس کو طرف۔ جو شخص بھید نہ چھپا سکے اوس کو بذیرا اور نمام اور علنہ۔ جس سے نیکی اور
بدی کی امید نہ ہو اوسکو حرض۔ ہر شخص کو ایک لقب سے پکارنے والے اور نداق کرنے والے کو لقس
جس شخص کی یہ عادت ہو کہ وہ لوگون کے پاس اون کے کہانا کہانے کے وقت جایا کرے اُسکو وارش
اگر وارش بغیر اذن اون کے پاس پہونچ جائے اور کہانے کے وقت کا منتظر رہے تو اوس کو متطفل
اور طفیلی اور رحضر۔ جو شخص کسی کہیل اور بازی وغیرہ سے خوش نہ ہوتا ہو اوس کو غرہاۃ۔ زیادہ سوال کرنے
والے کو سؤلۃ۔ اگر وہ چور ہو اور رات بھر نہ سویا کرے تو اوس کو ستار۔ جو شخص خود ہی تکبر سے اپنے کو
کچھہ سمجھا کرے تو اوس کو شینق۔ جو شخص ناچے کودے۔ تالیان بجائے اور لہو و لعب مین رہے اور
باتین کرے اور ہنستا رہے اوس کو مخنش۔ جو شخص صحبت مین بیٹھکر بے سبب غصہ ظاہر کرے اوسکو
مسنوت۔ مہمان کے ساتھ آنے والے کو ضیفن۔ کامون کے مختلط کرنے والے کو مخلیط۔ احمق کو
وقب۔ متکبر اور مغرور کو شامخ کہتے ہین۔

عورتون کے اوصاف | شرمیلی عورت کو خفرہ۔ پست آواز عورت کو رخیمہ۔ جو عورت مرد سے محبت رکھے
اور مرد بھی اوس سے محبت رکھے اوس کو عروب۔ شک اور تہمت سے نفرت کرنے والی کو نوار
نجاست سے بچنے والی کو قذور۔ دستکار یعنی سینے پرونے والی کو صناع۔ زیادہ بچے جننے والی کو نثور
اور منتاق اور برزار۔ کم جننے والی کو نزور۔ اگر بیٹے ہی جنتی ہو تو اوس کو ندکار۔ اور اگر بیٹیان ہی
جنتی ہو تو اوس کو مئنات۔ جو عورت کہ ایک دفعہ لڑکا اور دوسرے دفعہ لڑکی جنا کرے اسکو معقاب

نوام جننے والی کو متائم ۔ نجیب اولاد جننے والی کو منجاب ۔ احمق اولاد جننے والی کو محماق اور میقاب ۔ اگر بچے اوس کے زیادہ مرتے ہون تو اوسکو مثکال ۔ شوہر کے مرنے سے جو زینت کو چھوڑ دے اوس کو محدّ شوہر کے مرنے کے بعد جبکہ اوس عورت کا بالغ لڑکا ہو اور وہ نکاح کرے تو اوس کو بروک گھر ہی مین رہنے والی جو کہ کہین نہ جاتی ہو اوسکو خبارۃ اور خبیئہ ۔ جو عورت کہ کبھی پردہ نشین ہو اور کبھی نکلا کرتی ہو خبعۃ اور رطلعۃ ۔ جو ایک حال پر قایم نہ رہتی ہو اوسکو غتیروع ۔ جو عورت ایسی خوبصورت ہو کہ اوسکو زینت اور آراستگی کی ضرورت نہ ہو اوس کو غانیہ ۔ لیکن ابن عقیل کہتا ہے کہ غانیہ وہ خوب صورت عورت ہے جس کے حسن کو مرد تعجب کی نظر سے دیکھین ۔ لیکن اور لوگون کا یہ قول ہے کہ غانیہ وہ ان بیاہی عورت ہے جو مان باپ کے گھر مین مقیم ہو ۔ مگر یہ بھی کہا گیا ہے کہ غانیہ صاحب شوہر کو کہتے ہین کیونکہ وہ اپنے شوہر کے وجود سے دوسرے مردون سے غنی یعنی بے پرواہ ہے ۔ اور وہ ان بیاہی لڑکی جو اپنے مان باپ کے گھر مین مقیم ہو عانس ہے ۔ کتاب دورۃ الغواص مین ایسی جوان عورت کو جو ماں باپ کے یہان ہو عاتق لکھا ہے ۔ اور پردہ نشین لڑکی کو مخباۃ کہتے ہین ۔

جوان عورت کو جس کے اعضا صحیح اور موزون ہون رخصہ ۔ گوری اور جسیم موٹی تازی اور نرم و نازک ہڈی والی عورت کو خرعبۃ ۔ بڑے پیٹ والی کو جسکا گوشت ڈھیلا ہو مضاضہ ۔ پتلی کمر اور ہموار پیٹ والی عورت کو مہفہفہ ۔ جس عورت کے ہونٹون مین کسیقدر سیاہی ہو جو حسن کی علامت ہے اوس کو حوا اور لمیاء ۔ ناز و نعمت سے جس عورت کا بدن نرم و نازک اور باریک پوست ہو اوس کو غضہ اور بضفہ خوب صورت اور موٹی ناز پروردہ عورت کو بھکنۃ ۔ نیک اخلاق اور شریف اور مالدار عورت کو عقیلہ ۔ حرہ ۔ یعنی آزاد اور مخیر عورت کو عواتک ۔ ایک عورت کا نام جو عاتکہ رکھا گیا تھا وہ اسی لحاظ سی تھا ۔ خاتون کا لفظ جو عجمی لغت تاتاری کا ہے عموماً شریف عورت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے عرب کے نزدیک یہہ لفظ شاہی عورتون کے لیے استعمال ہوتا ہے اسکی جمع خواتین ہے ۔ جو عورت اپنے مرد کے سوا دوسرے کو آنکھ بھر کر نہ دیکھے اوس کو قاصرۃ الطرف ۔ ناز و نعمت مین پلی ہوئی کو جس نے کوئی تجربہ نہ اوٹھا ہو غریرہ لمبی پلکون والی کو ریشاء ۔ ضعیف البصر کو عمشار ۔ اعمش جو ایک مرد کا نام تھا اسی بنا پر تھا ۔ سخت اور درشت کو جشوب ۔ جس عورت مین کم نیکی ہو اوس کو خنظوب ۔ موٹی کو زینب اور رداح رنجیدہ اور غمگین کو شجوب لطیف الخلقت کو لینۃ ۔ جو عورت اپنے مرد سے بظاہر مخالفت کرے اور حقیقت مین کوئی مخالفت نہو مثلاً حرکات غمزہ و کرشمہ اوس کو لعوب ۔ دبلی اور وہ عورت جو تنہا خوب صورت معلوم ہو نہ یہہ کہ دس بیس عورتون مین خوب صورت ہو اوس کو خفوت ۔ جسکا بچہ جیتا ہی نہ ہو اوسکو مقلات بخلاف عجمی کے

جسکی اولاد زندہ رہے - باکرہ عورت جو پہلی دفعہ حاملہ ہو اوسکو خروس اور اوس عورت کو بھی خروس کہتے ہین جو نفاس عورتون یعنی زچاؤن کے لئے کہانا پکاتی ہو[1] اور نیز وہ عورت جسکو دودھ کم ہو - قبل از وقت جس عورت کا ازالہ بکر ہو اوس کو باجن - "خلت الباجن عن الولد" کی ضرب المثل اسی سے ہے یہ اوس وقت کہتے ہین جبکہ قبل از وقت کسی شئے کے حاصل کرنے کی کوشش کیجائے - اور جس کا ازالہ بکر ہوا وسکو بکر - اس عورت کجو اپنے ثیب مرد سے جدا ہوجائے معتزعہ کہتے ہین - جب عورت حائضہ ہوتی ہے تو اوس وقت کہتے ہین "عرکت المراۃ" "ضحکت المراۃ" جو عورت کہ حائضہ نہ ہوتی ہوا ور جسکو دودھ بھی نہ ہو اوس کو ضہیار کہتے ہین جس عورت کو بغیر حمل کے دودھ اوتر آئے اوس کو محل - ایم یعنی بیوہ کو ارملہ - ظعینہ وہ عورت جو اپنی ہودہ یا گہر مین ہو - ظعینہ اس لئے نام رکھا گیا کہ ظعن کے معنی اونچی زمین کے طرف سفر کرنے کے ہین - زوزنی کہتا ہے کہ بقر سے عیال مراد لیجاتی ہی کیونکہ عورتین بھی محل حرث و زراعت ہین - اسی سے یہ ضرب المثل ہے یعنی "جاء یجر بقرہ" ای عیالہ اپنے عیال کو ساتھ لے آیا -

خزر کے معنی تنگی چشم کے ہین - صعر کے معنی بناوٹ سے ترچھا دیکھنا جو تکبر کی حرکت ہے مگر صعر کے معنی خاصتہ رخسار کو تکبر سے ترچھا کرتا ہے - یا ہونٹون مین ترچھا پن ظاہر کرنا - جس آنکھ مین قرار اور سکون ہوتا ہے اوس کو ساجی العین کہتے ہین - کشادہ آنکھ کو نجلا - خوب صورت اور برابر جمے ہوئے دانتون کو رتل - جس آنکھ مین پانی زیادہ آتا ہو یا وہ بڑی ہو یا اوس مین سرخی ہو اوسکو ھدلہ - ہونٹون کی سیاہی کو جو علامت حسن ہے لعس - منہ کی بدبو کو تتفال - پنڈلیون کے ٹیڑھے ہونیکو حنب - بڑے اور ڈہیلی پستان والی عورت کو طرطب کہتے ہین - چنانچہ ضبتہ بن یزید کی ہجو مین تبنی کہتا ہے -

ما انصف القوم ضبہ     وامہ الطرطبہ[2]

رتی اور لثغاء کے معنی سختی و شکستگی زبان یعنی حرف سین کو ثے - یا رے - یا غین - یا لام - یائے - وغیرہ حرف سے کہنا - بے وقوف عورت کو ہنبار اور بلہار - اعفت اور اعسر کے معنی - دشواری سے بات کرنے اور بائین ہاتھ سے کام کرنے کے ہین - لقفار اور رجولار کے معنی احول

---

[1] زچاؤن کے لئے جو کہانا پکایا جاتا ہے اوسکو خرسۃ کہتے ہین - مولف

[2] ترجمہ - ضبہ کی نسبت قوم نے یہ انصاف اچھا نہین کیا اور نہ اوسکی ڈہیلی پستان والی مان کا اچھا انصاف کیا -

چشم کے ہین - فلج کے معنی دونون قدم کے مابین کی دوری لعو رکھلے کھلے دانتون کی دوری کے ہین
زوزنی کہتاہے کہ اہل عرب عورتون کو اکثر بیضہ دانڈی سے تشبیہ دیتے اور بعضے تشبیہ دینے کی تین وجہین ہین
اول اون کا جماع سے صحیح سلامت رہنا جیساکہ فرزدق کہتاہے -

خرجن الی لم یطمثن قبلی دہن اصح من بیض النعام[1]

دوسری وجہ اون کا محفوظ اور پردہ نشین رہنا ہے کیونکہ پرند بھی اپنے انڈون کو چھپاتے اور
اونکی حفاظت کرتے ہین - تیسری وجہ رنگ کی صفائی ہے - بعض اوقات عورتون کو شترمرغ کے
انڈے سے بھی تشبیہ دیتے ہین کیونکہ اوس کے انڈے زردی مائل اور نہایت سفید وصاف
ہوتے ہین - عربون کے نزدیک عورتون کے لئے یہ رنگ نہایت عمدہ خیال کیاجاتا ہے -
ذی الرمہ کا قول بھی اسکی تائید کرتاہے -

کانہا فضتہ قد مسہا ذہب[2]

بیضتہ الخدر کے معنی پردہ نشین کے ہین -
اہل عرب کے کلام سے پایاجاتاہے کہ خوب صورتی کے بعض صفات کا ہونا قدر و منزلت اور شرافت
کی دلیل ہے ایک شاعر کہتاہے -

بعیدۃ مہوی القرط اما لنوفل ابوہا واما عبد شمس وہاشم[3]

حسان بن ثابت کہتاہے -

بیض الوجوہ کریمۃ احسابہم شم الانوف من الطراز الاول[4]

اس کے خلاف مین ایک دوسرا شاعر کہتاہے -

سود الوجوہ لئیمۃ احسابہم فطس الانوف من الطراز الاخر[5]

---

[1] ترجمہ وہ عورتین جو میرے پاس آئین مجھ سے پہلے کسی نے اون کو چھوا تک نہین تھا اور وہ شترمرغ کے
انڈے سے زیادہ اچھے اور صحیح ہین -
[2] ترجمہ - وہ عورت بلحاظ رنگ کے مثل نقرہ خام کے سفید ہے جسکو کسی قدر طلا (سونے) نے چھولیاہے -
[3] ترجمہ - اونچی گردن (جو شرافت اور سرداری کی نشانی ہے) یا تو نوفل کی ہے جو اوس (عورت) کا
باپ ہے یا عبد شمس یا ہاشم کی گردن اونچی ہے -
[4] ترجمہ - روشن چہرے اور عالی نسب ہین ناکون کا اونچا ہونا اونکے سردار ہونیکی پہلی نشانی ہے -
[5] ترجمہ - کالے منہ اور نسب کمینون کے ہین ناکون کا دبا ہونا اونکے کمینہ ہونیکی آخری نشانی ہے -

زوزنی کہتا ہے کہ عربون کا گورے اور سفید رنگ کو بیان کرتے ہین اسبابت کے طرف اشارہ
پایا جاتا ہے کہ ایسے لوگ عموماً حرائر یعنے شریف و آزادبی بیون کی اولاد ہین یعنی اون کے سلسلہ مین
لونڈیان نہین ہین پس شریفونمین گورا رنگ موروثی خیال کیا گیا ہے جب وہ اپنے مجلسونمین
بیٹھتے ہین تو اون کے رنگ سفیدی اور نور کی وجہ سے چمکدار نظر آتے ہین جس سے صاف
یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اون مین کوئی میل نہین ہے جس سے اون کے رنگون مین تغیر
پیدا ہو جسطرح کہ انڈے میل سے پاک و صاف ہوتے ہین اور جیسے اہل عرب گہوڑون مین نقرہ
کو یعنی سفید گہوڑے کو عمدہ خیال کرتے ہین غرض کہ اہل عرب مین سفید رنگ کی تعریف مین جو وجوہ
ہین وہ ان سے خارج نہین ہین اور یہ کہ اہل عرب گورے چہرون مین تیمن اور تبرک ڈہونڈہتے
تھے -

# فصل دوم

## عربون کے یہان جو حسن ممدوح ہے اُس کا بیان

اہل عرب حسن کو وسامت سے تعبیر کرتے ہین - زوزنی کہتا ہے کہ میسم کے معنی حسن کے ہین اور
یہ وسام و سامہ سے مشتق ہے دونون کے معنی حسن وجمال کے ہین اور قسامہ کے بھی یہی معنے
ہین محیط المحیط مین (جو ایک حال کی لغت کی کتاب ہے) میسم کے معنی مکواۃ کے لکہے ہین جو
جانورون کو داغ دینے کا ایک آلہ ہے اوس داغ دینے سے جانور سب مین ممتاز ہو جاتا ہے -
عربون کے نزدیک یہ بھی ایک جمال کی نشانی ہے - جمیل لڑکے کو کہتے ہین قسیم الغلام یقسم قسامۃ یعنی لڑکا
خوب صورت ہے -

بعض نے حسن اور جمال مین فرق کیا ہے بعض یہ کہتے ہین کہ حسن کے معنی ہین چہرہ کے رنگ کا
لحاظ ہوتا ہے اور جمال مین اعضا کی صورت کا - لیکن ملاحت ان دونون کو شامل ہے - پس
اس لحاظ سے ہر ملیح کو حسین اور جمیل کہہ سکتے ہین اور ہر حسین کا جمیل ہونا اور ہر جمیل کا حسین ہونا
لازم نہین ہے - یہ بھی کہا گیا ہے کہ جمیل وہ ہے جو دور سے اچھا نظر آئے اور ملیح وہ ہے کہ جو نزدیک
سے اچھا معلوم ہو - یہ بہی کہا جاتا ہے کہ جمیل وہ ہو کہ جو دور سے اچھا نظر آئے اور نزدیک آجانے
اوس قدر اچھا نہ دکھائی دے جیسا کہ وہ دور سے معلوم ہوتا تھا - اور ملیح وہ ہے کہ نزدیک اور دور

دونون صورتون مین اچھا دکھائی دے۔ بعض کہتے ہین کہ حسن وہ ہے کہ جس سے چہرہ پر صباحت جلد مین چمک۔ ناک کی خوبی۔ آنکھ مین حلاوت۔ منھ مین ملاحت۔ زبان مین ظرافت یعنی خوش کلام۔ قد و قامت مین رشاقت (حسن) اخلاق مین خوبی و دانائی پائی جائے۔ اور نیز حسن کے معنی مین اور وسعت ہوسکتی ہے۔

بعض یہ بھی کہتے ہین کہ عربون کے نزدیک جمال کے یہ معنی ہین کہ قد و قامت مین اعتدال۔ چھاتیان ابھری ہوئین آنکھین رسیلی اور سیاہ۔ سرخ گال۔ سفید سینہ۔ سرین بھاری۔ پتلی کمر۔ اونچائی مناسب یہ نقل بیان کیجاتی ہے کہ اہل عرب سے ایک شخص نے اپنے دوست سے مشورہ کیا کہ کن اوصاف کی عورت سے نکاح کیا جائے اوس نے کہا اوس عورت سے جسمین یہ علامات ہون قدم نرم و نازک رانین ملی ہوئین۔ موٹے ذراع[1]۔ نرم ہتھیلیان۔ چھاتیان ابھری ہوئین۔ سرخ گال۔ کحلاء العین[2] پتلی پتلی اور لمبی بھوین۔ لمیاء الشفت[3] کشادہ پیشانی۔ اونچی ناک۔ آب دہن مین شیرینی۔ سیاہ بال اونچی گردن۔ دبا ہوا پیٹ۔

جب حارث بن عمرو بادشاہ کندہ نے ایک عورت کو جسکا نام عصام تھا عوف بن محلم الشیبانی کی بیٹی کے حسن و جمال اور اوس کے کمال اور اوسکی عقل کے دریافت کے لئے بھیجا اور جب عصام بعد دریافت حارث کے پاس آئے تو حارث نے اوس سے کہا ما وراءک یا عصام ای عصام کیا خبر ہے اوس وقت سے یہ جملہ ضرب المثل ہوگیا۔ عصام نے کہا اوسکا حال (حسن و جمال کا) معلوم ہوگیا پیشانی صیقل زدہ آئینہ ہے اوس کے بال نہایت کالے ہین اور ایسے گھنے اور لمبے ہین جیسے گھوڑے کی دم کے بال اگر وہ بالون کو کھول کر چھوڑ دیتی ہے تو وہ بصورت زنجیر دکھائی دیتی ہین اور اگر بالون مین کنگی کرتی ہے تو تیل کی دھنیت سے ایسے چمکتے ہین جیسے پانی دینے سے انگور کے خوشہ تر و تازہ دکھائی دیتے ہین۔ بھوین توس نما گویا قلم سے کھچی ہین یا کاجل سے سیاہ کی گئی ہین جیسے

---

[1] ذراع کے معنی ہاتھ کے ہین جو کہنی سے پنجہ تک کو شامل ہے۔
[2] کحلاء العین اوس آنکھ کو کہتے ہین جس کے نیچے اور اوپر کی پلکون مین ایسی خلقی سیاہی ہو جس سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ سرمہ لگایا گیا ہے۔
[3] لمیاء سے ہونٹ کی وہ رنگت مراد ہے جسمین تھوڑی سی سیاہی ہو اور المی کے معنی آب دہن کا ٹھنڈا اور شیرین ہوتا ہے۔

موٹی تازی ہرنی کے آنکہون پر کمانین (بہوین) ہوتی ہین اون کے بیچ مین ناک ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے تلوار کی دہار اوس کے دونون طرف گورے گورے چہرہ پر جبکا رنگ موتی کے مانند ہی دو سرخ ارغوانی گال ہین - اوس کا دہن مثل انگوٹھی کے چہوٹا ہے - ہونٹ نہایت شیرین دانت نہایت صاف اور چمکدار - منہ مین زبان جو حرکت کرتی ہے یعنی وہ جو باتین کرتی ہے نہایت فصیح اور عقلمندی کی ہوتی ہین اور جواب حاضر دیتی ہے سرخ ہونٹ جس کا پانی یعنی آب دہن) شہد کی طرح شیرین ہے جبکہ وہ صراحی دار گردن مین ہلایا جائے یعنی اوسکی گردن مثل چاندی کی سفید اور مثل شیشہ کے صاف اور شفاف ہے جسمین آب دہن ایسا دکہائی دیتا ہے جیسے شیشہ مین شہد - سینہ پر گردن چاندی کی ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے دمیہ[1] کی تمثال (اسٹیچو) کا سینہ بازو نہایت گول جس سے ہاتھ متصل ہین ہاتہہ ایسے نرم ہین کہ اون مین نہ تو ہڈی معلوم ہوتی ہے اور نہ رگین اون ہاتہون مین نرم نرم پتلی ہتیلیان جس کے پٹھے بہت ہی نرم ہین اگر تم چاہو تو انگلیون کو اوس سے ملا سکتے ہو - اوس کے سینہ پر انار کی سی چہاتیان ایسی ابھری ہوئے ہین کہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ چولی کو پہاڑ کر باہر نکل پڑین گی - ان چہاتیون کے نیچے جو پیٹ ہے اوسمین شکنین ایسے پیارے معلوم ہوتے ہین جیسے تہہ کیا ہوا کاغذ - ان شکنون مین ناف گہر کر صاف شفاف تیل کی شیشی کے مانند نظر آتی ہے - پیٹہ مین گ.ی سے نیچے کمر تک جو ایک دہار چلی گئی ہے اوسکی صورت بالکل نہر کے مشابہ ہے اگر سرین نہ ہوتے تو نہ معلوم کہ یہ دہار کہان تک چلی جاتی - اوس کے سرین بھاری ہین جب اٹھ کہڑی ہوتی ہے تو وہ دب جاتے ہین اور جب بیٹھ جاتی ہے تو وہ اٹھ جاتے ہین اور ایسے معلوم ہوتے ہین کہ گویا وہ ریت کے دو ٹیلے ہین جو پانی کی ترشح سے جمے ہوئے ہین - اون دونون سرینون کو اوسکی رانین اٹھائی ہوئی ہین جو چاندی کے دو گیندون (چنبیون) مین لگی ہوئی ہین اون دونون کے نیچے پتلی پتلی نازک لچکدار اور پر گوشت پنڈلیان ہین ان ساقون اور بدن کے تمام بوجھ کو چہوٹے چہوٹے قدمون نے اوٹھالیا ہے تعجب ہوتا ہے کہ یہ پانون باوجودیکہ بہت چہوٹے ہین اتنے بہاری بوجہہ کو کس طرح اٹھائے ہوئے ہین[2] -

---

[1] دمیہ کے معنی تراشے ہوئے بت کے ہین دیکہو چوتھے مقالہ کی پہلی فصل جسمین دمیہ کے لفظ کا ذکر ہوا ہی مترجم

[2] جب حارث نے اوسکے حسن کا بیان سنا تو اوسکے باپ کے پاس پیغام بھیجا اوسکے باپ عوف نے اسپر رضامندی ظاہر کی اور نکاح کر دیا جب وہ حارث کے پاس بھیجی جانے لگی تو اوسکی مان نے اوسکو چند نصیحتین کین جنکا ماحصل یہ ہی کہ تو ہر حال مین اپنے شوہر کی اطاعت کرنا اور اوسکو خوش رکہنے مین ہر طرح کی کوشش کرنا جس سے وہ خود تیرا مطیع ہو جائیگا مترجم

منذر اکبر نے جبکہ اوس نے کسری یعنی نوشیروان کے پاس بطور ہدیہ ایک لونڈی بھیجی تھی یہ لکھا کہ مین نے
آپ کی خدمت مین یہ لونڈی بھیجی ہے یہ نہایت معتدل الخلقت یعنی سڈول اور موزون اعضا رکی ہی
رنگ صاف دانت سفید اور چمکدار ہون اور پلکون کے بال بہت گہن ہین۔ آنکھ کے کنارون مین
قدرتی سیاہی ہے (یعنی سرمہ لگانے کی ضرورت نہین) پتلیان کالی آنکھون کی سفیدی اور سیاہی
دونون بہت ہی صاف آنکھون کی سیاہی کا حلقہ وسیع۔ اونچی ناک۔ نتھنے چھوٹے۔ آنکھونکی سفیدی
سیاہی کو ہر طرف سے گھیری ہوئی۔ خوش طبع ہنسمکہ نرم نرم گال جن سے بوسہ بازی کی رغبت ہو۔
سر مین گھنے بال۔ بڑا سر۔ اونچی گردن چوڑا سینہ چھاتیان ابھری ہوئین۔ بازو اور مونڈھے زبردست
کلائیان نہایت خوب صورت پاؤن کے پنجے اور ٹخنے لطیف اور نازک قدم کی مسافت چھوٹی۔
دہوپ مین چلنے کی اوس مین بالکل برداشت نہین یعنے وہ بالکل نازک اور ناز پروردہ ہے
مالک کی اطاعت گذار۔ چہرہ مین کچھ نہین۔ چیچک کے داغ نہین پتلی ناک عزیز النفس خوفناک مقامات
مین جانے کا کبھی اوس کو اتفاق نہین ہوا۔ حلیم ہے رائے صائب رکھتی ہے ماموں اوس کا
بزرگ ہے اوس کے باپ کا نسب بھی اچھا ہے مان کا قبیلہ کسیقدر بڑا ہے مین نے اوسکو ادب کی
تمام باتین سکھادی ہین اوسکی رائے شریفون کی سی اور عمل اہل پیشہ کے مانند ہے یعنی سینا وغیرہ
بھی جانتی ہے۔ خاموش رہتی ہے آواز اوسکی دبی ہوئی اور چھوٹی مزاج کی قایم مالک کو اوس سے
زینت اور دشمن کو اوس سے ہیبت ہوتی ہے اگر آپ اوس سے صحبت کرنا چاہو تو وہ اپنے کو پر
شہوت ظاہر کریگی اگر اوس کے پاس نہ جاؤ تو وہ شہوت پرستی کا خیال تک نہین کریگی اسکی آنکھین
چمکدار اور تیز نظر۔ رخسار سرخ اوسکے ہونٹون مین ایک قسم کی آواز بھی ہے جسکو دبدبہ[۱] کہتے ہین اگر آپ کھڑے
رہوگے تو وہ خدمت کے لئے حاضر رہیگی اور اگر آپ بیٹھ جاوینگے تو آپ کے حکم کے بغیر نہ
بیٹھیگی۔

## نبذہ
### یعنی بقیہ
### ان بعض عورتون کا بیان جو حسن وجمال اور ادب مین مشہور ہوئی ہین

اہل عرب مین بہت سے عورتین اور مرد حسن وجمال مین مشہور اور ضرب المثل ہوئے ہین منجملہ ان

---

[۱] دبدبہ کے معنی ساتوین مقالہ کی تیسری فصل مین بضمن بیان اصوات بیان کردئے گئے ہین مترجم

عورتوں کے ماویہ بنت عوف بن جشم یا بعض روایت کے بموجب بنت ربیعۃ التغلبی ہے جو پادشاہ عراق
منذر ابن امرؤالقیس بن النعمان کی ماں ہے جو کسری کے طرف سے ملک عرب میں خلیفہ تھا اور
جو قصر خورنق[1] اور حیرہ میں رہتا تھا اسکی مثال دیجاتی ہے اور یہ کہا جاتا ہے اکفی لقومہ من ابن ماء السماء
یعنی وہ اپنی قوم کے لیئے ماء السماء کے بیٹے سے زیادہ کفالت کرنے والا ہے۔ کیونکہ اوسکی ماں
ماویہ کو اوسکے حسن وجمال کی وجہ سے ماء السماء کے لقب سے پکارتی تھی منذر جس کا اوپر ذکر ہوا
ابو النعمان یہی ہے جو کوفہ کے عقب میں جہاں کہ شقائق (ایک پھول کے درخت کا نام ہے) اگا تھا
رہتا تھا اور چونکہ وہ ان پھولوں کو زیادہ پسند کرتا تھا اسی وجہ سے شقائق نعمان کہنے لگے۔

شیرین جو ایک شہر کے رئیس کی بیٹی تھی اور جس کا نام ساویروج یا ساروج تھا اوسکو اوس
شہر کے پادشاہ نے اوسکے باپ سے لے لیا اور قیصر کو تحفہ بھیجا اور اوس قیصر نے کسری اپرویز
(خسرو پرویز) کو تحفہ دیا۔ خسرو پرویز شیرین سے ایسی اور اس درجہ کی محبت رکھتا تھا جیسا کہ اوسکا
حسن کیونکہ اوس کا حسن ضرب المثل تھا چنانچہ تمثیلاً یہ کہتے ہیں اجمل من شیرین (یعنے شیرین سے
زیادہ جمیل وحسین)۔

عائشہ بنت طلحہ جسکی ماں ام کلثوم بنت ابی بکر الصدیق ہے۔ یعنی عائشہ حضرت ابو بکر الصدیق رض
کی نواسی ہوتی ہے۔ عائشہ اپنے منہ پر برقعہ نہیں ڈالتی تھی اسپر مصعب ابن الزبیر جو کہ خود بھی حسین تھا
عائشہ پر خفا ہوا عائشہ نے کہا خدا نے مجھ کو دولت حسن وجمال سے سرفراز کیا ہے میں یہ زیادہ مناسب
خیال کرتی ہوں کہ لوگ اوس کو دیکھیں اور حسن کی فضیلت کو جانیں۔

لبابہ بنت عبد اللہ بن العباس جو کہ ولید بن عتبۃ بن ابی سفیان کے پاس تھے اور ولید نہایت
حسین تھا لبابہ یہ کہا کرتے تھے جب میں آئینہ دیکھ کر اور کا منہ دیکھتے تھے تو میں اپنے کو زیادہ حسین
خیال کرکے اوسپر رحمت بھیجتے تھے مگر جب میں اپنے منہ کو ولید کے مقابلہ میں دیکھتے تھے تو
اوس کے حسن کے مقابلہ میں میں اپنے پر رحمت بھیجتے تھے یعنے خدا کا شکر کرتی تھی۔

ولید کے سوا مردوں میں جو لوگ حسین مشہور ہیں منجملہ اون کے ذو العمامہ سعید بن العاص بن امیہ
ہے جب وہ باہر نکلتا تھا تو ہر عورت اوسکے دیکھنے کے لئے نکلتی تھی اہل مکہ حسن میں اوسکی مثال
دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں اجمل من ذو العمامہ یعنے ذو العمامہ سے زیادہ جمیل ہے۔

---

[1] شہر خورنق کا ذکر پانچویں مقالہ کی پہلی فصل کے شروع میں ہے۔ مترجم۔

متوکل بن المعتصم بن ہرون الرشید بھی خوبصورتون مین گنا گیا ہے آگے اسکا ذکر کیا جائے گا۔
مقنع الکندی محمد بن ظفر بن عمیر بن فرعان بن قیس بن الاسود بن عبداللہ بن الحرث بن عمرو بن معاویۃ بن کندہ بہت حسین اور خلیق تھا۔ منہ پر نقاب ڈال کر نکلتا تھا تاکہ نظر نہ لگ جائے (مقنع خراسانی جو شعبدہ کے نام سے مشہور ہے ایک دوسرا شخص ہے) اصبہانی کا بیان ہے کہ مقنع کندی اور ابوزبید الطائی اور وضاح الیمن جس کا نام عبدالرحمن بن اسمعیل ہے بسبب اپنے جمال و حسن کے وضاح الیمن کے نام سے مشہور ہے یہ لوگ عرب کے میلون اور بازارون مین منہ پر نقاب ڈال کر آتے تھے تاکہ نظر نہ لگ جائے۔

اہل عرب عورتون مین ان تمام صفات کا ہونا مستحسن خیال کرتے تھے جو مردون مین ہون سوائے شجاعت اور کرم کے۔ اس مقام پر اُن عورتون کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے جو فصاحت وغیرہ مین ضرب المثل ہین۔

منجملہ اون کے خنسار (جس کا نام تماضر بھی ہے) بنت عمرو بن الشرید السلمیۃ جو صرف اپنے بھائی صخر کے مرثیہ گوئی کی وجہ سے مشہور ہے اہل عرب مین صخر ایک حسین شخص خیال کیا گیا ہے ربیعۃ بن ثور الاسدی نے اوسکو یوم ذی الاثل مین قتل کیا خنسار اپنے بھائی کے قتل ہونے پر بہت روئے اور بہت شور و بکا و ماتم کیا اور بہت مرثیہ کھے اگر کوئی زیادہ مرثیہ کہتا ہی تو یہ ضرب المثل کہی جاتی ہے "ارثی من الخنسا" یعنی خنسار سے زیادہ مرثیہ گو۔ اسپر عربون نے یہ دعوی کیا کہ کوئی مرد بھی اوس سے زیادہ فصیح اور درد انگیز مرثیہ نہین کہہ سکتا چنانچہ وہ کہتی ہے۔

ولولا کثرۃ الباکین حولی ۔۔۔ علی اخوانہم لقتلت نفسی
وما یبکون مثل اخی ولکن ۔۔۔ اعزی النفس عنہ بالتاسی [1]

اور وہ اپنے بھائی کی تعریف مین یہ کہتی ہے۔

وان صخر التاتم الہداۃ بہ ۔۔۔ کانہ علم فی راسہ نار [2]

---

[1] ترجمہ۔ اگر میرے اردگرد اون کے بھائیون پر رونے والون کی کثرت نہوتی تو مین خودکشی کر لیتی میرے بھائی کیطرح رویا جاتا ہو اُس طرح نہین روتے ہین اوسکی موت پر جس قدر رنج کیا جائے وہ تھوڑا ہے اور اسی وجہ سے مین اپنے دل کو تشفی دیتی ہون۔

[2] ترجمہ۔ صخر ایسا شخص تھا کہ لوگ اُس سے ہدایت پاتے تھے اوسکی مثال ایسی ہے کہ وہ ایک بلند پہاڑ تھا جسکی چوٹی پر آگ لگی ہوئی ہے۔

منجملہ اونہین عورتون کے اخیلیہ بنت عبد اللہ بن الرحال ہے یہ عورت اسلام کی شاعرہ عورتون مین پہلی ہے توبہ بن الحمیر بنی الاسد کے ایک بیٹے نے جو کہ اوس پر فریفتہ تھا لیلی کے باپ کے پاس نکاح کا پیام بھیجا لیکن اوسکے باپ نے انکار کیا اور بنی اوبع کے ایک بیٹے سے نکاح کر دیا۔ معاویہ کی خلافت مین توبہ مذکور قتل ہوا عوف بن عامر بن عقیل کے لوگون نے اوسکو قتل کیا کیونکہ توبہ اون کے خاندان پر غیرت دلاتا تھا۔ لیلی نے اوس کے قتل ہونے پر بہت سے مرثیے لکھے ہین۔ اور نیز اوسنے عبد الملک بن مروان اور حجاج وغیرہ کی مدح مین بہت سے قطعہ اور اشعار کہے ہین۔

منجملہ مذکورہ بالا عورتون کے فارعۃ المریۃ مسعود بن شداد کی بہن اور دوسری بدوی عورتین بھی انہین اوصاف سے متصف تہین مگر ہم اختصار کی نظر سے اونکا ذکر نہین کرتے۔

منجملہ شہری عورتون کے عائشہ الباعونیہ ہے دمشق کے حالات مین ضمناً اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ انہین عورتون مین فاطمہ اور بعض روایت کے بموجب لیلی ولید بن طریف بن الصلت الشیبانی کی بہن شمار کی گئی ہے ولید مذکور ایک بڑا زبردست باغی اور پہلوان بھی تھا اور خارجیون کا سرگروہ رشید عباسی کے عہد مین تھا اور ۱۷۹ھ م ۷۹۵ء مین قتل کیا گیا لیلی نے اپنے بھائی کے مرثیہ مین قصائد لکھی ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خنساء کے طریقہ پر چلتی ہے۔

فاطمہ بنت السلطان محمد السلجوقی مقتفی امر اللہ عباسی کی زوجہ اچھی طرح پر لکھ پڑھ لیتی تھی اور اوس کی راے بھی صائب تھی ۵۴۲ھ م ۱۱۴۷ء مین اوسکی وفات ہوئی۔

منجملہ اون عورتون کے فخر النساء شہوۃ بنت ابی النصر احمد بن الفرج بن عمر والابری کاتبہ دینوریۃ الاصل بغدادیۃ المولد ہے۔ یہ عورت عالمہ اور خوش خط تھی بہت سے لوگون نے اوس سے حدیث بھی روایت کی ہے ۵۷۴ھ م ۱۱۷۸ء مین اوسکی وفات ہوئی۔

ام علی تقیہ بنت ابی الفرج جو تاج الدین ابی الحسن علی بن فاضل بن حمدون الصوری الاصل کی مان نے ملک مظفر تقی الدین عمر سلطان صلاح الدین کے بھتیجے کی مدح مین ایک قصیدہ لکھا جو خمریہ کے نام سے مشہور ہے اوس نے قصیدہ کو دیکھکر تعجب سے کہا یہ عورت اپنے لڑکپن کے زمانہ مین ان امور سے واقفیت رکھتی ہے جب اوس کو اسکی خبر پہونچی تو اوس نے ایک اور قصیدہ حالات جنگ مین لکھا جسمین جنگ کے تمام ر علائق بیان کیگئی تہین یہ قصیدہ حربیہ کے نام سے موسوم ہے اور اس قصیدہ کے ساتھ اوس کو یہ بھی لکھہ بھیجا کہ میری واقفیت اوس امر مین جیسا آگے قصیدہ مین ہے اسمین بھی ویسا ہی ہے ۵۷۹ھ م ۱۱۸۳ء مین اسکی وفات ہوئی۔

ام المؤید زینب (جو حُرّة کے نام سے بھی پکاری جاتی ہے) بنت ابی القاسم عبدالرحمن بن الحسن بن احمد بن سہل بن احمد بن عبدوس الجرجانی بڑی عالمہ عورت تھی بہت سے لوگون کو اوس نے اپنے سے حدیث روایت کرنیکی اجازت دی تھی ٦١٥ھ ہم ١٢١٨ع مین اوسکی وفات واقع ہوئی۔

یحیی بن علی منجم جاحظ نے کیا اچھا جواب دیا ہے جسکو اوس نے اپنی کتاب بیان وتبیین مین نقل کیا ہے کہ عورت کے کلام مین بھی خوش آوازی کا ہونا مستحسن ہی چنانچہ اوس نے اسیر مالک بن اسماء کے اشعار حجتاً نقل کئے ہین۔

وحدیث الذہ ہو مما یتعت الناعتون یوزن وزنا
منطق صائب وتلحن احیانا واحلی الحدیث ماکان لحنا[1]

منجم نے کہا بیشک یہ عورت صاحب فطنت ہے وہ اپنے کلام مین کنایہ استعمال کرتی ہے جس سے اوسکا یہ مقصد ہے کہ اُس کے اصلی معنی نہ سمجھے جائین مگر اوس کا مقصد چھپ نہین سکتا خود بخود کلام سے ظاہر ہوتا ہے۔ کلام تو اور چیز ہے بلکہ طرز بیان اور آواز سے مطلب معلوم ہوجاتا ہے چنانچہ اس آیت مین اس امر کے طرف اشارہ کیا گیا ہے ”ولتعرفنہم فی لحن القول“ یعنے پہچانے گا تو اون کو اونکے آواز سے کلام سے خطا کا ارادہ نہین کیا گیا ہے اور حق تو یہ ہے کہ کسی سے بھی خطا مستحسن نہین ہو

# فصل سوم

## اہل عرب کے عشق کا بیان

بدویون مین عشق کے اسباب یہ ہین کہ زمانہ جاہلیت مین عرب کی عورتین بالکل برقع نہین اوڑہتی تہین بلکہ برقع اوڑہنے کی رسم شہر کے باشندون بھی اوس وقت سے شروع ہوا جبکہ شریعت اسلامیہ مین آیۃ حجاب نازل ہوئی اسیوجہ سے مردون کو عورتون کا دیکھنا ناجایز قرار دیا گیا۔ اصبہانی روایت کرتا ہے کہ خلفاے عباسیہ کے عہد مین یہ رسم تھی کہ جبتک عورتین صاحب اولاد نہین ہوتی تہین

---

[1] ترجمہ۔ مزے دار باتین جنکی تعریف مداح لوگ ایک خاص موزونیت سے کرتے ہین باتین جو نہایت پختہ کرتی ہے وہ کبھی خوش آوازسے کرتی ہے اور باتین بھی اچھے وہی ہوتی ہین جنمین خوش آوازی ہو۔

اوس وقت تک اون کو نہین چہپاتے تھے۔ جنگل مین رہنے والون کی عورتین تو ابتک پردہ نہین کرتے ہین اور بے تکلف بلا برقع کے مردون کے سامنے آتی ہین۔ بعض کہتے ہین کہ اسیوجہ سے بدویون مین عشق کے چرچے رہے غزلین اور نوادر دلنکات اور فقرہ جات برجستہ، جو اس عشق مین لکھے اور مرتب کئے گئے ہین ادب کی کتابون مین اون کا تذکرہ موجود ہی۔

کہا گیا ہے کہ عشق محبت کے اعلی درجہ کا نام ہے۔ بعض نے عشق کی یہ تعریف کی ہے۔ "عاشق کا معشوق سے متعجب ہونا یا فرط محبت یا عاشق کا عفیف اور تباہی مین ہونا۔ یا معشوق کے عیوب کے ادراک سے احساس کا اندہا ہو جانا۔ یا عشق ایک مرض و سوداسی ہے جسکو عاشق نے بعض صورتون کو حسین سمجہکر فکر کے بڑہانے سے اپنے ذات پر مسلط کرلیا ہے ابن فارس کہتا ہے کہ عشق کیا ہے صرف عورتون پر فریفتہ اور شیدا ہونا ہے۔ اطبا نے عشق کو امراض مین شمار کیا ہے بقراط کا قول ہے کہ عشق نصف مرض ہے فارابی اوسکی مقدار دوثلث بتاتا ہے کیونکہ وہ بدن اور نفس دونون سے متعلق ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ موٹی طبیعت اور فاسد مزاج اور کم ہمت مین عشق نہین ہوتا ہے متنبی کہتا ہے۔

وعذلت اہل العشق حتی ذقتہ　　　فعجبت کیف یموت من لا یعشق[1]

مجمع السلوک مین بیان کیا گیا ہے کہ ابتدا محبت کا نام موافقت اوس سے زیادہ کا نام میل پہر موانست۔ پہر مودت۔ ہوی۔ خلت۔ محبت۔ شغف۔ تتیم۔ ولہ اور آخر درجہ کا نام عشق ہی۔ لیکن کلیات مین عشق کے یہ مدارج ہین۔ اول مرتبہ کا نام حب۔ پہر ہوی۔ پہر علاقہ۔ پہر کلف۔ پہر عشق۔ پہر شغف۔ لوعۃ اور لاعج مثل شغف کے ہے۔ پہر تتیم۔ پہر تبل۔ پہر ولہ۔ اور آخر مدارج کا نام ہیام ہے۔

بنی عذرہ کے قبیلہ مین عشق زیادہ ہوتا ہے چنانچہ یہ ضرب المثل مشہور ہے "اعشق من بنی عذرہ" یعنی بنی عذرہ سے زیادہ عاشق ہے۔ ہوی (محبت) جو شک و شبہات سے خالی ہو اوسکو ہوی عذری سے تعبیر کرتے ہین کیونکہ یہ قبیلہ ۔۔۔ اسمین مشہور ہین چنانچہ اس پر فارض کا قول ہے۔

---

[1] ترجمہ۔ مین نے اہل عشق کی ملامت کی لیکن جب مین اوس کا مزہ چکہا تو مجہہ کو تعجب ہوا کہ جو شخص عاشق نہین ہوتا ہے وہ کیونکر مرجاتا ہے۔

بالائمی فی الهوی لعذری معذرۃ         منی الیک فلو انصفت لم تلم[1]

بنو عذرہ جن کا ذکر ہوا اہل عرب کا ایک قبیلہ ہے جنکی نسبت کہا جاتا ہے کہ جب وہ عاشق ہوتے ہین تو پھر جیتے نہین - اور عفرا بنت مالک العذریہ جو عروۃ بن حزام کی زوجہ تھی اونکا ایک شاعر کہتا ہے -

اذا ما نجا العذری من تبعۃ الهوی         فداک ورب العاشقین دخیل[2]

ایک اعرابی سے کہا گیا کہ تو کس قبیلہ کا ہے اوس نے کہا کہ مین اوس قبیلہ کا ہون کہ جب اُس قبیلہ کے لوگ محبت کا طریقہ اختیار کرتے ہین تو وہ اوس مین مرجاتے ہین یہ سنکر ایک لڑکے نے کہا رب کعبہ کی قسم ہے کہ یہ شخص قبیلہ عذری کا ہے -

جمیل مذکورہ کے ساتھ ایک شخص جو بنی عذرہ سے تھا ہمراہ ہوا جو عشق کا دعوی کرتا تھا حالانکہ وہ موٹا تازہ تھا اوسکی نسبت اوس نے یہ اشعار کہے -

وقد رابنی من زہدم ان زہدما         یشد علی جنزی ویبکی علے عمل

فلو کنت عذری العلاقۃ لم تکن         سمینا و انساک الهوی کثرۃ الاکل[3]

عربون کا یہ اعتقاد تھا اور راوئین یہ امر رائج تھا کہ جب مرد وعورت آپسمین ایک دوسرے سے

---

[1] ترجمہ - ای عذری کی محبت پر ملامت کرنے والے مین تجھ سے ایک عذر کرتا ہون وہ یہ کہ اگر تو انصاف کریگا تو مین یقین کرتا ہون کہ تو پھر کبھی ملامت نہین کریگا -

[2] ترجمہ - جب کوئی عذری عشق ومحبت سے نجات نہ پاسے یعنی عشق کو ترک نہ کرسے تو مین عاشقون کے خدا کی قسم کہا کے کہتا ہون کہ وہ یقیناً قبیلہ عذرہ کا آدمی ہے -

[3] ترجمہ - زہدم کی اسس حرکت سنے مجھ کو شک مین ڈالا کہ زہدم جو کہانے پینے اور اجرت کرنے پر روتا ہے مین نے اپنے خیال مین اوس سے کہا کہ اگر تو عذری خاندان سے ہوتا تو موٹا نہ ہوتا بلکہ محبت تیرسے زیادہ کہانے کو بھلا دیتی -

عشق و محبت کرتے تو انمین سے ہر ایک ایک دوسرے پر ایک کپڑا یعنی چادر یا رومال ڈال کر پہاڑ ڈالتے تھے یعنی مرد اپنا رومال اور عورت اپنا برقعہ ڈالکر پہاڑتی تہی اگر ایسا نہ کرتے تو اونکی محبت پائدار خیال نہین کی جاتی تہی جیسے بنو الصحاس کہتا ہے۔

وکم قد شققنا من رداء مزنر ومن برقع من ناظر غیر ناعس
اذا شق برد ینط بالبرد برقع علی ذاک حتی کلنا غیر لابس[1]

زوزنی نے ان اشعار کو اسیطرح روایت کیا ہے لیکن شیخ ناصیف الیازجی ان بیتون کو اپنی کتاب مجمع البحرین مین اسطرح لکہتا ہے۔

وکم قد شققنا من رداء محبر ومن برقع عن طفلة غیر عانس
اذا شق برد شق بالبرد برقع من الحب حتی کلنا غیر لابس

لیکن محیط المحیط مین یہ بیت اسطرح ہے۔

اذا شق برد شق بالبرد مثله دوالیک حتی لیس للبرد لابس[2]

اہل عرب مین ٹوٹکے اور منترہ وغیرہ کے لئے کچھ مہرے ہوتے ہین جسکو سلوانہ کہتے ہین اسکی جمع سلوان ہے اون کا خیال ہے کہ جب عاشق اوسکا پانی پی لیتا ہے تو اوسکو آرام ہو جاتا ہے اور عشق کم ہو جاتا ہے امام ابو عبداللہ محمد بن ابی محمد بن ظفر اپنی کتاب سلوان المطاع فی عدوان الاتباع اسی کے متعلق لکھی ہے چنانچہ رویہ شاعر کہتا ہے۔

لو اشرب السلوان ما سلیت ما بی غنی عنکم وان غنیت[3]

مقام حصیب کی عورتین ایسے خوبصورت ہوتی ہین کہ وہان جانے کی ممانعت مین ضرب المثل ہے چنانچہ یہ کہا جاتا ہے "اذا دخلت ارض الحصیب فہرول" یعنے جب حصیب مین تیرا گذر ہو تو بغیر تاخیر کے

---

[1] ترجمہ۔ ہم نے بہت سے چادرین پہاڑین اور عورتون نے بہت سے برقع مردون پر ڈال کر پہاڑے اور اس امر مین ہم نے بالکل تاخیر نہین کی جب چادر پہاڑی جاتی ہے تو اوس کے ساتھ برقع بہی پہاڑے جاتے ہین یہان تک کہ ہم سب برہنہ جاتے ہین۔

[2] ان ابیات کا اور اس کے بعد کی بیت کا ترجمہ نہین کیا گیا کیونکہ ان مین صرف دو تین لفظون کی کمی زیادتی ہے مترجم

[3] ترجمہ۔ اگر مین سلوان بھی پی لون تو مجھکو آرام نہ ہوگا گو مین تم سے بے پروائی کردون مگر مجھکو تم سے ایسی محبت ہی کہ وہ بے پروا نہین ہونے دیتی۔

وہان سے جلد بہاگ نکل کیونکہ وہان کی عورتین اپنے حسن سے تجھکو فریفتہ اور شید ابنالینگی اور حصیب یمن کے علاقہ کا ایک گاؤن ہے اور یمن کے لوگ تمام عرب مین بدصورتی مین مشہور ہین مگر حصیب اس سے مستثنیٰ ہے اور یہان کی عورتین حسین ہوتی ہین -

# فصل چہارم

## عربون کی شادی بیاہ اور اولاد وغیرہ کی حالات جو ولادت سی ممات تک متعلق ہین

حرہ (خود مختار اور آزاد) عورتین اوس شخص سے جو اون کا ہم کفو یعنے برابر کے درجہ کا نہ ہو نکاح کرنے پر بہت کم راضی ہوتی ہین - باپ اپنے بیٹیون کو قبل عقد نکاح کے بیاہ دینے سے مطلع کر دیتا تہا - زمانہ جاہلیت مین ایک شخص تھا جسکا نام ہمام بن مرہ تھا جب وہ اونکو کسی کے ساتھ بیاہ دینے کا ذکر کرتا تھا تو وہ شرم سی جواب نہین دیتی تہین اونکے خاموش رہنے سے اوسکو خیال ہوتا تھا کہ اونکو نکاح کی طرف رغبت نہین ہے ایک روز کا ذکر ہے کہ ہمام نے جبکہ اوسکی بیٹیان خلوت مین بیٹھکر اپنے اپنے نکاح کے متعلق باتین کر رہی تہین اور اشعار مین اپنی رائین ظاہر کر رہی تہین اونکی تمام باتین سنین - جب چہوٹی بیٹی کی راے دینی کی باری آئی تو اسکی بہنون نے اسکو مجبور کیا کہ وہ اپنی راے ظاہر کرے اس لڑکی نے یہ کہا "زوج من عود خیر من قعود" یعنی کاٹ کا خوہر ہونا اس بیٹھے رہنے سے بہتر ہے - اوس کا جملہ اوسوقت سے ضرب المثل ہو گیا -

اکثر عرب بمقابلہ عزیز اقارب کے اجنبی عورتون سے نکاح کرنا پسند کرتے تھے اسیوجہ سے یہ مثال دیتی ہین "النزائع و لا القرائب" یعنے بمقابلہ قرابت دارونکی اجنبی خاندان سے میل جول مناسب ہی نزیعہ کے معنی اجنبی کے ہین کیونکہ اجنبیون مین نجابت زیادہ ہوتی ہے - اسلام بہی اسکی صداقت کو تسلیم کرتا ہی حدیث مین مروی ہے "اغتربوا و لا تضووا" یعنی اجنبیون مین نکاح کرو اور چچا پہوپی کی بیٹیون سی نکاح مت کرو مگر یہ نہی تحریمی نہین ہے بلکہ بطور نصیحت کے ہے اسلئے کہ عربون کا یہ بہی اعتقاد ہے کہ رشتہ دارون مین نکاح کرنے سے جو اولاد ہوتی ہے وہ اپنی قوم کی طبیعت پر پیدا ہوتی ہے یعنی اہل خاندان کے عادات و اخلاق جیسے ہونگے اوس کے بہی عادات و اخلاق ویسے ہی ہونگے - ایک شاعر کہتا ہے -

فتیً لم تلدہ بنت عم قریبۃ ۔۔۔۔ فیضوی وقد یضوی ردید القرائب[1]

---

[1] ترجمہ جس شخص کی عورت اوسکی قریب کی چچیری بہن ہوگی عموماً اوس سے جو اولاد ہوگی وہ دبلی اور نحیف ہوگی اگرچہ یہ بات غیر رشتہ دارونمین بھی پائی جاتی ہے -

یہہ ظاہر ہے کہ شریعت اسلامیہ نے نکاح کے متعلق توراۃ کے احکام پر کچہہ زیادتی نہین کی البتہ رضاعی بہن سے نکاح کرنا ممنوع قرار دیا یعنی اگر کوئی شخص کسی دوسری عورت کی مان کا دودھ پی لے یا عورت نے اُس مرد کی مان کا دودھ پی لیا ہے تو یہ دونون حرمت نکاح مین سگے بھائی بہن جیسے خیال کئے جاتے ہین انہین وجوہ سے قرابت (رشتہ داری) کے درجے مسلمانون مین ذیل کی صورتون مین منحصر ہین یعنی ان رشتہ دارون سے نکاح کرنا ممنوع اور حرام ہے۔ مان۔ بٹییان۔ بہنین۔ پھوپیان۔ خالائین۔ بہائی کی بٹیان۔ بہن کی بیٹیان۔ رضاعی مان۔ رضاعی بہنین۔ ساس (عورت کی مان) ربیبہ (اپنی عورت کی بیٹی جو اوسکے دوسرے شوہر سے ہو) جبکہ اوسکی مان سے صحبت کیجائے اگر قبل صحبت کے طلاق واقع ہوجائے یا کسی اور سبب سے افتراق ہوجائے تو ربیبہ سے نکاح حرام نہین ہے اور اپنے بیٹون کی عورتین جو اپنے نطفہ سے ہون۔ اور اجماع بین الاختین۔
اور یہہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اُن مین سے بعض قواعد جاہلیت مین تھے کیونکہ زمانہ جاہلیت مین بھی اجماع بین الاختین ناجایز تھا اور مان بیٹی سے بہی ایک ساتھ نکاح نہین کیا جاتا تھا اور بعض طریقے تو بالکل مہمل ہی تھے۔ چنانچہ نکاح مقت یعنی جب ایک شخص مرجاتا تو اوس کا بڑا بیٹا اپنی سوتیلی مان پر ایک کپڑا اپنے ہاتھہ سے اوڑھا دیتا اور ایسا کرنے سے وہ اوس کے ساتھ نکاح کرنے کا مجاز ہوجاتا تھا اگر اوسکو ضرورت نہین ہوتی تھی تو وہ اپنے دوسرے بہائیون مین سے کسی کے ساتھ مہر جدید سے اوسکا نکاح کر دیتا تھا غرضکہ متوفی عنہا زوجہا کے بیٹے اوس کے ایسے ہی وارث ہوتے تھے جیسا کہ مال ومتاع کے وارث ہوتے تھے۔ بعض کہتے ہین کہ اوس زمانہ مین بہی بعض اس طریقہ کو معیوب خیال کرتے تھے اور اوس شخص کو ضیزن کہتے تھے محیط المحیط مین لکھا ہے کہ "الضیزن من یزاحم اباہ فی امرأتہ" ضیزن اوسکو کہتے ہین جو اپنے باپ کا مزاحم ہو اوسکی عورت کے بارہ مین۔ اوس بن حجر المازنی کہتا ہے کہ وہ سب بیٹے ضیزن خلف کہلاتے تھے زیاد ملکہ جزیرۃ العرب کا چچا ضیزن غسانی[1] ہی ایسا ہی تھا۔ مورخ ابن خلکان کہتا ہے کہ ضیزن زمانہ جاہلیت کے ایک بت کا نام تھا ساطرون بادشاہ تکریت (ممالک جزیرہ کا ایک ملک) اسی نام سے موسوم کیا گیا ہے حاصل یہہ ہے کہ اسلام نے اونکے اس معیوب ومکروہ عادت کو باطل کر دیا۔
پہلے یہ عادت جاری تھی کہ لڑکی کا باپ یا اوس کا بھائی جس حال مین کہ اوس کا باپ مرگیا ہویا

---

[1] یہ ایک عجمی بادشاہ تھا جسکو سابور ذوالاکتاف نے قتل کیا۔ دیکھو منتہی الارب۔ مترجم

عزیز واقارب سے وہ شخص جس کے پاس وہ پرورش پا رہی ہو بلا واسطہ شخص خاطب (ناکح) یا اوسکے باپ یا اوس شخص کے طرف اپنا ہاتھ بڑہاتا تھا جو پیام لیکر آتا تھا پہر اوسکا پیام تصفیہ مہر کی بعد قبول کرلیا جاتا تھا جیساکہ اسکی نسبت آگے بیان کیا جائیگا - یہ کہا گیا ہے کہ اہل عرب ان الفاظ سے نکاح کرتے تھے یعنی شخص مخطوب کو یہہ کہنا ہوتا تھا "نکح ویضمان" اس کے بعد وقت زفاف کا وعدہ عادل گواہون کے روبرو کیا جاتا تھا - اسلام مین ضک (چاپ) یعنی دستاویز کا لکھنا ضروری قرار دیا گیا جسکا نام کتاب تھا جب یہہ کہا جائے کہ فلان شخص نے فلان عورت کو کتاب لکھدی تو اس سے یہ مراد لیجاتی ہے کہ اوس شخص نے اوس عورت سے نکاح کرلیا -

جب زفاف کا یوم معین آجاتا تھا تو وہ طعام ولیمہ کی دعوت کرتے تھے اور پہر عورتین دولہن کو سنوار کر ایک تخت پر بیٹہادیتی تہین ان سنوارنے والی عورتون کو مواشط کہا جاتا تھا - اسکے بعد دولہا دولہن کو جلوہ (لونڈی یا غلام یا اور کوئی چیز) دیتا تھا اس رسم کے بعد دولہن کیلئے ایک منڈوا (جو دولہا اور دولہن کے خلوت مین ملنے کے لئے خاص ہوتا تھا) ڈالا جاتا تھا اس وقت حاضرین کو روٹی اور حلوہ دیا جاتا تھا جسکو نثار کہتے ہین یہ بھی کہا گیا ہے کہ اہل عرب مین شادیون مین نثار مین صرف کہجورین ہوتی تہین -

اوس رات کو جسمین عورت کی بکارت زائل کیجاتی تھی شیبار کہتے تھے اور اوس رات کو جسمین مرد قادر نہین ہوتا تھا حرہ کہتے تھے - انہین وجوہ سے عربون مین یہہ کہاوتین پیدا ہوگئی تہین یعنی "باتت بلیلۃ حرۃ" یعنی مرد عورت پر قادر نہین ہوا اور "باتت بلیلۃ شیبار" یعنی مرد عورت پر قادر ہوا مرد کو بعل اور بعل المراۃ اور عورت کو بعلۃ یا اوسکی بعلہ کہا جاتا ہے جیساکہ اوسکا زوج یا زوجہ یا اوسکی زوجہ کہا جاتا ہے - اور نیز مرد کو حلیل اور عورت کو حلیلہ کہتے ہین کیونکہ وہ دونون ایک جگہ رہتے اور سوتے ہین -

باکرہ عورتون کے نکاح مین بوقت دخول وجود بکارت کی تصدیق ضروری تھی اور اسکا اعلان شب زفاف کی صبح کو ایک رومال سے (جو دولہا دولہن کے بستر پر بچھایا جاتا ہے) یا اور اسی قسم کی کسی چیز سے کیا جاتا تھا - اہل مصر مین یہ رسم ابتک جاری ہے لیکن شام کے بعض ممالک مین عورت کا وہ قمیص جو شب زفاف مین پہنایا جاتا تھا اوسکے مان باپ کے گہر بھیجدینا کافی خیال کیا گیا شاید انہین وجوہ سے اہل عرب مین زمانہ جاہلیت مین عورت کا اوس مرد کے ساتھ نکاح نہین کرتے تھے جس سے قبل از عقد نکاح اوس عورت سے عشق بازی کی ہو یا جبکہ وہ عورت زمانہ نکاح مین اپنی مان باپ کی

یہان رہتی ہو تو ایسی عورت سے یا تو بہ سبب شرم و حیا کے یا اوس کے مان باپ اور خاندان کی فرط تعظیم و احترام کی نظر سے تا وقتیکہ اوسکو اپنے گھر اور وطن کو نہ لیجائے صحبت کرنے کی جرات نہین کیجاتی تھی۔ اہل عرب کی ہر ایک عورت کے پاس ایک مِتبَنہ یعنے کیسہ ضرور رہی ہوتا ہے جسمین وہ اپنی آرسی اور کنگھی اور سرمہ دانی وغیرہ ضروری (آرایشی) سامان رکھا کرتی ہے۔ جو عورت اپنے کنبہ مین نکاح نکرکے غیر قوم کے آدمی سے نکاح کرتی ہے تو وہ اپنے مرآۃ یعنی آرسی کو نہایت پاک و صاف رکھتی ہے تاکہ اوسپر شوہر کے خویش و قرابت دار اوس کے اجنبی ہونے اور بدسلیقہ ہونے کا طعنہ نہ دین اور اسی باعث وہ اوس کو چھپا کر رکھتی ہے اور دوسرون کا اوسکو دیکھہ لینا اپنے لئے موجب شرم جانتی ہے اسی بنا پر اگر کسی شخص کی نظافت یعنی صفائی اور پاکیزگی کی مبالغہ کے ساتھ تعریف کرتے ہین تو یہ مثال دیتے ہین "انقی من مرآۃ الغریبۃ" یعنے اجنبی قوم کی عورت کی آرسی سے زیادہ صاف و پاک[1]۔

زمانہ جاہلیت مین یہ بھی دستور تھا کہ جب میان بی بی مین نا اتفاقی سے معاشرت مین خلل پیدا ہوتا تھا تو جسطرح اب مرد کو طلاق دینے کا حق حاصل ہے اسیطرح عورت ہی شوہر کو طلاق دینے کی مجاز تھی۔ مرد اپنے عورتون کو ان الفاظ سے طلاق دیتے تھے "الحقی باہلک" یعنی تو اپنی میکے چلی جا اور "اذہبی فلا اندہ سربک" یعنی تو چلی جا مین تجھہ پر یعنے تیرے بال پر جبر نہین کرتا ہون۔ اور یہ الفاظ بھی کہے جاتے تھے "الظبا ر علی البقر"[2] لیکن جب عورتین اپنے مردون کو طلاق دینا چاہتی تہین اور جس حال مین کہ وہ صوف اور پشم کے مکانون مین رہتی تہین یعنے کملون وغیرہ کو تان کر مثل خیمہ کے نصب کر لیتی تہین پس وہ اپنے مکان کے رخ کو اگر مغرب کی طرف ہوتا تھا مشرق کی طرف کر دیتی تہین اور اگر اوسکا رخ مشرق کے طرف ہوتا تھا تو اوسکا رخ مغرب کی طرف پھیر دیتی تہین اور اگر یمن کے طرف رخ ہوتا تھا تو شام کے طرف رخ پھیر دیتی تہین یا اگر شام کے طرف رخ ہوتا تھا تو یمن کے طرف پھیر دیتی تہین۔ جب مرد عورت کی اس حرکت کو دیکھتا تو وہ سمجھہ جاتا کہ اب عورت مجھہ سی ناراض ہے

---

[1] ذوالرمہ کہتا ہے لہا اذن حشر وذفری اسیلۃ وخد کمرآۃ الغریبۃ اسجح اور انقی من لیلۃ القدر بھی کہتے ہین۔ مترجم

[2] الظبار علی البقر زمانہ جاہلیت مین ان الفاظ کے کہنے سے بھی طلاق واقع ہوتی تھی اس محاورہ مین بقر کے معنی عورت کے ہین اور معنی اس جملہ کے یہ ہوتے ہین کہ مین ہرن کو بمقابلہ عورت کے پسند کرتا ہون یعنی بمقابلہ اس عورت کے مجھے جانور بھلا معلوم ہوتا ہے۔ مترجم

اور اوس نے مجھہ کو طلاق دیدیا ہے - اس کے بعد سے وہ عورت کے پاس نہین جاتا تھا - لیکن جب اسلام نے دنیا مین قدم رکھا تو اوس نے صرف مردون کو ہی طلاق کا مقتدر بنایا اور مرد ہی کو اپنے کنبہ کا سید (سردار) قرار دیا اور نیز یہہ کہ صراحت کے ساتھ طلاق دیا جائے اور تین دفعہ کہا جائے "انت طالق" یعنے تجہہ پر طلاق ہے یا ایک دم مین یہ کہا جائے "انت طالق ثلاثا" یعنے تجہہ پر تین طلاق ہین اور اگر صراحت کے ساتھ بھی دو مرتبہ لفظ طلاق استعمال کیا جائے تو اس صورت مین مرد کو رجوع کر لینے کا اختیار ہے لیکن یہ اختیار تین دفعہ طلاق دینے پر باقی نہین رہتا - اور اس صورت مین بعد انقضائے مدت عدت جسمین حمل ظاہر ہو جاتا ہے جب وہ دوسرے شوہر سے نکاح کر لے اور یہ دوسرا شوہر بعد دخول اوسکو تین طلاق دیدے تو وہ عورت شوہر اول کے لئے حلال ہو سکتی ہے یعنے شوہر اول اب اوس سے نکاح کر سکتا ہے - لیکن یہ استرداد بالکلیہ مقبول نہین ہوتا تاوقتیکہ یہہ ثابت نہ ہو جائے کہ شوہر اول نے جو تین طلاق دیے تھے وہ اتفاقی طور پر بلا قصد واقع ہو گئے تھے لیکن جس حال مین کہ ان طلاقون کا ایقاع قصداً ہوا ہے تو یہ استرداد ناجایز ہوگا -

عدت جسکا اوپر ذکر ہوا اسکی دو قسمین ہین ایک عدت طلاق (جسکی مدت تین حیض یا تین طہر ہین) اور دوسری عدت وفات جسکی مدت چار مہینے دس دن مقرر ہین - اس مدت مین عورت کو شوہر کے گہر مین بیٹھنا شرعاً لازم ہے اور اس مدت کے گذر جانے پر اوسکو دوسرے شوہر سے نکاح کر لینے کا اختیار ہے - زمانہ جاہلیت مین یہ بھی ایک رسم تھی کہ عورت متوفی عنہا زوجہا بعد انقضائے مدت چار ماہ کسی قدر خوشبوئی وغیرہ اپنے شرم گاہ پر ملتی تھی یا اپنے شرمگاہ کو کسی جانور یا پرندہ کے جسم سے رگڑتی تھی اور ایسا کرنا عدت سے باہر ہو جانے کی علامت تھی - یہ کہا گیا ہے کہ پرند جو عورت کی شرم گاہ پر رگڑا جاتا تھا وہ بہت جلد مر جاتا تھا - جس طرح حرہ (خود مختار اور آزاد) عورت کے لئے عدت معین ہے اوسیطرح لونڈی کے لئے استبرا ہے -

تعدد ازدواجات اور لونڈیون کے مباح ہونے کی رسم جاہلیت مین بھی مروج تھی لیکن اسلام نے صرف مرد کو اس کا اختیار دیا بخلاف عورت کے وہ ایک ہی مرد کے حفاظت مین رہ سکتی ہے لیکن مرد کو جو تعدد ازدواجات کی اجازت دی ہے اوسکی رو سے یہ لازمی ہے کہ مرد ایک وقت مین چار عورتون سے زیادہ اختیار نہ کرے مگر لونڈی کا وجود اس تعداد مین مخل نہین ہے یعنی وقت واحد مین چار منکوحہ عورتون پر جتنے چاہے لونڈیان رکھہ سکتا ہے مگر ایک وقت مین ایک مرد کے پاس حرہ عورتین چار سے زیادہ جمع نہین ہو سکتین - جب مرد نکاح کرتا ہے تو اوسکو "محصن" بصیغہ واحد

مذکر غائب اور عورت نکاح کرتی ہے تو اوسکو "احصنت" بصیغہ واحد مونث غائب کہتے ہین اور نیز منکوح مرد کو محصن اور منکوحہ عورت کو محصنہ (بصیغہ اسم مفعول) اور محصنہ (بصیغہ اسم فاعل ہی) کہتے ہین جب شوہر عورتون سے نکاح کرتا ہے تو اسکی نسبت کہتے ہین "اتفی الرجل" اور جب اسکی تینون عورتین مرجاتی ہین یا اوسکی عورتین بہت مرتی ہین تو اوسکو مشقی (بصیغہ اسم فاعل) کہتے ہین اسکی تانیث مشفاۃ ہی۔ جب مرد چار عورتون سے نکاح کرتا ہے تو اوس وقت یہ کہتے ہین "حرث الرجل" یعنے مرد نے کہیتی کی۔ ایک مرد کے متعدد زوجات کو ضرائر کہتے ہین اسکا واحد ضرہ بمعنی سوت ہے۔ چونکہ ضرہ کا لفظ ضر سے ماخوذ ہے اس لئے بنظر شگون بد اوسکو جارہ (پڑوسن) کہنے لگے جسکی جمع جارات ہے لیکن جو عورت وقت واحد مین متعدد مردون سے نکاح کرتی ہے اسکو بغیہ کہتے ہین اور جب ایسی عورت کی اولاد ہوتی ہے تو وہ چاہے جس مرد سے منسوب کرسکتی ہے۔ پس وہ شخص جس سے ایسی اولاد منسوب ہوتی ہے کبھی وہ اوس سے انکار کرتا ہے اور کبھی قبول کرلیتا ہے۔ ایسی اولاد کے لئے یہ مثال دیتے ہین "انبک ابن بوحک یشرب من صبوحک" یعنے یہ بیٹا تیرے ہی جماع سے پیدا ہوا ہے جو تیرے ساتھ تیری شراب صبح پیتا ہے۔

عورت کا صداق[1] یعنے مہر جسکا اوپر ذکر ہوا زمانہ جاہلیت مین بھی ایسا ہی لازم تھا جیسا کہ زمانہ اسلام مین لازمی قرار دیا گیا ہے کبھی کبھی مہر کی مقدار بہت بڑھ جاتی ہے۔ زمانہ جاہلیت مین اگر کسی کی لڑکی پیدا ہوتی تھی تو اوس کے باپ کو زیادتی مال کی مبارکباد ان الفاظ سے دیجاتی تھی "ہنیئا لک النافجہ"[2]

---

[1] اہل عرب ہر ایک عطیہ کو ایک خاص نام سے پکارتے ہین نکاح مین عورت کو جو عطیہ دیا جاتا ہے اوس کو صداق کہتے ہین۔ شاعر کے عطیہ کو جائزہ مقتول کے خونبہا کو دیت وہ عطیہ جو بعوض اتلاف شئے کے دیا جاتا ہے اوسکو قیمت اور وہ عطیہ جسپر معاوضہ کا اطلاق ہو سکے اوس کو ثمن متفرق جنایات (زدوضرب اور زخم رسانی) کے عوض مین جو عطیہ دیا جاتا ہے اوس کو ارش راہ بتانے والے کو جو عطیہ دیا جائے اوس کو جعالہ محافظ اور بدرقہ کو یعنے اوس شخص کو جو سفر مین ساتھ رہ کر حفاظت کرے جو عطیہ دیا جاتا ہے اوسکو خفارہ منتر پڑہنے والے کے عطیہ کو لبسلہ دلال وغیرہ کے عطیہ کو مرالحلوان فقیر کے عطیہ کو صدقہ پیشہ ور اور کاریگر کے شاگرد کو جو عطیہ دیا جاتا ہے اسکو راشن سلطان کو جو دیا جاتا ہے اسکو اتاوہ ذمی جو ٹیکس ادا کرتا ہے اسکو جزیہ کہتے ہین مولف

[2] نافجہ کے معنی ابر بسیار باران کے ہین اور کنایتاً بیٹی کو بھی نافجہ کہہ لیتے ہین کیونکہ وہ بھی بسبب اپنے مہر کے باپ کو مالدار بنادیتی ہے مترجم۔

ای المعظمہ لمالک یعنی مبارک ہو تجھکو نافجہ یعنے تیرے مال کو بڑہانے والی۔ پس بغیر تقرر و تعین صداق (مہر) کے نکاح نہین ہو سکتا۔ مہر مین سے کسیقدر حصہ قبل دخول دینا چاہیئے اور غیر مودی حصہ کو وہ وفات شوہر پر اوسکے متروکہ سے یا طلاق کے واقع ہونے پر وصول کر سکتی ہے کیونکہ وہ (مہر) اوس کا دین (قرض) ہے۔ شوہر کی موت کے بعد اوس کا فریضہ شرعیہ (یعنی وہ حصہ جو متروکہ میت سے زوجہ کے لئے مقرر ہے) مہر مین داخل نہین ہوتا ہے جو بمقتضائے احکام قرآنیہ مقرر ہے۔

وراثت کے حقوق اسطرح پر ہین کہ اگر میت کی کل زوجات یا ایک بھی صاحب اولاد ہو تو زوجات کا حق خواہ ایک ہو یا ایک سے زیادہ چار تک ہون۔ اون سب کو شوہر کے ترکہ سے ثمن یعنی ⅛ حصہ ملتا ہے اور اگر ان زوجات کے بطن سے اولاد نہ ہو تو یہ عورتین ربع یعنی ¼ حصہ کے مستحق ہوتے ہین اگر ایک عورت ہوگی تو مستقل طور پر چوتہا حصہ اوس کو ملیگا اگر وہ متعدد ہون یعنے دو یا تین یا چار تو یہ چوتہا حصہ ان سب پر تقسیم کر دیا جائے گا۔ شریعت اسلامیہ مین مرد کو عورت کا دوہرا حصہ مقرر ہے یعنے ایک مرد دو عورتون کے برابر خیال کیا گیا ہے۔ شوہر کا حصہ اپنی زوجہ کے ترکہ سے اگر اوس زوجہ کے اولاد ہو تو ربع حصہ یعنی ¼ حصہ شوہر کو ملتا ہے اور اگر اولاد نہ ہو تو نصف حصہ یعنی ½ حصہ اوسکو عورت کے متروکہ سے دیا جاتا ہے۔

متوفی کی اولاد نرینہ کو اولاد اناث کا دوہرا حصہ ملتا ہے اگر اوسکی اولاد مین صرف اناث ہون تو اوسکی دو صورتین ہین اگر ایک ہو تو نصف حصہ اور اگر دو یا دو سے زیادہ ہون تو دو ثلث یعنی دو تہائی ⅔ دیا جاتا ہے ماں باپ مین سے ہر ایک کو جس حال مین کہ متوفی کی اولاد ہو تو سدس یعنی چہٹا حصہ ⅙ اور اولاد نہ ہو تو اون مین سے صرف ماں کو ایک تہائی یعنی ⅓ حصہ ملتا ہے اگر متوفی کی بہن ہو تو ماں کو چہٹا حصہ یا اگر متوفی کلالہ[1] کو یا اوس عورت کو وارث چھوڑے جسکے بہائی بہن ہون تو ان مین سے ہر ایک کو (خواہ مرد ہو یا عورت باستثنار تمام مرد عورت کے حصون کے) ایک سدس یعنی چہٹا اور اگر وہ زیادہ ہون تو وہ سب ایک ثلث (ایک تہائی) مین شریک ہو جائینگے۔ متوفی کی بہن اگر ایک ہو تو نصف اور دو یا اوس سے زیادہ ہون تو سب دو تہائی مین شریک ہو جاتی ہین اگر متوفی کی بہنون کے ساتھ بہائی بھی ہو تو ذکور کا حصہ بمقابلہ اناث کے حصہ کے دوہرا ہوگا۔ یہ سب حصہ اوس وقت کئے جائینگے جبکہ متوفی کی وصیت پوری کر دیجائے اور اوس کا پورا دین ادا کر دیا جائے۔

---

[1] کلالہ مادر جلو گیلر بہائی بہن کو کہتے ہین اون کے حصونکی تفصیل فرائض مین مذکور ہے۔ مترجم

# نبذہ

## یعنی بقیہ

## اُن امور کا بیان جو اولاد سے متعلق ہین

اہل عرب کی یہ عادت تھی کہ کسی کو اپنے نسب مین نہین ملاتے تھے لیکن اوسکو داخل کر لیتے تھے جس کے ساتھ نہایت اختلاط ہوتا جیسا کہ اسکی نسبت اوپر اشارہ کیا گیا ہے یہ اوس صورت مین جب کہ مولود بغیہ (اوس عورت سے جو متعدد مردون سے نکاح کرتی ہے) کے بطن سے پیدا ہوا ہو ورنہ وہ صرف اپنی مان یا مجہول باپ کے نام سے منسوب کیا جاتا تھا چنانچہ یہ امر زیاد بن سمیۃ زوج عبید کے نسبت واقع ہے اور یہ وہ شخص ہے جسکو معاویہ بن ابی سفیان نے اپنے نسب مین ملحق کیا کیونکہ عمرو بن العاص نے یہ کہکر اسکی تعریف کی تہی "لو کان ہذا الغلام من قریش لساق الناس بعصاہ" یعنے اگر یہ لڑکا قبیلہ قریش سے ہوتا تو لوگون کو اپنی لکڑی سے ہانکتا۔ ابوسفیان نے کہا مین اوس شخص کو جانتا ہون جسکا کہ یہ نطفہ ہے تاہم یہ شخص اپنی مان سمیہ ہی کے نام مشہور رہا۔ اور نیز زیاد بن ابیہ اور زیاد بن امہ کے نام سے پکارا جاتا تہا۔ غرضکہ اہل عرب اوسپر اور اوس کے نسب پر طعن کیا کرتے تھے۔ اوس نے عرب کے مثالب (ذمائم) مین ایک کتاب لکہی ہے اور اپنے بیٹے کو دیکر یہ کہا کہ تو اس کتاب کی وجہ سے عربون پر غالب آجائے گا اور وہ تیرے مقابلہ سے رُک جائینگے۔ اس خاص مضمون پر کتاب لکہنے والا پہلا یہی شخص تھا۔

لونڈیون سے اونکی جو اولاد ہوتی تہی وہ دو حالتون سے خالی نہین ہوتی تھی۔ اگر لونڈی سے نجیب لڑکا پیدا ہوتا تھا تو باپ اوس کے نسب سے مقر ہو جاتا جیسا کہ عنترۃ بن شداد العبسی کی نسبت کہا گیا ہے ورنہ وہ اوس کے نسب کا معترف نہ ہوتا اور اس صورت مین وہ غلام ہی گنا جاتا تھا۔ لیکن اسلام مین بی بی اور لونڈی کی اولاد مین کوئی فرق نہین رکہا گیا بلکہ یہ بات اور زیادہ ہو گئی کہ جو لونڈی اپنے مالک سے حاملہ ہو کر جن لیتی ہے وہ شرعاً حرہ ہو جاتی ہے اور اس وجہ سے بی بی زادہ اور لونڈی زادہ مین نسب اور حقوق مین کچہہ بھی فرق نہین ہوتا۔

عرب کی عورتون کی ایک یہ بہی عادت تھی کہ وہ دوسرون کی اولاد کو ہرگز دودھ نہین پلاتی تہین۔ اگرچہ شریف عورتین بہوک سے مر جاتی تہین لیکن کیا ممکن تھا کہ وہ اجرت لیکر کسی کو دودھ پلائے کیونکہ ایسا کرنا اون کی سوسائٹی مین معیوب اور باعث ننگ تھا اسیوجہ سے یہ مثل مشہور ہو گئی ہے۔

"تجوع الحرة ولا تاکل بثدیہا" یعنے خود مختار آزاد عورت بہو کون مریگی مگر وہ اپنے پستانون کی اجرت سے کماکر نہین کہائیگی۔

اہل عرب اولاد کو کنایتاً بول (پیشاب) سے بیان کرتے ہین۔ اسی بنا پر ابن سیرین رحمۃ نے عبدالملک ابن مروان کی خواب کی تعبیر مین اولاد کو بول سے تعبیر کیا۔ عبدالملک نے خواب مین اپنے کو دیکہا کہ اوس نے مسجد کے محراب مین پانچ مرتبہ پیشاب کیا ہے۔ پس ابن سیرین رحمۃ نے اوس کے خواب کی تعبیر مین لکہہ بہیجا کہ اگر تیرا خواب سچا ہے تو قریب مین تجہہ کو پانچ بیٹے ہون گے جو محراب مسجد مین کہڑے ہون گے اور تیرے بعد وہ خلیفہ ہونگے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

جبتک بچہ مان کے پیٹ مین ہوتا ہے اوسکو جنین کہتے ہین اور جب وہ مان کے پیٹ مین ہو اور اوسکی مان کافرون کے ملک سے لائی جائے تو اوس بچہ کو حمیل کہتے ہین اور اگر بچہ مان کے پیٹ مین مرجائے تو اوس کو حشش کہتے ہین اور جب وہ مان کے پیٹ سے مرکر نکلے تو اوس کا نام حشیش ہے اور جب مان مرجائے اور بچہ پیٹ چیر کر نکالا جائے تو اوسکو خشعہ کہتے ہین جس لڑکے کے مان باپ لونڈی غلام ہون اوسکو مجبوس کہتے ہین جو بچہ حرہ عورت سے پیدا ہوتا ہے اوسکو ولید کہتے ہین جس بچہ پر پیدائش کے روز سے پورے سات دن نہ گذرے ہون اوس کو صدیع کہتے ہین اور جبتک بچہ دودہ پیتا رہتا ہے اوس کو رضیع کہتے ہین اور جب اوس سے دودہ چہوڑا دیا جاتے تو اوس کو فطیم کہتے ہین جب بچہ رینگنے لگے تو اوسکو دارج کہتے ہین جب بچہ کے دودہ کے دانت گرکر دوسرے دانت نکلتے ہین تو اوس بچہ کو مثغر کہتے ہین۔ جب بچہ پر دس سال گذر جاتے ہین تو اوسکو مترعرع اور ناش کہتے ہین۔ جب وہ قریب بہ بلوغ ہو تو اوسکو یافع حوتل اور مراہق کہتے ہین جب لڑکے کو موچہون کی سیاہی نمودار ہوتی ہے تو اوسکو فتی کہتے ہین۔ اسکے بعد اوس کو شاب (جوان) کہتے ہین تیس سال سے زیادہ پچاس برس کی عمر والے کو کہل کہتے ہین۔ پچاس برس سے اسی برس کی عمر والے کو شیخ کہتے ہین اس کے بعد اوس کو لقین اور کنتی کہتے ہین ایک شاعر کہتا ہے

وماذا تبتغی الشعراء منی ‏ ‏ ‏ وقد جاوزت حد الاربعین[۱]

ایک دوسرا شاعر یہ کہتا ہے۔

[۱] ترجمہ۔ شعرا مجہ سے کس بات کی امید کرتے ہین میری عمر تو چالیس برس سے متجاوز ہوگئی ہے۔

ان الثمانین وبلغتھا   قد احوجت سمعی الی ترجمان[1]

دس برس کی عمر والے کو لعاب بالقلین[2] کہتے ہین اور بیس برس کی عمر والے کو باغی نسنین[3] کہتے ہین تیس برس کی عمر والے کو اسعی الساعین (یعنے بڑی کوشش کرنے والا) کہتے ہین اور چالیس برس والے کو البطش الباطشین (یعنی بڑی گرفت والا) کہتے ہین پچاس برس والے کو لیث عفرین اور ساٹھ برس والے کو مونس الجلیسین کہتے ہین اور ستر برس والے کو احکم الحاکمین (یعنے بڑی سمجھ کا حکم دینے والا) کہتے ہین اور اسّی برس والے کو اسرع الحاسبین اور نوبے برس والے کو احد الارزلین کہتے ہین اور پورے سو برس والے کو لاحاء اور لاساء[4] کہتے ہین۔

عورت کو جو بچہ پچھلے پیدا ہوتا ہے اوسکو زملہ اور آخر کے بچہ کو عجزہ کہتے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ زملہ عجزہ کا مرادف ہے جو مان باپ کی آخر اولاد ہے۔ عورت کے پچھلے شوہر کے بچہ کو ہرل کہتے ہین لیکن عام لوگ اوس کے پچھلے باپ کو قاروط کہتے ہین جرنبذہ وہ لڑکا جسکی مان کا شوہر زندہ ہو۔ یتیم وہ جسکا باپ مرجائے اور وہ بالغ نہ ہوا ہو اگر والدین مرجائین تو اوسکو لطیم کہتے ہین اگر صرف مان مرجائے تو اوسکو عجی کہتے ہین۔ بہائم مین یتیم اوس بچہ کو کہتے ہین جسکی مان مرجائے۔ اور بیضۃ العقر بہائم کی آخر اولاد کو کہتے ہین کیونکہ اس وقت تک یا اسکے بعد اوسکی مان مذبوح ہو جاتی ہے۔

پہلی اولاد کو بکر کہتے ہین کیونکہ بکر کے معنی ہر شئے کے اول کے ہین اور یہ بھی ضرور ہے کہ ہر نوع مین جو اولیات ہوتے ہین وہ خاص خاص نامون سے موسوم ہوتے ہین تاکہ وہ بوقت بیان کے شناخت ہوسکین۔ مثلاً جب فاتحہ کا لفظ کہا جائے تو اس کے معنی اول کتاب کے ہین۔ اسی طرح شرخ۔ ریعان میعۃ عنفوان اور فلواء اول شباب (جوانی) کو کہتے ہین اور اول مطر (بارش) کو ریق اول امر کو حدثان اول ریح یعنے ہوا کو عثنون اور اول صبح کو تباشیر اول نہار (دن) کو صبح اول لیل (رات) کو

---

[1] ترجمہ۔ مین اسّی برس کی عمر کو پہونچگیا اب مجھے ترجمان کی ضرورت ہے۔

[2] قلین قلت کا مثنی ہے اور قلین دو لکڑیان ہوتی ہین جن سے لڑکے کھیلتے ہین اسکی جمع قلات اور قلیون ہے یعنے گلی ڈنڈا کھیلنے والا۔ مولف

[3] باغی نسنین کے معنی طالب النساء کے ہین یعنی عورت کا طلبگار۔ مولف

[4] لاحاء اور لاساء کے معنے ہین نہ مرد نہ عورت یعنے حد سے زیادہ ضعیف آدمی نہ مرد ہوتا ہے نہ عورت۔ مولف

غسق موسم بہار کی اول مطر (بارش) کو وسمی اول نبات یعنی گہاس وغیرہ کے موہکے کو بادض اول زرع (کہیتی) کو لعاع اول فاکہہ (میوہ) کو باکورہ اول حبش (فوج) کو طلیعہ اول شرب (پینا) کو نہل اول سکر (نشہ) کو نشوہ اول نوم (نیند) کو نعاس اول شیب (پیری) کو وخط بچہ کی پیدایش کی پہلی صیح کو استہلال اول بخار کو رس اول مرض کو وعث خطیب یعنی واعظ یا مقرر پہلے جس چیز کو شروع کرتا ہے اوسکو خطبہ شاعر اپنے قصیدہ مین پہلے جس چیز کو شروع کرتا ہے اُسکو براعت استہلال اور حسن مطلع کہتے ہین۔

زمانہ جاہلیت مین یہ دستور تھا کہ جب کسی کا بیٹا اوسپر غالب ہوجاتا تہا خواہ کسی سبب سی یا از روے نسب کے تو وہ اوسکو عام جلسون مین لاکر کہڑا کردیتا تھا اور لوگون سے خطاب کرکے کہتا تھا کہ مین اپنے اس بیٹے کو اپنا جانشین چہوڑتا ہون اگر یہ کوئی گناہ (خطا) کرے تو مین اوسکا ضامن نہین ہون اور اگر اسپر کوئی گناہ کیا جاے یعنی ظلم کیا جاے تو مین کوئی چیز طلب نہین کرونگا یعنی مین نے اپنے کو اس سے بری کرلیا ہے۔ اسکے بعد اوس شخص سے اوس کے کسی گناہ یا خطا کا مواخذہ نہین کیا جاتا تھا۔ زوزنی کہتا ہے کہ خلیع وہ شخص ہے جسکو اوس کے کنبہ والون نے بسبب اُسکے خبث (بدی) کے علحدہ کردیا ہو۔ ائمہ رض کا یہ خیال ہے کہ خلیع فی البیت سے مقامر (جواری) اور معیل سے مرد کثیر العیال مراد ہی۔

## نبذہ

### یعنی بقیہ

### جنازون کے بیان مین

زمانہ جاہلیت مین اہل عرب میت پر واحرباہ کہہ کر رویا کرتے تھے۔ اسکی بنا یہ ہی کہ جب حرب مین

---

[1] تبتی کہتا ہے المنعمۃ بالعودۃ الظیبۃ التی لغیبرہ ولی کان نائلہا الوسمی یعنے کیا وہ معشوقہ جو ہرن کے مشابہ ہے صرف اپنی پہلی ملاقات سے جو مثل وسمی بارش کے تہی اپنی دوسری ملاقات کے بغیر جو بمنزلہ بارش ولی کے ہے مجھہ پر اپنا احسان جتایئگی۔ پس اس شعر مین وسمی سے وہ بارش مراد ہے جو موسم بہار مین ہوتی ہے اور ولی وہ بارش ہے جو اس کے بعد ہی ہوتی ہے۔ مترجم

امیہ مرگیا تو اہل مکہ نے واحرباہ کہا اس کے بعد یہ کلمہ میت کے رنج اور افسوس کے اظہار مین مستعمل ہونے لگا - اہل عرب میت کو قبر تک جولے جاتے تھے تو میت کے عزیز اقارب جنازہ کے پیچھے برہنہ پا پیدل چلتے جاتے تھے اور عورتین بال کہول دیتی تہین اور منہ اور سر پر راکھہ ملتی تہین - اور نیز یہ کہ زمانہ جاہلیت مین عورتین میت کے سوگ اور غم مین سر مونڈواتی تہین اور یہ امر عربون کے اس قول سے ظاہر ہوجاتا ہے وہ یہہ کہتے تھے "لاتفعل ذلک الک حالق" یعنے تو یہہ کام مت کر تیری مان کو سر مونڈوانا پڑیگا - اور لغت مین حالقہ کے معنی اوس عورت کے ہین جو کسی مصیبت اور حادثہ کے باعث اپنا سر مونڈوا ڈالے - میت پر رونے کے لئے اجرت پر رونے والی عورتون کو بلاتے تھے جنکو نائحات کہتے ہین ان کا یہ کام تھا کہ وہ میت کے حمیدہ اوصاف کو بیان کر کے خوب روئین اور پیٹین - اس رونے پیٹنے کے بعد جبکہ میت کو دفن کر کے واپس آجاتے تھے تو ان کے سامنے کہانا لایا جاتا تھا رنج ومصیبت کے ضیافتین چھہ مرتبہ ہوتی تہین ان ضیافتون مین خاصکر نائحات کو کہانا کہلایا جاتا تھا اور ان چھہ ضیافتون کی تفصیل یہہ ہے موت کے تیسرے روز (یعنی تیجہ) کو اور نوین روز اور پندرہوین روز اور چالیسوین روز اور چھہ مہینے کے اختتام پر اور آخری ضیافت سال کے اختتام پر ہوتی تھی یعنے برسی کی ضیافت - اصفہانی کہتا ہے کہ اگر کوئی عورت اپنے شوہر پر کہڑے ہوکر روتی تھی تو یہہ سمجھہ لیا جاتا تھا کہ اب وہ دوسرا نکاح نہین کریگی

ان عادات ورسوم مین سے بلاد اسلامیہ مین اس زمانہ تک بھی بعض رسوم وعادات باقی ہین - لیکن بسبب اختلاف ممالک ان رسوم مین بھی اختلاف ہے کیونکہ بعض ممالک مین رونا پیٹنا نہین بھی ہوتا اور جب تک میت کی لاش گہر مین ہوتی ہے البتہ اسوقت تک تہوڑا بہت رولیتے ہین بعد دفن کے کچھہ رونا پیٹنا نہین ہوتا اور بعض ممالک مین ایام معین تک رسم عزاداری (یعنے پرسا دینا) اور جزع وفزع ہوتا ہے - ممالک مصر مین کبھی کبھی ایک ہفتہ یا اس سے زیادہ چالیس روز تک بھی میت کے عزیز وغیرہ رویا کرتے ہین اور وہ اپنے ہاتھون کو نیل سے رنگتی بھی ہین اور ان نیلے ہاتھون سے منہ پر مارتی ہین اور سر کے بال کہول کر محفلون اور صحنون مین ناچتی ہین اور اسقدر روتی پیٹتی ہین کہ ایک قیامت برپا ہوجاتی ہے اور دف بجا کر غم آمیز اشعار بھی پڑہتی ہین جنکی آواز قبرستان کے باہر تک سنائی دیتی ہے -

میت کو دفن کرنے کے لئے لے جانے سے پہلے غسل دیا جاتا ہے اور خوشبو بھی لگائی جاتی ہے اور کفن پہنایا جاتا ہے کفن کے کپڑون کی تعداد بعض وقت سات تک ہوتی ہے اور بعض مین

جو کپڑا لگایا جاتا ہے وہ روئی کا اور سفید ہوتا ہے - اور اگر میت اہل علم سے ہوتا ہے تو موذن نماز (جنازہ) کے لئے اذان دیتا ہے تاکہ لوگ نماز جنازہ کے لئے جمع ہوجائین ورنہ میت کو جامع مسجد مین سلے جاتے ہین اور یہان (مسجد مین) اذان دیگر لوگون کو بلانے کی ضرورت نہین پڑتی - بہر صورت جنازہ کی نماز مین پہلی صف مشایخ اور حفاظ کی ہونی ضرور ہے - حافظ لوگ چہوٹی چہوٹی جہنڈیان لئے ہوتے ہین جنکے پہریرون پر شہادتین[1] اور دیگر آیات قرآنی لکھی ہوتی ہین اور یہ لوگ قصیدہ بردہ بہی پڑہتے ہین جو جناب رسالت مآب صلعم کی مدح مین شیخ محمد بوصیری نے لکھا ہے یا جامع مسجد تک کلمہ توحید پڑہتے جاتے ہین - یہان لوگ پہلے سے جمع ہوتے رہتے ہین جو میت پر نماز پڑہتے ہین - پہر میت کو قبرستان کو سلے جاتے ہین - بغیر صندوق کے جو لحد کہود کر تیار کی جاتی ہے اوس مین میت کو لٹا دیتے ہین اور ایک شیخ جو مذہبی پیشوا ہوتا ہے وہ میت کے کان مین دینی قواعد کے مطابق کچھ تلقین کرتا ہے - پہر وسپر مٹی ڈالی جاتی ہے پہر اوسپر قبر کی علامت بنا دیجاتی ہے جسمین سنگ رخام یا اینٹ اور پتہریا اور کسی قسم کا عمدہ پتہر لگایا جاتا ہے اور اکثر اس پتہر پر تاریخ وفات متوفی اشعار وغیرہ مین کندہ کرا دیجاتی ہے - اس وقت قبر کے پاس جو لوگ جمع اور موجود رہتے ہین وہ متوفی کے وارثون سے تعزیت کرتے ہین اور بعض لوگ بعد واپسی مکان پر تعزیت کے لئے آتے ہین[2] - لیکن فقیرون کو کہانا کہلانا یا کچھ نقد روپیہ صدقہ دینا یا مولود وغیرہ اذکار راتون کو پڑہانا یا چند روز تک قبر پر تلاوت قرآن اور قبر کی زیارت کا کرنا خواہ وہ مرحوم کے اقارب سے مرد ہون یا عورتین خصوصاً ہر جمعہ کو زیارت ضروری ہے اور قبر کو آراستہ کرنا یا اوسپر سبزی وغیرہ لگانا خصوصاً درخت آس (ایک قسم کا درخت ہے) کی شاخین لگانا یہ سب ایسے امور ہین کہ جنکا کرنا لازمی ہوتا ہے -

لغت مین موت - غیض - اکآ اور خمآع ایک ہی معنی مین مستعمل ہوتے ہین - اور توفی بصیغہ مضارع معروف کہنا غلط ہے بلکہ بصیغہ مجہول کہنا صحیح ہے کیونکہ صیغہ مجہول کے معنی روح قبض کرلی گئی ہین - موت کو ہادم اللذات بہی کہتے - جلدی سے جو موت آتی ہے اوسکو تجہز کہتے ہین اور محتضر کے معنے

[1] شہادتین سے مراد اشہد ان لا الہ الا اللہ اور اشہد ان محمد رسول اللہ ہے - مترجم

[2] ہمارے ملک مین تو قبر پر تعزیت کرنے کا دستور نہین ہے بلکہ بعد واپسی مکان پر یہ رسم ادا کیجاتی ہے - مترجم -

موت سے قریب ہونے کے ہین۔ جب کوئی نوجوان مرجاتا ہے تو اختضر الرجل کہتے ہین اگر کسی ضعیف
آدمی کی موت قریب آتی ہے تو اجزر الشیخ کہتے ہین۔ جو شخص طبعی موت سے مرتا ہے اوس کو مات حتف
انفہ کہتے ہین موت ابیض مرگ مفاجات کو کہتے ہین۔ موت احمر سے وہ موت مراد لی جاتی ہے جسمین
کوئی شخص قتل کیا جاتا ہے امثال ابی عبیدہ کے حاشیہ مین لکہا ہے کہ موت احمر کے معنی تلوار
سے قتل ہونا ہے اور موت اسود کے معنی گلا گہونٹ کر مارنے کے ہین اور موت ابیض کے
معنی حتف انفہ مرنے کے ہین یعنی طبعی موت سے مرنا عام موت کو جارف کہتے ہین۔ حبائل موت کے معنی
اسباب موت کے ہین۔ کسی شخص کا بڑا بیٹا مرجائے تو اوسکی نسبت اعتقب فلان ولدا کہتے
ہین اور اگر چھوٹا بیٹا مرجائے تو افترط کہتے ہین۔ فوز الرجل کے معنی قضی نحبہ کے ہین یعنی مرگیا اور
ہوّز تیمن اور جبز کے معنی مات یعنی مرگیا ہین۔

میت کو جنازہ۔ عاکی۔ جبیص۔ نیط اور عرش کہتے ہین میت کی لاش کو جسمین بو پیدا ہوجاتی ہے
جیفہ کہتے ہین مدفون اور مقسور یعنی مردہ کو جنین بھی کہتے ہین۔ لاش سے جو پیپ اور لہو نکلتا
ہے اوس کو مہل کہتے ہین۔ ریع۔ شرجع۔ نعش۔ تابوت۔ اران اور آلۃ لکڑی کے تخت کو کہتے
ہین جسپر میت کو اوٹھا کر لے جاتے ہین۔ حرج اون لکڑون کو کہتے ہین جو دونون طرف ایک دوسرے
سے ملا کر باندھ دیجاتی ہین اور یہ کبھی عورتون کی نعش پر بھی نبلاتے ہین۔ دکہ لکڑی کی اوس کرسی
یا تخت کو کہتے ہین جسپر میت کو غسل دیا جاتا ہے۔

حجرہ۔ حفیر۔ ذنوب۔ رجم۔ رجمتہ۔ راموس۔ رمس۔ مرمس۔ ریم۔ زحلوفہ۔ ثکنہ۔ جثوہ۔ جنن۔
زحلوقہ۔ صہر۔ ضیر۔ ضریح۔ تربت۔ حد۔ ویترہ۔ ودرع۔ ادم۔ جدث۔ جدف اور جدل قبر کو کہتے
ہین۔ اصواء کے معنی قبور کے ہین۔ جنابذ عادی قبرون کو کہتے ہین اسکا واحد جنبذ ہے لحد اسکو
کہتے ہین کہ قبر کے عرض مین ایک کنارہ پر اندر کے طرف کہود کر ایک اور قبر کی برابر جگہ تیار
کی جاتی ہے۔ نصاری یعنی عیسائیون کی قبرون کو نواویس کہتے ہین اگر وہ اسلام سے قبل
مٹ مٹا کر زمین کے برابر ہوگئی ہون تو اونکی مٹی کہیتون مین کہاد کے طور پر اور قبرستانون مین
اور شہر کی عمارتون اور بیت اللہ کے استعمال کے لئے لینا جایز ہے۔ تربت مقبرہ کو کہتے ہین۔
محناۃ کے معنی قبر کے گڑہے کے ہین۔ قبر کی جانب اور طرف کو جال اور جول کہتے ہین لحد پر
جو چوڑا پتھر رکہا جاتا ہے اوسکو حمارہ کہتے ہین اور خسیق کے معنی بھی قبر کے گڑہے کی ہین
میت کو کفن پہنا کر پتہرون مین دفن کرنے کو تحجیب کہتے ہین رجم القبر کے معنی علم القبر کی ہین

یعنی قبر پر اونچا پتھر جو نصب کیا جاتا ہے یا وہ قبر جسپر ایسا نشان نصب کیا جاوے۔ قبر کی مٹی کو
ہابی کہتے ہین۔ کیچڑ وغیرہ سے قبر کو لیپنے سے پہلے اوسمین جو مٹی ڈالی جاتی ہے تو اسوقت جمہر القبر
کہتے ہین۔

# مقالہ چہارم

## عرب کے مذاہب۔ معابد اور طریقہ عبادات وغیرہ کا بیان

### اس مین چھ فصلین ہین

# فصل اوّل

## عرب کے مذاہب کا بیان

زمانہ جاہلیت مین اہل عرب بہ لحاظ عبادت (مذہبی مراسم دعاوات کے) مختلف اقسام پر منقسم تھے۔
بعض تو خالق اور بعث دونون کے منکر تھے اور اون کا قول تھا کہ عالم جو پیدا ہوا ہی وہ طبیعت
سے پیدا ہوا ہے اور زمانہ اوس کا مفنی یعنی فنا کرنے والا ہے۔ بعض خالق کو پہچانتے تھے لیکن
اون کو بعث سے انکار تھا۔ اور بعض بتون کو پوجتے تھے۔ اور بعض ستارون کی مثلاً سورج۔ چاند
عطارد اور مشتری وغیرہ کی پرستش کرتے تھے۔ اسیوجہ سے اون کے نام بھی اسی قسم کے تھے
جن سے اون کے طریقہ عبادت یعنی معبود کا ذب کا نام و نشان پایا جاتا تھا۔ مثلاً عبد العزی عبد یغوث
تیم اللات۔ عبد شمس اور عبد مشتری وغیرہ۔

مجوسیت بنی تمیم کے خاندان مین بھی زرارہ بن عدی اور اوس کا بیٹا علی انہین مین تھا اس نے
اپنی بیٹی کا نکاح مذہب مجوس کے قواعد کے بموجب مجوسیون ہی مین کر دیا تہا۔ لیکن پھر بعد مین
نادم ہوا۔

زندیقیت قریش مین بھی جسکو اونہون نے حیرہ والون سے سیکھا تھا۔

یہودیت قبیلہ حمیر۔ بنی کنانہ اور بنی حارث بن کعب اور کندہ مین تھی۔ مقریزی کا بیان ہے کہ

انہون نے سنہ کبیسہ کو اون یہودیون سے سیکہا جو صموئیل نبی کے زمانہ مین (یعنی سنہ مسیحی سے ایک ہزار ستاون سال پیشتر انکی روایات ہوئی) مقام یثرب مین اترے تھے - ابوالفرج اصبہانی سموال بن عادیا یہودی کے ترجمہ (حالات سوانح عمری) مین لکہتا ہے کہ سموال بن عادیا یہودی کاہن بن ہارون بن عمران کی اولاد سے تھا موسی علیہ السلام نے عمالیق پر ایک فوج بھیجی تھی جنکے قتل و غارت کی کوئی حد باقی نہین رہی تھی اور اون کے قتل و غارت کا اثر ملک شام تک پہونچگیا تھا اور اپنی فوج کو موسی علیہ السلام نے حکم دیا تھا کہ اگر تم اونپر غالب ہوجاو تو اون سب کو قتل کرڈالنا - چنانچہ جب اس فوج کو فتح حاصل ہوئی تو اونہون نے سب کو قتل کیا مگر ایک شاہزادہ کو جو بہت حسین تھا اونہون نے رحم کہا کے چہوڑدیا - اور جب موسی علیہ السلام کی وفات کے بعد اس فوج کے لوگ شام کو واپس آئے اور بنی اسرائیل کو اونہون نے اپنی تمام کارروائی سے مطلع کیا تو اونہون نے کہا کہ تم باغی ہو ہمارے ملک شام مین تم کو نہین داخل ہونا چاہیئے اور تم یہان سے نکل جاو - اون مین سے بعض نے کہا اب اس حالت مین ہمارے لئے کوئی ملک نہین ہے سوا اوس ملک کے جسپر ہم نے فتح حاصل کی ہے یہ کہکر یہ سب لوگ یثرب مین آکر مقیم ہوگئے یہ واقعہ قبیلہ اوس اور خزرج کے یثرب مین آنے سے پہلے کا ہے اور ملک یمن مین سیل عرم (جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے) کا بھی یہی زمانہ ہے - انہین یہودیون کی اولاد مین قبیلہ قریظہ - نضیر - بنی قینقاع وغیرہ داخل ہین ان لوگون کے نسب کا حال معلوم نہین ہوسکا جو ذکر کیا جائے کیونکہ وہ اہل عرب سے نہین ہین اسیوجہ سے عربون نے اون کے انساب کو جمع کیا اور وہ اون کے حلیف ہین[1] -

جب ہم مقریزی اور اصبہانی کے کلام مین بعد حذف اون جہوٹے سچے قصون کے جنکے بیان کرنے کی راویون کی عادت ہے مطابقت کرنا چاہتے ہین تو ہم اسمین جنگ شاول بادشاہ اسرائیل کے طرف جو اجاج بادشاہ عمالیق کے ساتھ ہوئے تھے ایک اشارہ پاتے ہین -

ابن خلدون کا بیان ہے کہ اہل عرب مین پہلے جس نے مذہب یہود کو رواج دیا وہ ذونواس ہے جو تبابعہ سے ایک بادشاہ تھا جسکا نام یوسف تھا اس کے سبب سے اہل یمن یہودی ہوئے اور اسنے نجران کے عیسائیون کو قتل کیا - لیکن اور لوگون کا بیان ہے کہ اس بادشاہ کا زمانہ جلوس سنہ ۴۹۰ع ہے

---

[1] باہمی دوستی اور معاونت پر جو معاہدہ حلف کے ساتھ کیا جاتا تھا اور ایسا معاہدہ کرنے والے ایک دوسرے کے حلیف کہلاتے تھے - مترجم

کتاب محیط المحیط مین یہ لکہا ہے کہ اصحاب اخدود سے مراد اہل نجران ہین جنپر زرعہ بن کعب بادشاہ
یمن نے (جس کا لقب ذی نواس حمیری ہے) چڑہائی کی اس نے اونکو مسیحی مذہب کے چہوڑنے
اور یہودی مذہب کے اختیار کرنے پر مجبور کیا جب اونہون نے انکار کیا تو اوس نے گڑہے کہدوائے
اور اوس مین آگ جلاکر اون لوگون کو جنپر اوس نے غلبہ پایا تہا ڈلوادیا -

عیسائیون کی تاریخ کی بعض کتابون مین یہ لکہا ہے کہ دمیان یہودی یمن کا حاکم تہا یہان ار بو سیین سے
جو لوگ تہے اون کو بجور وظلم مجبور کیا اس اثنا مین ایلسبان بادشاہ حبشہ اوس کے مقابلہ کے لئے
آیا اور اوسپر غالب آیا یہ واقعہ ۵۲۱ء کا ہے بعض مولفات (کتب تاریخ) مین یہ لکہا ہے کہ یہ واقعہ حبشیون
اور یمنیون مین بحر کے پاس بمقام ایلۃ (جو کہ اب ویران ہے) واقع ہوا تہا بادشاہ ذو نواس حمیری نے
اس ننگ وعار سے کہ وہ اہل حبش کا قیدی بنے اپنے آپ کو سمندر مین ڈالدیا -

قرون وسطی کی تاریخ مین یہ لکہا گیا ہے کہ یمن کے بادشاہان حمیری جو مسیحی تہے قرن کے
اوائل مین یہودی ہوگئے تہے اونہون نے عیسائیونکو ظلم سے مجبور کیا یہہ بیچارے مظلوم شاہان حبش
سے اعانت کے طلبگار ہوئے جب ۵۲۹ء مین نجاشی یمن کو آیا تو اوس نے یہان ایک شخص کو جسکو ارباط
کہتے تہے اور جو ابرہتہ اشرم صاحب فیل کا باپ تہا حاکم بنایا - ابرہتہ اشرم نے مکہ پر چڑہائی کی تہی اور
اوسکا محاصرہ بہی کر لیا تہا مگر عبد المطلب کی بہادری نے اوس کو ناکامیاب واپس کیا یہ واقعہ ۵۷۰ء کا
ہے ابرہتہ کی اولاد جب بادشاہ ہوگئی تو کسرے نوشیروان نے اون کو یمن سے نکال دیا اور اونکے
عوض مین اس ملک کے قدیم بادشاہون کی نسل سے ایک شخص کو ۵۷۲ء مین حاکم مقرر کیا -
جس شخص کا اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ وہ نوشیروان کے طرف سے یہان حاکم مقرر ہوا تہا وہ سیف بن ذی
یزن حمیری تہا ابن درید اسکی نسبت کہتا ہے

وسیف استعلت بہ ہمتہ — حتی رمی ابعد شاؤ المرتمی
فجرع الاحبش سما ناقعاً — واحتل من غمدان محراب الدمی[1]

عیسائیت قبیلہ ربیعہ اور غسان اور بعض قضاعہ مین تہی - ابن خلدون مغربی کا بیان ہے کہ اہل نجران کا

---

[1] ترجمہ - سیف بن ذی یزن وہ شخص ہے جس سے اوسکی ہمت بلند ہوگئی یہان تک کہ اوس نے دوڑ مین بہت دور تیر مارا احبش کو اوس نے سریع الاثر زہر پلایا اور غمدان مین محراب دمی کو گرایا -
اس شعر مین دمی کا لفظ لایا گیا ہے جس کے معنی سنگین بت کے ہین جو تراشکر پتہر سے بنایا جاتا ہے - مترجم

مذہب عرب مین مسیحی تھا یہ لوگ اپنے مذہب مین بڑے ثابت قدم تھے اور ان لوگون نے اس مذہب کو ایک شخص سے اختیار کیا تھا جو ملک تبعیدہ سے یہان آیا تھا اور اس کا نام سیمون تھا اور یہ شخص اصحاب حواریین کے باقی ماندون سے تھا۔

کتاب مقدس مین بیان کیا گیا ہے کہ پولس رسول (پیغمبر) وہ پہلے شخص ہین جنہون نے اہل عرب کو انجیل کی بشارت دی عیسائیون کی تاریخ کی بعض کتابون مین یہ لکھا ہے کہ تیسرے قرن مسیحی مین عرب کے ایک حاکم نے مشہور معلم اوریجانوس سے ملاقات چاہی اوس نے اہل عرب کے ایک قبیلہ کو جو جنگلون مین پڑا پھرتا تھا ہدایت کی۔ اسیطرح مسیحی جو ستھے تدان؟ مین موسی راہب مصری عرب مین آیا جہان اسمعیل علیہ السلام کی اولاد رہتی تھی اور اونکو بشارت دی اون کے حاکم کی عورت جسکا نام موفیہ تھا عیسائی ہوگئی۔ قرن وسطی کی تاریخ مین یہ درج ہے کہ غسان کے عرب قیصر والنتین کے عہد مین عباد الصحرا (نساک) کے ہاتھ پر بمقام شام عیسائی ہوئے ہے۔

بتون کی پرستش عربون مین قدیم سے چلی آتی ہے اور اوسکی قدامت کی دلیل بہت ہی واضح ہی لیکن اس کے عرب مین داخل ہونے کے اسباب کیا ہین یہ ایک باریک بات ہے۔ ہم اس مقام پر وہی امور بیان کرتے ہین جنکو عرب کے اکثر مورخ مثلاً شہرستانی اور ابن خلدون وغیرہ نے بیان کیا ہے کعبہ مین بتون کو رکھکر اون کی جس نے عبادت کی اور تمام عربون نے بمتابعت اوس کے بتون کو پوجا اور زمانہ اسلام تک اوسپر مداومت رہی اسکا بانی عمرو بن لحی بن حارثہ بن امرا القیس بن ثعلبہ بن مازن الازد کہلان بن سبا کی اولاد سے ہے جو حجاز کا بادشاہ تھا اور قبیلہ قضاعہ کے لوگ اسی کے طرف منسوب ہین اور وہ کہتے ہین کہ ہم کعب بن عمرو المذکور کی اولاد سے ہین۔ اسکا سبب یہ ہوکہ جب عمرو مذکور شام کے علاقہ مین مقام بلقا پر پہونچا تو اوس نے یہان ایک قوم دیکھی جو بتون کو پوجتی تھی عمرو مذکور نے اون سے انکی کیفیت دریافت کی انہون نے کہا یہ ہمارے ارباب (خدا) ہین ہم نے اون کو ہیاکل علویہ اور بشری صورتون پر بنایا ہے ہم اون سے مدد مانگتے ہین تو وہ ہمین مدد دیتے ہین اور جب ہم قلت بارش کی وجہ سے اون سے پانی مانگتے ہین تو وہ پانی برساتے ہین یہ سنکر عمرو کو تعجب ہوا اور اوس نے اون سے ایک بت مانگا تو انہون نے ہبل (نام بت) اوس کے حوالہ کیا وہ ہبل کو ساتھ لیکر مکہ پہونچا اور اوسکو لیجاکر کعبہ مین رکھا اور نیز اوس نے اور دو بت جنکا نام اساف اور نائلہ تھا اپنے ساتھ لیتا آیا تھا یہ دونون بت مقام زمزم مین نصب تھے۔ پھر لوگون کو ان بتون کی عبادت کے طرف مائل کیا وہ سب کے سب راضی ہوگئے۔ یہ واقعہ سابور بادشاہ فرس کے زمانہ کا ہے یعنی سنہ ۱۰۰ مسیحی کا جو تقریباً اسلام سے چار سو برس پیشتر ہے۔ عمرو مذکور سے یہ بھی روایت ہے کہ بحیرہ

سائبہ اور حامی کا رواج اسی سے ہوا اور یہہ شخص بعث کا بہی منکر تہا چنانچہ وہ خود کہتا ہے۔

حیاۃ ثم موت ثم حشر　　　　کلام خرافۃ یا ام عمرو[1]

بعض لوگون کا یہ بہی خیال ہے کہ عمرو ندکور کا بیٹا اساف اور سہیل کی بیٹی نائلہ نے کعبہ مین بدفعلی کی خدا نے اون کو مسخ کر دیا اور وہ دونون پتہر بنگئے قریش نے اون کو پوجنا شروع کیا۔

یہ بہی کہا گیا ہے کہ یغوث۔ یعوق اور نسر آدم علیہ السلام کی اولاد کے نام ہین جو بہت عابد اور متقی تہے جب یہ مرگئے تو شیطان اون کے پاس آیا اور اون کو فریب دیکر اسبات پر آمادہ کیا کہ وہ اون کی صورتین بناکر مسجد کے قبلہ مین رکہین تاکہ جب تم اون کو دیکہو تو یاد کرو جب اونہون نے اسبات کو مان لیا تو اونکو پرستش پر آمادہ کیا پہر وہ اونکی پرستش کرنے لگے۔ اور یہ بہی بیان کیا گیا ہے کہ ود کی صورت مرد کی تہی اور سواع کی صورت عورت کی اور خود یغوث کی صورت شیر کی اور یعوق کی صورت گہوڑے کی اور نسر کی صورت گدہ کی

یہ بت یا اور اسی قبیل کے اور دوسرے بت جنکی عربون مین پوجا ہوتی تہی ایک ایک قبیلہ سے مخصوص تہے کثری قبیلہ جدیس اور طسم کا بت تہا اور ود قبیلہ کلب کا جو دومۃ الجندل مین تہا۔ اور تیم بنی تمیم کا اور سواع ہذیل کا اور یغوث قبیلہ مذحج اور نیز دوسرے یمن کے قبیلون کا۔ اور نسر قبیلہ ذی الکلاع کا جو حمیر مین تہا اور یعوق ہمدان کا۔ اور لات ثقیف کا جو مقام طائف مین تہا اور اوس کے حجاب دہجا ور بنو مغیث تہے جو قبیلہ ثقیف سے ہین اور عزیٰ قریش اور بنی کنانہ کا جس کے حجاب بنو شیبہ تہے۔ مناۃ اور ذو الشری اوس اور خزرج کے بت تہے اور باجراز د کا اور جہار بنی ہوازن کا اوال بکر اور تغلب کا۔ محرق بنی بکر بن وائل کا۔ سعد بنی ملکان بن کنانہ کا۔ اور سعیر عنزہ کا صنم بنی عنترہ کا عمیانس خولان کا یہ لوگ اس بت کے لئے اپنے جانور اور کہیتی اور مال مین سے کچہہ حصہ دیتے تہے رضا بنی سطے کا۔ ذو الکفین قبیلہ دوس کا۔ بجہ۔ جریش۔ جلد۔ شارق۔ عائم۔ اقیصر۔ کسعۃ۔ مدان۔ عوف۔ مناف۔ یالیل۔ جیہتہ بہی بتون کے نام ہین لیکن ہم کو اون کے نامون کے سوا اونکے اور حالات سے واقفیت نہین ہے۔ اساف اور نائلہ جنکا اوپر ذکر ہوا یہ دونون بت صفا مروہ پر تہے اور ہبل جو ان سب بتون مین بہ لحاظ قدر و منزلت کے بہت بڑا قابل تعظیم تہا وہ کعبہ پر رکہا ہوا تہا۔

[1] ترجمہ۔ جینا مرنا پہر حشر مین پیدا ہونا ای ام عمرو یہہ خرافات باتین ہین۔

ملطبرون کہتاہے کہ لات جسکا ابہی ذکر ہوا یہہ بت آسمان کے ستارہ زہرہ کے مشابہ تہا جو حجر اسود کے (تمثال) مین پوجاجاتا تہا - لیکن عرب کے بعض کتاب یعنی مورخ کہتے ہین کہ بظاہر یہ معلوم ہوتاہے کہ حجر اسود جسکی نسبت اعتقاد کیا جاتاہے کہ وہ جنت کے جواہرات سے ہے اور اوسکا رنگ سفید تہا لیکن حجاج کے کثرت مس اور تقبیل (بوسہ دینے) سے اوسکا رنگ سیاہ ہوگیا یا جیساکہ اوروں نے کہاہے کہ وہ جنت کے یاقوتون سے ایک یاقوت ہے قیامت کے دن خدای تعالی اوسکو بہی اوروں کے ساتہ اوٹہائیگا اوس وقت اوسکی دو آنکہین ہونگے اور زبان بہی ہوگی جس سے وہ باتین کریگا صدق نیت سے اوسکو جس نے بوسہ دیاہے وہ اوسپر گواہی دیگا - یہ پتہر زمانہ جاہلیت مین بڑا معظم و مکرم سمجہا جاتا تہا کیونکہ عرب کے قبیلے کعبہ مین جمع ہوتے تہے اور سات دفعہ اوسکا طواف کرتے تہے اور اوس پتہر کو بوسہ بہی دیتے تہے -

ملطبرون نے ایک اور بت کا ذکر کیاہے جسکا نام اوس نے ابر اطلاہ رکہاہے اور یہ کہاہے کہ یہہ بت بہی عرب کے معبودات (بتون) مین سے ایک بت تہا اور آگ کا خدا سمجہا جاتا تہا -

الشیبہی کا بیان ہے کہ ہر گہر والے کا ایک بت ہوتا تہا جسکی وہ اپنے گہرون مین عبادت کرتے تہے جب کوئی شخص سفر کا ارادہ کرتا تو سوار ہونے کے وقت اوسکو چومتا اور بوقت سفر جو کام کیے جاتے تہے اون مین آخری کام یہی ہوتا تہا اور جب سفر سے واپس آتا تہا تو پہلا کام وہی ہوتا تہا جو سفر کرتے وقت آخری کام ہوتا تہا یعنی اوس بت کو چومتا غرض کہ اپنے اہل و عیال مین داخل ہونے سے پہلے یہہ کام کرنا پڑتا تہا -

یہ بت جو پتہرون سے بنائے جاتے تہے انکو انصاب کہتے تہے واحد اسکا نصب ہے بعیم بہی بت کو کہتے ہین اور تمثال (اسٹیچو) لکڑی کی بنائی جاتی ہے اور دمیہ گوند سے بنایا جاتاہے اور یہہ بہی کہا گیاہے کہ دمیہ کے معنی منقش صورت کے ہین جسمین مثل دم (خون) کے سرخی ہو - دمیہ رخام سے بنایا جاتاہے یا عام ہے - اور یہ بہی کہا گیاہے کہ ہاتھی دانت کی ایک نہایت حسین صورت بنائی جاتی ہے چنانچہ یہہ کہاوت ہے "احسن من الدمیۃ" یعنی دمیہ سے زیادہ حسین ہے اور دمیہ کے معنے صنم یعنی بت کے ہین - اور ثہار - جبت کے بہی یہی معنی ہین - بعبور وہ پتہر ہے جسپر بت کیلئے قربانی کیجاتی ہے یعنی اوسپر گاے وغیرہ ذبح کیجاتی ہے -

ابوالفرج اصبہانی کے بیان سے یہہ مستفاد ہوتاہے کہ اہل عرب سیاہ اونٹ کو بہی پوجتے تہے چنانچہ یہ کہتے ہین کہ جب زید بن مہلہل مسجد مین داخل ہوا تو اوس وقت آنحضرت صلعم خطبہ پڑہ

رہے تھے تو آپ نے فرمایا مین تمہارے لیئے عزی سے اور نیز اس سیاہ اونٹ سے جسکی تم پوجا کرتے ہو معبود حقیقی کے سوائے بہتر ہون کیونکہ مضرات کا مانع یعنی اون سے بچانے والا ہون ہان سر دست مین فائدہ نہین پھونچا سکتا ہون۔

عربون کی یہہ بھی عادت تھی کہ وہ اون سات قصیدون کی فصاحت کو جو کعبہ پر لٹکائے گئے سجدہ کرتے تھے یہہ سات قصیدے سموط اور سبع الطول کے نام سے موسوم تھے۔ انکو حماد راویہ نے جمع کیا ہے۔ علماء اسلام نے انکی بہت سی شرحین لکھی ہین کیونکہ فصاحت اور کمال شاعری ان مین زیادہ ہے۔ اور ان شاعرون کو طبقہ اولی مین شمار کرتے ہین۔ عرب لوگ ان قصیدون پر فخر کرتے تھے چونکہ انکی فصاحت اعلی درجہ کی تھی اون کے ناظمون (شاعرون) نے کعبہ کے دروازہ پر انہین لٹکایا تھا صاحب تذکرۃ الحکم فی طبقات الامم مین لکھتا ہے کہ اہل عرب ان معلقات کو ڈیڑھ سو سال تک سجدہ کرتے رہے جب اسلام نے دنیا مین قدم رکھا تو قرآن نے اپنی فصاحت کے سطوت سے ان معلقات کے اعتبار فصاحت کو جو عرب کے دلون مین جما ہوا تھا گرا دیا۔

جسطرح اسلام نے فصاحت کو سجدہ کرنے سے منع کیا اور اوسکو باطل کردیا اسیطرح بتون کی پوجا کو بھی باطل کردیا اور عبادت کو پانچ طریقون مین منحصر کردیا۔ پہلے زبان سے شہادتین کہنا ایک مین توحید باری تعالی جل شانہ کا اعتراف ہوتا ہے اور دوسرے مین آنحضرت صلعم کی رسالت کا اقرار ہوتا ہے ان دونون کو کلمہ اخلاص بھی کہتے ہین دوسرے چار طریقے یہ ہین۔ اقامت صلوۃ۔ ادائے زکوۃ۔ رمضان شریف کے روزے۔ اگر کوئی مریض ہو یا سفر مین ہو تو دوسرے دنون مین اسکا بدلہ کیا جائے اور اگر اسحالت مین بھی روزہ رکھے تو اوس کے لئے نہایت اچھا ہی۔ اور بیت اللہ کا حج اگر زاد و راحلہ کی استطاعت ہو۔

صلاۃ کے معنی حسب ذیل ہین۔ دعاء۔ دین۔ رحمت اور استغفار اور حسن ثناء اللہ کی طرف سے رسول پر۔ اور بندون کی صلوۃ (نماز) مین رکوع۔ سجود اور وہ اقوال و افعال جو تکبیر کے ساتھ شروع اور تسلیم پر ختم ہوتے ہین اسمین داخل ہین اور شرائط مخصوصہ کا ہونا لازمی ہے اور نیز صلوۃ کا لفظ کئی معانی مین مستعمل ہوتا ہے اللہ کی طرف سے صلوۃ کے معنی رحمت من اللہ کے ہین اور ملائکہ کی طرف سے صلوۃ کے معنی استغفار کے ہین اور مومنین کیطرف سے صلوۃ کے معنی دعا کے آتے ہین اور جب یہ لفظ وحوش وطیور کی طرف منسوب کیا جاتا ہے تو اوس وقت اوس کے معنی تسبیح کے ہوتے ہین۔

زکوۃ سے مراد مال کی نصاب حولی کی وہ مقدار معین ہے جسمین ہر سال ہر مسلمان حر اور عاقل و بالغ پر زکوۃ واجب ہوتی ہے جو کہ وہ فقرا و مساکین پر (علاوہ خاندان ہاشمی اور اوسکے غلام کے جنکو ایسا مال لینا ناجایز ہے) تقسیم کرتا ہے اسکا نام زکوۃ اسلئے رکھا گیا ہے کہ جس مال سے زکوۃ نکالیجاتی ہے اوس بقیہ مال مین زیادتی ہوتی ہے اور نیز زکوۃ اوس مال کو اور آفات سے محفوظ رکھتی ہے۔

حدیث مین ہے ہاتوا ربع العشر من اموالکم یعنے نکالو تم اپنے مالون سے دس کی چوتھائی یعنی دس روپیہ ڈہائی روپیہ اور اداے زکوۃ سے کوئی شخص بجز اوس شخص کے جس کے پاس چاندی دو سو درہم سے کم اور سونا بیس مثقال سے کم ہو معاف نہین کیا جاتا۔ اناج۔ زمین۔ اور ہتیار کی قیمت کی طرف التفات نہین کیا جاتا حالانکہ انکی قیمت کا لحاظ ہوتا ہے حدیث مین ہے "لیس فی الجبہۃ ولا فی الکسعۃ ولا فی النخۃ صدقۃ" یعنی گہوڑون مین۔ خچرون مین۔ غلامون اور کہیتی کے جانورون مثل گائے بیل وغیرہ مین صدقہ نہین ہے اور نیز مہاجی ترکاری اور میوہ جات مین صدقہ نہین ہے اسیوجہ سے مسلمان اس قبیل کے اشیا مین زکوۃ دینا ضروری نہین سمجھتے۔

صوم کے معنی کہانے۔ پانی اور وطی سے صبح صادق سے مغرب تک نیت کے ساتھ رکنے کے ہین۔ رمضان کا مہینا قمری مہینون کا نوان مہینا ہے۔ حدیث مین یہ بھی ہے کہ "کان علیہ السلام یامرنا ان نصوم ایام البیض" آنحضرت صلعم ہمکو ایام البیض (چاندنی راتین) مین روزے رکھنے کے لئے فرماتے تھے اور ایام البیض سے مراد تیرہوین اور چودہوین اور پندرہوین تاریخ ہے صوم وصال سے مراد دو دن یا تین دن کے روزے ہین یعنے دو روز یا تین روز کے روزے بلافصل ایک دو روز کے فصل سے ہمیشہ رکہنا۔

بیت اللہ کا حج اسی مقالہ کی تیسری فصل مین حج کے متعلق ذکر کیا جایگا۔

پس عربون نے توحید سیکھی اور یہ بھی جانا کہ جو چیز پیدا ہوتی ہے اوسمین کوئی تقدیم و تاخیر نہین ہوتی اور بعد موت کے نیکی کا بدلہ نیکی اور بدی کا بدلہ بدی ملیگا۔ اور پنج وقتہ نماز ہمیشہ ادا کرنا مسکینون اور محتاجون کے ساتھ سلوک کرنا۔ رمضان کے روزے رکہنا۔ شراب پینے سے بچنا۔ ختنہ کرنا۔ ایک سے زیادہ چار عورتون تک نکاح کرنا۔ اور طلاق دینا۔ فی سبیل اللہ جہاد کرکے قتل و غارت کرنا۔ یہ اور اسی قسم کے امور پر عمل کرنے سے نعمتون کا جنت مین مستحق ہونا جنمین نہرین بہتی ہونگی اور وہ چیزین ملینگی جنکی نفس کو خواہش ہوگی اور جس سے آنکہون کو سرور اور لذت حاصل ہوگی۔ حاصل یہ کہ قرآن نے عربون کے دلون کو عداوت اور بغض سے صاف و پاک کر دیا بلکہ آپسمین ایک دوسرے کے بہائی ہوگئے

تھوڑے دنون مین جزیرۃ العرب کے تمام ملک اور جنگلون مین یہی ایک دین تھا جو پھیلا ہوا تھا بلکہ
اس ملک مین کلمہ شہادت کے نہ کہنے والے کا وجود نادر ہوگیا۔ گو کہ جنگلی لوگ مذہبی معتقدات کے
سنتون اور فرائض سے بہت کم آگاہ ہین۔

# فصل دوم

## عرب کے معابد کا بیان

کعبہ جس کا ذکر ابھی ہوا ممالک حجاز مین بمقام شہر مکہ معظمہ مسجد حرام کے وسط مین ہے اور اس نام سے موسوم
ہونے کا سبب یہ ہے کہ کعب کے معنی علو کے ہین اور کعبہ بھی اونچی جگہہ پر تھا۔ اور یہہ بھی بیان کیا گیا ہے
کہ حقیقی کعبہ کے مقام پر آدم علیہ السلام کا خیمہ تھا جو خدا نے اون کے لئے جنت سے اوتارا تھا۔ شیث بن آدم
علیہما السلام نے اوس مقام پر مٹی کا کعبہ بنایا اور نیز یہہ کہ بیت اللہ کے تعمیر کرنے والے خود حضرت آدمؑ
تھے اور جب وہ اوس کے مناسک (ادائے عبادت کے طریقہ) ادا کر چکے تو اون کو فرشتے ملے اونہون نے
کہا ای آدمؑ آپ سے دو ہزار برس پہلے ہم اس بیت اللہ کا حج کر چکے ہین۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ بیت اللہ
کی بنا بیت المعمور کے مقابلہ مین تھی طوفان سے وہ منہدم ہوگیا۔

ابن خلدون کہتا ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بی بی ہاجرہ اور فرزند اسمعیل کو چٹیل میدان مین بمقام
بیت اللہ چھوڑا تو اسمعیل علیہ السلام نے یہان ایک مکان (بیت اللہ) بنایا ایک دیوار سے اوسکا احاطہ کیا
جسمین اونکی بکریان رہتی تھین جب آخر مرتبہ اون کے باپ ملاقات کے لئے شام سے یہان آئے تو
خدا نے اون کو اون بکریون کے رہنے کی جگہ پر کعبہ کی تعمیر کرنے کا حکم دیا اور یہہ بھی حکم دیا کہ بذریعہ
اذان لوگون کو حج کے لئے بلائین پس وہ اور اون کے بیٹے نے ملکر جیسا کہ قرآن مین بیان کیا گیا ہے
کعبہ بنایا اور اسمعیل معہ ہاجرہ کے یہان ساکن ہوگئے اور اون کے ساتھ قبیلہ جرہم سے کچھہ اور لوگ
بھی اوترے۔ آخر کار ان دونون پیغمبرون کی بیبین وفات ہوئی اور وہ یہان مدفون ہوئے اس سے
ثابت ہوتا ہے کہ ابراہیمؑ اور اون کے بیٹے اسمعیلؑ کعبہ کی تعمیر کے اول بانی ہین۔ پھر جب
قریش کا غلبہ بیت اللہ کے بارہ مین قبیلہ خزاعہ پر ہوا (جیسا کہ آگے اسکے متعلق بیان کیا گیا ہی) تو قصی بن
کلاب نے بیت اللہ کی چھت کھجور کے تنون اور دوسری ایک قسم کی لکڑی کی (جسکو دوم کہتے ہین)
بنائی۔ اعشی کہتا ہے۔

خلقت ثبوی راہب الدور والتی بناہا قصی والمضاض بن جرہم[1]

پہر سیل سے یا آگ سے جیسا کہ کہا گیا ہے کہ بیت اللہ منہدم ہوگیا پہر دوبارہ اوسکی تعمیر کی گئی اور سنہ ہجری ۶۴ مطابق ۶۸۳ع مین کعبہ کو آگ لگی اور اسکا سبب یہہ تھا کہ یزید بن معاویہ کی فوج ابن زبیر جبکہ وہ کعبہ مین پناہ گزین ہوگئے تھے تب پر روغن نفط کے شیشہ پہینکے جس سے آگ لگ گئی - پہر فارس اور روم سے معمار طلب کئے گئے اور اس دفعہ نہایت عمدہ وضع پر اوسکی تعمیر کی گئی گرچہ اس لئے ڈہایا گیا کہ صحابہ نے اوسکی نئی وضع پر بنائے جانے پر اختلاف کیا تھا اور اس کے بعد ابراہیم علیہ السلام کی بناء پر تعمیر کرایا گیا - کعبہ کا فرش اور اوسکا پایہ وغیرہ سنگ رخام سے بنایا گیا اور اوسکے ستون پر سونے کے تیر چڑہائے گئے اور کنجیان بنائی گئین - لیکن جب حجاج بن یوسف الثقفی نے جو حجاج کے نام سے مشہور ہے ابن زبیر مذکور کو عبد الملک بن مروان کے عہد مین محصور کر لیا اور کامیاب ہوا تو اوس نے بیت اللہ کو منہدم کرا دیا اور قریش نے جس وضع پر بنایا تھا پہر اوسی وضع پر بنایا چنانچہ آجتک اوسی حالت پر قائم ہے لیکن جن لوگون نے کعبہ کی زمین بڑہائی اور اوسمین وسعت کی اون مین عمر بن الخطاب عثمان بن عفان - ابن زبیر اور ولید بن عبد الملک ہین ولید بن عبد الملک نے اوسمین سنگ رخام کا ایک ستون لگایا اور منصور اور اوس کے بیٹے مہدی نے اوسمین اور زیادتی کی -

ملطبرون نے کعبہ کا بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ جغرافیہ کے متداول کتابون مین کعبہ کی حسن اور اوس کے دروازون کی کثرت اور اوسکے مذہب قبہ کی نہایت تعریف کی گئی ہے لیکن معلم نیبوہر (ایک المانی سیاح) اوس کے دیکہنے کے بعد بیان کرتا ہے کہ وہ ہند کی قدیم مندرون اور بلاد آسام کے مندرون سے بہت مشابہ ہے - بعد ظہور اسلام کے مسجدین بہی اسی صورت پر بنائی جانے لگین کیونکہ یہہ مکان ایک سامربع ہے اسکے اطراف مین ستون لگے ہوئے ہین اور بجائے اہرام کے اوسمین منارے بہی ہین اس احاطے کے اندر نماز کے لئے مسجدین ہین اور اس کے اندر ایک مربع مکان ہے جو حقیقی کعبہ ہے -

کعبہ پر لباس (غلاف) پہنانے والا پہلا شخص جیسا کہ ابن خلدون نے کہا ہے تبع تھا اوس نے یمنی دہاریان دار کپڑے کا لباس کعبہ کو پہنایا اور اوسکے لئے کنجیان بنوائین - اور اہل عرب مین سب سے

---

[1] ترجمہ - مین نے مقام دور کے راہب کو چہوڑ دیا جسکو قصی اور مضاض بن جرہم نے بنایا تھا -

پہلے اسی نے مذہب یہود اختیار کیا اور قبیلہ حمیر بھی اُسکے ساتھ یعنی بمتابعت اُسکے یہودی ہوگیا
ابو الفرج اصبہانی کہتا ہے کہ اہل قریش زمانہ جاہلیت مین ہر سال اپنے مال واسباب سے روپیہ
نکالکر اوس سے کعبہ کے غلاف کے لئے کپڑا خریدا کرتے تھے اور ہر سال نیا غلاف چڑہاتے تھے
اور بجیر بن ابی ربیعہ جسکا نام جناب رسالت مآب صلعم نے عبد اللہ رکھا ہر سال کعبہ پر اپنے مال
سے غلاف چڑہاتا تھا اسلئے قریش نے اوسکو عدل کے لقب سے ملقب کیا کیونکہ اس کام مین وہ
سب سے علیحدہ تھا۔ یہ عبد اللہ جسکا ذکر کیا گیا ایک مالدار تاجر تھا یمن مین اسکے تجارت کی کوٹھیان
تہین۔ اوسکا باپ ابو ربیعہ اور اوس کے بھائی ہشام اور ہاشم اور فاکہ بنو المغیرۃ بن عبد اللہ
بن عمر و بن مخزوم یہ ایسے لوگ ہوئے ہین جنکی عزت اور شرافت کی مثال دیجاتی ہے۔ مقریزی کہتا
ہے کہ کعبہ کا لباس ابتداءً کمل یا ٹاٹ (موٹے قسم کا کپڑا) یا چمڑہ کا ہوتا تھا۔ دیباج کا لباس پہلے
جس نے پہنایا وہ عبد اللہ بن زبیر ہین جنکا اوپر ذکر ہوا اور جو خلفائے امویہ مین سے تھے۔
زوزنی کا بیان ہے کہ زمانہ جاہلیت مین اہل عرب جب وہ کعبہ کے بازو سے ہوکر جاتے
تھے تو وہ ایک پتھر جسکو وہ دوار کے نام سے پکارتے تھے نصب کرتے اور اوس کے اطراف
بمشابہت طوافین کعبہ طواف کرتے یعنی جیسا کہ لوگ کعبہ کے اطراف طواف کرتے ہین۔
اہل عرب کے بعض بعض قبیلون کے خاص خاص معابد تھے۔ اصبہانی کہتا ہے کہ غطفان نے ایک
مکان بنوایا جو کعبہ کے مشابہ تھا اس کا نام اُس نے بس رکھا۔ پھر سب لوگ اُسکی تعظیم اور حجابداری
(مجاوری) کرنے لگے اور اُسکا نام اونہون نے حرم رکھا۔ زہیر بن جناب الکلبی نے اُن سے لڑکر
اوسکو منہدم کیا۔ محیط المحیط مین لکھا ہے کہ عزی (جو ایک بت کا نام ہے) ایک سمرۃ یعنی ایک قسم کا
درخت (یعنی کیکر وغیرہ) تھا غطفان انکو پوجتے تھے اوس کے لئے اونہون نے ایک مکان (مندر)
بھی بنایا اور اوسکے لئے مجاور بھی مقرر کئے۔ جناب رسالت مآب صلعم نے خالد بن ولید کو بھیجا تو
اونہون نے اوسکو مسمار کردیا اور سمرہ کو جلادیا پھر اونہون نے یہ شعر کہا۔

یا عز کفرانک لا سبحانک انی رایت اللہ قد اہانک [1]

اور لوگون کا بیان ہے کہ ذو الخلصہ بنی خثعم کا ایک مکان تھا جو کعبہ کہلاتا تھا اسکا نام ذو الخلصہ اسلئے
رکھا گیا کہ اوسمین جو بت تھا اوسکا نام خلصہ تھا یا یہ کہ وہ ایک بیلدار درخت کے اوگنے کی جگہ پر تھا جسکو

---

[1] ترجمہ۔ ای عزی یہ تیرے کفران کا سبب ہے نہ کہ تیرے تقدس کا مین نے دیکھا کہ خدا نے تجھکو ذلیل کردیا

خلصہ کہتے ہین[1] یہان ایک اور مکان تھا جسکا نام سعیدۃ تھا اہل عرب اوسکا حج کرتے تھے اور یہ احد پہاڑ مین تھا - اور ذوالکعبات قبیلہ ربیعہ کا مکان (مندر) تھا جسکا وہ طواف کرتے تھے -
نجران کا کعبہ ایک قبہ کی صورت کا مکان تھا جسکو عبد المسیح بن دارس بن عدی نے بنایا تھا یہ مکان تین سو چمڑون سے بنایا گیا ہے - عرب اسکو نجران کا کعبہ کہتے تھے کیونکہ وہ اوسکی زیارت ویسی ہی کرتے تھے جیسی کہ کعبہ کی زیارت کرتے تھے - جب یہان کوئی مزدور اجرت چاہتا تو اوسکو اجرت (مزدوری) دیجاتی یا کوئی خوف زدہ شخص بھاگ کر آتا تو اوسکو پناہ دیجاتی - یا کوئی بھوکا آتا تو اوسکو کھانا دیا جاتا یا کوئی حاجتمند ہوتا تو اوسکی حاجت روا کیجاتی یا کوئی شخص کسی قسم کی مدد چاہتا تو اوسکو مدد دیجاتی
اعشی شاعر اپنی اونٹنی کو مخاطب کرکے کہتا ہے -

| | |
|---|---|
| فکعبۃ نجران حتم علیک | حتی تناخی بابوابھا |
| تزور یزید او عبد المسیح | وقیس ہم خیر اربابھا[2] |

ابو الفرج اصبہانی کہتا ہے کہ یہ ایک مندر ہے عبد المدان نے اوسکو کعبہ کی صورت پر بنایا تھا اہل عرب کعبہ کی برابر اوسکی بھی تعظیم کرتے تھے -
مذکورہ بالا سب چیزین ظہور اسلام کے بعد مٹ گیئن - ان سب کے عوض مین کعبہ باقی رہا اور وہ مسجدین جو زمانہ اسلام مین بنائی گیئن - اسلام مین پہلے وہ مسجد ہے جو آنحضرت صلعم نے مدینہ مین تعمیر کی - ابن خلدون کہتا ہے کہ خدا نے آنحضرت صلعم کو ہجرت کرکے مدینہ کو جانے اور دین اسلام قایم کرنے کا حکم دیا آپ نے وہان مسجد حرام کی بنا ڈالی جسکی تربت مین آپ کی قبر مبارک ہے یہ تینون مسجدین (کعبہ - مسجد حرام - اور بیت المقدس یعنی جامع اقصی عمر بن الخطاب رض نے مدینہ اور شلیم مین اس مقام پر جہان کہ سلیمان بن داود علیہما السلام بادشاہ اسرائیل کی ہیکل ہی اسکی بنا ڈالی) بڑی متبرک گنی جاتی ہین ان تین مسجدون کے سوا ایک اور مسجد کا ذکر بھی کیا گیا ہی اور یہ بیان کیا جاتا ہی کہ وہ حضرت ابو البشر آدم علیہ السلام کی بنائی ہوئی ہی جو جزیرہ ہند مین بمقام سراندیپ واقع ہی لیکن اسکی صحت قطعی دلیل سے ثابت نہین ہوئی ہی - یہ اور نیز دوسری جامع مسجدین زمانہ اسلام کی ابتدا مین منبر وغیرہ سے

---

[1] خلصہ ایک بیل ہے جو کرکم یعنے زعفران کے مشابہ اور یہ درختون پر چڑھتی ہے اور خوشبودار بھی ہوتی ہی اور اسکے بیج عقیق کے دانون کے مشابہ ہوتے ہین - مولف

[2] ترجمہ - نجران کے کعبہ کو پہونچنا تجھپر فرض ہی یہانتک کہ تو اسکے دروازہ پر اونٹ کو بٹھادے جہان ہم یزید اور عبد المسیح اور قیس کی جو بڑی خیر و برکت والے ہین زیارت (ملاقات) کرینگے -

خالی تھین۔ منبر وغیرہ بعد کے زمانہ یعنی اُن خلفاء کے زمانہ مین جو زمرہ صحابہ سے تھے بنائی گئی۔ منبر کے پہلے بانی عمرو بن العاص ہین جو حضرت عمر بن الخطابؓ کیطرف سے مصر مین عامل تھے جب مصر کی جامع مسجد بنائی گئی تو عمرو بن العاص نے منبر بنایا لیکن خلیفہ ممدوح نے اوس کے توڑ دینے کا حکم دیا۔ جب ابو عبد اللہ المہدی خلیفہ ہوا تو اوس کے بنائے جانے کا حکم دیا۔

منبر پر خلیفہ وقت کے لئے دعا کرنے کی رسم جو جاری ہے اس کے آغاز کرنے والے ابن عباس ہین جو علی بن ابی طالب رضہ کی طرف سے بصرہ کے عامل تھے اونہون نے خلیفہ چہارم حضرت علی کے لئے دعا کی پھر تو اس کا کچھ ایسا رواج ہو گیا کہ خطبہ پڑھنا شاہی رسوم اور آداب مین داخل ہو گیا۔ خوارج خطبہ مین دعا کرنے کے سخت مخالف ہین۔

مقصورہ جو خاص بادشاہ کے نماز پڑھنے کے لئے مسجد مین بنایا جاتا ہے اس کے سب سے پہلے بانی معاویہ بن ابی سفیان بنی امیہ کے پہلے خلیفہ ہین جب کہ ایک خارجی نے اون کو بہ ارادہ قتل بھالا مارا تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا پہلا بانی مروان بن حکم ہے جب کہ ایک یمانی نے اوس کو بھالا مارا تھا۔ اس کے بعد تمام ممالک مشرق و مغرب مین اور خلفاء نے اسکا رواج دیا۔

## کعبہ کی مجاوری تولیت کا بیان

کعبہ کی مجاوری یعنے تولیت زمانہ جاہلیت مین اسمعیلؑ کی اولاد مین ثابت تک چلی آئی جب ثابت مرگیا تو یہ مجاوری اوس کے نانا مضاض بن عمرو الجرہمی کے خاندان مین خزاعہ کے مکہ معظمہ پر قابض ہونے تک رہی پھر قبیلہ خزاعہ کے لوگون نے بنی جرہم کو مکہ معظمہ سے نکال دیا مضاض مذکور اسکی نسبت کہتا ہے۔

کان لم یکن بین الحجون الی الصفا ... انیس و لم یسمر بمکۃ سامر
و لم یتربع واسطا فجنوبہ ... الی المنحنی من ذی الاراکۃ حاضر
بلی نحن کنا اھلہا فابادنا ... صروف اللیالی والجدود العواثر
ونحن ولاۃ البیت من بعد ثابت ... نطوف بذاک البیت والامر ظاہر

فاخرجنا منھا الملیک بقدرۃ　　　کذلک بین الناس تجری المقادر[۱]

اخیر پر یہ کہا۔

فبطن منی اسی کان لم یکن بہ　　　مضاض ولا بین البطاح عسائر

فہل فرح یاتی بشئی نحبہ　　　وہل جزع ینجیک مما تحاذر[۲]

پہر مدت تک یہ مجاوری خزاعہ کے ہاتھ مین رہی اور پہر غبشان ملکانی کے ہاتھ مین آئی جو خلیل بن حبشیہ الخزاعی کا وصی تھا۔ قصی بن کلاب قریشی نے اوسکو شراب پلاکر شراب کی ایک مشک کی عوض مین کعبہ کی کنجیان اوس سے خرید لین جب صبح ہوئی اور ابوغبشان کا نشہ اوترا تو وہ بہت نادم ہوا مگر اس ندامت نے اوسکو کوئی فائدہ نہین دیا اس وقت سے یہ ضرب المثل ہوگئی اخسر من ابی غبشان یعنی فلان شخص ابوغبشان سے زیادہ خسارہ مین رہا۔ ایک شاعر کہتا ہے۔

باعت خزاعۃ بیت اللہ اذ سکرت　　　بزق خمر فبئست صفقۃ البادی

باعت سدانتہا بالنزر وانصرفت　　　عن المقام وظل البیت والنادی[۳]

اس سبب سے کعبہ کی مجاوری آل قریش مین آئی کعبہ کی کنجیان قصی مذکور کے ہاتھ سے سلسلہ بسلسلہ یعمر بن عوف بن کعب بن عمرو بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کے ہاتھ مین آئین جو حکام عرب کا ایک حاکم تھا اور جسکا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ پہر کعبہ کی ولایت اور علم برداری جنگ اور حجابت بیت اللہ

---

[۱] ترجمہ۔ حجون اور صفا کے درمیان یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہان کوئی انیس رہا ہی نہین اور نہ مکہ مین کوئی داستان گو داستان کہنے والا ہے اور نہ واسط مین کوئی بیٹھا ہوا ور نہ اسکے جنوب سے مقام ذی اراکہ کے نشیب تک کوئی شخص حاضر ہے۔ ہان ہم اسکے مالک تھے لیکن زمانہ کے حوادث نے ہم کو نکال کر خانہ بدوش کر دیا۔ ثابت کے بعد بیت اللہ کے ہم ہی مالک تھے اور یہ ظاہر ہے کہ اس مکان کا طواف ہم ہی کرتے تھے۔ خدا نے ہمکو اپنی قدرت سے وہان سے نکال دیا اور اسکی کوئی شکایت بھی نہین کیونکہ مقدرات کا حال لوگون کے ساتھ ایسا ہی رہا ہی۔

[۲] ترجمہ۔ بطن منی کی یہ حالت ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسمین مضاض نے کبھی شام نہین کی اور نہ بطاح کے درمیان کوئی عمارت ہی۔ اسکے بعد بھی کوئی خوشی باقی ہی جس سے ہم محبت کرین اور کونسی عاجزی ہی اگر ہم کرین تو ہمکو نجات ملے۔

[۳] ترجمہ۔ خزاعہ نے بیت اللہ کو بحالت نشہ شراب کی ایک مشک کے معاوضہ مین فروخت کر ڈالا اسطرح کی ہاتھے ہاتھ کی بیع نہایت بری ہے۔ اوسکی تولیت کو قلیل چیز پر دیدیا اور اس سے وہ تولیت اوس مقام کی اور بیت اللہ کے سایہ کی جاتی رہی۔

اونھی کے قبضہ مین رہی - اہل قریش اوسکی رائے کو بہت مانتے تھے اوس نے کعبہ کے مقابلہ مین مشورہ کے لئے ایک مکان بنایا جو دار الندوہ کے نام سے موسوم کیا گیا حج مین کھانا کھلانے اور پانی پلانے کا کام بھی اوس نے اپنے قبضہ مین رکھا - قریش پر اوس نے خراج بھی مقرر کیا ان سب امور سے حجابت (پردہ برداری) اور سقایت (پانی پلانا) اور خراج وصول کرنا اور مشورہ کرنا اور علم برداری کی خدمتین اور عہدے کامل طور پر اوس سے متعلق ہوئے -

# فصل سوم

## مناسک (طریق عبادت) عرب کا بیان

حج کا بیان

اہل عرب کے مناسک بہت سے ہین شریعت اسلامیہ مین بھی اون مناسک مین سے مناسک حج کسی قدر رد و بدل کے ساتھ باقی رہی منجملہ اون مناسک کے بیت اللہ کا حج[1] ہے - عرب کے قبیلے جمع ہوکر کعبہ کے اطراف سات طواف کرتے تھے اور عمرہ[2] کرتے تھے اور احرام باندھتے تھے اور صفا و مروہ مین سعی کرتے تھے یعنی دوڑتے تھے مزدلفہ اور دیگر مقامات مین ٹھیرتے تھے اور کنکریان مارتے تھے ظہور اسلام کے بعد بھی یہ امور جاری رہے -

احرام کے معنی اعمال (افعال) حج مین داخل ہونے کے ہین اسکا نام احرام اسلئے رکھا گیا کہ حج کرنے والا اپنی ذات پر سر منڈوانے اور ناخن ترشوانے اور شکار کرنے اور عورتون سے مباشرت کرنے کو اپنے اوپر حرام کر لیتا ہے اسکا مقابل احلال ہے یا یہ کہ وہ صرف ازار پھینکر برہنہ حالت مین طواف کرتے تھے ایک شاعر اسکی نسبت کہتا ہے -

لما رایت مناد یکم ہلم بنا ۔۔۔ شددت مئزر احرامی ولبیت[3]

عرب لوگ بحالت طواف اپنے کپڑے اپنے سامنے رکھتے تھے اور اون کو حریم کہتے تھے ابن خلدون

---

[1] حج کے لغوی معنی قصد کرنے اور رک جانے اور آگے بڑھنے اور کثرت اختلاف اور تردد کے ہین - مولف

[2] عمرہ کے معنی آباد مکان مین جانے کے ہین اور شرعاً چند خاص افعال کا نام ہے جسکو حج اصغر کہتے ہین اور اسکے افعال تین ہین یعنی احرام باندھنا اور طواف کرنا اور صفا مروہ مین دوڑنا سر منڈانا -

[3] ترجمہ - جب مین نے تمہارے منادی کو یہ ندا کرتے سنا کہ آؤ تو مین نے احرام کی ازار پھینکر جواب دیا -

کہتا ہے کہ احرام کے معنی بغیر سلا ہوا کپڑا پہننے کے ہین کیونکہ بدوی کپڑا اوڑہ لیتے تھے - سلا ہوا لباس
شہری اور آبادی کے لوگون سے مختص ہے حج مین سلا ہوا کپڑا پہننا جو حرام ہے اسی سبب سے ہی کیونکہ
حج کی مشروعیت دنیوی علائق سے علیحدہ ہونے کی ہے -

جمار جمرہ کی جمع ہے جس کے معنی کنکریون کے ہین اور منی کے جمرات تین ہین اور ہر جمرہ مین ایک تیر
چلانے کی مسافت ہوتی ہے - رمی جمار (کنکریان پہینکنا) ہی مناسک حج مین ہے - محیط المحیط مین یہ لکہا
ہے کہ مقام منی مین جو رمی جمار ہوتا ہے وہ "جمر فلان" سے مشتق ہے جس کے معنی ایک طرف ہو جانے کے
ہین یا "اجمرہ" سے مشتق ہے جس کے معنی جلدی کرنے کے ہین یہ بہی کہا گیا ہے کہ آدم علیہ السلام نے
اس مقام پر ابلیس کو کنکریون سے مارا تہا اور وہ اون کے سامنے سے بہاگ گیا -

**نسی کا بیان[1]** اہل عرب مین شمسی سال کے حساب سے حج کیا جاتا تہا اور اس حساب سے حج کا زمانہ ہمیشہ
دسوین ذی الحجہ کو واقع ہوتا تہا - پہر اونہون نے مدینہ کے یہودیون سے سال کبیسہ کا حساب سیکہا تقریباً
اسلام سے دو سو برس پہلے سال کا حساب اسی طریقہ سے ہونے لگا کیونکہ اس طریقہ پر چلنے سے حج کا
زمانہ ایسے وقت مین پڑتا تہا جبکہ وہ اپنے کہیتی اور دیگر معاملات تجارت سے فارغ ہو جاتے تہے اور
نیز اس طریقہ سے حج جس موسم مین آتا تہا وہ نہایت عمدہ موسم ہوتا تہا سال کبیسہ کے شمار کرنے کا طریقہ یہ تہا
کہ ہر تین برس کے بعد ایک مہینا بڑہا دیا جاتا تہا تاکہ قمری سال شمسی سنہ کے برابر اور مطابق ہو جائے
مقریزی کہتا ہے کہ ہر چوبیس (۲۴) برس کے بعد نو مہینے بڑہا دیتے تہے اس حساب سے سال کے مہینے
ایک ہی موسم مین بغیر کسی تغیر کے آتے تہے -

سالون کے گہٹانے بڑہانے کا اختیار (ولایت) بنی کنانہ کو تہا جو قلامس کے نام سے مشہور تہے
اور نیز ان گہٹانے بڑہانے والون کو نسأۃ کہتے تہے - قلامس کا واحد قلمس ہے اس مین اختلاف
ہے کہ مہینون کو پہلے کس نے بڑہایا اور گہٹایا - یہہ کہا گیا ہے کہ وہ قلمس تہا یعنے عدی بن یزید -
اور سمیر بن ثعلبۃ بن الحارث بن مالک بن کنانہ کو بہی بعض نے نساءۃ مین شمار کیا ہے - مقریزی کا
بیان ہے کہ ابو ثمامہ مالکی کو اس کا اختیار تہا - پہر بنی فقیم کو یہ اختیار حاصل ہوا - مہینون کا نسی
یعنے بڑہانے والا کعبہ کے دروازہ پر کہڑا ہوتا اور یہ کہتا کہ تمہارا خدا عزی نے پہلے صفر کو بڑہایا ہی
اور یہہ شخص ایک سال مین اس (ماہ صفر) کو حرام کرتا تہا اور ایک سال حلال کرتا تہا - اسکام مین

---

[1] نسی کے معنی تاخیر کے اور وقت معین کرنے کے ہین - مولف

ہوازن۔ غطفان سلیم اور تمیم اوس کے تابع ہوتے تھے۔ ان نساتون مین سب سے آخر جنادہ بن عوف بن امیتہ بن قلع بن عباد بن حذیفتہ بن عبد اللہ بن فقیم تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ قلمس حذیفتہ مذکور بن عبد اللہ بن فقیم بن عدی بن عامر بن ثعلبتہ بن الحارث بن مالک بن کنانہ تھا پھر اوسکے بیٹے وراثتاً اس کام کے متولی ہوئے ظہور اسلام کے زمانہ مین جب ان مین سے ایک آخری شخص باقی رہا اور وہ کسی مہینہ کو بڑہانا چاہتا تو وہ محرم کو حلال کرتا اور سب لوگ اوس کے اس عمل کو قبول بھی کرلیتے تھے اور اوس کے بجائے صفر کو حرام کرتا تو بھی اوس کا کہنا مان لیتے تاکہ چار حرام مہینون کی تعداد کامل ہوجائے۔ عمیر بن قیس جندل الطعان اسپر فخر کرتا ہے۔

وای الناس لم نسبق بوتر — وای الناس لم نعلک لجاما

السنا الناسئین علی معد — شہور الحل نجعلہا حراما[1]

ایک دوسرا شاعر یہ کہتا ہے۔

اتزعم انی من فقیم بن مالک — لعمری لقد غیرت ماکنت اعلم

لہم ناسئی یمشون تحت لوائہ — یحل اذا شاء الشہور و یحرم[2]

پھر جب جناب رسالت مآب صلعم نے سنلہ ہ مین حج کیا تو تحریم النسی کی یہ آیت "انما النسی زیادۃ فی الکفر الآیۃ" نازل ہوئی تو جاہلیت مین جو یہ طریقہ جاری ہوگیا تھا وہ باطل ہوگیا۔ پھر اوس وقت سے ہمیشہ روزہ اور حج رویت ہلال پر موقوف ہوا اور حج جو سنین شمسیہ کے حساب سے کیا جاتا تھا وہ موقوف ہوگیا

**اجازت کا بیان** حج کرنے کی اجازت دینا قبیلہ خزاعہ کے اختیار مین تھی اون سے یہ اختیار جاتا رہا اور عدوان کو یہ اختیار حاصل ہوا پس قبیلہ عدوان سے ایک شخص لوگون کو حج کی اجازت دیتا تھا چنانچہ وہ ایک گدہے پر سوار ہوکر اون کے آگے ہو لیتا تھا پھر اون کے سامنے ان الفاظ سے خطبہ پڑہتا تھا "ای بار خدا

---

[1] ترجمہ۔ دنیا مین کون شخص ہے کہ اوس نے یگانہ ہونے مین سبقت یعنے کوشش نہین کی اور کس نے لگام نہین چبائی۔ کیا ہم شمار کرکے مہینون کو نہین گہٹاتے اور کیا ہم اس گہٹانے اور بڑہانے سے حلال مہینون کو حرام نہین کرتے۔

[2] کیا تو یہ خیال کرتا ہے کہ مین فقیم بن مالک کے علاقہ کا ہون۔ مجھے اپنے حیات کی قسم ہے کہ جن چیزون کو مین جانتا ہون مین نے اون کو متغیر کردیا ہے۔ اون کا ناسی اون کے جھنڈون کے نیچے چلتا ہے اور وہ مہینو نکو جب چاہتا ہے حلال اور حرام کردیتا ہے۔

ہمارے عورتون مین اصلاح کر اور ہمارے راعیون مین جدائی کردے اور مال کو سخیون کے قبضہ مین دے
ای لوگو اپنے معاہدون کو پورا کرو۔ پڑوسیون کے ساتھ سلوک اور احسان سے پیش آؤ اور مہمانون کو اپنے
یہان اوتارو" پہر یہ کہتا تھا "اشرق ثبیر کیما نغیر" یعنے ثبیر نمودار ہوا تاکہ ہم متغیر ہون اجازت حج کی یہ صورت تھی
یہ کہہ کر پہر وہ بہاگ کہڑا ہوتا تھا اور لوگ اوس کے پیچہے ہو لیتے تھے۔

زمانہ حج مین اونٹون کا بیان | جب عرب حج کرنے جاتے تھے تو اونٹون کے گلے مین جوتیون کا ہار ڈالتے
تھے اور اون پر جہولین بھی ڈالتے تھے اور اشعار[1] بھی کرتے تھے پہر کوئی شخص ان اونٹون کا مانع مزاحم
نہین ہوتا تھا سوا بنی خثعم کے چنانچہ بنی خثعم کے متعلق آگے تفصیل سے ذکر کیا جائیگا۔

قربانیون کا ذکر | کعبہ مین جو قربانیان بہیڑون اور اونٹو نکی چڑہائی جاتی تہین وہ کعبہ کے ہر ایک بت کیلئے
جنکی تعداد تین سو ساٹھ تک تھی کیجاتی تھی اور یہ بت کعبہ مین رکھے ہوئے تھے۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ
بت جنکی تعداد ابھی مذکور ہو چکی گویا وہ نوع جنات سے سال بھر کے تین سو ساٹھ دنون کے خادم خیال
کئے جاتے تھے جیسا کہ اہل یونان کا اعتقاد تھا۔ کعبہ پر جو بڑا بت تھا وہ شمس کے نام سے مشہور تھا اور اوسکو
جو ہدیہ دیے جاتے تھے وہ وزائم کے نام سے مشہور تھے اور رجب کے مہینہ مین ایک بہیڑ یا اونٹ ذبح
کیا جاتا تہا اوس ذبیحہ کو عتیرہ کہتے تھے۔

مذکورہ بالا بت پر ایک اور اونٹ کا بچہ ذبح کیا جاتا تھا جسکو فرع کہتے تھے اور فرع کے معنی اونٹنی
کے پہلے بچہ کے ہین دستور یہ تھا کہ کوئی ایک شخص اپنے اوپر یہ لازم کر لیتا تھا کہ اگر میرے اونٹ
اتنے ہو جائینگے تو مین اوسکا پہلا بچہ بحر (ذبح) کرونگا اور جب وہ اوس کو ذبح کرنا چاہتے تو اونکو
آراستہ کرتے اور عمدہ عمدہ جہولین اوسپر ڈالتے تھے۔ زوزنی کہتا ہے کہ اون مین یہ بھی رواج
تھا کہ ایک شخص جب اپنے اوپر یہ نذر کر لیتا تھا کہ اگر میرے بہیڑون کی تعداد ایک سو ہو جائے گی تو
مین اون مین سے ایک کو ضرور ذبح کرونگا اتفاق سے اگر یہ تعداد پوری ہو جاتی تو کبھی اوس وقت نذر
کرنے والے کی نیت بدل بھی جاتے تھے اور وہ بجائے بکری کے ایک ہرن کو ذبح کرتا تھا مسلمان
بھی ابتدائے اسلام مین ایسا ہی کرتے تھے مگر بعد مین یہ فعل منسوخ یا ممنوع قرار دیا گیا اور حدیث
مین یہ موجود ہے کہ "لا فرع ولا عتیرۃ" یعنے فرع اور عتیرہ ناجائز ہے۔

---

[1] ان اونٹون کو اور اونٹون سے تمیز کرنے کے لئے اشعار کرتے تھے یعنے بہالے یا برچہی وغیرہ سے اوس کے
کوہان مین ایک زخم لگا دیتے تھے۔ مترجم

بعض کہتے ہین کہ اہل عرب اپنے معبودات (بتون) پر انسان کی قربانی بہی چڑہاتے تھی جیساکہ جانور ذبح کئے جاتے ہین - اور یہہ روایت اسی قبیل کی ہے کہ ہاشم یعنی آنحضرت صلعم کے دادا نے یہ نذر مانی کہ اگر میرے دس بچے ہون گے تو مین اون مین سے ایک کو قربانی مین ذبح کرونگا قریب مین جب پوری دس بچے پیدا ہوگئے تو قداح کا عمل کیا گیا (اسکے متعلق آگے بیان کیا جائے گا) اور قداح سے یعنے تیر آنحضرت صلعم کے باپ عبد اللہ کے قربانی مین ذبح کرنے کی نسبت نکلا لیکن ہاشم کو اوسکی قوم نے عبد اللہ کے قربانی مین ذبح کرنے سے منع کیا پس ہاشم نے حسب ہدایت عرافہ (وہ لوگ جنکو ایسے کامون مین واقفیت ہوتی ہے) بجائے عبد اللہ کے سو اونٹ فدیہ دیے اور حدیث مین یہہ مذکور ہے کہ مین دو ذبیحون کا بیٹا ہون ایک تو خود آنحضرت صلعم کے باپ اور دوسرے حضرت ابراہیم الخلیل علیہ السلام کے چہوٹے فرزند یعنے اسمعیل علیہ السلام جنکو حضرت ابراہیم نے بموجب اپنے خواب کے ذبح کرنا چاہا تھا جناب رسالت مآب صلعم حضرت اسمعیل ع ہی کے اولاد مین ہین - علمائے اسلام بہی قطعی طور پر یہہ تسلیم نہین کرتے کہ خدا نے ابراہیم کو اپنے بیٹون مین سے ایک کے فدیہ دینے کا حکم دیا اور جس کے عوض مین ابراہیم نے ایک مینڈہے کو فدیہ دیا آیا مراد اس سے اسمعیل ہے یا اسحق کیونکہ قرآن مین کسی کے بہی نام کی صراحت نہین ہے - لیکن جو لوگ اس امر مین اسحق ع کو ترجیح دیتے ہین وہ حدیث کے معنی کی تطبیق اس طرح کرتے ہین کہ چچا کو بہی مجازاً یا عادتاً باپ کہتے ہین -

اہل عرب نحر کے پہلے دن کو یوم النحر اور دوسرے دن کو یوم القر اور تیسرے دن کو یوم النفر اور چوتھے دن کو یوم الصدر کہتے تھے -

**دوسرے مناسک** عربون مین بعض مناسک جو مروج تھے کچھہ وہ اسمعیل علیہ السلام کے زمانہ سے چلے آتے تھے اور کچھ مذہب یہود کے تھے جو ملک عرب مین پھیلے ہوئے تھے - چنانچہ دو بہنون کے ساتھ ایک وقت مین نکاح نہین کرتے تھے اور نیز منکوحہ اور اوسکی بیٹی سے بھی ایک وقت مین نکاح نہین کرتے تھے - نہاتے تھے - کلی کرتے تھے ناک کو پانی سے صاف کرتے تھے - سر بہی دہوتے تھے مسواک کرتے تھے - استنجا پاک کرتے تھے - ناخن تراشتے تھے - موچھین کترواتے تھے - سر منڈواتے تھے - موئے زہار بہی لیتے تھے - ختنہ کرتے تھے - سور کا گوشت کہانا حرام جانتے تھے - چور کا سیدہا ہاتھ کاٹتے تھے - جب اسلام کا ظہور ہوا تو اوسمین بھی یہ امور قایم رکھے گئے بلکہ ان مین اور زیادتی کی گئی اور رہ افعال ذمیمہ اور قبیحہ بھی جو زمانہ جاہلیت مین پیدا ہوگئے تھے اسلام نے اونکو بھی

مٹا دیا غرض کہ شریعت اسلام بہ لحاظ کثرت احکام کے (مثلاً طلاق۔ جلد یعنی دُرے لگانا۔ زانی کو رجم کرنا یعنی سنگسار کرنا۔ اور مقابلہ الجانے یعنی بعوض آنکھ کے آنکھہ پہوڑنا اور بعوض دانت کے دانت توڑنا وغیرہ امور مین) احکام توراۃ کے موافق ہے۔

قسم اور یمین کا بیان | اہل عرب جب حلف اوٹھاتے تھے تو یہہ الفاظ کہتے تھے "لحق لا اتیک" یعنی قسم بخدا مین ایسا نہ کرونگا اور کبھی لام حذف کرکے یہہ بھی کہتے تھے "حقا لا اتیک" زمزم حطیم۔ اور کعبہ کی قسم بھی کہاتے تھے چنانچہ یہہ کہتے تھے "لا ورب ہذہ البنیۃ" یعنے اس مکان کے پروردگار کی قسم ہے۔ زمزم پانی کا ایک کنوان ہے۔ مکہ کے بیان مین اوسکا ذکر کیا جاچکا ہے۔ اہل فرنج کے بعض موسخ کہتے ہین کہ مکہ مین سوائے اس کنوین کے اور دوسرا کنوان نہین ہے مگر اسکا پانی پینے کے قابل نہین ہے کیونکہ اسکے پانی سے جسم پر باریک باریک چہالے اور پہر پانکل آتی ہین۔ اسکی تعظیم کا سبب یہہ ہے کہ اون کا یہہ اعتقاد ہے کہ خدای تعالی نے ہاجر مصریہ یعنی اسمعیل علیہ السلام کے مان کے واسطے جبکہ وہ بیر سبع کے جنگل مین پیاس سے پریشان ہو رہی تہین اور اونکی مشک کا پانی ختم ہوچکا تھا ظاہر کیا تاکہ وہ اسمعیل ع کو پانی پلاسکے۔ بعض مورخین عرب کا بیان یہہ ہے کہ عبد المطلب نے یہہ کنوان کہودا تھا اور یہ کنوان پہلے سے موجود تھا مگر مٹی وغیرہ سے بھر دیا گیا تھا۔ جب کہودا گیا تو اسمین سے سونے کی ہرن کی شکل کی دو تمثالین نکلین۔ ایک تمثال کے سونے سے کعبہ کے دروازون پر سونے کی چادر چڑہائے۔ اور دوسری تمثال کو اوسی مین رہنے دیا۔ ابن خلدون کا بیان ہو کہ یہہ تمثالین اہل فارس کی قربانیون کی تہین جو اونہون نے چڑہائی تہین۔ حطیم اوس دیوار کا نام ہے جو حجر کعبہ کو مغربی سمت سے گہیری ہوئی ہے۔ ابن درید کہتا ہے کہ جاہلیت مین حطیم کے نام سے بھی قسم کہاتے تھے اگر کوئی جہوٹی قسم کہاتا تھا تو اوس کا جھوٹ کہل جاتا تھا اسی واسطے اسکو حطیم کہنے لگے کیونکہ حطیم کے معنی توڑنے کے ہین۔ اور کعبہ کو بنیہ بھی کہتے ہین۔

ذمۃ العرب کہکر بھی قسم کہاتے تھے جب کوئی "لا و ذمۃ العرب" کہتا تھا تو وہ اپنے مقولہ مین صادق خیال کیا جاتا تھا اگر یہہ کلمہ کسی عہد پر کیا جاتا تو پہر اوس مین خیانت اور دہوکا دہی کا اندیشہ باقی نہ رہتا۔ متمم بن نویرہ ابوبکر الصدیق کو ازروے عتاب کہتا ہے جب کہ خالد بن ولید نے اوس کے بہائی کو ارتداد کے الزام مین قتل کیا۔

نعم القتیل اذا الریاح تناوحت | تحت الازار قتلت یا ابن الازور

اوعوتہ باللہ ثم قتلتہ　　　لوہو دعاک بذمتہ لم یعذر[1]

یہ سنکر ابوبکر رضؓ نے فرمایا کہ نہ مین نے اوسکو بلوایا اور نہ مین نے قتل کیا۔ رجب کے نام سے بھی قسم کہاتے تھے کیونکہ وہ ماہ رجب کی تعظیم کرتے تھے اور اس مہینہ مین قتل کرنا اور جنگ کرنا ناجایز سمجھتے تھے اور اس کو اصم اور منصل الآل کہتے تھے الّ کے معنی سنان یعنی برچھے کے پھل کے ہین کیونکہ جب رجب کا مہینہ آتا تھا وہ بھالون کے پھل یعنے سنان نکال لیتے تھے رجب کے اصم کے نام سے موسوم ہونے کی یہ وجہ تسمیہ بھی ہے بکہ اس مہینہ مین نہ ہتیار کی آواز سنائی دیتی تھی اور نہ گھوڑون کے ہنہنانے کی اور نہ قتل کی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس مہینہ مین وہ روزے بھی رکھتے تھے مثل مضروب کے تفسیر مین میدانی بیان کرتا ہے کہ جب عورت بسبب ضعیفی کے قابل تعظیم ہوجاتی ہے تو اوس وقت ارجبت العجوز فارجبہا کہتے ہین اور یہ بھی کہا جاتا ہے "رجبتہ" یعنے مین نے اوسکی تعظیم کی۔ رجب مضر بھی اسی سے ہے کیونکہ کفار اوس سے خوف کرتے تھے اور اوسکی تعظیم کرتے تھے اور اس مہینہ مین جنگ وجدال اور قتل وغیرہ سے رُک جاتے تھے ذی قعدہ۔ ذی الحجہ اور محرم مین بھی ایسا ہی کیا جاتا تھا ان مہینون کو "اشہر الحرم" یعنے ماہ ہائے حرام کہتے تھے کیونکہ اسمین قتل کرنا حلال نہین سمجھتے تھے مگر بنی خثعم اور بنی طی کے ساتھ کیونکہ ان دونون قبیلون کے لوگ ان مہینون مین خون کرنا حلال جانتے تھے۔ چنانچہ جب نسا (مہینون کو بڑہانے والے جنکا ذکر اوپر کیا گیا ہے) موسمون پر مہینون کو بڑہاتے تھے تو وہ کہتے تھے کہ ہم نے ان مہینون مین تم پر قتل کرنا حرام کردیا ہے مگر اون لوگون کا خون حلال ہے جو کہ ان مہینون کو حلال سمجھتے ہین یعنے مذکورہ بالا دونون قبیلے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ غطفان اور قیس کی قوم مین آٹھ مہینے حرام تھے جنکو وہ بسل کہتے تھے۔

اور نیز غدق کو جریمہ سے اور نار (آگ) کو وثیمہ سے نکالنے والے کے نام سے قسم کہاتے ہین اور یہ کہتے ہین "بالذی اخرج الغدق من الجریمہ والنار من الوثیمہ" یعنے قسم ہے اُس ذات کی جس نے گٹھلی سے کہجور کو نکالا اور پتھر سے آگ کو نکالا۔ غدق کے معنی نخلہ یعنے کہجور کے ہین اور

[1] ترجمہ۔ کیا اچھا مقتول ہے کہ جب ہوا اُن مین مقابلہ ہوا یعنے جب جنگ ہوئی تو ای ابن ازود مقام ازار مین تو نے اوسکو قتل کیا تو نے اوسکو اللہ کے نام سے بلایا اور قتل کیا اگر وہ تجھکو ذمۃ العرب کے کلمہ پر بلاتا تو وہ دہوکہ نہ دیتا۔

جز بمیہ کے معنی گٹلی کے اور وثیمہ کے معنی پتھر کے۔ 

# فصل چہارم

## مدارک غیب کا بیان

ابن خلدون مغربی کہتا ہے جس طرح کہ عالم عناصر جسکو قوت باصرہ سے دیکھتے ہین اور جس کے اجزا یعنے عناصر درجہ بدرجہ بہ لحاظ صعود یعنی اوپر چڑہنے کے کرہ زمین سے پانی کے کرہ تک پہر وہان سے ہوا کے کرہ تک ہوا کے کرہ سے آگ کے کرہ تک ایک دوسرے سے متصل یعنی ملے ہوئے ہین اور ہر ایک عنصر مین خواہ اپنے مافوق سے متصل ہو یا تحت سے یہ قابلیت ہے کہ دوسرے مین مستحیل ہوجاے یعنی دوسری کی صورت اختیار کر لے۔ مگر ہر حالت مین اوپر کا عنصر اپنے نیچے کے عنصر کو (عالم افلاک تک جو سب سے زیادہ لطیف ہے) زیادہ لطیف ہوگا۔ اسیطرح عالم تکوین معادن سے شروع ہوتا ہے۔ اوس کے بعد عالم نبات (گہاس پات) پہر عالم حیوان اور ہر ایک عالم درجہ بدرجہ عجیب ہئیت پر واقع ہوا ہے۔ معدنیات کی آخر افق نباتات کی اول افق سے متصل ہے جیسے کہ گہاس پات اور وہ درخت جنمین بیج نہین ہوتا ہے اور نباتات کی آخر افق جیسے کہجور اور انگور وغیرہ حیوان کی اول افق سے متصل ہے جیسے کچوا اور صدف جنمین صرف قوت لامسہ ہوتی ہے ان مکونات مین اتصال کے یہ معنی ہین کہ انکی آخر افق مین یہ نادر استعداد (قابلیت) ہے کہ وہ اپنے بعد کی افق بن جاسکتی ہے۔ عالم حیوانات مین بہت وسعت ہے اور اسکے انواع کثرت سے ہین مدارج تکوین مین اسکی انتہا انسان تک پہونچتی ہے جو صاحب فکر و راے ہے

انسان کے نفس مدرکہ اور محرکہ کے وجود پر دلیلین بیان کرنے کے بعد یہ بیان کرتا ہے کہ اس کے وجود پر بہی ایک وجود کا ہونا ضروری ہے جو اوس کو حرکت اور ادراک کے قوی بخشتا ہے اور اوس کے متصل رہتا ہے۔ ان قوی کی ذات مین صرف ادراک اور تعقل ہوتا ہے

---

لہ تالیس اور فیثاغورث یونانی فلاسفرون کے کلام کو ہماری کتاب زبدۃ الصحائف فی اصول المعارف مین دیکہو۔ مولف

اور اسی کو عالم ملائکہ کہتے ہین - اس تقریر سے یہ ثابت ہوگیا کہ نفس مین ایک ایسی استعداد لازمی طور پر ہونے چاہیئے کہ وہ کسی ایک وقت مین عالم بشریت سے عالم ملائکہ مین داخل ہوجائے پہر اوس نے نفوس انسانی کی تین تقسیمین کی ہین ایک وہ صنف (قسم) ہے جو طبعاً روحانی ادراک سے عاجز ہے اس صنف کو صرف حسی اور خیالی ادراکات حاصل ہین انہین خیالی اور حسی مدارک سے انسان تصوری اور تصدیقی علوم بحسب جسمانی طاقت بشری حاصل کرسکتا ہے یہان علماء کے مدارک منتہی یعنے ختم ہوجاتے ہین اور اسی مین اون کے قدم جم جاتے ہین -

دوسری وہ صنف ہے جو حرکت فکر سے عقل روحانی اور اون ادراکات کی طرف متوجہہ ہوتی ہے جنمین آلات بدنی کی ضرورت بالکل نہین ہوتی - اس سے ادراک اولیات کی طاقت جو بشری ادراک کا منتہا ہے بڑہتی ہے اور مشاہدات باطن کے میدان مین سیر کرتی ہے - یہ درجہ مدارک کا علماء اور اولیاء کا ہے جو صاحب علم لدنی اور صاحب معارف ربانی ہین -

تیسری صنف وہ ہے جو فطرتی طور پر جسمانی بشریت سے بالکلیہ افق اعلی سے ملائکہ مین مل جانے پر آمادہ ہے یہ لوگ بالفعل کسی ایک وقت مین فرشتے بن جاتے ہین اور عالم ملاء اعلی کے شہود مین جو ملائکہ کا افق ہے چلے جاتے ہین اور کلام نفسی اور خطاب الہی وہ اسوقت سن سکتے ہین یہہ انبیاء کا مرتبہ ہے جو اون کو حالت وحی مین[1] حاصل ہوتا ہے اور وہ اس حالت کو اپنے دلون مین صدق اور استقامت کی وجہ سے جما لیتے ہین -

لیکن کہانت انسانی نفوس کی خواص سے ہے اور یہہ جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اسلیئے ہے کہ نفس انسانی مین بشریت حالت کے لحاظ سے روحانی قوت حاصل کرنے کی استعداد ہے جو اوس سے اعلی درجہ کا ہے اور یہہ استعداد طبیعت بشری مین موجود ہے - ان امور سے تقسیم عقلی یہہ قرار دیتی ہے کہ یہان بشر کی ایک اور صنف ہے جو صنف اول سے ایسی ناقص اور ان مین باہم ایسی ضد ہے جیسا کہ ایک ناقص اور کامل مین ضد ہوا کرتی ہے لیکن اسکی فطرت مین یہہ بات ہے کہ اسکی قوت عقلی ارادتاً حرکت فکریہ کرتی ہے اوس وقت جبکہ مختلف امور اوسکو اسپر آمادہ کرتے ہین اور حالانکہ وہ اپنی خاصیت جبلی سے اوس کے حاصل کرنے سے ناقص ہوتی ہے

---

[1] لغت مین وحی کے معنی اسراع یعنی جلدی اور تیزی کے ہین اور اعلان روحی کا نام وحی اسلیئے رکہا گیا کہ وہ پلک مارنے سے زیادہ تیزی کے ساتھ حاصل ہوتا ہے - مولف

جب تجزاوسکو تعویق مین ڈالتا ہے تو جبلی طور پر اوسکو اسوقت امور جزیۂ محسوسہ اور متخیلہ کے ساتھ ایک تعلق ہوتا ہے اور وہ امور جزیۂ محسوسہ اور متخیلہ از قبیل اجسام شفاف اور عظیم الشان حیوانات اور مقفی کلام کے ہے عام اس سے کہ وہ آواز پرند کی ہو یا دوسرے کسی حیوان کی پس یہ حس اور تخیل اپنے اس تغیر مین اسی استعانت سے مقصود کو پاتا ہے اور اوسکو ان چیزون کے لئے مثل مشاغلت کنندہ سمجھنا چاہیئے اور یہی قوت اوسمین اس ادراک کا مبدا ہوتی ہے اور اسیکا نام کہانت ہے سلہ۔

اور کاہن کبھی ادراک معقولات مین درجہ کمال کو نہین پہونچتا اسلئے کہ اُسکو جو وحی ہوتی ہے وہ شیطانی ہے - اس صنف کی اعلیٰ درجے کے لوگون کی یہہ حالت ہے کہ وہ اوس کلام سے جسمین قافیہ اور وزن ہو استعانت پاتے ہین تاکہ وہ اوسکے وسیلہ سے حواس سے مشغول ہوسکین اور اس ناقص اتصال پر بعض چیزین تقویت پاتی ہین اسی لئے وہ کبھی سچا ہوتا ہے اور امور حقہ سے موافق ہوتا ہے اور بعض وقت وہ اس امر مین جھوٹا ثابت ہوتا ہے - اور اس مقفی عبارت کے لوگ کہان کے نام سے مخصوص ہوتے ہین - اور نبوت کے زمانہ مین کہانت کا بازار سرد ہوجاتا ہے جسطرح ستارے اور چراغ آفتاب کے نکلنے پر چھپ جاتے ہین اور اسیطرح پر رویا (خواب) اور تکہن اور ریاضت اور دیگر صنعتین کہانت کے قریب قریب ہین اور ان مین سے ہر ایک کے متعلق آیندہ تفصیل سے بیان کیا جائے گا۔

## کہانت کا بیان

قوم یہود اور نصاری اور اگلے امت کے لوگون کے پاس کاہن وہ شخص سمجھا جاتا تھا جو ذبیحہ اور قربانیان کو بتون کے سامنے پیش کرتا تھا اور یہی اسکی اصل معنی قضا بالغیب سے لیتے ہین جیساکہ امم سابقہ اور یہودیون کے کاہن کیا کرتے تھے - اور تعریفات مین بیان کیا گیا ہے کہ کاہن وہ شخص ہے جو آیندہ ہونے والے باتون کی خبر دے اور وہ اسرار اور مطالعہ غیب کا بھی دعوی کرے - اور کلیات مین بیان کیا گیا ہے کہ کاہن وہ شخص ہے جو کہ احوال ماضیہ کی خبر دے اور عراف وہ ہے جو آیندہ کے امور کی حالت بیان کرے۔

---

سلہ بلعام عراف (نام ہے) وغیرہ اور دیگر اصحاب عرافت اور جھوٹے دعوی کرنے والے انبیا جو زمانہ قدیم مین ہوئے ہین اونکی رواتیون پر تامل کرنا چاہیئے - مولف

اس قسم کے اوصاف مین زمانہ جاہلیت کے بہت سے لوگ مشہور ہوئے ہین مثلاً افعی کاہن جس نے نزار بن معد کی اولاد مین جبکہ اونہون نے نزار بن عمرماء السماء الحمیری کے مرنے کے بعد اپنے نسب مین جہگڑکر مرافعہ کیاتو اوس نے فیصلہ کیا۔ اور اسیطرح جذیمۃ الابرش کہانت کرکے بنوت کا دعوی کیا اور اسی (جذیمہ) کی طرح زبار نے بھی بنوت کا دعوی کی اور قریب مین اپنے مقام پر اسکا ذکر کیاجائے گا۔ اور ابن صیاد اور سواد بن قارب بھی انہین مین ہین لیکن ان کے ترجمہ (سوانح عمری) سے ہم واقف نہین ہین۔ جن کے ترجمون سے ہم واقف ہین وہ یہہ ہین۔

پہلا۔ اسود عنسی جوکہ قبیلہ مذحج سے ہے اسکا نام عبہلۃ بن کعب ہے اور اسکو ذوالحمار بہی کہتے ہین کیونکہ اوس کے پاس ایک سدایا ہوا گدہا تہا۔ چنانچہ جب وہ اوس گدہے سے کہتا کہ تو اپنے خدا کو سجدہ کر تو وہ اوسکو سجدہ کرتا۔ اور جب اوس سے کہتا کہ مبارک باد دے تو وہ مبارک باد دیتا اس نے ملک یمن مین بنوت کا دعوی کیا اور شعبدہ بازی کرکر جہال کو عجائب امور دکہلاتا تھا اپنی شیرین زبانی سے اون لوگون کو جو اوس کے بیان کو سنتے تھے اپنا فریفتہ کرلیتا تھا۔ جناب رسالت مآب صلعم کی وفات سے ایک روز (دن اور رات) پہلے اسکو فیروز نے قتل کیا۔

دوسرا۔ عامر بن عبداللہ بن سعد بن ابی سرح ہے۔ جو حضرت عثمان بن عفان رض کا رضاعی بہائی تھا اور یہہ شخص کاتب وحی بہی تہا۔ بیان کیاجاتا ہے کہ اوس نے ابتداء خلقت کی آیت لکہتے وقت تعجب سے "فتبارک اللہ احسن الخالقین" کہا۔ اسپر جناب رسالت مآب صلعم نے اوس سے کہاکہ اس کو بھی لکھ کیونکہ یہہ آیت بہی نازل ہوئی ہے[1]۔ اسی وقت سے وہ اسلام سے مرتد ہوگیا اور کہاکہ اگر محمد نبی ہے تو مین بھی نبی ہون اور مجھ پر بھی وحی آتی ہے۔ ابوتمام اسکی نسبت کہتا ہے۔

واختار من بعد لعین نبی ابی سرح لوحی اللہ غیر خباء

---

[1] جناب رسالت مآب صلعم کے منشیون مین یہہ لوگ ہین۔ عثمان بن عفان رض۔ علی کرم اللہ وجہہ خالد بن سعید۔ ابان بن سعید۔ علاء بن الحضرمی۔ ابی بن کعب۔ زید بن ثابت۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح جس کا یہان ذکر ہے۔ معاویۃ بن ابی سفیان۔ حنظلۃ الاسیدی۔ لیکن سب سے پہلے اس خدمت کو ابی بن کعب رض نے انجام دیا ہے فقط مترجم دیکھو تاریخ کامل جلد ٢ صفحہ ١٥١۔

حتی استضا بشعلۃ السوالبی        یعت لہ سجفامن الاستار[1]

اور جب جناب رسالتمآب صلعم نے اُسکا خون حلال کر دیا تو وہ عثمان رضہ کے پاس آیا اور طالب امن ہوا انہون نے اوسکو امن دلوایا۔ اور وہ عثمان رضہ کے خلافت کے زمانہ تک زندہ بھی رہا اور اونہون نے اوسکو مصر کا حاکم بھی بنایا۔

تیسرا۔ مسیلمۃ الکذاب ہے اسکی کنیت ابو تمام ہے یہ شخص قبیلہ بکر بن وائل سے ہے اس نے ملک یمامہ مین نبوت کا دعوی کیا اوس کو بطور استہزا رحمان یمامہ کہتے تھے اسلئے کہ رحمن اسماء اللہ الحسنی مین سے ہے اور یہ نام اللہ کے ساتھ مخصوص ہے اسیوجہ سے غیر کو اس نام کا مسمی کہنا جایز نہین۔ پھر وہ وہان سے نکل گیا یہانتک کہ خالد بن الولید اوس کے پاس گئے اور اسکو زمانہ خلافت ابوبکر رضہ مین قتل کیا اور جھوٹ بولنے مین اوسکی مثال دیجاتی ہے اور کہتے ہین اکذب من ابی تمامہ یعنی ابو تمامہ سے زیادہ جھوٹا۔

چوتھی۔ سجاح[2] ہے یہ عورت تمیمہ بنی یربوع کے قبیلہ کی تھی اس کے باپ کا نام سوید بن عفقان ہے اس عورت کی کنیت ام صادر ہے مسیلمہ مذکور کے زمانہ مین اسکا ظہور ہوا وہ اُس کے مقابلہ اور معلومات دریافت کرنے کے لئے گئی لیکن وہ اوسپر ایمان لائی اور اوسپر اپنے نفس کو ہبہ کر دیا۔ یہ کہا گیا ہے کہ اوس نے جناب رسالت مآب صلعم کی وفات کے بعد مقام جزیرہ مین دعوی نبوت کیا جہان بنی تغلب کی قوم کے لوگ تھے اور بنی تمیم کی ایک قوم بھی اُسکی تابع ہوئی اور اوس کے حالت مین فروغ ہوا یہانتک کہ عربون نے اوس سے گھبرایا اور اس سے اسبات پر مصالحت کی کہ وہ اون کے علاقہ سے جہان چاہے نکل جائے۔ جھوٹ بولنے مین اسکی بھی مثال دیجاتی ہے۔ اور کہا جاتا ہے اکذب من سجاح یعنی سجاح سے زیادہ جھوٹا۔

پانچوان۔ طلحہ اسدی ہے جو جاہلیت اور اسلام کے مشہور شجاعون مین سے ہے وہ اسلام لانیکے بعد مرتد ہو گیا اور نبوت کا دعوی کیا اور ایک بڑی جماعت کو جمع کر لیا اور کہانت کرتا تھا۔ جب خالد بن الولید اوسکی جماعت کو مغلوب کر کے بھگا دیا تو پھر وہ اسلام مین آگیا۔

---

[1] ترجمہ۔ سعد بن ابی سرح کی اولاد سے ملعون عامر بن عبد اللہ نے خدا کی وحی کو اپنے اوپر اُترنا ظاہر کیا اور وہ اسکے لایق نہین ہے آخرکار وہ سورتون کی اُس شعلہ سے جو بلند کردہ پردون سے نکلا جل گیا۔

[2] سجاح سجاحت سے مشتق ہے جس کے معنی سہولت کے ہین۔ مؤلف

چھٹا۔ مختار بن ابی عبید بن مسعود بن عمرو بن عمیر بن عوف بن غیرۃ الصحابی ہے جو کہ یوم جسر مین جو ایام قادسیہ سے ایک یوم ہے مقتول ہوا۔ اور عبد اللہ بن زبیر رض کی طرف سے کوفہ مین عامل تھا ابتدا ئ اوس نے اون سے نقض عہد کیا اور محمد بن حنفیہ کے استحقاق کو ظاہر کیا۔ اخیر مین اوس نے نبوت کا ادعا کیا۔

ساتوان۔ ابو الطیب المتنبی مشہور شاعر ہے ارض شام مین چوتھی صدی۔ کے آخر مین جو مسیحی دسوین صدی کے مطابق ہے پیدا ہوا اس نے بھی نبوت کا دعوے کیا۔ لولو نام امیر حمص نے اوسپر چڑہائی کی اور اوس کو گرفتار کر کے قلعہ مین قید کیا یہانتک کہ وہ تائب ہوا تو اوس وقت امیر مذکور نے اوس سے درگذر کی۔

اب پھر ہم اپنے کہانت کے بیان کی طرف رجوع کرتے ہین۔ قبیلہ کندہ مین بھی ایک خاندان پایا جاتا ہے جس کا نام سکاسک ہے۔ شرقی یمن مین اون کے حالات مشہور رہین یہ لوگ جادو اور کہانت مین مشہور تھے۔ اور انکی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ ان سب کے نام محفوظ نہین ہین لیکن اون مین سے دو شخص مشہور ہین ایک کا نام شق ہے اور دوسرے کا نام سطیح ہے۔ یہ دونون آپسمین خالہ زاد بہائی تھے اور ظہور اسلام سے تہوڑی ہی مدت پہلے گذرے ہین جسکو کہ شق کہتے ہین اوسکا نام ابو صعب شکر بن رہب بن اموال بن یزید بن قیس عبقر بن انمار ہے کہتے ہین کہ اوس کو شق اس لئے کہتے تھے کہ اوس کا جسم نصف انسان کا تھا یعنے اوسکا ایک ہاتھ اور ایک پانون تھا۔ جسکو سطیح کہتے ہین اوس کا نام ربیع بن ربیعۃ بن مسعود بن مازن ابن ذئب بن عدی بن مازن بن غسان ہے چونکہ اوس کے نسب مین ذئب کا نام بھی آگیا ہے اس لئے اسکو ذئبی بھی کہتے تھے۔ اسکا جسم ایسا تھا کہ پڑا رہتا تھا کیونکہ اعضاء نہین تھے اور اوسکا موبنہ سینہ مین تھا نہ اوسکو سر تھا نہ گردن تھی۔ اور وہ بیٹھ بھی نہین سکتا تھا لیکن جب غضبناک ہوتا تھا تو پھولکر بیٹھ جاتا تھا اور یہ دونون ایک ہی دن پیدا ہوئے تھے اور اسی دن طریفۃ بنت الخیر الحمیری کاہنہ جو مزیقیا عمران بن عامر ماء السماء کے بہائی عمرو کی زوجہ تہی مر دی ہر کہ جب یہ دونون پیدا ہوگئ تو اون دونون کو طریفہ نے اپنے پاس لے آنے کا حکم دیا جب یہ دونون اوس کے پاس لائے گئے تو وہ سطیح کے موبنہ مین تہوکی اور یہ پیشین گوئی کی کہ وہ میرا خلیفہ ہوگا میرے علم اور میرے کہانت مین۔ اسکے بعد وہ اوسی وقت مرگئی۔ کہا جاتا ہے کہ اون مین سے ہر ایک چھہ سو برس تک زندہ رہا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ سطیح سات سو برس تک زندہ رہا اور پھر وہ

کسریٰ و نوشیروان کے زمانہ مین مرا۔

جس طرح عرب نسب پر فخر کرنے کے جھگڑون کا مرافعہ اپنے افسرون اور پنچون کی پاس پیش کرتے تھے اسیطرح حوادث زمانہ کے دریافت کرنے مین کاہنون کے مطیع اور مجبور تھے اور وہ اپنے جھگڑون کو اون کے پاس پیش کرتے تھے یہ اس غرض سے تھا کہ ان کے غیب کی باتون کی صداقت دریافت کرین اور کتب اخبار مین ایسے بہت سے لوگ ہین ایک شاعر کہتا ہے۔

فقلت لعراف الیمامة داونی      فانک ان داویتنی لطبیب[1]

دوسرا شاعر کہتا ہے۔

جعلت لعراف الیمامة حکمه      وعراف نجد ان هما شفیانی[2]

فقالا شفاک الله والله ما لنا      بما حملت منک الضلوع یدان

ابن خلدون مغربی کہتا ہے کہ اس قسم کے لوگ بعد ظہور [illegible] سلام کے بھی پائے گئے ہین کیونکہ بربریون مین ملک مغرب [illegible] کاہن تھے [illegible] ن [illegible] سے مشہور موسیٰ بن صالح ہے جو بنی یفرن سے تھا اوس کے [illegible][3] [illegible] عربی زبان کے علاوہ اشعار کے طور پر مروی ہین۔ اور اوس مین بہت سے غیب باتین ہین زیادہ تر اون مین سے ملک مغرب کے ملوک زناتہ اور اہل دول کے متعلق ہین۔ دول اسلامیہ مین بھی بقائے دینا اور اوسکی مدت کے متعلق علی العموم اوس کے کلام مین پیشین گوئیان ہین اور خاصکر سلطنت اور اوس کے اخبار کے متعلق بھی ہین۔ صدر اسلام (ابتداء اسلام) مین بھی اسکے متعلق کعب الاحبار اور وہب بن منبہ وغیرہ سے اس کے متعلق آثار (احادیث) منقول ہین اور یہ لوگ مدت مذاہب اور بقای

---

[1] ترجمہ۔ مین نے عراف (وہ شخص جو آئندہ کی باتین غیب دانی کی روسے کہے) یمامہ سے کہا کہ تو میرا علاج کریگا تو مین تجکو طبیب سمجھونگا۔

[2] ترجمہ۔ مین نے عراف یمامہ اور عراف نجد کو اس امر کا حاکم کیا کہ وہ دونون مجھہ کو میری بیماری سے شفا دین۔ اون دونون نے کہا کہ تیرے پسلیون مین جو بیماری ہے ہمین اوسکے دور کرنے کی قدرت نہین ہی۔

[3] اس مقام پر رطانت کا لفظ مستعمل ہوا ہے جس کے معنے عربی زبان کے سوا دوسری زبان مین کلام کرنے کے ہین۔ مترجم

دنیا کے متعلق بعض احادیث اور حروف مقطعہ سے جو قرآن کی سورتون کے ابتدا مین ہین مضامین استخراج کرتے ہین اور اس مین وہ حساب جمل (ابجد) سے کام لیتے ہین جسکی شرح بہت طول ہے۔

لیکن زمانہ حال کی سلطنتون مین کتاب جفر سے استناد کرتے ہین اور یہہ خیال کرتے ہین کہ اس کتاب مین یہہ علم تمام تر موجود ہے جوکہ آثار اور نجوم پر مبنی ہے اسمین وہ اور کچھ زیادتی نہین کرتے لیکن اوسکی اصل اور اوس کے استناد کو نہین جانتے۔ اوسکی اصلیت اسطرح پر ہے کہ ہارون بن سعید العجلی جو فرقہ زیدیہ کا سرغنہ ہے اوسکی ایک کتاب جسمین وہ امام جعفر صادق رض (علویین کے چھٹے پوشیدہ امام) سے روایت کرتا ہے اوسمین اہل بیت کے آیندہ کی حالات جو اون پر واقع ہونے والے ہین عام طور پر اور بعض اشخاص کے حالات خاص طور پر لکھے ہوئے ہین۔ حضرت امام جعفر صادق رض اور اون کے ہم رتبہ لوگون سے یہ امور پائے گئے ہین اور یہہ بطریق کشف و کرامت کے ہے جوکہ اون جیسے لوگون اور اولیا سے یہہ امور سرزد ہوتے ہین۔ امام جعفر صادق رض کے پاس یہ حالات ایک چھوٹے گائے کے چمڑے پر لکھے ہوئے تھے اون باتون کو ہارون العجلی نے حضرت سے روایت کیا اور اون کو لکھ لیا اور اوس کا نام جفر رکھا اس لئے کہ وہ باتین پہلے گائے کے چمڑے پر لکھی ہوئی تہین اور لغت مین جفر[1] کے معنی بھی بچے کے چمڑے کے ہین پھر اس کتاب کا نام ہی جفر قرار پا گیا اور اسمین قرآن کے باطنی تفسیر نادر معنے کے ساتھ لکھی ہوئی تہی جو امام جعفر صادق رض سے مروی ہے" ابن خلدون کا بیان یہان ختم ہوا۔

ابن خلکان کہتا ہے کہ رافضی (شیعی) لوگ اسی سے قرآن کی تفسیر کرتے ہین اور دعوی کرتے ہین کہ اس مین قرآن کے باطنی معنے ہین جس کا ذکر سعید بن ہارون العجلی نے کیا ہے یہ شخص زیدیہ فرقہ کا سرغنہ تھا چنانچہ اس کا قول ہے۔

---

[1] جفر فتح جیم و سکون فا، اور بعد اوس کے رامینڈہے کے بچے کو کہتے ہین جو چار مہینے کا ہو اور وہ اپنی ماں سے جدا ہو گیا ہو یعنے دودھ نہ پیتا ہو مونث کو جفرہ کہتے ہین۔ اس زمانہ مین اون لوگون کی یہہ عادت تہی کہ چمڑون۔ ہڈیون اور کپڑون پر لکھا کرتے تھے۔ مولف

الم تران الرافضین تفرقوا — فکلهم فی جعفر قال منکراً[1]
فطایفۃ قالوا امام ومنهم — طوائف سمتہ النبی المطهرا
ومن عجب لم اقضہ جلد جفرهم — برئت الی الرحمن ممن تجفرا

ابن قتیبہ کہتا ہے کہ وہ مینڈھے کا چمڑا ہے اور وہ رشیعی) لوگ اسبات کے مدعی ہین کہ امام ممدوح نے اوسس مین اون کے لئے جو ضروری چیزین تہین لکھہ دی ہین اور نیز اوس مین ہر ایک چیز کا ذکر ہے جو قیامت تک ہونے والی ہے - اور جب وہ لوگ امام کا لفظ بولتے ہین تو اس سے اونکی مراد حضرت جعفر صادق رضؓ سے ہوتی ہے - ابو العلاء المعری اپنے قول مین اسی کے طرف اشارہ کرتا ہے -

صـ ۹۹

لقد عجبوا لاهل البیت لما — اتاهم علمهم فی مسک جفر
ومرآۃ المنجم وهی صغری — ارتہ کل عامرۃ وقفر[2]

محیط المحیط مین لکھا ہے کہ علم جفر وہ علم ہے کہ اوسس مین حروف سے بحث کی جاتی ہے اس حیثیت سے کہ وہ مستقل بنا رہین دلالت کے اور اسکا نام علم الحروف اور علم التکسیر بھی ہی سید السند (یعنی علامہ سید شریف) نے بیان کیا ہے کہ جفر اور جامعہ اس علم کی ایک قسم ہے اور یہ دونون علی کرم اللہ وجہہ کی کتابین جسمین حضرت علی رضؓ نے حوادث کا حال انقطاع عالم (قیامت) تک علم حروف مین بیان فرمایا ہے - اور اونکی اولاد سے ایمہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سب اسس علم کو جانتے تھے اور اوسی سے ہر ایک کام کا حکم دیتے تھے - اور کتاب قبول العهد مین جس کو علی بن موسی رضؓ نے مامون رشید عباسی کو جب کہ مامون نے آپ کے لئے خلافت کا

---

[1] ترجمہ - کیا تو نہین دیکھتا کہ رافضی سب متفرق ہو گئے سبھون نے جعفر رضؓ سے انکار کیا - ایک جماعت نے کہا کہ وہ امام ہین اور اونہین مین سے ایک طایفہ وہ کہتا ہے کہ نبی نے انکا نام مطہر رکہا ہے یہ تعجب کی بات ہے کہ مین اون کے جلد جفر پر حکم نہین کرتا ہون بلکہ مین جفر کا حکم کرنے والے سے خدا کے نزدیک برات مانگتا ہون -

[2] اونہون نے اہل بیت پر تعجب کیا جب کہ اون کے پاسس اون کا علم جلد جفر میں آیا دکیونکہ وہ اس سے کوئی بات ظاہر نہ کر سکے) منجم کا آئینہ حالانکہ وہ چھوٹا ہے مگر وہ ہر آبادی اور جنگل وبیابان کو دکہاتا ہے

وہ کیا تھا لکھا تھا کہ تو ہمارے حقوق کو جانتا ہے جنکو تیرے آبا نے نہین جانا مین نے تیرے عہد کو
قبول کرلیا لیکن جفر اور جامعہ اسبات پر دلالت کرتے ہین کہ تیرا یہ عہد پورا نہین ہوگا۔ مشایخ مغرب
اس علم حروف سے کافی بہرہ رکھتے ہین جسکو وہ اہل بیت کے طرف منسوب کرتے ہین۔

## تکہین کا بیان

ابن خلدون یہہ بھی کہتا ہے کہ بعض اشخاص ایسے بھی پائے جاتے ہین کہ ہونے والی باتون کی حالت قبل وقوع
بیان کرتے ہین اور اون کا یہ فعل طبعی ہے جس سے اونکی جماعت تمام آدمیون سے ممیز ہوجاتی ہے اور
وہ اس کام مین کسی علم سے نہ مدد لیتے ہین اور نہ نجوم وغیرہ کے اثر سے استدلال کرتے ہین اور اونکا
یہہ ادراک فطرتی ہے اسی فطرت پر وہ مخلوق ہوئے ہین انہین مین سے عراف ہین جو اپنے فکرون کو
اون امور کے طرف متوجہ کرتے ہین جنکی نسبت وہ کچھہ بیان کرنا چاہتے ہین اور اوسمین ظن و تخمین سے کام
لیتے ہین اور اس سبب سے وہ غیب دانی کا دعوی کرتے ہین اور حقیقت مین وہ غیب دان نہین ہین
اور انہین مین سے ناظرین ہین۔ جو اجسام شفاف (مثل آئینہ اور پانی کے طشت) کو دیکھا کرتے ہین
اور بعض حیوانات کے دلون اور جگرا اور ہڈیون کو دیکھتے ہین اور بعض اہل طرق ہین جو کنکرون اور
بیجون (مثلاً گیہون کے بیج اور کھجور کی گٹھلیون) کو دیکھتے ہین۔ یہ سب کہان ہین لیکن یہ لوگ کہانت
مین کم درجہ کے ہین۔ اسیطرح اہل زجر ہین جو کہ پرندون اور درندون کو دیکھتے ہین اور یہہ سب
عالم انسان مین موجود ہین جس سے کسی کو انکار نہین ہوسکتا۔ ان سے ضعیف اور کم درجہ وہ
ہین جو اپنے حس کو صرف بخور (خوشبویون) مین مشغول رکھتے ہین۔ پہر وہ بحسب استعداد
اون مین مشغول رہتے ہین اور یہہ زعم کرتے ہین کہ اون کو کرہ ہوا مین متشخص صورتین نظر
آتی ہین اور یہ صورتین اون کو جن امور کے طرف وہ متوجہ ہوتے ہین اون کے حالات بیان
کرتے ہین۔ اسکے بعد مجانین کا درجہ ہے۔ ان سب قسم کے لوگون کا ادراک باطل و
حق سے مخلوط ہوتا ہے۔ اور ابتک بھی اسلامیہ ممالک اور شہرون مین ضعیف العقل مرد اور
عورتین اور کم سن والے آدمی ان لوگون سے اپنی جاہ و منزلت اور معاش اور معاشرت
اور عداوت اور محبت وغیرہ کے متعلق حالات دریافت کیا کرتے ہین۔ اور ایسے ہی لوگ
اپنی معاش خط رمل مین پیدا کرتے ہین اور اسکو منجم کہتے ہین۔ کنکرون اور بیجون سے طرق
کرنے والے کو حاسب کہتے ہین۔ اور آئینہ اور پانی مین دیکھنے والے کو ضارب المندل

کہتے ہین۔

القیافہ۔ بعض مولف کہتے ہین کہ زمانہ جاہلیت کے عربون کے نزدیک قیافہ کی دو قسمین تھین
بشرہ کا قیافہ اور نقش پا کا قیافہ۔ بشرہ کا قیافہ وہ ہے کہ منکہن (کاہن) انسان کے چہرہ کے خال اور
بعض اعضا کو دیکھکر اوس کے حالات پر استدلال کرتا ہے۔ اور ایسے کاہن کو حاذی کہتے ہین
اس قسم کے قیافہ شناسی عرب کے قبیلہ بنی مدلج مین تھی۔ ایسے قیافہ شناس کے پاس بیس
آدمی ملکر ایک کا لڑکا لیجاتے تھے وہ قیافہ دیکھکر اون مین سے کسی ایک سے منسوب کر دیتا تھا۔

نقش پا کا قیافہ یہہ ہے کہ انسان کے قدم سے یا جانور کے کہر اور سم کے نشان سے استدلال
کیا جاتا ہے اور اسطرح کی قیافہ شناسی مین بھی عرب کی ایک قوم مخصوص ہے جنکی سکونت ریتیلی
زمین مین ہوتی تھی۔ جب اون مین سے کوئی بہاگ جاتا یا کوئی چور اون مین آکر مل جاتا تو اوس کے
آثار قدم سے وہ اوسکو دریافت کر لیتے تھے تعجب تو اسمین ہے کہ وہ لوگ بڈہے اور جوان۔ عورت
اور مرد۔ باکرہ اور ثیبہ۔ مسافر اور مقیم کو نقش پا سے پہچان جاتے تھے۔ اون مین سے ایک
شخص کی جس کا نام عمرو بن خالد المازنی تھا نقل ہے کہ وہ کاہن تہا اور قانع بھی تھا۔ وہ ایک
دن ایک راستہ پر سیر کرتا ہوا یہ کہا کہ مین دو ایسے آدمیون کا نشان پاتا ہون کہ ان دونون کا
کنا زبردست ہے اور اون کا اسباب قیمتی ہے۔ اور جلدی سے بہاگنا زیادہ احتیاط ہے
اوس کے اس کہنے سے یہہ مثل جاری ہوگئی "الفرار بقراب اکیس" اور یہ اوس وقت کہتے
ہین کہ تہوڑی چیز پر راضی ہوکر سلامتی مال پر قناعت کرین۔ قراب بالضم قریب سے ماخوذ ہے
جس سے مراد اوس شخص کا بہاگنے مین جلدی کرنا ہے جسکو اپنے مقابلہ والے سے لڑنیکی
طاقت نہو۔ اور صحیح یہ ہے کہ قراب بالضم عبد اللہ بن صمہ و رید کے بہائی کے گہوڑے کا نام ہے
جو لڑائی مین اوس کے ساتھ تہا درید نے اپنے کو اور اپنی قوم کو ضعیف جانا اور اپنے بہائی
سے کہا "الفرار بقراب اکیس" اور صحیح یہہ ہے کہ یہ لفظ معنی مین ثبات (قیام) کے ہے
اوس کے بہائی نے اس کو نہ مانا اور لڑکر مرگیا اور اوسکا گہوڑا بھی چہین لیا گیا۔

فراستہ۔ فراستہ بھی انہین دو قسمون مین سے ہے وہ یہ ہے کہ انسان دوسرے کا منہہ
دیکھکر اوس کے مافی الضمیر کو بتا دیتا ہے یا اوسکی باتین سنکر بتا دیتا ہے یا اوسکی ہئیت سے
اوس کے پیشہ اور علم کا حال بیان کرتا ہے یا اوس کے رنگ روغن اور پوست کو دیکھکر اوسکے
اخلاق کی خبر دیتا ہے یا مکیل (ناپی ہوئی) و موزون (تولی ہوئی) کو دیکھکر بتا دے کہ اس کی

صا۱۰۱

مقدار اتنی ہے۔ عراف کے استدلال کے بہت سے طریق ہین منجملہ اون طریق کے ایک یہ کہ ابتداے مقابلہ مین یعنی اپنے پہلے مقابلہ مین کسی شخص کو ایک اونچے مقام پر بیٹھا ہوا دیکھکر اوس کے علو مرتبہ پر استدلال کرنا یا اوس کے ہاتھ مین پانی ہو تو اوسکی طول حیات پر استدلال کرنا۔ حاصل یہ ہے کہ ایسا آدمی انسان کی حرکات اور اوس کے تصرفات اور اوس کے ظروف وغیرہ کو دیکھا کرتا ہے اور اون کو اوس کے آیندہ واقعات زندگی کی طرف رمز وکنایہ سے چسپان کرتا ہے۔

تفاول اور تشاؤم[1] یعنی نیک اور بدفال لینا۔ انہین امور سے تفاول اور تشادم ہے مثلاً تفاول (فال نیک) اسطرح سے کہ ایک آدمی بیمار ہو اور دوسرے کو یہ کہتا سنے یا سالم (تندرست) یا کسی حاجت کا طالب ہو اور دوسرے کو یہ کہتے سنے یا واجد (پانی والے) یا یا غانم (غنیمت پانے والے) حاصل یہ ہے کہ فال ایک عمدہ کلمہ ہے جس سے برکت چاہی جاتی ہے یا جسم کے کسی حصہ مین پھڑک ہونا مثلاً آنکھ کا پھڑکنا اس سے دوستون کی ملاقات کرنے کی فال لی جاتی ہے چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے۔

ظلت تبشرنی عینی اذا اختلجت　　　بان اراک وقد کنا علی حذر[2]

یا اسیدے ہاتھ مین پھڑک ہو تو اس سے یہ فال لی جاتی ہے کہ ہاتھ مین روپیہ وغیرہ آئے گا جس سے دل کو خوشی ہوتی ہے۔ اور اس کے برخلاف جبکہ یہ پھڑک بائین ہاتھ مین ہو۔ لیکن حرکت طنین الاذن (کان کی جھنجھناہٹ) اسبات پر دلالت کرتی ہے کہ کانون مین حوادث جدیدہ کی خبر آئے گی یا مثل اسکے۔ اور یہ شریعت اسلامیہ مین بھی مباح ہے بخلاف طیرہ کے جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ طیرہ اور عیافہ اور طرق بتون یا جادوگرون کے طریق سے ہے۔

طیرۃ کا بیان　طیرۃ وہ تشادم (بدفالی) ہے جو بعض چیزون سے لیجاتی ہے جیسا کوے کا دیکھنا

---

[1] تفاول وہ فال جو خیر مین لی جائے اور تشادم وہ فال جو شر مین لی جائے۔

[2] ترجمہ۔ میری آنکھ مجھکو خوش خبری دینے لگی جب کہ وہ پھڑکنے لگی وہ خوش خبری اسس بات کی کہ مین تجھکو دیکھون گا حالانکہ ہم ڈر گئے تھے اسس خیال سے کہ مبادا کوئی بری بات دیکھنے مین آئے۔

جس کو وہ لوگ مسافرت کے پیش آنے کی دلالت گردانتے ہین - اور یہ خیال کرتے ہین کہ جب
کوئی عرب کسی مقام سے کوچ کرکے اوترتا ہے تو وہ دوسرون کو پیچھے سے چیخ کر بلاتا ہے اور
وہ دور ہی سے اوس کی ضیافت کر دیتے تھے اور اسی موقع پر وہ "غراب البین" کہتے
تھے بعد ہین اونہون نے اس لفظ کے استعمال کو مکروہ سمجھا بخیال زجر اور تطیر (طیرہ) کے یعنی
بدفالی کے - اور نیز اونہون نے اوسکو مزیل بصر اور صافی العین خیال کیا یہان تک کہ وہ
اپنی کہاوتون مین بولتے ہین "اصفی من عین الغراب" یعنی کوے کی آنکھہ سے زیادہ صاف ہے
جسطرح کہ وہ "اصفی من عین الدیک" یعنی مرغ کی آنکھہ سے زیادہ صاف کہتے ہین پس اونہون نے
کنایتاً اوس کا نام اعور رکھا یعنی ایک آنکھہ کا جس کو کانا کہتے ہین جیسے کنایتاً اندہے کو طیرۃ کہتے
ہین پھر اوسکو وہ بالبصیر (صاحب بصارت) کہنے لگے حالانکہ مراد اس سے بے بصر ہوتی ہے
جیساکہ بخیال بدفالی کے بچھو اور سانپ کاٹے ہوئے آدمی کو سلیم کہتے تھے حالانکہ سلیم کے
معنی صحیح اور تندرست کے ہین اور جسطرح جہالک (ہلاکت) مین پڑنے والے کو مفاوز کہتے
ہین حالانکہ مفاوز وہ شخص ہے جو اپنے مطلب کو پلائے اور اسطرح کے محاورات بہت ہی
ہین چونکہ غراب (کوے) سے وہ زیادہ تر تشادم (بدفالی) لیا کرتے تھے اسی وجہ سے
اونہون نے الفاظ غربت اور اغتراب اور غریب کو اوس سے مشتق کیا - اور جس زمین مین
کہ ہوائے گرم ہوا ور جسمین وہ مردار جانور جو سینگ کے لگنے سے مرا ہوا پڑا ہوا ور جسمین
کوئی ہمنشین اور ربلے وسیلہ دیے مددگار آدمی بھی نہو جس سے بدفالی لی جاتی ہے مگر یہہ
کہ غراب (کوا) اون کے نزدیک ان چیزون سے بھی زیادہ مکروہ ہے - اور خیال کرتے ہین
کہ اوس کا پکارنا اکثر وہ خبرین (جو کہ بری ہوتی ہین) لاتا ہے اور اوس سے خوف دلانا نہایت عام اور
رائج امر ہے اور یہہ بھی خیال کرتے ہین کہ جب وہ دو مرتبہ پکارتا ہے تو شر ہوتا ہے اور جب
تین مرتبہ پکارتا ہے تو خیر کا خیال کیا جاتا ہے - اور اوسکو فاسق بھی کہتے ہین - اور نہایت مکروہ
کوے کی قسم سے ذو المنقار اور سرخ پا نون والا کوا ہے -

اور بعض غراب سے قطع نظر کرکے اونٹ سے تطیر لیتے ہین کیونکہ وہ کوچ کرنے والے کا بوجھہ
اوٹھاتا ہے - اسکی نسبت ایک شاعر کہتا ہے -

زعموا بان مطیھم سبب النوے      والموذنات بفرقۃ الاحباب [۱]

[۱] ترجمہ - وہ لوگ (عرب) خیال کرتے ہین کہ اُنکی سواریکے اونٹ باعث رنج و ایذا ہین اور تفرقہ احباب کی اطلاع دینے والے ہین

میدانی اون کے اس قول "اشائم من ورقا کبوتر سے زیادہ شوم کی تفسیر مین کہتا ہے کہ وہ لوگ ورقا (کبوتر) سے اونٹ مراد لیتے ہین -

اور وہ لوگ عطاس (چھینکنے والے) سے بھی بدفالی لیتے ہین اس کا سبب یہہ ہے کہ وہ اوس جانور کو جسکا نام عاطوس ہے بُرا سمجھتے تھے -

اور سب سے بڑی منحوس چیز جس سے وہ بدفالی لیتے ہین بوم (الو) ہے کیونکہ اون کے خیال مین موت اور ویرانی پر دلالت کرتا ہے -

اخیل ایک پرند کا نام ہے جسکو شقراق بھی کہتے ہین اس کے پرون پر سفید اور سیاہ رنگ کے چھینٹے ہوتے ہین اور اس کو مقطع ظہو بھی کہتے ہین یعنی پشت کا توڑنے والا اس لئے کہ اہل عرب اسکے پنجہ مارنے سے بدفالی لیتے ہین جب وہ کسی اونٹ پر واقع ہوتا ہے گوکہ اونٹ صحیح اور سالم بھی رہے اوسکی زندگی سے نا امید ہوجاتے تھے اور جب کوئی مسافر اسکو دیکھ لیتا تو اوسکو بدفال خیال کرتا اور اوس کے زخمی ہونے کا اور مرنے کا یقین کرلیتا گوکہ موت اوس کے پیچھے نہ ہو - بعض نے اس مضمون کے متعلق فرزدق کی ایک بیت جسمین وہ اپنی اونٹنی کو مخاطب کرکے کہتا ہے لکھی ہے -

اذا قطن بلغتینہ ابن مدرک　　　فلقیت من طیر العراقیب اخیلا[1]

اس شعر مین فرزدق نے طیر الاخائل کے جگہ طیر العراقیب کہا کیونکہ اہل عرب ہر ایک طائر کو جس سے اونٹ کے متعلق طیرہ (بدفالی) لیتے ہین طیر العراقیب کہتے ہین کیونکہ یہ طائر اوس کو معرض ہلاکت مین ڈالتا ہے اور عربون کے نزدیک یہہ پرند بدفال یعنی منحوس ہے اور جب کوئی طیر عراقیب کو دیکھہ لیتا ہے تو دوسرے کہتے ہین کہ اوس (دیکھنے والے) کو دو گونگے لڑکے ہونگے گویا اوس دیکھنے والے نے قتل اور مجروح ہونے کو دیکھا ہے - لیکن صاحب محیط المحیط کہتا ہے کہ اخیل وہ پرند ہے جو خالدار ہوتا ہے اور یہہ بدفالی کا پرند ہے یا صرد یا شقراق کا نام ہے یہہ دونون پرند بھی بدفالی مین مشہور ہین اور نیز اسکو اخیل اسلئے کہتے ہین کہ اوس کے رنگ مین سفیدی اور سیاہی ہوتی ہے اس سے اہل عرب فال لیتے ہین - فرزدق کہتا ہے -

---

[1] اس شعر کے ترجمہ کی ضرورت نہین ہے کیونکہ اسکے بعد کا شعر جو ایک لفظ کے تغیر کے ساتھ لایا گیا ہے اوس کے تحت مین اوسکا قصہ بیان کردیا گیا ہے جو ترجمہ کا کام دیرہا ہے - مترجم

اذا قطن بلغتنيه ابن مدرک　　فلاقیت من طیر الاخائل اخیلا

وہ (فرزدق) اپنی اونٹنی کو جس کا نام اوس نے قطن رکہا تہا اوسکو خطاب کر کے کہتا ہے کہ تو اس مبارک پرندے سے ملاقات کر جبکہ ابن مدرک تجہکو اوس کے پاس پہونچا دے - اس مین جو تناقص ہے وہ ظاہر ہے -

اہل عرب ہرن سے بہی بد فالی لیتے ہین اور صبح کے وقت سونے کو بد فالی خیال کرتے ہین اور اس وقت کے سونے کو نومۃ الحرق کہتے ہین نومۃ الحرق اس لئے کہتے ہین کہ وہ بلادت (بے وقوفی) پر دلالت کرتی ہے - اور اسوقت کے سونے کے نسبت اون کا یہ بہی اعتقاد ہے کہ اس وقت کا سونا (موجب) غم اور خوف ہے - اور عصر کے وقت کا سونا مورث جنون ہے کسی شاعر کا اسکی نسبت یہ شعر ہے -

الا ان نومات الضحی تورث الفتی　　غموماً و نومات العصیر جنون[1]

زیادہ سونے کی نسبت وہ عبود کی نیند کی مثال دیتے ہین اور عبود ایک سیاہ غلام کا نام ہے اون کا خیال ہے کہ یہ غلام سات سال تک سوتا رہا تھا اسیواسطے یہ مثال دیتے ہین - "نام نومۃ عبود" یا "انوم من عبود" یعنے عبود کی نیند سویا یا عبود سے زیادہ سونے والا - عرب کے بعض سونے والون کا ایک یہ شعر ہے -

رقدت رقاد الہیم حتی لو اننی　　یکون رقادی مغنما لغنیت[2]

اہل عرب خیال کرتے ہین کہ جو شخص سفر کے ارادہ سے نکلتا ہے اگر وہ پلٹ کر دیکھے تو اوسکی نسبت اعتقاد کرتے ہین کہ اوسکا سفر پورا نہ ہوگا چنانچہ جب کوئی مسافر ملتفت ہوتا ہے یعنے پلٹ کر دیکہتا ہے تو اوسکی نسبت بدفالی کا خیال کرتے ہین -

ابن خلدون کا بیان ہے کہ مسلمانون مین بہی بعض خاص لوگ یہ خیال کرتے ہین کہ جس شہر کے گہرون مین نارنج کے درخت زیادہ لگائے جاتے ہین وہ گہر ویران ہوجاتا ہے چنانچہ اسی خیال سے اکثر عام لوگ گہر مین اوس کے لگانے سے انکار کرتے ہین وفلی (جسکو فارسی مین خرزہرہ

---

[1] آگاہ رہنا کہ صبح کے وقت کا سونا آدمی کے لئے باعث غم اور عصر کے وقت کا سونا موجب جنون ہے -

[2] ترجمہ - مین پیاسے اونٹون کی طرح سویا اگر میری نیند مثل مال غنیمت کے ہوتی تو مین لوٹ لیتا -

اور ہندی مین کنیر کہتے ہین) کے درخت کی نسبت ایسا ہی خیال کیا گیا ہے۔ اسکا سبب آسایش اور عشرت پسندی ہے جو زیادتی آبادی سے ہوتا ہے اسلئے کہ یہ اشجار صرف زینت کی غرض ہی لگائے جاتے ہین اور زینت کی زیادتی موجب تباہی و بربادی ہے کیونکہ زیادتی رفاہیت بزدلی اور سستی پیدا کرتی ہے جس کے بعد ہی انقلاب اور غلامی کی ذلت لگی ہوئی ہے[1]۔

**عیافہ کا بیان** عیافہ زجر طیر کو کہتے ہین یعنی پرندون کو ڈرا کرا وڑا دینا اور یہ بہی تکہن کی ایک شاخ ہے چنانچہ یہ محاورہ ہے "عاف الطائر یعیفہا عیافۃ" یعنی پرند کو ڈرا کر اڑا دیا اور لغت مین زجر کے معنی ڈرانے اور ہانکنے کے ہین اور زواجر کے معنی تو ادہ کے ہین اور زجر طائر کی یہ صورت ہے کہ کنکر مار کر یا آواز دیکر اوسکو اوڑا دینا اگر سیدہے طرف اڑ کر جائے تو اس سے نیک فال سمجہتے ہین اگر پرند بائین طرف اڑا تو اسکو بدفالی خیال کرتے ہین۔ یہ بہی کہتے ہین کہ جب اہل عرب سفر کا ارادہ کرتے تو اندہیری رات سے جس وقت پرند درختون پر اپنے گہونسلون مین ہوتے ہین روانہ ہوتے اور پرندون کو کنکر پتہر مار کر اوڑاتے اگر سیدہے طرف اڑتے تو سیدہی راہ اختیار کرتے اور اگر بائین طرف اڑتے تو بائین راہ اختیار کرتے اس کے متعلق امراؤ القیس کہتا ہے۔

وقد اغتدی والطیر فی وکناتہا　　بمنجرد قید الاوابد ہیکل[2]

بنی فہدم کا قبیلہ زجرۃ الطیر تہا جوہری (مصنف لغت صحاح) سے روایت ہی کہ عیافۃ الطیر اون کے نامون اور اون کے اُترنے کی جگہہ اور اون کے اصوات سے اعتبار کیا جاتا ہے منجملہ اون کے امثال کے یہ مثل بہی ہے کہ "ابکر من الغراب" یعنی کوے سے زیادہ سویرے سے اُٹھنے والا کیونکہ کوا بہی دوسرے پرندون کی نسبت بہت سویرے سے اُٹھکر اڑتا ہی

[1] مترجم کی رائے مین یہ امور بدفالی پر مبنی نہین ہوسکتے بلکہ یہ امور عیش و عشرت کی طرف زیادہ رغبت دلانے کی وجہ سے موجب تباہی ہین کیونکہ جب کسی قوم مین عشرت پسندی اور آسایش اور تن آسانی آجاتی ہے تو وہ قوم جلد تباہ ہوتی ہے۔ مترجم

[2] ترجمہ۔ مین اندہیرے سے منہ نہایت عمدہ و سریع السیر گہوڑے پر جس کے جسم پر بال کم اور نرم ہوتے ہین اور جو اپنی تیزروی کے باعث شکاری جانورون کے لئے ایک زنجیر کا کام دیتا ہے سوار ہوجاتا ہون اور اسوقت پرند بہی اپنے گہونسلون مین ہوتے ہین۔

اور کوے کو ابو زاجر کی کنیت سے ہی پکارتے ہین کیونکہ عیافہ ہین اوس سے زجر کیا جاتا ہے۔ اور
مُرلہ غراب شمالیٔ کی مثال اوس وقت دیتے ہین جب کوا آدمی کے جانب شمال سے اوڑتا ہے اس
سے یہ فال لی جاتی ہی کہ وہ شخص مکروہات کو دیکھے گا۔ بعض مولفین کا بیان ہے کہ اشعار عرب سے
یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ زجر کا طریقہ اون کے نزدیک ایک ہی ہے بلکہ وہ کبھی کوے کے سوائے
اور پرندون کو زجر کر کے بھی فال لیتے ہین اور اس کے دو طریقے ہین ایک طریقہ بدفالی کا تو مثل
کوے کے ہے اور دوسرا الطریق نیک فال کے ہے۔ اس لئے کہ یہ امر شاعر کا اختیاری ہے
کہ اگر اوسکو وہ چاہے تو خیر کے بعد شامل کر دیتا ہے یا شر کے بعد اور اگر جنگلی کبوتر کو چاہتا ہے
تو اوسکو شریک کرتا ہے اور اگر چاہتا ہے تو یہ کہدیتا ہے کہ حُم اللقاءُ یعنی ملاقات ہوگی۔ اور
ہدہد کو ہدایت کا سبب ٹھیرا دیتا ہے اور جاری (ایک پرند کا نام ہے) کو سبب حصول نعمت
اور بھلائی قرار دیتا ہے اور بان (ایک درخت خوشبودار کا نام ہے) کو بیان اور ظہور کے
معنی ہین استعمال کرتا ہے اور دوم (ایک درخت کا نام ہے) کو دوام عہد کا سبب قرار دیتا
ہے جسطرح لڑکین کے حرکات کو صبا بہ (عشق کے حرکات) سے مشابہ قرار دیتا ہے اور جنوب کو
بہ سبب اجتناب کے جنوب کہتا ہے اور صرد کو جو قلیل الوجود ہے تصرید کہا جاتا ہے۔ لیکن بات
یہہ ہے کہ غراب یعنی کوے سے کسی نے امر خیر کے متعلق زجر نہین کیا یہ اہل لغت کا قول ہی
بعض اہل معانی ذکر کرتے ہین کہ غراب کی آواز سے بدفالی لیتے ہین اور اوسکی آواز فال لینے
کے قابل بھی ہے اور اہل عرب اپنے محاورہ ہین "نعق الغراب" کہتے ہین جبکہ وہ غیق غیق کہتا ہے
اور جب وہ اس طرح سے پکارتا ہے تو نعق کہتے ہین اور جب کواغاق غاق کہتا ہے تو اوسوقت
"نعب بشر" کہتے ہین یعنی شر کے ساتھ اوس نے غاق غاق پکارا اور بعض یہ کہتے ہین "نعق ببین" یعنی
کوے نے جدائی کی آواز دی اور بعض یہ احتجاج کرتے ہین کہ اہل عرب اوس سے یُمین ڈھونڈھتے
ہین اور بعض اس قول سے انکار کرتے ہین لیکن طیر فارنتہ سے جو ایک پرند کا نام ہے اہل عرب خوش
ہوتے ہین اور اوس کے دیکھنے کو موجب برکت اور سعادت جانتے ہین۔ اس پرند کی پانون چھ
چھوٹے ہین اور چونچ لمبی ہوتی ہے اور ریشت سبز رنگ ہوتی ہے۔

**طرق کا بیان** طرق کنکرون کے مارنے کو کہتے ہین اور زمانہ جاہلیت مین تکہن کی یہ بھی ایک قسم
تھی اور اس کے عاملون کو طراق کہتے ہین اور طوارق متکہنات اس عمل کی جاننے والی عورتین ہین
لبید بن ربیعۃ العامری کہتا ہے۔

لعمرک ماتدری الطوارق بالحصا ولا زاجرات الطیر بالله صانع[۱]

بعض نسخون مین اس شعر کے الفاظ "الطوارق بالحصا" کے بدلے "الضوارب بالحصا" بھی پائے گئے ہین

**نفث او رعقد کا بیان** کہانت کی قسم سے نفث بھی ایک قسم ہے جسکو جادو کہتے ہین اور عقد منکون کا ایک ہار ہوتا ہے جسپر تھوک کر جادوگرنیان منتر پڑھتی ہین اور ان کو نافثات فی العقد کہتے ہین[۲]۔

**دور قمقم کا بیان** کاہن جب چوری کا مال نکالنا چاہتا تھا تو ایک قمقمہ (پیالہ یا صراحی) کو اپنے دونون انگوٹھون مین پکڑکر اوسکو چکر دیتا اور اوسپر منتر پڑھ کر پھونکتا اگر اوس کے خیال مین وہ چور کی طرف نکلتی ہوتا تو قمقمہ کو پھراتا۔ اسی بنا پر عربون مین یہ محاورہ ہے "علی ہذا دار القمقم" یعنے اسی پر قمقمہ پھرا۔ یہ اوس وقت کہتے ہین کہ جب کوئی بات یا خبر کسی خاص شخص کی طرف منسوب یا نہی ہو۔

**نداء کہان کا بیان** جب کوئی کاہن یا زاجر یا خاط (یعنے کہانت کا عمل کرنے والا) کسی قسم کی کہانت کرنا چاہتا اگر وہ اوسمین کوئی مکروہ بات پاتا تو کہتا "ابنا عیان اظہر البیان" یا "ابنا عیان اسرعا البیان" اور یہ دو خط ہوتے ہین جنکو زاجر کھینچتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ یہ لفظ انہین دونون کی طرف ناظر ہے یعنی جب کوئی بات معلوم کرانا مناسب جانتا تو یہ کہتا۔ اور بجائے اوس جملہ کے کسی قدر تغیر کے ساتھ اس طرح بھی مروی ہے "ابنی عیان اظہر البیان" یعنے عیان کے دو بیٹیون نے بیان کو ظاہر کیا اور یہ کلمات اونچے آواز سے کہتا۔

## ریاضات کا بیان

ابن خلدون کہتا ہے کہ مدارک غیبیہ یعنے غیب دانی کی باتین بعض آدمیون سے جب کہ اون کی بیداری زائل ہوجاتی ہے یا خواب سے ملتبس ہوجاتی ہے صادر ہوتے ہین اور وہ باتین ایسی ہوتی ہین جنکی طرف وہ زیادہ شوق رکھتے ہین اور یہ اتید ار خواب مین نہین ہوتا ہے۔ اسی طرح مرنے والا آدمی اپنی موت سے قبل غیب کی باتین کہتا ہے چنانچہ مقتول آدمی جب کہ اوس کا

---

[۱] ترجمہ۔ تیرے عمر کی قسم کہ طوارق بالحصا کچھ نہین جانتے ہین اور قسم بخدا زاجرات طیر بھی کچھ نہین کرسکتے۔

[۲] قرآن مین بھی اسکی طرف اشارہ موجود ہے "ومن شر النفاثات فی العقد" یعنے پناہ مانگتا ہون مین عورتون کی اوس شرارت سے جو وہ گرہون پر پھونکا کرتے ہین۔ مترجم

سر دھڑ سے بالکل جدا ہو جاتا ہے تو اس قسم کی باتین اوس کے منہ سے نکل جاتی ہین[1] -

بعض آدمی ان مدارک غیبیہ کے حصول کے لئے ریاضت کرتے ہین اور مجاہدہ سے مصنوعی موت کا درجہ قوای بدنی کو تباہ کر کے حاصل کرتے ہین اس سے اونکی غرض یہ ہوتی ہے کہ موت کے بعد جو امور اون کو پیش آنے والے ہین وہ حالت حیات مین اون پر کھل جائین - اور اس طرح کی ریاضت سے اونکا نفس غیب کی باتون پر مطلع ہوتا ہے - اس سحریہ ریاضت (جادوگری کی ریاضت) والون سے اکثر لوگ اقالیم منحرفہ کے جنوب اور شمال مین پائے جاتے ہین خصوصاً بلاد ہند مین اور یہان اون کو جوگیہ کہتے ہین - اس ریاضت کے متعلق اون کے بہت کتابین ہین اور ان کے قصے بہی نادر ہین[2] -

---

[1] یعنی بعض آدمی جو خواب مین براتے ہین بعض لوگ اسکو بھی غیب دانی کی باتین خیال کرتے ہین حالانکہ یہ غلط ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ بعض آدمی جو کسی کام مین منہمک ہوتے ہین اکثر حالت خواب مین اونکے مشغلہ کی باتین زبان سے نکل جاتی ہین کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہی شعر ہرچہ ہر کس در نظر دارد ہمان بیند بخواب

[2] ہم اس جگہہ یہ خیال کرسکتے کہ ہم مقناطیسی قوت کے باتین جو ان دنون مین زیادہ مشہور ہین سنتے ہین اور وہ یہ ہے کہ بعض اہل یورپ جو اپنے کو اسپرٹیین کہتے ہین جس کے معنی روحی قوت والون کے ہین وہ اپنی قوت مقناطیسی سے بعض اشخاص کو قوت نظر سے بیہوش کر دیتے ہین اور جسپر یہ عمل کیا گیا ہے جسکو مسمریزم والے معمول کہتے ہین اوسکے حواس ظاہری بیکار ہو جاتے ہین اگر اوسکے جسم پر آگ کی ڈلی رکھدین تو اوسکو مطلق خبر نہین ہوتی تا وقتیکہ وہ اپنی اس نیند سے بیدار نہ ہو جائے -
پہر اُس سے اس حالت مین جو باتین پوچھتے ہین وہ جواب دیتا ہی اگر اُس سے کوئی بحث کرتے ہین تو وہ بحث کرتا اور جواب دیتا ہی گو وہ مسئلہ کیسا ہی مشکل اور دقیق ہو اور گو وہ چیزین جو اُس نے اس حالت مین بیان کی ہین اُنکو دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو اور گو وہ ممالک جنکا حال اوس نے بیان کیا ہی اُسکے مقام سکونت سی جہان کہ وہ ہے کتنی ہی دور پر واقع ہون اور جب اُسکو اُس حالت سے بیدار کیا جاتا ہی تو پہر اُسکو خبر نہین ہوتی کہ اوس نے اس سے قبل حالت خواب مین جو اس عمل سے اُسپر طاری ہوا تہا کیا کیا کہا بعض مجربین کہتے ہین کہ شخص معمول کا بیان کبہی سچا بہی ہوتا ہی اور کبہی جہوٹا بہی ہوتا ہی اور یہ بہی کہا جاتا ہی کہ اس عمل کے عامل اسی طریقہ سے ارواح موتی کو حاضر کرتے ہین اور اون سے جو باتین چاہتے ہین پوچھتے ہین اور وہ جواب دیتے ہین اور یہ کہا جاتا ہی کہ فرنگی لوگ اس طریقہ جدیدہ کو خود کے عراف وغیب دان اشخاص ہی سے سیکہا ہی اور یہ بہی کہا گیا ہی کہ مصر کے قدیم لوگ بہی اس طریقہ سے ارواح کو حاضر کرتے تہے اور ارواح مریضون کے نسبت طبعی علاج جو اون مریضون کے مرض سے موافق ہون پوچہا کرتے تہے - مولف

لیکن صوفیون کی ریاضت دینی ہوتی ہے یعنی مقاصد مذمومہ سے پاک وصاف ہوتی ہے اون کی پوری ہمت اور اون کا قصد تمامتر اللہ کے طرف ہوتا ہے تاکہ اس ذریعہ سے اون کو اہل عرفان اور توحید کا مذاق حاصل ہو۔ وہ اپنی ریاضتون مین زیادتی کرتے ہین یعنے ترقی کرتے ہین تاکہ جمعیت خاطر حاصل ہو اور یہہ ترقی بہوک اور غذا نہ کہانے کے سبب ہوتی ہے جو ذکر الہی کے ذریعہ سے اور نہ کہانے کے سبب سے اون کی ریاضت مین ترقی ہوتی ہے اور اون کا ارادہ اس ریاضت کے سبب سے کامل ہوجاتا ہے۔ اور وہ لوگ ان غیب کے باتون اور ہونے والے واقعات کو جو اون کے دلون پر ظاہر ہوجاتے ہین فراست اور کشف کہتے ہین اور ان امور مین اونکو تصرف کی جو قوت حاصل ہوتی ہے اوس کو وہ کرامت کہتے ہین اور اون کو غیب کے باتون کی معرفت اور اون مین تصرف کرنے کا اختیار عارضی ہوتا ہے قصداً نہین ہوتا اور اکثر انمین ایسے لوگ ہین کہ جب یہ باتین اونپر ظاہر ہونے لگتی ہین تو وہ اس سے نفرت کرتے ہین۔

بعض علماء مثلاً ابو اسحق الاسفراینی اور ابو محمد بن ابی زید المالکی اس سے انکار کرتے ہین۔

بعض صوفیین کے مریدین سے ایک قوم ہے جسکو بہالیل کہتے ہین یہہ لوگ کم عقل بلکہ مجانین سے زیادہ مشابہ ہوتے ہین۔ لیکن حقیقت مین عقلمند ہین اور اون کو مقامات ولایت کے اور احوال صدیقین کے حاصل ہوتے ہین اور اون سے غیب کی نادر باتین واقع بہی ہوجاتی ہین اور فقہاء اس امر سے انکار کرتے ہین کہ اون کو کوئی مقام ولایت کا حاصل نہین ہے کیونکہ وہ دیکہتے ہین کہ تکالیف شرعیہ اون سے ساقط ہین اور ولایت تو عبادت سے حاصل ہوتی ہی لیکن بعض لوگ کہتے ہین کہ اس لحاظ سے (جو مذکور ہوا) فقہاء کا یہ اعتراض غلط ہے۔ اور جسکا کوئی شیخ نہین ہے اوس کو مجذوب کہتے ہین اس سے یہ مراد لی جاتی ہے کہ وہ خیر وصواب کے طرف کہینچے ہوئے ہین۔

لیکن بدخوابی اور خوابون کا اعتبار عربون کے نزدیک قدیم سے ایک مشہور امر ہے بعض لوگ خوابون کی تعبیر کو طبیعیات سے شمار کرتے ہین۔ ابن خلدون نے جو کہا ہے اوس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب خواب ضعیف اور غیر جلی (غیر ظاہر) حکایت اور مثال سے ہو تو وہ تعبیر کا محتاج ہوگا اور جب جلی ہوگا تو تعبیر کی حاجت نہ ہوگی۔ اور اس کے تین قسمین ہین ایک خواب منجانب اللہ ہوتا ہے اور اسی کو جلی یعنے ظاہر کہتے ہین اور جو خواب فرشتون کے طرف سے ہوتا ہے اور جسکو ایک حکایت کہتے ہین یہ تعبیر کا محتاج ہے اور اضغاث احلام جس کو بدخوابی کہتے ہین

شیطان کے طرف سے ہوتی ہے اس لئے کہ اس قسم کے بدخوابیان سب جھوٹے ہوتے
ہین اہل ریاضت نے اپنے کتابون مین ان کے نامون کو بیان کیا ہے اور وہ خیال کرتے ہین
کہ نیند کے وقت جن چیزون کا ذکر ہوتا ہے اور جنکے حصول کی طبیعت شائق ہوتی ہے وہ خواب
مین نظر آتے ہین اور اس کو حالومیہ کہتے ہین۔
اور حضرت ابوبکر صدیق رض کو خواب کی تعبیر مین بڑی دستگاہ تھی۔ پھر آپ کے بعد بہت سی
لوگون نے اس کے متعلق کتابین تالیف کین منجملہ اون مولفین کے ایک شیخ محمد بن سیرین ہین جو
اون سے حکایت کے طور پر بیان کئے جاتے ہین اور بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ازہد الناس
یعنی بڑے زاہد تھے۔ اور اون کا پیشہ بزازی یا پارچہ فروشی تھا اور اُنکے کان مین بہراپن تھا
اون کی وفات سنہ ۱۱۰ھ مین ہوئی اور اونکی تالیف آجتک اس مسئلہ مین بڑی معتبر ہی

## صناعات یعنی بعض علوم وفنون کا بیان

تنجیم یعنی نجوم کا بیان | ابن خلدون کا بیان ہے کہ بعض لوگ خیال کرتے ہین کہ غیب کی باتین
جاننے کے اس مقام پر اور بھی طریقے ہین جو محسوسات سے جدا ہے۔ اور یہہ لوگ قائل ہین
ستارون کی دلالت اور اون کے اوضاع متقضیہ سے جو آسمان مین ہین اور اون کے آثار
جو عناصر کی طبیعتون مین باہمی امتزاج سے پیدا ہوتے ہین اور اس مزاج کو ہوا کے طرف
پہونچاتے ہین۔ اور منجمین غیب کی کوئی بات نہین جانتے ہین بلکہ یہہ اون کے ظنیات ہین جن کو
وہ محسوس کرتے ہین اور اون کے اندازہ باطل ہین۔
اہل عرب زمانہ جاہلیت مین برجون کے منازل کی نسبت ایسا ہی اعتقاد رکھتے تھے جسطرح
منجمین سیارات کا اعتقاد رکھتے ہین یہان تک کہ بعض عرب تو برجون کے منازل کے لحاظ سی
کام کرتے تھے اور اسکی تفصیل اپنے مقام پر آئے گی۔
جب فلاسفہ کی کتابون کا ترجمہ عربی مین ہوا تو بڑے بڑے ذی علم لوگون نے تو اکثر اون علوم
اور اصطلاحات پر تعلیقات لگائے یعنی حاشیہ لکھے تو اکثر اونکا خیال ملک اور دولت اور تمام
روزمرہ کے افعال کی نسبت منجمین کے کلام پر جو قرانات (ستارون کا ملنے) پر مبنی تھا معتقد علیہ
ہو اخاص کر علویین مین جیسے زحل اور مشتری کا قران اور بعض اون قرانات مین سے قران
کبیری کو جو بڑے بڑے مہتم بالشان امور کی نسبت خیال کیا جاتا ہے کہ اوسی کے اثر سے

ہوا مثلاً ملک مین اور دولت مین تغیر ہونا اور ملک کا ایک قوم سے دوسری قوم کے قبضہ مین جانا اور قران وسط وہ تو ظہور متغلبین یعنے فاتحین اور طالبین ملک کے ظہور پر دلالت کرتا ہے - اور قران صغیر وہ خارجیون اور باغیونکے ظہور اور شہرون اور آبادی کے ویران ہونے پر دال ہے - اور قران نحسین (یعنی دو نحس ستارون کا ملنا) فتنی اور جنگون اور خونریزی اور ظہور خوارج اور نقل وحرکت افواج اور اہل فوج کی نافرمانی اور وبا اور قحط کے وقوع پر دلالت کرتا ہے -

بنوامیہ کا ایک آدمی منجم تھا جسکو ثیوفیل کہتے ہین اوس نے اپنی رائے قایم کردی تہی کہ اسلام اتنی مدت تک قایم رہے گا - ہارون رشید اور اوسکا بیٹا مامون الرشید کا یعنی خلفائے عباسیہ کا منجم یعقوب بن اسحق الکندی تھا اوس نے کل قرانات کے متعلق جو مذہب اسلام مین ہونے والے تھے ایک کتاب لکھی جسکو اہل تشیع اپنے اوس کتاب کے لحاظ سے جو حضرت امام جعفر صادق رض سے منسوب ہے جفر کہتے ہین - اوس مین اوس نے دولت بنی عباس کے نشو ونما سے اوس کے منقطع ہونے تک کا حال لکھدیا لیکن کسی کو اس کتاب کی خبر نہین ہے - خیال کیا جاتا ہے کہ یہہ کتاب اون کتابون مین غرق ہوگئی جسکو ہلاکو بادشاہ تاتار نے جب کہ وہ بغداد پر قابض ہوا تو نہر دجلہ مین پہکوادیا - چنانچہ اوسکا ذکر اپنے مقام پر اسی کتاب مین کیا جائے گا -

ملک مغرب مین اس کتاب کا ایک جزو پایا گیا ہے جسکو جفر صغیر کہتے ہین - ظاہر یہہ بات ہی کہ وہ عبدالمومن کے لئے (جس مین پہلے بادشاہان موحدین کی نسبت جو پہلے ہوچکے ہین) تالیف کی گئی ہے -

جفر کی اور کتابین اس طرح کی اور بہت سے ہین منجملہ اون کے ملک مغرب مین قصیدہ ابن مرانہ ہے - اور نیز ایک دوسرا قصیدہ ہے جس کو تبعیہ کہتے ہین اس مین قریب ایک ہزار کے ابیات ہین - اور ایک ملعبہ ہے شعرائے زجلی کا جو بعض یہود کی طرف منسوب ہے اور اس مین پانسو ابیات اون قرانات کے متعلق ہین جو دولت یعنی سلطنت موحدین پر دلالت کرتے ہین اور ایک قصیدہ بحر متقارب مین حرف (ب) کی ردی پر ہے جو ابوحفص کے اولاد کی دولت کے عروج کی نسبت ہے جو تونس مین ہوا ہے - اور یہہ لوگ موحدین ہین اور یہہ قصیدہ ابن ابار نامی شخص کا ہے جو تونس کے خیاطون (درزیون) مین سے تھا اور ایک

دوسرا الملحمہ بھی ابوحفص کی اولاد کی سلطنت کے بارہ مین ہی اور ایک ملعبہ ہونٹنی کا ہے عوام کی لغت مین یعنے عام زبان مین جو مغربی لوگون مین محفوظ ہے۔

ملک مشرق مین ایک ملعبہ ابن عربی حاتمی کے طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اس کا بیان بہت طویل طویل ہے اور الغاز یعنے چیستان سے بہت مشابہ ہے۔ اس مین حیوانات کی شکلین اور کٹے ہوئے سر یعنے دھڑون سے جدا اور نیز دوسرے عجیب الخلقت جانورون کے تصویرین ہین اور اس کے آخر مین ایک قصیدہ حرف (ل) کی روی پر ہے۔

اور ایک دوسرا الملحمہ بہی ہے جو ابن سینا اور ابن عقب کے طرف منسوب کیا گیا ہے۔

اور ایک ملحمہ دولت ترک کے آغاز کی نسبت ہے اور یہہ ایک صوفی شخص کے طرف جسکا نام باجریقی ہے منسوب کیا گیا ہے اور اس مین بذریعہ حروف کے بطور چیستان بیان کیا گیا ہے۔ بغداد وغیرہ مین بہت سے حیلہ ساز لوگ ہوئے ہین جو اس طرح کے رموز سے کام لیا کرتے تھے جس کے سبب سے وجیہہ اور عالی مرتبہ لوگ اون کے پاس آتے تھے اور وہ اس وسیلہ سے اعلی مرتبون پر پہونچتے تھے یا اون بڑے آدمیون کا مال حیلہ سازیون سے حاصل کر لیتے تھے۔

اور بعض تالیفات متداول عام لوگون کے ہاتھ مین ہمارے زمانہ مین بہی موجود ہین جن سے لوگ اپنے آیندہ واقعات دریافت کرتے ہین مثلاً مدت حیات اور برائی بھلائی جو آیندہ آنے والی ہے۔

ابو معشر جعفر بن محمد عمر البلخی کے مولفات بہی ہین جو علم تنجیم مین بڑا مشہور آدمی ہوا ہے چنانچہ تمثیلاً کہتے ہین "انجم من ابی معشر" کہ ابو معشر سے زیادہ نجومی ہے اور اوس کے مولفات مشہور ہین۔ جن کے نام یہہ ہین۔ المدخل۔ التزیج۔ الالوف۔ کتاب القرانات۔ کتاب الدول و الملل کتاب الملاحم۔ کتاب الاقالیم۔ کتاب السلاح۔ کتاب المسئلات جو موالید کے بیان مین ہے۔ اور کتاب الطبائع بہی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ خلیفہ عباسی المستعین باللہ نے اس کو اس بات پر کوڑے لگائے تھے کہ اوس نے کسی امر کے وقوع سے پیشتر اوس کے وقوع کی خبر دی تھی۔ اسپر وہ کہتا تھا کہ میری رائے وقوع کے مطابق تو ہوئی لیکن اوسکی سزا بھی ملی۔ کہتے ہین کہ انہین

کوڑون کے اثر سے وہ مرگیا اور اسکی وفات ۲۷۲ھ م ۸۸۵ع[1] مین ہوئی۔

**خط رمل کا بیان**

غیب دانی کے فنون سے خط رمل بھی ایک فن ہے۔ ابن خلدون کہتا ہے کہ عوام مین سے ایک قوم ہے کہ غیب کی باتین اور ہونے والے امور کے معلوم کرنے کے لئے اسکو مستنبط کیا ہے اور اس کا نام خط رمل رکہا۔ یہ نام بہ نسبت اوس مادہ کے ہے جسمین وہ اپنا عمل کرتے ہین اور حاصل اس صنعت (علم) کا یہہ ہے کہ اونہون نے نقطون سے چار شکلین ترتیب دین جو لحاظ اپنے مراتب زوجیت اور فردیت اور مساوات کے مختلف ہین پس اون کے زعم (خیال) کے موافق سولہ بیتین ہین گویا یہہ

---

[1] بعض لوگ بیان کرتے ہین کہ کسی بادشاہ نے اپنے ایک ملازم کو اوس کے کسی جرم کی سزا دینے کے لئے طلب کیا۔ اور مجرم کو یہہ معلوم تہا کہ اگر مین فرار ہو کر کسی مقام پر روپوش ہون گا تو ابومعشر اپنے قاعدہ سے اوس مقام مخفی کا پتا بتا دے گا۔ اس خیال سے اوس نے ایک بڑا طشت لیکر اوس مین خون بھر دیا اور اس کے بیچ مین سونے کا ایک ہاون رکھ کر چند روز تک اوس پر بیٹھ رہا۔ بادشاہ نے اوس کو ڈھونڈوایا تو پتا نہین ملا جب ملزم کے پتہ لگانے سے عاجز ہوگیا تو ابومعشر کو بلوایا اور اوس سے مجرم کے پتا لگانے کی درخواست کی۔ ابومعشر اپنے عادت کے موافق مخفی چیز کا پتا لگانے کے مسئلہ کا عمل کیا۔ بعد عمل کے تہوڑی دیر حیرت اور سکوت مین رہا بادشاہ نے اوس کے سکوت اور حیرت کا سبب دریافت کیا۔ ابومعشر نے کہا مین عجیب حالت کا معائنہ کر رہا ہون۔ بادشاہ نے دریافت کیا کہ وہ کیا ہے۔ اوس نے کہا کہ شخص روپوش سونے کے پہاڑ پر جو خون کے دریا مین واقع ہے بیٹھا ہوا ہے لیکن اسس دنیا مین اس قسم کے مقام کا مجھے علم نہین ہے۔ یہہ سنکر بادشاہ نے اوس کو دوبارہ دیکھنے کا حکم دیا۔ جب دوسری مرتبہ بھی دیکھا تو وہی حالت نظر آئی پھر کہا مین نے جو بیان کیا ہے وہی حالت ہے۔ جب بادشاہ اس سے ناامید ہوا تو منادی کروا دیا کہ اگر وہ شخص آجائے گا تو اوس کو اور اوس کے چھپانے والے کو دونون کو امن دیا جائے گا۔ جب مجرم کو اطمینان ہوگیا تو بادشاہ کے سامنے حاضر ہوا بادشاہ نے اوس سے مقام روپوشی کو دریافت کیا تو اوس نے پوری کیفیت بیان کی۔ اسس سے بادشاہ کو نہایت تعجب ہوا اور ابومعشر کی چالاکی اور اوس کے پتا لگانے پر نہایت حیرت ہوئی۔ مؤلف۔

سولہ بیتین بارہ برج اور چار اوتاد کے مقابلہ مین ہین اور اونہون نے ہر ایک شکل کے لئے ایک
بیت اور چند حصے اور دلالتین معین کین جو تمام موجودات عالم کی اقسام کے ساتھ مخصوص
ہین۔ اس سے اونہون نے ایک فن جو نجوم کے مقابلہ مین اور مثل اوس کے نوعیت قضائے
حکم مین ہی جمع کیا۔ مگر فرق یہہ ہے کہ نجوم کے احکام اوضاع طبیعیہ کے لحاظ سے مستند ہوتے
ہین جیسا کہ بطلیموس کا خیال ہے۔ اور یہہ خط رمل کے احکام کا استناد اوضاع تحکمی اور خواہشات
اتفاقی پر ہوتا ہے مگر کوئی دلیل اس پر قایم نہین ہوسکتی۔ اور یہہ لوگ یہہ بھی خیال کرتے ہین کہ اسکی
اصل بھی عالم مین قدیم نبوت یعنی انبیاء سے چلی آتی ہے اور بعض اوقات اس کو دانیال یا
ادریس علی نبینا وعلیہم السلام کے طرف منسوب کرتے ہین (چنانچہ اسکا ذکر آگے آتا ہے) آبادی
مین یہہ فن بہت کثرت سے رائج ہے۔ اس مین بہت سے کتابین تالیف کی گئی ہین اور اس علم
مین متقدمین اور متاخرین مین بڑے بڑے مشہور لوگ ہوئے ہین۔

**حساب نیم کا بیان** انہین لوگون مین سے بعض نے استخراج غیب کے لئے قواعد بنائے
ہین یہہ طریقہ پہلے قسم کے طرح مدارک نفس روحانی سے نہین ہے اور نہ محسوسات سے ہی
جو تاثیرات نجوم پر مبنی ہے جیسا کہ بطلیموس کا خیال ہے۔ اور نہ یہ ظن اور تخمین پر مبنی ہے جس پر
اہل عراف[1] اعتماد کرتے ہین۔ یہ تو صرف مغالطے ہین جو ضعیف العقل لوگون کے لئے ہین یہہ
اوس قبیل سے ہے جس کا مصنفین نے ذکر کیا ہے اور اس پر خاص حساب دانون نے طبع
آزمائی کی ہے۔ اسکو حساب نیم کہتے ہین۔ یہہ حساب حکیم ارسطاطالیس کے کتاب سیاست کی
آخر مین موجود ہے۔ جس کے ذریعہ سے دو بادشاہون کا حال جو آپس مین غالب اور مغلوب ہین
دریافت کیا جاتا ہے۔ یہہ حساب اسطرح پر ہے کہ بہ لحاظ حساب جمل کے اون دونون مین سے
ایک کے حروف کو جمع کر لیتے ہین اور پھر حاصل مجموع مین دیکھا جاتا ہے۔ بعد مین دوسرے
کے نام کے حروف بھی اسیطرح جمع کر لئے جاتے ہین اسکے بعد اون دونون کے مجموعہ مین سے
نو نو طرح کرتے ہین اور ۹-۹ کو طرح کرنے کے بعد دونون کے باقی اعداد کو دونون کے
نامون کے حساب سے دیکھتے ہین اگر وہ دونون عدد کیت (مقدار) مین مختلف مگر از وجیت مین

---

[1] اہل عراف کا بیان اسی مقالہ کے اسی فصل مین اوپر گذر چکا ہے اس لئے عراف کے معنی کی تشریح اس
مقام پر غیر ضروری ہے۔ مترجم

برابر ہوتے ہین مثلاً بارہ اور چودہ جو بہ لحاظ کمیت کے کم و زیادہ ہین لیکن بلحاظ زوجیت کے دونون برابر ہین یعنے بارہ مین بھی زوجیت ہے اور چودہ مین بھی زوجیت ہے یا یہہ کہ وہ دونون بہ لحاظ فرویت کے مختلف ہون مثلاً سات اور چھ کہ کمیت اور فرویت دونون مین مختلف ہین تو ان دونون صورتون مین سے جس نام کے اعداد کم ہون گے وہ غالب سمجھا جاتا ہے - یا یہہ کہ اون اعداد باقیہ مین سے ایک زوج اور دوسرا فرد ہوگا تو زیادہ اعداد والا غالب سمجھا جائے گا یا یہہ کہ وہ دونون اعداد کمیت اور زوجیت مین دونو مین برابر ہون تو مطلوب مغلوب ہوگا اور اگر وہ دونون فرد ہون گے تو طالب غالب ہوگا - ان دو بیتون مین بھی قاعدہ بیان کیا گیا ہے -

| | |
|---|---|
| اری الزوج والافراد یسمو اقلھا | واکثرہا عند التخالف غالب[1] |
| ویغلب مطلوب اذا الزوج یستو | وعند استواء الفرد یغلب غالب |

باقی حروف کے معرفت کے لئے بعد طرح دینے نو نو کے ایک قانون بنایا جو نو کے طرح دینے کے لئے اون کے نزدیک مشہور رہے جب وہ کسی اسم کو نو سے طرح دینے کا ارادہ کرتے ہین تو اون کلمات مین سے کسی ایک کلمہ کے ہر ایک حرف کو دیکھتے ہین اور اوسکے بجائے اوس کے اعداد کو قایم کرتے ہین اور وہ کلمات یہہ ہین -
ایقش - بکر - جلس - دمت - ہنث - وضخ - زعذ - حفظ - طضغ - لیکن بعض شیوخ کا خیال ہے کہ اس بارہ مین دوسرے کلمات صحیح ہین جو قدیم سے لوگون مین متداول ہین وہ کلمات یہہ ہین - ارب - یسقک - جزلط - مدوص - ہف - تخذن - عش - ضغ تعنط - اور اس فریق کے شیوخ ان کلمات کو اس معرفت کی نسبت شیخ مغرب سے نقل کرتے ہین اور اسکو علم سیمیا اور اسرار حروف اور نجامت (نجوم) سے خیال کرتے ہین - شیخ مغربی سے مراد ابو العباس ابن البناہے - اور اسی شیخ سے نقل کرتے ہین کہ ان کلمات کا عمل باعتبار کلمات ایقش کے زیادہ صحیح ہوتا ہے - یہ حساب نیم جس کتاب مین پایا گیا ہے محققین کے نزدیک وہ کتاب ارسطو کی طرف

---

[1] ترجمہ - مین دیکھتا ہون کہ زوجیت اور افراد کی حالت مین کم مقدار والا عدد غالب ہوتا ہے اور خلاف کی صورت مین اکثر عدد والا غالب ہوتا ہے - جب زوج برابر ہوتا ہے تو مغلوب غالب ہوتا ہے - اور فرد کے برابر ہونے کی حالت مین طالب غالب ہوتا ہے -

منسوب نہین ہے کیونکہ اوس مین جو آثار ہین وہ تحقیق کی رو سے بعید ہین۔

زایرجہ کا بیان | غیب کی باتین دریافت کرنے کے بعض قاعدون سے ایک قاعدہ زایرجہ کا ہے جسکو زایرجۃ العالم کہتے ہین۔ اور یہہ قاعدہ ابو العباس احمد السبتی کی طرف منسوب ہے جو مغربی صوفیون مین بڑا مشہور صوفی ہے یہ شخص مراکش مین ساتوین صدی ہجری (مطابق بارہوین صدی عیسوی) کے آخر مین ہوا ہے اور یہہ زمانہ ابو یعقوب منصور بادشاہ کا تھا جو شاہان موحدین سے ہے۔ یہ قاعدہ بہ لحاظ صناعت کے نہایت نادر العمل ہے۔ اور اسکی صورت یہہ ہے کہ ایک بڑے دائرہ مین چند چھوٹے چھوٹے متوازی دوائر ہوتے ہین جو افلاک اور عناصر اور مکونات اور روحانیات وغیرہ جو جمیع اقسام کائنات اور علوم سے متعلق ہوتے ہین اور ہر ایک دائرہ اپنے اپنے فلک کے بروج یا عناصر کے لحاظ سے منقسم ہوتا ہی اور ہر ایک قسم کے خطوط مرکز پر گذرتے ہین جنکو اوتار کہتے ہین ہر ایک وتر (خط) پر یکے بعد دیگرے حروف لکھدیے جاتے ہین۔ منجملہ اون کے برشوم الزمام ہے اور یہہ اعداد کی شکلین ہین جو مغربی اہل دواوین اور حساب کے نزدیک مسلم ہین۔ اور منجملہ اونکے برشوم الغبار ہے جو زایرجہ کے اندر ہوتا ہے اور دائرون کے درمیان علوم اور مواقع اکوان کے نام ہوتے ہین اور دائرہ کے اوپر (باہر) ایک جدول ہوتی ہے جس کے طول وعرض مین ایک دوسرے سے متقاطع بیوت (خانے) ہوتے ہین۔ عرض مین پچپن بیت (خانے) ہوتے ہین اور طول مین ایک سو اکتیس بیت (خانے) ہوتے ہین۔ اس کے کنارہ معمور البیوت ہوتے ہین یعنی بعض خانون مین اعداد ہوتے ہین اور بعض مین حروف اور بعض کنارون کے خانہ خالی ہوتے ہین۔ نہ تو ان اعداد کی باہمی نسبت وضع اور نہ تقسیم بھرے ہوئے خانون کے بمقابلہ خالی خانون کے معلوم ہوتی ہے۔ اس قاعدہ کے متعلق ابیات ہوتے ہین جو ردی لازم پر بحالت نصب علم عروض کی بحر طویل مین ہوتے ہین پائے جاتے ہین جسمین اس زایرجہ سے استخراج مطلوب کی صورت عمل معلوم ہوتی ہے لیکن یہہ سب کچھہ بطور چیستان کے ہے۔

زایرجہ کے بعض جوانب (اطراف) مین اکابر مغرب کی بیت بھی ہوتی ہے۔ بعض اکابر سے مراد مالک بن وہیب ہے جو علمائے اشبیلیہ سے زمانہ سلطنت لمتونیہ مین تھا۔ اور وہ یہہ بیت ہے۔

سوال عظیم الخلق بخبرت فصن اذن        غرائب شک ضبطه الجد مثلاً[۱]

یہ بیت مغربی لوگون مین ہر ایک سوال کے جواب دینے مین جو عمل زایرجہ سے متعلق ہے
بہت متداول ہے - پہران علیحدہ علیحدہ حروف کو ہر ایک دور کے انتہائے عمل مین لیکر
یکے بعد دیگرے جمع کرتے ہین جس کے کلمات ایک بیت مین منظوم ہوجاتے ہین اسی
بیت کے وزن اور ردی پر جس کا ذکر اوپر ہوا یعنی مالک بن وہیب کی بیت کے وزن
وردی پر یہان ایک دوسرا زایرجہ بھی ہے جو سہل بن عبداللہ کے طرف منسوب ہے -
یہ دائرہ نہایت نادر العمل اور عجیب المعاینہ ہوتا ہے - لیکن بہر طور اس کے ذریعہ سے
غیب کی بات کا معلوم کرنا دشوار ہے اسلئے کہ غیب کی بات اس قسم کے نازک اعمال سے
معلوم نہین ہو سکتی -

**کشف دفائن مین مغربی لوگون کا حال**

بربر کے اکثر طلبا جو ملک مغرب مین ہین معاش طبیعی اور اوس کے اسباب سے
عاجز ہین - پس یہ لوگ تونگرون کے پاس پرانے چاک شدہ حاشیون کے ورق
جنپر عجمی خطوط یا ایسے خطوط جنکا ترجمہ وہ اپنے زعم مین کرتے ہین لیکر پہونچتے ہین اور یہ ظاہر کرتے ہین
کہ یہہ اہل دفائن کے خطوط ہین اور اسمین مال مدفون کا مقام بھی لکہا ہے اس سے اونکی غرض کچھہ
مار کہانے کی ہوتی ہے - کیونکہ تونگر لوگ اکثر ایسے باتون مین آکر اون کو دفینون کے ڈہونڈہنے
اور کہودنے کے لئے کچھہ نقد دیکر مقرر کرتے ہین - اور یہہ لوگ مالدار لوگون کو وہم مین ڈالدیتے
ہین اور بیان کرتے ہین کہ ہمارا مطلب صرف یہہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے حاکمون کے
نزدیک طلب جاہ مین مدد لین - پس شہر کے اکثر ضعیف العقل آدمی اون کے اسبات
کی تصدیق کرتے ہین اس بات کا اعتقاد رکھتے ہین کہ گزشتہ لوگون کے کل خزانے زمین
مین طلسمات سحریہ سے مدفون ہین اور اسکی مہر کو ہر شخص نہین توڑ سکتا لیکن ایسا شخص جو اس
کے علم کو پورے طور پر جانتا ہوا یہ اوس کا جادو ہو وہ خوشبوئیان وغیرہ جلاکر اور قربانی
وغیرہ دیکر اوسکی مہر توڑ سکتا ہے - پس شہر کے لوگ افریقیہ[۲] مین خیال کرتے ہین کہ وہ فرنگی

---

[۱] ترجمہ - یہ ایک بڑا شاندار سوال ہے تو اپنے مطلب پر پہونچیگا اگر تو اس کو سن لیگا - بڑے نادر شکوک ہین جسکو بحث یا کوشش نے مثلاً ضبط کیا ہے -

[۲] افریقی لوگون سے مراد فاس - تونس طرابلس وغیرہ بلاد مغرب کے لوگ ہین - مولف

(عیسائی) جو قبل اسلام تھے اپنے مال اور زر و جواہر کو اونہون نے دفن کر دیا ہے اور اسکو ودیعت کے طور پر جو اوس کاغذ مین ہے لکھکر رکھا ہے - اور ہم نے اوس کے نکالنے کا راستہ معلوم کیا ہے - مشرقی شہرون کے لوگ بھی قبطی اور رومی اور فارس کی اقوام کی نسبت ایسا ہی خیال کرتے ہین کہ اونہون نے بھی اپنے مال کو دفن کیا ہے اور نیز یہ لوگ اسکے متعلق خرافات قصے نقل کرتے ہین بعض طالبین نے اموال اور جواہر کو رکھے ہوئے دیکھا ہے اور اوس کے پاس محافظ دفینہ تلوارین کھینچے ہوئے ہین - زمین حرکت کرتی ہوئی معلوم ہوتی ہے اور ایسا خیال ہوتا ہے کہ دہس جائے گی - جب وہ اسمین کامیاب نہین ہوتے ہین تو اس کو بسبب جہل کے طلسم کے طرف محول کرتے ہین - قوم مصری مین ہے کہ یہ لوگ پانی کے بہر گڑہے ڈالنے یا اوس کے مطلق بھنے کو اعمال سحریہ قرار دیکر بحث کرتے ہین کیونکہ اون کا خیال ہے کہ متقدمین نے اپنے کل مالون کو دریائے نیل کی دھارون مین دفن کیا ہے ابن خلدون کا کلام یہان ختم ہوا -

**طلسم کا بیان** طلسم جسکا ذکر گذرا اور جسکی جمع طلسمات آتی ہے اوس سے مراد قواے سماویہ فعالہ (اثر کرنے والے) کا قواے ارضی منفعلہ (اثر پذیر) سے ممزوج کرنا ہے اور اسکو بواسطہ خطوط مخصوصہ کے جسکو اس فن والے جانتے ہین موذی چیز کی دفع کرنیکے لئے بناتے ہین -

**سحر یعنی جادو کا بیان** سحر یعنے جادو کی دو قسمین ہین حقیقی اور غیر حقیقی - حقیقی جادو وہ ہے جو باطل کو حق کی صورت مین بتایا جاتا ہے - اصل لغت مین اسکے معنی صرف یعنی پھیرنے کے ہین اور اسیوجہ سے اسکا نام سحر ہوا کہ وہ اشیا کو اپنی اصلی جہت (حالت یا صورت) سے پھیر دیتا ہے اور بعض کہتے ہین کہ وہ ایک عمل ہے جس سے شیطان کا تقرب اور اوس سے اون امور مین جن کے حصول مین انسان عاجز ہے اعانت چاہی جاتی ہے - اور یہ خیال کرتے ہین کہ اس کی پانچ قسمین ہین اور ان پانچون اقسام کا رجوع دو اصل کے طرف ہوتا ہے یعنی سحر ابیض یعنے خدا کا جادو اور سحر اسود یعنی شیطان کا جادو - پہلی قسم کا سحر ایسا ہے کہ اوسکا عامل شیطان کو بوجہ اپنے غلبہ کے مطیع کر لیتا ہے - دوسری قسم کا سحر ایسا ہے کہ اوس کا عامل شیطان کا خادم ہوتا ہے اور نیز وہ اوسکی عبادت (پرستش) اور بزرگی کرتا ہے اور خدا سے اور اوس کے کتابون سے کفران (انکار) کرتا ہے - لوگون کے ...

پہلی قسم کا جادو حلال اور دوسری قسم کا حرام ہے۔ اس جادو کے ذریعہ سے ایک جادو کا پتلا وغیرہ بناکر دفینون وغیرہ پر اوسکی حفاظت کے لئے بٹھایا جاتا ہے۔
لیکن غیر حقیقی جادو وہ سیمیا ہے اور بہ لحاظ اون کے خیال کے یہ ایک علم ہے جسکا ماحصل یہ ہے کہ خیالی تمثیلات نمودار ہون جنکا وجود حس مین نہین ہے۔ اور کبھی اون مثالات کی صورتون کو حس مین پیدا کرنے کو کہتے ہین جو مادہ ہوائی مین موجود ہوتے ہین۔

# فصل پنجم

## اسمائے شریفہ وغیرہ کا بیان جو عالم روحانی سی ہین

خداوند تعالی کی ذات پر ننانوے (۹۹) نام سے اشارہ کیا جاتا ہے اور ان نامون کو اسماء اللہ الحسنیٰ کہتے ہین اور وہ نام یہ ہین۔
اللہ۔ الرحمٰن۔ الرحیم۔ الملک۔ القدوس۔ السلام۔ المؤمن۔ المھیمن۔ العزیز۔ الجبار۔ المتکبر۔ الخالق۔ البارء۔ المصور۔ الغفار۔ القہار۔ الوہاب۔ الرزاق۔ الفتاح۔ العلیم۔ القابض۔ الباسط۔ الخافض۔ الرافع۔ المعز۔ المذل۔ السمیع۔ البصیر۔ الحکیم۔ العدل۔ اللطیف۔ الخبیر۔ الحلیم۔ العظیم۔ الغفور۔ الشکور۔ العلی۔ الکبیر۔ الحفیظ۔ المغیث۔ الحسیب۔ الجلیل۔ الکریم۔ الرقیب۔ المجیب۔ الواسع۔ الودود۔ المجید۔ الباعث۔ الشہید۔ الوکیل۔ القوی۔ المتین۔ الولی۔ الحمید۔ المحصی۔ المبدی۔ المعید۔ المحی۔ الممیت۔ الحق۔ القیوم۔ الواجد۔ الماجد۔ الواحد۔ الصمد۔ القادر۔ المقتدر۔ المقدم۔ الموخر۔ الاول۔ الآخر۔ الظاہر۔ الباطن۔ الوال۔ المتعال۔ البر۔ التواب۔ المنتقم۔ العفو۔ الرؤف۔ مالک الملک۔ ذوالجلال والاکرام۔ المقسط۔ الجامع۔ الغنی۔ المغنی۔ المانع۔ الضار۔ النافع۔ النور۔ الہادی۔ البدیع۔ الباقی۔ الوارث۔ الرشید۔ الصبور۔

صاحب شریعت اسلامیہ یعنے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام دو سو ایک ہین اور وہ یہ ہین۔
محمد۔ احمد۔ حامد۔ محمود۔ احید۔ وحید۔ ماحی۔ حاشر۔ عاقب۔ طٰہٰ۔ یٰسین۔ طاہر۔ مطہر۔

طیب ۔ سید ۔ رسول ۔ نبی ۔ رسول الرحمۃ ۔ قیم ۔ جامع ۔ مقتفٍ ۔ مقفی ۔ رسول الملاحم ۔
رسول الراحۃ ۔ کامل ۔ اکمل ۔ مدثر ۔ مزمل ۔ عبداللہ ۔ حبیب اللہ ۔ صفی اللہ ۔ نجی اللہ
کلیم اللہ ۔ خاتم الانبیاء ۔ خاتم الرسل ۔ محیی ۔ منجی ۔ مذکر ۔ ناصر ۔ منصور ۔ نبی الرحمۃ
نبی التوبۃ ۔ حریص ۔ علیم ۔ معلوم ۔ شہیر ۔ شاہد ۔ شہید ۔ مشہود ۔ بشیر ۔ مبشر ۔ نذیر ۔ منذر ۔
نور ۔ سراج ۔ مصباح ۔ ہدیٰ ۔ مہدی ۔ منیر ۔ داع ۔ مدعو ۔ مجیب ۔ مجاب ۔ حفی ۔ عفو ۔ ولی ۔
حق ۔ قوی ۔ امین ۔ مامون ۔ کریم ۔ مکرم ۔ مکین ۔ متین ۔ مبین ۔ مؤمل ۔ وصول ۔ ذوقوۃ ۔
ذوحرمۃ ۔ ذومکانۃ ۔ ذوعز ۔ ذوفضل ۔ مطاع ۔ مطیع ۔ قدم ۔ صدق ۔ رحمۃ ۔ بشریٰ ۔ غوث
غیث ۔ غیاث ۔ نعمۃ اللہ ۔ ہدیۃ اللہ ۔ عروۃ ۔ وثقی ۔ صراط اللہ ۔ صراط مستقیم ۔ ذکر اللہ ۔
سیف اللہ ۔ ضرب اللہ ۔ النجم الثاقب ۔ مصطفے ۔ مجتبی ۔ منتقی ۔ امی ۔ مختار ۔ اجیر ۔ جبار ۔
ابوالقاسم ۔ ابوالطاہر ۔ ابوالطیب ۔ ابو ابراہیم ۔ مشفع ۔ شفیع ۔ صالح ۔ مصلح ۔ مہیمن ۔
صادق ۔ مصدق ۔ صدق ۔ سیدالمرسلین ۔ امام المتقین ۔ قائد الغر المحجلین ۔ خلیل الرحمن
بر ۔ مبر ۔ وجیہ ۔ نصیح ۔ ناصح ۔ وکیل ۔ متوکل ۔ کفیل ۔ شفیق ۔ مقیم السنۃ ۔ مقدس ۔
روح القدس ۔ روح الحق ۔ روح القسط ۔ کاف ۔ مکتف ۔ بالغ ۔ مبلغ ۔ شاف ۔ واصل
موصل ۔ سابق ۔ سائق ۔ ہاد ۔ مہد ۔ مقدم ۔ عزیز ۔ فاضل ۔ مفضل ۔ فاتح ۔ مفتاح ۔
مفتاح الرحمۃ ۔ مفتاح الجنۃ ۔ علم الایمان ۔ علم الیقین ۔ دلیل الخیرات ۔ مصحح الحسنات ۔
مقیل العثرات ۔ صفوح عن الزلات ۔ صاحب الشفاعۃ ۔ صاحب المقام ۔ صاحب القدم
مخصوص بالعز ۔ مخصوص بالمجد ۔ مخصوص بالشرف ۔ صاحب الوسیلۃ ۔ صاحب السیف ۔ صاحب الفضیلۃ
صاحب الازار ۔ صاحب الحجۃ ۔ صاحب السلطان ۔ صاحب الرداء ۔ صاحب الدرجۃ الرفیعۃ
صاحب التاج ۔ صاحب المغفرۃ ۔ صاحب اللواء ۔ صاحب المعراج ۔ صاحب القضیب
صاحب البراق ۔ صاحب الخاتم ۔ صاحب العلامۃ ۔ صاحب البرہان ۔ صاحب البیان
فصیح اللسان ۔ مطہر الجنان ۔ رؤف ۔ رحیم ۔ اذن ۔ خیر ۔ صحیح الاسلام ۔ سید الکونین
عین النعیم ۔ عین الغر ۔ سعد اللہ ۔ سعد الخلق ۔ خطیب الامم ۔ علم الہدی ۔ کاشف الکرب ۔
رافع الرتب ۔ عزالعرب ۔ صاحب الفرج ۔

صحابہ وہ ہیں جنہوں نے آپ کو دیکھا اور پایا ۔ تابعین وہ ہیں جنہوں نے اصحاب کو دیکھا
اور پایا ۔ مہاجرین وہ ہیں جو آپ کے ساتھ بوقت آپ کے ہجرت کے مکہ سے مدینہ کو ہجرت

کرکے گئے۔ اور مدینہ کے وہ لوگ جنہوں نے آپ کے ہجرت کرکر وہان جانے پر آپ کی مدد
کی اور آپ کو اپنے پاس رکہا انصار کہلاتے ہین۔ حدیث وہ ہے جو آپ سے روایت
کیجائے اور خبر وہ ہے جو آپ کے غیر سے روایت کیجائے اور اثر وہ ہے جو آپ کے صحابہ سے
روایت کی جائے اور نیز اثر کا اطلاق آپ کے کلام پر بھی ہوتا ہے[1]۔ اور ام المومنین آپکی بی بی
عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا لقب ہے[2]۔ اور بتول زہرا آپ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا لقب ہے
جو حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہ کے بی بی ہین۔ اور حسن اور حسین آپ کے سبط ہین[3]
اور حلیمہ بنت ذویب السعدی آپ کی مرضعہ (رضاعی مان) ہین اور آپ کے موذن کا نام
بلال ہے۔ اور آپ کے حاجب کا نام ابوطیبہ ہے۔ اور آپ کے مجلس کے ظریف کا
نام نعیمان بن عمر ہے اور عبد اللہ ذوالبجادین آپ کے دلیل (پیشرو) کا نام ہے۔
اور آپ کے جھنڈے کا نام عقاب ہے۔ عیدان اوس قدح کا نام ہے جسمین
آپ پیشاب کرتے تھے۔ اور دلدل اوس سفید خچر کا نام ہے جسکو ہدیتاً مقوقس
صاحب اسکندریہ نے آپ کو بھیجا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہدیہ مین ایک لونڈی

---

[1] اصول حدیث کی کتابون مین لکھا ہے کہ جمہور کے نزدیک حدیث۔ خبر۔ اثر اور سنت کا
اطلاق نبی اور صحابی اور تابعی کے قول۔ فعل اور تقریر پر ہوتا ہے۔ بعض کہتے ہین کہ حدیث وہ
ہے جو آنحضرت صلعم سے منقول ہو اور خبر وہ ہے جو آپ کے غیر سے مروی ہے اسی واسطے
علم تاریخ کے جاننے والے کو اخباری اور حدیث کے جاننے والے کو محدث کہتے ہین
پس حدیث اور خبر مین عموم خصوص کی نسبت ہے کیونکہ ہر حدیث کو خبر کہتے ہین اور
ہر خبر کو حدیث نہین کہہ سکتے۔
اور اثر وہ ہے جو صحابی سے روایت کی جائے۔ اس کے اقسام وغیرہ کی مزید تفصیل اصول
حدیث مین ہے۔ مترجم

[2] عایشہ صدیقہ رض کی کیا خصوصیت ہے بلکہ نبی کی ہر ایک بی بی ام المومنین ہے اور آپ کی تمام
زوجات امہات المومنین ہین۔ مترجم

[3] سبط کے معنی لغت مین ولد الولد کے اور قبیلہ یہود اور امت کے ہین یہان پہلے معنی سے
مراد ہین یعنی نبی کے نواسے۔ مترجم

بھی بھی جن کا نام ماریہ قبطیہ[1] ہے - اور آپ کی اونٹنی کی نام باختلاف روایت قصوا یا عضبا - یا جدعا ہے - یعفور یا عفیر آپ کے گدہے کا نام ہے - طرب یا ظرب اور لحیف آپ کے[2] گھوڑون کے نام ہین - اور براق ایک جانور ہے جو خچر سے چھوٹا اور گدہے سے بڑا ہوتا ہے جس پر آپ شب معراج مین سوار ہو کر پہلے بیت المقدس کو گئے اور پھر وہان سے آسمانون پر گئے

لیلۃ القدر جسکو جہنی بھی کہتے ہیں وہ رات ہے جسمین آپ پر قرآن نازل ہوا اور یہہ رات ماہ رمضان کے عشرہ اخیر کی طاق راتون مین ہوتی ہے مثلاً تیئسوین رات یا پچیسوین رات یا ستائیسوین رات اور غالباً یہ ستائیسوین رات ہے - اور بعض تیئسوین رات بھی کہتے ہین[3]

سبع الطول قرآن کے سات سورتون کا نام ہے اور وہ سورتین یہ ہین - سورۃ البقر - ال عمران نساء - مائدہ - انعام - اعراف - یونس - انفال اور برارۃ بھی سبع الطول مین داخل ہین -

اشہر روایت مین اولوالعزم پیغمبر[4] یہہ ہین نوح ع ۱ ابراہیم ع ۲ موسی - عیسی ع پیغمبرون کی مددگارونکو

---

[1] حضرت کے صاحبزادے ابراہیم ماریہ قبطیہ کے بطن سے ہے صغر سنی مین ہی انکا انتقال ہوا - مترجم

[2] حضرت کے گھوڑون کے نام اور راون کے متعلق تاریخ کامل مین یہ لکھا ہے کہ پہلے پہل آپ نے مدینہ مین قبیلہ فزارہ کے ایک اعرابی سے دس اوقیہ کو ایک گھوڑا خریدا جسکا نام سکب تھا جنگ احد مین آپ اسی پر سوار تھے - آپ کے ایک اور گھوڑے کا نام ملاوح ہے - یہ گھوڑا پہلے ابی بردہ بن ابی نیار کے پاس تھا - ایک گھوڑے کا نام مرتجز تھا پہلے یہہ گھوڑا بنی مرہ کے پاس تھا ابتہ بن ثابت اسی پر شہید ہوئے - مقوقس نے آپ کو ایک گھوڑا ہدیتاً بھیجا تھا جسکا نام لزاز تھا - ابیعۃ بن ابی البراء نے بھی آپ کو ایک گھوڑا تحفتاً دیا تھا جو لحیف کے نام سے مشہور تھا - فروۃ بن عمر الجذامی نے بھی آپ کو تحفتاً ایک گھوڑا دیا تھا اسکا نام ظرب تھا - حضرت کے ایک اور گھوڑے کا نام ورد تھا جسکو تمیم الداری نے بطور تحفہ آپ کو دیا تھا لیکن آپ نے یہ گھوڑا حضرت عمر رض کو عنایت کیا - حضرت کے ایک اور گھوڑے کا نام یعسوب تھا دیکھو تاریخ کامل جلد ا صفحہ ۱۵۱ و ۱۵۲ - مترجم

[3] قوت روایات اور انکا زیادہ رجحان اسی طرف ہی کہ لیلۃ القدر رمضان کی ستائیسوین رات مین ہوتی ہی - مترجم

[4] اولوالعزم پیغمبر بعض روایت کے لحاظ سے یہ ہین آدم ع ۱ نوح ع ۲ ابراہیم ع ۳ موسی ع ۴ عیسی ع ۵ محمد صلعم اور بعض لوگ صرف نوح ع ۱ ابراہیم - موسی - عیسی - محمد صلعم کو اولوالعزم کہتے ہین - مترجم

حواری کہتے ہین - اسی وجہ سے مسیح عہ کے مددگار دن کو حوارئین کہتے ہین یعنے اونکے شاگرد
اور صاحب الحوت بنی یونان کا لقب ہے - اور قطب ہر زمانہ مین ایک شخص ہوتا ہے جسپر
خدا کی عنایت ہوتی ہے اور اسی کو غوث بھی کہتے ہین - ابدال نیک لوگون کی ایک قوم ہے جن سے دنیا
کبھی خالی نہین ہوتی اور جب کوئی اون مین سے مرتا ہے تو اوس کے مقام مین ایک دوسرا شخص
موجود ہوجاتا ہے اور ابدال کی تعداد ستر ہے جنہین سے چالیس شام مین اور باقی تیس دنیا کے تمام
حصون مین پھیلے ہوئے ہین - خضر عہ موسی عہ بنی کے صاحب ہین ان کی کنیت ابوالعباس ہو اور
بعض کہتے ہین ان کا نام آلیا ہے اور یہہ بنی ہین نصرانیون کے پاس مشہور یہ ہے کہ ان کا نام
ماری جرجس ہے - متخصرون وہ لوگ ہین جو رات کو نماز پڑھتے ہین اور جب تھک جاتے ہین تو
اپنے ہاتھون کو اپنی کوکھ پر رکھ لیتے ہین بعض کہتے ہین کہ تخصر وہ لوگ ہین جو قیامت مین (اپنے
اعمال پر اعتماد کرتے ہین) - ذوالکفل الیاس بنی کا نام ہے بعض لوگ ہوشع اور زکریا کو ذوالکفل
کہتے ہین - یحیی الحصور کا نام نصاری کے نزدیک یوحنا المعمدان ہے - اور شعیب بھی بنی ہین
انہین کو رعوئیل کاہن مدیان کہتے ہین جو موسی عہ بنی کے سسر ہے ہین - ہود بھی ایک بنی ہین اور
انہین کا نام عابر بن شالخ ہے - قوم عاد کی طرف یہ مبعوث ہوئے تھے یہ قوم ستارہ پرست
ہوگئی تھی - ہود عہ اس واسطے مبعوث کئے گئے کہ اون کو توحید کی طرف بلائین اس قوم مین سے
ایک جماعت جنہین لقمان بن عاد ہین ہود عہ کی اطاعت قبول کی - صالح بھی ایک بنی ہین جو قوم ثمود کی
طرف مبعوث ہوئے تاکہ وہ اون کو خدا کی عبادت کی دعوت دین - اس قوم نے آپ سے آیت
(معجزہ) طلب کی تو آپ اوس (قوم) کو ساتھ لیکر ایک جنگل مین پہاڑ پر گئے وہان ایک بچہ والی
اونٹنی کو دکھایا اور اون سے کہا کہ اس کو نہ ذبح کرو اور نہ کسی قسم کی تکلیف دو اونہون نے آپ
کی بات کو نہ مانا بلکہ اخیر پر اون مین سے ایک نے اسکے تھنون پر تیر مارا جس سے وہ مری
لیکن وہ اوسکے بچے کو نہین پائے اس اونٹنی کے مرنے کے بعد آسمان سے ایک چیخ ہوئی
جس کے صدمہ سے اون کے دل ٹوٹ گئے اور وہ سب ہلاک ہوگئے اسی بنا پر قوم کی
اشرار لوگون کے لئے یہ مثال دیجاتی ہے کہ "اخبث من الذین عقروا الناقۃ" یعنے اون لوگون سے
زیادہ خبیث ہین جنہون نے اونٹنی کو ذبح کیا[1] - حنظلۃ بن صفوان اہل رس مین ایک بنی تھے اور

---

[1] صالح علیہ السلام کا قصہ قرآن مین موجود اور مشہور ہی اسلئے اس مقام پر اسکی تفصیل چندان ضروری نہین - مترجم

اہل رس بھی قوم ثمود کے لوگون مین سے ہین اور بعض کہتے ہین کہ نبی فالج بن عامر کی اولاد سے ہین
اور یہی صحیح ہے اور ادریس اخنوخ اور عزیر بھی نبی ہین اور عزیر کو عزرا کاہن بھی کہتے ہین
طالوت شادل پادشاہ اسرائیل کا نام ہے ۔ جالوت جلیات فلسطین کا ایک جبار حاکم ہی
اور اہل کہف سات آدمی ہین اور ادن کے کتے کا نام قطمیر ہے ۔ معروف کرخی جنکا نام ابو محفوظ
ابن فیروز یا فیروزان ہے ان کے ماں باپ نصرانی تھے انہون نے علی بن موسی رضا کے ہاتھ
پر اسلام لایا ۔ اور اجابت دعوت مین یہ بڑے مشہور ہین ۲۰۴ ہجری ۸۱۹ء مین بغداد مین
انکی وفات ہوئی ۔ اور رجال الاربعون وہ چالیس آدمی ہین جو نصرانیون کے اعتقاد کے موافق
شہید ہوئے ہین اور فضیل ابن عیاض زاہد خلیفہ ہارون رشید کے زمانہ مین تھا ۔
بعض ان کو خراسانی اور سمرقندی الاصل کہتے ہین ۔ اور ابراہیم بن ادہم یعنے ابو اسحق عجلی
خراسانی تفیان ثوای اور اویس القرنی سے زہد حاصل کیا ہے ۔ زہد مین اویس قرنی کی مثال
دیجاتی ہے اور کہتے مین " ازہد من القرنی اویس " کہ قرنی اویس سے زیادہ زاہد ہے ۔ اور اویس
قرنی کا نام ابن عامر ہے اور ذوالنون مصری سے بھی زہد مین مثال دیجاتی ہے ۔ ذوالنون مصری
کی کنیت ابو الفیاض ثوبان بن ابراہیم ہے اور بعض فیاض بن ابراہیم مصری بھی کہتے ہین ۔
انکی وفات ۲۴۵ ہجری ۸۵۹ء مین ہوئی ۔ اسی طرح عبادت مین رابعۃ العدویہ کی مثال دیجاتی ہے
اور یہ نیک بی بی بنت اسمعیل قیسی بصری آل عتیک کی لونڈی ہین اور ان بی بی کی کنیت ام الخیر ہی
شیخ شہاب الدین سہروردی نے اپنی کتاب عوارف المعارف مین ان کے یہ اشعار لکھی ہین ۔

انی جعلتک فی الفواد محدثی      وابحت جسمی من اراد جلوسی[۱]

فالجسم منی للجلیس موانس      وحبیب قلبی فی الفواد انیسی

فرشتون کو بررہ بھی کہتے ہین بعض اون مین کروبین یا کروبیہ کہلاتے ہین ۔ اور یہ فرشتون
کے افسر یا مقربین ہین سروفین کے بعد ان کا مرتبہ ہے ۔ ناودس اکبر اور روح القدس
اور جبریل نصرانیون کے اعتقاد مین یہ جبرائیل کے ماتحت فرشتے ہین ۔ اور حیزوم جبرائیل
کے گھوڑے کا نام ہے ۔ سفرہ یا حفظ اعمال کے حساب کرنے والے فرشتے ہین حفیظ

---

[۱] ترجمہ ۔ مین نے اپنے ساتھ باتین کرنے کے لیے تجھکو ٹھیرایا ہی ۔ اور مین نے اپنے جسم کو مباح کر دیا ہو اُس شخص کیلئے جو میرے ساتھ بیٹھنا چاہی ۔ پس میرا جسم جلیس کیلئے مونس ہی ۔ اور میرا دلی دوست میرے دل مین انیس ہی

اوس فرشتہ کا نام ہے جو لوگون کے اعمال نیک و بد لکہا کرتا ہے۔ اصحاب الاعراف بعض کہتے ہین کہ انبیاء ہین اور بعض کہتے ہین کہ یہ فرشتے ہین جو اہل جنت اور اہل نار کو پہچانتے ہین معقبات شب و روز کے فرشتون کا نام ہے اور قزح اوس فرشتہ کا نام ہے جو بادل پر موکل ہے۔ اسی سے قوس قزح ماخوذ ہے۔ اور رعد بھی ایک فرشتہ کا نام ہے جو بادل کو چلاتا ہے جس طرح حدی کہہ کر ساربان اونٹ کو چلاتا ہے۔ صاعقہ اوس کوڑے کا نام ہے جو اوسکے ہاتھ مین ہوتا ہے وہ جس چیز پر پڑتا ہے اوسکو جلا دیتا ہے سیف صاعقہ یعنی بجلی کی تلوار اوسکو کہتے ہین جو اوس لوہے سے بنائی جاتی ہے جسپر کہ صاعقہ گرتا ہے۔
رابضے وہ فرشتے ہین جو آدم علیہ السلام کے ساتھ اُترے تھے اور باقی فرشتے حملۃ الحجۃ کہلاتے ہین جن سے زمین خالی نہین ہے یعنی زمین کے ہر حصہ مین یہ موجود ہین عزرائیل ملک الموت کا نام ہے جو ارواح بشری کے قبض روح پر موکل ہے۔ منکر نکیر بھی دو فرشتے ہین جو مردون کی قبر مین آتے ہین اور اون سے اونکا حال یعنے اخلاق اور مذہب وغیرہ سے جسپر حالت حیات مین وہ تھے سوال کرتے ہین اور مستحقین عذاب کو قبر مین عذاب دینے کا اون کو اختیار ہے۔ اور بدوح اوس فرشتے کا نام ہے جو حفظ امانات پر موکل ہی اسی واسطے لوگ اس کے نام کو مدارس کے برتنون پر نیچے عنوان کے یا تو عادتی حروف مین یا حساب جمل کے اعداد مین لکہتے ہین اور وہ اعداد (۸۶۴۲) ہین۔ اسیطرح بعض لوگ ان ظروف پر معروف کرخی اور قطمیر کا نام جن کا اوپر ذکر ہوا لکہا کرتے ہین۔ لیکن ہاروت و ماروت یہ دو فرشتے ہین جنہون نے خدا کی نافرمانی کی خدا نے اون کو زمین پر بھیجا اور بابل مین اونکو مسلط کیا اور اون کو انسانی جسم دیا تاکہ وہ لوگون مین انصاف کرین اور لوگون کو گمراہی سے بچائین۔ آخرکار وہ خود ہی عورتون کے محبت مین گرفتار ہوگئے جس سے وہ خدا کی خوشی سے دور ہوگئے۔ یہ بھی ثابت ہے کہ اون کا اصلی عنصر روحی اور ملائکی ہے اور اون کو اجرام علویہ اور سفلیہ کے حالات سے اطلاع ہے۔ اونہون نے صناعت سحر (فن جادو) کو حکمائے بابل کو اچھی طرح سے سکہایا[1]۔ اسی واسطے مثالاً یہ کہتے ہین السحر من

---

[1] الشیبی مجاہد سے روایت کرتا ہے کہ اوس نے خود بابل مین ایک کنوین کو دیکہا جسمین ہاروت و ماروت آجتک قید ہین۔ مولف

ہاروت و ماروت کہ ہاروت ماروت سے بڑا جادوگر ہے اور بابل کو ساحرون کی طرف
منسوب کرتے ہین اور کہتے ہین بابل السحر یعنی بابل کے ساحر اور اسیطرح سحر (جادو) کو بھی
بابل کی طرف منسوب کرتے ہین اور کہتے ہین سحر بابلی یعنے جادو بابل کا۔

اور جلد رقیع اور سما ریا کرۃ الہوا ریا کرہ مار منجمد آسمانون کے اوپر ہے۔ رقیع پہلے آسمان کو
کہتے ہین۔ حاقورہ تیسرے کو اور حاقورہ چوتھے کو اور برقع بھی چوتھے آسمان کو کہتے ہین بعض
کہتے ہین کہ برقع پہلے آسمان کا نام ہے اور بعض کہتے ہین کہ ساتوین آسمان کا نام ہے۔ عروبا
اور شرقہ ساتوین آسمان کا نام ہے۔ سدرۃ المنتہی (بیری کا درخت) ساتوین آسمان پر ایک
درخت ہے۔ بعض کہتے ہین کہ اسکو شجر منتہی (بیری کا درخت) کہتے ہین جو عرش کے سیدھے
طرف ہے کوئی فرشتہ وغیرہ اس سے آگے نہین جا سکتا۔ اور ضراح بیت المعمور کا نام
ہے جو چوتھے آسمان پر ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آسمان پر یہ ایک مکان ہے جو کعبہ کے
محاذی ہے۔ اور مجمل بھی کتاب کا نام ہے اسی کو لوح محفوظ کہتے ہین۔ لوح محفوظ ایک جسمانی تختہ
ہے جو ساتوین آسمان پر ہے اوسمین ہر ایک چیز کا حال جو ازل سے ابد تک یعنی قیامت تک ہونے
والی ہے لکھا ہوا ہے۔

ساعت۔ یوم الدین۔ یوم الآخر۔ یوم الحساب۔ یوم الحشر۔ آزفہ۔ یوم البعث۔ یوم المعاد۔ حاقہ
خروج۔ روز قیامت کو کہتے ہین۔ دار السلام۔ دار الجزار۔ حظیرۃ القدس جنت کو کہتے ہین۔
رضوان جنت کے حارسین کا نام ہے۔ تسنیم ایک نہر ہے جس کا پانی دریچون اور بنگلون کے
اوپر سے بہتا رہتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اہل جنت کے لئے جو پانی اور نہرین ہین تسنیم اون سب
کے اوپر ہے۔ نضاخ بھی جنت کی ایک نہر ہے۔ کوثر بھی جنت کی ایک نہر ہے جسکا پانی شہد سے
زیادہ شیرین اور دودھ سے زیادہ سفید اور برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مسکہ سے زیادہ
نرم اور ہلکا ہے۔ اوس کے کنارہ زبرجد کے بنے ہوئے ہین اوسکے برتن چاندی کے ہین
اوس سے جو کوئی پانی پیتا ہے پھر اوسکو پیاس نہین لگتی۔ طوبیٰ یا طیبی یہ بھی جنت کا ایک درخت ہے
علیون علی کی جمع ہے یہ ایک اونچی جنت کا نام ہے بعض کہتے ہین کہ ساتوین آسمان پر ایک خاص
مقام ہے جہان مومنین کی روحین جاتی ہین۔ بعض کہتے ہین کہ یہ ساتوین آسمان کا یا جنت کا
یا قائمۃ الیمنی یعنے جانب راست کے ستون کا نام ہے اور بعض سدرۃ المنتہی کو علیون کہتے ہین
اور اعراف ایک پل ہے جو جنت اور دوزخ کے درمیان ہے۔

دارالبوار اور اسی کا نام دار الہلاک ہے اور لظی اور سعیر حطمۃ - بوسن جہنم - ہاویۃ اور سقر آخرت کی دوزخ کی آگ کے سات طبقات ہین - اور درک کے معنی کسی چیز کے گڑھے ہے کے اتھاہ کے ہین اور مدرکہ منزل کو کھتے ہین جس کے مقابلہ مین درجہ ہے جو بہ لحاظ بلندی کے ہے غرضکہ درک کے معنی پستی کے اور درجہ کے معنی بلندی کے ہین - مالک دوزخ کے خازن کا نام ہے - اور زبانیہ وہ فرشتے ہین جو دوزخیون کو آگ مین ڈالا کرتے ہین - صراط ایک لمبا پل ہے جو دوزخ کی پشت پر رکھا ہوا ہے - یہ پل بال سے باریک اور تلوار کی دہار سے زیادہ تیز ہے اور اثام دوزخ کے ایک جنگل کا نام ہے اور سجین بھی ایک اور جنگل کا نام ہے جو دوزخ مین ہے بعض کھتے ہین کہ وہ ایک کتاب ہے جسمین کافرون اور شیطانون کے اعمال لکھے جاتے ہین بعض کھتے ہین کہ یہ وہ کتاب ہے جسمین ثقلین (فریقین) یعنے بدکار جن وانس کے اعمال لکھے جاتے ہین - کہا جاتا ہے کہ سجیل کے معنی سجین کے ہین یہی پتھر دوزخ کی آگ سے گرم کئے گئے تھے اور ان پتھرون پر قوم کے تمام لوگون کے نام لکھے گئے تھے انہین پتھرون سے ابابیلون نے اصحاب فیل کو مارا - صعود دوزخ کا ایک پہاڑ ہے جسکی چڑہائی یعنی بلندی ستر سال کی ہے دوزخی لوگ اوسپر ہمیشہ اسیطرح چڑہتے اوترتے رہتے ہین - غسلین وہ رقیق مادہ ہے جو دوزخی لوگون کے پوست اور گوشت اور خون سے نکل کر بہتا ہے - اور دوزخ کے ایک درخت کا نام بھی ہے - خبال دوزخی لوگون کی پیپ کو کھتے ہین - زقوم ایک درخت ہے جو جہنم کی تہ مین اگا ہوا ہے اوسکی چوٹی شیطانون یعنے سانپون کے پھنون سے مشابہ ہے اور اہل نار کی غذا اوسی سے ہے - قرآن مین جو شجر ملعونہ وارد ہے اوس سے یہی درخت مراد لیا گیا ہے -

راہون - ہند کے اوس پہاڑ کا نام ہے جسپر آدم علیہ السلام اوترے تھے - حید قور - یا حیدقور یا حید قور یمن مین ایک پہاڑ ہے کہتے ہین کہ اسمین ایک گڑہا بھی ہے جہان لوگ جاکر جادو سیکھتے ہین اور برہوت ایک کنوین کا نام ہے جو حضر موت مین واقع ہے جسمین کافرون کی روحین جمع ہوتی ہین - موتفکات وہ شہر ہین جنکو خدا نے قوم لوط پر اولٹ دیا - اور رہرشی مکہ کے راستہ مین ایک پہاڑی ہے وہان سے سمندر کے دو راستہ نظر آتے ہین اون دونون مین سے جس طریق پر کوئی چلتا ہے ٹھیک مقام پر پہونچ جاتا ہے - طاحیہ اوس چیونٹی کا نام ہے جس نے سلیمان علیہ السلام سے باتین کین - نبت طبق سلحفاۃ کا نام اور سلحفاۃ ایک جانور کا نام ہے اس جانور کا خون

صرع کی بیماری کے لئے مفید خیال کیا گیا ہی عربون کا اعتقاد ہے کہ وہ ننیانوے انڈے دیتا ہی
ان سب انڈون سے سلاحف پیدا ہوتے ہین علاوہ اسکے ایک اور انڈا دیتا ہے لیکن یہہ
آخری انڈا سانپ کے سبب سے ٹوٹ جاتا ہے یعنی سانپ کے سایہ یا اوسکی نظر پڑنے سے
ٹوٹ جاتا ہے۔

جساسہ بھی ایک جانور کا نام ہے جو جزیرون مین ہوتا ہے اور خبرین ڈہونڈہ کر لوگون کے پاس
لاتا ہے۔ دابۃ الارض بہی ایک[1] جانور کا نام ہے اسکا ظہور قیامت کی علامات مین سے پہلی علامت ہی
یہ جانور مکہ کے جبل صفا سے نکلے گا۔ لوگ اسکو دیکھکر منی یا طایف کو بھاگین گے۔ یا یہہ جانور تین مرتبہ
تین مختلف مقامات سے ظاہر ہوگا اوس کے ہاتھ مین موسی کا عصا ہوگا اور انگلی مین سلیمان عم کی
انگوٹھی ہوگی مومنین کو عصا سے مارے گا اور کافر کے موںہہ پر انگوٹھی سے ٹھپہ کریگا جس سے
اوس کے ماتھے پر ہذا کافر کے الفاظ منقش ہوجائین گے۔

---

[1] دابۃ الارض کے خروج کے متعلق جو روایات ہین وہ حد تواتر کو پہونچے ہین البتہ اوس کے حلیہ اور عصا اور
انگشتری کے متعلق جو احادیث ہین وہ آحاد ہین۔ غرض کہ یہ جانور آفتاب کے مغرب سے طلوع ہونے کے دوسرے
روز مکہ کے شرقی جانب سے جہان صفا کا پہاڑ واقع ہے نکلے گا۔ اول تو زلزلہ آکر شق ہوگا اور اوس مین سے جو
جانور نکلے گا اوسکی شبیہ ہوگی۔ منہ آدمی کا۔ اونٹ کے پانون۔ گھوڑے کے ایال۔ دم گائے کی
سینگ گینڈے کے مشابہ ہاتھ بندر کے سے۔ اور اوس کا بیان نہایت فصیح ہوگا۔ قبل خروج
اوس کے ظہور کا چرچا یمن اور نجد مین ہوگا لیکن اوس مرتبہ نکل کر جلد غائب ہوجائے گا۔ پہر بعد
مین جو ظاہر ہوگا تو اوس کے ایک ہاتھ مین عصائے موسی اور دوسرے ہاتھ مین سلیمان عم کی
انگوٹھی ہوگی۔ تمام ملک مین پہرے گا کوئی مرد۔ عورت اور چارپایہ اوس سے بھاگ کر نہ جاسکیگا
وہ اوس عصا سے مومن کے ہاتھ پر ایک خط کھینچ دے گا اوس سے اوس مومن کا چہرہ
نورانی ہوجائے گا اور کافر اور منافق کے ماتھے پر اوس انگوٹھی سے مہر لگا دے گا
اور مہر مین الفاظ ھذا کافر کے منقش اور نمودار ہون گے۔ اور نیز اوس
کافر کا منہ اوس سے سیاہ ہوجائے گا۔ ان علامات سے کافرون اور مومنون مین امتیاز
ہوجائے گا۔
کہتے ہین کہ اس واقعہ کے بعد وہ جانور پہر غائب ہوجائے گا۔ مترجم

جن کی خلقت بھی ایسی ہی ہے جیسی انسان کی اون مین بھی طایفہ جماعتین قبیلے خاندان کنبے اور برادریان ہوتی ہین - اون مین بھی بادشاہ اور حکام ہوتے ہین اور یہ بھی ویسے ہی قواعد استعمال کرتے ہین جیسے بنی نوع انسان مین جاری ہین - اون مین بھی راویان اور مذاہب ہین نکاح کرتے ہین اولاد ہوتی ہے - بعض اون مین گورے - کالے - سرخ - سبزہ رنگ - گندمی رنگ اور کالے پیلے وغیرہ ہوتے ہین غرض کہ تمام صفات مین مثل انسان کے ہین - یہ حکایت کی جاتی ہے کہ ابو السری سہل بن ابی غالب خزرجی شاعر جو خلیفہ ہارون رشید عباسی کے زمانہ مین تھا اوس کا دعوی (بیان) تھا کہ وہ بجستان مین پیدا ہوا ہے اور اوسکو ایک جنیہ عورت نے دودھ پلایا ہے اور وہ اون کے پاس رہا بھی تھا - اوس نے ایک کتاب حالات اور حکمت اور انساب اور اشعار کے متعلق لکھی ہے - اور اوس نے یہ بھی دعوی کے ساتھ بیان کیا کہ اوس نے امین بن الرشید مشار الیہ کے لئے (...) سے بیعت لی ہے - یہ سنکر رشید اور اوس کے بیٹے امین اور زبیدہ امین کی مان نے اوسکو اپنے پاس بلایا اور اوسکو انعام دیا اور اس وسیلہ سے اوس نے خوب فائدہ اوٹھایا اور اوس کے وہ اشعار نہایت عمدہ ہین جو اوس نے جن اور شیاطین اور سعالی (جن کی ساحرہ) کیلئے لکھے تھے - رشید نے یہ واقعہ سنکر اوس سے کہا کہ اگر تو نے حقیقت مین یہ واقعہ دیکھا ہے تو واقع مین ایک عجیب بات ہے اور اگر تو نے نہین دیکھا ہے تو یہ تیری چالاکی ہے -

شیخ شرف الدین جاحظ کہتا ہے کہ جن جب ظلم کرتا ہے یا کفر کرتا ہے یا مفسدہ پردازی اور تعدی کرتا ہے تو وہ شیطان ہے - اگر وہ بڑے مکانون کو منہدم کرنے یا بڑے بھاری چیزون کو اوٹھانے پر اور باتین چرانے پر قادر ہوتا ہے تو اوسکو مارد کہتے ہین ان شریر افعال مین اور زیادتی ہوتی ہے تو وہ عفریت کہلاتا ہے اور جب وہ پاک وصاف اور بھلائی کے کام کرتا ہے تو وہ ملک (فرشتہ) ہوتا ہے -

جن کے معنی لغت مین خلاف انس (دانست پذیری) کے ہین یا ہر وہ چیز جو حواس سے

---

سلہ مترجم کی رائے مین بھی یہ واقعہ ابو السری کی چالاکی اور خلیفہ وقت کے پاس رسوخ پانے اور کامیابی حاصل کرنے کی ایک صریح مکر آمیز چال تھی چنانچہ ہارون رشید نے بھی اسکی اس چال کو سمجھ گیا - مترجم

مخفی رہے خواہ وہ فرشتے ہوں یا شیطان ہوں - اور جن کو جن اس لئے کہتے ہیں کہ وہ انسان سے بچتا ہے اور نظر نہیں آتا ہے[1] - بعض کہتے ہیں کہ ملائکہ اور جن میں عموم خصوص کی نسبت ہے - پس ہر فرشتہ جن ہے اور ہر جن فرشتہ نہیں ہے - لیکن شیخ ابو علی الحسن بن سینا کہتا ہے کہ جن ایک ہوائی حیوان ہے جو مختلف شکلوں میں نمودار ہوتا ہے - پھر اوس نے کہا کہ یہ نام کی تشریح ہے یعنی اس لفظ کے مدلول کا بیان ہے عام اس سے کہ اسکا مدلول خارج میں معدوم ہو یا موجود اور اوسکا وجود خارج میں نہ معلوم ہوا ہو - ابو البقا کہتا ہے کہ فلاسفہ کے ظاہر کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ جن اور شیاطین نفوس بشری کا نام ہے جس حال میں کہ ابدان سے بہ لحاظ خیر و شر کے جدا ہوتے ہیں - ابو وہب کہتا ہے کہ بعض جن ایسے ہوتے ہیں کہ اون کی اولاد ہوتی ہے اور وہ کھاتے پیتے بھی ہیں - اور بعض مثل ہوا کے ہیں جان - جن کا باپ ہے جسطرح آدم ابو البشر ہیں اور اوس کے اولاد میں وہ جن جو قبیلوں کے باپ یعنی جد اعلی ہیں اون کے نام یہ ہیں اور اوس کے قبیلوں کے نام شیصبان اور مرۃ غزوان اور عسل ہیں - جن اون کے قبیلوں میں سے ایک قبیلہ ہے کہتے ہیں کہ کالے کتے اوسی قبیلہ کے ہیں یا جنات میں وہ سفلہ اور ضعیف جنات ہیں یا اون کے کتے ہیں یا یہ کہ وہ انسان اور جن کے درمیان کوئی مخلوق ہے - اور شق جنات کی وہ جنس ہے جسکی نصف صورت آدمی کی ہوتی ہے اسی مقالہ کے چوتھی فصل میں اوسکا ذکر لکھا جا چکا ہے - گھروں میں رہنے والے جنات کو عمار کہتے ہیں اور اعقب وہ جن ہیں جنہوں نے قرآن کو سنا اور عکب مارد بھی جنات سے ہے -

اون میں سے ہر ایک کے وطن بھی علحدہ اور مخصوص ہیں مثلاً ابراص - حیہم - وبار - بقار یہ موضع رمل عالج میں واقع ہے اور مقام بلوقہ بحرین کے کنارہ پر کاظمہ کے اوپر ہے - اور حوش وہ موضع ہے جو رمل یبرین کے آگے ہے - یہاں آدمی نہیں رہتے ہیں اونٹوں کی وہ نوع جسکو حوشیہ کہتے ہیں اسی کے طرف منسوب ہیں اور قریب میں اوس کے متعلق تفصیلی بیان

[1] کیونکہ وہ آدمیوں کی نظروں سے پوشیدہ رہتا ہے - اصبہانی کہتا ہے کہ جن ماخوذ ہے جن یجن سے جس کے معنے چھپنے کے ہیں اور جنت بھی اسی سے مشتق ہے کیونکہ جنت بھی کبھی نظر نہیں آتی - مولف

کیا جائے گا۔ ہوب دابر یا ہوت دابر وہ موضع ہے جسکی مثال دیا کرتے ہین اور کہتے ہین۔
"ترکتہ فی ہوب دابر" یعنے مین نے اوسکو ہوب دابر مین چہوڑ دیا۔ یہ اوس وقت کہتے ہین جب
مقام کو نہ جانتا ہو اور کوئی چیز وہان چہوڑ دیجائے۔ اور عبقر بھی ایک مقام کا نام ہے اور اسکی
مثال دیتے ہین اور کہتے ہین "ہذا عبقری القوم" یہہ مثال ہر ایک نادر اور اچھے چیز کے لئے دیتے
ہین گویا یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اوس نادر اور اچہے چیز کو جنات نے بنایا ہے۔ اور یہہ مثال بھی
دیجاتی ہے "ظلم عبقری" پہلی مثال مرد قوی کے لئے اور دوسری مثال ظلم قوی کے لئے دیجاتی ہی
بعض اور لوگ کہتے ہین کہ عبقر یا جبقر جاڑہ کو کہتے ہین اور محضور سے مراد جنات کا حاضر ہونا ہے اور
"اللبن محتضر فغطہ اناءک" کہنے سے بھی جنات حاضر ہوتے ہین اس کے معنی یہہ ہین کہ دودھ حاضر
ہے تو اپنا برتن بھر لے اور "کنف محضورۃ" جگہ حاضر ہے کہنے سے بھی جن حاضر ہوتے ہین
جنات کے بنائے ہوئے مکانات سے صرواح بھی ایک عمارت ہے یعنی قصر بلقیس جس کا
ذکر آگے آتا ہے اور تدمر بھی ایک شہر ہے جسکا ذکر اراضی شام کے حالات مین اوپر گزر چکا
ہے اسی پر ہر ایک قدیم اور ہولناک عمارت کو قیاس کرنا چاہیے کہ وہ جنات کے
بنائی ہوئی ہین۔

جنات کی آواز بھی ہوتی ہے کہا جاتا ہے کہ رات کے وقت جنگلون مین سنائی دیتی ہے
جس کو عزیف کہتے ہین لیکن زی زی یا زیزم یہ اسی آواز کی حکایت ہے۔

جنات سے بڑا خوف ہونے کا سبب یہہ ہے کہ جنات کی عورتین نوع انسان کے مردون کی
مجامعت کی خواہش سے عاشق ہوتی ہین جس طرح جنات کے مرد نوع انسان کی عورتون کی
اسی خیال سے عاشق ہوتے ہین اور اس طرح کے تعلق سے کبھی کبھی ان دونون فریقون مین
تناسل بھی ہوتا ہے یعنی ان سے اولاد ہوتی ہے کیونکہ ارواح مجردہ اور آدمیون مین اس کا
حصول ممکن ہے۔

بعض عرب قبیلہ جرہم کی نسبت خیال کرتے ہین کہ وہ اسی طریقہ کے اولاد ہین یعنے انسان اور
ملائکہ سے پیدا ہوئے ہین اور بلقیس یعنی ملکہ شہر سبا بھی جسکا ذکر گزر چکا اسی قسم کی پیدائش
کی ہے اور سکندر ذو القرنین کو بھی انسان اور ملائکہ کی اولاد جانتے ہین۔ اور ظاہر کیا جاتا ہے
کہ اسکندر ذو القرنین اسکندر بن فیلبس مکدونی (اسکندر ابن فیلقوس مقدومی) سے علیحدہ ہی
یونانیون کے خرافات خیال مین اسکا نام ہر قول ہے۔ عمرو بن یربوع کی نسبت جسکا ذکر آگے

ص ۱۲۴

آئے گا کہا جاتا ہے کہ وہ سعلاۃ (جنات کی ساحرہ) اور انسان سے پیدا ہوا ہے اون کے خیالات مین یہہ اوہام ظہور اسلام تک بجمے رہے ہے۔

جمع شیاطین کو کہتے ہین اور خبث اون کے مردون کا نام ہے اور خبائث اونکی عورتون کا نام ہے اون کے ذکور (مردون) مین سے ابومرہ اور ابو قترۃ ابلیس کی کنیتین ہین اور قترۃ ایک شیطان کا نام ہے۔ زلنبور۔ ثبر۔ اعور۔ مسوط۔ اوداسم ابلیس کی اولاد کے نام ہین اور یہ اسکی ذریت ہین ان مین سے ہر ایک کا ایک ایک خاص کام ہے۔ اور لبینی اسکی بیٹی کا نام ہے۔ قلاط۔ قلوط شیاطین کی اولاد کے نام ہین۔ اور ہیاہ۔ وکالی۔ اور دلامز شیاطین کے نام ہین۔ دلہان۔ اور مذہب خاص وہ شیطان ہے جو وضو مین زیادہ پانی صرف کراتا ہی خنزب اوس شیطان کا نام ہے جو نمازی پر مسلط ہے۔ اور ازب عقبہ کے شیطان کا نام ہے بعض کہتے ہین کہ یہہ اوس جن کا نام ہے جس سے ابن الزبیر نے ملاقات کی اونہون نے اوسکے سر پر کوڑا رکہا (مارا) تو وہ غائب ہو گیا۔ زوبعہ شیطان کا نام ہے یا جن کے رئیس کا نام ہے اسی سے اعصار (زمانون) کو زوبعہ کہتے ہین۔ اور وہ ہوا ہے جو غبار کو اوڑا کر آسمان کی طرف لیجاتی ہے اور یہ غبار ایک ستون کی شکل کا ہو جاتا ہے اور اوسکو ام زوبعہ کہتے ہین کیونکہ اسی سے غبار اوٹہتا ہے۔

# فصل ششم

## عرب کی وحشی عادات جو اسلام مین لغو ہو گئین

عرب مین بہت سی وحشی عادتین اور رسمین تہین۔ جنکو وہ فضیلت سمجہتے تھے اسلام نے اونکی ان عادتون کو باطل کر دیا منجملہ اون عادات اور رسوم کے یہ ہین جنکی تفصیل آگے کی جاتی ہے

ص ۱۲۵

بحیرہ[۱]۔ سائبتہ[۲]۔ حام[۳]۔ خمر[۴]۔ میسر[۵]۔ انصاب[۶]۔ ازلام[۷]۔ داؤالبنات[۸]۔ رفادہ فی الحج[۹]۔ جب آیت ماجعل اللہ من بحیرۃ ولاسائبۃ ولاوصیلۃ ولاحام بحیرہ اور سائبہ اور وصیلہ اور حامی کو خدا نے نہین رواج دیا اور آیت یا ایہا الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو (یہ جان لو کہ) شراب (پینا) اور

جوا کھیلنا، اور بت اور پانسے شیطانی افعال ہین ان سے تم کنارہ کش رہو شاید دیقیناً
تمہارا بھلا ہوگا نازل ہوئی تو یہ سب رسوم باطل ہوگئے۔

**بحیرہ کا بیان** بحیرہ اوس اونٹنی کو کہتے ہین جو پانچ بچے جنے اور اخیر بچہ یعنے پانچوان بچہ
نر ہو تو اوس اونٹنی کے کان چیر دیا کرتے تھے اور پھر اوسکا ذبح کرنا ممنوع قرار دیا جاتا تھا اور
یہ اونٹنی بلا روک ہر کسی کے پنگھٹ پر پانی پیتی اور ہر کسی کے چراگاہ مین بے خوف چرتی
کوئی اوسکا مانع مزاحم نہ ہوتا۔

**سائبہ کا بیان** جب کوئی شخص اپنے غلام کو آزاد کر دیتا تو وہ اوسکا سائبۃ کہلاتا پھر اوس کے بعد اُن
دونون مین نہ کسی قسم کا عہد ہوتا اور نہ ایک کو دوسری کی میراث ملتی۔

**وصیلہ کا بیان** وصیلہ بکریون مین ہوتا ہے اوسکی یہ صورت ہے کہ جب بکری مادہ جنتی تو اوس کو
اپنے لئے خیال کرتے یعنی اپنے صرف کے قابل سمجھتے اور جب نر جنتی تو اوسکو اپنے معبودون
کے لئے خیال کرتے جب نر مادہ دونون جنتی تو یہ کہتے کہ اپنے دونون بھائیون سے مل گئی اور
اس توام بچون مین سے نر کو اپنے معبودون کے لئے ذبح نہین کرتے تھے۔ اسیکا نام
وصیلہ ہے۔

**حام کا بیان** اونٹ کے نر بچے کو جو دسوین جھول مین پیدا ہوتا تھا تو اوسکو کہتے تھے
کہ اب یہ محفوظ ہوگیا اور اوس کی پیٹھ پر بوجھ نہین لادتے تھے اور اوسکو کسی پنگھٹ اور
چراگاہ سے روکا نہین جاتا تھا۔

**خمر کا بیان** خمر وہ ہے جو عقل کو چھپا دے اور خمر د شراب کو اسی لئے کہتے ہین کہ وہ انسان
کی عقل کو چھپا دیتا ہے۔ زمانہ جاہلیت مین شراب خانون پر جھنڈیان نصب کرتے تھے تاکہ خاص
طور پر شراب خانہ ممتاز رہین اور بلا تامل پہچانے جاسکین اور ان شراب خانون کو غایۃ کہتے
تھے اور اہل عرب شراب پینے اور جوا کھیلنے کو فخر جانتے تھے کیونکہ یہ چیزین سخاوت اور تونگری
کی علامتین سمجھی جاتی تھین۔ شراب خواری مین وہ اسقدر منہمک تھے کہ جس کا بیان دشوار ہے۔
چنانچہ ابو غبشان نے شراب کی ایک مشک کے بعوض کعبہ کی کنجیان فروخت کر ڈالین
چونکہ شراب کے اوصاف مین اون کا تفنن بڑھ گیا تھا تو یہ امر اُن کیلئے اسبات کا مقتضی ہوا کہ وہ اسکے
بہت نام رکھین چنانچہ انکے اشعار مین خواہ وہ اشعار جاہلیت کی ہون یا اُسکے بعد کی شراب کی بہت سے نام
ہین خاصکر شراب کی تعریف مین اُنکو بڑی دستگاہ ہے۔ عمدہ اشعار وہ ہین جنکی بناء شراب کی تعداد اوصاف

کیفیات پر مبنی ہو - صوفیون مین بھی اوس کے ناظم ہین مثلاً امام فارض وغیرہ یہ لوگ لفظ شراب کو دوسرے روحانی معانی مین استعمال کرتے اور اوسکی تاویل کرتے ہین فارض کہتا ہے -

قالوا شربت الاثم کلا وانما شربت التی فی ترکہا عندی الاثم[1]

ایسے صوفی لوگ صرف شراب کو حرام نہین سمجھتے بلکہ دودھ کو بھی وہ حرام سمجھتے ہین جب اسکا ذائقہ ترش ہوجائے - کیونکہ اس حالت مین اوسمین سکر (نشہ) پیدا ہوجاتا ہے اور اس وجہ سے اوسکو مسکرات مین شمار کرتے ہین -

ص ۱۲۶

شراب کے متعلق متاخرین ادیبون کی تالیفات در تعلیقات ہین جنکی کثرت کا اندازہ نہین کیا جا سکتا منجملہ ادن (تالیفات) کے ایک کتاب امام نواجی کی ہے جسکا نام "حلیۃ الکمیت ہے" - کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص اس کتاب کو ایک مرتبہ پڑھ لیتا ہے تو پھر اوس سے اسباب کا ضبط نہین ہو سکتا کہ شراب نہ پیئے اس کتاب کے مولف نے کتاب مذکور کے پیلے باب مین شراب کے تمام نامون کو جنکو اہل عرب اپنی گفتگو مین استعمال کرتے ہین جمع کر دیا ہے - شعرا جاہلیت اور اسلامیئین کے اشعار مین جو نام مل سکے اوجمع کئے گئے ہیں یہی ہین

خمر - راح - راحۃ - مدام - قرقف - قفار - خندریس صہباء قہوہ - شراب - طلا - رحیق - شمول - حمیا - کمیت - مروقہ - مشعشعہ - صافیہ - شمولہ - صرف - عتیق - عاتق - بکر - عذراء - عروس - ام الدہر - اخت المسرہ - ابنۃ العنب - ساسال - سلسبیل - سکر - نبین فصوح - عجوز - شمطاء - کلیسا - دم - جریال - اسفنط - عقور - مزہ - معرقہ - معرق - دریاق - زنجبیل - ناموز - مازیہ - سبا - سبیۃ - حطرہ - مصطار - مصطلق - مصفق - مصفقہ - خرطوم - قطف - سخامہ - عاتیہ - حائیہ - جانیہ - مخیلہ - مطیبہ - مجیبہ - مازی - نشاوہ - منتشیہ - ہنیہ - بالبلیہ - باسانیہ - مزنبۃ - زتیننیہ - ثملیہ - حفیہ - سامریہ - ساہریہ - مریہ - معذی - معذیہ - مسلبہ - ساریہ - معنیہ - اسرہ - قاہرہ - نلہ - نمامۃ - ذبابہ - شمولۃ - مصرعۃ - طاردۃ - میسۃ - مقدمہ - موخرہ - قہج - صرخد - قندیل - کمیس - زرجون - شموس - نغری - عرب - رساطون - فارض - ماقع - ناقع - مبہج - نسید - سولف - صومع - مقاح - حجۃ - عسجد - فواد الدن - ام عنا - ام زنبق -

[1] ترجمہ - لوگون نے مجھسے کہا کہ تونے شراب پی ہے (توبہ ہے) مین نے شراب نہین پی) مین نے وہ چیز پی ہے جسکا ترک میرے نزدیک گناہ ہے -

ام لیلی - ام الخبائث - حرام - اثم - (وہ شراب جو بعد جوش تیسرا حصہ رہجائے) محترمۃ (وہ شراب ہے جو خلیہ کے نصف سے نچوڑی جائے) تبع (شہد کے نبیذ کو کہتے ہین مجعۃ (جو کے نبیذ کو کہتے ہین) مزر (وہ شراب جو گیہون کے نبیذ سے بنائی جاتی ہے) سکرکہ (وہ شراب جو ذرہ (جنیا یا جوار) کے نبیذ سے بنائی جاتی ہے اور یہ حبشہ والون کی شراب ہے) کہا جاتا ہے کہ شراب کے ایک ہزار نام ہین -

صبح کے شراب کو صبوح اور شام کی شراب کو غبوق اور دوپہر کی شراب کو قیل کہتے ہین رات کے پہلے حصہ مین جو شراب پی جاتی ہے اوسکا نام فحمہ ہے اور صبح (طلوع آفتاب سے پہلے) کی شراب کا نام جاشریہ ہے - ایک شاعر کہتا ہے -

وافضل مایہدی الی الشئ جنسہ — وللروح اہدی الراح فہی لہا جنس [1]

ابو نواس (شاعر) نے جو کہا ہے اوس سے مطلب یہ پایا جاتا ہے کہ اوس کے حواس اس سے مشترک یعنی جمع رہتے ہین -

الا فاسقنی خمرا وقل لی ہی الخمر — ولا تسقنی سرا اذا امکن الجہر [2]

اسی (ابو نواس) کا شعر ہے جسمین اوس نے مقدار شراب کو معین کیا ہے -

رایت طبائع الانسان اربعۃ ہی الاصل
فاربعۃ لاربعۃ لکل طبیعۃ رطل [3]

شاعر اعشی مخموز کی دو دو کی یہ تعریف کرتا ہے -

وکاس شربت علی لذۃ — واخری تداویت منہا بہا [4]

---

[1] ترجمہ - ہر چیز کو جو ہدیہ دیا جاتا ہے اوسمین افضل یہ بات ہے کہ اوسکی جنس سے ہدیہ ہو اور روح کے لئے راح مناسب ہے کیونکہ وہ اوسکی (باعتبار اشتقاق کے) جنس ہو -

[2] ترجمہ (ارے ساقی مخاطب) سن لے کہ مجھکو شراب پلا اور اوس سے یہ بھی کہدے کہ جب تک ممکن ہو شراب علانیہ پلائے، پوشیدہ کرکے نہ پلائے -

[3] ترجمہ - مین نے انسان کی چار طبیعتین دیکھین جو اصل ہین پس چار چار کے لئے ہونا چاہیے یعنی ہر طبیعت کے لئے ایک رطل (آدھ سیر)

[4] ترجمہ - ایک پیالہ مین نے لذت کے لئے پیا - اور دوسرے کو بطور دوا کے پیا -

کسی ظریف نے اپنی تمام زندگی کو مسکرات کے ساتھ مخصوص کیا ہے اور یہ کہا ہے۔

للبرش یوم ویوم للحشیش وللی م افیون یوم وللصہبا دیومان[1]

میسر اور ازلام کا بیان | میسر کے معنی قمار (جوا کھیلنے) اور ازلام جوا کھیلنے کے پہانسے جنپین ابہی پرنہ لگاے گئے ہون اور ازلام المیسر عربون کا ان پہانسون سے جوا کھیلنا ہے اور ان پہانسون کو مغالق بھی کہتے ہین مغالق اس لئے کہتے ہین کہ اوسمین خطرہ (نقصان) لگا رہتا ہے اور یہہ ماخوذ ہے عربون کے قول غلق الرہن یغلق غلقاً سے یعنی رہن (شئے مرہون) بند ہو گئی۔ یہ اوس وقت کہتے ہین جب کوئی چیز کسی کے قبضہ مین پہنس جاتی ہے اور اوس کا چھوڑانا یا فک کرانا دشوار ہو جاتا ہے۔ کہتے ہین کہ زمانہ جاہلیت کے دولت مند لوگ بکریون کو خرید کرتے تھے اور اون کو ذبح کرنے کے بعد اون کے اٹھارہ حصے کرتے تھے۔ اور اون اٹھارہ حصون کو دس پہانسون پر تقسیم کرتے تھے اور ان سب پہانسون کا نام ازلام ہے اور ان دس پہانسون کے علیحدہ علیحدہ نام بہی ہین۔ اور وہ نام یہ ہین۔ فذ[1]۔ توأم[2]۔ رقیب[3]۔ نافس[4]۔ حلس[5]۔ مسبل[6]۔ معلی[7]۔ فسیح۔ منیح۔ وغد۔ ان مین سے سات پہانسون کے مقررہ حصے ہین فذ کے لئے ایک حصہ معین ہے اور توام کے لئے دو حصے ہین اور رقیب کے لئے تین حصے ہین اسیطرح معلی تک سلسلہ وار جس کے لئے سات حصے ہین۔ ان پہانسون کی ترتیب مین اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ یہ چوتہا ہے اور بعض کہتے ہین پانچوان ہے۔ دوسرے بقیہ تین کے لئے کوئی حصہ مقرر نہین ہے۔ ہر پہانسہ پر اوسکا نام لکہا کرتے تھے اور ان سب کو ایک خریطہ (تھیلی) مین ڈالکر ایک امانت دار شخص کے حوالہ کرتے تھے اور اس شخص کو مجیل یا مفیض[2] کہتے تھے شخص مجیل ان پہانسون کو جوے بازی کے وقت اوس تھیلی مین ڈال دیتا اور پھر ان مین سے ایک پہانسہ ایک شخص کے لئے نکالتا۔ اگر وہ پہانسہ حصہ دار ہوتا تو وہ جس جواری کے لئے نکالا جاتا وہ اوس

---

[1] ترجمہ۔ برش (ایک نشہ کا نام ہے) کے پینے کا ایک دن ہے اور حشیش (بھنگ وغیرہ) کا ایک دن اور افیون کا ایک دن اور شراب کے لئے دو دن ہین۔

[2] کتاب محیط المحیط مین لکہا ہے کہ جواریون کے امین کو حرضہ کہتے تھے جو کہ پہانسون کو جوے بازی مین نکالتا تھا اگر یہ بخیل کے لئے ساقط ہوتا تھا اور برم کے معنی بخیل اور لئیم کے ہین برم وہ شخص ہے جو جوے بازی مین بسبب بخل اور کمینہ پن کے شریک نہو۔

پہانسہ کے حصہ کو لے لیتا - اور جس کے جوئے مین ایسا پہانسہ نکلتا کہ جس کے لئے حصہ معین نہوتا تو وہ بکریون کے حصون کو ہار دیتا - جاڑون کے موسم مین وہ زیادہ جوا کہیلتے تھے کیونکہ اس موسم مین انکو فراغت اور اطمینان ہوتا تھا -

کبہی ان پہانسون کو بڑے بت ہبل کے پاس بہی رکہتے تھے - یہ بت جوف کعبہ مین اوس کنوین پر نصب تھا جسمین وہ اپنے معبودون کی قربانیون کو ذبح کرتے تھے -

لقمان بن عاد ان پہانسون سے بہت جوا کہیلتا تھا اسی واسطے یہ مثال دیتے ہین "ایسر من لقمان" لقمان سے زیادہ جواری - اور لقمان بن عاد کے جو پہانسے تھے اون سے جوا کہیلا جاتا تھا اور وہ آٹھ پہانسے تھے اون کے نام یہ ہین بیاض - حجمۃ - طفیل - زفافہ - مالک - فرعہ - ثمیل - عمار - عرب لوگ ان پہانسونکی مثال دیتے ہین جب کسی پہانسون کی بزرگی کرتے ہین تو کہتے ہین "کالیسار لقمان" یعنی مثل لقمان کے پہانسون کے طرفہ بن عبد کہتا ہے -

وہم ایسار لقمان اذا　　　اعقلت الشتوۃ ابداء الجزر[۱]

عربون کی یہ مثالین "محیل الصداح" اور "والجزو رتربع" اوس شخص کے لئے دیجاتی ہین جو کسی کام مین قبل از وقت اوس کے حصول مین جلدی کرتا ہے کیونکہ پہانسہ نہین ڈالا جاتا جبتک کہ بکریان ذبح نہین کی جاتین -

اونکی بعض مثالون مین سے یہ بہی ایک مثال ہے "حن قدح" یہ مثال اوس شخص کے لئے دیجاتی ہے جو اپنے کو دوسری قوم سے مشابہ کرتا ہے حالانکہ وہ اوس قوم کا نہین ہوتا - اسکی بنا یہ ہے کہ جوئے کے پہانسے جو بلحاظ جوہر ذاتی کے ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہین تو اونکی آواز بہی جدا ہوتی ہے اور آواز کا یہ اختلاف اوسوقت معلوم ہوتا ہے جب شخص مقبض تہیلی مین اون کو ڈال کر ہلاتا اور نکالتا ہے اوس وقت معلوم ہوتا ہے کہ یہ فلان پہانسہ ہے -

ابن مقبل کے پہانسون سے بہی مثال دیجاتی ہے کیونکہ یہ پہانسے صحیح نکلنے مین مشہور تھے اور ان پہانسون کا مالک (ابن مقبل) قبل نکالنے کے اون کو آگ پر رکہہ لیتا تھا

---

[۱] یہ لقمان کے پہانسے ہین جب جاڑے چلے جاتے ہین تو بکریون کی قربانیان شروع ہوتی ہین اور جوا کہیلا جاتا ہے -

اس اعتقاد سے کہ وہ ٹھیک اور سچے پھانسے ہین - بعض کہتے ہین کہ یہ پھانسے ستر مرتبہ نکالے گئے تھے مگر ایک مرتبہ بھی ان مین خطا نہین ہوئی -

اون کی بعض مثالون مین سے یہہ بھی ایک مثال ہے کل امرء عرف بوسم قدحہ یعنے ہر آدمی اپنے پھانسہ کو خوب جانتا ہے - اور یہ مثال اون کے اس قول "البصر وسم قدحک" سے ماخوذ ہے یعنے اپنے پھانسہ کو خوب پہچاننے والا "البصر وسم قدحک" یہ مثال اوس وقت دیتے ہین جب کوئی شخص اپنے پھانسون کی علامت سے خوب واقف ہوتا تھا اور نیز یہ مثال اوس شخص کیلئے بھی دیجاتی ہے جو بڑا عقلمند ہو اور اوس کو اپنے افعال اور اپنی ذات کا وثوق ہو - کیونکہ عربون کی یہ عادت تھی کہ وہ اپنے پھانسون کو خاص علامات سے موسوم کرتے تھے تاکہ ہر ایک شخص اپنے پھانسون کو امتیاز کے ساتھ جان لے سکے اور وہ اوس سے اپنے حصہ پر استدلال کرتا تھا -

جوے کی بہت اقسام ہین منجملہ اون کے ایک فیال ہے اسکی یہ صورت ہے کہ مٹی کو جمع کرکے اوس مین ایک چیز دفن کردیجاتی تھی پھر اوس مٹی کے دو حصے کیے جاتے اسکے بعد پوچھا جاتا کہ وہ چیز کس حصے مین ہے جو شخص ٹھیک بتا دیتا وہ جیت لیتا اور جو شخص غلط بتاتا وہ ہار دیتا اور ہندی مین اس کھیل کو کوڑی زقند کہتے ہین اور ایسے کھیل کے لئے یہ مثال دیتے ہین فایل الرجل طرفہ بن عبد البکری کہتا ہے -

یشق حباب الماء حیزومہا بہا کما قسم الترب المفایل بالید[۵]

مجارجہ بھی جوے کی ایک قسم ہے اور اس جوے بازی کا عمل انگلیون سے ہوتا ہے پس اسطرح کا جواری اپنے انگلیون مین سے جسقدر چاہتا ہے نکالتا ہے اور دوسرا بھی اوس کے مقابلہ مین یہی عمل کرتا ہے -

مخزق بھی جوے کی ایک قسم ہے یہ ایک چھوٹا سا لکڑی کا ٹکڑا ہوتا ہے جسمین لوہے کی ایک تیز کیل لگا دیجاتی ہے یہ اوس وقت کھیلتے ہین جب پکے کھجور گٹھلیون کے معاوضہ مین خریدی جاتی ہی اس کے مخازق بہت ہوتے ہین بچے گٹھلیان لاکر کھیلتے ہین اور اوس سے کھجور لیتے ہین اور

---

[۵] ترجمہ - اون کشتیون کے سینہ پانی کے منجدھار دون کو اسطرح سے چیرتی ہین جیسی کوڑی زقند کھیلنے والا ہاتھ سے مٹی کے تودہ کو برابر دو حصہ کردیتا ہی -

شرط اسطرح سے بدتے ہین کہ اگر کھجور کی گٹھلی کو لوہے کی کیل مین پرو دیا جاسے تو تمام کھجورین خواہ زیادہ ہون یا کم اس کو دیدیجاتی ہین اور اگر خطا کرے تو اسکی گٹھلی جاتی رہتی ہے اور اسکو کچھہ نہین ملتا۔

**انصاب کا بیان** انصاب بتون کو کہتے ہین اور وہ پتھر کے بناے جاتے ہین ان کے متعلق اوپر بیان کیاجاچکا۔

**ازلام کا بیان** یہ پھانسے وہی ہین جن کا اوپر ذکر ہوا اور ان کو ازلام استخارہ بھی کہتے ہین اس کے متعلق یہ نقل کی جاتی ہے کہ تین پھانسے لئے جاتے ہین ایک پر "امرنی ربی" یعنی میرے پروردگار نے مجھکو حکم دیا لکھتے ہین اور دوسرے پر "نہانی ربی" یعنی میرے پروردگار نے مجھکو منع کیا لکھتے ہین۔ تیسرے پر کچھہ نہین لکھا جاتا بلکہ سادہ چھوڑ دیا جاتا ہے جب کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرتے ہین تو اون کو ایک تھیلی مین ڈال کر ایک ایک نکالتے ہین اگر امرنی ربی کا پھانسہ نکلتا ہے تو کام کرتے ہین اور اگر نہانی ربی کا پھانسہ نکلتا ہے تو کام سے باز رہتے ہین اور اگر سادہ پھانسہ نکلتا ہے تو پھر یہ عمل کیا جاتا ہے یہان تک کہ لکھا ہوا پھانسا نکلے اور یہ پھانسے بتون کے متولیون کے پاس رہتے تھے اور ان کو قداح استقسام اور قداح استخارہ کہتے ہین۔

**وادالبنات کا بیان** وادالبنات اس کو کہتے ہین کہ جب عربون مین کسیکے بیٹی پیدا ہوتی تو اس کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔ اس کے اسباب مین کہ کیون دفن کرتے تھے اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہین کہ خشک سالی مین تنگی کی وجہ سے ایسا کرتے تھے۔ بعض کہتے ہین کہ اس ننگ اور عار کے خیال سے دفن کرتے تھے کہ جنگ مین مغلوب ہون تو انکی بیٹیان لونڈیان نہ بنائی جائین۔ اور وہ زندہ رہ کر اس حالت کو دیکھنا نہایت عار سمجھتے تھے۔ بعض کہتے ہین کہ اس شرم وعار کے خیال سے دفن کرتے تھے کہ وہ کسی کے سسرے یا سالے نہ بنین۔ سب سے پہلے جس نے بیٹی کو زندہ دفن کیا اس کا نام قیس بن عاصم التمیمی ہے اس کے بعد اورون نے اس کام مین اسکی پیروی کی آخر کار اسلام نے اس رواج کو باطل قرار دیدیا۔ اصبہانی کہتا ہے کہ قیس بن عاصم مذکور نے زمانہ اسلام کو پایا اور اسلام لایا۔ لیکن امثال (نام کتاب) مین میدانی (مصنف امثال) کی عبارت یہ ہے حمزہ کہتا ہے کہ ہثیم بن عدی نے یہ ذکر کیا کہ بیٹیون کا زندہ دفن کرنا۔

قبائل عرب مین یقیناً مروج اور مستعمل تھا لیکن اس فعل کو دس مین سے ایک آدمی کرتا تھا۔ جب اسلام آیا تو اسکا وجود کم ہوگیا مگر بنی تمیم مین قبل اسلام یہ مذموم فعل کثرت سے تھا اس لیئے کہ جب اونہون نے اتاوہ[1] کے دینے سے جو اون پر باقی تھا انکار کیا تو نعمان کے بھائی ریان نے اون کے مویشی کو اون سے چھین لیا اور اون کی اولاد کو قید کر کے لے گیا جب بنی تمیم کا گروہ نعمان کے پاس گیا اور اپنی اولاد کے چھڑانے کے متعلق گفتگو کی تو نعمان نے کہا تمھاری عورتون کو اسکا اختیار ہے کہ اگر وہ تمہارے ساتھ جانا پسند کرین تو چھوڑ دی جائینگی [illegible] عورتون مین قیس بن عاصم مذکور کی بیٹی بھی تھی جس نے اپنا لونڈی بنا رہنا پسند کیا اور مشل اخرار یعنے آزاد مردون کی عورتون کے بیاہے جانے کو ناپسند کیا۔ پس قیس مذکور نے قسم کہائی کہ اگر اسکے [illegible] بیٹی ہوگی تو اوس کو زندہ دفن کرونگا۔ چنانچہ اس کے بعد اوس نے اپنی دس بیٹیون [illegible] زیادہ کو زندہ دفن کیا اور قیس کے اس فعل سے اوس کے قبیلہ والون نے بھی اس طریقہ کو اختیار کیا۔ پھر قرآن وادالبنات کے مذمت مین نازل ہوا۔

کہا جاتا ہے کہ مکہ مین ایک پہاڑ ہے جس کا نام ابو ولامہ ہے جسکی نسبت کہتے ہین کہ قریش اپنی بیٹیون کو وہان زندہ دفن کرتے تھے۔

بنو تمیم مذکور اپنے قوم کے ایک شخص پر بڑا فخر کرتے تھے جسکو محیی الوئیدات کہتے تھے اس کا نام صعصعہ ابن ناجیۃ التمیمی تھا اور یہ شخص فرزدق شاعر کا دادا تھا اسکی مثال دیجاتی ہو کیونکہ یہ اپنی قوم کے خلاف مین اس قسم کی لڑکیون کو خرید کر کے اپنے گھر مین اون کی پرورش کرتا تھا۔ یہہ پہلا شخص ہے جس نے لڑکیون کو فدیہ دیکر چھڑا لیا۔

رفادہ کا بیان رجح مین

رفادہ[2] اوس خراج کا نام ہے جو اہل قریش ہر موسم مین اپنے مال سے نکالکر قصی بن کلاب قرشی کو دیتے تھے۔ وہ اوس مال سے حاجیون کے لیئے جو غیر مستطیع ہوتے تھے اور جن کے پاس توشہ نہین ہوتا تھا خوراک مہیا کرتا تھا۔ اور اسکو قصی مذکور نے قریش پر فرض گردانا تھا۔ جیسا کہ اس امر کی طرف چوتھے مقالہ کی دوسری فصل کے آخر مین اشارہ کیا گیا ہی

---

[1] اتاوہ اوس مال کو کہتے ہین جو خراجی زمین پر لیا جاتا ہے اور اسکو رشوت بھی کہتے یا رشوت خاص پانی کے محصول کا نام ہی۔

[2] ترجمہ۔ رفادہ کے معنی عطا اور مالی اعانت کے ہین جو اندازہ انعام دینوالے) کو مرفود انعام پایا ہوا دیتا ہی

یہ بھی کہا گیا ہے کہ رفادہ قایم کرنے والا شخص عبدالمطلب تھا۔

رتم کا بیان | عرب کی رسم و رواج مین رتم بھی ایک رسم ہے اور رتم ایک مشہور درخت کا نام ہی جب کوئی سفر کو جاتا تو رتم کے کسی ایک درخت کے پاس جاکر اوسکی ایک پتلی اور نرم شاخ پر گرہ ڈال دیتا سفر سے واپس آنے کے بعد اگر اُس شاخ کی گرہ کو کھلی ہوئی پاتا تو یقین کرلیتا کہ اس مدت مین اسکی عورت عاصمہ نہین رہی ہے۔ بعض کا بیان یہ ہے کہ کوئی عرب جو آمادہ سفر ہوتا اپنی عورت کو مخاطب کرکے وصیت کرتا کہ تو کوئی برا کام نہ کرنا کیونکہ مین تیرے سلئے درخت رتم پر گرہ ڈالتا ہون اگر تو کوئی برا کام کریگی تو وہ گرہ کہل جائے گی اور تیرا عمل معلوم ہوجائے گا۔

ہل ینفعک الیوم ان ہمت بہم کثرۃ ما توصی وتعقاد الرتم [۱]

اور عربون مین اسی بنا پر یہ مثال دیجاتی ہے "الحل من تعقاد الرتم" یعنے جس کے لئے گرہ ڈالی جاتی ہو اسکو مہلت دے۔

رتیمہ کا بیان [۲] | رتیمہ بھی رتم سے متعلق اور اوسی کے قریب قریب ہے جب کوئی شخص مرجاتا تو اُس کی اونٹنی کو آنکھین سی کر اسکی قبر پر باندہ دیا کرتے تھے یہان تک کہ وہ مرجاتی۔ ایسا کرنے سے وہ اعتقاد رکھتے تھے کہ جب وہ قبر سے اُٹھیگا تو اونٹنی پر سوار ہوکر نکلیگا اور اس کو بلیّہ بھی کہتے ہین۔ اور عکس البلیہ کی یہ صورت ہے کہ اُسکا سر نیچے کرکے باندہ دیتے تھے اور اُس کو کھینچ کر سینہ اور پیٹ سے ملا دیتے تھے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اوس کے سر کو کھینچ کر پیٹھ کے آخری حصہ سے ملا دیتے تھے اور پھر اس کو اسی حالت پر چھوڑ دیتے جسمین وہ مرجاتی۔

تعمیہ اور تفقیہ کا بیان [۳] | جب اونٹون کی تعداد ایک ہزار ہوجاتی تھی تو اہل عرب اون مین سے ایک

---

[۱] ترجمہ۔ اگر مین اُن کے ساتھ قصد کرون تو کیا آج کے دن وصیت کی کثرت اور رتم کی گرہ اندازی نفع دیگی

[۲] رتیمہ وہ چیز ہے جو انگلی مین باندہ لی جاتی ہے کسی چیز کے یاد رہنے کے لئے اور یہ مثال بھی دیجاتی ہے "رتم الرجل" یعنے کسی نے رتم باندہا۔ اور یہ بھی مثال دیجاتی ہے "وارتم عقد الرتیمۃ فی اصبعہ" یعنی رتیمہ سے اپنی انگلی پر گرہ دی۔ اور رتم ایک قسم کی نبات (بیل) ہے بوجہ پتلی اور مہین ہونے کے رتم سے مشابہت دی گئی اُس کا پھول مثل خیری کے پھول کے ہوتا ہے اور اس کے بیج مسور کے مشابہ ہوتے ہین واحد اسکا رتمہ ہے۔

[۳] تعمیہ کے معنی اندھا کرنے کے اور تفقیہ کے معنی آنکھ پھوڑنے کے ہین۔ مترجم

نر کی آنکھ نکال دیتے تھے اس عمل سے اون کا اعتقاد تھا کہ اونٹ نظر بد سے محفوظ رہتے ہین اور
جب ایک ہزار سے اونٹون کی تعداد بڑہ جاتی تو وہ اوسکی دوسری آنکھ پھوڑ دیتے تھے اسی بنا پر
وہ لوگ موقع پر یہ مثال دیا کرتے ہین "عنده من المال عائرة عين" [۱]۔

داء العر کا بیان | جب اونٹ کو عر کی بیماری جو کھجلی کی مشابہ ہوتی ہے ہو جاتی تھی تو اوسکو داغ دیتے
تھے اس سے خیال کیا جاتا تھا کہ یہ عمل مریضہ کو تندرست کردیتا ہے۔ نابغہ کہتا ہے۔

حملت علی ذنبه و ترکته　　　کذی العر یکوی غیره وهو راتع [۲]

اس بیت کے آخری حصہ (مصرعہ) سے اوس شخص کی نسبت مثال دیتے ہین جبکہ بے جرم آدمی
بے سبب مجرم کے جرم سے ماخوذ ہوتا ہے۔

نوق نافرہ کی تسکین کا بیان | اہل عرب اعتقاد رکھتے ہین کہ جب اونٹنی شرارت کرتی ہے تو اوس وقت
اگر اوسکی مان کا نام لیا جائے تو وہ ٹھیر جاتی ہے یعنی شرارت سے باز رہتی ہے۔

سقی البقر یعنے گائے کو پانی پلانے کا بیان | جب کوئی گائے پانی نہین پیتی تھی تو اوس کے نر کو مارا کرتے تھے کیونکہ اعتقاد
یہ تھا کہ جن اون کے نرون پر سوار رہوتے ہین اور وہ اپنے مادون کو پانی پینے
سے روکتے ہین انس ابن مدرک کہتا ہے۔

انی وقتلی سلیکا ثم اعقله　　　کالثور یضرب لما عافت البقر [۳]

اس بیت کا آخری حصہ (مصرعہ) مثلاً اوس شخص کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ جرم تو ایک دوسرا
شخص کرتا ہے اور سزا وہ شخص پاتا ہے جو بے جرم ہے۔ بعض کہتے ہین کہ ثور کے معنی طحلب کے ہین
اور طحلب وہ سبز گھاس ہے جو پانی پر اوس کے ایک جگہ ٹھیرے رہنے سے جم جاتی یعنی پیدا ہوتی
ہے اسکی بدبو کی وجہ سے گائیان پانی پینے سے کراہت کرتی ہین جب ثور کو یعنے کنجال کو مار کر ہٹا
دیا جاتا ہے تو وہ پانی پیتی ہین محیط المحیط مین لکھا ہے کہ اہل عرب گائیون کو نہین مارتے تھے کیونکہ وہ

---

[۱] اوس کے پاس مال کانی آنکھ کا ہے۔ یعنی وہ شخص بڑا مالدار ہے۔ مترجم

[۲] ترجمہ۔ تو نے اوس کے جرم کو مجھ پر گمان کیا اور اوسکو چھوڑ دیا جیسا عر کی بیماری والا اونٹ تو چرتا ہوا چھوڑ
دیا جاتا ہے اور دوسری کو داغ دیا جاتا ہے۔

[۳] ترجمہ۔ یعنی مستحق قتل سلیک تھا مین زبردستی قتل کے لئے پکڑا جاتا ہون میرے حال کے مشابہ بیلون
کی کہاوت ہے کہ جب گائیان پانی نہین پیتی ہین تو بیل پیٹے جاتے ہین۔

دودھ دینے والی ہین بلکہ وہ اون کے نرون کو مارتے تھے تاکہ اونکی مار کی خوف سے وہ پانی پی لیین -

**ہامہ کا بیان** اہل عرب اعتقاد رکھتے تھے کہ اگر کسی مقتول کا بدلہ نہ لیا جائے تو اس کے سر سے ایک پرندہ نکلتا ہے جسکو ہامہ کہتے ہین اور وہ اسکی قبر پر اُس وقت تک کہ اوسکا بدلہ نہ لیا جائے چیختا رہتا ہی کہ مجھے پانی پلاو - بعض کا یہ اعتقاد ہے کہ یہ جانور خود انسان کا نفس ہے جو اس کے مرنے پر یا قتل ہونے پر اُس کے جسم سے نکلتا ہے - اور وہ ہمیشہ پرند کی صورت مین دکہائی دتیا رہتا ہے اور اُسکی قبر پر وحشت سے چیختا رہتا ہے - ایک شاعر کہتا ہے -

سلط الموت والمنون علیہم فلہم فی صدی المقابر ہام[۱]

اصبہانی کہتا ہے کہ اہل عرب اس پرند کو صدی کہتے ہین طرفہ کہتا ہے

کریم یروی نفسہ فی حیاتہ ستعلم ان متنا صدی اینا الصدی[۲]

اور یہ بھی اعتقاد کرتے ہین کہ یہ پرندہ نہایت متکبر اور متوحش ہوتا ہے اور یہ اکثر ویران ممالک مین اور مقتولین کے قتل گاہ مین پایا جاتا ہے - اور کہتے ہین کہ ہامہ ہمیشہ میت کی اولاد کی پاس رہتا ہے اور اُس کے حالات سے میت کو خبر دیتا ہے اور اسی واسطے عرب کی عورتین مقتولین کو اُس وقت تک نہین روتین جب تک کہ اون کا بدلا نہین لیا جاتا تھا -

اہل عرب ہامہ کا اعتقاد ظہور اسلام تک کرتے رہے اور حدیث مین یہ وارد ہے لا عدوی ولا طیرۃ ولا صفر ولا ہام " یعنے نہ عدوی جائز ہے نہ طیرہ نہ صفر نہ ہام - عدوی کے معنی مرض کا ایک مریض سے دوسرے پر سرایت کرنا یعنی متعدی بیماری طیرہ کے معنی بدفالی کے ہین اور ان دونون کا بیان گزر چکا - اور نہ صفر جائز ہے - اور ہام تو یہی ہے جس کا ہم یہان ذکر کر رہے ہین

**صفر کا بیان** صفر اُس سانپ کا نام ہے جو انسان کے پیٹ مین ہوتا ہے اہل عرب معتقد ہین کہ جب آدمی بھوکا ہوتا ہے تو یہ سانپ اُس کے شرسوف[۳] پر معارض ہوتا یعنے اُس پر بیٹھ جاتا ہے

---

[۱] ترجمہ - موت اون پر مسلط ہو گئی اسی لئے اون پیاسون کی قبرون پر ہام پایا جاتا ہے -

[۲] ہم مین نہایت کریم اور شریف ہون جیسے کہ کریم النفس لوگ اپنی حیات مین اپنے کو سیراب کرتے ہین اگر ہم پھلے مرین تو معلوم ہو گا کہ ہم مین سے کون شخص پیاسا مرا ہے -

[۳] شرسوف یا غضروف اُس ہڈی کو کہتے ہین جو پسلیون کے سرے پر سینہ کی طرف موٹی سی نرم ہوتی ہے اور صفر کے معنی جو صفورہ سے ہے بھوک اور خلو کے ہین - مولف

**جنات کا بیان** عربون کا اعتقاد ہے کہ جن جان (سفید سانپ) کا بدلا لیتا ہے اس طرح سے کہ بعض وقت اُس جان کا قاتل مرجاتا ہے یا اُس کو فالج ہو جاتا ہے - اور جان ایک سفید سانپ ہوتا ہے جسکی آنکھین سیاہ ہوتی ہین اور گہرون مین یہ کثرت سے ہوتا ہے اسی بنا پر یہہ مثال دیجاتی ہی کالاراقم ان یقتل ینقیم وان یترک یلقم " یعنے مثل سانپ کے اگر قتل کیا جائے تو بدلا لیتا ہے اور اگر چہوڑ دیا جائے تو اذیت پہونچاتا ہے اور یہ بھی اعتقاد رکھتے ہین کہ یہ سانپ پہلے ایک ہی مار مین مرجاتا ہے اور اگر دوسری ضرب لگائی جائے تو زندہ ہوجاتا ہے -

**حفظ الاسنان یعنی دانتون کی حفاظت کا بیان** اہل عرب خیال کرتے ہین کہ بچہ جب بڑا ہوتا ہے اور اُس کے دودھ کی دانت گر پڑتے ہین تو وہ اپنے دانت کو آفتاب کے طرف اپنی انگشت سبابہ اور انگوٹھے کے مدد سے یہ کہہ کر پھینکتا ہے کہ میرے دانت اس سے اچھی بدل دی اعتقاد کیا جاتا تھا کہ ایسا کہنے سے اُس کے دانت ٹیڑہے اور چہدرے نہین اُگتے ہین -

**وبار سے بچنے کا بیان** اہل عرب خیال کرتے ہین کہ جب کوئی شخص کسی گاؤن مین جاتا ہے اور وہان وبار کا خوف ہوتا ہے تو وہ اس کے دروازہ پر کہڑے ہوکر گدہے کی طرح ڈہینچون ڈہینچون کرتا ہے اس عمل سے خیال کیا جاتا تھا کہ وہ وبار سے محفوظ رہتا ہے -

**دواء المقلات کا بیان** یعنی بانجھ عورت کا علاج - اہل عرب اعتقاد رکھتے ہین کہ جب بانجھ عورت کسی شریف آدمی سے وطی کرائے اور وہ عذرا اور دہوکہ مین قتل ہوجائے تو خیال کیا جاتا ہے کہ اُس کا بچہ زندہ رہتا ہے -

**اہتداء یعنی راستہ پانیکا بیان** جب کوئی آدمی راستہ بھول جاتا تو اپنے کپڑون کو اُلٹ کر پہین لیتا تھا اور ایسا کرنے سے خیال کرتے تھے کہ اُسکو راستہ مل جاتا ہے -

**استسقاء کا بیان** عرب لوگ جب اون کے ملک مین بارش کی کشش ہوتی تو وہ درخت سلع اور عشر[1] کی ڈالیون کو وحشی نرگایون کی سینگون سے باندہ دیتے تھے اور اونکو آگ لگا کر روشن کر دیتے اور پھر اون کو پہاڑ سے نیچے اُتارتے اون کا خیال تھا کہ اس عمل سے بارش ہوتی ہے ایک شاعر کہتا ہے -

---

[1] سلع ایک درخت کا نام ہے جو نہایت تلخ مزہ کا ہوتا ہے یا صبر (ایلوے) کی ایک قسم ہے یا ایک قسم کی گہاس ہے جو نہایت بد مزہ ہوتی ہے اور عشر ایک درخت ہے جس سے علاج کیا جاتا ہے -

لا در در اناس خاب سعیھم ۔ یستمطرن لدی الازمات بالعشر[1]

اجاعل انت بیقورا مسلعۃ ۔ ذریعۃ لک بین اللہ والمطر

صدحۃ المطر کا بیان | اہل عرب کا اعتقاد تھا کہ ایک جن ہر انسان کا تابع ہوتا ہے اور انسان جہان جاتا ہے وہ اُس کے ساتھ رہتا ہے اور اسی بنا پر اون کا یہ قول ہے معہ تابعۃ یعنی اُس کے ساتھ اُس کا جن ہے ۔ اور یہ بھی اعتقاد تھا کہ خرگوش سے جن بھاگتا ہے اور جس شخص کے گلہ مین خرگوش کے پانون کی ہڈی باندہ دیجاتی تو خیال کیا جاتا تھا کہ وہ شخص نظر بد اور جادو سے محفوظ رہتا ہے ۔ اور اسی واسطے اُسکی ہڈی کو تعویذ کی طرح استعمال کرتے تھے[2]

تمائم کا بیان | تمائم تمیمہ کی جمع ہے جس کے معنی حرز یعنے تعویذ کے ہین اور حرز کی جمع احراز آتی ہے ۔ اور عام لوگ حرز ہ بھی کہتے ہین ۔ اصل یہ ہے کہ یہ رقطاء (عرفج کے) کے بیج ہوتے ہین جس کے دانہ پانون مین باندہ دیے جاتے ہین پھر گردن مین باندہ دیے جاتے ہین ۔ اور اس کو تمیمہ اسلئے کہتے ہین کہ اس کے سبب سے بچون کی حفاظت کے کام پورے ہو جاتے ہین ۔ اہل عرب اپنے بچون کے گلون مین بد نظر سے اور نیز اُن امراض سے بچنے کے لئے جو بچون کو ہوتے ہین جیسے صرع جسکو طبیب لوگ ام الصبیان کہتے ہین پہنا دیتے تھے ۔ کیونکہ خیال کیا جاتا تھا کہ یہ امور جن کے سبب سے ظاہر ہوتے ہین اور اس کو قرعۃ المحیط بھی کہتے ہین ۔ تبنی کہتا ہے

نظمت مواہبہ علیہ تمائما ۔ فاعتادہا فاذا سقطن تفزعا[3]

---

[1] ترجمہ ۔ ان لوگون کی کوشش بیکار ہے جو خشک سالی مین عشر کو پانی برسنے کا ذریعہ خیال کرتے ہین کیا تو گائے کو بارش اور خدا کے درمیان واسطہ قرار دیتا ہے ۔

[2] اسی کے متعلق امرأ القیس کہتا ہے ۔ مرستعۃ بین ارساغہ ۔ بہ عسم یبتغی ارنبا لیجعل فی کفہ کعبہا ۔ حذار المنیۃ ان یعطبا ۔ اسکی کلائیون مین جو کجی ہے اور ہتیلیون مین جو خشکی ہے وہ اُس کے دفعیہ کے لئے خرگوش کو ڈہونڈہتا ہے تا کہ اُس کے ٹخنے کی ہڈی کو بطور تعویذ کے باندہے جس سے وہ خیال کرتا ہے کہ موت کے ضرر سے حفاظت ہو گی ۔ مترجم

[3] ترجمہ ۔ اُس کے عطیات نے اُسپر تعویذ باندہی ہین جب وہ بند ہو جاتے ہین تو وہ گھبراتا ہی ۔

ان تعویذون کو بچون کے بڑے ہونے پر نکالتے تھے یعنی جب بچہ قریب بزمانہ بلوغ پہونچتا تو یہہ نکال دیئے جاتے۔ اور اس عمر کے لڑکے کو سر پر عمامہ اور بیچ کے جسم پر ازار پہناتے تھے اور تلوار کا قلادہ بھی اُس کے گلے مین ڈالتے تھے کیونکہ یہ سب امور بلوغ کے لوازم مین سے ہین اور اہل عرب لڑکے سے جبتک کہ وہ حد بلوغ کو نہ پہونچے اون سے عورتون کا چھپانا نادرست خیال کرتے تھے اور جب وہ بالغ ہوجاتا تو اُسکو ازار پہناتے تھے تاکہ اُس سے ستر کیا جائے اور اسلام نے ایسے تعویذون کے پہننے کو ایک لخت ممنوع کر دیا چنانچہ حدیث مین آیا ہے مَنْ علق تمیمة فلا اتم اللّٰہ لہ والیضاً من علق تمیمة فقد اشرک یعنے جس نے تعویذ پہنا خدا اُسکو پورا نہ کرے اور جس نے تعویذ باندھا گویا اُس نے شرک کیا۔

| تولہ کا بیان | یہ بھی ایک قسم کے بیج ہوتے ہین اسکو عورتین پہنتی ہین اُن کا اعتقاد ہے کہ

اس کے پہننے سے عورت شوہر کے نظر مین محبوب ہوتی ہے تولہ کی جمع تولات آتی ہے۔

| بحز بالطری بیان | حزی کا لفظ الف مقصورہ اور ممدودہ دونون طرح سے پڑھا جاتا ہے یہ ایک گہاس ہے جو کرفس کے مشابہ ہوتی ہے اسکا واحد حزاة اور حزارة ہے ارواح کو اس کا دہوان دیتے تھے اور اس امر کے معتقد تھے کہ جس گہر مین یہ گہاس ہو اُس مین جنات نہین آتے ہین پس وہ ایسے مشکوک باتون پہ ایمان لاتے تھے۔

| سعلاة کا بیان | یہ ایک شیطان بہرا ہوا حیوان ہے لوگون کو دن مین نظر آتا ہے اور رات کو غول بیابانی ہوجاتا ہے اور یہ اکثر جنگلون مین ہوتا ہے جب وہ کسی اکیلے آدمی کو پاتا ہے تو اُسکو روک لیتا ہے اور اُس کے سامنے ناچتا اور کہیلتا ہے جسطرح بلی چوہے کے ساتھ کہیلتی ہے اور یہ بھی کہتے ہین کہ کبھی اُس کو بھیڑیا شکار کر کے پکڑ لیتا اور کہا لیتا ہے اس وقت وہ چیختا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے بچاؤ کیونکہ مجھے بھیڑیے نے پکڑ لیا ہے۔ اور بعض وقت یہ بھی کہتا ہے کہ جو شخص مجھکو بہیڑیے سے بچائے گا اُس کے لئے ایک ہزار دینار انعام ملین گے۔ قریب کے لوگ اسکو سنتے ہین لیکن اُس کے کلام کی طرف التفات نہین کرتے کیونکہ لوگ اسکی خباثت کو جانتے ہین۔

| قطرب کا بیان | بعض مولفین کا خیال ہے کہ یہ سعالی مذکورکا نر ہے اور یہ حوالی یمن اور صعید مصر مین دکھائی دیتا ہے۔

| غول کا بیان | غول جنات کی ساحرہ عورتین ہین مختلف شکلون مین لوگون کو نظر آتی ہین تاکہ لوگون کو

راستہ بھلا دین اور اون کو ہلاک کرین انہین اور آدمیون مین باہم گفتگو بھی ہوتی ہے لوگ اس سے قصہ کہانیان اور علم ادب کے معمے نقل کرتے ہین اس مقام پر اون کا بیان طویل ہی کہتے ہین کہ غول انسان اور چوپایون سے مشابہ ہوتا ہے کہتے ہین کہ اون مین ندکر اور مونث بھی ہوتے ہین کعب بن زہیر کہتا ہے ۔

فما تدوم علی حال تکون بھا　　کما تلون فی اثوابھا الغول[1]

اسی بنا پر وہ مثالون مین کہتے ہین "کتلون الغول"۔ غول بیابانی جیسا تلون ۔ یہ مثال اس شخص کے لئے دیتے ہین جو اپنے افعال مین نہایت متلون المزاج ہو۔ اور یہہ مثال بھی دیجاتی ہے "تغولت المراۃ" یعنے عورت نے اپنے کو غول بیابانی سے مشابہ بنایا یہ اس وقت کہتے ہین جب اس کا تلون ظاہر ہوتا ہے ۔ بعض مولفات (کتب) مین ہی کہ غول جنات کے درندون سے ایک درندہ ہے بعض لوگ سعلاۃ اور غول مین فرق نہین کرتے ہین کسی ادیب نے کہا ہے ۔

لما تحصت بنی الزمان ولم اجد　　خلا دفیا للشد ائد اصطفی[2]

الیقنت ان المستحیل ثلاثۃ　　الغول والعنقاء والخل الوفی

عنقاء کا بیان اس کو عنقاء مغرب بھی کہتے ہین خیال کیا جاتا ہے کہ یہہ پرندہ بہت بڑا ہے نام تو اس کا مشہور ہے اور جسم مجہول ہے اور اس کو عنقاء اس لئے کہتے ہین کہ اسکی گردن کی سفیدی مثل طوق (گنٹھی) کے ہوتی ہے ۔ جاحظ کہتا ہے کہ دنیا کے قریب قریب سب لوگ اس شئے کے مقابلہ مین اسکی مثال دیتے ہین جسکا ذکر سنا جاتا ہے اور وہ دیکھی نہین جاتی اور اہل عرب یہ مثال دیتے ہین "حلقت بہ فی الجو عنقاء مغرب" ایک شاعر کہتا ہے ۔

---

[1] ترجمہ ۔ وہ اپنے حال پر کبھی قایم نہین رہتا جیسے غول بیابانی اپنے لباس مین تلون رہتا ہے ۔

[2] ترجمہ ۔ جب مین زمانہ کے لوگون کو ڈہونڈہا اور دیکھا تو مجھکو کوئی وفادار دوست جس سے مین دوستی کردن نہین ملا ۔ مین نے یقین کیا کہ تین چیزین محال ہین غول اور عنقاء اور وفادار دوست ۔

اذا ما ابن عبد اللہ خلی مکانہ　　وقد حلقت بالجو عنقاء مغرب[1]

خیلان کا بیان | یہ بھی عنقاء کی قسم سے ایک وحشی جانور ہے خیال کیا جاتا ہے کہ وہ سمندر مین ہوتا ہے اُسکا نصف جسم انسان کا اور باقی مچھلی کا ہوتا ہے ایک ادیب کہتا ہے

فلا الببغاء بالنطق یعتد عاقلا　　ولا الخیلان بالجسم یعتد انسانا[2]

حرقوص کا بیان | یہ ایک چھوٹا کیڑا ہے مچھر سے کسی قدر بڑا کرہ لڑکیون کے پاس آکر انکی بکارت زائل کرتا ہے۔

ہواتف کا بیان | وہ جان دار اجسام ہین جن کی آواز سنی جاتی ہے اور اُن کا جسم نظر نہین آتا وہ اُس شخص کو جواب دیتا ہے جو اپنے دل سے باتین کرتا ہے خاصکر اندھیری راتون مین۔

اکلۃ الشیطان کا بیان | یہ ایک سانپ ہے زمانہ جاہلیت مین خیال کیا جاتا تھا کہ وہ ہر وقت بیت الحرام (کعبہ) مین آیا کرتا ہے اور وہ اپنے کو زمین پر ٹپکتا ہے اگر کوئی اُس وقت ادہر جاتا تو وہ مرجاتا۔ اہل عرب اُس چیز کی نسبت جو گم ہوجائے اور پھر اُسکا اثر پایا نہ جائے اس سے مثال دیتے ہین۔

---

[1] ترجمہ۔ جب ابن عبد اللہ اپنے مکان کو چھوڑ دیتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کشادگی آسمان مین عنقاء مغرب اونچا اُڑ رہا ہے۔ عبد اللہ یافعی نے مرآۃ الجنان سے نقل کیا ہے کہ حوالی اصحاب الرس مین ایک میل اونچا پہاڑ تھا جسمین ہزارون قسم کے طیور رہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی برس مین ایک پرند عظیم الخلقت طویل العنق جسکا منہ مثل انسان کے اور اعضاء مین ہر ایک جانور کی مشابہت پائی جاتی تھی اُس پہاڑ پر آنکلا۔ ابتدا مین اُن جانورون کو ستانا اور ہلاک کرنا شروع کیا۔ پھر وہان کے آدمیون پر چوٹ کرنے اور انہین پکڑ کر کہانے لگا۔ اصحاب الرس کے باشندے اس پرند کو عنقاء مغرب کہا کرتے تھے۔ جب یہ جانور زیادہ ستانے اور تکلیف دینے لگا تو سب لوگ جمع ہو کر اپنے پیغمبر حنظلہ بن صفوان علیہ الرحمۃ والرضوان کے پاس گئے۔ اونکی دعا کی برکت سے لوگون نے اس آفت سے نجات پائی کہتے ہین کہ اُس وقت سے یہ جانور کسی جزیرہ مین چلا گیا ہے۔ ماخوذ از فرہنگ آصفیہ۔ مترجم

[2] ترجمہ۔ طوطی بسبب کلام کے عقل مند نہین ہوجاتی اور نہ جسم کے باعث خیلان آدمی ہوسکتا ہے۔

# مقالہ پنجم

## عرب کے مساکن۔ عمارات۔ لباس۔ کہانے اور طریقہ مخاطبات وغیرہ کا بیان

# فصل اوّل

## مساکن عرب کا بیان

زمانہ جاہلیت مین اہل عرب کے مساکن یعنی مقامات بود و باش دو تھے ایک آبادی کے اور دوسرے جنگل کے۔

## زمانہ جاہلیت کی عمارات کا بیان

آبادیون کی عمارتین نہایت خوش قطع اور شاندار ہوتی تہین اور وہ ان مکانون کو قیمتی معادن سے آراستہ کرتے تھے جنکو وہ مبادلہ مین اہل روم اور عجم سے لیتے تھے چنانچہ اسکا ذکر آیندہ کیا جائے گا۔ منجملہ اون عمارتون اور آبادیون کے۔

مدینہ مارب ہے۔ مورخین وغیرہ نے اپنے آداب کی عربی کتابون مین لکھا ہے کہ یہ شہر جو مدینہ سبا کے نام سے بھی مشہور ہے اس کو عبد شمس نے جو سبا کے لقب سے مشہور ہے بسایا تھا اور یہ یمن کا دارالسلطنت ہوگیا منجملہ اس شہر کے حکمرانون مین ایک ملکہ بھی گذری ہی یہ ملکہ سلیمان علیہ السلام کے پاس جو بنی اسرائیل کے ایک اولوالعزم پادشاہ تھے اون سی حکمت موعظت کی باتین سننے کے لئے آئی تھی عربی کتابون مین اس ملکہ کا نام بلقیس لکھا گیا ہی۔ بعضون نے یہ روایت بیان کی ہے کہ ملکہ مذکورہ نے ایک مشہور سد (دیوار) بنائی تھی جو سد مارب کے نام سے مشہور ہے یہ ایک موٹی اور استوار دیوار تھی جو جنگل مین دو پہاڑون کے درمیان بنائی گئی تھی اس کا عرض پانچ یا چھ دقیقہ بیان کیا گیا ہے اس دیوار مین موریان رکھی گئی تھین تاکہ بوقت ضرورت چشمون اور بارش کے پانی سے جو

اس مین آئے کہیت اور باغ سیراب کیے جا سکین - یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا گرانے والا عبد شمس مذکور یا لقمان بن عاد ہے - عربون کے یہان یہ سد دنیا کے عجائبات مین شمار کی جاتی تھی مولفین نے اس دیوار کے منہدم ہونے کے اسباب اور اوس کے تعین زمانہ کی نسبت تاریخین بیان کی ہین جنپر علماء کا اجماع اور اتفاق نہین ہے -

قصر خورنق - اس عمارت کو ایک رومی معمار نے جسکا نام سنمار تھا بادشاہ نعمان اکبر ابن امرالقیس اللخمی کے لیے بنایا تھا یہ بادشاہ محرّق کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے - یہ بیان کیا گیا ہو کہ جب یہ عمارت تیار ہوگئی تو بادشاہ مذکور نے اُس معمار کو اُس عمارت کی چھت سے نیچے گرا کر اس لیے قتل کروایا کہ وہ ایسی عمارت کسی دوسرے کے لیے بنانے نہ پائے اُسوقت سے عربون مین اُس شخص کے لئے یہ ضرب المثل دیجاتی ہے جبکہ اُس کے ساتھ بعوض اُسکے کام کے صلہ دینے کے بُرا سلوک کیا جائے یعنی یہ کہا جاتا ہے "جوزی جزا سنمار" یعنی اُس کے ساتھ سنمار جیسا سلوک کیا گیا ایک شاعر کہتا ہے -

جزى بنوه ابا الغيلان عن كبر ۔ وحسن فعل كما جوزي سنمار [۱]

بادشاہ مذکور جبکہ اُسکو سلطنت کرتے ہوئے تیس سال گذر چکے تھے ایک روز اس قصر مین بیٹھا ہوا تھا اُس کو اپنے ملک و مال کے جو بے شمار تھا ہیچ ہونے کا خیال پیدا ہوا اور یہ خیال کیا کہ جس ملک و مال کا آج مین مالک ہون کل کے روز کسی اور کے قبضہ مین ہوگا ایسی چیز مین کیا خیر و برکت ہوسکتی ہے پھر اُس نے زہد کے خیال کو اپنے دل مین خوب جما لیا اور حاجیون وغیرہ شاہی محل سرا کے ملازمون کو حکم دیا کہ میرے دروازون پر کھڑا ہونا کچھ ضرور نہین ہے یہ کہکر جب رات ہوئی تو وہ جنگل مین چلا گیا اور پھر اُس کو کسی نے نہین دیکھا :-

سدیر - بادشاہ نعمان مذکور کی ملک عراق مین یہ بھی ایک عمارت ہے -

حصن الصنبر - یہ قلعہ امرا القیس بن النعمان الاعور کے لئے بنایا گیا تھا - معمار سنمار کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا تھا اس بادشاہ نے بھی بعد تعمیر قلعہ کے معمار کے ساتھ وہی سلوک کیا -

---

[۱] ترجمہ - تکبر کے بدولت اُسکی اولاد نے ابو غیلان کو اُسکی کاریگری کے صلہ مین ایسا معاوضہ دیا جیسا کہ سنمار کو اُسکی عمدہ کاریگری کا صلہ اسی قسم کا ملا تھا -

قصر غمدان ۔ صنعاء یمن کے روبرو یہ ایک قصر ہے جس کے دریچون کو محاریب کہتے ہین یہ مکان نہایت استوار اور رفیع الشان ہے اس کے سات درجے ہین اسمین جو کچھ آرائشین اور صنعتین ہین وہ بالکل عجیب و غریب ہین جنکی تعریف نہین ہوسکتی ۔ پادشاہ شرحبیل بن عمرو بن غالب بن المنتاف بن زید بن یعفر بن السکساک بن وائل بن حمیر نے بنایا تھا اور اپنی مدت سلطنت تک وہ اسی مین رہا ۔ پھر یہ قصر تبابعہ کا دار الملک ہوگیا ۔ محیط المحیط مین لکھا ہے کہ غمدان یمن مین ایک مربع قصر ہے جسکو یشرخ نے بنایا ہے اس کے چارون طرف چار رنگ ہین ۔ سرخ ۔ زرد ۔ سفید ۔ اور سبز ۔ اس کے اندر ایک اور قصر تعمیر کرایا جس کے سات درجے تھے بلندی ہر ایک درجہ کی چالیس ہاتھ تک تھی آہ اس قصر کو سیف بن ذی یزن الحمیری نے حبش سے لے لیا جیسا کہ اس کتاب کے چوتھے مقالہ کی پہلی فصل مین اس کے طرف اشارہ کیا گیا ہے ۔

مارد اور ابلق یہ دونون قلعے سموال بن عادیا الیہودی غسانی کے ہین ۔ قلعہ مارد تو دومۃ الجندل مین سیاہ پتھر سے بنایا گیا ہے اور ابلق تمام مین سفید اور سیاہ پتھر سے تعمیر کیا گیا ہے ۔ جزیرہ زبا کی ملکہ ہند نے اسپر چڑھائی کی تھی مگر وہ یہان سے تمرد مارد وعز الابلق مارد نے سرکشی کی اور ابلق غالب ہوا ۔ کہہ کر ناکامیاب واپس ہوئی ۔

صرح الغدیر ۔ یہ عمارت حوران کے اطراف مین بلقار سے متصل شاہان غسان کی اولاد کی بنا کی ہوئی ہے ثعلبۃ بن عمرو بن جفنۃ الغسانی نے اسکو تعمیر کرایا تھا ۔

قناطر ۔ اذرح اور قسطل جبلۃ بن الحارث بن ثعلبۃ مذکور کی عمارتین ہین ۔

حضیر ۔ مصنعہ ۔ قصر ابیر ۔ اور رمعان یہ بھی عمارتون کے نام ہین جو حارث بن جبلہ مذکور کی بنائی ہوئی ہین اور یہ شخص بلقار مین رہتا تھا ۔

قصر غضاء ۔ صفات العجلات اور قصر منار ۔ عمرو بن الحارث المذکور کے بنائے ہوئے قصر ہین کیونکہ اُس نے دمشق کے اطراف وجوانب مین بہت سے عالی شان قصر تعمیر کرائے تھے مذکورہ بالا قصر انہین مین سے ہین ۔

قصر سویداء اور قصر حارب یہ دونون قصر نعمان بن عمرو مذکور کے بنائے ہوئے ہین ۔

قصر برقع ۔ یہ قصر ایک جنگل مین جبلۃ بن الحارث عمرو مذکور کے بھائی کے لئے تعمیر کرایا گیا تھا جبلہ مذکور تدمر ۔ قصر برکہ اور ذات انمار کا حاکم تھا قصر برقع کو اس کے عامل قنین نے تعمیر

کروایا تھا۔

جبلۃ الادہمیہ - یہ ایک شہر ہے جسکو غسانیون کے اخیر پادشاہ جبلۃ بن الایہم نے بسایا تھا یہ پادشاہ جناب عمر رض کے عہد خلافت مین مسلمان ہوا لیکن بعد مین قیصر یعنی ملک روم کی یہان چلا گیا اور پھر عیسائی ہو گیا - اس واقعہ سے پادشاہ کے عزت دار ہونے مین ضرب المثل ہو گئی اُعُز ملکا من جبلۃ بن الایہم"۔ لیکن اب یہ شہر جبلہ سلطان ابراہیم ادہم کی طرف منسوب کیا جاتا ہے جہان کہ یہ سلطان مدفون ہے -

زمانہ جاہلیت مین عربون نے جو عمارتین بنائین اور جن سے ہم واقف ہین وہ بھی ہین جنکا ذکر کیا گیا - لیکن اونہون نے زمانہ اسلام مین جو عمارتین تعمیر کین اور جنکا اجمالی ذکر پہلے مقالہ کی تیسری فصل مین بھی کسیقدر کیا گیا ہے - یہان ہم پھر اون کا اعادہ کرتے ہین اور یہ بتانا چاہتے ہین کہ اون کی تعمیر کا سبب کیا تھا اور انقلاب زمانہ سے اس کا کیا حال ہوا من جملہ اسلامی عمارتون اور شہرون کے -

بصرہ ہے - یہ پہلا شہر ہے جو زمانہ اسلام مین بسایا گیا - جب حضرت عمر بن الخطاب رض ابو بکر صدیق رض کے بعد ۱۳ھ م ۶۳۴ع مین خلیفہ ہوئے تو اونہون نے ۱۴ھ م ۶۳۵ع مین عراق مین نہر دجلہ اور فرات کے جانب غرب مین اسکی بنا ڈالی - اس جدید عصر مین خلیفہ ممدوح ہی عمارتون کے بنانے اور شہرون کے بسانے مین بانی اول ہین - اسکے بسانے کا سبب جیسا کہ کہا گیا ہے یہ تھا کہ اہل فارس اور اہل ہند کی مواصلت یعنی انکی آمد و رفت جو خلیج فارس کی راہ سے ہوتی تھی وہ بند ہو جائے اسی خیال سے یہ شہر بسایا گیا - یہان ایک بازار تھا جو مربد بصرہ کے نام سے مشہور تھا جہان عرب کے شاعر جمع ہو کر اپنے شعر پڑہتے تھے - یہ اور اسی قسم کے اسباب سے یہان عالم - ادیب - فصیح عربی زبان دان پیدا ہوئے - خاصکر یہان کے علماء نے علم نحو مین اجتہاد کا درجہ حاصل کیا اور کوفہ بصرہ کے علماء مین بہ لحاظ علم نحو کے اختلافات ہین لیکن اہل کوفہ کو اس اعتبار مین بصریئین پر فوقیت حاصل نہین ہوئی - مگر کوفہ بغداد سے پہلے دار الخلافت تھا اور یہ بات بصرہ کو حاصل نہین ہوئی البتہ یہان حاکم سواد[1] رہا کئے - اور یہ تعجب کی بات ہے کہ خلفائے وقت سخت گیر حاکمونکو بھیجتے

---

[1] سواد کے معنی ملک کے قریون کے ہین -

اور مقرر کرتے رہے جیسے زید بن امیہ اور حجاج وغیرہ - ہجرت کے بارہوین قرن مین جو عیسوی
اٹھاروین صدی سے مطابق ہے یہان کے باشندون کی تعداد چار لاکھ تک ہوگئی تھی
مگر اخیر مین جلکر یہ آبادی قائم نہ رہی اور اب ساٹھ ہزار سے زیادہ نہین ہے -
کوفہ - خلیفہ ممدوح نے سنہ ۱۷ ہجری مطابق سنہ ۶۳۸ع مین یہ دوسرا نیا شہر بسایا - اور یہان کرسی خلافت
منتقل کی کیونکہ اس سے پہلے مقام انبار دار الخلافت تھا کوفہ خد عذراء کے لقب سے ملقب ہوا کیونکہ یہان کی
رتیت سرخ رنگ کی تھی انہین وجوہ سے یہ شہر اسوقت عراق مین بڑا شہر شمار ہونے لگا مسلمان اسکو قبۃ السلام اور
دار الہجرت بھی کہتے ہین چونکہ خط کوفی یہین سے نکلا ہے اسی نسبت سے وہ منسوب کیا جاتا ہے عرب کے خطوط جو عثمان بن عفان کے
زمانہ مین تھے وہ سب یہین سے تھے - علماء نحاۃ اور شعراء وغیرہ اکثر انہین دونون شہرون مین ہوا
کئے ان دونون شہرون کو عراقان بھی کہا جاتا ہے - بعد اسلام کے یہان کے لوگ علم و
فضل مین ایسے مسلم ہوئے ہین کہ اون کے کلام سے سند لیجاتی تھی - بعض فاضلون کا
بیان ہے کہ جب دونون شہرون کے علماء مین کسی مسئلہ علمی مین اختلاف ہو تو بہ لحاظ لفظ کے
بصریین کا مذہب اختیار کیا جائے اور بہ لحاظ معانی کے کوفیین کے مذہب کی پیروی کیجائے
جامع اقصی - یہ جامع بھی خلیفہ ممدوح کی بنائی ہوئی ہے جو مدینہ اور شلیم یعنی قدس شریف
مین اس مقام پر جہان کہ ہیکل سلیمان ع تھی - جامع اقصی بھی اون تین جامع مسجدون مین گنی
جاتی ہے جسکا ذکر اس کتاب کے چوتھے مقالہ کی دوسری فصل مین کیا گیا ہے -
مدینہ واسط کو سنہ ۸۳ ہجری مطابق سنہ ۷۰۲ع مین بزمانہ خلافت عبد الملک بن مروان حجاج بن یوسف الثقفی
نے بسایا اسکا نام واسط اس لئے رکھا گیا کہ وہ بصرہ اور کوفہ کے درمیان واقع ہوا تھا -
جامع اموی - علی بن ابی طالب رض کے بعد جب معاویہ رض خلیفہ ہوئے تو انہون نے شام کو اپنا
دار الخلافت قرار دیا جو بنی امیہ کی اخیر خلافت تک ملک شام دار الخلافت رہا - عمدہ تلوارون کے
بننے کی وجہ سے بھی یہ شہر زیادہ مشہور ہے - یہان جو تلوارین بنتی ہین وہ لوہے اور فولاد کی
پترون سے بنائی جاتی ہین اور اون مین یہ وصف ہوتا ہے کہ قبضہ تک جھک سکتی ہین
اور سخت سے سخت چیزین ان تلوارون سے بلا تکلف کٹ جاتی ہین - لیکن اس زمانہ مین یہ
کاریگری وہان مفقود ہوگئی ہے - یہ کہا گیا ہے کہ جب امیر تیمور لنگ آٹھوین صدی ہجری مین جو عیسوی
بارہوین صدی کے مطابق ہے اس ملک پر قابض ہوا تو اوس نے یہان کے کاریگرون کو
ممالک محروسہ مین اپنے ساتھ لیتا گیا اونہون نے اوس کے لئے جو تلوارین بنائین وہ دمشق کی

تلوارون کے مقابلہ کی نہ تھین - لیکن اس زمانہ مین بھی وہان آبنوس پر ہاتھی دانت اور صدف کا نہایت عمدہ کام بنایا جاتا ہے اس کاریگری کا نام تطعیم ہے - اور یہان ریشمین کپڑے اور گھوڑون کے ساز و سامان اچھے بنائے جاتے ہین - یہان کے سنار سونے کے گلانے مین اعلی درجہ کی دستگاہ رکھتے ہین - جب ولید بن عبد الملک بن مروان جسکا ذکرا و پر گذر چکا ہے خلیفہ ہوا تو اُس نے ایک جامع مسجد بنائی جسکو جامع اموی کہتے ہین - عرب کی تمام عمارتون مین یہ عمارت عالیشان سمجھی جاتی ہے اور اسلام کی جامع مسجدون مین اُسکی نظیر نہین ہے - اس جامع کا طول ساڑھے پانسو قدم اور عرض ڈہائی سو قدم ہے - اس کے بڑے عالیشان ستون سنگ سماق اور سنگ رخام کے ہین جن کے رنگ مختلف ہین - اور اس کے قبہ مین چھ سو قندیلین سونے چاندی کے زنجیرون سے لٹکائی گئی ہین لیکن رمضان کے مہینہ مین اُسمین بارہ ہزار قندیلین روشن کیجاتی تہین اُسمین مذاہب اربعہ کے لئے چار محراب ہین اور اس کے موذن چہتر ہین جو تین منارون پر کھڑے ہوکر اذان کہتے ہین - بعض کا بیان ہے کہ اس جامع کی تعمیر مین تیس لاکھہ دینار صرف ہوئے ہین اور اسی ولید نے بیت المقدس مین بھی ایک جامع اقصی بنوائی اور نیز مدینہ کی مسجد بھی اسی نے بنوائی - مہمانون اور مسافرون کے لیے بھی مکانات تعمیر کرائے پس اس لحاظ سے ممالک اسلامیہ مین ۸۸ ہجری ۷۰۶ء مین ان عمارتون کے بنانے مین یہ اول شخص ہے -

رملہ - اس شہر مین اور بیت المقدس مین ایک دن کی راہ کا فاصلہ ہے سلیمان بن عبد الملک مذکور کے عہد خلافت مین یہ شہر بسایا گیا -

ہاشمیہ - انبار کے نزدیک ایک شہر ہے جسکو عبد اللہ السفاح خلیفہ عباسی نے بنی امیہ کی سلطنت ممالک مشرق سے جاتے رہنے کے بعد جبکہ وہ خلیفہ اور حاکم ہوا بسایا - ابتداءً سفاح حیرہ مین رہا کرتا تھا جب یہ شہر بسایا گیا تو حیرہ سے کرسی خلافت یہان منتقل کی -

بغداد[1] جسکو بغداذ اور بغذاذ اور بغذین اور بغدان اور مغدان بھی کہتے ہین عراق عرب مین یہ ایک مشہور شہر ہے جو دجلہ کے شرقی کنارہ پر واقع ہے - اسکو مدینۃ السلام بھی کہتی ہین

---

[1] اسکی وجہ تسمیہ مین یہ بھی ایک روایت بیان کی جاتی ہے کہ یہان ایک باغ تھا نوشیروان عادل اس مین بیٹھکر مقدمات فیصل کرتا تھا اس لحاظ سے اس کا نام باغ داد یعنے انصاف کا باغ مشہور ہوا اور پھر تخفیف ہوکر بغداد رہ گیا - مترجم

دجلہ کو نہر السلام اس لیے کہتے ہین کہ جس وادی مین وہ واقع ہوئی اسکو وادی السلام کہا جاتا ہے سفاح مذکور کے بہائی ابوجعفر منصور نے ۱۴۵ھ م ۷۶۲ء مین اسکی بنا ڈالی۔ اسکو زوراء بھی کہتے ہین۔ کیونکہ شہر کے اندر کے دروازے باہر کے دروازون سے کسی قدر اونچی زمین پر واقع ہوئے تھے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ زوراء دجلہ کا نام ہے اور چونکہ دجلہ کا پانی طغیانی کی حالت مین شہر مین آجایا کرتا تھا اس لیے بغداد کو زوراء بھی کہنے لگے فارض کہتا ہے۔

اریج النسیم سری من الزوراء سحراً فاحیی میت الاحیاء[۱]

بغداد کے معنی جیسا کہ کہا گیا ہے عطیۃ الصنم کے ہین کیونکہ کسری نے اپنے ایک خصی غلام کو یہ جگہ بطور جاگیر دیدی تھی مشرق مین اون کا ایک بت بھی تھا جس کا نام بغ تہا پس ان وجوہ سے اس خصی نے اسکو بغ داذ کہا یعنی بت نے مجھے عطا کیا۔ اس سبب سے فقہاء اسکو بغداذ نہین کہتے۔ ابن مبارک کہتے تھے کہ ذال معجمہ کے تلفظ سے بغداذ نہین کہنا چاہیے کیونکہ بغ ایک بت کا نام ہے اور داذ کے معنی عطیہ کے ہین۔ بلکہ بغداد اور بغدان کہنا چاہیے ا بعض کہتے ہین کہ بغ کے معنی فارسی زبان مین بستان کے ہین اور داذ ایک شخص کا نام تھا جس کے ترکیبی معنی بستان داذ کے ہوتے ہین۔

اس کے بعد منصور نے شہر ہاشمیہ سے یہان کرسی خلافت کے منتقل کرنے کا حکم دیا اور اپنے بیٹے مہدی کے لیے مدینہ رصافہ کی بنا ڈالی (رصافہ کے معنی لغوی استوار کرنے کے ہین) کرسی خلافت کے یہان قایم ہونے کے بعد شہر بغداد نہ صرف مشرقی خلافت کی شان وشوکت کا مرکز قرار پایا بلکہ مشرقی علوم کے لیے بھی یہ شہر مرکز بن گیا۔ جیسا کہ آگے اپنے مقام پر اسکا ذکر کیا گیا ہے۔

اسکی مغربی سمت مین محل کرخ واقع ہے جہان ابوجعفر مذکور رہا کرتا تھا اسکی نسبت زریق بغدادی کہتا ہے۔

استودع اللہ فی بغداد لی قمراً بالکرخ من فلک الازرار مطلعہ[۲]

---

[۱] ترجمہ۔ صبح کے وقت زوراء سے جو نسیم چلتی ہی وہ مردون کو بھی زندہ کرکے کھڑا کردیتی ہی۔
[۲] ترجمہ۔ خدا نے بغداد کے محلہ کرخ مین ایک چاند میرے لیے پیدا کیا ہی جسکا مطلع قمیص کی گردش ہی۔

رصافہ جسکا ابھی اوپر ذکر کیا گیا بغداد کے سمت شرق مین واقع ہے جب ہارون رشید (عباسیون کا پانچوان خلیفہ) خلیفہ ہوا تو اُس نے یہان ایک قصر تعمیر کرایا آج کے دن ہی رصافہ نہایت بہجت انگیز مقام ہے علی بن جہم اسکی نسبت کہتا ہے۔

عیون المہی بین الرصافۃ والجسر جلبن الہوی من حیث ادری ولا ادری[1]

غرضکہ رصافہ عباسیون کے عہد سلطنت مین اسی حیثیت سے قایم رہا جب اونکی سلطنت جاتی رہی تو اسکی عظمت اور شان مین بھی انحطاط پیدا ہوگیا۔

خطیب بغدادی اپنی تاریخ مین بیان کرتا ہے کہ بغداد مین حماموں کی تعداد مامون رشید کے زمانہ مین ۶۵ ہزار تک پہونچ گئی تھی اور اس کے اطراف وجوانب مین پاس پاس جو شہر تھے اونکی تعداد چالیس سے زیادہ تھی۔ اورون کا بیان ہے کہ بغداد اُس زمانہ مین دنیا کے تمام شہرون مین سب بے نظیر مانا گیا تھا اور تقریباً پانسو برس تک خلفاء کا دار المملکت رہا۔ آخر پر تاتاریون کے فتنہ وفساد نے اوسکو اوجاڑ دیا۔ اُس وقت یہ شہر فقہاء۔ علماء۔ شعراء اور ہر ایک علم وفن کے ماہر سے بھرا ہوا تھا۔ آجکل اُس کے باشندون کی تعداد ساٹھ ہزار ہے گرمیون کے موسم مین لوگ زمین کے نیچے سردابون (تہ خانون) مین رہتے ہین کیونکہ یہان سخت گرمی پڑتی ہے اور رات کو مکانون کی چھت پر سوتے ہین۔ مکانات اینٹون کے بنے ہوی ہین۔ خلفائے مذکور کے قصر وغیرہ عالیشان عمارتون کے آثار آجتک باقی ہین منجملہ اُن عمارتون اور قصر شاہی کے آثار کے قصر زبیدہ بنت جعفر متوکل عباسی زوجہ ہارون رشید ہے اور نیز بہت سی جامع مسجدین اور سرائین اور حمام ہین جنمین مسافر آرام پاتے ہین۔ یہان اسلحہ (چھوٹے چھوٹے ہتیار) نہایت اعلیٰ درجہ کی بنتی ہین سوت کے اور ریشمی کپڑے بھی یہان بنے جاتے ہین۔

مدن اخری۔ یعنی اور دوسرے شہر جب ہارون رشید خلیفہ ہوا تو اُس نے شہر اذنہ اور طرسوس کے از سر نو تعمیر و ترمیم کا حکم دیا اور شہر قاطون کی تعمیر کیے جانے کا حکم دیا لیکن وہ پورا نہ ہو سکا اور پھر ویران ہو گیا۔ جب اُس کا بیٹا معتصم باللہ خلیفہ ہوا تو اُس نے ۲۲۱ھ مین

---

[1] ترجمہ۔ دودھ کے اور صاف پانی کے چشمے جو رصافہ اور جسر کے درمیان واقع ہین وہ محبت کو کھینچتے ہین اُس جگہ سے جسکو مین جانتا ہون اور اُس جگہ سے جسکو مین نہین جانتا۔

ازسرنو اسکی تعمیر و ترمیم کی اور اسکا نام سرمن رائے رکھا پھر وہ مرخم (تخفیف) ہوکر سامرا کہا جانے لگا معتصم نے سرمن رائے کو دار الخلافت قرار دیا اور جب اسکا بیٹا واثق خلیفہ ہوا تو اوس نے پھر بغداد ہی مین کرسی خلافت منتقل کی۔ اور اس کے بعد سامرا ویران ہوگیا وہان اوس زمانہ کی اب بہت کم عمارتین باقی ہین۔

یہ اون دار الخلافتون کا بیان تھا جنکو عربون نے ممالک مشرق مین قایم کیا تھا۔ ممالک مغرب مین مسلمانون کی جو دار الخلافتین تھین اون کے بیان کرنے سے پہلے ایک تمہید کی ضرورت ہے جس سے یہ معلوم ہوسکے کہ عرب کی دوسری خلافتون کے قائم ہونے کے کیا اسباب تھے

## اندلس مین بنی امیہ کی خلافت

یہ مخفی نہین ہے کہ جب بلاد مشرق سے بنی امیہ کی سلطنت عباسیون کے غلبہ کی وجہ سے جاتی رہی اور اس خاندان مین خلافت منتقل ہوئی اور جس کا پہلا خلیفہ سنہ ۱۳۲ھ م سنہ ۷۴۹ع مین ابو عبد اللہ السفاح ہوا تو اس نے اور نیز اس کے جانشینون نے بنی امیہ کے استیصال اور اون کے پراگندہ کرنے مین اہل بیت کے انتقام کے پردہ مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا اس زمانہ مین بنی امیہ کے خاندان سے ایک شخص جسکا نام عبد الرحمن اول اور لقب داخل تھا بھاگ کر بلاد اندلس مین چلا گیا اور وہان قابض ہوا اسکا لقب داخل اس لیے ہوا کہ سب سے پہلے اندلس مین یہی شخص پہونچا تھا اور یہ شخص معاویہ اموی کا بیٹا تھا۔ اس نے سنہ ۱۳۹ھ م سنہ ۷۵۶ عیسوی مین دوسری خلافت کی بنا ڈالی لیکن اوس نے اپنے کو امیر المومنین کے لقب سے ملقب نہین کیا کیونکہ اس سے پہلے اوس نے علانیہ بیعت کرلی تھی بلکہ اپنے کو امیر کے لقب سے ملقب کیا اسکی اولاد مین سے ہر ایک اپنے کو امیر کہلاتا رہا۔ لیکن ان کا آٹھوان امیر جسکا نام عبد الرحمن الناصر تھا اوس نے اپنے کو امیر المومنین کے لقب سے ملقب کیا اس کے بیٹے بھی یہی لقب اختیار کرتے رہے ہے۔

اہل فرنگ کے بعض مولف (مورخ) کہتے ہین کہ اہل عرب سبانیا یعنی اسپین کے تمام بلاد کو بلاد اندلس کے نام سے موسوم کرتے ہین اور اسکو ایک اقلیم کہتے ہین۔ اسکا سبب یہ ہی کہ یہ وہ اقلیم ہے جسکو بلاد سبانیا مین سب سے پہلے اونہون نے دریافت کرکے فتح کیا اور نیز اسکو جزیرۃ الاندلس بھی کہتے ہین۔ کیونکہ وہ جزیرہ اور جزیرہ نما مین فرق نہین کرتے

حالانکہ اندلس جزیرہ نما ہے اور بحیثیت جزیرہ بھی کہتے ہین نہ جزیرہ جو میدان سے منفصل (منقطع)
ہوتا ہے اور کبھی لفظ مغرب بھی اُس کے ساتھ شامل کرتے ہین کیونکہ اہل عرب اندلسی کو مغربی
بھی کہتے ہین جیساکہ افریقہ کے رہنے والے کو بھی مغربی کہتے ہین۔
عبدالرحمن الداخل جب سے ان بلاد پر قابض ہوا اُس وقت مغربی اور مشرقی عربون کا باہمی
تعلق اور مواصلت منقطع ہوگئی حتی کہ بعض سلاطین بنی امیہ نے اپنی رعیت کو سفر حج سے بھی جو
اسلامی مذہبی فرائض سے ایک فرض ہے منع کیا جیساکہ بنی اسرائیل کے بادشاہون نے کیا تھا چنانچہ
اون کے زمانہ مین کسی نے حج نہین کیا یہان تک کہ سنہ ۴۲۲ ہجری سنہ ۱۰۳۱ ع مین اون مین طوائف الملوکی
ہوگئی۔
مدنیہ قرطبہ۔ جب عبدالرحمن مذکور نے بمقام قرطبہ لوگون نے بیعت کی تو اُس وقت قرطبہ
دارالسلطنت ہوگیا پھر یہان ایک قصر اور ایک مسجد تعمیر کی۔ ان دونون عمارتون کی تعمیر مین
جیساکہ کہا گیا ہے اسّی ہزار دینار خرچ ہوئے لیکن وہ ان عمارتون کے تیار ہونے سے
پیشتر مر گیا۔
جب ملک الناصر اُس کا جانشین ہوا تو یہ شہر علوم کے لیے بھی مرکز قرار پایا جیساکہ بغداد
تھا چنانچہ آگے اس کے متعلق اپنے مقام پر بیان کیا جاے گا۔ اُس نے اپنی تمام توجہ
عالی شان عمارتون کے بنوانے مین مصروف کی۔ لیکن اُس کے دادا امیر محمد اور اُس کے باپ
عبدالرحمن کو اسمین اختلاف تھا۔ اونہون نے اپنے لیے عالیشان کوٹھیان بنوائین۔ من جملہ ان
عمارتون کے مجلس زاہر۔ بہو کامل اور قصر منیف کی عمارتین تہین۔ ملک ناصر نے قصر زاہر
کے پہلو مین ایک عالیشان قصر بنوایا اور اُس کا نام روضہ رکھا۔ ان عالی شان عمارتون مین پہاڑ
سے کاٹ کر نہرین لائی گئین۔ اس کام کے لیے اُس نے بڑے بڑے مہندسین اور
معمارون کو جا بجا سے اور نیز بغداد اور قسطنطنیہ سے بھی تلاش کر کے بلوایا۔ پھر باغات وغیرہ
بنائے قصر ناعورہ کی بنا خارج القصور (یعنی اور قصور سے باہر) ڈالی گئی۔ اور پہاڑ کی چوٹیون
سے نہرین کاٹ کر لائی گئین جو بہت ہی ندرت اور صناعی سے بنائی گئی تہین۔ ابن خلدون نے
اس عمارت کو بڑی عالیشان عمارتون مین شمار کیا ہے جنکی تعمیر مین لاکہون روپیہ صرف ہوئے
ہین۔ مقریزی اپنی کتاب نفح الطیب مین لکھتا ہے کہ ملک ناصر نے عجیب وغریب نہر ونکی تکمیل
کی اور اون مین میٹھا پانی جبل قرطبہ سے لایا گیا یہ نہرین مہندسی اصول پر بنائی گئی تہین ان نہر ونکی

ذریعہ سے جو پانی آتا تھا وہ عجیب وغریب کاریزون اور فوارون سے قصر ناعورہ کے بڑے حوض مین (جو قرطبہ کے غرب مین تھا) زور سے اوچھل کر گرتا تھا۔ اس حوض پر ایک شیر کی تمثال عمدہ کندن کر سونے سے اعلی درجہ کی صناعی سے بنا کر رکہی گئی تھی۔ اس شیر کے آنکھین نہایت ہی چمکدار جواہر کی تہین۔ پانی شیر کے سرین مین سے ہو کر منہ سے حوض مین گرتا تھا۔ ناظرین اس کے حسن صنعت اور شیر کی بارعب صورت اور پانی کے زور سے گرنے کو تعجب کی نظر سے دیکھتے تھے۔ اس عمارت کے باغات اسی پانی سے سیراب ہوتے تھے اور پہر بھی جو پانی بچ رہتا تھا وہ ایک دوسری نہر سے چلا جاتا تھا۔ یہ نہر۔ حوض۔ شیر کی تمثال دنیا کے اکثر حصون مین شاہی عجائبات و آثار مین گنی گئی ہے۔ کیونکہ اسکی عمارات کی عظمت برجون کی رفعت جنپر پانی چڑھ کر نیچے گرتا تھا اسکو عجائبات مین شمار کرنے کے لیے کافی تہین۔ ناصر نے صحن مسجد مین ایک سائبان کی تعمیر کا حکم دیا تاکہ مصلی یعنی نمازی دہوپ (تپش آفتاب) سے بچین۔

جغرافیہ کی بعض کتابون مین بیان کیا گیا ہے کہ اس شہر کے جامعون کی تعداد (۱۶۰۰) اور حمامون کی تعداد (۹۰۰) اعیہ رذ دکانون کی تعداد (۸۰۴۵۵) اور مکانون کی تعداد (۲۶۲۳۰۰) اور باشندون کی تعداد (۱۰۰۰۰۰) تک پہونچ گئی تھی اور خلفاء جنکا ذکر گزر چکا اون کے مکانون کے آثار مدت تک قایم رہے۔ اندلس کے بعض عالمون مین سے قرطبہ کی نسبت یہ کہتا ہے

باربع فاقت الامصار قرطبہ ۔۔ منہن قنطرۃ الوادی وجامعہا[1]
ہذان ثنتان والزہراء ثالثۃ ۔۔ والعلم اعظم شئ وہو رابعہا

**رصافہ** خلیفہ مذکور نے اس سے پہلے شہر قرطبہ کے قریب ایک آبادی کی بناء ڈالی تھی۔ شام مین اس کے دادا ہشام نے رصافہ کے نام سے ایک شہر بسایا تھا اس نے بھی اس آبادی کا نام رصافہ رکہا رصافہ مین بہت سے اہل فضل ہوئے ہین منجملہ اون کے یوسف بن مسعود الرصافی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ظہور اسلام کے بعد دس آبادیان رصافہ کے نام سے بسائی گئین۔

**حمص** مروانیون نے جبکہ ممالک مشرق سے اونکی سلطنت منتقل ہوگئی تو وہ ہمیشہ شام کا

---

[1] ترجمہ۔ چار چیزون سے قرطبہ نے تمام شہرون پر فوقیت حاصل کی ہے جنمین سے ایک وادی کا پل اور اسکی جامع مسجد ہے یہ تو دو ہوئے تیسری چیز قصر زہرا ہے اور علم جو سب سے بڑی چیز ہے وہ چوتھی ہے۔

ذکر کیا کرتے تھے اور انہون نے اپنے قدیم وطن کی موانست سے اندلس مین کئی شہرون کے نام علاقہ شام کے شہرون کے نام پر رکھے منجملہ اس قبیل کے نامون کے شہر اشبیلیہ کو جسکو اہل فرانس سیقیل کہتے ہین حمص کے نام سے موسوم کیا یہان کی نہر کی نسبت ایک شاعر کہتا ہے۔

خلیلی بادر بی الی النہر بکرۃ　　وقف بی حیث المدینی عنانہ[۱]

ولا تجز الارحالان وراءھا　　یبابا دعینی لاتریدعیانہ

قصر الشراحیب | یہ ایک عالی شان عمارت مدنیہ شلب مین جو قرطبہ کے علاقہ کا ایک شہر ہے بنائی گئی۔ معتمد بن عباد الاندلسی کہتا ہے۔

وسلم علی قصر الشراحیب عن فتی　　لہ ابداً شوق الی ذلک القصر[۲]

قصر سرور اور مجلس ذہب | یہ دونون قصر بھی شہر سرقسطہ مین جہان کہ بہت سی عمارتین ہین بنائی گئی ہین۔ دونون مقام بھی بہت ہی پر فضا تربت گاہین ہین ابن ہود اسکی نسبت کہتا ہے

قصر السرور و مجلس الذہب　　بکما بلغت نہایۃ الطرب[۳]

قصر طلیطلہ | یہ بھی ایک مشہور قصر مامون بن ذی النون کا شہر طلیطلہ مین بنایا ہوا ہے اسکی نسبت ایک شاعر کہتا ہے۔

زادت طلیطلۃ علی ماحدثوا　　بلد علیہ نضارۃ ونعیم[۴]

اللہ زینہ فوشح خصرہ　　نہر المجرۃ والغصون نجوم

---

[۱] ترجمہ - ای دوست صبح کو میرے ساتھ نہر کی طرف ٹہلتا ہوا چل اور وہان میرے ساتھ ٹھیر جا جہان کہ نگاہ اپنی باگ موڑ لیتی ہے اور ارحاء سے آگے نہ بڑھنا کیونکہ اسکے آگے ویرانی ہے جسکو دیکھنا میری آنکھ پسند نہین کرتی۔

[۲] ترجمہ - یعنی شاعر اس شخص کے طرف خطاب کرکے جو قصر شراحیب مین رہتا ہے یا وہان جانیوالا ہے یہ کہتا ہے کہ قصر شراحیب کو اس نوجوان کی طرف سے جسکو اسکے دیکھنے کا ہمیشہ شوق رہتا ہے سلام پہونچانا۔

[۳] ترجمہ - ای قصر سرور اور ای مجلس ذہب مین تم دونون سے نہایت خوش ہون۔

[۴] ترجمہ - شہر طلیطلہ جو ایک پر فضا شہر ہے اسمین جو عمارتین تعمیر کی گئین ان سے اسکی رونق دوبالا ہوگئی خدا نے اسکو زینت دی اور نہر مجرہ نے اسکو کمر بند لگایا اور ڈالیون مین جو انگور لگے ہوئے ہین وہ بجائے ستارون کے ہین۔

قصر طلیطلہ کے بانی یعنی مامون مذکور نے اس کے بنانے کے لیے بڑے بڑے کاریگرون اور مہندسون اور مصورون کو دور دور سے بلایا اوسکی تعمیر مین بے دریغ روپیہ صرف کیا۔ اس قصر کے وسط مین ایک بحیرہ (تالاب) بنایا گیا ہے اور اس کے بیچ مین ایک قبہ (بارہ دری) شیشہ کا ہے اور اس قبہ پر طلاکاری بھی کی گئی تھی۔ مہندسین نے اپنی بے نظیر صناعی سے اس قبہ کے سطح اعلی پر پانی پہونچایا تھا وہان سے پانی دائرہ کی صورت بنکر قبہ کے اطراف سے نیچے گرتا تھا مامون جو ایک عیش و عشرت کی حالت مین قبہ مین بیٹھا رہتا تھا اوس کے پاس پانی کی ایک چھینٹ بھی نہین جاتی تھی اور پھر جب اس مین شمعین روشن ہوتی تھین تو اوس وقت یہ منظر دیکھنے کے قابل ہوتا تھا ابو محمد البصری کہتا ہے۔

شمسیۃ الانساب بدریۃ ‌ ‌ ‌ ‌ یحار فی تشبیہھا الخاطر

کانما المامون بدر الدجی ‌ ‌ ‌ ‌ وہی علیہ الفلک الدائر [له]

| مدن مشہورہ یعنی دوسرے مشہور شہر | عربون نے اندلس مین جو نہایت سرسبز و شاداب ملک ہے اور شہر بھی بسائے اس خیال سے کہ اوسکی زمین نہایت عمدہ اور اوسکے جنگل نہایت خوشنما ہین |
|---|---|

منجملہ اون کے شہر بطلیوس ہے اسکی نسبت ابن فلاس کہتا ہے۔

بطلیوس لا انساک ما اتصل البعد ‌ ‌ ‌ ‌ فللہ غور من جنابک او نجد

وللہ دوحات تحفک بینھا ‌ ‌ ‌ ‌ تفجر وادیھا کما شقق البرد [سه]

انہین مشہور عمارتون مین عین الذہب ہے مصطفے افندی بابی اسکی نسبت کہتا ہے۔

بابی و بابی و بابی ‌ ‌ ‌ ‌ جرعۃ من ماء عین الذہب [سه]

---

[له] ترجمہ۔ قصر طلیطلہ کا قبہ چاند اور سورج سے نسب رکھتا ہے یعنی بہت روشن اور چمکدار ہے جسکو تشبیہ دینے مین انسان کا دل حیران ہوجاتا ہے مامون تو چودھوین رات کا چاند ہے اور وہ قبہ گویا اوس کے لیے فلک دائر یعنی گھومنے والا ہے۔

[سه] ترجمہ۔ ای بطلیوس مین تجکو ہرگز نہین بھولونگا گو بوجہ مفارقت یہ دوری قایم ہی رہے تیرے نشیب و فراز مقامات خدا کی قسم بھولنے کے قابل نہین ہین قسم ہے تیرے گنجان درختون کی اور اون نہرون کی کہ وہ جنگلون کو اسطرح سے چیرتی ہین جیسے کوئی چادر بن پھاڑتا ہے۔

[سه] ترجمہ۔ مین تین مرتبہ اپنے باپ کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ مجھے عین الذہب سے ایک گھونٹ پانی کا مل جائے تو مین اپنے کو بڑا خوش قسمت سمجھونگا۔

اور منجملہ انہیں عمارتوں کے مرج فضہ ہے۔ معتمد بن عباد نے اس کے تالاب کو جبکہ ہوا سے پانی پر زلف کی صورت کی لہرین آرہی تہین دیکھا تو بے ساختہ اسکی زبان سے یہہ نکلا کہ نسیج الریح علے الماء زرد ہوا نے پانی پر زرہ بنا ہے اور پہر اس نے اپنے وزیر ابوبکر بن عمار کو حکم دیا کہ اس کا مصرع ثانی کہے اس نے مصرع موزون کیا لیکن رمیکیہ (ایک شاعرہ) نے یہ مصرعہ پہونچایا۔

یالہ درعاً منیعاً لو جمد[1]

یہان کے مشہور پہاڑون مین کوہ شلیر ہے جو نہایت سرد ہے ایک مغربی باشندہ کا جب اس طرف گزر ہوا اور سخت سردی معلوم ہوئی تو اس نے یہ کہا۔

یحل لنا ترک الصلاۃ بارضھم وشرب الحمیا وھو شئی محرم
فرارا الی نار الجحیم لانھا اخف علینا من شلیر وارحم[2]

مدینۃ الزہراء — شہر غرناطہ مین عمارتون کے تیار ہو جانے کے بعد جن کا ذکر اوپر ہو چکا ملک ناصر نے اس کو اپنا دار السلطنت قرار دیا۔ وہان بہت سے باغات اور قصر علاوہ ان عمارتون وغیرہ کے جو اس کے اجداد کے بنائے ہوئے تہے تعمیر کی۔ اور جانورون کے لیے بھی باڑہین وغیرہ لگا کر احاطہ بنائی اور پرندون کے لیے عمدہ عمدہ جالدار پنجرے تیار کرائی اور ایک دار الصناعت بھی کھولا گیا جہان آلات حرب اور پہننے کے زیور تیار ہوتے تھے۔ مورخین کا بیان ہے کہ ملک ناصر کو عمارتون کے بنوانے کا ایک عشق تہا۔ اس کے وقت مین زراعت۔ تجارت وغیرہ کو خوب ترقی ہوئی ان سب اسباب سے اندلس بلحاظ مال و دولت اور علم و فضیلت کے ہر ایک عمدہ چیز کے لیے مخزن تہا اور اس وقت اندلس کے محاصل کی مقدار ساٹھ لاکہ دینار تک ہو گئی تھی۔ اس کے بڑے بڑے شہرون کی تعداد اسی تک بیان کی گئی ہے اور چھوٹے شہرون کی تعداد تین سو تک تھی اور اس کے قصبات اور مزارع (کھیتون) کی یعنی ان مین سے بڑا ہیا کی تعداد بارہ ہزار تک ہو گئی تھی اور یہ ان کہیتون کی تعداد ہے جو صرف بڑی نہر کے

---

[1] ترجمہ۔ کاش یہ زرہ جو اعلی درجہ کی ہے جم جاتی۔

[2] ترجمہ ہم کو انکی زمین مین ترک صلوۃ (جس کا کرنا واجب ہے) اور شرب خمر (جس کا پینا حرام ہی) جائز ہو جاتا ہی بہ نسبت اسکے کہ ہم کوہ شلیر مین رہین ہمکو دوزخ مین جانا اور وہان رہنا آسان معلوم ہوتا ہے کیونکہ دوزخ کی حرارت کا اسکی سردی کی وجہ سے ہم پر کچھہ اثر نہ ہوگا۔

کنارہ تھے اور ابن سعید جیسا کہ شقندی نے ذکر کیا ہے بیان کرتا ہے کہ شہر قرطبہ اور زہرا اور زاہرہ مین دو رویہ سڑکون پر دس میل تک ستونون پر قندیلین روشن کیجاتی تہین۔ ان سب آراستہ اور شاندار عمارتون کے علاوہ جو ملک ناصر نے بنوائی تہین مدینہ زہرا ایسا تھا جو نہ صرف اپنے زمانہ مین بے نظیر تھا بلکہ اگر آج بھی وہ بحالت خود قایم ہوتا تو بھی وہ بہ لحاظ لذات کے ایک ہی ہوتا۔

مدینہ زہرا کے بنانے کا سبب جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ اپنی ایک لونڈی کا جسکا نام زہرا تھا بہت ہی فریفتہ او رعاشق تھا زہرا اس سے خواستگار ہوئی کہ اس کے نام سے ایک شہر بسایا جائے پہلے خلیفہ مذکور نے قصر زہرا بنایا جسکا ذکر آگے کیا جائے گا اور پہر اس قصر کے اطراف مین مدینہ زہرا کی عمارتون کی بنیاد چار پانچ میل کے احاطہ مین قرطبہ کے قریب ڈالی گئی اس کے شمال مین ایک پہاڑ تھا جسکو جبل عروس کہتے تھے اور پہاڑ کے جنگلی درخت کٹوا دیئے اور اون کے بجائے انگور اور بادام وغیرہ میوؤن کے درخت لگائے گئے۔ ان سب امور کے لحاظ سے مدینہ زہرا ایک عجیب المنظر ہو گیا تھا خصوصاً موسم بہار مین اوسکا سین دیکھنے کے قابل ہوتا تھا۔ ابن خلکان کے بیان کے بموجب اوسکا طول مشرق سے مغرب تک دو ہزار سات سو ذراع اور عرض شمال سے جنوب تک پندرہ سو ذراع تھا۔ اس قصر مین نہایت نفیس سنگ رخام کے جو ستون تھے اونکی تعداد تین سو تھی اور چھوٹے بڑے دروازون کی تعداد جنپر ملمع کیے ہوئے لوہے اور تانبہ کی چادرین چڑہائی گئی تہین پندرہ ہزار تھی۔ ابن حیان فقیہ ابن دحون سے اور وہ مسلمۃ بن عبداللہ العریف مہندس عربی سے نقل کرتا ہے کہ روزانہ چودہ سو خچر باربرداری کا کام دیتے تھے انمین سے چار سو خچر تو خاص شاہی باربرداری کے تھے اور باقی کرایہ کے تیسرے دن گیارہ سو بوجھ چونے اور گچ کے آتے تھے بعض کو سالانہ تین سو دینار اجرت پندرہ سال تک دیجاتی رہی اور برابر چالیس برس تک اسکی تعمیر کا کام جاری رہا فرش اور ستون کے لیے سنگ رخام جو لگایا جانا قرار پایا تھا اس کے فراہم کرنے کے لیے بڑے بڑے واقف کار معمار دور دور بہیجا سفید اور دوسرے قسم کا پتھر تو خاص اندلس ہی مین دستیاب ہوا گلابی اور سبز پتھر افریقیہ کے ایک کنیسہ سے جس کا نام اسفاقس او رقرطاجنہ تھا لایا گیا۔ قصر کے وسط مین ایک منقش اور مطلا کا رحوض جسکی نہایت عجیب اور خوب صورت شکل تھی اور جو بیش قیمت تہا رکہا گیا جسکو احمد یونانی نے قسطنطنیہ سے لایا تھا اسی احمد یونانی نے

ایک اور چھوٹا سبز رنگ کا حوض شام سے لایا تھا جپر انسان کی تمثال بنی ہوئی تہی یہ حوض اس قدر نادر
اور خوشنما تھا کہ کاریگر اُسکی ٹھیک قیمت نہین تجویز کر سکتے تھے ۔ مورخ مقریزی کہتا ہے کہ خلیفہ ناصر
نے اس حوض کو اپنی خوابگاہ کے مشرقی کمرہ مین جسکا نام مونس تھا نصب کیا اس حوض پر خالص
سونے کی بارہ مورتین جو جواہرات سے مرصع کی گئی تہین کہڑی کی گئین یہ سب صورتین قرطبہ کے
دار الصناعت مین تیار کی گئی تہین ۔ ایک طرف شیر ہرن اور گھڑیال (نہنگ) کی مورتین تہین
اور اس کے مقابل مین دوسری طرف اژدہا ۔ عقاب اور ہاتھی کی مورتین تہین اور دوسرے
دو پہلو مین کبوتر شاہین طاوس کے مقابل مرغ نر و مادہ چیل اور باز کی مورتین نصب تہین پہر ان سب
باتون پر لطف یہ تہا کہ ان جانورون کے منہ سے ہر وقت پانی گرتا رہتا تہا اور زہرا مین ایک بحیرہ
(تالاب) بنایا گیا جسمین رنگ برنگ کے اقسام کی مچہلیان چہوڑ دی گئی تہین ۔ ہر روز ان مچہلیون کو
آٹھ یا بارہ ہزار روٹیان ڈالی جاتی تہین اور چھ قفیز (نام پیمانہ) سیاہ چنے کی دال بہی ڈالے جاتے تھے

قصر زہرا کی ندرت اور شان و عظمت کی نسبت مورخین باتفاق کہتے ہین کہ جو شخص خواہ ملکی ہو یا غیر
ملکی اور خواہ سیاح جب اونہون نے قصر زہرا کو دیکہا تو یہ تسلیم کر لیا کہ اسکی نظیر نہ دیکھی گئی اور نہ سنی گئی
بلکہ اسکی نظیر کی طرف کسی کا خیال تک بھی نہ گیا ہوگا ۔ غرض کہ اُس زمانہ مین اُس کے دیکہنے والے
اور حالات بیان کرنے والے کو بھی لوگ تعجب کی نظر سے دیکہتے تھے ۔ اُس کا فرش اعلی قسم کے
سنگ رخام کا تہا ۔ اور چہت کندن کے سونے سے ملمع کی گئی تھی ۔ دروازے صنوبر کی لکڑی
کے تھے اور اونپر اتنا بہت نقش کیا گیا تہا کہ دیکہنے سے حیرت ہوتی تھی اُس کے خاص خاص
مقفیہ ستون استقدر خوشنما اور اس وضع سے بنائے گئے تھے کہ دیکہنے سے یہ معلوم
ہوتا تھا کہ ستون تصویرون کے منہ مین اوترے ہوئے ہین ۔ اسمین ایک بڑا حوض تھا جس کے
ذریعہ سے تمثالون مین پانی جاتا تھا اور پہر اون عجیب و غریب تمثالون کے منہ سے وہ صاف
پانی گرتا تھا ۔ یہ ایسی نایاب صنعتین تہین کہ قوت خیال کو ان کا تصور کرنا بھی دشوار ہے چہ جائیکہ
قلم اون کو لکہہ سکے ۔

ان سب مجلسون مین زیادہ عمدہ اور نفیس وہ مجلس ہے جسکو قصر خلافت کہتے ہین مقریزی
اُس کے وصف مین بیان کرتا ہے کہ اُسکی سقف (چہت) اقسام کے رنگین اور صاف سنگ
رخام سے جو مطلا کی گئی تہی بنائی گئی ۔ اس کمرہ کی دیوارین بھی اسی وصف کی تہین اس کمرہ کے
وسط مین وہ یتیمہ تھا جو کہ لادن پادشاہ قسطنطنیہ نے ملک ناصر کو تحفتاً بہیجا تھا ۔ اس قصر کی اینٹین

سونے اور چاندی کی تہین - اس کے وسط مین ایک بڑا حوض پارہ سے بھرا ہوا تھا اس مجلس کی ہر جانب مین آٹھ دروازہ تھے جس کے پٹ ہاتھی دانت اور آبنوس کے تھے جو سونے چاندی اور اقسام کے جواہر سے مرصع کار تھے اور اس کے بازون پر رنگین سنگ رخام اور صاف بلور کے ستون تھے جب ان دروازون مین سے اشیر دہوپ پڑتی تھی تو صدر مجلس (مسند) اور اسکی دیوارون پر شعاعین گرتی تہین - اور اسکی وجہ سے ایسی چمک پیدا ہوجاتی تھی کہ اہل مجلس کی نظر بچاچوند ہوجاتی تھی - اور جب ملک ناصر اہل مجلس مین سے کسی کو حیران کرنا اور گھبرا دینا چاہتا تو اپنے کسی خدمتگار کو حکم دیتا کہ وہ پارہ مین حرکت پیدا کرے پہر یہ پارہ ایسا متحرک ہوتا جس سے معلوم ہوتا کہ مجلس مین ہزارون بجلیان اور نور کے پارہ آگئے ہین جس سے دل بیتاب اور بیقرار ہوجاتا تھا اور جب تک پارہ حرکت مین رہتا سب مجلس والون کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ اہل محفل پر کوئی حالت طاری ہوگئی ہے -

اب ہم اسی پر اکتفا کرتے ہین کیونکہ اندلس کے ہر ایک وصف کو جو وہان از قسم اثاث نفیسہ اور مصنوعات فاخرہ اور ذی شان ذخیرون اور روشن نقوش اور مضبوط اونچی مسجدون اور عالیشان عمارتون اور صورتون اور مورتون اور اونچے آراستہ محلون اور حوضون اور دولابون اور فوارون وغیرہ نادرات سے تھے پورے طور پر بیان کرنا ممکن نہین ہے -

جسطرح اکثر اہل ادب اور مشہور مولفین خلافت شرقیہ کے بلاد مین پیدا ہوئے ہین اسیطرح اندلس مین بہی بڑے بڑے صاحب تالیف اور نہایت اکابر ادیب اور شاعر پیدا ہوئے جنکی تعداد بے شمار ہے - منجملہ ان کے مدینہ قرطبہ مین ابو الحسن القرطبی اور غرناطہ دگر بنڈا ) مین یوسف بن الغرناطی مصنف ایجاز الطب اور عبد المنعم بن محمد بن عرس الغرناطی مصنف احکام القرآن اور اشبیلیہ مین احمد بن عمر الاشبیلی مصنف استیعاب کتاب فقہ مالکی تھا جسکی وفات سنہ ۴۸۱ھ م سنہ ۱۰۸۸ع مین ہوئی - اور ابن عصفور اور ابن فرح اور ابن زیدون مشہور مصنف رسالہ زیدونیہ اور شیخ علی اشبیلی مشہور مصنف دیوان کا جو غزلیات مین ہے اور بلنسیہ مین ابو حفص عمر البلنسی مصنف شرح الاربعین المختارۃ اور ابن الجوزی مصنف طبقات الحدیثا اور اسمعیل ابن ابراہیم البلنسی مصنف کتاب اقتباس الانوار ہین اور بعض اندس کے طرف منسوب ہین جیسے شیخ محمد بن مالک الجیانی مشہور مصنف الفیہ جو علم نحو اور صرف مین ہے اور شیخ ابو حیان الاندلسی مصنف لمحۃ البدریۃ جو علم نحو مین ہے اور ابن ہانی اندلسی جو متنبی مغرب کے نام سے مشہور ہے اس لیے کہ اسکی

شاعری ابو الطیب احمد المتنبی مشہور شاعر سے بہت مشابہ ہے ابن ہانی مذکور کی نسبت ایک شاعر کہتا ہے۔

ان تکن زاہدا فکن کاویس　　او تکن شاعرا فکن کابن ہانی[1]

ان من یدعی بما لیس فیہ　　کذبتہ شواہد الامتحان

سات مشہور موشح نظمون کی اختراع انہین کی طرف منسوب ہے منجملہ اس کے مصنفون کے ابن خلوف مغربی مصنف مشہور دیوان اور سلطان ابو العباس المنصور اور ابن لسان الدین خطیب اور ابراہیم بن سہل الاشبیلی اور ابو الحسن بن جودی اندلسی اور ابو القاسم اشبیلی ہین جنکا ذکر اس شہر کے محصولات اور اسکی تجارت وغیرہ کے لوگون کے بیان مین آئے گا۔

## فاطمیہ خلافت کا بیان افریقہ مین

یہ خلافت شیعون کی ہے جو آل ابو طالب مین سے تھے افریقہ مین قایم ہوئی اُس زمانہ مین بلاد مغرب اور صحرا اسکے نام سے مشہور ہے جہان کہ صوری لوگون نے زمانہ قدیم مین شہر قرطاجنہ آباد کیا تھا جس کے قریب اس زمانہ مین شہر ٹونس ہے اور علمائے جغرافیہ اس زمانہ مین اس کے سات حصے کرتے ہین پہلے کا نام برقہ ہے اسکو قدیم یونانی نبطابولیس کہتے تھے جس کے معنی پانچ شہرون کے ہین جب ابتدائے اسلام مین عربون نے اسکو فتح کیا تو اُسکا نام برقہ رکھا کیونکہ وہان ریت ملے ہوئے پتھر کثرت سے تھے اور باقی چھ شہرون کے نام یہ ہین فزان۔ طرابلس۔ ٹونس اور وہ جزیرہ جسپر اہل فرانس اس قرن کے نصف اول مین قابض ہوئے اور مراکش اور فاس۔

اسکا سبب جیسا کہ ابن خلدون وغیرہ مورخین کے کلام سے خلاصہ کے طور پر معلوم ہوا یہ ہے کہ بنی عباس جو شیعی فرقہ سے تھے اور نیز یہ فرقہ کیسانیہ کے نام سے مشہور تھا علی ابن ابی طالب کے بعد اُنکے فرزند محمد بن حنفیہ کی امامت کے قائل تھے اور ان کے بعد ان کے بیٹے ابو ہشام عبد اللہ کی خلافت کے قائل تھے۔ جس زمانہ مین سفاح امویین کے ہاتھ سے ملک لینے کی غرض سے اون کو قتل کرنے لگا تو اُس وقت اُس نے یہ بھی ظاہر کیا کہ اس فعل سے اُسکی صرف اتنی غرض ہے کہ امویین

[1] ترجمہ۔ اگر زاہد ہونا چاہو تو مثل اویس قرنی کے ہو یا شاعر بننا چاہو تو ابن ہانی کے جیسے شاعر بنو ورنہ بلا کسی قابلیت اور جوہر کے دعوی کروگے تو امتحان کے شواہد جھوٹا کر کے چھوڑ دینگے

انتقام لینا اور اولاد علی کی طرف خلافت کا منتقل کرنا ہی چنانچہ اس امر کی طرف سابق مین اشارہ کیا گیا ہے۔ لیکن جب وہ اپنے مقصد مین کامیاب ہوا اور مروان بن محمد بن مروان کو جو اون کا آخری خلیفہ تھا قتل کر ڈالا تو خلافت کی کرسی پر خود بیٹھا اور پہر عام لوگون کے روبرو ایک خطبہ پڑھا جس کے آخر مین یہ کہا کہ یہ کام (خلافت کا) اُس کے ہاتھ مین پہنچنے کے بعد دیگرے اُسکی اولاد کے ہاتھ مین رہیگا آخر پر میری اولاد کا آخری خلیفہ اولاد علی مین سے اس خلافت کو مہدی کے سپرد کر دیگا۔ اور اُس کی جانب سے اُس کے جو عمال تھے چنانچہ ابو مسلم امیر خراسان اور نیز دیگر عمال اُس کے اس قول کی تائید اور تصدیق کرتے تھے اور اس امر کو لوگون مین احادیث واردہ سے جو مہدی ع کی نسبت وارد ہین شہرت دیتے تھے ان احادیث مین اقسام کی تاویلین ہین جسکو فاضل علامہ خیر اللہ افندی مورخ عثمانی نے ذکر کیا منجملہ اُس کے کلام کے یہ بھی ہے کہ سوائے عیسیٰ ع کے کوئی مہدی نہین ہے۔

اہل خراسان مین بنی عباسی کا معین و مؤید جو فرقہ تھا اور جس کا نام راوندیہ تھا وہ اس بات کا معتقد تھا کہ امامت کے مستحق ترین لوگون مین جناب رسالتمآب صلعم کے بعد اون کے چچا عباس تھے جو عباسیین کے دادا ہین عباس اون کے وارث تھے اس لیے کہ وہ اونکی وفات پر زندہ تھے اور اس امر پر وہ لوگ آیت ”واولوالارحام بعضهم اولی ببعض“ سے استناد کرتے ہین۔ لیکن لوگون نے ان کو اس کام سے باز رکہا اور اون کے حق پر ظلم کیا اور آخرکار اللہ تعالیٰ نے اون (عباس) کی اولاد کو یہ کام (خلافت کا) واپس دیا۔ یہ لوگ ابوبکر۔ عمر اور عثمان سے تبرا کرتے ہین اور علی کی بیعت کو اس لیے جایز رکہتے ہین کہ عباس نے اون (علی) سے یہ کہا کہ ای میرے بھتیجے آگے بڑہ مین تیرے ہاتھ پر بیعت کرتا ہون تاکہ دو آدمی بھی تیرے ساتھ اختلاف نہ کرین۔

لیکن عباسی جیسا کہ ابن خلدون مغربی نے ذکر کیا ہے اسبابت کا دعوی کرتے ہین کہ خلافت ابو ہشام بن محمد سے جیسا اوپر ذکر ہوا اونکی وصیت کے موافق محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی طرف منتقل ہوئی پہر اُس کے بعد اُس کے بیٹے ابراہیم الامام بن محمد کی طرف پہر اُس کے بعد اُس کے بہائی ابوالعباس سفاح مشارالیہ کی طرف منتقل ہوئی اور سفاح کا نام عبداللہ بن الحارثیہ ہی لیکن علویین کے باقی فرقے سلسلہ علی سے خروج خلافت کا انکار کرتے ہین نہ ابو ہشام مذکور کی وصیت سے اور نہ دوسرے کسی سبب سے۔ اور وہ ہمیشہ اپنی اس حجت کو قایم کرتے رہے۔

جب مامون الرشید مذکورہ عباسیون کا ساتوان خلیفہ علویین کی رائے کی طرف مائل ہوا اور اُس نے اپنے بعد جیسا کہ اس کتاب کے مقالہ رابعہ کی چوتھی فصل مین بیان کیا گیا ہے ایک شخص کیلیے

جن کا نام علی بن موسی الرضا تھا خلافت کی وصیت کی اور اوس نے اپنی بیٹی ام الفضل کا محمد بن علے مذکور سے نکاح کر دیا - اگر اس علی (علی بن موسی الرضا) کی وفات حیات موصی یعنی مامون الرشید مشار الیہ مین نہوتی تو بنی العباس سے خلافت جاتی رہتی اور علویین پر قایم ہو جاتی - اور پہر بنی عباس کے خاندان کے اجتہادات (تدبیرین) مامون کی مقاومت اور اوس کی خلافت سے خلع کرنے اور اوس کے چچا ابراہیم بن المہدی کی تولیت (جانشینی) کی نسبت کچھ فائدہ نہ دیتی - کیونکہ اوس کے چچا ابراہیم بن مہدی نے اوسکی جماعت کو آخر مین پریشان کر دیا اور اوسپر غالب ہوا اور اوس کے قتل سے درگزر کیا جب عباسیون نے علی مذکور کی وفات سے خوشی منائی تو مامون نے سبز رنگ چھوڑ کر پھر سیاہ رنگ کا لباس اختیار کیا اور سیاہ لباس عباسیون کا شعار (علامت) تھا جسکو کہ مامون نے ترک کر دیا تھا پہر اس کے بعد امر خلافت بنی عباس مین عود کیا عباسیون نے جو سیاہ لباس اختیار کیا تھا -

حتی کہ اونہون نے اپنی فوج کے جھنڈے بھی سیاہ رکھے تھے اسکا سبب اور ذکر قریب مین آئے گا اور سیاہ لباس کا پہننا ابوجعفر منصور عباسیون کے دوسرے خلیفہ کے عہد مین اختیار کیا گیا تھا - آٹھوین مقالہ کی فصل اول کو دیکھو -

اوسی وقت جبکہ سفاح عباسی نے خلافت پائی فوج اسلامی کے اکثر حصہ کا یہ خیال تھا کہ اس مسند عظیم پر علی کا اور اونکی اولاد کا حق ہے - پس سفاح نے اون لوگون کے غلو کے خیالات کو جن کو بعض شیعی فرقون نے پھیلایا تھا نظر غور سے دیکھتا تھا - اسی واسطے اس خلیفہ نے اندرونی طور پر اپنی سلطنت کو قایم اور اپنی شوکت کو تقویت دینے کے لیے ظاہرا اوس خطبہ کو جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے اور جسکا مطلب یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ یہ امر (خلافت) اوس کے ہاتھ سے نہین جائے گا مگر مہدی کے ہاتھ مین - اوس نے اپنے بہائی ابوجعفر منصور مشار الیہ کے ارادون کو جو اوس کے بعد خلیفہ ہوا اسی طرف محول کیا کہ وہ علویین کو ذلیل اور خوار کرے اور ہر اوس شخص کو جو اس منصب مین اوسکی مزاحمت کرے اور اون (علویین) کی مددگاری اور طرفداری کرے پریشان کرنے اور خارج البلد کرنے کا اندرونی طور پر انتقام اور حکم دیا - اور یہ اوس وقت کا ذکر ہے جب اوس کے زمانہ مین مصر مین محمد بن عبداللہ بن الحسن بن الحسین بن علے ابن ابی طالب اور اون کے بہائی کی کمک اور امداد مین داعی لوگ پیدا ہوئے تھے - اور داعی یعنی خواستگار اسکا علی بن محمد مشار الیہ ہے - اس رائے مین ابوجعفر منصور کی اتباع اوس کے بعد کے خلفاء نے بھی کی -

جب محمد المستنصر العباسی خلافت پر قایم ہوا تو اُس نے اپنے عامل کو جو مصر مین تھا یہ لکھا کہ کوئی علوی مقطعہ مذ لینے پائے اور نہ گھوڑے پر سوار ہونے کا مجاز کیا جائے اور نہ اپنے ڈیرون سے کسی طرف سفر کر سکے اور اونکو غلامون کے رکھنے سے منع کیا جائے البتہ ایک غلام کے رکھنے کی اون کو اجازت دیجائے اور اون مین اور دوسرے لوگون مین جب خصومت واقع ہو تو ان کے خصم کا قول قبول کیا جائے اور او سپر بینہ طلب کرنے کی ضرورت نہین اور نیز تمام عمال کو اسی مضمون کے احکام لکھ بھیجا اور جو کوئی شخص حسن اور حسین پر استغاثہ کرتا اُس کے قصاص اور سزا مین زیادتی کیجاتی۔

جب معتضد باللہ العباسی خلیفہ ہوا تو اُس نے اپنے عامل مدرار نامی کو جو بلاد مغرب مین بمقام سلجماسہ تھا یہ لکھ بھیجا کہ ایک شخص کو حسین بن علی بن ابی طالب کی اولاد سے جسکا نام عبید اللہ تھا گرفتار کر لیا جائے اس حکم کی بناء پر عبید اللہ پکڑا گیا اور قید کیا گیا۔ آخر کار اس شخص کو قید سے ایک شخص نے جسکا نام ابو عبد اللہ الشیعی تھا محبس سے نکالا اور اُس نے یہ دعوی کیا کہ مہدی مشار الیہ جسکا ذکر اوپر ہوا یہی شخص ہے اسی بناء پر یہ قیدی ابو عبد اللہ مذکور کی تلوار کے ذریعہ سے چھوڑایا گیا تھا اپنی کنیت ابو محمد رکھا اور اپنا لقب مہدی رکھا۔ پس مغرب کے تمام مسلمان اس مہدی کے تابع ہو گئے۔ اس شخص نے بلاد افریقہ مین جسکا ذکر اوپر ہوا علوئین کی ایک جدید خلافت قایم کی اور یہ شخص علوئین کا پہلا خلیفہ تھا یہ واقعہ ۲۹۷ھ م ۹۰۹ء کا ہے۔

اس خلیفہ نے اولاً اپنا دار الاقامت ایک مدینہ مین جسکو رقادہ کہتے ہین قایم کیا اور رقادہ اُس جدید شہر کے قریب مین ہے جسکو قیروان کہتے ہین اور یہ ابتداے اسلام مین بنایا گیا تھا آج کے دن یہ شہر ان بلاد کا پایہ تخت ہے۔ چونکہ یہ خلیفہ الوہیت کا دعوی کرتا تھا اس لیے اُس کے بعض تابعین نے اسکی نسبت یہ کہا ہے۔

حل برقادة المسیح | حل بہا آدم و نوح[۱]
حل بہا اللہ ذو البرایا | وما سوے ذلک فہو ریح

پھر ملک مغرب اور افریقہ مین یہ سلطنت بہت ہی قوی ہو گئی اور وہ مذہب اسمعیلیہ مین ظاہر ہوئے

---

[۱] ترجمہ رقادہ مین مسیح اوترا ہے۔ یا وہان آدم و نوح اترے ہین یا وہان خداوند عالم مالک مخلوق اترا ہے۔ اس کے سوائے باقی مقامات پوچ ہین۔

انہون نے اپنے عمال کو ارض مصر مین بھیجا اور اوسپر قابض ہوگئے۔ یہ واقعہ ۳۵۸ھ م ۹۶۸ء کا ہے جب خلفاء عباسیہ آلات حرب سے ان کا مقابلہ نہین کرسکے تو انہون نے عبداللہ مذکور کے نسب مین طعنہ کیا اور یہ کہا کہ اسکا دادا یہودی یہ مجوسی تھا۔ بعض علماء نے بھی اسبات کے ثابت کرنے مین خلفاے عباسیہ موافقت کی لیکن انہون نے اس کے نسب کی ابطال مین کوئی قوی دلیل قایم نہین کی۔ کیونکہ عبداللہ مذکور کی طرف سے حمایت پر او علماء کہڑے ہوگئے۔ پہر تو عبداللہ مذکور کی اولاد مین سلطنت قایم ہوگئی انہین مین سے حاکم بامراللہ صاحب دیانت درونگا تہا جس کے زمانہ مین بلاد مصر اور شام مین یہ لوگ پھیل گئے۔ آخرکار انکی دولت اور سلطنت دولت اکرادابوبیہ کے سبب سے جس کو مصر مین سلطان صلاح الدین یوسف بن ایوب نے جسکا لقب ناصر تھا قایم کیا تھا بغداد مین خلافت عباسیہ کے ختم ہونے سے تقریباً نوسے برس قبل تباہ برباد ہوگئی۔

شہر مہدیہ کا بیان | اس ... عمارات مین سب سے پہلا بنایا کا شہر مہدیہ کی بنا ہے جو قیروان کے قریب مین ہے اس شہر کا نام اس نے مہدیہ صرف اپنے نام کی نسبت سے رکہا اور یہ اس واقعہ کے بعد کا ذکر ہے جبکہ اس نے ابوعبداللہ الشیعی اور اس کے بہائی کو قتل کیا جس قسم کا برتاو کہ اس سے قبل سفاح عباسی نے بھی ابومسلم خراسانی کے ساتھ کیا تھا۔ اس نے اس شہر کے لیے ایک جزیرہ کو جو جنگل سے متصل تھا اور جسکی صورت ہاتھ کے پنجہ کے مشابہ تھی پسند کیا۔ اور اس کو اپنا دارالملک قرار دیا اس شہر کے اطراف ایک نہایت مضبوط فصیل (شہرپناہ) تعمیر کروایا اس کے دروازہ لوہے کے تھے جس کے ہر ایک پٹ کا وزن ایک سو قنطار تھا۔ اسکی تعمیر ۳۰۳ھ م ۹۱۵ء مین شروع کی گئی۔ اور نیز اس شہر کے قریب مین ایک پہاڑ کے قریب جہازون کے بنانے کے لیے ایک کارخانہ بنایا جسمین نوسو جہاز رہنے کی وسعت تھی۔ اور یہان ایک شاہی باورچی خانہ بھی بنایا اور پانی کا خزانہ بھی تیار کرایا اور نیز عالیشان عمارتین اور مکانات بنوائے اور دفاتر کے مکانات تیار کرایا اور محصول بھی قایم کیا اور اپنے عاملون کو اطراف مین بھیجدیا۔

مسیلہ یا محمدیہ کا بیان | یہ بھی ایک شہر کا نام ہے جسکو خلیفہ مشار الیہ نے ارض بنی کملان مین جو ہوارہ کے نزدیک ہے آباد کیا اسکا نام مسیلہ تھا بعدمین محمدیہ کے نام سے موسوم کیا اس شہر کو نہایت استوار بنایا اور رسدات کا مخزن قرار دیا۔

قاہرہ کا بیان | پہر جب اس کا پوتا ابوتمیم معزالدین اللہ کافور اخشیدی کے مرنے کے بعد بلاد مصر پر قابض ہوا تو اس کے وزیر نے جسکا نام جوہرالقائد تھا اور جو اسکی فوج کا کمانڈر انچیف بھی تھا اس

فتحمندی کی خوشی مین قاہرہ مصر کی بنیاد ڈالی اور نیز وہان ایک بڑا مدرسہ بھی بنایا جو جامع ازہر کے نام سے مشہور ہے۔ پھر معز لدین اللہ نے قصر مہدیہ مین جو مال اور اسباب (آرائش) تھا قاہرہ مصر مین منتقل کیا اور ۳۶۲ھ مطابق ۹۷۳ء مین جبکہ اسکی تعمیر شروع ہوکر چار سال ہوئے تھے خود بھی یہان آیا اور اسی کو اپنا اور اپنے جانشین خلیفون کا دارالملک قرار دیا بلکہ ان کے زمانہ تنزل تک یہ شہر دارالملک رہا جب خلیفہ فائز نصر اللہ عیسی خلیفہ ہوا تو اوس کے وزیر صالح بن رزیک نے مشہد حسینی بنایا پھر جب اس سلطنت پر ملک ناصر صلاح الدین یوسف بن ایوب بماتحتی سلطنت عباسی مسلط ہوا تو اوس نے وہان قلعۃ الجبل اور اوس کنوین کی جو بیر یوسف کے نام سے مشہور ہے تعمیر شروع کی۔ اس کنوین کا عمق تین سو قدم ہے باوجود اس عمق کے آدمی اوس کے تہ تک اوتر کر جا سکتا ہے اگر کوئی شخص گدھے پر بھی سوار ہو اوسکی تہ مین جانا چاہے تو جا سکتا ہے کیونکہ اوس مین اوترنے کے لیے پیچدار درجہ (سیڑھیان) بنائے گئے ہین۔

## سلطنت مراکش کا حال

سلطنت فاطمیین کے انقراض (انقطاع) کے بعد جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا ہے اس ملک کے عمال ہر ایک قسمت پر خود مختار اور قابض ہوگئے۔ چنانچہ قسمت مصر پر سلطان صلاح الدین ایوبی جس کا ذکر اوپر ہوا اور جو اہل سنت والجماعت سے تھا بماتحتی خلافت عباسی قابض ہوگیا۔ اسیطرح بلاد افریقیہ بھی جو اس سلطنت کے نشو و نما کے مرکز تھے ہر ہر قسمت کے عمال مستقل حاکم ہوگئے اور یہ بلاد اس زمانہ مین سلطنت علیہ عثمانیہ خلد اللہ ملکہ کے ماتحتی مین ہین اور ان کو زمانہ موجودہ مین وجاقات کہتے ہین اور ان سب مین سے کوئی جزیرہ مفقود نہین ہوا لیکن وہ چند جزیرے سے جنپر فرانس والے مسلط ہین خارج ہین۔

بلاد مراکش جو مذکورہ قسمتون کی ایک قسمت ہین اہل فرنگ اسکو معتبر جانتے ہین اور اوس کے بادشاہ کو امپراطور یہ کہتے ہین یعنی اسکا بادشاہ جو وہان قابض اور متصرف ہے ایک مستقل بادشاہ ہے لیکن اہل عرب اسکو سلطنت مغرب کہتے ہین اور اس قسمت کے باشندون کی تعداد بہ نسبت باقی تمام مذکورہ افریقیہ کی قسمتون کے باشندون کی تعداد کے برابر ہے جیسا کہ ابن خلدون وغیرہ مورخین نے بیان کیا ہے۔ کیونکہ یہ سب باشندے بربری الاصل ہین جو ان چٹیل میدانون اور بیابانون مین رہتے ہین جو اس زمین کے ریتیلے صحراؤن کے اوس پار واقع ہین۔ پھر یہ لوگ جبکہ عرب بلاد اندلس

قابض ہوگئے دین اسلام مین آگئے اور یہ عربون کے ساتھ مل جل کر ایسے ہوگئے کہ عربون مین اوران مین کسی طرح کا امتیاز باقی نہین رہا۔ انکی حکومت ایک قبیلہ مین ہے جسکو لمتونہ کہتے ہین۔ یہ لوگ بلاد سوڈان مین جوان سے قریب اور ملا ہوا ہے عبدالرحمن الداخل الاموی کے بلاد اندلس پر قابض ہونے کے وقت سے آنے جانے لگے اور اوس کے چند مواضع پر قابض بھی ہوگئے یہانتک کہ اونکی سلطنت وسیع ہوگئی اور وہ عالی مرتبہ ہوگئے۔ یہ واقعہ عبدالرحمن الناصر اندلسی اور عبیداللہ المہدی افریقی کے عہد کا ہے

پہر اس اثنا مین یعنے اس شورش اور فساد کے زمانہ مین قبیلہ لمتونہ کی ایک جماعت اپنی مخالف جماعت پر چڑھ آئی اور اپنے اعداء کو اون کے گہرون تک بھگا دیا اور اون کو اسقدر قتل کیا کہ اون مین صرف ضعیف اور بچے باقی رہ گئے۔ آخر کو مخالفین نے اپنے عورتون کو حکم دیا کہ وہ مردون کا سا لباس پہنکر برقع ڈال لین اور ہتیار باندھکر لڑین اس طریقہ سے وہ مغلوب جماعت اب اپنے اعداء پر غالب ہوئی اور اسکو فتح حاصل ہوئی۔ پہر اسوقت سے انہون نے برقع ڈالنے کی رسم کو لازمی کر دیا جسکی وجہ سے بڈہے اور جوان آدمی مین ذریعہ شناخت باقی نہین رہا اور اسی وقت سے وہ اپنے کو ملثمین (برقع والے) کہنے لگے اور جب ان کا بادشاہ دونون مشار الیہ خلیفون کے زمانہ مین غالب ہوا تو اون کے امیرون مین سے ایک شخص جسکو یوسف بن تاشفین لمتونی کہتے ہین مسلط ہوا اور اوس نے اپنا لقب امیر المسلمین قرار دیا۔

**مراکش کا بیان** اس امیر نے بلاد افریقہ مین ۴۵۴ھ م ۱۰۶۲ء مین ایک شہر بسایا اور اوس نے ایک چھوٹے سے قریہ اور اسکی مسجد کے اطراف ایک فصیل بھی بنوادی تاکہ مال واسباب اور ہتیارون کی حفاظت ہوسکے کیونکہ اس سے قبل اس قریہ مین گھنے درخت تھے جسمین چور اور رہزن چھپے رہتے تھے جب اس ملک کے لوگ اس طرف سے گزرتے تو آپسمین ایک دوسرے سے یہہ کہتے "مراکش" ان کے زبان مین ان الفاظ کے معنی تیز چلنے کے ہین اسی وجہ سے اس ملک کا نام مراکش ہوگیا اور یہ خاص شہر بھی اسی نام سے موسوم ہوگیا۔ پہر جب اوس کے بعد اسکا بیٹا علی بادشاہ ہوا تو اوس نے اسکی فصیل کو مکمل کردایا اور اسکی عمارت کو مضبوط اور استوار کیا یہ واقعہ ۵۲۶ھ م ۱۱۳۱ء کا ہے۔

یہ شہر ملثمین کا اوس وقت تک پایۂ تخت رہا کہ ان کی سلطنت جاتی رہی پہر اسپر دوسرے لوگ حاکم ہوگئے اسی حالت پر اس زمانہ تک وہی لوگ یہان کے حاکم ہین بعض مولفین (مورخین)

کہتے ہین کہ قدیم زمانہ مین یہ ملک خلفاے عباسیہ کے سلطنت کے ماتحت تہا بعد مین سلطنت فاطمیہ مین شامل ہوگیا اور پہر یہ ملک خودمختار ہوگیا - آج سے تین سو سال قبل یعنے قرن عاشر دسوین صدی ہجری مطابق سولہوین صدی عیسوی مین شرفاے بلاد مین سے ایک شخص اسپر جبرا حاکم ہوگیا اور اس زمانہ تک اسی کے نسل کے قبضہ مین یہ ملک ہے اور شہر مراکش مذکور ایک قصبہ ہے اونکی مملکت کا اور اس کے باشندے قریب ستر ہزار دوسو کے ہین اور یہ سلطنت اسلامی ہے اور اکثر یہودی بھی یہان موجود ہین ۔

**معادور کا بیان** | ۱۱۷۴ھ م ۱۷۶۰ء مین اونہون نے ایک شہر آباد کیا جسکا نام معادور رکہا اور یہہ ایک کشتیون کے ٹھیرنے کا بڑا مقام ہے

**مکناسہ کا بیان** | مدینہ مراکش کے قریب مین مدینہ مکناسہ ہے اس شہر کو مکناسۃ الزیتون بہی کہتے ہین یہ شہر نہر فلفل پر واقع ہے شہر مراکش کے بادشاہ زیادہ تر یہان ٹھیرتے ہین ایک شاعر اسکی نسبت کہتا ہے ۔

انظر الی مکناسۃ الزیتون    بین الاباطح والجبال الجون[1]
وکان فلفل بینہن مہند    یہتز بین تعطف وسکون

کہا جاتا ہے کہ مدینہ سبتہ کے قریب جبل الطارق کے محاذی بہت سی نزہتگاہین ہین اون مین ایک مشہور نزہتگاہ ہے جسکو بلونش کہتے ہین اس کے اور سبتہ کے مابین ایک دشوار گذار پہاڑ ہے جسکی نسبت ایک شاعر کہتا ہے -

بلونش جنۃ ولکن    طریقہا یقطع النیاطا
کجنۃ الخلد لا یراہا    الا الذی جاوز الصراطا[2]

ان ممالک مین آداب اور معارف کے مدینہ قیروان اور تونس مین ظاہر ہونے کے بعد خلفاے فاطمیین کے زمانہ سلطنت مین قابل اور لائق لوگون کی ایک جماعت پیدا ہوئی جنمین سے

---

[1] ترجمہ - مکناسۃ زیتون کو دیکہو جو نالون اور جبل جون کے مابین واقع ہے - ان کے درمیان نہر فلفل مثل تیغ ہندی حرکت اور سکون مین چمکتی رہتی ہے -

[2] ترجمہ - بلونش جنت (باغ) ہے لیکن اسکے راستے بیابانون کو کاٹتے ہین جنت الخلد کی طرح اسکو ہر ایک شخص نہین دیکہہ سکتا مگر وہ شخص دیکہہ سکتا ہے جو پل صراط کو طے کرتا ہے -

ابو الحسن علی الودانی ہے اسکو ودانی اس لیے کہتے ہین کہ یہ شہر ودان کا باشندہ تہا اور یہ شخص شاعر بھی تہا اسکا یہ شعر ہے ۔

من یشتری منی النہار بلیلۃ لافرق بین نجومہا وصحابی[1]

اور شیخ صفاقسی بھی اسی جماعت مین سے ہے اور یہ صفاقس کا رہنے والا تہا اور یہ شخص مشہور صاحب الدیوان ہے قریب ہین ان ممالک سے کے محصول اور تجارت کا بیان کیا جائے گا ۔

## جنگلیون کے مساکن کا بیان

بدوی عرب جو جنگلون مین بود و باش رکھتے تہے وہ خیمون مین رہتے تہے اور یہ لوگ اپنے فروکش ہونے کے لیے سیراب زمین ڈہونڈھ لیا کرتے تہے تاکہ اون کے مویشیون کو پانی اور گہاس ملے اور وہ کسی مقام پر اوترنے سے قبل ایک رائد یعنے تلاش کرنے والے کو بہیجتے تہے تاکہ وہ بارش اور روئیدگی کے مقامات کو تلاش کرے جو اون کے اغراض فروکش ہونے کے لیے مناسب ہون ۔ اور وہ اپنے رائدین (مخبرون) کی خبرون پر ذرا بہی شک نہین کرتے تہے اس لیے کہ یہ لوگ اس نفع مین اون کے شریک رہتے تہے چنانچہ رائد کی خبر کی صداقت کی نسبت یہ مثال دیتے ہین " لایکذب الرائد اہلہ " خبر اپنے اہل سے جھوٹ نہین کہتا ۔

جس خیمہ مین وہ رہتے تہے اس کے ایک حصے کو ستارہ کے نام سے موسوم کرتے تہے جسمین عورتین گوشہ گیر رہتی تہین اور خیمون کے باشندون مین یہ قدیم رسم ہے ۔ بعض مولفین کہتے ہین کہ جب عربون کی غیرت اس امر کی مقتضی ہوئی کہ عورتون کے رہنے کی جگہ گہر کے پیچہے رہے اور مردون کی رہنے کی جگہ گہر کے سامنے رہے تو اونہون نے مکان کے اس حصہ کو جو گہر کے سامنے بنایا جاتا تہا اور جو مسافرون کے لیے بھی مخصوص ہوتا ہے اسمین مخدرات (پردہ نشین عورتین) نہین رہتی تہین اور اس حصہ کو وہ تہو کے نام سے موسوم کرتے تہے اور مکان کے پیچہے جو حصہ عورتون کے لیے علیحدہ کر دیا جاتا تہا اسکو خدر کہتے تہے ۔ معمر بن مثنی البصری کہتا ہے کہ مکان کے پیچہے کے حصہ کو اس وقت تک خدر نہین کہتے جب تک کہ اسمین عورت نہو اور جب اسمین عورت نہین ہوتی تو اسکو ستر کہتے ہین ۔

---

[1] ترجمہ ۔ مجھ سے بمعاوضہ رات کے روز روشن کو کون خرید کرتا ہے کیونکہ دن مین جو دوست میرے پاس جمع ہوتے ہین ان مین اور ستارون مین کوئی فرق نہین ہوتا ۔

مکانون کے اقسام سے ایک وہ قسم ہے جسکو خیمہ کہتے ہین اور وہ روئی سے یعنے سوت سے بنایا جاتا ہی اسکو خیمہ کہتے ہین اور فسطاط[1] اس بڑے مکان کو کہتے ہین جو بالون سے بنایا جاتا ہے اور خبا اس مکان کو کہتے ہین جو صوف سے بنایا جاتا ہے اصبہانی کہتا ہے کہ خبا وہ ہے جو دو یا تین ستونون پر قایم کیا جاتا ہی اور بجاد وہ ہے جو اونٹ کے پشم سے بنایا جاتا ہے اور قشع وہ ہے جو چمڑے سے بنایا جاتا ہے اور سترہ وہ ہے جس کی چھت پر خشک مٹی ڈالی جاتی ہے اور خیمہ وہ ہے جو درختون کی پتلی پتلی شاخون اور گھاس پھوس سے بنایا جاتا ہے یعنے اسکو ٹٹی کا مکان سمجھنا چاہیے - اور قبہ وہ ہے جو اینٹون سے بنایا جاتا ہے - اور حظیرہ[2] وہ ہے جو درختون سے بنایا جاتا ہے - اور طراف وہ ہے جو ادہوری سے بنایا جاتا ہے -

ابن خلدون کہتا ہے کہ پہلے خلفا بنی امیہ کے زمانہ مین اہل عرب اپنے عادتی مکانون مین جو قبل فتح ممالک تھے رہتے تھے اور وہ پشم اور صوف کے خیمہ ہوتے تھے پس وہ اپنے سفرون مین جو جنگ وجدال کیلیے کرتے تھے اپنی سواریون اور گہر کے کنبہ کے ساتھ یعنی اہل وعیال کے ساتھ ہوتا تھا جیساکہ عربون کی شان اس زمانہ مین تھی پس جب وہ شہرون اور امصار مین فروکش ہوئے تو انہون نے خیمون کو چھوڑ دیا اور عالیشان مکانون مین رہنے لگے - اور وہ بجاے اونٹون کے گھوڑون پر سوار ہونے لگے - تو انہون نے اپنے سفر کے لیے خباء اور فساطیط اور فازات[3] کو جو کتان اور صوف اور روئی سے بنایا جاتا تھا اختیار کیا - کتان کو بالکر صوف کے تار بناے جاتے تھے اور روئی کو بہی بانٹکر اس کے تار بنائے جاتے تھے - اس قسم کے سفری خیمون سے وہ بڑا فخر کرتے تھے اور خیمے مختلف رنگون کے باعتبار رمول کے چھوٹے بڑے بنائے جاتے تھے - اور وہ مدور قنات جو امیرون کے فساطیط او

---

[1] فسطاط اور فساط اور فستات اور فستاط فا کے ضمہ اور کسرہ سے سرادق کو کہتے ہین اسکی جمع فساطیط ہے اگر فسطاط کو ضمہ کے ساتھ پڑہین تو اس کے معنی اہل قریہ کے مجمع کے ہوتے ہین اور ایک قدیم شہر کا نام بھی ہے - بعض کہتے ہین کہ ہر ایک شہر کو فسطاط کہتے ہین - اور شہر کے معنی مین کسرہ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے -

[2] درختون کے بنانے سے یہ مطلب ہی کہ درختون کی پتلی اور مہین شاخون سے اسکی چھت بنائی جاتی ہی -

[3] فازات وہ سایہ دار خیمہ ہے جسمین دو ستون ہوتے ہین اور یہ مثال بہی دیجاتی ہے ضرب الفازة بالمغازة یعنی جنگل مین خیمہ لگایا گیا -

فازات کے گرد لگائی جاتی تھی اسکو اہل مغرب کی بربری زبان مین آفراک کہتے ہین - اور یہ افراک اس علاقہ مین بادشاہ کے لیے مخصوص ہے دوسرے عام لوگ اس قسم کے خیمہ نہین لگا سکتے ہین - ان ڈیرون مین وہ لوگ زیب و زینت کا بڑا اہتمام کرتے تھے -

زمانہ جاہلیت مین یہ بھی ایک طریقہ تھا کہ اگر بادشاہ اپنے اسٹاف مین سے کسی شخص کے لیے سرخ رنگ کی ادھوڑی کا قبہ لگا دیتا تو یہ سمجھا جاتا تھا کہ بادشاہ کے نزدیک اُسکی بڑی قدر و منزلت ہے عربون کے نزدیک بیت اسکو کہتے ہین کہ اُسکی چھت ہو اور اُس کے لیے دہلیز بھی ہو اور وہ اصل مین بالون اور صوف سے بنایا جاتا ہے اور اسکو بیت اس لیے کہتے ہین کہ اسمین شب باشی کیجاتی ہے جو بیت کے لغوی معنی ہین - اصبہانی کہتا ہے کہ بیت وہ ہے جس کے ستونون کی تعداد چھ سے نو تک ہو اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو مکان مٹی اور ڈھیلون سے بنایا جاتا ہے وہ بیت کہلاتا ہے اور جو کرسف سے یعنی روئی کی قسم سے بنایا جاتا ہے اسکو سرادق کہتے ہین اور جو صوف اور ریشم سے بنایا جاتا ہے اسکو خباء کہتے ہین اور جو کھجور کے تنون سے بنایا جاتا ہے اسکو خیمہ کہتے ہین اور جو چمڑے سے بنایا جاتا ہے اسکو طراف کہتے ہین اور جسکی بنا پتھر سے ہوتی ہے اسکو اقبیہ کہتے ہین اور جرموز چھوٹے گھر اور چھوٹے حوض کو کہتے ہین - اور خزرہ وہ چھوٹا گھر ہے جسکی بنا مٹی سے ہوتی ہے اور حجرہ غرفہ کو کہتے ہین یعنے دریچہ - اور حجلہ مثل قبہ کے ہوتا ہے جسمین لباس زیب و زینت پہنتے ہین اور استرہ - ستورا اور ستر مکان کے درمیانی حصہ کو کہتے ہین جو دولہن کیلیے مخصوص ہوتا ہے اور منزل اُس مکان کو کہتے ہین جسمین بیوت (کمرہ) اور صحن مسقف اور مطبخ (باورچی خانہ) ہو جسمین ایک شخص اپنے اہل و عیال کے ساتھ بسر کرتا ہے اسکی جمع منازل ہے اور دار اسکو کہتے ہین جسمین بہت سے بیوت (کمرہ) اور منازل اور صحن غیر مسقف ہو - اور بیت کی جمع ابیات اور بیوت ہے اور جمع الجمع ابابیت اور بیوتات ہے اور بیوتات کا استعمال بڑے شریف لوگون کے لیے ہوتا ہے چنانچہ مثلاً یہ کہتے ہین " ہو من اہل البیوتات " یعنے وہ بڑا شریف اور صاحب حسب اور نسب ہے - اور مجدل اور اطم قصر (یعنے پختہ عمارت) کو کہتے ہین اور اجم قلعہ کو کہتے ہین -

ہر ایک اونچی اور بلند عمارت کو صرح کہتے ہین اور مربع عمارت کو کعبہ کہتے ہین اور ہر ایک مربع اور مسطح عمارت کو اجم کہتے ہین - ہر ایک مرتفع بناء اور ہر ایک قلعہ کو جو پتھر سے بنایا جائے اور ہر ایک مربع اور مسطح بیت (مکان) کو اطم اور آطم کہتے ہین اور جو مکانات قریب قریب ہوتے ہین انکو

اصیقصیہ کہتے ہین اور جو پتھر سے بنایا جاے اسکو اُقن اسکی جمع اُقُن ہے جس مکان کی بنا طول ہوتی ہے اسکو اَزَج[1] کہتے ہین چھوٹے مکانون کو حفش کہتے ہین لیکن وہ چھوٹا مکان جسمین خانہ داری کا اسباب رکہا جاتا ہے اسکو خزانہ اور مخدع کہتے ہین اور مخدع خدع سے مشتق ہے جس کے معنی اخفا کے ہین۔ بڑے دروازہ کو رتاج کہتے ہین۔ رحبۃ المکان مکانکی صحن اور اُس کے میدان کو کہتے ہین اور دار الخالیۃ اُس مکان کو کہتے ہین جسمین باشندے نہ ہون۔ جس کنوین مین پانی نہ ہو اسکو بیر نزح کہتے ہین۔

جسطرح انسانون کے لیے وطن کا استعمال ہوتا ہے اسیطرح اونٹ کے لیے مالف اور مراح کا استعمال ہوتا ہے اور اصطبل دواب یعنی چارپایون کے لیے۔ اور بکریون کے رہنے کی جگہ کو زریبہ کہتے ہین۔ اور شیر کے رہنے کی جگہ کو عرین کہتے ہین اسی سے ہے شیر عرین۔ اور بہیڑئی اور کفتار (یعنی وہ درندہ جو کتے کو شکار کرکے کہاتا ہے) کے رہنے کی جگہ کو وجار کہتے ہین اور خرگوش کے رہنے کی جگہ کو خل کہتے ہین اور محیط المحیط مین لکہا ہے کہ مخزرہ خرگوشون کے مقام کو کہتے ہین اسی سے پارچہ خز کا اشتقاق ہے اور یہ کپڑا خز کا خرگوش ہی کے پشم سے بنایا جاتا ہے اور نیز خرگوش اور روباہ کے رہنے کی جگہ کو مکو کہتے ہین اور روباہ اور کفتار کے رہنے کی جگہ کو جحر بھی کہتے ہین وحشیون کے رہنے کے مقام کو کناس کہتے ہین اور شترمرغ کے رہنے کی جگہ کو ادحی کہتے ہین اور قطا (جو ایک پرند ہے) اسکے رہنے کی جگہ کو افحوص کہتے ہین اور عام پرندون کے رہنے کی جگہ کو وکن کہتے ہین یعنی گھونسلا۔ وکن کی جمع وکنات ہے[2] اور چیونٹیون کے رہنے کی جگہ کو قریہ کہتے ہین اور جنگلی چوہے کی رہنے کی جگہ کو نافقاء کہتے ہین[3]۔ اور

---

[1] اَزَج۔ اسکی جمع آزُج اور آزاج اور ازجۃ آئی ہے۔ مترجم

[2] اسکی جمع وکنات ہے یعنی وہ آشیانہ جو پہاڑ یا عمارت مین ہو اور اسکو وکر اور وکز بھی کہتے ہین اور درخت پر جو گھونسلا ہوتا ہے اسے عش کہتے ہین اور جو زمین پر ہوتا ہے اسے افحوص کہتے ہین۔ مترجم

[3] نافقاء جنگلی چوہے کے اُس سوراخ کو کہتے ہین جسمین داخل ہو کر وہ چھپ جاتا ہے اور قاصعاء اُس سوراخ کو کہتے ہین جس سے وہ نکلتا ہے۔ چنانچہ اس کے شکاری لوگ جب یہ قاصعاء کی طرف سے نمودار ہوتا ہے تو نافقاء کے منہ کو بند کردیتے ہین پس وہ خواہ مخواہ قاصعاء کی طرف سے نکلتا ہے تب اسکو شکار کرلیتے ہین۔

منافق بھی اسی سے مشتق ہے کیونکہ منافق کفر کو چھپاتا اور ایمان کو ظاہر کرتا ہے۔ چنانچہ ذی الخرق الطہوی کہتا ہے:۔

وعید یخرج الیسر بوع من نافقائہ ومن جحرہ بالشیحۃ الیتقصع۔ مترجم

شہد کی مکہیون کی رہنے کے مقام کو خلیۃ کہتے ہین یعنی چہتہ جسکو دکہنی زبان مین پولی کہتے ہین۔ سانپ اور ضب
دگوہ جسکو دکہنی زبان مین گہوڑپہوڑ کہتے ہین) کے رہنے کی جگہ کو حجر کہتے ہین۔ یہ بہی کہا گیا ہے کہ ہر ایک
مقام جسکو درندے اور حشرات الارض اپنے لیے بناتے ہین حجر کہتے ہین اسکی جمع حجرۃ۔ احجار اور
احجرۃ ہے۔

بلدہ اُس محلہ کو کہتے ہین جس کے لیے فصیل نہین ہوتی اور اگر اس کے لیے فصیل (شہر پناہ) ہو تو
اُس کو مدینہ کہتے ہین اور ہر مدینہ جامعہ (شہر) کو فسطاط کہتے ہین اور بڑے شہر کو جو پایۂ تخت ہو
قصبہ اور قاعدہ اور عاصمہ کہتے ہین اُس مقام کو جو شہرون کی سرحد اور دار الحرب سے ملا ہوا ہو
ثغر کہتے ہین اور چہوٹے قریہ کو کفر کہتے ہین۔ بڑی دیوار کو سور کہتے ہین یعنے فصیل کو کیونکہ بہ نسبت
عام دیوارون کے یہ پختہ ہوتی ہے۔ اور ہر ایک مقام کو جسمین آبادی نہ ہو عرصہ کہتے ہین۔ اور زمین
کی وسعت کو رحبۃ کہتے ہین بڑے راستہ کو شارع اور منتقب کہتے ہین اور جو واضح ہوتا ہی اُسکو
خیدب اور مرصاد کہتے ہین اور وسط طریق اور راستکے بڑے ہین کو منہج۔ محجۃ اور جادہ کہتے ہین اور
وسیع راستہ کو مہیع کہتے ہین اور سیدہے راستہ کو نسیب کہتے ہین۔ پہاڑ مین جو راستہ ہوتا
ہے اُسکو شعب کہتے ہین اور جہاڑی مین جو راستہ ہوتا ہے اُسکو مخرق کہتے ہین۔ دو پہاڑونکے
درمیان جو وسیع راستہ ہوتا ہے اُس کو فج کہتے ہین اور تنگ راستہ کو زقاق کہتے ہین اور
لمبے راستہ کو درب کہتے ہین اور جس راستہ پر لوگ نہ چلتے ہون اُس کو ردب کہتے
ہین اور جس راستہ مین گڑہا اور نشیب ہوتا ہے اُسکو جج کہتے ہین اور جو راستہ کہین
سیدہا اور کہین ٹیڑہا ہوتا ہے اُس کو عوج کہتے ہین اور وہ زمین جس مین ہل چلایا جاتا
ہے حرث کہلاتی ہے۔ جس محلہ کے مکان قریب قریب ہوتے ہین اُس کو حارہ کہتے
ہین جس محلہ مین اہل اسلام نہ رہتے ہون اُس کو عدیمہ کہتے ہین اور اس کو کبہی خرابہ بہی کہتے ہین
شہر کے اطراف جو باغات اور چراگاہین ہوتی ہین اُسکو محجر کہتے ہین وسیع مکان کے میدان کو
باحۃ الدار کہتے ہین اور بیت (چہوٹے گہر) کے میدان کو جنبل کہتے ہین۔
اطلال الدیار وہ جگہ ہے کہ جہان خیمون کے جو بین اور ان کے اطراف کے گڑہے[1]

[1] عادت ہے کہ خیمون کے اطراف پتلی سی نالی کہود دی جاتی ہے تاکہ اُس مین بارش کا پانی
نہ جا سکے۔

اور چولہے کے پتھر اور جانوروں کی مینگنیاں وغیرہ پڑی رہین - رسوم الدیار سے مراد زمین کے آثار اور علامات ہین مثلاً خیمون کے اطراف کے گڑھے یا خیمون کی جو مین اکھاڑ لینے کے گڑھے یا چولہون کی راکھ یا مینگنیون اور پیشاب کا پڑا رہنا یا لڑکون کے کھیل کے علامات کا باقی رہنا جب اطلال دیار قایم رہین اور رسوم الدیار مٹ جائین تو اسکا نام مائل ہے وگرنہ اسکو نجاج کہتے ہین یعنے آثار مٹ کر زیر زمین ہو جائین -

صحن کے سامنے کے حصہ کو عذرہ کہتے ہین لیکن چونکہ اس حصہ مین پاخانہ وغیرہ ڈالا جاتا ہے تو کنایتاً عذرہ سے پاخانہ مراد لیا جاتا ہے - بلکہ کثرت استعمال سے پاخانہ ہی کو عذرہ کہنے لگے -

سعوف الدار سے مراد ثور[۲] ہے یہ ایک ظرف ہے جسمین پانی پیتے ہین اور نیز بڑے پیالہ اور ہنڈیا سے بھی مراد لیجاتی ہے یعنی خانہ داری کی کم قیمت اشیا، خاتش ماتش خانہ داری کی معمولی اشیاء کو کہتے ہین جسمین خیر نہو - جیسے غلاف دیگ و ہنڈیا یعنی صحناک اوچپنی جسکو عربی مین جبآ اور جواء اور جناۃ اور جوارۃ کہتے ہین جعال اس کپڑے کو کہتے ہین جس سے ہنڈیا پکڑ کر چولہے سے اوتاری جاتی ہے - خرش (جسکی جمع خروش ہے) اور ربقاق گھر کے اسباب کو کہتے ہین اور حبّ بڑے گھڑے کو کہتے ہین جسکی جمع حِبَاء ہے - اور حبب اون چار لکڑیون کا نام ہے جس کے دو طرف گھڑے رکھے جاتے ہین - اور گھڑے کے سرپوش (چپنی) کو کرامتہ کہتے ہین -

---

[۱] چولہون کو عربی مین اثافی کہتے ہین اس کا واحد اثفیہ ہے - چولہے کے تین پتھر ہوتے ہین جسپر ہنڈیا رکھی جاتی ہے اور جب چولہا پہاڑ کے دامن مین لگایا جاتا ہو تو صرف دو پتھر درکار ہوتے ہین اور پہاڑ کو تیسرا پتھر بنالیا جاتا ہے پس پہاڑ اثقل اثافی ہوتا ہے اسی سیلیے مثلاً یہ کہتے ہین ثالثۃ الاثافی یعنے چولہے کا تیسرا پتھر - یہ مثال نہایت ثقیل اور بڑے حادثہ کے سیلیے دیجاتی ہے - مولف

[۲] اصل مین اس مقام پر کرس کا لفظ مستعمل ہوا ہے مولف نے نوٹ مین اس کے معنی یہ لکھی ہین کہ کرس کسر کاف کے ساتھ پیشاب اور مینگنیون کو کہتے ہین جو باہم آمیزش پائے ہوئے ہون اور نیز آدمیون کے ایک جائی مکانات پر بھی اسکا استعمال ہوتا ہے - مولف

اور مِحَسٌّ اور مِحَشَّہ اُس لوہے کے آلہ کو کہتے ہین جس سے آگ کو حرکت دیجاتی ہے یعنے
دست پناہ اور مِحْضَج۔ مِحضا اور مِحضار اُس لکڑی کو کہتے ہین جس سے آگ کو حرکت دیکر سلگاتے
ہین جَحِل اور جِہلَہ وہ لکڑی جس سے آگ کی ڈلیون مین حرکت دیجاتی ہے۔ ثِفال بالکسر چہاگل کو
کہتے ہین یا اُس چوڑے بچھے ہوے چمڑے کو کہتے ہین جسپر چکّی رکھہ کر پیستے ہین تاکہ آٹا نیچے
زمین پر نہ گرے۔ اور ثُفال بالضم چکّی کے نیچے کے پتھر کو کہتے ہین مِشْفَلہ اُس خوش رنگ پتھر کو
کہتے ہین جو فرش پر شکن نہ پڑنے کے لیے رکھا جاتا ہے۔ جُل فرش کے کپڑے اور چادر کو
کہتے ہین۔ اریکہ (جسکی جمع ارائک ہے) اُس تخت کو کہتے ہین جو حجلہ مین رکھا جاتا ہے۔
یا وہ تخت جسپر ٹیکا دیا جا سکتا ہے خواہ تخت ہو یا چوکی یا فرش۔ یا اُس مزین تخت کو کہتے ہین جو کسی
تہہ دار مکان مین یا معمولی مکان مین رکھا جاتا ہے جب اُس مین سریر (تخت) نہ ہو تو اُسکو حجلہ
کہتے ہین ورنہ اوسکو جُل قصر کہتے ہین۔ اور جُل قصر وہ رسیان ہین جنکو ڈیرے کی میخون سے
باندھ دیا جاتا ہے یا وہ چادر جسمین گہاس ڈالی جاتی ہے۔ اِرْآض اُس دبیز یعنے موٹے فرش کو
کہتے ہین جو صوف یا پشم سے بنایا جاتا ہے۔ آہرہ بھی گہر کے سامان کو کہتے ہین۔ بقط اور
قنثرہ بھی اسباب خانہ داری کو کہتے ہین اور جو شخص تونگر یعنے زیادہ اسباب والا ہو اُسکو
قنثرہ کہتے ہین یعنی اُس کے پاس اس قدر اسباب ہو کہ بوقت سفر وہ سب سامان ہمراہ نہ
لیجا سکے اور نسی اُس کم قیمت اسباب کو کہتے ہین جو سامان لوگ چھوڑ دیتے ہین۔ اخفاش البیت یعنی
گہر کے معمولی اور کم قیمت اسباب کو کہتے ہین۔ ماعون گہر کے اُس اسباب کو کہتے ہین جو بطور
عاریت لیا جاتا ہے۔ اور جو گہر والوں مین پایا جاتا ہے۔

# فصلِ دوّم

## عربون کا لباس اور اون کے زیور

بیان کیا جاتا ہے کہ عربون کے لباس کے نمونہ مین اس زمانہ تک کوئی تغیر نہین ہوا یعنے زمانہ قدیم مین
جس حالت پر تھا یقیناً اُسی حالت پر ہے اسکا بیان بہت طول ہے جسطرح ترکیون اور عجمیون کی لباس کا حال
طول طویل ہے۔ اہل عرب کبھی کبھی بڑے سراویل (یا پائجامہ) پہنتے ہین اور اُسکو چمڑے ...

ایک ڈوری سے باندہتے ہین جسمین خنجر وغیرہ کی قسم سے ہتیار لگائے جاتے ہین اور اپنے
سرون کو کوانی سے ڈہانپتے ہین عام لوگ اس کو کفانی کہتے ہین اور کفانی بڑے مندیل (دستی رومال)
سے جو موٹے اور سخت صوف وغیرہ سے بنایا جاتا ہے بہت مشابہ ہوتا ہے اور اسپر عصائب لپیٹتے
ہین جو مضبوط کاتے ہوئے صوف سے بنائی جاتی ہین اور اسکو عقالات بہی کہتے ہین واحد اسکا
عقال ہے اور اکثر طواقی پہنتے ہین واحد اس کا طاقیہ ہے اور اسکو عراقیہ بہی کہتے ہین اور
اسپر طراابیش پہنتے ہین اور طراابیش پر کوانی یا عقالات جنکا اوپر ذکر ہوا ڈالتے ہین یا اسپر عمامہ
باندہتے ہین اور اسکو عصب بہی کہتے ہین اور یہ عقالات کے عوض ہین ہوتا ہے -

عربون مین عمامہ مثل تاج کے سمجہا جاتا ہے وعمم فلان بصیغہ مجہول کے معنی یہ ہین کہ کوئی شخص
سردار بنایا گیا - جیسا عجمیون مین توج بصیغہ مجہول کہتے ہین یعنے تاج پہنایا گیا جس کے معنی حاکم بنایا گیا
یا سردار بنایا گیا ہین - عمامہ کی بہت سی قسمین ہین - چنانچہ جوتکیہ بہی ایک قسم عمامہ کی ہے اور یہ جوتکیہ
ایک شخص کی طرف منسوب ہے جسکا نام جوتک تہا[1] عمامہ کی ایک دوسری قسم کو اعتمام المیلاء کہتی ہین
اور اسکی بندشس ایسی ہوتی ہے کہ عمامہ کو پیچ دیکر گول کر لیا جاتا ہے اور پہر کسی ایک طرف کو
جہکا کر باندہتے ہین اور عمامہ کی ایک تیسری قسم بہی ہے جسکو قفداء کہتے ہین قفداء اس قسم کی
بندشس ہے جسمین عمامہ کا شملہ نہین چہوڑا جاتا ہے - اور اسکی ایک چوتہی قسم بہی ہے جسکو طابقیہ کہتے
ہین اور طابقیہ کی بندشس کو اقتعاط کہتے ہین اور اقتعاط کے معنی ہین عمامہ کو ٹہوڑی کے نیچے
سے چکر دیکر نہ باندہنا - اور یہ کہتے ہین "اعتم فلان العمۃ الطابقیۃ" یعنے فلان شخص نے عمامہ طابقیہ باندہا
یعنی اسطرح سے عمامہ باندہا کہ ٹہوڑی کے نیچے سے اسکو نہین لیا - ابن خلدون کہتا ہے کہ اہل عرب اپنے
عمامون کے گوشے (شملے) چہوڑتے ہین جن سے بعض قومین وہان بند کا کام لیتی ہین اور یہہ
مشرق کے عرب ہین اور بعض قومین اون عمامون سے لیث اخدع[2] کو لپیٹتے ہین اور پہر اون
کے شملون سے اپنے ٹہوڑی کے نیچے کے حصون کو لپیٹتے ہین اور یہ مغرب کے عرب ہین -
اصبہانی کہتا ہے کہ ابتدائے اسلام مین خلفاء کی یہ عادت تہی کہ وہ عمامون سے نسبت نہین

---

[1] جوتک کے معنی لغت مین صعیر کے ہین یعنے ہر ایک چہوٹا اور دبلا پتلا آدمی - مولف

[2] اخدع اون دو رگون مین سے ہر ایک کا نام ہے جنکو اخدعان کہتے ہین اور یہ دونون رگین گردن مین ہوتی ہین مقام حجامت پر اور یہ دونون حبل الورید (شہ رگ) کی شاخین ہین - مولف

رکہتے تھے اور جو شخص اون مین داخل ہوتا تہا اپنے عمامہ کو پیٹھ پیچھے چہوڑتا تہا - بعض لوگ یہ کہتے ہین کہ ہمارے زمانہ مین مسلمان عماموں کے رنگ اور اونکی صورت (وضع) سے ممتاز ہوتے ہین فقرا رکے بہی کئی طریقہ ہین سبز عمامہ کے باندہنے سے شریف خیال کیا جاتا ہے اور سیاہ عمامہ سے رفاعی خیال کیا جاتا ہے -

بادیہ یعنی بدوی سب مرد کساء (چادر) اور عبائین جو بکرون اور اونٹون کے بالون سے بُنی جاتی ہین اوڑہتے ہین اور عباآت - عبارت کی جمع ہے اور یہ صوف کی ایک چادر سی ہوتی ہے جس کے آستینین نہین ہوتین یا مربع (چوگوشہ) کپڑا ہوتا ہے جو بیچ مین سے پہٹا ہوا ہوتا ہے اور گردن کے پاس اس کا کٹا ہوا گلا بہی ہوتا ہے اور دو طرف سے اس کو گہنڈیان بہی ہوتی ہین جنہین سے ہاتھ باہر نکالے جاتے ہین - ملطبرون کہتا ہے کہ قبل خریداری کے اس کا امتحان کہ وہ عمدہ اور مضبوط ہے کیا جاتا ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ او سپر پانی کا ایک ڈول ڈالدیتے ہین اگر وہ عمدہ ہوتا ہے تو اسمین سے پانی نہین چہنتا اور بعض وقت اسمین یون گہنٹہ (۲ گہنٹہ) تک بہی پانی ٹہیرتا ہے اس سے ایک قطرہ بہی نہین چہنتا -

اون کے ایک طریقہ لباس کو اشتمال الصمار بہی کہتے ہین اسکی یہ صورت ہے کہ آدمی اپنے چادر کو سیدہی جانب سے بائین ہاتھ اور بائین مونڈہے پر ڈال لیتا ہے پہر دوبارہ اسکو اپنے پیچھے سے سیدہے ہاتھ اور سیدہے مونڈہے پر ڈال لیتا ہے جس سے تمام جسم ڈہنپ جاتا ہے -

اکثر عرب جوتا نہین پہنتے جس سے اون کے تلوے سخت ہوجاتے جاہین یہان تک کہ گرم ریت پر چلنا اون کو دشوار نہین ہوتا لیکن پہاڑون مین وہ اس سختی کو برداشت نہین کرسکتے اور ایسے مقام پر وہ اپنے تلوؤن پر بکریون کا چمڑا باندہ لیتے ہین -

عربون مین فقیرون کی عورتین قمیص اور سربال[1] پہنتی ہین اور نوجوان عورتین شوذر پہنتی ہین اور یہ ایک چادر سی ہوتی ہے یا وہ چادر جو بغیر جیب اور آستین کے ہوتی ہے -

عربون مین جو مشہور لباس ہین اور جسقدر ہم لغت کی کتابون سے جمع کرسکے ہین ہم اس مقام پر اونکا ذکر کرتے ہین -

---

[1] سربال کے معنی قمیص اور کرتے کے ہین یا ہر ایک چیز جو پہنی جاتی ہے جمع اسکی سرابیل ہے - مولف

الف - اتب - اس چادر کا نام ہے جو بیچ مین سے پھٹی ہوئی ہوتی ہے اور یہ بغیر جیب اور
آستین کے ہوتی ہے اسکو عورت گلے مین ڈال کر پہنتی ہے - اتحمی - اتحمیۃ اور متحمۃ بہی ایک قسم
کی چادر ہے جو بلاد عرب مین بنی جاتی ہے - اخصاب بہی عربون مین ایک مشہور لباس ہے - اخنی
بہی ایک مخطط دمنقش کپڑے کا نام ہے - اور ارون سرخ خز کی ایک قسم ہے - استبرق
دبیز دیباج کو کہتے ہین یا وہ دیباج جسمین سنہری کام ہوتا ہے یعنی زر کے تار ہوتے ہین یا باریک
ریشمین کپڑے کا نام ہے - اصدہ ایک چھوٹی قمیص ہوتی ہے جو کپڑون کے نیچے پہنی جاتی ہی
ابو قلمون ایک رومی کپڑے کا نام ہے جو ابریشم سے بنایا جاتا ہے اور اس کا رنگ نظر مین
مختلف قسم کا دکھائی دیتا ہے[1] - اندرود اور اندرودیہ سراویل کی ایک قسم ہے جو تبان پر
پہنی جاتی ہے یا تبان ہی کا نام ہے - انماط نمط کی جمع ہے وہ کپڑا جو فرش کے کام آتا ہے اور
یہ مختلف اقسام کا ہوتا ہے - اسدی بہی ایک قسم کا کپڑا ہے یا بانات کو کہتے ہین -
ب - باغزیہ خز کے کپڑے کو کہتے ہین یا وہ مثل حریر کے ہوتا ہے - بت وہ موٹی چادر جو
پشم اور صوف سے بنائی جاتی ہے اور بعض کہتے ہین کہ ریشمین طیلسان کا نام ہے - بجاد یہ
ایک دہاریان دار چادر[2] ہوتی ہے بخنق - بخنک اور بخق یہ ایک چھوٹا سا کپڑا ہوتا ہے جسکو
نوجوان عورتین بطور مقنعہ ٹہوڑی کے نیچے سے لیکر باندہتی ہین تاکہ چادر تیل کی دہنیت سے
محفوظ رہے - برجد بہی دہاریاندار چادر کو کہتے ہین - برد صوف کی سیاہ چادر ہوتی ہے
جسکو بطور لحاف کے استعمال کرتے ہین یا دہاریان دار کپڑے کا نام ہے جمع برود ہے -
برود سدیریہ وہ چادرین ہین جو مقام سدیر مین بنی جاتی ہین اور یہ مقام ملک یمین مین ہی
برود السعدیہ بہی یمن کی چادرون کی ایک قسم ہے جو سعید بن عاص کی طرف منسوب ہے
برود ستہمہ یہ بہی دہاریان دار کپڑے کا نام ہے جو یمن مین بُنا جاتا ہے برنس ایک قسم
کی لمبی ٹوپی ہے جسکو قلنسوہ بہی کہتے ہین - اس کو عابد لوگ صدر اسلام مین سر پر
رکہتے تھے یا پھر ایک کپڑا جس کا سر دراعہ کے مثل ہوتا ہے یا جبہ کا نام ہے

[1] یعنی دہوپ چہانون کا کپڑا - مترجم

[2] امرؤ القیس کہتا ہے - کان ثبیرا فی عرانین وبلہ - کبیر اناس فی بجاد مزمل - مقالہ اول کی پہلی فصل کے ابتدا مین یہ شعر آیا ہے اور وہان اسکا ترجمہ بہی کر دیا گیا ہے - مترجم

یا ممطر کو کہتے ہین۔ برقع وہ کپڑا جو منہ پر ڈالا جاتا ہے اور آنکھون کے محاذی چاک کر کے گول حلقہ بنا دیا جاتا ہے اسکو عرب کی عورتین پہنتی ہین جس سے فقط وہ اپنا چہرہ ڈھانپتی ہین۔ بریم ادن دو سرخ و سفید تاگے [illegible] (ڈوریون) کو کہتے ہین جو نوجوان عورت برقعہ اور مونڈھے کے وسط مین باندھتی ہے یا اس ڈوری کو کہتے ہین جسمین دو رنگ ہوتے ہین اور اسمین جواہر (یعنی موتی وغیرہ) لگے رہتے ہین جسکو عورتین کام مین لاتی ہین۔ برکتان یا روئی کے کپڑے کو کہتے ہین برکان یا برنکان سیاہ چادر کو کہتے ہین۔ بطانہ [illegible] طرفوان [illegible] سے ایک طرف یا بیچ مین مخمل ہو اور دونون طرف نقش ہو بقیرہ مثل [illegible] کے ہے یعنی ایسی قمیص جسکی آستینین نہون اس کو عورتین پہنتی ہین۔ بنادک قمیص کے بنائق کو کہتے ہین اور بنائق کے معنی اس کپڑے کے ہین جو قمیص مین زیر بغل لگایا جاتا ہے

ت۔ تحمہ وہ چادر جسمین زرد دھاریان ہون۔ ثیاب التحمہ ان کپڑون کو کہتے ہین جو طلاق دینے والا اپنی عورت کو پہناتا ہے جب کہ اس سے لذت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ تبان مثل ہمیان کے ہوتی ہے یعنی وہ ڈوری جو سرا ویل پر باندھی جاتی ہے یا ازار بند کا نام ہے یا وہ تھیلی جسمین درہم در روپیے ڈال کر کمر پر باندھ لیتے ہین۔

ث۔ برقع کے شسام (ڈوریون) کو ثبات کہتے ہین یا ثبات ان رسیون کو کہتے ہین جن سے سواریون کے جانور کسے جاتے ہین۔ ثوب عام کپڑے کو کہتے ہین اسکی جمع اثواب اور ثیاب آتی ہے۔ ثوب المعرج دھاریان دار کپڑے کو کہتے ہین یعنی منقش دھاریان دار کپڑا ثوب وارش یا ثوب ورش سرخ کپڑے کو کہتے ہین۔ ثیاب الموثوجہ وہ کپڑا جسکی بنوٹ سخت ہو۔ ثوب بردداتش کپڑے کو کہتے ہین جسمین آواز نہو۔ یعنی بہت نرم و نازک کپڑا۔

ج۔ جبہ وہ لباس جسکی آستین نہو اور یہ لنبا سا ہوتا ہے اسکو دوسرے کپڑون اور کرتون پر پہنتے ہین جدیلہ تب سے مشابہ ہوتا ہے اور یہ چمڑے کا ہوتا ہے جسکی ازار حائضہ عورتین پہنتی ہین اور چھوٹے بچون کو بھی پہناتے ہین۔ جرز عورتون کا لباس ہے جو پشم سے اور بکریون کے چمڑے سے بنایا جاتا ہے۔ جرمقی چادر کی ایک قسم ہے۔ جرموق وہ ہے جو موزہ پر پہنا جاتا ہے تاکہ گرد وغبار سے پانون محفوظ رہے یعنی پاتابہ۔ جلباب یا جلباب قمیص کو کہتے ہین یا وہ چوڑا اور وسیع کپڑا جسکو

---

لہ ممطر وہ کپڑا جو بارش کے پانی سے بچنے کے لیے اوڑھ لیتے ہین یعنی ایسا کپڑا جسمین پانی کا اثر نہ پہونچے جسکو انگریزی مین واٹر پروف کہتے ہین۔ مترجم

عورتین استعمال کرتی ہین۔ جو اوڑھنی کے سوائے ہے یا اوپر کا وہ لباس جس سے تمام لباس ڈہانپا جاتا ہے جیسی اوڑھنی یا چادر ہی کا نام ہے۔ جماد بہی لباس کی ایک قسم ہے۔ جبۃ وہ پارچہ جس سے عورت اپنے سر کو علاوہ حصہ وسط کے آگے اور پیچہے سے چہپا سکتی ہے اور نیز اس سے اپنے چہرہ کو اور دونون بازؤن کو چہپاتی ہے اور مثل برقع کے اسمین آنکہون کے محاذی حلقے کاٹ دیے جاتے ہین۔ جہرمیۃ یہ کپڑے مثل بساط (فرش) کے ہوتے ہین یا کتان سے بنائی جاتی ہین یہ کپڑا جہرم کی طرف منسوب ہے جو فارس مین ایک شہر ہے۔ جوذی بہی چادر کی ایک قسم ہے۔ جوذبار صوف کا کرتا جو ملاح لوگ پہنتے ہین جبید چہوٹے کرتے کو کہتے ہین۔ جمازہ بہی صوف کا کرتا ہوتا ہی جسکی آستینین چہوٹی ہوتی ہین[1]۔

ح۔ حبیر منقش چادر کو کہتے ہین یا نیا نرم کپڑا۔ اور حبر کے معنی نقش کے اور حبیر کے معنی نئے اور نازک کے ہین اور نیز منقش چادر اور نئے کپڑے کو بہی کہتے ہین اسکی جمع حبر اور حبرۃ ہے اور یہ یمن کی چادرون کی ایک قسم ہے۔ حبس ہودج کے باندہنے کی رسی۔ یا پردہ یا وہ کپڑا جس پر سونے کے لیے فرش پر بچہاتے ہین۔ حجزہ ازار باندہنے کی جگہ یا سراویل کے ازار بند کا مقام حذا وہ چیز جو پاؤن مین پہنی جاتی ہے یعنی جوتی کی قسم۔ حرج وہ کپڑے جو ڈوری پر خشک کرنے کے لیے ڈالی جاتی ہین۔ اسکی جمع حراج ہے۔ حرص کپڑے کا حاشیہ اور ریلو یا وہ کنارہ جس مین دہاگے کے سرے ہوتے ہین۔ حشیب موٹا کپڑا۔ حقا ازار یا ازار باندہنے کا مقام۔ حقو اور حقوۃ کمر اور ازار کو کہتے ہین اور نیز ازار باندہنے کے مقام کو بہی کہتے ہین۔ حیفہ وہ پارچہ جس سے قمیص کے دامن پر پیچہے کے طرف سے تہگلی لگائی جاتی ہے۔ حلۃ وہ لباس جو ایک قسم کے کپڑے کا ہو اور جس سے تمام بدن ڈہپ جائے۔ حوف وہ چمڑا جو بطور ازار کے چاک کیا جاتا ہے۔ اسکو حائضہ عورتین اور بچے پہنتے ہین یا وہ سرخ چمڑا جو مثل سیور (ازار) کے چاک کیا جاتا ہے اسکو لڑکیان کپڑون پر پہنتی ہین یا چمڑے کی وہ ازار جس کو نیفہ نہین ہوتا اسمین چار انگل کا چوڑا چاک ڈالا جاتا ہے جسکو کم سن لڑکیان قبل بلوغ پہنتی ہین۔ حقب یا حقاب وہ ڈوری جس کے درمیان عورت اپنا زیور باندہتی ہے۔

خ۔ خبیئۃ خز کی چادر کو کہتے ہین۔ خداقر پہرانے کپڑون کو کہتے ہین۔ خداغل بہی پرانے کپڑون کو

---

[1] جورب یا تیابہ۔ جمع بانات۔ مترجم

کہتے ہین۔ خذعل چمڑے کے وہ کپڑے جو حائضہ عورتین پہنتی ہین۔ رُعیَن اور غذفرہ کپڑے کے ٹکڑے کو کہتے ہین خزرانق سفید کپڑون کو کہتے ہین۔ خسروانی یہ بہی کپڑون کی ایک قسم ہے اور یہ خسرو بن نوشیروان کے طرف منسوب ہے جو عجم کا ایک بادشاہ تہا۔ خصاص چہوٹے کپڑے کو کہتے ہین۔ خصار ازار کو کہتے ہین خصف وہ جوتی جسمین نعل لگا ہوا ور ہر ایک نعل کو خصفہ کہتے ہین خلیع۔ اس قمیص کو کہتے ہین جو بے آستین ہو خمس یمنی چادر کی ایک قسم ہے بیان کیا گیا ہے کہ پہلے پہل ان چادرون کو جس نے ایجاد کیا وہ ایک بادشاہ تھا جسکا نام خمس تھا بعض کہتے ہین کہ بردۃ اخماس اون چادرون کو کہتے ہین جنکا طول پانچ بالشت کا ہوتا ہے۔ اسی سے یہ مثال مشہور ہے "ہمانی بردۃ اخماس" وہ دونون چادر کے پانچوین حصے مین ہین یہ مثال اون دو شخصون کے لیے دیجاتی ہے جو آپسمین نہایت محبت رکہتے ہین یا قربت رکہتے ہین یا دونون ایک ہی کام کرتے ہین یا ایک دوسرے سے بہت مشابہ ہونے سے گویا وہ دونون ایک کپڑے مین ہین۔ خیعل بعض کہتے ہین کہ خیعل بے آستین قمیص کو کہتے ہین اور بعض کہتے ہین کہ پوستین کو کہتے ہین۔ بعض کہتے ہین کہ اس کپڑے کا نام ہے جسکا ایک چاک سلا ہوا ہو یا وہ کرتا جسکا ایک جانب سلا ہوا ہو اور دوسرا بے سلا ہوا اسکو عورتین قمیص کی طرح پہنتی ہین اور خزازی اس عمامہ کو کہتے ہین جو خز کے سوت سے بنایا جاتا ہے [1]

د۔ دخدار محفوظ کپڑے کو کہتے ہین اور یہ فارسی سے معرب کیا گیا ہے جو اصل مین تخت دار ہے جس کے معنی فرش مکان کے ہین یا تہ خانہ کے ہوسکتے ہین۔ درع یہ بہی ایک قسم کی قمیص ہے جو عورتین پہنتی ہین۔ دخنی دہاریا نذا مہ کپڑے کو کہتے ہین۔ اور دمقس ابریشم کو اور قز اور دیباج اور کتان اور سفید حریر کو بہی کہتے ہین۔

---

[1] اس ردیف مین مولف کتاب نے ایک اور لفظ چہوڑ دیا اگرچہ اور بہت لفظ چہوٹے ہون تو عجب نہین چونکہ وہ لفظ نظر سے گزرا تہا لکہدیا گیا۔ خنیف وہ سفید اور موٹا کپڑا جو کتان سے بنایا جاتا ہے مترجم۔

چونکہ خز کا لفظ بہی اکثر کپڑون کے نام مین آیا ہے اس لیے اس کی صراحت بہی اس مقام پر ضرور ہے غیاث اللغات مین لکہا ہے کہ خز بالفتح وتشدید در عربی نام نوعی از جامہ ابریشمی از سروری ولطائف ومولانا یوسف بن بالخ در شرح نصاب نوشتہ کہ جامہ است کہ آنرا از پشم وابریشم بافند و در برہان مرقوم است کہ نوعی از پوستین است انتہی۔ مترجم

ر ۔ ردا، وہ چادر جو سب کپڑون کو شامل کرتی ہے یعنی دوسرے کپڑون کو چھپا دیتی ہے ۔ ردن آستین کی جڑ کو کہتے ہین یعنی آستین کا وہ حصہ جو بغل مین رہتا ہے جسمین اہل عرب درہم و دینار رکھا کرتے ہین ۔ راز قیہ کتان کے سفید کپڑون کو کہتے ہین ۔ رفرف باریک اور مہین دیباج کے کپڑے کو کہتے ہین اور نیز ہر ایک چوڑا کپڑا یا فرش یا وہ پارچہ جو سرادق کے نیچے سی کر لگا دیا جاتا ہے اور ریطہ وہ لباس جو صرف راتون پر پہنا جاتا ہے ۔

ز ۔ زیتی چادر کی ایک قسم ہے ۔

س ۔ سابریہ یہ بہی ایک اعلی درجہ کا پارچہ ہے جو سابور کی طرف منسوب ہے اور یہ بلاد فارس مین ایک قریہ ہے ۔ سجل وہ کپڑا جسکا سوت مضبوط اور بلدار نہین ہوتا یا یہ ایک سفید کپڑا ہے یا روئی کی قسم سے ہے ۔ سحل بہی روئی کا ایک سفید کپڑا ہوتا ہے ۔ سدوس سبز طیلسان کو کہتے ہین ۔ سندس وہ کپڑا جو بز سے بنایا جاتا ہے یا باریک اور پتلے دیباج کو کہتے ہین ۔

ش ۔ شملہ بہی ایک قسم کا کپڑا ہے ۔

ط ۔ طمر ۔ پرانی چادر جو صوف کے علاوہ کسی اور چیز سے بنائی جائے ۔ طیلسان ایک کپڑا ہے جس کو بطانہ نہین ہوتا ۔ یا روئی کے کپڑے کا نام ہے اور عمامہ کے پلو کو کہتے ہین جو کندہے پر لٹکتا ہوا چھوڑا جاتا ہے ۔ یہ بہی کہا گیا ہے کہ طیلسان وہ گول اور سبز چادر ہے جسکا اسفل ہو یعنی جسکا تانا صوف کا ہوتا ہے جسکو خواص لوگ علماء اور مشایخ پہنتے ہین ۔

ع ۔ عصب یمنی چادر کی ایک قسم ہے ۔ عقب عورتون کی اوڑہنی کو کہتے ہین ۔ عقل بہی چادر کی ایک قسم ہے بعض کہتے ہین کہ وہ سرخ کپڑا جس سے ہودج پر جہول ڈالی جاتی ہے ۔ عمقہ ہر ایک سرخ کپڑے کو کہتے ہین یا صرف سرخ منقش کپڑے کا نام ہے ۔ عیاب عیبہ کی جمع ہے یہ بہی ایک کپڑے کا نام ہے ۔

غ ۔ غلالہ وہ کپڑا جو دوسرے کپڑون پر پہنا جاتا ہے جس کے آستین نہین ہوتی ۔

ف ۔ فرند کپڑے کی ایک قسم ہے ۔ فضلہ اس کپڑے کا نام ہے جو ایک ہی پہنا جاتا ہے تاکہ معمولی کاروبار مین تکلیف نہ ہو ۔ فوط وہ کپڑے ہین جو ملک سندہ سے لائے جاتے ہین ۔ یا دہاریان دار ازار کو کہتے ہین ۔ فوف بہی یمنی چادر کی ایک قسم ہے ۔

ق ۔ قباء ۔ قنباز ۔ قباطی ۔ سفید باریک کتان کے کپڑے ہوتے ہین جو مصر مین بنے جاتے ہین قدم سرخ کپڑے کا نام ہے ۔ قرط چادر کی ایک قسم ہے بعض کہتے ہین کہ یہ ایک سرخ کپڑا ہے جس سے

ہودج پر جھول ڈالی جاتی ہے یا یہ منقش کپڑا ہے جسکا نقش طولانی مین ہوتا ہے - جس کپڑے کا نقش گول ہوتا ہے اسکو رقم کہتے ہین - قسطلانیہ ایک کپڑا ہے جو غالباً قسطلہ کی طرف منسوب ہو اور قسطلہ اندلس کے ایک شہر کا نام ہے - قطر مثل بجاد کے دہاریان دار کپڑا ہوتا ہے قفاز وہ ہے جو ہاتھون مین پہننے کے لیے بنایا جاتا ہے اسمین روئی بہری جاتی ہے اسکو گہنڈیان بہی لگائی جاتی ہین جو ساعد پر لگائی جاتی ہین - اسکی جوڑی کو قفازان کہتے ہین - یعنی وہ جو ہین ہاتھون کو سردی کا اثر نہ پہونچنے کے لیے پہنتی ہین[1] - یا زیور کی قسم ہے جو ہاتھون اور پاؤن مین پہنا جاتا ہے - قن اور قنان قمیص کی آستین کو کہتے ہین - قبعۃ وہ سلا ہوا پارچہ برنس کے مشابہ ہوتا ہے جسے بچے پہنتے ہین -

ک - کرباس روئی کے سفید کپڑے کا نام ہے - بعض کہتے ہین کہ موٹے اور نہمت کپڑے کا نام ہے - کسا - چادر کو کہتے ہین اس کا ذکر گذر چکا اور یہ ایک کپڑا ہے جسکو جوزی بھی کہتے ہین - کیفہ اور کسفہ وہ کپڑے کا ٹکڑا جو قمیص کے دامن مین سامنے لگایا جاتا ہے اور جو پیچھے سے لگایا جاتا ہے اسکو حبقہ کہتے ہین -

ل - لاذہ حریر کا سرخ کپڑا جو ملک چین مین بنا جاتا ہے - لحاف ہر ایک کپڑا جو بطور لحاف اوڑہا جاتا ہے -

م - مازی - وہ چھوٹی چادر جسمین دہاریان ہوتی ہین یا پنڈلیون پر باندہنے کا دہاریان دار کپڑا ملتحمۃ چادر کی ایک قسم ہے جو بلاد عرب مین بنی جاتی ہے - مشا فید لباس کا استر اس کا واحد مشفد ہے محشاء اور محشاۃ موٹی چادر یا چھوٹی سفید چادر جو جسم پر ڈالی جاتی ہے اسکی جمع محاشی ہے مجسد بالکسر وہ چادرین جسمین مختلف قسم کی دہاریان ہون اور مجسد بالضم جساد کا رنگا ہوا کپڑا اور جساد کے معنی زعفران کے ہین اور بعض کہتے ہین کہ اس کے سوائے اور رنگین کپڑا ہوتا ہے مجن وشاح کو کہتے ہین اور وشاح کے معنی بدہی یا لے کے ہین اور عربون کا یہہ قول (محاورہ) اسی سے ہے یعنی قلب، فلان مجنہ یعنے فلان شخص نے اپنی مجن کو پلٹ دیا جس کے یہ معنی ہین کہ اس نے اپنے حیا اور شرم کو بالائے طاق رکھدیا اور جوجی مین آیا وہ کام کیا - محول وہ

---

[1] یعنی دستانہ جو سردی کی حفاظت کے لیے پہنتے ہین اور نیز چمڑے کا وہ دستانہ جو شکاری لوگ پہنتے ہین تاکہ باز اور شاہین کے ناخون کے زخم سے حفاظت ہو سکے - مترجم

کپڑا ہے جو چھوٹی لڑکیاں پہنتی ہیں۔ مرحل وہ منقش کپڑا جسپر اونٹ کے کجاوہ کی تصویرین اور نقش ہوتا ہے۔ مرط رو ئی یا ریشمی چادر اور کبھی ملاۃ کو بھی مرط کہتے ہین اسکی جمع مروط آتی ہے اور ملاۃ کے معنی ازار کے ہین مُطیر بھی چادر کی ایک قسم ہے۔ مقرمہ منقش پردہ کو کہتے ہین ملاردہ کپڑا جو رانوں پر پہنا جاتا ہے۔ اور یہ مثل ریطہ کے ہوتا ہے۔ مقلاتیہ بز کے کپڑے کو کہتے ہین۔ مقطعہ اور مقطعات وہ چادر جسپر نقش ہوتا ہے یا جبون وغیرہ کے مثل ہوتا ہے جو خز وغیرہ سے بنا جاتا ہے قصار بھی ایک قسم کے کپڑے کا نام ہے۔

ملعب منقش چادر اور کپڑا۔ ثوب المطوی وہ کپڑا جسکی تہ کی شکنیں سخت پڑی ہون۔ معوز یا معوزہ پرانا اور ہلکا کپڑا اسکا نام معوز اسلیے ہوا کہ اسکو فقرا اور محتاج پہنتے ہین۔ میدع۔ میدعۃ اور میدعہ بھی پرانے اور کم قیمت کپڑے کو کہتے ہین۔ مہاصری بھی چادر کو کہتے ہین۔

ن۔ نتریدیہ اُس چادر کو کہتے ہین جسمین سرخ دہاریاں ہوتی ہین اور یہ چادر نزیدہ ابی کی طرف منسوب ہے جو عرب کا ایک قبیلہ ہے۔ نفاض بچون کی ازار کو کہتے ہین۔ مثال کے طور پر یہ کہا جاتا ہے ما علیہ نفاض" یعنے اُس کے جسم پر کوئی کپڑا نہین ہے یعنی بالکل برہنہ ہے۔ نمرہ وہ شملہ جس مین سفید اور سیاہ دہاریاں ہوتی ہین یا یہ صوف کی چادر کا نام ہے۔ نوفلیہ بھی ایک صوف کا کپڑا ہے جسکو عرب کی عورتین پہنتی ہین۔ نیر بھی ایک کپڑے کا نام ہے۔

ھ۔ ہدم۔ وہ کپڑا جسمین تہگلیاں لگی ہوتی ہین۔ ہدم صوف کی پرانی چادر۔ اور نیز صوف کی تہگلیدار چادر کو کہتے ہین۔ ہدل پرانا بھاری کپڑا۔ ہمیان سراویل باندہنے کی ڈوری یا اُس کا ازار بند یا وہ لمبی تہیلی جسمین درہم و دینار رکھ کر کمر مین باندھ لیتے ہین۔ یعنی ہمیانی۔

و۔ وترہ چمڑے کا وہ پائجامہ جسمین چار انگل یا بالشت بہر چوڑا چاک کیا جاتا ہے اسکو کمسن لڑکیان پہنتی ہین۔ یا ایسے کپڑے کو کہتے ہین جو مثل سراویل کے ہوتا ہے جس کے پائچون مین ساق کا حصہ نہین ہوتا یعنی اسکے پائچے گھٹنون تک ہوتے ہین یا یہ صدار کے مشابہ ہوتا ہے۔ وترہ وہ کپڑا جو کپڑون پر جھول کی طرح ڈالا جاتا ہے اور وہ کپڑون کے اوپر ہوتا ہے۔ وصائل قصب کی چادر کو کہتے ہین اس کا نام وصائل اسلیے رکھا گیا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے متصل ہوتی ہین اور قصب کے معنی کتان اور ابریشم کے ہین۔ ولیخ۔ یہ بھی کتان کا ایک کپڑا ہے۔

چونکہ اہل عرب کے اخلاق و عادات، کا میلان تفرد (یکتاپن) اور استقلال کی طرف تھا تو

اسی سے اونہون نے بعض لباسون کو مخصوص کرلیا تھا چنانچہ سعید بن العاص جو مکہ مین تھے اور جنکو ذو العمامہ کہتے تھے جب وہ اپنے سر پر عمامہ خاص وضع کا باندہتے تو جس وقت تک وہ اُن کے سر پر رہتا دوسرا شخص اُس وضع کا عمامہ نہین باندہ سکتا تھا۔ اسیطرح حجاج بن یوسف جب ایک وضع کا عمامہ باندہتا تھا تو تمام مخلوق (رعایا) مین سے کسی کی یہ ہمت اور جرات نہین ہوتی تھی کہ اُس وضع کا عمامہ باندھ کر اُس کے سامنے جاسکے۔ عبدالملک بن مروان جب زرد رنگ کا موزہ پہنتا تہا تو کوئی شخص اُس رنگ کا موزہ نہین پہن سکتا تہا تا وقتیکہ وہ اُسکو نہ نکالے۔ عباسیون کے زمانہ مین بہی سیاہ رنگ اون کے لیے مخصوص تھا اسی واسطے وہ سود (سیاہ) کے لقب سے پکارے گئے۔ سفید رنگ شیعون کے خصائص سے ہے۔ ان امور کے اسباب ہین جنکا ذکر قریب[1] آئے گا۔ ہمارے زمانہ مین سبز رنگ اون شریف لوگون کے ساتھ مخصوص ہے جن کا نسب اہل بیت اطہار سے ملتا ہے۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔ اور سیاہ رنگ رفاعیون سے مخصوص ہے اور وہ اہل طریقت ہین[1]۔ سفید رنگ عام لوگون کے لیے ہے۔

کسی عرب سے کپڑون کے رنگون کی نسبت پوچہا گیا اُس نے کہا زرد رنگ شکیل ہے اور سرخ رنگ جمیل ہے اور سبز رنگ مقبول ہے اور سیاہ رنگ ہولناک ہے۔ اور سفید رنگ افضل ہے۔ ابو عبیدہ کہتا ہے کہ اہل عرب سبز رنگ کو سیاہ مین شامل کرتے ہین اس لیے ایک کو دوسرے کی بجائے کہتے ہین۔ ذو الرمہ کہتا ہے۔

قد اطلع النازح المجہود معسفہ ۔۔۔ فی ظل اخضر یدعو ہامتہ البوم[2]

اس شعر مین وہ اخضر (سبز) سے مراد رات لیتا ہے اور راتی سیاہی کی وجہ سے اُس نے

---

[1] طریقت سے مراد ایک خاص خصلت ہے جو سالکین الی اللہ سے مخصوص ہے اور یہ اُس سلوک کے مقامات مین منزلیں طے کرتے اور ترقی حاصل کرتے ہین ان کو اصحاب طریقت اور اہل طریق کہتے ہین۔ مولف

[2] ترجمہ۔ وہ شخص جس نے سفر کی سختیان سہی ہین اور بہت رنج و تعب اُٹھایا ہے وہ رات کی اندہیری مین جبکہ الو پکار رہا ہے سفر سے واپس آیا۔ اس شعر مین جو الفاظ مستعمل ہوئے مولف نے اون کے معانی یہ بیان کیے ہین نازح وہ شخص جو اپنے ملک اور وطن سے دور ہوگیا ہو۔ اور مجہود وہ شخص جو اپنی ترقی کی کوشش مین تکالیف برداشت کرے معسف وہ شخص جو عقل اور ہدایت کے راستہ سے عدول کرے۔

اسکا نام سیاہ رکھا ایک دوسرا شاعر کہتا ہے۔

ما ابصرت عیناي احسن منظرا ۔۔۔ مما اری من سائر الاشیاء

کالشامۃ الخضراء فوق الوجنۃ ۔۔۔ م ۔۔۔ حمراء تحت المقلۃ السوداء[1]

اس شاعر نے شامہ (یعنی خال) کی توصیف خضراء (سبزی) کے ساتھ کی حالانکہ اس کا رنگ سیاہ ہوتا ہے۔ سفید رنگ کو سرخ رنگ کے ساتھ ملحق کرتے ہین چنانچہ اسی سبب سے فارس اور روم کے عجمی غلامون کو حمر (سرخ) کہتے ہین کیونکہ ان کے رنگون مین سفیدی غالب ہوتی ہے عائشہ ام المومنین رض کو بہ سبب اس کے کہ ان کے رنگ مین سفیدی کا غلبہ تھا حمیراء کہتے تھے۔ عربون کی مثالون سے یہ بھی ایک مثال ہے یعنی "الحسن احمر" سرخ حسن۔

اہل عرب رنگون کو جبکہ اس رنگ مین زیادتی ہوتی ہے مختلف نامون سے موسوم کرتے ہین منجملہ ان اوصاف کے نضرہ ہے جسکو ہر رنگ کے ساتھ کہتے ہین چنانچہ "اخضر ناضر" "واصفر ناضر" یعنے ہرا کائی یا ہرا اوت اور پیلا ہلدی کا رنگ۔ لیکن ناصع ہر چیز کے خالص کو کہتے ہین بعض کہتے ہین کہ اس کا استعمال سفید رنگ کے ساتھ ہوتا ہے جیسا کہ یقق کا استعمال ہوتا ہے چنانچہ کہتے ہین "ابیض یقق" سفید برف۔ جیسا کہ یہ بھی کہتے ہین "احمر قانی" "واصفر فاقع" "واسود حالک" یعنی لال بیر بہوٹی یا لال بانات اور پیلا ہلدی کا گابہ۔ اور کالا کویلا محیط المحیط مین لکھا ہے کہ "احمر فاقع" اور "اصفر فاقع" بھی کہتے ہین یعنے نہایت گہرا رنگ۔ اور ہر ناصع اللون (گہرے رنگ) کو فاقع کہتے ہین چاہے وہ رنگ سفید ہو یا اور کوئی رنگ اور ایسا ہی کہا گیا ہے۔ اور مشہور یہ ہے کہ فاقع کا استعمال زرد رنگ کے ساتھ مخصوص ہے اور محاورہ مین اسیطرح کہتے بھی ہین یعنی "اصفر فاقع" جسطرح "احمر قانی" اور "اخضر حانی" اور "ابیض یقق" اور "اسود حالک" یعنی پیلا ہلدی کا گابہ۔ لال بیر بہوٹی۔ ہرا اوت یا ہرا کائی اور سفید برف یا سفید بگلا۔ اور کالا بھلانون یا کالا کویلا۔

سخت عداوت کے دشمن کو عدو ازرق کہتے ہین اور موت کو احمر (سرخ) سے تعبیر کرتے ہین عیش وعشرت کو اخضر (سبز) سے تعبیر کرتے ہین اور خصب کو مدح کے مقام مین بھی استعمال کرتے ہین چنانچہ مخصب رحب الجناب یعنی اسکی بارگاہ نہایت وسیع ہے اسکا یہ مطلب ہے کہ

---

[1] ترجمہ مین نے جو تمام اشیاء کو دیکھا ہے ان مین سب سے زیادہ حسین منظر کی شئے کو میرے آنکھون نے نہین دیکھا سوائے سبز خال کے جو سرخ رخسارہ پر سیاہ آنکھ کے نیچے ہوتی ہے۔

وہ بڑا خیر و برکت والا ہے اور اغبر (غبار آلود) کا استعمال اس کے خلاف مین ہوتا ہے اور دینار (اس ملک مین اشرفی کو خیال کرنا چاہیے) کو اصفر (زردی) کے ساتھ استعمال کرتے ہین اور برے دنون یعنے آفات کے ایام کو ایام اسود کے ساتھ تعبیر کرتے ہین اور اس کے خلاف مین اچھے دنون کو ابیض کہتے ہین یعنی نہایت خیر و برکت کے دن - اس شخص کو جسکی آنکھین ازرق ہوتی ہین ازرق العین کہتے ہین اور اس سے اُس کے بغض پر استدلال کرتے ہین اسیطرح اون کے یہ اقوال بھی ہین ہو اسود الکبد وہم اسود الاکباد وصہب السبال یعنے وہ شخص سیاہ کلیجے کا اور وہ لوگ سیاہ کلیجے کے اور وہ دشمن ہے - صہب کے معنی اون بالون کے ہین جنکی سپیدی مین سرخی ہو اور سبال سبلہ کی جمع ہے جس کے معنی موچھون کے ہین -

اہل عرب کے مردون کی یہ عادت ہے کہ بسید ہے ہاتھ مین انگوٹھی پہنتے ہین لیکن یہ معلوم ہوتا ہے کہ انگوٹھیون پر نقش کرنا زمانہ جاہلیت مین مستعمل نہین تھا - اسلام مین پہلے پہل انگوٹھی کا استعمال آنحضرت صلعم نے کیا اور اس استعمال کی بنا یہ ہے کہ جب آپ نے بادشاہ فارس کو نامہ لکھنا چاہا تو آپ سے کہا گیا کہ اہل عجم نامہ کو نہین لیتے جبتک کہ اسپر مہر نہ لگی ہو پس آپ نے چاندی کی انگوٹھی بنائی اور اسپر محمد رسول اللہ کندہ کرایا بعد مین اسکا استعمال اور رواج ایسا ہوا کہ انگلی مین انگوٹھی کا پہننا عربون کی دول مغربیہ مین بادشاہ کی علامت اور اسکے خصائص سے سمجھا گیا - ابن خلدون لکھتا ہے کہ اہل عرب انگوٹھیون کے بنانے مین بہت اہتمام کرتے تھے چنانچہ سونے کی انگوٹھیان بناتے تھے اور اون کو نگینون اور یاقوت اور فیروزہ سے مرصع کرتے تھے جسکو بادشاہ پہنتا تھا اور یہ امر اون کے نزدیک بادشاہ کے خصائص مین داخل تھا یعنے بادشاہ کا بانا سمجھا جاتا تھا جسطرح چادر اور تلوار کا استعمال مشرق مین دولت عباسی کے ساتھ مخصوص تھا - اور عالی شان خیمہ

---

[۱] اصمعی کہتا ہے کہ صہب السبال اور اسود الاکباد یہ مثالین دشمنون کی نسبت استعمال کی جاتی ہین اگرچہ انمین یہ رنگ نہو چنانچہ ابن قیس الرقیات کہتا ہے - ان ترینی تغیر اللون منی - وعلا الشیب مفرقی وقذالی - فظلال السیوف شیبن راسی - واعتناقی فی الحرب صہب السبال -

ترجمہ - اگر تو میرا رنگ متغیر دیکھتا ہے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہین ہے کیونکہ ضعیفی میری تالو اور کدی تک چڑھ گئی ہے علاوہ اسکے تلوارون کے سایہ سے سر سفید ہوگیا ہے اور اس سبب سے کہ مین جنگ مین دشمنون سے گلے ملتا ہون ماخوذ از امثال میدانی ردیف صاد - مترجم

لگانا دولت عبیدیہ مین ملک مغرب[1] تھا۔

جو خلفاء طبقہ صحابہ سے تھے وہ سیدہے ہاتھ مین انگوٹھی پہنتے تھے لیکن معاویہ ابی سفیان نے بائین ہاتھ مین پہننا اختیار کیا پس اموی خلافت مین یہی حال رہا پھر اسکو سفاح عباسی نے سیدھی ہاتھ مین پہننا اختیار کیا۔ ہارون رشید کے زمانہ تک انگوٹھی سیدہے ہاتھ مین پہنتے تھی لیکن اُس نے اس طریقہ کو بدل دیا اور بائین ہاتھ مین پہننا اختیار کیا۔ پھر اور لوگ بھی بائین ہاتھ مین پہننے لگے۔

خیال کیا جاتا ہے کہ انگوٹھیان چار قسم کی ہوتی ہین یاقوت کی انگوٹھی پیاس کے لیے مفید ہی اور فیروزہ کی مالداری کے لیے اور عقیق کی انگوٹھی پہننا سنت ہے اور چینی لوہے کی بطور تعویذ کے ہے بعض کہتے ہین کہ اخیر قسم کی انگوٹھی خوف وخطر سے بچنے کے لیے مفید ہے۔
متاخرین کے کلام سے پایا جاتا ہے کہ جس نے عقیق کی انگوٹھی پہنی اور ابو عمرو بن علاء کا قصیدہ پڑہا اور فقہ شافعی پڑہی اور قصیدہ ابن زریق کو یاد کیا تو اسکا ظرف کامل ہوجاتا ہے یعنی وہ صاحب کمال ہوجاتا ہے۔ ابن زریق کا نام ابوالحسن علی بن زریق بغدادی ہے لیکن اُس کا قصیدہ جس کا ذکر کیا گیا اسکا مطلع یہ ہے

لاتعذلیہ فان العذل یولعہ　　قد قلت حقاً ولکن لیس یسمعہ[1]

کہا جاتا ہے کہ عرب کے بادشاہ زمانہ جاہلیت مین تاج پہنتے تھے پہلے پہل جس نے سونیکا تاج پہنا وہ حمیر بن سبا ہے۔ پھر اُس کے بعد کے بادشاہ اپنے تاجون مین ہر سال ایک ایک جوہر زیادہ کرتے تھے تاکہ اسکی مدت سلطنت کی تعداد معلوم ہو کہ اُس نے اتنے سال سلطنت کی اور اون جواہر کے دانون کو خرزات الملک کہتے تھے۔ زمانہ اسلام مین بنی امیہ اور بنی عباس کے خلفاء وہ اپنے دربار مین قبۃ التاج مین اپنی مسند پر بیٹھتے تھے اور کندھون پر جناب رسالت مآب صلعم کی چادر (جو محفوظ چلی آتی تہی) ڈالتے تھے اور اپنے سرون پر عمامہ رکھتے تھے اور سامنے تلوار رکہی جاتی تھی۔ ان مین عمامہ بجائے تاج کے تھا۔ ابتدا مین جس نے بادشاہ کے لیے تخت اختیار کیا وہ معاویہ بن ابی سفیان ہے۔ بعد کے بادشاہون نے

---

[1] ترجمہ۔ تو اسکو ملامت مت کر کیونکہ ملامت اُس کو بھڑکاتی ہے۔ یہ مین نے سچی بات کہی ہے لیکن وہ اسکو بھی نہین سنتا۔

اس امر کی پیروی کی -

اور یہ سلاطین ابتداءً اپنے پرتلوں اور تلوارون اور گھوڑون کی لگامون اور زینون کو کسیقدر چاندی سے مزین کرتے تھے - معتز عباسی نے اسمین زیادتی یہ کی کہ بجای چاندی کو سونے کو شریک کیا پہر تو اس زینت مین اس قدر زیادتی اور ترقی ہوئی کہ بعد کے بادشاہون نے اپنے گھوڑون کے نعل بہی سونے اور چاندی کے بنائے - اس سے قبل یہ بات بھی رواج پا چکی تھی کہ لباس کے کپڑون کی بنوٹ کے نقش مین بادشاہون کے نام اور اُن کے علامات حروف زر کے تارون سے یا ایسے تارون سے جو کپڑے کے رنگ سی مخالف ہوتے تھے بنے جاتے تھے - اور نیز بادشاہ جس اعلی درجہ کے شخص کو خلعت دینا چاہتا بعض وقت خلعت پانے والے کا نام بہی اُس کپڑے مین منقش ہوتا تھا - اس طریقہ کو انہون نے عجمی بادشاہون سے اختیار کیا تھا جو کہ اپنے صورتون اور شکلون کو کپڑے مین بطور نقش کے بنواتے تھے ایسے نقش بنانے کے لیے خاص کارخانے تھے جنکو "دور الطراز" کہتے تھے اور جو شخص اس کام کا منتظم اور معلم ہوتا تھا اُسکو "صاحب الطراز" کہتے تھے -

بڑی سلطنت کے بادشاہ جس کسی کو ایک چھوٹی سلطنت کا حاکم بنانا چاہتے تو وہ اُسکو سات خلعتین پہناتے تھے اور اُسکو طوق، تاج - سوارین (وہ جواہرات کا زیور جو ہاتھون مین پہنتے ہین یعنی کنگن) پہناتے تھے اور اون کو جھنڈا بہی دیتے تھے - اور اُس کے قلادہ (کمر بند) مین دو تلوارین باندہتے تھے اور اپنے لیے خطبہ قایم کرنے کی بہی اون کو اجازت دیتے تھے خلع کا لفظ جو جمع کے معنی مین ہے اس کا واحد خلعت ہے اور خلعت اُس لباس کو کہتے ہین جسکو خلیفہ اپنے جسم سے اُتار کر اُس شخص کو پہناتا تہا جسکو خلعت دینا چاہتا تھا - پہر تو خلعت کے معنی مین بہت وسعت ہوگئی یہان تک کہ عام لوگ بہی جو بطور دوستانہ اپنا لباس ایک دوسرکو دیتے ہین اُسپر بہی خلعت کا استعمال ہوتا ہے - ایک شاعر کہتا ہے -

| | |
|---|---|
| ابشری بقدوم من احببتہ | ولک البشارۃ بالمسرۃ والہنا |
| ماکان اسمحنی علیک بخلعۃ | لوکان عندی حلۃ غیر الفنا لہ |

ترجمہ - کیا تو مجھکو اُس شخص کے آنے کی خوشخبری دیتا ہے جسکو مین محبوب رکھتا ہون (اگر ایسا ہی ہے) تو تجھکو ہی مین خوشی کی خوشخبری اور مبارک بادی سے خبر دیتا ہون - اگر میرے پاس اس لباس کے علاوہ دوسرا لباس ہوتا تو تجھہ کو مین خلعت دیتا -

عربون کی عورتین بھی مثل مردون کے انگوٹھیان پہنتی تہین اور بعض وقت دسون انگلیون مین انگوٹھیان یا چھلے پہنا کرتی ہین اور اپنے ساعد (ہاتھ) مین کنگن پہنتی ہین مثال یعنے محاورہ مین حاتم طائی کا وہ قول بھی بیان کیا جاتا ہے جبکہ اُس کو ایک لونڈی نے جس وقت کہ وہ ایک لڑائی مین قید تھا طمانچہ ماری تھی۔ تو اُس وقت اُس نے یہ کہا لو ذات سوار لطمتنی" کاش کہ مجھکو کوئی کنگن والی عورت طمانچہ مارتی۔ میدانی کہتا ہے کہ اس قول سے یہ مراد ہوتی ہے کہ مجھکو کوئی حرہ عورت طمانچہ مارتی تو بہتر تھا کیونکہ اہل عرب اُس وقت تک لونڈیون کو کنگن نہین پھناتے تھے پس حاتم کے قول کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اگر مجھ کو طمانچہ مارنے والی حرہ عورت (شریف بی بی) ہوتی تو ناگوار نہ ہوتا۔ بعض کہتے ہین کہ اُس نے یہ کہا تھا کہ لو غیر ذات سوار لطمتنی" یعنے ایسی عورت مجھکو طمانچہ مارتی جو کنگن پھنے والی نہ ہو یعنے لونڈی ہوتی تو بہتر تھا کیونکہ اُس سے بدلا لیا جا سکتا ہی اور شریف عورتون سے بدلا نہین لیا جاتا۔

اور عورتین حجول (پازیب) بھی پہنتی تہین اس کو احجال اور رحجول بھی کہتے ہین اس کا واحد حجل ہے اور اسی کا نام خلخال ہے اور یہ مثل سوار (کنگن) کے چاندی کا زیور ہے جسکو عرب کی عورتین پانون مین پہنتی ہین۔

دملج یا دملوج وہ زیور ہے جو ڈنڈ مین پھنا جاتا ہے اور یہ مثل سوار (کنگن) کے ہوتا ہی جسکو ہندی مین بازو بند یا جوشن کہتے ہین بعض کہتے ہین کہ پہنچے مین پھنا جاتا ہے جسکو ہندی مین پہونچی کہتے ہین اور عقود (کچھے) گلے مین باندہتی ہین اور قرط (جھمکے) کانون مین پہنتی ہین قرط کی جمع اقراط ہے۔ بعض عورتین ناک مین خزام (نت) پہنتی ہین۔ عورتون کے زیورات کو جو جواہر اور قیمتی نگینون کے ہوتے ہین بجاذق کہتے ہین۔ کہا گیا ہے کہ برّہ واحد ہے برٗ کا اور یہ ایک زیور ہے جو پانون مین پھنتے ہین اسکو بجائے پازیب یا پایل کے سمجھنا چاہیے۔ اور رحان قلادہ کو کہتے ہین یعنے کچھا۔ بعض کہتے ہین کہ رحان سوار کو کہتے ہین۔ جلتہ بھی ایک زیور ہے جو قلائد (کچھون) مین ڈالا جاتا ہے۔ اور مجبس (چھلا) وہ حلقہ جو انگلی مین پھنا جاتا ہے خوق جھمکے کے حلقہ کو کہتے ہین۔ شنف مثل دملج کے ہوتا ہے جو پہنچے مین پھنا جاتا ہے۔

حقاب وہ شئے ہے جس پر عورتین اپنا زیور لٹکاتی اور اس کے بیچ مین باندہتی ہین۔ خریصتہ زیور کے ایک قطعہ کو کہتے ہین۔ عربون کے اس قول" ما علیہا خضاض" سے مراد یہ لی جاتی ہے کہ اسپر بہت ہی کم زیور ہے یعنی جس عورت کے بدن پر کچھ زیور نہین ہوتا ایک شاعر کہتا ہے۔

ولو اشرفت من کفة الستر عاطلا — لقلت غزال ما علیه خضاض[1]

جو طاش بٹی ہوئے سرخ وسیاہ دو رنگ کے دہاگے کو کہتے ہین جسمین پوت اور چاندی کا ہلال ہوتا ہی اسکو عورت بیچ مین باندہتی ہے تاکہ نظر بد سے محفوظ رہے ۔ چھوٹے بچون کو بھی یہ ڈوری باندھ دی جاتی ہی شاید جوطاہی کو عوذہ (تعویذ) کہتے ہین ۔ بعض مولفین کہتے ہین کہ تعاوید عوذہ کی جمع ہے یہ ایک مستدیر گول شکل ہے جو مثل چاند کے بنائی جاتی ہے یا نصف دائرہ کی شکل بصورت نعل چوپایہ کے ہوتی ہے اور اسپر حروف مین کچھ نقش ہوتا ہی اور اسکو بچون کے گلے مین باندھ دیتے ہین عکاشتہ بن عبد الصمد کہتا ہے ۔

وجاؤا الیه بالتعاوید والرقی — وصبوا علیه الماء من شدة النکس

وقالوا به من عین الجن نظرة — ولو صدقوا قالوا من اعین الانس[2]

اسلام مین جو لوگ تعویذ دینے مین مشہور ہوے ہین منجملہ اون کے ابو محمد المبارک بن المبارک بن السراج التعاویذی البغدادی الزاہد ہے جنکی وفات ۵۵۳ھ م ۱۱۵۸ء مین ہوئی ۔

بچون کے گلون مین اور زیور جو پہناتے ہین ان مین سے ایک طوق بھی ہے اور اس طوق کے پہنانے پر منت بھی مانی جاتی ہے تاکہ بچے تندرست رہین اور اون کی عمرین دراز ہون اور یہ طوق بچے کے بڑے ہونے اور جوان ہونے تک اس کے گلے مین پڑی رہتی ہے سب سے پہلے جس بچے کے گلے مین طوق ڈالی گئی وہ عمرو بن عدی بن نصر ہے یہ طوق اس کے گلے مین اس کے ماموں جذیمة الابرش نے ڈالی تھی ۔ جذیمة الابرش اہل عرب کا پہلا پیشرو فوج ہے ۔ جبکہ اسکی بہن رقاش یعنی ام عمر نے اپنے بچے عمرو ندکو رکو اسکے پاس لائی تھی ۔ پھر جب عمرو ندکور بڑا (جوان) ہوگیا اور ایک مدت دراز کے بعد جبکہ اسکو جن نے اڑا لے گیا تھا اپنے ماموں کے پاس لایا گیا تو اس کے دیکھنے سے اسکا ماموں نہایت خوش ہوا اور یہ کہا کہ عمرو طوق پہنا رہا اور جوان بھی ہوگیا تو اس وقت سے یہ مثل ہوگئی یعنے

---

[1] ترجمہ ۔ اگر محبوبہ گوشہ حجاب سے یون ہی جہانکے تو مین کہونگا کہ ہرنی ہے کہ اس پر خضاض (زیور) نہیں ہے ۔

[2] ترجمہ ۔ وہ اسکے پاس تعویذ اور منتر لیکر آئے اور شدت مرض کے سبب اونہون نے اس (مریض) پر پانی ڈالا اور یہ کہا اسپر جن کی نظر ہی جب اونکے کلام کی تصدیق کی گئی تو اونہوں نے کہا کہ یہ انسان کی نظر ہی ۔

"شب عمرو عن الطوق"۔

منجملہ اون زیورات کے جو بچون کو پہنایا جاتا ہے سخاب بہی ایک زیور ہے یہ ایک ہار ہوتا ہے جو ایک قسم کی خوشبوئی اور لونگون وغیرہ سے بنایا جاتا ہے اسمین موتی اور کسی قسم کا جوہر نہین ہوتا ہے۔ تبنی کہتا ہے۔

عفا عنہم واطلقہم صغارا          وفی اعناق اکثرہم سخاب[1]

عرب کی عورتون کی یہ عادت ہے کہ ہاتھ کے ناخنون کو مہندی سے رنگتی ہین یعنے مہندی لگاتی ہین بخلاف ہاتھون اور پاؤن کے کیونکہ ہاتھون اور پاؤن کو ہلکے پیلے رنگ سے رنگتی ہین اور آنکہون مین اثمد (ایک قسم کے پتہر کا) سرمہ لگاتی ہین۔ بیان کیا جاتا ہی کہ سب سے پہلے عرب کی عورتون مین جس نے آنکہون مین سرمہ لگایا وہ زرقاء یمامہ تہی اور یہ قبیلہ جدیس کی ایک عورت تہی۔ اسکی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ہر چیز کو تین دن کے راہ کی مسافت سے دیکہ سکتی تہی۔ اسکا نام عنز ہے اسکی نسبت تبنی کہتا ہے۔

وابصر من زرقاء جو لاننی          متی نظرت عینای ساداہا علمی[2]

---

[1] ترجمہ۔ ایک دوسری روایت مین بجائے اطلقہم کے اعتقہم ہی معنی یہ ہین کہ اس نے انکو معاف کرکے کم سنی مین آزاد کردیا چنانچہ ابتک ان کے گلون مین لونگون وغیرہ کے ہار (علامت آزادی) موجود ہین۔

[2] ترجمہ مجہہ کو اس (شب روی) نے مقام جو کے عورت زرقاء سے زیادہ تیز نظر کردیا ہے کیونکہ جب میری دونون آنکہین کسی چیز کو دیکہتی ہین تو میرا علم ان سے پہلے اس چیز کو دریافت کرلیتا ہے۔ اس شعر مین شاعر بہی زرقاء کی نظر پر اپنی نظر کی نضیلت بیان کرتا ہی کیونکہ وہ کہتا ہی کہ جب میری نظر کسی چیز پر پڑتی ہی تو فوراً اس کی حقیقت کو جان لیتی ہی بخلاف زرقاء کے چنانچہ ایک وقت زرقاء نے حسان بن تبع حمیری کے لوگون کو دیکہی کہ وہ درختون کو اکہاڑ کر لارہے ہین اس فعل سے انکی یہ غرض تہی کہ زرقاء کو دہوکہ دین کیونکہ جب وہ اپنی نظر سے ہماری اس حالت کو دیکہیگی تو وہ پہچان کر اپنی قوم کو خبردار کریگی مگر لوگ اسکو سچ نہ جانینگے اور اس صورت مین ہم کو کامیابی ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا جب زرقاء نے اون کے اس حال کو مشاہدہ کیا تو یہ کہی :۔

اقسم باللہ لقد دب الشجر          او حمیر قد اخذت شیاً یجر

مگر قوم نے اسکے بیان کو جہوٹ جانا اور اس سبب سے حسان کا حیلہ چل گیا اور اسنے آکر خوب لوٹ مار کی اور قتل کا بازار گرم کیا۔ اور یہ قصہ مشہور ہے :۔ اس شعر کا ترجمہ یہ ہے۔ مین قسم کہا کر کہتی ہون کہ یا تو درخت چل رہے ہین یا حمیری لوگ کسی چیز کو کہینچکر لارہے ہین۔ مولف

زرقاء عرب کی عورتون مین تین عورتون کا نام ہے ایک تو یہی ہے جسکا ہم ذکر دے رہے ہین اسکی تیزی نظر مین اسکی مثال دیجاتی ہے اور کہا جاتا ہے "ابصر من زرقاء" یعنے زرقاء سے زیادہ دیکھنے والا اسیطرح یہ بھی کہا جاتا ہے "ابصر من عقاب ملاع" یعنے صحرائی عقاب دھیل یا گدہ سے زیادہ تیز بصارت والا اسیطرح تیزی بصارت مین یہ مثالین بھی دیجاتی ہین "ابصر من غراب" "ابصر من الوطواط بالليل" "وابصر من کلب" یعنے کوے سے زیادہ بینائی والا اور رات مین چمگاڈر سے زیادہ دیکھنے والا اور کتے سے زیادہ تیز بصارت والا - دوسری عورت زباء جزیرہ کی ملکہ ہے جسکا نام ہند تھا - تیسری عورت بسوس بنت منقذ التمیمیہ ہے اسی کے طرف مشہور جنگ بسوس منسوب ہے[1] - بدفالی مین اسکی مثال دیجاتی ہے اور کہا جاتا ہے "اشام من ناقة البسوس" یعنی بسوس کی اونٹنی سے زیادہ بدفال ہے

عرب کی عورتون کی یہ بھی ایک عادت ہے کہ اس اثمد کو اپنے ہونٹون اور مسوڑون پر ملتی ہین تاکہ دانتون کی چمک بڑھ جائے - اور اسی سے وہ گودتی بھی ہین یعنے جسم کی جلد پر حیوانات اور پھولون اور ستارون کی شکلین باریک خطوط سے بناتی ہین اسلام مین اسکی سخت ممانعت ہے -

اونکی یہ بھی عادت ہے کہ بالون کو کنگی سے درست کرکے اور اون کو جمع کرکے پیچھے گرہ ڈالتی ہین یعنے پیچھے جوڑھ باندہتی ہین جیسے اس ملک مین عورتین کرتی ہین - جمیر کے معنی اندھیری رات کے ہین - ترجیل کے معنی بالون مین کنگی کرنے کے ہین - مرجل - مسرح - مشط - کنگی کو کہتے ہین - غدائر غدیرہ کی جمع ہے اور اس کے معنی بالون کی لٹ کے ہین اور عقیصہ کے معنی بالونکی لٹون کو جمع کرنے کے ہین - ذوائب گیسوؤن کو کہتے ہین تقضیب الشعر کے معنی جوڑہ باندہنے کے ہین - سعفات اون بالون کو کہتے ہین جو سر کے بیچ مین اوپر ہوتے ہین جیسے ہندو لوگ رکھتے ہین اور

---

[1] بسوس ایک عورت کا نام ہے جو بڑی منحوس خیال کی گئی ہے کہا گیا ہے کہ اس کے شوہر کو تین مقبول دعاؤن کی اجازت ملی تہی اسکی عورت نے اس سے درخواست کی کہ میرے لیے ایک دعا کرو اس نے کہا تو کیا چاہتی ہے بسوس نے کہا کہ مین بنی اسرائیل مین بڑی خوبصورت عورت ہونا چاہتی ہون اس کے شوہر نے دعا کی اور وہ بڑی خوبصورت عورت ہوگئی اس کے بعد وہ اپنے شوہر سے کنارہ کش ہوئی اسکے شوہر نے اس مرتبہ خدا سے دعا کی کہ وہ بھونکتی ہوئی کتیا بن جائے اور وہ کتیا ہوگئی اسکے بیٹے اس کے پاس آئے اور کہا کہ اس سے لوگ ہم کو عار دلاتے ہین آپ دعا کرین کہ وہ پھر اپنی اصلی حالت پر آجائے پھر اس نے دعا کی اور بسوس اپنی اصلی حالت پر آگئی - مترجم

جسکو دکن کی زبان مین جٹ کہتے ہین - پیشانی کے بالون کو غسن کہتے ہین - سینہ کے بالون کو مسربہ کہتے
ہین موے زہار کو عانہ کہتے ہین - انسان کی پیٹھ کے بالون کو عفریہ کہتے ہین - لمہ سر کے اُن بالون کو
کہتے ہین جو مونڈھون سے ملے ہوئے ہوتے ہین - کانون سے بھوون تک جو بال ہوتے ہین
اون کو مسایح کہتے ہین وفرہ اون بالون کو کہتے ہین جو انسان کی لولک تک پہونچتے ہین - طرہ
اون بالون کو کہتے ہین جو پیشانی کو ڈہانپ لیتے ہین - جمہ وہ بال ہین جو سر کے پورے حصہ کو
چھپا لیتے ہین ہدب آنکھ کے کنارون کے بالون کو کہتے ہین عنفقہ ریش بچہ کو کہتے ہین - اور
شارب موچھون کو کہتے ہین - نتھنون کے بالون کو حار کہتے ہین یعنے موے بینی عقیقہ انسان
اور بہائم کے بچون کے بالون کو کہتے ہین - اور جذع کے صوف کو بھی عقیقہ کہتے ہین[1] - حدیث مین
آیا ہے کہ نسیکہ کہو عقیقہ نہ کہو کیونکہ اہل عرب زمانہ جاہلیت مین اس سے بدفالی لیتے تھے انسان
وغیرہ کے بالون کو شعر کہتے ہین - بکری کے بالون کو مرعزار کہتے ہین اور اونٹ کے بالون کو وبر
کہتے ہین - اور بکری کے بالون کو صوف بھی کہتے ہین - گدہے کے بالون کو عفاء کہتے ہین پرند کے
بالون کو ریش کہتے ہین - اور پرند کے بچے کے بالون کو زغب کہتے ہین شترمرغ کے بالون کو
زف کہتے ہین - سور کے بالون کو ہلب کہتے ہین اور مچھلی کے پرون کو حرشف کہتے ہین -

بالون کے اوصاف مین یہ الفاظ مستعمل ہوتے ہین جب بال گھنے ہوتے ہین تو اونکو جفال
کہتے ہین - جب ملے ہوئے اور سیاہ ہوتے ہین تو اون کو وحف کہتے ہین اور جب بہت
ہوتے ہین تو اُن کو کث بھی کہتے ہین - اگر بدن مین زیادہ بال ہوتے ہین تو اون کو زبب کہتے ہین
اسی سے یہ محاورہ ہے رجل ازب وامراۃ زباء یعنے بہت بالون والا مرد اور بہت بالون والی
عورت جب وہ پھیلے ہوئے ہوتے ہین تو اون کو سبط کہتے ہین - اس کے خلاف مین جعد
کہتے ہین اور جب اوسط درجہ کے ہوتے ہین یعنے نہ کم زیادہ تو اون کو رجل کہتے ہین اور
لنبے اور خوب صورت بالون کو مغدودن کہتے ہین -

جب سر پر بال نہین ہوتے ہین تو ایسے شخص کو اصلع کہتے ہین - جب بھوون پر بال نہین

---

[1] بکری کے بچے پر جب کہ وہ دوسرے سال مین ہوتا ہے جذع کا اطلاق ہوتا ہے - اور گائے
اور گھوڑے کے بچے کو بھی جذع کہتے ہین جبکہ وہ تیسرے سال مین ہوتا ہے - اور اونٹ کے بچے کو
بھی جذع کہتے ہین جبکہ وہ پانچوین سال مین ہوتا ہے - مترجم

ہوتے ہین تو اوس شخص کو امرط یا یلہیں نہ ہون تو اوسکو امعط کہتے ہین اور جس کے رخسار پر بال
نہ ہون تو اوس کو امرد کہتے ہین یا بدن پر بال نہ ہون تو اوسکو املط کہتے ہین ۔

آبادی مین رہنے والی عورتون کو اپنے چہرون کی درستی اور زینت مین ایک خاص مذاق ہے
حف اور حفاف کے معنی چہرہ کے بال نکالکر زیب صورت کرنے کے ہین اور اوس وقت کہتے
ہین حفت المرأہ یعنی عورت نے اپنے چہرہ کے بال دور کر دی ۔ تزجیج کے معنی بھوون کو باریک
اور آنکھ کے کویون تک طول کرنا ہین ۔ صبغ کے معنی چہرہ کو سفید یا سرخ رنگ سے رنگنے کے ہین
اسمین بدوی عورتین ان کی شریک نہین ہین یعنے وہ چہرون کو رنگا نہین کرتین متنبی کہتا ہے ۔

حسن الحضارۃ مجلوب بتطریۃ   وفی البداوۃ حسن غیر مجلوب[1]

اقسام کی خوشبوئیان لگانا یہ بھی عرب کی بدوی عورتون کی زمانہ جاہلیت کی عادت ہے کیونکہ وہ بہت
خوشبوئیان لگاتی تہین اور عموماً اون مین ہر ایک کے پاس ایک قشوۃ یعنی تھیلی ہوتی تھی جسمین وہ اپنی
زینت کا سامان اور عطریات وغیرہ رکھتی تھین ۔ بعض کہتے ہین کہ یہ خوشبوئی کی سیپیان ہوتی ہین جو
خاص عورتون کے پاس رہتی ہین اور وہ اون کو کبھی اپنے سے علیحدہ نہین کرتین حتی کہ اگر
وہ ایک مقام سے دوسرے مقام کو سفر بھی کرتی ہین تو یہ اون کے ساتھ رہتی ہین ۔ اور مثال
مین یہ کہتے ہین "لا عطر بعد عروس" یعنی عروس (جو ایک قسم کا عطر ہے) کے بعد پھر کوئی عطر
نہین ہے ۔ اور یہ مذمت کے طور پر اوس وقت کہتے ہین کہ جبکہ چیزین وقت حاجت کیلیے
ذخیرہ کے طور پر جمع کیجاتی ہین اس کو بنی عذرہ کی ایک عورت نے جسکا نام اسماء بنت عبداللہ
تھا کہا ہے جبکہ اوسکا شوہر جو اوسکا چچیرا بہائی بہی تھا اور جسکا نام عروس تھا مر گیا تھا ۔ اس کے بعد
اوس سے ایک دوسرے شخص نے جو نہایت بخیل اور جس کے منہ مین بدبوئی تھی اور بدخلق بھی
تھا نکاح کیا اور اوس سے کہا کہ تو اپنا عطر لگا کر آ تو اوس نے کہا "لا عطر بعد عروس" اوس وقت سے یہ
ضرب المثل ہو گئی ۔

اسیطرح خوشبوئی کا استعمال شہری عورتون اور مردون مین بھی رہا ہے خاص کر اسلام کے
بعد بہی اون کی طبیعتین اسکی طرف زیادہ راغب رہی ہین ۔ پس عورتین اور مرد عموماً مشک کا استعمال

---

[1] ترجمہ ۔ شہری عورتون کا حسن بناؤ سنگار سے ہوتا ہے اور بدوی عورتون کا حسن غیر مصنوع یعنی بے
تکلف اور سادہ ہوتا ہے ۔

کرتے تھے۔ اور نیز مشک و عنبر سے بنی ہوئی خوشبوئی کا بھی استعمال کرتے تھے ابن عباس
کی حکایت بیان کیجاتی ہے کہ وہ خوشبوئی کو اپنی کنپٹی پر اسطرح سے جا لیتے تھے کہ لوگ خیال کرتے تھے
کہ اونہون نے کوئی چیز اپنی کنپٹ پر لگائی ہے۔ اور عام لوگ بھی جسم پر خوشبوئی ملا کرتے تھے یعنی
بٹنا وغیرہ ملتے تھے۔ مدنیہ کے لوگ اس قدر خوشبوئی لگاتے تھے کہ تمام گلیان خوشبوئی سے
معطر ہوجاتی تہین۔ اور اسی واسطے مدنیہ کا نام طیبہ ہوا۔

غالیہ یعنی خوشبوئی جسکا اوپر ذکر ہوا وہ مختلف قسم کی خوشبوئیون سے مرکب ہے۔ کہا گیا ہے
کہ سب سے پہلے اسکا نام غالیہ سلیمان بن عبدالملک خلیفہ اموی نے رکھا ہے۔ اور یہان ایک اور خوشبوئی
بھی ہے جسکو ند کہتے ہین یہ عود عنبر اور لوبان سے بنائی جاتی ہے اور اس کو مثلث بھی کہتے ہین کیونکہ
یہ تین قسم کی خوشبوئی سے بنتی ہے۔ درۃ الغواص مین لکھا ہے کہ مثلث صحیح نہین ہے بلکہ اسکو
مثلوث کہنا چاہیے۔ لیکن کافور جو ایک خوشبوئی ہے زیادہ تر اس زمانہ مین مردون کی لاشون مین
رکھا جاتا ہے اور افادیہ بھی جو خوشبوئی کی ایک قسم ہے زیادہ تر اس کا استعمال علاجات مین ہوتا
ہے عطر کی ایک اور بھی قسم ہے جسکا نام ناردین ہے اور یہ ایک درخت سے بنایا جاتا ہی جسکا
نام بھی ناردین ہے اور اسی کے طرف یہ منسوب ہے۔ محیط المحیط مین لکھا ہے کہ ناردین یا ناردین
سنبل رومی کا نام ہے جو یونانی کلمہ نردس کا معرب ہے۔

# فصل سیوم

## عربون کے کہانون کے اقسام اور انکے آداب کا بیان

بعض مولفین ملک عرب کی خشکی پر نظر کرکے کہتے ہین کہ اسی وجہ سے اہل عرب کی عادت غذا کے
نسبت قناعت پر مائل ہے۔ کیونکہ اکثر غریب لوگ ایک ہی وقت کہاتے ہین اور وہ بھی جو
کہاتے ہین بہت ہی ادنی درجہ کی اور خراب قسم کی روٹی ہوتی ہے جو جوار کے آٹے سے بنائی
جاتی ہے اور اسکو دودھیا اور کسی چیز کے ساتھ بطور سالن کے کہاتے ہین۔ اور گوشت بہت کم
کہاتے ہین۔ ابن خلدون کہتا ہے کہ کوئی قوم مضر سے زیادہ تنگ حالت کی یعنی بہوکون مرنے
والی نہین ہے۔ اور یہ اس وقت کی حالت ہے جب کہ وہ حجاز مین تھے تو وہ اکثر بچھوون

اور خنافس کو کہاتے تھے[1] - اور وہ علہز کے کہانے پر فخر کرتے ہین اور علہز کے معنی اونٹ کی پشم کے ہین جسکو وہ خون مین ملاکر پکایا کرتے ہین - قریش کی حالت بہی بالاجمال قریب قریب اسی کے ہے - کہا جاتا ہے کہ عام اہل عرب کی غذا اور قوت کے تین مواد ہین اور وہ دودھ - گوشت اور بعض حبوب یعنی بیج یا اناج ہین -

دودھ کی بہت سی قسمین ہین - ازانجملہ حریف بہی ایک قسم ہے اور حریف اس دودھ کو کہتے ہین جو اسی وقت دوہا گیا ہو - زبدہ وہ ہے جو گائے اور بکری کے دودھ سے نکالا جاتا ہے اور جباب وہ ہے جو اونٹ کے دودھ سے نکالا جاتا ہے اور چونکہ دودھ عربون مین عام غذا کا اصل ہے تو وہ اس کو احد اللحمین سے تعبیر کرتے ہین یعنے دو گوشتون مین سے ایک گوشت سمجہتے ہین اور کہتے ہین کہ ازروئے غذا کے گوشت ہے اور ازروئے سقایت کے یعنے سیراب کرنے کے دودھ بھی غذا ہے - اور اس کو بہ لحاظ ظروف کے جو وہ استعمال کرتے ہین علحٰدہ علحٰدہ نام سے موسوم کرتے ہین اور اسی نام سے وہ اسکو پکارتے ہین -

ان نامون مین سے قیل بہی ایک نام ہے اور یہ وہ دودھ ہے جو نصف النہار مین پیا جاتا ہے - فیقہ اس دودھ کو کہتے ہین جو اونٹنی کے تھنون مین دو وقت کے دوہنے کے عرصہ مین جمع ہوتا ہے - اور انکا یہ محاورہ اسی پر مبنی ہے یعنے "مہلاً فواق ناقۃ" کے یہ معنی ہین کہ مجھکو اتنی مہلت دیجائے کہ جتنی مہلت اونٹنی کے دو وقت کے دوہنے مین ہوتی ہے مظلام اور ظلیم وہ دودھ ہے جو دہی جانے کے برتن مین جمع کر لیا جاتا ہے اور دودھ دوہنے والا پینے والے کے لیے رکھ چھوڑتا ہے اور وہ اس کو دہی ہوجانے سے قبل پی لیتا ہے - جزملوک جزملیک - جلعطیط اور جلعطوط وہ گرم دودھ جس سے دہی جمایا جاتا ہے - ہدید وہ دودھ جو بالکل دہی ہو گیا ہو ضیح اور ضیاح وہ دودھ جو دہی ہو گیا ہو اور اسمین پانی ڈالکر رقیق کیا گیا ہو اور یہ دودھ باعتبار تازگی کے اچھا ہوتا ہے - اعلابہ کے معنی یہ ہین کہ مرد چراگاہون مین دودھ دودھ کر گہرون کو بہیجتے ہین کیونکہ عورتین جنگل مین دودھ دوہنے کو ننگ وعار سمجہتے ہین خبیط وہ دودھ جو دہی ہو گیا ہو اور اسمین اور دودھ ڈالا گیا ہو - وخیس بہیڑ کا دودھ جسمین بکری کا دودھ شریک کیا گیا ہو

[1] خنافس ایک جانور کا نام ہے اس کو مثل چھپکلی وغیرہ کی قسم سے سمجہنا چاہیے یہ جانور نہایت گندہ اور بدبودار ہوتا ہے - مترجم

تھوڑے دودھ کو نفس کہتے ہین مذقہ وہ دودھ جسمین پانی ملایا گیا ہو اور اس کو سمار بھی کہتے ہین - رثیئہ وہ دودھ جسمین ترشی اور شیرینی ہو - صرآم وہ دودھ جو دوہنے کے بعد تھنون مین چھوڑا جائے یعنی دو وقت کے دوہنے مین جو دودھ کسی خاص ضرورت کیلیے چھوڑ دیتے ہین - شخب وہ دودھ جو دوہنے کے وقت اسکی دہار تھن سے لبنی نکلے -
ارتجال کے معنی مسکہ کو دودھ مین ملانے کے ہین - والجہ وہ دودھ جو تھنون مین چڑھا دیا جاتا ہی اسطرح سے کہ تھنون پر پانی مارا جاتا ہے اور اس عمل سے اونٹنی کا دودھ چڑھ جاتا ہے یعنے دودھ کم نکلتا ہے اور اسکے سبب سے وہ اونٹنی موٹی ہوجاتی ہے - غبر وہ دودھ جو باقی رہ جاتا ہی رمث وہ تھوڑا دودھ جو تھنون مین باقی رہ گیا ہو - تجیجہ دودھ کی وہ چکنائی جو ہاتھون کو اور برتنونکو لگ جاتی ہے - قارص وہ دودھ جسکا ذائقہ زبان کو تیز معلوم ہو - حاذر ترش دودھ - سواتہ الرضف وہ گرم دودھ جو گرم پتھرون سے جوش دیا جائے اور وہ اس جوش سے تھوڑا رہ جائے
گوشتون مین ایک حنائذ ہے جو بھونا جاتا ہے چنانچہ حریری اپنے پہلے مقالہ مین جسکا نام صنعانیہ ہے کہتا ہے "فوجدتہ محاذیا التلمیذ علی خبز سمید وجدی حنیذ" یعنے پایا مین نے اسکو جس حال مین کہ شاگرد کے مقابلہ مین بیٹھا ہوا ہے اور سامنے سفید روٹی اور بھونی ہوئی بکری کا گوشت رکھا ہوا ہے - ذبح کیے ہوئے اونٹ کے قبل تقسیم کے جو حصے اور ٹکڑے کیے جاتے ہین اسکو نقیعہ کہتے ہین - گوشت مین نہایت بدتر غذا قدید ہے یعنی سوکہا گوشت - اسی بنا پر وہ اپنے محاورون مین اس شخص کی نسبت جو اپنی سخاوت زیادہ ظاہر کرتا ہے اور حقیقت مین کم سخاوت کرتا ہے یہ کہتے ہین شریف قوم یطعم القدید" یعنے قوم کا شریف ہے جو قدید کہلایا کرتا ہے - بلکہ اہل عرب جب گھوڑون کو گھاس نہین ملتی ہے تو سوکھے گوشت کو کوٹ کر اون کو کہلاتے ہین چنانچہ منمر بن تولب جناب رسالت مآب صلعم سے کہا تھا -

اتاا تیناک وقد طال السفر - اقود خیلا رجعا فیھا ضرر - اطعمھا اللحم اذا عز الشجر [1]

اور وہ یہ خیال کرتے ہین کہ عمدہ ترین گوشت مین دست کا گوشت ہے اور اس کے کہانے کے

---

[1] ترجمہ - ہم جو آپ کے پاس آئے ہین تو سفر کا زمانہ بہت طول ہوگیا یعنے بڑا سفر کرکے آنا پڑا - اب جو آیا تو گھوڑون کو ہانکتا ہوا لے آیا جس مین بڑا ضرر ہوا مین اون کو گوشت کھلاتا رہا جب کہ درختون کی سبزی میسر نہ ہوئی -

طریقہ پر فخر کرتے ہین اور اس کے متعلق ایک محاورہ بھی استعمال کرتے ہین اور اس عقلمند کی نسبت جو بہت سوچ سمجھ کر کام کرتا ہے کہتے ہین انہ لیعلم من این توکل الکتف یعنی وہ جانتا ہے کہ دست کہان سے کہانا چاہیے - کیونکہ اون کا خیال تھا کہ عمدگی کے ساتھ ہر کوئی اُس کو اُس طریقہ سے نہین کہا سکتا - یہ بھی خیال کرتے ہین کہ اُس کا نیچے کی طرف سے کہانا اچھا ہے اس لیے کہ آسانی سے گوشت نکل آتا ہے - برخلاف اس کے اُسکا اوپر سے کہانا دشوار ہے - بعض کہتے ہین کہ شوربا دست کے گوشت اور ہڈی مین جاری رہتا ہے جب نیچے کی طرف سے گوشت نکالا جاتا ہے تو وہ ہڈی سے چہل جاتا ہے اور شوربا اپنی جگہ پر قایم رہتا ہی ضعیف رائے والے کو کہتے ہین کہ وہ دست کو اچھی طرح نہین کہا سکتا ہے - اصمعی کہتا ہی-

اُنّی علی ما ترین من کبری   اعلم من حیث توکل الکتف[1]

قضاعہ کے قبیلون مین ایک قبیلہ ہے جسکا نام بلی ہے اس قبیلہ کے لوگ چوتڑون کا گوشت نہین کہاتے اس خیال سے کہ وہ پاخانہ نکلنے کی جگہ ہے -

اہل عرب اپنے امثال مین کہتے ہین لا تطعم العبد الکراع فیطمع فی الذراع کہ غلام کو کراع کا یعنے پاؤن کا گوشت نہ کہلاؤ کہ پہر وہ ذراع یعنی ہاتھ کے گوشت کی طمع اور خواہش کریگا - اس مثال سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غلامون کو عمدہ گوشت کے کہانے مین اپنے ساتھ شریک نہین کرتے تھے جسطرح وہ دست کے گوشت کی کہانے پر فخر کرتے تھے اسیطرح یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اُس کو سامنے کے دانتون سے توڑ کر کہاتے تھے -

غذا کا پکانا عربون کے نزدیک گوشت وغیرہ کے پکانے پر شامل ہے اس کے پکانے کی کئی قسمین ہین از انجملہ صفیف بھی ایک قسم ہے یعنی گرم پتھرون پر پکنے کی غرض سے ڈالتے ہین - قدیر وہ ہی جو ہانڈی مین پکایا جائے - مراجل یعنے ہانڈیان وہ ہین جو چولہون پر رکہی جاتی ہین - چولہا اگر لوہے کا ہو تو منصب کہتے ہین - اثفیہ نہین کہتے - جب اون کو پکانے کے لیے کوئی ہنڈیا نہین ملتی تھی تو وہ چمڑے کو مثل ہنڈیا کے بنا لیتے تھے اور اسمین پانی اور دودھ ڈال دیتے تھے یا چربی وغیرہ کے قسم سے کوئی چیز ڈال دیتے تھے - پہر اوسمین اضنف ڈالتے تھے تاکہ وہ شئے جو اُس مین ہوتی تھی

[1] ترجمہ - (عورتون کی طرف خطاب کرکے کہتا ہے کہ) تم مجھکو میرے بڑھاپے کے سبب بیوقوف سمجھتی ہونگی حالانکہ ایسا نہین ہے بلکہ مین خوب جانتا ہون کہ دست کو کہان سے کہانا چاہیے -

پک جائے - انضف کے معنی اس پتہر کے ہین جو آگ سے خوب گرم کر لیا جاتا ہے - ودک کے
معنی اس چربی کے ہین جو گوشت کو لگی رہتی ہے اور شحم وہ ہے جو اس سے نکالی جائے - او
اور دسم کے معنی چکنائی کے ہین - توابل وہ ہے جس سے غذا مین اصلاح ہوجاتی ہے جیسے گرم
مصالحہ وغیرہ - بزر کے معنی بھی تابل کے ہین اسکی جمع ابزار اور ابازیر آتی ہے - بعض اسمین فرق کرتے
ہین اور کہتے ہین کہ ابازیر وہ مصالحہ ہے جو تر غذا مین استعمال کی جاتی ہے اور توابل خشک غذا مین -
گوشت - دودھ اور روٹی کی غذا کا نام ثرائد ہے اور کہتے ہین کہ عربون مین سب سے پہلے جس نے
ثرید بنایا اور روٹی کو توڑ کر یعنے چور کر اسمین ملایا اور حاجیون کو کہلایا وہ ہاشم ہے یعنی جناب رسالت
مآب صلعم کا دادا چونکہ ہشم کے معنی توڑنے اور چورا کرنے کے ہین تو اس کا نام ہاشم ہوگیا اور اصل
مین اسکا نام عمرو ہے -
غذا کی اقسام سے رغیدہ بھی ایک قسم ہے اور دودھ سے بنتی ہے یعنے گرم دودھ پر آٹا ڈالا
جاتا ہے -
رہیدہ اس غذا کا نام ہے جو کوٹے ہوئے گیہون پر دودھ ڈالا جاتا ہے -
لہیدہ کے معنی عصیدہ کے ہین اور عصیدہ ایک مشہور کہانے کا نام ہے - جو آٹے اور گہی سے
ملاکر پکایا جاتا ہے -
نہیدہ اندرائن کے بیج جو شیرین ہوتے ہین یہ پکائے جاتے ہین اور اسمین کسیقدر آٹا بھی
شریک کیا جاتا ہے -
بکیلہ - پنیر کو کہتے ہین جو گہی مین ملالیا جاتا ہے بعض کہتے ہین کہ بکیلہ اس خشک پنیر کو کہتے ہین
جو پیسا جاسکے پہر اسمین پانی ملاکر گوندلیا جاتا ہے -
بکالہ - وہ آٹا جو کسی میوہ کے شیرہ مین یا گہی یا کہجور یا ستو مین ملالیا جاتا ہے اور یہ گیہون کے
آٹے سے عمدہ ہوتا ہے - جو کہ تر کر لیا جاتا ہے - یا وہ ستو جو کہجور اور دودھ مین ملایا جاتا ہے -
یا وہ آٹا جو ستو مین شریک کرکے پانی اور گہی ملایا جاتا ہے یا اس مین زیت ملایا جاتا ہی یا سوکہا
پنیر جسمین تر یعنے تازہ پنیر ملایا جاتا ہے - یا وہ آٹا جسمین کہجور اور زیت ملالیا جاتا ہے -
ربیکہ - ایک غذا ہے جو حسا اور پنیر سے بنتی ہے اور حسا اس آٹے کو کہتے ہین جسمین پانی اور
گہی ملاکر پکالیا جاتا ہے -
وضیعہ - وہ کہانا جو ستو اور شہد کو ملاکر بنایا جاتا ہے -

حریقہ ۔ یا حرُوقہ ۔ وہ کہانا جو حساکی بہ نسبت غلیظ یعنے موٹا ہوتا ہے ۔
سہیکہ ۔ ایک ادنی درجہ کی غذا ہے جو فاقہ کشی اور خشک سالی مین استعمال کی جاتی ہے ۔
ودیکہ ۔ وہ غذا جو آٹے اور چربی سے بنائی جاتی ہے ۔
وزیمہ ۔ غذا کی ایک قسم ہے جو سوسمار[1] کے گوشت سے بنائی جاتی ہے ۔
حریرہ ۔ وہ غذا ہے جو آٹے کو دودھ مین ملا کر پکایا جاتا ہے ۔
خزیرہ ۔ یا خزرقہ ۔ وہ غذا جو گوشت اور آٹا ملا کر بنائی جاتی ہے ۔
مضیرہ ۔ وہ غذا جو ترش دودھ سے بنائی جاتی ہے ۔
علیثہ ۔ وہ غذا جسمین مِٹھی ڈالی جاتی ہے ۔
ثمیغہ ۔ پتلی غذا جو چکنائی کے ساتھ رہتی ہے ۔
تونیا ۔ وہ آٹا جو آٹے کے پیڑے کے نیچے بچھایا جاتا ہے جسکو ہندی مین پلتھن کہتے ہین ۔
جبیز ۔ سوکہی روٹی کو کہتے ہین ۔
جوذابہ ۔ وہ روٹی جو تنور مین معلق رکھ کر پکائی جاتی ہے اور اس کے اوپر ایک پرند یا گوشت ہوتا ہے جسکی چربی یا چکناہٹ اس روٹی پر ٹپکتی ہے ۔ یہہ روٹی ایسی ہوتی ہے کہ اس کے ساتھ پہر سالن کی ضرورت نہین رہتی ۔
وجیئتہ ۔ کہجور یا لڈُ ہے جسکو کوٹ کر اسمین گہی یا زیت ملالیا جاتا ہے ۔
وہیسہ ۔ ایک غذا ہے جو ٹڈہی کو پکا کر سکہائی جاتی ہے اور کوٹی جاتی ہے اور اسمین چکنائی یعنے چربی شریک کی جاتی ہے ۔
بریقہ ۔ وہ دودھ جسپر لگا کر چربی ڈالی جاتی ہے یا تہوڑا سا گہی ڈالا جاتا ہے ۔
بریک ۔ وہ تازی کہجور جو مسکہ کے ساتھ کہائی جاتی ہے ۔
بروک ۔ خبیصہ کو کہتے ہین اہل عرب کہجور اور گہی ملا کر بناتے ہین ۔ یعنے ایک قسم کا حلوا ہوتا ہے ۔
بسیسہ ۔ ستو کو یا آٹے کو یا سوکہے پنیر کو کہتے ہین جو گہی اور زیت سے ملا کر بنایا جاتا ہے ۔
ججبتیہ ۔ اونٹ کی کلیجی یا اوجڑی ۔

---

[1] سوسمار گوہ کو کہتے ہین ۔ مترجم

جشیش ۔ستو کو اور اس گیہون کو کہتے ہین جو کسیقدر پیس لیے جاتے ہین اور وہ ہانڈی مین ڈال دیے جاتے ہین اور اسپر گوشت یا کہجور ڈالی جاتی ہے۔

خبیص ۔حلوا کی ایک قسم ہے جو عرب لوگ کہجور اور گہی سے بناتے ہین۔

جنجرۃ ۔گوندہے ہوئے آٹے کے پتلے جو شیرہ مین ڈالکر پکاتے ہین۔

حلیجۃ ۔ وہ کہانا جو دودہ اور گہی سے ملاکر بنایا جاتا ہے۔

حیس ۔وہ کہجور جو گہی اور پنیر مین ملاکر گوندہی جاتی ہے اور اس کو اس طرح سے ملالیا جاتا ہے کہ وہ ممزوج ہوجاتا ہے اور اسکی گٹھلیان نکال دیجاتی ہین اور بعض وقت اسمین ستو بہی ڈالی جاتی ہے۔

دواَبۃ ۔ وہ پپڑی جو ہریسہ اور دودہ وغیرہ پر جمتی ہے جبکہ اسکو ہوا لگتی ہے۔

ہریسہ ۔ان بیجون کو کہتے ہین جو اوکہلی مین ڈالکر کوٹے جاتے ہین اور پہر پکائے جاتے ہین

زریقاء ۔اس ثرید کو کہتے ہین جو دودہ اور زیت سے بنایا جاتا ہی۔

ناہجہ ۔ زمانہ جاہلیت کے ایک کہانے کا نام ہے جو پشم کو دودہ مین بہگوکر اور رلت کرکے بنایا جاتا تھا۔

رضیعہ ۔وہ جو جو پتہر سے کوٹ کر تر کرلیے جاتے ہین اور پہر اسمین گہی ڈالکر پکایا جاتا ہے۔

فیحاء ۔کہانے کی ایک قسم ہے جو حسا اور توابل سے بنتی ہے۔

مجیع ۔دودہ کو کہتے ہین جسمین کہجور کو صاف کرکے ڈالا جاتا ہے۔

بجیرہ ۔حسا کہتے ہین جو آٹے سے بنایا جاتا ہے اور اسمین گہی ڈالا جاتا ہے۔

دلیقہ ۔کہانے کی ایک قسم ہے جو آٹے اور دودہ اور گہی سے بنتی ہے۔

سخینۃ ۔ یہ بھی ایک قسم کا کہانا ہے جو عصیدہ سے زیادہ رقیق (پتلا) ہوتا ہے اور اس کے کہانے کو قریش کے لوگ عار سمجہتے تھے جیسے بنی تمیم کہانے کی زیادہ حرص کو موجب عار سمجہتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ دودہ کی مشک کو بجاد مین لپیٹتے تھے اور بجاد اہل عرب مین عمدہ قسم کا کپڑا ہے۔ حکایت کے طور پر بیان کیا جاتا ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان جو امویون مین پہلے خلیفہ ہین بنی قریش مین سے احنف بن قیس کے ساتہ جو تمیمی تھا بطور مزاح (خوش طبع) کے کہا کہ بجاد مین جو چیز لپیٹی جاتی ہے وہ کیا ہے۔ اس سے معاویہ کی مراد شاعر کے اس قول سے تھی۔

اذا ما مات میت بنی تمیم — وسرک ان یعیش فجی بزاد

بلحم او بخبز او بتمر — او الشی الملفف فی البجاد[1]

احنف نے جواب دیا کہ ای امیر المومنین وہ سخینہ ہے۔ اس سے اس نے معاویہ کو خاموش کر دیا۔ پھر معاویہ نے پوچھا کہ بنی تمیم کس چیز کو عیب جانتے ہین۔ احنف نے اس چیز سے جواب دیا کہ جسکو اہل قریش عیب جانتے تھے۔

اہل عرب گرم شوربا کو بنت نارین کے نام سے موسوم کرتے ہین اور روٹی کو ابن حبتہ کہتے ہین ایک شاعر کہتا ہے۔

فی حبتہ القلب منی — زرعت حب ابن حبتہ[2]

چربی کو بوجہ سفید رنگ ہونے کے ملح کے نام سے موسوم کرتے ہین۔ اور بطور محاورہ اور کہاوت کے کہتے ہین "ملحت القدر" یعنی ہنڈیا چربی سے سفید ہو گئی۔ اور یہ اس وقت کہتے ہین جبکہ عورتین ہنڈیا مین چربی ڈالتی ہین۔ ابن فارس نے اسی محاورہ کی رو سے مسکین دارمی کے قول کی جو اس نے اپنی عورت کی نسبت کہا ہے یہ تفسیر کی ہے۔

لا تلمہا انہا من نسوۃ — ملحہا موضوعۃ فوق الرکب[3]

یعنی اسکی ہمت گھی اور چربی پر مقصور ہے۔ اس بیت کا دوسرا مصرعہ عربون کے اس قول سے جو مثالیہ طور پر کہا جاتا ہے ماخوذ ہے۔ اور وہ کہاوت یا محاورہ یہ ہے "ملحہ علی رکبتہ" میدانی کہتا ہے کہ یہ مثال اس شخص کیلئے دیجاتی ہے جو کسی بات پر جلد غصہ مین آتا ہے۔ اور وہ نہایت بدخلق ہوتا ہے کوئی ادنی چیز بھی اسکو پریشان کر دیتی ہے یعنی وہ ذرا سی بات پر خفا ہو جاتا ہے۔ جسطرح ملح یعنے چربی گھٹنے پر ہوتی ہے تو تھوڑی سی کم مقدار چیز بھی اسکو متفرق اور پریشان کر دیتی ہے اس مقام پر ایک اور محاورہ بھی ہے۔ یعنی "اللبن والملح والرضاع" ذود دھ اور چربی اور

---

[1] ترجمہ۔ جب تمیمون مین کوئی مرجاتا ہے تو تجھکو خوش معلوم ہوتا ہے کہ تو جیتا رہیگا اور تیرے سامنے توشہ گوشت اور روٹی اور کھجور کا لایا جائیگا یا اس چیز کا توشہ لایا جائے گا جو بجاد مین لپٹا ہوا ہو۔

[2] ترجمہ۔ مین نے اپنے سویدا ئے قلب مین ابن حبہ (روٹی) کی محبت کو بویا ہے۔

[3] ترجمہ۔ یعنی تو اسکو ملامت نہ کر کیونکہ وہ اون عورتون سے ہے کہ اس کی چربی گھٹنے پر رکھی رہتی ہے۔

رضاعت سے ہے یعنی وہ نہ حرمت کا لحاظ کرتا ہے اور نہ حق کی رعایت کرتا ہے۔
کھانون کی جو کنیتین ہین اور جنکو حریری نے اپنی کتاب مقامات کے مقامہ نصیبیہ مین ذکر کیا ہے یہہ ہے۔ ابو مالک اور ابو عمرہ بھوک کی کنیت ہے اور ابو جامع خوان یعنے دستر خوان کی کنیت ہی یعنے ایسا دستر خوان کہ اسپر کھانا چنا گیا ہو۔ ابو نعیم سفید روٹی کی کنیت ہے اور ابو حبیب بھونے ہوسے بکری کے بچہ کی کنیت ہے۔ اور ابو ثقیف سرکہ کی کنیت ہے ابو عون نمک کی کنیت ہے اور ابو جمیل ترکاری کی کنیت ہے ام القری سکباج یعنی سکنجبین کی کنیت ہے ام جابر ہریسہ کی کنیت ہے۔ ام الفرج جو ذابہ ایک قسم کی روٹی کی کنیت ہے۔ ابو زرین خبیص یعنے حلوے کو کہتے ہین۔ اور ابو العلا فالودہ کو کہتے ہین۔ ابو ایاس ہاتھ پوچھنے کے رومال کی کنیت ہے اور مرعفان طشت اور رچھا گل کو کہتے ہین۔ ابو السرۃ بخورات کو کہتے ہین یعنے عطر وغیرہ۔ بعض مولفات مین لکھا ہے کہ ابو الخصیب گوشت کی کنیت ہے اور ابو الغیاث اور ابو الحبان دستر خوان کی کنیت ہے۔ اور ابو المسافر پنیر کو کہتے ہین۔ ابو نافع سرکہ کا نام ہے اور ابو جابر روٹی کو کہتے ہین اور ابو عاصم سکباج یعنی سکنجبین کو کہتے ہین۔
یہ ظاہر ہے کہ یہ کنیتین مولدین[1] یعنے زمانہ حال کے لوگون کی وضع کی ہوئی ہین کیونکہ اہل عرب زمانہ جاہلیت مین ان اکثر اقسام کو نہین جانتے تھے بلکہ اون کے کھانے زیادہ تر گوشت سے ہوتے تھے جو پانی اور نمک وغیرہ ڈال کر پکائے جاتے تھے چنانچہ پہلے بھی اس کی طرف اشارہ کے طور پر بیان کر دیا گیا ہے۔ ابن خلدون کہتا ہے کہ صحابہ کے زمانہ مین بھی عربون کے ہان چھلنیان نہین ہوتی تہین وہ گیہون کو بھوسی سمیت کھاتے تھے۔ جب وہ فارس اور روم کے مالک ہوئے تو اون کے پاس ہرنون کے چمڑے لائے گئے تو اونہون نے اسکی نسبت خیال کیا کہ یہ وہ چیز ہے جسپر لکھا جاتا ہے یعنے اس کو کاغذ تصور کیا۔ جب وہ کسری کے خزانون مین گھسے تو اون کو کافور ملا جسکو وہ گوندھے ہوئے آٹے مین مثل نمک کے استعمال کرنے لگے۔ معاویہ کے زمانہ سے پیشتر اونہون نے غذا اور الوان مین کوئی نئی بات نہین پیدا کی تھی چونکہ معاویہ بہت کھانے والے تھے تو زیادہ کھانے والے کو اون سے مشابہت دیتے ہین اور کہتے آکل من معاویۃ یعنے معاویہ سے زیادہ کھانے والا۔ ایک شاعر کہتا ہے۔

---

[1] مولدین سے مراد زمانہ اسلام کے بعد کے علماء اور صاحب علم ہین۔ مترجم

وصاحب لی بطنہ کالہادیہ ۔۔۔ کان فی امعائہ معاویہ[1]

ایک دوسرا شاعر کہتا ہے۔

ومعدۃ ہاضمۃ للصخر ۔۔۔ کانما فی جوفہا ابن صخر[2]

اس بیت کے مصرعہ ثانی مین صخر کا جو نام ہے وہ معاویہ کے باپ ابوسفیان کا نام ہے اور زیادہ کہانے کی نسبت یہ مثالین دیجاتی ہین آکل من حوت ومن السوس ومن ضرس ومن الفیل ومن النار یعنی مچھلی سے اور سوس سے (جو ایک جانور کا نام ہے) اور ڈاڑہ سے اور ہاتی سے اور آگ سے زیادہ کہانے والا۔

زمانہ جاہلیت مین زیادہ کہانے کے باب مین لقمان العادی سے بہی مشابہت دیجاتی تھی۔ اہل عرب کا خیال ہے کہ وہ صبح کو ایک اونٹ کہاتا تھا اور شام کو ایک۔ بعض مولفین کا بیان ہے کہ یہ اہل عرب کا جہوٹ ہے۔ اور یہ جہوٹ بولنا اون کا طریقہ ہے کہ اس سے کوئی انکار نہین کرسکتا اور اس قسم کی باتین بہت سی ہین۔

اکثر کہانون کے نام جو اہل عرب ظہور اسلام سے پہلے استعمال کرتے تھے اور جو اب تک بہی مروج ہین وہ اہل فارس اور ترک کی لغت سے ماخوذ ہین چنانچہ سکباج جسکا اوپر ذکر ہوا کہ وہ اہل فارس کے ایک کہانے کی قسم ہے جو سکبا کا معرب ہے اور اس کے معنی اوس غذا کے ہین جسمین سرکہ پڑا ہوا ہو۔ عربون نے اسکی تعریف مین بہت مبالغہ کیا ہے باوجود اسکے کہ وہ گوشت کے شوربے اور سرکہ سے تیار کیا جاتا ہے اور کبہی اسمین زعفران بہی ڈالتے تھے اور اسکو سید المرق اور شیخ الاطعمہ اور زین الموائد بہی کہتے ہین۔ یعنی شوربا کا سردار اور کہانو نکا شیخ اور دسترخوان کی زینت اور عبداللہ بن طاہر کہتا ہے کہ اگر مجہہ کو کسی قسم کے کہانے کے پسند کرنے اور انتخاب کرنے کا اختیار دیا جائے تو مین دراجہ[3] کو پسند کرونگا۔ اس لیے کہ اگر مین اسکے سرکہ مین زیادتی کرون تو وہ سکباجہ ہوجاتا ہے اور اگر اسکے پانی مین زیادتی کرون تو وہ اسفیدباجہ[4]

---

[1] ترجمہ۔ میرا ایک دوست ہے کہ اسکا پیٹ مثل دوزخ کے ہے گویا کہ اسکی انتڑیون مین معاویہ ہے۔

[2] ترجمہ۔ معدہ پتہر کو ہضم کرنے والا ہے گویا کہ اسکے پیٹ مین ابن صخر ہے۔ صخر کے معنی تہر کے ہین۔

[3] دراجہ دراج کا مونث ہے یہ ایک خوب صورت پرند ہے اس کے پر رنگین ہوتے ہین کہا گیا ہے کہ اسکا گوشت دماغ مین فطنت یعنی تیزی پیدا کرتا ہے۔ مولف

[4] اسفیدباجہ شاید سفود سے مشتق ہے جس کے معنی باب زن یعنی سیخ کباب کے ہین۔ مولف

ہوجاتا ہے - اگر مین اسکو دوسری قسم کا کردون یا اُس کے سر اور پانون کو پاک کردون تو وہ مطجنہ ہوجاتا ہے -

فالوذج بھی حلوے کی ایک قسم ہے - جسکو عام لوگ بالوطہ کہتے ہین کہا جاتا ہے کہ عربون مین سب سے پہلے اس کو عبد اللہ بن جدعان نے استعمال کیا - اس نے نابغہ بنت حرملہ بن عنزہ ام عمرو بن العاص کو عرب کے بازار عکاظ مین خرید کیا تھا اور پھر اسکو عاص بن وائل ابو عمرو مذکور کو دیدیا - اصبہانی کہتا ہے کہ یہ عبد اللہ کسری کے پاس گیا تہا اور اس کے ہان فالودہ کہایا تو پوچہا کہ یہ کیا ہے اونہون نے کہا کہ فالوذ ہے پھر اس نے پوچہا کہ فالوذ کیا چیز ہوتی ہے تو انہون نے کہا کہ جو کے شیرہ کو شہد کے ساتھ ملا لیتے ہین - اس نے کہا کہ کسی غلام کو میرے پاس بہیجو کہ وہ میرے لیے فالوذ بنادے اونہون نے ایک غلام کو پیش کیا اور اس نے اسکو خرید کرلیا جب وہ مکہ مین آیا تو وہ غلام اس کے لیے فالوذ بنایا کرتا تھا -

لوذینج لوزینہ کا معرب ہے یہ بھی حلوے کی ایک قسم ہے جسمین لوز (مغزیات) اور شکر ڈالی جاتی ہے - اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ قطائف یعنی تہ بتہ کپڑے کے مثل ہوتا ہے جسکو مغزیات کے روغن سے ملاتے ہین اور اسکو بطور سالن کے استعمال کرتے ہین -

جوزابہ کوزاب کا معرب ہے - جو شکر اور چانول اور جوز (جائے پہل) اور گوشت سے بنایا جاتا ہے -

ان کے سوائے اور مشہور اور مروج کہانے ہین جیسے کباب اور کوفتہ (کوفتہ) شمشرگ رشتہ - لخنہ - قیلمہ - چادرما - بیرق - قیما - اسیطرح ہر ایک قسم کا کہانا جو عجمی ہونے پر دلالت کرتا ہے وہ عربون کا ایجاد اور بنایا ہوا نہین ہے بخلاف مہلبیتہ کہ یہ وزیر مہلبی کا ترتیب دیا ہوا ہے اور رشیدیہ بھی ایک قسم کا حلوا ہے مثل مہلبیہ کے جو کہ ہارون رشید کے طرف منسوب ہے - اور مامونیہ جو مامون کی طرف منسوب ہے اور متوکلیہ جو متوکل عباسی کی طرف منسوب ہے -

اور قدر الابراہیمیہ ابراہیم بن عباس صولی کی طرف لیکن اصابع زینب (جو ایک قسم کی بخت ہے) بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اہل بغداد کا ایجاد ہے -

جب خلفائے عباسیہ کے زمانہ مین عربون مین بڑے بڑے صاحب کمال لوگ پیدا ہوئے تو اونہون نے کہانون کی اقسام مین بحث کی اور اسمین کتابین لکہین از انجملہ ابو الحسن بن یحیے بن ابو منصور منجم ہے جو خلیفہ متوکل کا جلیس اور مصاحب تہا اور اس سے قبل وہ فتح بن خاقان کے

پاس تھا یہ شخص بڑا مغنی تھا یعنے فن موسیقی مین بڑا دخل رکھتا تھا اسکی اور چند مولفات ہین من جملہ اون کتابون کے متقدمین اور اسلامیین شاعرون کے متعلق ایک کتاب ہے اسحق بن ابراہیم موصلی کے حالات مین بھی ایک کتاب لکھی ہے ابوالحسن نے موسیقی کو اسحق بن ابراہیم سے سیکھا تھا ان کے سوا اور کتابین بھی ہین چنانچہ کھانا پکانے کے باب مین ایک کتاب لکھی ہے سنہ ۲۷۵ھ م سنہ ۸۸۹ء مین بمقام سر من رائے اسکی وفات ہوئی اور انہین مصنفین مین سے امیر مختار عزالملک مصنف تاریخ مشہور ہے جو ملک مصر کے باب مین ہے اور یہ شخص مسبحی کے نام سے معروف ہے اس نے کھانون اور سالنون کے باب مین ایک کتاب لکھی ہے سنہ ۴۲۰ھ م سنہ ۱۰۲۹ء مین اسکی وفات ہوئی۔

اہل عرب جو دعوتین دیتے اور جو کھانے پکاتے تھے اون کو باعتبار ظروف اور دواعی (مواقع) کے جدا جدا نامون سے موسوم کرتے تھے۔ ان اقسام مین سے خرس اوس طعام کو کہتے ہین جو نفسا (یعنی زچاؤن) کے لیے پکایا جاتا ہے اسی سے یہ مثال ہے "تخرسی یا نفس لا مخرسۃ لک" یعنے ای نفس تو اپنے لیے خرس تیار کر کیونکہ تیرے لیے کوئی خرس یعنے زچا کا کھانا پکانے والی نہین ہے۔ (اس جملہ کو جو ضرب المثل ہو گیا ہے) ایک عورت نے کہا تھا جبکہ اسکی زچگی ہوئی تھی اور اسوقت اس کے کام کاج کا اہتمام کرنے والا کوئی نہ تھا۔ اب یہ مثال اوس شخص کے لیے دیجاتی ہے جو اپنی ذات سے اپنے خانگی کامون کو سرانجام دیتا ہے اور اس کے لیے دوسرا شخص نہین ہوتا۔ عقیقہ اوس طعام کو کہتے ہین جو طفل نوزائیدہ کے لیے پکایا جاتا ہے اور اعذار وہ طعام ہے جو ختنہ کی تقریب مین پکایا جاتا ہے ملاک اوس طعام کو کہتے ہین جو خطبہ کے لیے تیار کیا جاتا ہے اور ولیمہ اوس طعام کو کہتے ہین جو نکاح (شادی) کے لیے تیار کیا جاتا ہے اور وضیمہ وہ طعام ہے جو کسی کے مرنے پر پکایا جاتا ہے۔ وکیرہ وہ طعام ہے جو مکان کی تعمیر کے وقت پکایا جاتا ہے۔ عتیرہ اوس طعام کا نام ہے جو ہلال رجب کے وقت پکایا جاتا ہے۔ تحفہ اوس طعام کا نام ہے جو ملاقاتی کے لیے تیار کیا جاتا ہے اور شندخ اوس طعام کو کہتے ہین جو گم شدہ (مفقود الخبر) کے مل جانے پر پکایا جاتا ہے۔ نقیعہ وہ طعام جو کسی آنے والے مسافر کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔ قری وہ طعام جو مہمان کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔ مادبہ وہ طعام جو بغیر کسی سبب کے تیار کیا جاتا ہے۔ جفلی یا اجفلی عام ضیافت کے کھانے کو کہتے ہین۔ نقری خاص ایک شخص کی ضیافت کے کھانے کو کہتے ہین اور اسلام مین حذاق اوس طعام کو کہتے ہین جو حافظ قرآن کی دعوت کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے قری کا طریقہ دعوت کا طعام جس نے جاری کیا وہ حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ ہین اور سب سے پہلے جس نے اپنے پڑوسیون کو اسلام مین افطار کرایا وہ عبداللہ بن عباس ہین اور نیز انہون نے سب سے پہلے راستون پر دسترخوان بچھا کر کہلایا۔

ایک مرتبہ کے کہانے کو جسکا وزن تیس درہم کے برابر ہو بزمہ کہتے ہین کم مقدار کہانے کو بسیس کہتے ہین۔ دسترخوان پر جو کہانا بچ رہتا ہے اسکو خشار کہتے ہین۔ اور نیز دسترخوان پر جو کہانا بچ رہتا ہے اور اسمین خیر نہین ہوتی اسکو خشارہ کہتے ہین۔ کہانے یا سالن سے برتن مین یا خاصکر قصعہ مین جو بچ رہتا ہے اسکو ترتم کہتے ہین۔ ایک شاعر کہتا ہے۔

الا تحسبن طعام قیس بالقنا وثرا بهم بالبیض حشو الترتم [1]

سلفہ اور لہنہ وہ طعام جو قبل غذا کے کہایا جاتا ہے یعنی ناشتہ کا کہانا۔ عجالہ وہ طعام جو جلدی سے قبل معمولی اور وقت کے طعام کے پکایا جاتا ہے۔ سحور فجر کا کہانا۔ فطور صبح کا کہانا۔ غداء ظہر کے وقت کا طعام۔ عشاء شام کا کہانا۔ زاد سفر کا طعام۔ جائزہ وہ طعام جو مہمان کو بعد اکرام کے دیا جاتا ہے تین دن کے لیے۔ پس اُس کے لیے ایک رات دن کی مسافت کے لیے کہانا دینا جائز ہے۔ اور یہ حدیث اسی سے ہے الضیافۃ ثلاثۃ وجائزتہ یوم ولیلۃ ضیافت تین دن کے لیے ہے اور اسکا جائزہ ایک دن اور رات کے لیے۔

زمانہ جاہلیت مین عربون کے نزدیک کہانے کے برتنون کے یہ نام تھے۔ وسیعہ۔ جفنہ قصعہ۔ صحفہ۔ میکلہ۔ فیحۃ۔ فیحہ۔ وہ ظرف ہے جو ایک آدمی کے لیے کافی ہو یعنی اسمین ایک آدمی کا کہانا سما سکے وسیعہ سب سے بڑے ظرف کا نام ہے جو دس آدمیون کے لیے کافی ہو سکے یعنی اُس کا کہانا دس آدمیون کے لیے کافی ہو۔ وسیعہ اور فیحہ کے درمیان جو نام ہین وہ درجہ بدرجہ ایک دوسرے سے چہوٹے ہین محیط المحیط مین لکھا ہے کہ جفنۃ اور قصعہ ایک ہی ظرف کا نام ہے۔ عربون نے کہا ہے کہ بڑے قصعہ (پیالہ) کو جفنہ کہتے ہین اس کے بعد قصعہ ہے جو دس آدمیون کا پیٹ بہر دے۔ اس کے بعد صحفہ ہے جو پانچ آدمیون کا پیٹ بہر دے پہر میکلہ ہے جو دو یا تین آدمیون کا پیٹ بہر دے۔ پہر صحیفہ ہے جو ایک آدمی کو کافی ہوتا ہے۔

---

[1] یہ شعر اسطرح ہے۔ لاتحسبن طعان قیس بالقنا وضرابهم بالبیض حسو الترتم
اس کا ترجمہ یہ ہو قیس کی نیزہ زنی اور تلوار کے خود پر مارنے کو ترتم کے پینے اور چاٹنے کی طرح مت سمجھو۔

لیکن پانی پینے کے برتنوں میں تین بڑے ظرف کو کہتے ہیں جس سے بیس آدمی سیراب ہو سکیں اسی کے قریب قریب صحن ہے ۔ عس اس ظرف کو کہتے ہیں جو تین یا چار آدمیوں کو سیراب کر دے اسکے بعد قدح ہے جس سے دو آدمی سیراب ہوتے ہیں اس کے بعد قعب ہے جو ایک آدمی کو سیراب کرتا ہے اس سے چھوٹے پیالہ کا نام غمر ہے ۔

اہل عرب خوان پر کہاتے تھے اور خوان کے معنی مائدہ کے ہیں یعنے دستر خوان قبل اس کے کہ اسپر طعام رکہا جائے ۔ پہر خوان کا لفظ مطلقاً استعمال ہونے لگا ۔ دستر خوان کے خدام کو نُدل کہتے ہیں اور طباخ (باورچی) کو طاہی کہتے ہیں اور طاہی طہو سے مشتق ہے جس کے معنی پکانے کے ہیں جو شخص ہر روز ایک نئے قسم کا کہانا کہاتا ہے اسکو رزام کہتے ہیں ۔ کہانے کے وقت جو شخص اسکے آداب نہ جانتا ہو اُس کو ناعظ کہتے ہیں ۔ جو اسطرح پیٹ بہر کر کہائے کہ کہانا اگر معلوم ہونے لگے اسکو سنق کہتے ہیں ۔ وہ شخص جو اپنے سید ہے ہاتھ کو خوان پر اسطرح سے رکھے کہ دوسرا کوئی چیز نہ لے سکے تو اسکو جردبان کہتے ہیں اور یہ فارسی لفظ کا معرب ہے جو گردمان ہے یعنی روٹی کا محافظ ہی جروب اور جرذم ماضی کا صیغہ اسی سے ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ کہانا اسطرح سے کہایا کہ برتن میں کچھہ نچہوڑا افراء کہتا ہی ۔

اذا ماکنت فی قوم شہادی فلا تجعل شمالک جردبانا[1]

کہانے اور پینے کی بلانے کی آواز کو جی کہتے ہیں ۔ ایک شاعر کہتا ہے ۔

وما کان علی الہجی ولا الہئی امتداحیکا[2]

ابو عمرو کہتا ہے کہ ہجی کہانے کو بلانے کی آواز کو کہتے ہیں اور جئی پانی پینے کو بلانے کی آواز کو کہتے ہیں سامنے کے دانتوں سے کہانے کو قضم کہتے ہیں ۔ کہانے پر مثل طفیلی کے جو شخص آتا ہے اسکو وارش کہتے ہیں اور پانی پر جو شخص طفیلی کے طور پر آتا ہے اسکو واغل کہتے ہیں ۔ حضر وہ شخص ہی جو لوگوں کے عین کہانے کے وقت آیا کرتا ہے ۔ اور نیز حضر اس شخص کو بھی کہتے ہیں جو لوگوں کے کہانے پینے کے وقت آتا ہے بہت کہانے والے کو جراف کہتے ہیں جو شخص تہوڑے عرصہ میں بہوکا ہوتا ہے

---

[1] ترجمہ ۔ جب تجہ کو کبھی حریص اور زیادہ کہانے والے قوم میں کہانے کا اتفاق ہو تو اپنے سیدہے ہاتھ کو جردبان نہ بنا ۔

[2] ترجمہ ۔ تیری مدح سرائی صرف کہانے پینے پر نہیں ہے ۔

اسکو بلع کہتے ہین ۔ مولدین یعنی متاخرین کا طفیلی اور متطفل کہنا وہ طفیل بن زلال الدارمی کی طرف نسبت ہی یہ شخص کوفی تھا اور ہر ایک دعوت مین بغیر بلاوے کے آتا تھا اسی بنا پر اُس کو طفیل الاعراس یعنی شادیون کا طفیلی کہنے لگے حتی کہ اس باب مین یہ شخص ضرب المثل ہوگیا بعض طفیلین کا قول ہے ۔

نحن قوم اذا دعینا اجبنا ومتی نسینا یدعنا التطفیل

ونقل علناً دعینا فغبنا واتانا فلم یجدنا الرسول [1]

مولدین نے کہانے کو بری طرح سے کہانے کے عیوب کو ایک ایک نام سے موسوم کیا ہے تشاوف وہ شخص ہے جو کہانے سے فارغ ہونے سے قبل رجوع کرے اور جب اسکو دیکھا جاتا ہے تو وہ دروازہ کے کنارہ کھڑا ہوتا ہے اور جو چیز مکان مین داخل ہوتی ہے اس کو وہ طعام خیال کرتا ہی۔ عداد وہ شخص ہے جو مارے حرص کے دوسرون کے گوشت کی بوٹیون کو انگلیون پر شمار کرتا رہتا ہی یہان تک کہ وہ اپنی ذات کو بھی بھول جاتا ہی۔

جراف وہ ہے جو نوالون کو رکابی کے ایک جانب مین جمع کرتا ہے اور پھر اون کو دوسری طرف ہٹا دیتا ہے ۔ رشاف وہ ہے جو نوالہ کو منہ مین اسطرح سے چوستا اور چباتا ہے کہ پاس والون کو اسکی آواز آتی ہے اور اس سے وہ لذت پاتا ہے ۔

نقاص وہ شخص ہے جو نوالہ کو منہ مین ڈالتا ہے اور انگلیون کو رکابی کے کنارہ سے صاف کرتا ہی قراض وہ شخص ہے جو نوالہ کو دانتون سے توڑکر خوب صورت بناتا ہے اس کے بعد وہ سالن لگاکر کہاتا ہے۔

بہات وہ ہے جو کہانے والون کو مبہوت آدمی کی طرح دیکہتا ہے اور گوشت کو لوگون کے سامنے سے لے لیتا ہے ۔

لتات وہ ہے جو لقمہ کو اپنے انگلیون کے کنارون سے بناتا ہے اور پھر اسمین سالن ملاتا ہی۔

عوام وہ ہے جو اپنے ہاتھ کو دائین بائین پھیرتا رہتا ہے بوٹیون کو لینے کے لیے ۔

قسام وہ ہے جو نصف لقمہ کہاتا ہے اور باقی کو منہ سے نکال کر کہانے مین ڈالتا ہے ۔

---

[1] ترجمہ ۔ ہم اُس قوم کے لوگ ہین جب ہمین دعوت دیجاتی ہے تو ہم قبول کرکے آتے ہین اور جب ہم بھولے جاتے ہین تو ہمین تطفیل بلاتا ہے ۔ اور اگر علانیہ طور پر ہم بلائے جاتے ہین تو ہم غائب ہوجاتے ہین اور جب بلانے والا ہمارے پاس آتا ہے تو وہ ہمین نہین پاتا ۔

مخلل وہ ہے جو دانتون مین ناخنون سے خلال کرتا ہے۔
مزبد وہ ہے جو اپنے ساتھ کہانا لیجاتا ہے۔
مرنخ وہ ہے جو لقمہ کو سالن مین ملاتا ہے اور دوسرا نوالہ ابھی چبایا بھی نہین گیا کہ دوسرے کو ملاتا اور نرم کرتا ہے۔
منقش وہ ہے جو گوشت کو انگلیون سے توڑتا ہے۔
مرشش وہ ہے جو پکی ہوئی مرغی کو بے احتیاطی سے توڑتا ہے جس سے دوسرے کہانیوالون پر چھینٹین آڑتی ہین۔
منشف وہ ہے جو انگلیون کی چکنائی کو نوالہ سے ملاکر چوستا ہے پہر کہاتا ہے۔
ملبب وہ ہے جو کہانے مین کاڑی کچھ ملا دیتا ہے۔
صیاغ وہ ہے جو کہانے کو ایک رکابی سے دوسری رکابی مین اس غرض سے ڈالتا ہے کہ وہ ٹھنڈا ہوجائے۔
نقاخ وہ ہے جو کہانے مین منہ سے پہونکے۔
حامی وہ ہے جو گوشت کو اپنے سامنے کرلیتا ہے اور دوسرے کہانے والون سے اُسکی حفاظت کرتا ہے۔
مجنح وہ ہے جو اپنے بازؤن سے کہانے والون مین گہس کر بیٹھتا ہے جس سے لوگ سمٹ کر اور دب کر بیٹھ جاتے ہین پہر اُسکو کہانے مین دشواری نہین ہوتی۔
شطرنجی وہ ہے جو ایک رکابی اٹھاکر دوسری اُسکے مقام پر رکھ دیتے ہین۔
مہندس وہ ہے جو رکابیون کے رکھنے والون سے یہ کہتا ہے کہ اسکو یہان اور اُسکو وہان رکھو یہان تک کہ اپنے سامنے وہ رکابی رکھوا لیتا ہے جسکو وہ تاک رکھتا ہے۔
متمنی وہ شخص ہے جو کہانے سے فارغ ہونے کے بعد صاحب خانہ (میزبان) سے کہتا ہو کہ اگر دیگ مین کچھ کہانا بچ رہا ہو تو لوگون کو کہلادو کیونکہ بعض لوگ نہین کہائے ہین۔
قبل کہانا کہانے کے ہاتھ کا دہونا اسلام مین (طریقہ) سنت ہے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اہل عرب نہ صرف زمانہ جاہلیت مین بلکہ صدر (ابتدائے) اسلام مین بھی اسکا اعتبار نہین کرتے تھے جیسا کہ بعد کہانے کے ہاتھ کا دہونا واجب ہے۔ بلکہ وہ ہاتھون کو مولشی کی پیٹھ سے پونچھ دیتے تھے یا کپڑون سے یا اور کسی چیز سے مثلاً مٹی وغیرہ سے۔ اون کے نزدیک اصل طہارت پانی سے ہوتی ہے لیکن صابون

جس سے دہنیت کا مادہ نکل جاتا ہے صفائی مین اسکا بہت کم اعتبار کیا جاتا ہے گرم یعنے جلتی ہوئی غذا ادن مین جیسے گوشت یا پکی ہوئی مرغی کے گوشت کے توڑنے کے وقت وہ اسباب پر مجبور تھے کہ حرارت سے بچنے کے لیے رومال وغیرہ سے پکڑکر توڑین تاکہ ادن کے ہاتھون کو حرارت کا اثر نہ پہونچے اصمعی بطور حکایت بیان کرتا ہے کہ سلیمان بن عبد الملک جو اموی خلیفہ تھا کہانے پر بڑا حریص تھا چنانچہ اسکی حرص کا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ جب اس کے پاس مرغ کو سیخ پر کباب کرکے لایا جاتا تھا تو وہ رومال لانے یا پنکہا جہل کر ٹھنڈا کرنے تک صبر نہین کرتا تھا بلکہ اپنی آستین سے پکڑکر اسکو توڑتا اور کہانے لگتا تھا۔ خلیفہ ہارون رشید سلیمان مذکور کے جبہ پر دہنیت کے جو آثار (دہبے) سنتا تھا اسکو اچہا سمجہتا تھا لیکن اسلام مین ہاتھون کا دہونا قبل طعام اور بعد طعام ضروری سمجہا گیا ہی جس کے بغیر علاج نہین چنانچہ بعض مہمانون مین یہ بڑا عیب ہوتا ہے کہ بعد کہانے کے ہاتھ دہونے کے وقت باتین کرتے کہڑے رہتے ہین اور خدمت گار رچہا گل لیکر کہڑا ہوتا ہے اور دوسرے ادن کا انتظار کرتے ہین۔

اسلام نے بازار مین کہانے کو منع کیا کیونکہ یہ فعل دنائت کا ہے۔ اور کہڑے ہوکر کہانے پینے کو اور کہانے مین اور پانی مین پہونکنے کو بہی منع کیا ہے۔ اور نیز گرم (یعنی جلتی ہوئی) غذا کے کہانے سے منع کیا ہے۔ اور اسلام نے یہ بہی بتایا ہے کہ دسترخوان پر جو کہانا گر پڑتا ہے اسکے کہانے مین ثواب ہے اور مسلمان اسباب سے باز رکہے گئے ہین کہ کہانے کے وقت اپنے مسلمان بہائی کے لقمہ کو نہ دیکہین۔ اور زیادہ کہانے سے بہی ممنوع ہین کیونکہ زیادہ کہانے سے انسان کا دل سیاہ ہو جاتا ہے یعنی سستی پیدا ہوتی ہے۔ اور اسلام مین سنت ہے ہاتھ سے کہانا اور بوقت کہانے کے ہونٹون کو بند کرنا واجب ہے اور یہ بہی ضرور ہے کہ کہانے کے وقت دائین بائین نہ دیکہین۔ اور چہری کانٹے سے بہی لقمہ منہ مین نہ ڈالے اور اپنے سے زیادہ بزرگ آدمی سے بلند مقام پر بہی نہ بیٹھنا چاہیے اور پاک اور ستہری جگہون پر نہ تہوکنا چاہیے اسلام مین یہ بہی بتایا گیا ہے کہ صبح کی غذا اول وقت یعنی بہت صبح کو کہائی جائے۔ چنانچہ مثلاً کہا جاتا ہے کہ "خیر الغداء بواکرہ و خیر العشاء سوافرہ" بعض مولفات مین بجائے سوافرہ کے بواصرہ کا لفظ آیا ہے جس کے معنی یہ ہین کہ کہانا اچہی طرح سے نظر آئے زیادہ اندہیرا نہ ہونے پائے۔ پس مثال مذکور کے معنی یہ ہین کہ صبح کا بہترین کہانا اول وقت یعنے اول فجر کا ہے اور شام کا بہترین کہانا روشنی کے وقت کا ہے۔

عربون کا طبیب حارث بن کلدہ جو زمانہ جاہلیت مین تھا یہ کہتا تھا کہ جب تم صبح کو کہانا کہاؤ تو تہوڑی دیر سوار ہوا ور جب شام کا کہانا کہاؤ تو کم سے کم چالیس قدم ٹہلا کرو۔

اسلام مین یہ بھی ممنوع ہے کہ کہانے کو برا نہ کہنا چاہیے اگر پسند ہو تو کہا لینا چاہیے ورنہ نہ کہاءین کہانے کے وقت دل لگی کی باتین جایز ہین مہمانون کا زیادہ کہانا بھی داخل عیب ہے ہان جب وہ بدوی (گانون کا رہنے والا) ہو تو معیوب نہین کیونکہ یہ اونکی عادت ہے - اور نیز رکابی اور کٹورے کو پلٹ کر کہانا اور سالن یا حلوے وغیرہ ڈالنے کے لیے اپنے ساتھ تھیلی رکہنا منع ہے اور چھوٹے بچون کو اپنے ساتھ رکہنا جو واپسی کے وقت کوئی چیز اپنے نام سے مانگے اور رووے اپنے ساتھ رکہنا بھی منع ہے۔

عرب کی ایک عورت نے اپنے شوہر سے یہ کہی کہ "ان اکل لف وان شرب اشتف" یعنے جب کہاتا ہے تو ایک چیز کو دوسری چیز سے ملا لیتا ہے اور اگر پیتا ہے تو ہوٹنون کو دبا کر پیتا ہے اور کچھ باقی نہین رہنے دیتا یعنے کہانے پینے کی کوئی چیز چھوڑتا نہین بالکل کہا پی لیتا ہے کچھ نہین بچاتا۔ یہ قول اسکا ضرب المثل ہوگیا۔

اہل عرب جو ڈیرون مین رہنے والے ہین اونکی عادت ہے کہ مہمانون کی بڑی خاطرداری کرتے ہین جب کوئی آدمی اون کے پاس جاتا ہے تو وہ اسکی بڑی خدمت اور خاطرداری کرتے ہین اور جب کسی کے ہان کہانا کہا لیتا ہے تو مہمان اوس کے ظل حمایت مین آجاتا ہے اور اس کے امن مین ہوجاتا ہے اور اس کے ساتھ پھر دہوکہ کا فعل نہین کیا جاتا۔ کہا جاتا ہے کہ جب کوئی مسافر عربون کے مشائخ کے ساتھ کہاتا ہے تو یہ شیخ حاجت اور ضرورت کے وقت بقدر امکان اسکی حمایت کرتا ہے بعض مقامات مین انہون نے مسافرخانے تیار رکھے ہین جسمین مسافر اترتے اور کہاتے پیتے ہین اور یہ نہین معلوم ہوتا کہ میزبان کون ہے بعض لوگ بیان کرتے ہین کہ بدوی لوگون کے پاس جب کوئی مسافر اترتا ہے تو وہ خاص اسی کے لیے بکری وغیرہ ذبح کرتے ہین اور اس کے پانون دہوتے ہین اور اس کے ساتھ روٹی اور نمک ملا کر بانٹ لیتے ہین اور وہ جب تک کہ اون کے پاس رہتا ہے امن اور حفاظت مین رہتا ہے گو کہ وہ باہر جنگلون مین مسافرون کو مارتے اور انکا سامان اور کپڑے لوٹ لیتے ہین اور اون کے چلانے اور رونے پیٹنے پر اونکا دل نہین پسیجتا لیکن جب آدمی اون کے پاس چلا جاتا ہے تو اون پر بقدر اپنی استطاعت کے اسکی خاطرداری اور کہلانا پلانا واجب ہوجاتا ہے۔

زمانہ جاہلیت مین بنی غسان مہمانون کی خاطرداری مین بڑے مشہور تھے اور اسبات مین اُنکی مثال دیجاتی ہے اور کہا جاتا ہے اقرمن بنی غسان یعنے بنی غسان سے زیادہ مہمان کی خاطرداری کرنے والا۔ زمانہ جاہلیت مین یہ بھی ایک عادت تھی کہ جب کوئی مہمان اون کے پاس آتا تو اُسکی سواری کو اور سامان کو اپنی سواریون اور سامان مین ملا لیتے تھے صرف مہمان کے پاس اُس کے ہتیار باقی رہتے تھے اور وہ بھی اس خوف سے کہ رات کو وہ لوٹ نہ لین۔ اسی واسطے مرة بن محکان اپنی عورت کو مخاطب کرکے کہتا ہے کہ۔

یا ربة الدار قومی غیر صاغرة ضمی الیک رحال القوم والقربا[۱]

قرب سے مراد ہتیار ہین کیونکہ مہمان امن مین ہین اور وہ لوٹے نہین جاتے اور اون کو ہتیارون کی حاجت نہین رہتی ہے لیکن بلاد اسلام مین یہ طریقہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی کو مہمان کرتا ہے تو اُسکا ادب یہ ہے کہ وہ مہمانون کی خدمت اور مدارت کرتا ہے اور اپنی استطاعت اور کشادہ روئی ظاہر کرتا ہے۔ اور کہتے ہین کہ پوری ضیافت ایک مرتبہ مین یہ ہے کہ اس کے ساتھ طلاقت یعنی چرب زبانی سے کہانے کے وقت لمبی چوڑی باتین کرین یعنی غپ شپ اڑائین عاصم بن وائل کہتا ہے۔

وانا لنقری الضیف قبل نزولہ ولنشبعہ بالبشر من وجہ ضاحک[۲]

میزبان پر یہ بھی واجب ہے کہ مہمان کی سواری کے جانور کی قبل مہمان کی خبرگیری کے دانہ چارہ کی خبرگیری کرے اور مہمان سے ایسی باتین کرے جن کی طرف اسے رغبت ہو اور اُس سے قبل سونا ہی نہین چاہیے اور مہمانون کے سامنے زمانہ کی شکایت بھی نہ کرنی چاہیے اور اور اون کے آنے سے خوش ہووے اور ایسی باتین بھی نہ کرے کہ جس سے مہمانون کو کسی قسم کا خوف ہو اور اپنے بچون اور آدمیون کو حکم دے کہ مہمانون کی جوتیان حفاظت سے رکھے اور بچون کو اونکی ضروری حاجات کی سربراہی بھی کرنے کی تاکید کرے۔ اور حاجب کو منع کردے

---

[۱] ترجمہ۔ اے میری گہر کی مالکہ اٹھ ایسے حال مین کہ تو عزت اور حرمت کرنے والی ہو میرے مہمانون کی اون کے کجاوے اور اون کے ہتیار حفاظت سے رکھ۔

[۲] ترجمہ۔ ہم مہمان کی خاطرداری اور اُسکی خدمت اُس کے اُترنے سے قبل کرتے ہین اور نہایت انبساط اور خوشی سے اونکی مشایعت کرتے ہین۔

کہ مہمان کے دروازہ پر بوقت اونکے کہانا کہانے کے دروازہ پر نہ کہڑے رہے - اور نیز مہمانون کے ساتھ رات کو جگنا چاہیے اور اوس کے ساتھ دل لگی کی نقل وحکایات بیان کرے - اور اون کو بیت الخلاء (پاخانہ) بتا دینا چاہیے اور اون کی روانگی کے وقت مکان کے دروازہ تک اونکی مشایعت کرنا چاہیے -

حاجب سے مراد جسکا بیان اوپر ذکر ہوا دربان ہے کیونکہ مسلمانون کی یہ عادت ہے کہ اون کے گہرون مین بغیر اذن حاصل کرنے کے نہ کوئی قرابت دار آسکتا ہے نہ مسافر - اگر ملاقاتی غیر مشہور ہو تو حاجب مالک مکان کو اوس کے نام سے واقف کر دیتا ہے اور اوس سے اجازت طلب کرتا ہے کہ اگر آپ کہین تو وہ اندر آسکے - اگر مالک مکان راضی نہ ہوا تو حاجب اگر اوس سے ایسا عذر کر دیتا ہے کہ وہ راضی ہو جائے یا اگر وہ اجازت دیتا ہے کہ ادخل علی الرحب والسعۃ یا اہلاً وسہلاً یا تفضل یعنے داخل ہو خوشی اور کشادگی کے ساتھ یا آ خیر خوبی سے یا فضیلت کر ہم پر - کتب لغت مین لکہا ہے کہ اہلاً وسہلاً باعتبار مفعولیت کے منصوب ہے یعنی پایا تو نے در آنحالیکہ اہل ہے نہ غریب اور مسافر اور تو سہل اور آسان طریقہ سے آیا ہے نہ سختی سے اور سہلاً کے معنی ترحیب کے ہین یعنے خوشی اور کشادگی کے ہین -

مہمانون پر جو امور اسی قبیل کے واجب ہین ان مین یہ ہین کہ میزبان کی موافقت کرنا کہانے مین اوس چیز کے جو اسکے سامنے لائی جائے - اور پیٹ بہرا ہونے کا عذر نہ کرے بلکہ جسطرح ہو سکے اوس قدر کہایا جائے کہانا چاہیے - صاحب مکان سے اوس کے مکان کی چیزون کے حالات نہ دریافت کرے البتہ قبلہ کی سمت پوچھ لینا ضرور ہے کیونکہ نماز کے واسطے یہ ضروری امر ہے اور پاخانہ کا مقام بہی دریافت کر لینا چاہیے اور میزبان کو ہاتھ دہونے اور اشارہ سے کسی چیز کے منگانے کو بہی منع نہ کرنا چاہیے ان کے حریم (یعنے پردہ نشین عورتون) کے رہنے کی جگہ سے مطلع ہونے کی کوشش نہ کرے - یقیناً مہمانون مین یہ امر موجب عیب خیال کیا جاتا ہے کہ بیہودہ زیادہ باتین نہ کرے جو بہت لمبی چوڑی ہون جیسا کہ بعض شریر لوگ بلند آواز سے داونکے گہر کی عورتون کو آواز سنانے کی غرض سے میزبانون کے حالات اور اون کے خانہ داری کی اسباب دریافت کرتے ہین -

یہ بہی کہا جاتا ہے کہ اپنے دوست کے گہر جاکر جبکہ وہ حاضر نہ رہے کہانے پینے مین مضایقہ نہین ہے کیونکہ یہ امر موجب خیر سمجہا جاتا ہے چنانچہ وہ اپنے شہرون مین نشست کے لیے چبوترہ وغیرہ بناتے ہین اسی غرض کے لیے -

# فصل چہارم

## تحیۃ یعنی سلام کے آداب اور مخاطبات سے یعنے باہمی گفتگو کے اقسام کا بیان

**ندا کا بیان** یعنی وہ آواز جس سے کسی کو بلاتے ہین یا پکارتے ہین۔ لغت عربی مین الف کا حرف قریب والے کو بلانے اور پکارنے کے لیے ہے چنانچہ "ازید" یعنے ای زید جو نزدیک ہوا ور نیز ازید مین جو الف ہے وہ استفہام کے لیے بھی ہوسکتا ہے۔ اونکی یہ بھی عادت ہے کہ منادی شخص مطلوب، کو ایک صفت سے موصوف کرکے کہتے ہین چنانچہ زمانہ جاہلیت مین کوئی شخص اگر ایسے شخص کو پکارنا چاہتا جسکا نام مجہول ہو یا اسکے ساتھ ایک خاص ملاطفت ہو تو اس طرح سے پکارتا تھا۔ "یا وجہ العرب" "یا اخا العرب" "یا اخاطی" جبکہ شخص منادی قبیلہ طی سے ہوتا تھا یا "یا عبس" جبکہ وہ قبیلہ عبس سے ہوتا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسبت اوس کے نزدیک ثابت ہوگئی ہے اور ایسا پکارنا ایک فخر کا سبب تھا۔ یا جو شخص معروف ہوتا تھا تو اسکو اسکی کنیت سے پکارتے تھے اس سے اسکی تعظیم اور قدر دانی کا اندازہ ہوتا تھا چنانچہ کہا جاتا تھا "یا ابا الفوارس" (سواروں کے باپ) یا "یا حامیۃ القبیلۃ الفلانیۃ" (یعنے ای فلان قبیلہ کے حامی) یا جو شخص اپنے سے زیادہ مرتبہ والا ہوتا تھا اسکو "یا مولائے" یا "یا سیدی" کہکر پکارتے تھے یعنی ای میرے مولا اور ای میرے سید اور شخص منادی یہ سنکر لبیک اور سعدیک کہتا تھا لبیک کے معنی یہ ہین کہ مین تیرے خدمت اور اطاعت مین حاضر اور مقیم ہون۔ اور تیرے ساتھ خلوص رکھتا ہون۔ لیکن سعدیک کے معنی یہ ہین کہ سعادت پر سعادت ہے اسی لیے عربون کے لیے ضرور ہے کہ ان کے نامون کے ساتھ اون کے القاب اور کنیتین ملاکر کہین۔

**القاب کا بیان** اسکی تین قسمین۔ شرافت کا لقب۔ تعریف کا لقب۔ سخافت یعنے برائی کا لقب۔ سخافت کا لقب اسلام مین ممنوع ہے۔ اور کبھی لقب بطور نام کے قرار دیا جاتا ہے اور اس مین کسی قسم کی اہانت کا خیال نہین ہوتا۔ اور ایسے لقب سے جسمین اہانت ہو کسی چیز کی تعبیر نہین کیجاتی یعنی اوس چیز کو ایسے مکروہ لقب سے ملقب نہین کرتے اور اصطلاح اہل عرب مین یہ ایک نام ہے جو مدح اور مذمت کی طرف اشعار (ایما) کرتا ہے باعتبار اس کے اصلی معنی کے۔ اسی واسطے بعض

ایسے نام پائے جاتے ہین جو بلیغ ہیں جیسے حارث اور ہمام دجن کے معنی شیر اور مرد بزرگ کے ہین ) اور بعض نام ایسے بھی پائے جاتے ہین جو قبیح ہوتے ہین جیسے حرب اور مرہ دجسکے معنی جنگ کے اور تلخ کے ہین ) اسیطرح القاب کا حال ہے - حکایت کے طور پر بیان کیاجاتا ہی کہ ابو صفرہ جو ابوالمہلب کے نام سے بھی مشہور ہے اُسکا نام ظالم بن سراق باسارق ازدی تھا وہ حضرت عمر بن الخطاب رضہ کے پاس آیا اور درخواست کی کہ مجھکو کوئی عہدہ دیجئے - اونہون نے پوچھا تیرا نام کیا ہے اس نے کہا میرا نام ظالم ہے پھر اونہون نے پوچھا تیرے باپ کا کیا نام ہے کہا سراق ہے حضرت عمر رضہ نے کہا تو ظلم کریگا اور تیرا باپ چرائیگا - بس آپ نے اس کے اور اس کے باپ کے مکروہ نام ہونے کی وجہ سے عہدہ نہین دیا -

عربون کے بادشاہ یمن مین اذواء کے لقب سے پکارے جاتے تھے مثلاً ذی سدر ذی ریاش - ذی منار - ذی الاذعار - ذی القرنین - ذی جیشان - ذی رعین - ذی الاعواد - ذی الشناتر ذی جدن - ذی یزن - ذی نفر - ذی ظلیم - ذی کلاع - ذی قایش - ذی اصبح - ذی نواس - ذی بزن - ذی مروان - ذی یمعان - ذی جبل یمن کے بادشاہون مین یہ پہلا بادشاہ ہے جو روم سے لڑا اور نیز سب سے پہلے دیباج اور حریر یہان اسی نے لایا ذی الملاک وہ پہلا بادشاہ ہی جس نے رواتب (مراتب) کی ترتیب دی - اور حارسین کو اور روابط (محافظین) کو قایم کیا صرف یمین کے بادشاہون کے لیے اذواء کا لقب مخصوص ہے -

لیکن جو بادشاہ ملک یمن کے حصہ حمیر اور حضرموت مین ہوتے تھے تبعؑ کے لقب سے پکارے جاتے ہین جیسے حیرہ کے بادشاہ نعامہ یا نعمان کے لقب سے پکارے جاتے ہین خزر کے بادشاہون کا لقب ییلک ہے - چین کے بادشاہون کا لقب بغبور یا فغفور ہے - فرغانہ کی بادشاہون کا لقب اخشید ہے - ابن خلکان نے انکی تفسیر یہ کی ہے کہ اسکے معنی ملک الملوک یعنے بادشاہون کا بادشاہ ہے یعنی شہنشاہ - اسی طرح فارس پر جو بادشاہ مسلط ہوتا ہے اسکو کسریٰ کے لقب سے ملقب کرتے ہین اور لفظ کسریٰ خسرو کا معرب ہے کہا گیا ہے کہ اس کے معنی واسع الملک یعنے بڑے ملک والے کے ہین - ترک کا جو بادشاہ ہوتا ہے اسکا لقب خاقان ہے اور روم کے بادشاہ کا لقب قیصر ہے ابن خلدون کہتا ہے کہ قیصر کے معنی عربی مین شق عنہ کے ہین یعنے اس سے چاک کیا گیا - اسکا سبب یہ ہے کہ اسکی مان جبکہ وہ پیٹ مین تھا مرگئی اور اسکو پیٹ چیر کر نکالا گیا اور اسی واسطے اسکا لقب قیصر ہوا سب سے پہلے جس نے اغسطس نام رکھا

وہ روسیہ کا بادشاہ تھا۔ اور لوگون کا قول ہے کہ قیصر جو رومانیون کا بادشاہ تھا وہ معرب جیسر کا ہے
جس کے معنی چاک ہونے کے ہین اس لیے کہ قیاصرہ مین سب سے پہلے قیصر اُس بادشاہ کا نام
رکھا گیا جسکا پیٹ پھٹا ہوا تھا۔ شام کے بادشاہ کا لقب ہرقل ہے۔ حبشہ کے بادشاہ کا لقب نجاشی ہے
مصر اور اسکندریہ کا جو بادشاہ ہوتا ہے اُسکا لقب عزیز ہے اور قبط کے بادشاہ کا لقب فرعون ہے
اسکے معنی تمساح یعنی مگرمچھ کے ہین۔

اہل عرب افسر فوج کو امیر کہتے ہین اور یہ امارت سے مشتق ہے زمانہ جاہلیت کے عرب نے
جناب رسالت مآب صلعم کو امیر مکہ اور امیر الحجاز کہتے تھے۔ آپ کے خلیفہ ابوبکر رض کا لقب بھی خلیفہ
ہوا۔ اور اون کے خلیفہ عمر رض کا لقب امیر المومنین ہوا۔ اور اون کے بعد کے خلیفون مین یہ لقب
بطور وراثت کے چلا آیا اور یہ اونکا علم یعنی نام ہوگیا۔

شیعہ خاصکر حضرت علی رض کو امام کہتے ہین اور نیز اونکو بھی امام کہتے ہین جو اون کے بعد اون کی
اولاد مین اون کے جانشین ہوتے گئے لیکن عباسیون نے عوام مین اپنا نام ظاہر اور مشہور کیا
کیونکہ انہون نے یہ خیال کیا کہ اپنا لقب اگر عام لوگون مین مستعمل رہیگا تو اُس لقب کی ذلت ہوگی اسی لئے
اون مین سے کسی نے اپنا لقب سفاح اور کسی نے منصور۔ مہدی۔ ہادی۔ اور رشید قرار دیا اور اونکی
آخر سلطنت تک یہی حال رہا۔ افریقہ اور مصر مین عبیدی بھی انہین عباسیون کے طریقہ پر چلے باوجودیکہ
بنی امیہ مشرق مین اسی طریقہ پر چلتے رہے تاہم اون سے بداوت کی حالت شہری حالت سے مبدل
نہ ہوئی لیکن آخرکار اونہون نے بلاد اندلس مین یہی طریقہ اختیار کیا جب عباسی ممالک مشرق مین چلے
تھے اخیر مین عبدالرحمن نے اپنا نام امیر المومنین اور لقب ناصر لدین اللہ رکہا (دیکھو اسی مقالہ کی
فصل اول)

وہ خلیفہ جن کے ماتحت اور دیسی ریاستون پر بادشاہ تھے اونہون نے اپنے ماتحتون کو ایسے تشریف
القاب دیے جن سے اون کے ماتحتون کی اطاعت اور تابعداری ظاہر ہوتی ہے مثلاً شرف الدولہ
رکن الدولہ۔ عضدالدولہ۔ نظام الملک۔ ذخیرۃ الملک۔ انہین بعض بادشاہون مین ناصر اور منصور اور
صلاح الدین اور اسدالدین اور نورالدین ہین الی آخرہ دیسی ریاست کے بادشاہ خلفاؤن کو جو خطوط
وعرائض لکھتے تھے انمین اون کو ذیل کے خطابون سے مخاطب کرتے تھے بالجناب الرفیع الخاقانی
یا جناب عالی لیکن سلاطین مذکور اپنے معروضات کے خاتمہ پر خلفائے مذکور کو یہ لکھتے تھے خادمک المطواع
فلان یعنے آپ کا فلان اطاعت گزار خادم "یا عبدک فلان" یعنے آپ کا فلان غلام۔ اور نیز اونکو اسطرح کہ

مخاطب کرتے تھے سیدنا اور مولانا امیر المومنین اور امام المسلمین اور خلیفۂ رب العالمین قدوۃ المشارق والمغارب - المنیف علی الذروۃ العلیا ابن لوی بن غالب -

عربوں میں جو شریف قوم کے لوگ تھے اور جنکو مطیبون کہا جاتا ہے یہ عبد مناف کی اولاد میں سے ہیں جو عربوں میں بڑے شریف سمجھے جاتے ہیں - ان کا ذکر دوسرے مقالہ کی تیسری فصل میں گزر چکا ہے اور اسد بن عبد العزی اور زہرۃ بن کلاب اور تیم بن مرۃ - اور حارث بن فہر کی اولاد کے لوگ بھی اسی لقب سے پکارے جاتے تھے کیونکہ انہوں نے بھی اپنے ہاتھوں کو خوشبوئی میں ڈالا تھا اور کعبہ کی تولیت کے باب میں لڑنے پر قسم کھائی تھی[1] بعد میں انہوں نے صلح کی اور عبد مناف کی اولاد کو سقایۃ اور رفادۃ (حاجیوں کو کھلانے پلانے کا اہتمام) تفویض کر دیا اور عبد الدار کی اولاد حجابۃ اور لواء (یعنے کعبہ کی تولیت اور افسری) کے ساتھ مخصوص ہی -

عربوں میں ایک دوسری قوم بھی ہے جسکو رباب کہتے ہیں اور یہ عبد مناۃ بن ادبن طابخہ کی اولاد میں ہے تیم اور عدی اور عوف اور ثور کے قبیلے اسکی اولاد میں ہیں - ان کا لقب بھی مطیبون ہے کیونکہ انہوں نے بھی اپنے ہاتھوں کو میوہ کے شیرہ میں یا کسی رقیق شئے میں ڈالا تھا اور بنی ضبہ سے لڑنے پر قسم کھائی تھی -

لیکن شیبۃ الحمد عبد المطلب کا لقب ہے اس کے اس لقب سے ملقب ہونے کا سبب یہ ہی کہ جب وہ پیدا ہوا تھا تو اس کے سر میں سفید بال تھے اسی کے متعلق حذافۃ بن غانم کہتا ہے -

بنو شیبۃ الحمد الذی کان وجہہ ﴿ یضئ ظلام اللیل کالقمر البدر[2]

امرئ القیس ذی القروح کے لقب سے ملقب ہے کیونکہ روم کے بادشاہ نے اس کو ایک زہر آلود لباس پہنایا تھا جس سے اس کے جسم پر چھالے پڑ گئے تھے امرئ القیس بھی اس کا لقب ہے - کہا جاتا ہے کہ اس نے امرئ القیس اپنا لقب اس وقت قرار دیا جب کہ اس کے باپ کو علباء

---

[1] زمانۂ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ جب چند قوم کے لوگ دوسری قوم کے لوگوں سے لڑنے پر متفق ہوتے تھے تو وہ سب مل کر عطر میں یا اور کسی خوشبوئی میں اپنے ہاتھ ڈالتے تھے اور قسم کھاتے تھے کہ ہم مخالف قوم سے لڑنے پر رضامند ہیں اور کبھی خلاف نہیں کرینگے اور اس میں جہانتک ہو سکے جان و مال سے مدد دینگے - مترجم -

[2] ترجمہ - شیبۃ الحمد کی اولاد کے ایسے منور چہرے ہیں کہ وہ اندھیری رات کو مثل چودھویں رات کے چاند کے روشن کر دیتے ہیں -

بن الحارث الکاہلی نے قتل کیا اسپر امرئ القیس نے قسم کہائی کہ وہ اس وقت تک نہ شراب نوشی کریگا اور نہ کسی عورت سے مقاربت کریگا اور نہ اپنے سر کو دہوئیگا جب تک کہ وہ اپنے باپ کا بدلہ نہ لیگا۔ لیکن اسکا اصلی نام جندح ہے۔

ذو الانف نعمان بن عبد اللہ کا لقب ہے جو بروز جنگ طائف[1] خثعم کی فوج کا افسر تہا۔ جعفر بن عوف جو قریع کی اولاد مین سے ہے اور قریع تمیم کی اولاد سے ہے اسکا لقب انف الناقہ تہا یہ شخص سعد بن زید مناۃ کے قبیلہ کا باپ تہا اس لیے کہ اُس کے باپ نے ایک اونٹنی کو ذبح کرکے اس کے حصون کو اپنی عورتون مین تقسیم کیا جعفر کو اُسکی مان نے اُس کے پاس بہیجا تو اس وقت وہ حصہ تقسیم ہوچکے تہے صرف اُسکا سر اور گردن باقی تہی۔ اُس نے جعفر سے کہا کہ اب بقیہ حصہ تیرا ہے تو جعفر نے اُسکی ناک مین انگلی ڈالکر ہلایا اس سبب سے اُسکا نام انف الناقہ ہوا جعفر کے بیٹے اس لقب سے غضبناک ہوتے تہے آخرکار حطیئہ نے اپنے شعر مین اون کی تعریف کی اور کہا۔[2]

قوم ہم الانف والاذناب غیرہم ‏ ‏ ‏ ‏ ومن لیساوی بالف الناقۃ الذنبا

عامر بن الحرث النمری کا لقب جران العود ہے اُس کے اس لقب سے ملقب ہونے کا سبب یہ ہے کہ اُس نے اپنی دونون عورتون کی نسبت یہ شعر کہا تہا۔[3]

خذا حذرا یا جارتی فاننی ‏ ‏ ‏ ‏ رایت جران العود قد کاد یصلح

اسکا واقعہ یہ ہے کہ اُس نے اپنی دونون عورتون کے لیے جو اُسکی نافرمانی کرتی تہین اونٹ کے چمڑے کا کوڑا بنا رکہا تہا اور اُسکو دہوپ مین سخت ہونے کے لیے رکہ چہوڑا تہا اور اُنکو ڈراتا رہتا تہا کہ کوڑا سامنے ہی رکہا ہوا ہے ایسا نہ ہو کہ تم پر اُسکی مار پڑے۔

غزیمہ بن سعد الخزاعی مصطلق کے لقب سے ملقب ہے کیونکہ اوسکی آواز نہایت عمدہ اور بلند تہی

---

[1] جناب رسالت آب صلعم کے غزوات مین یہ تیسرا غزوہ جنگ تہا ایک اور روایت مین غزوہ طائف کا زمانہ غزوہ تبوک سے پیشتر کا لکہا ہے۔

[2] ترجمہ۔ یہ قوم جو ہے مثل ناک کے ہو اور باقی لوگ مثل دُم کے ہین بہلا کون شخص اونٹنی کی ناک کو اُسکے دُم کے برابر ذی رتبہ خیال کریگا۔

[3] ترجمہ۔ اے میرے پڑوسنین ہوشیار رہو اور ڈرو ورنہ مین خیال کرتا ہون کہ جران العود (اونٹ کے چمڑے کا کوڑا) تم کو درست کردیگا۔

اسیطرح بعد ظہور اسلام کے بھی القاب رہے ہین چنانچہ حضرت ابوبکرؓ خلیفہ اول کا لقب صدیق ہی بوجہہ ان کی زیادتی صداقت کے۔

خلیفہ ثانی عمرؓ کا لقب فاروق ہے کیونکہ وہ حق اور باطل مین بڑا فرق کرتے تھے۔

عثمان بن عفان رضؓ خلیفہ ثالث کا لقب ذی النورین ہے کیونکہ انہون نے جناب رسالت مآب صلعم کی دو بیٹیون سے نکاح کیا تھا۔

علی بن ابی طالب رضؓ خلیفہ رابع کا لقب حیدرہ ہے[1] انکی مان نے آن کو اس لقب سے ملقب کیا تھا اور اسی سے یہ حدیث ہے انا مدینۃ العلم وحیدرۃ بابہا یعنے جناب رسالت مآب صلعم فرماتی ہین کہ مین علم کا شہر ہون اور حیدرہ (علی) اس کا دروازہ ہین۔

مروان بن الحکم اموی پانچوین خلیفہ کا لقب خیط باطل ہے اس کے اس لقب سی ملقب ہونیکا سبب یہ ہے کہ وہ اونچا دبلا پتلا تھا اسی وجہ سے وہ اس لقب سے ملقب ہوا اس لیے کہ دھاگہ بھی ایک بالکل کم طاقت چیز ہوتی ہے یعنی جیسے آفتاب کی تابش مین نظر آتا ہے بوجہہ اپنی بے حقیقتی کے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ خیط باطل مکڑی کے تار کو کہتے ہین اسی کی نسبت ایک شاعر کہتا ہے۔

قبح اللہ قوما ملکوا خیط باطل علی الناس یعطی من یشاء و یمنع[2]

اسکا بیٹا عبد الملک بن مروان امویون کا چھٹا خلیفہ رشح الحجر اور ابی ریان کے لقب سے بہ سبب اپنے بخل اور خوشبوئی کے استعمال کے ملقب تھا۔ رشح الحجر کے معنی پتھر کے پسینے کے ہین اور ریان کے معنی خوشبوئی کے۔

---

[1] جنگ خیبر مین جبکہ حضرت علی رضؓ نے مرحب کو مقابلہ کر کے قتل کیا تو بوقت مقابلہ مرحب نے اپنے فخر مین اشعار پڑہے اور حضرت علی رضؓ نے بطور فخر کے اسکے جواب مین یہ نظم پڑہی تہی انا الذی سمتنی امی حیدرہ. کلیث غابات کریہ المنظرہ اکیلہم بالسیف کیل السندرہ۔ ترجمہ مین وہ ہون کہ میری مان نے میرا نام حیدرہ رکہا ہے مین جنگل کے شیر کی طرح نہایت مہیب شکل کا ہون۔ کافرون کو تلوار سے ایسا ناپتا (قتل کرتا) ہون جیسے سندرہ کے ناپ سے ناپتے ہین۔ مترجم

[2] ترجمہ۔ خدا اس قوم پر لعنت کرے جنہون نے لوگون پر خیط باطل کو مالک کیا ہے وہ ایسا نالایق ہے کہ جسکو چاہتا ہے دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے نہین دیتا۔

مروان بن محمد بن مروان امویون کا آخری خلیفہ حمار کے لقب سے ملقب کیا جاتا ہے کیونکہ اس کے زمانہ مین بنی امیہ کی سلطنت کو قریب ایک سو سال کے زمانہ گزرا تھا اور اہل عرب ہر قرن کے سالون کو حمار سے تعبیر کرتے ہین۔ جیسا کہ وہ زمانہ کو حقب کے لفظ سے تعبیر کرتے ہین اسکی جمع کو احقاب کہتے ہین کہا گیا ہے کہ حقب اسّی برس کی مدت کو کہتے ہین اور بعض ستر برس کی مدت کو کہتے ہین۔ لیکن حقبہ جو زمانہ کی مدت کا نام ہے اس کے لیے کوئی میعاد اور وقت معین نہین ہے

سعد بن العاص کا لقب عکۃ العسل ہے کیونکہ وہ خوب صورت تھا۔

فضل بن سہل کا لقب ذو الریاستین تھا اسلیے کہ اُس نے سیف اور قلم کا عمدہ انتظام کیا تھا یعنی اُسکے عہد مین انتظام فوج اور انتظام دفاتر عمدہ طور پر تھا۔

سعید بن عبادہ کا لقب کامل تھا اس لیے کہ وہ لکھنا جانتا تھا اور تیر بہت اچھا چلاتا تھا اور تیرنا بھی جانتا تھا۔ اصبہانی کہتا ہے کہ جاہلیت مین یہ دستور تھا کہ جب کوئی شخص شاعر اور کاتب اور پیراک اور تیر انداز ہوتا تھا تو اُسکو کامل کہتے تھے۔ چنانچہ عربون کی زبان مین یہ محاورہ بہت استعمال ہوتا ہے کہ جسکو لکھنا اور تیرنا اور تیر اندازی آجائے تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ اُس نے فضیلت کی تکمیل کر لی۔

اور عبد اللہ بن طلحہ کا لقب طلحۃ الخیر اور طلحۃ الفیاض اور طلحۃ الطلحات ہے بہ سبب اونکی سخاوت کے۔

اور عکرمہ بن ربعی بھی اس لقب سے پکارا گیا ہے بہ سبب اپنے کرم اور جود کے۔

عبد اللہ بن عباس کا لقب حبر ہے بہ سبب اُن کے تبحر علمی کے۔

بعض القاب سے جو کسی عیب کے سبب سے ہوتے ہین یہ ہین یعنے اعمش (وہ شخص جسکو کم نظر آتا ہو) اعمی (اندہا) اعرج (لنگڑا) احول (ترچھا) فطس (دبی ناک والا) اقرع (جس کے سر پر بال نہ ہون) وغیرہ زمانہ جاہلیت اور اسلام مین ایسے بہت کم لوگ ملینگے جنکا کوئی لقب نہ ہو۔ عام لوگ بھی اپنا کوئی نہ کوئی لقب رکھتے ہین چنانچہ بعض کا لقب شرف الدین ہوتا ہے بعض کا عز الدین اور بعض کا تاج الدین اور بعض کا سیف الدین اور مثل اس کے حالانکہ اس لقب کے مناسب اُن مین کسی قسم کی دیانت نہین ہوتی۔ بلکہ بعض وقت تو اس کے خلاف مین اونکا حال ہوتا ہے۔

**کنیتون کا بیان** عربون مین کنیت بھی لقب کے مثل ہے۔ بعض وقت اسمین اسطرح سے امتیاز ہوتا ہے کہ کوئی شخص کسی اعلی درجہ کے شخص کی کنیت کے مثل کنیت نہین رکھ سکتا تھا کہ خلفاؤن کے دربار مین یہ نہین کہہ سکتا کہ مین ابو فلان (فلان کا باپ) ہون اگر کوئی شخص ایسا کرے بھی تو اسکا یہ فعل سوء ادبی پر مبنی ہے خیال کیا جاتا ہے۔ بعض وقت تو خلفاؤن کی مجلس (دربار) سے وہ شخص نکلوا دیا جاتا ہے

بعض بڑے درجہ کے امیرون کو وہ لوگ جو اُون سے کم درجہ کے ہوتے ہین اُون کو کنیتون سے
پکارتے ہین اور یہ امر اُن کی زیادتی اکرام کا سبب ہوتا ہی -
اور کیفیت اُن کنیتون کی یہہ ہی کہ مرد اور عورت اپنے لڑکے کے نام سے اپنی اپنی کنیت رکھتی
ہین - مرد کے لیے کہا جاتا ہے ابو فلان یعنے فلان کا باپ اور عورت کے لیے کہتے ہین اُم فلان
یعنے فلان کی مان جنکی اولاد نہین ہوتی تو اُسکو بطور نیک فال کے کسی کنیت سے پکارتے ہین اس خیال
سے کہ اگر وہ زندہ رہے گا تو اُسکی اولاد ہوگی - اور کبھی کنیت بغیر اولاد کے بھی رکھی جاتی ہے جیسے
ابولہب جو بہ سبب اُس کے سرخی رخسار کے کنیت ہو گئی تہی - اور امام علی بن ابیطالب رض کی کنیت
ابو تراب ہے اسلیے کہ وہ ایک مرتبہ غزوہ ذی العشیرہ مین خاک پر لیٹ گئے تھے - حضرت ابوہریرہ رض
کی یہ کنیت اسلیے ہوئی کہ وہ بچپن مین بلی کے بچے سے کھیلا کرتے تھے اس وجہ سے یہ کنیت اُون کا
نام اور لقب ہوگئی - یہان تک کہ کسی شخص کو اس وجہ تسمیہ سے خبر ہی نہین - بڑے سر والیکو ابوالراس
بہی کہتے ہین اور بڑے عمامہ والے کو ابوالعمامہ کہتے ہین - بعض لوگ اپنی بیٹی کے نام سے ہی کنیت
رکھتے ہین اسمین کوئی ہرج نہین خیال کیا گیا ہے اس لیے کہ امام عثمان بن عفان رض کی کنیت ابولیلی تھی
اور لیلی اونکی بیٹی کا نام تھا - اور تمیم الداری کی کنیت ابوامامہ اور ابو رقیہ ہے اور مقداد بن معد ابوکریمہ
کی کنیت سے پکارا گیا ہے - مسروق بن الاجدع کی کنیت ابوعائشہ تہی -
کنیتین صرف آدمیون مین منحصر نہین ہین جیسا کہ سابق مین اسی مقالہ کی فصل ثالث مین گزرا ہی اُس سی
معلوم ہوگا کہ پہلوانون کی بہی کنیتین ہین اور حیوانات وغیرہ کی کنیتون کا ذکر جو ہم کو معلوم ہوئے ہین -
قریب ہین اُسکے مقام پر کیا جائے گا -
کہا جاتا ہے کہ کنیتون کا رواج عرب کے سوا اور کسی امت مین نہین رہا ہے اور اسکو وہ اپنے
مفاخر سے خیال کرتے ہین - ایک شاعر کہتا ہے -

اکنیہ حین انادیہ لاکرمہ      ولا القبہ والسوءۃ اللقب[1]

**تحیۃ یعنی سلام و آداب کا بیان** | عربی آداب کی کتابون سے یہ پایا جاتا ہے کہ اہل عرب زمانہ جاہلیت مین بھی
جب کسی پادشاہ کے دربار مین حاضر ہوتے تھے تو اُن کے سامنے زمین کو بوسہ دیتے تھے

[1] ترجمہ - مین جب کبھی اسکو پکارتا ہون تو کنیت سے پکارتا ہون اور اسی حالت مین مین اُسکی بزرگی بہی کرتا ہون اور مین
اُسکو لقب سے نہین پکارتا گو کہ لقب سرداری کا ہوتا ہے -

اور نیز اُس شخص کے ہاتھ کو بوسہ دیتے تھے جو اپنے سے اعلی درجہ کا ہوتا تھا - اگر کم سن اچھا معلوم ہوتا تو اُسکی پیشانی پر دونوں آنکھوں کے بیچ مین بوسہ دیتے تھے - تحیت (سلام کرنے) مین بادشاہونکو "ابیت اللعن" کہتے تھے اس کے معنی یہ ہین کہ ایسے فعل سے جو موجب لعنت ہو بری رہ یہ سلام اُن کے نزدیک اس قبیل کا سمجھا جاتا ہے کہ اس سے سواے بادشاہون کے دوسرے کو مخاطب نہین کرتے - چنانچہ جب کوئی شخص امارت (سلطنت) کا والی ہوتا تو اسکو "نال التحیۃ" کہتے تھے یعنی اُسش نے ایسا ملک پایا کہ تحیت کے لائق ہوا - لیکن عادتی یعنے معمولی تحیات مین ایک دوسرے کو کہتا ہے صبحتک الافالح وکل طیر صالح - یا صبحتک الانعمۃ اور طیب الاطعمۃ - یا کہتے ہین انعم صباحًا یا عم صباحا یعنے صبح بخیر - اس کے معنی خوش زندگی کے ہین - اس قسم کی دعا صبح کے ساتھ مخصوص ہی اس سبب سے کہ لوٹ مار عربون مین صبح کو ہوتی تھی - عربون کی یہ بھی عادت ہے کہ آبادی کے ٹیلون کو بہی اپنے اشعار مین اسی تحیت سے پکارتے تھے اور یہ کہتے تھے "انعم صباحا ایہا الطلل" یعنے ای ٹیلو تم پر صبح بخیر ہو یعنی تم ناز و نعمت مین رہو - جسطرح اہل عرب قبرون پر پانی برسنے کی تمنا کرتے تھے اسی طرح ان ٹیلون پر پانی برسنے کے لیے دعا اور آرزو کرتے تھے اس لیے کہ بارش بڑی رحمت کی چیز ہے اور اسکی توقع اس لیے کرتے تھے کہ اونکی اور اُن کے جانورون کی معیشت اور حیات اسپر موقوف ہے - اور جسطرح آدمیون کو جس کسی وقت اون سے ملاقات ہونے پر اُن کو سلام کرتے ہین اسیطرح ان ٹیلون کو بہی سلام کرتے تھے اور اُن کے مخاطبت کی افتتاح اس عبارت سے ہوتی ہے یعنی "السلام علیکم" ایک شاعر کہتا ہے -

الا یا نخلۃ من ذات عرق          علیک ورحمۃ اللہ السلام[1]

جس شخص کو ان الفاظ سے مخاطب کیا جاتا تھا شخص مخاطب بھی اسکو بعینہ انہین الفاظ سے خطاب کرتا تھا اور کہتا ہے "وعلیکم السلام" اس لئے کہ ایک آدمی کو صیغہ جمع کے ساتھ خطاب کرنا بڑی تعظیم کی بات ہے اور یہ عربون کی عادت اور اصطلاح ہے - منجملہ اُن کی مثالون کے یہ بہی ایک مثال ہی "المحل من تسلیم علی طلل" اسنے ٹیلون پر سلام کرنے مین چشم پوشی کی اور یہ مثال شاعر کے اس قول سے ماخوذ ہی -

قالوا السلام علیک یا اطلال          قلت السلام علی المحیل محال[2]

---

[1] ترجمہ - ای ذات عرق کے کہجور بن تجھ پر اللہ کی رحمت اور سلام ہووے -

[2] ترجمہ - اونہوں نے کہا ای ٹیلو تم پر سلام ہووے مین نے کہا محیل (حوالہ کرنے والے) پر سلام محال ہی -

اُنکے نکات اور لطیفون سے یہ بھی ایک لطیفہ ہے کہ ایک اعرابی سے کہا گیا "السلام علیک" اُس نے جواب مین "وعلیک الجخاث" کہا اُس سے کہا گیا کہ یہ کیسا جواب ہے اُس نے کہا جخاث دو تلخ مزہ کے درخت ہین تو نے مجھہ پر ایک درخت ڈالا تھا مین نے تجھہ پر دوسرے کو ڈالا۔

اور مسلمانون نے اس سلام کو اپنے بزرگون سے وراثتاً پایا ہے اور وہ اس کو سنت اسلام خیال کرتے ہین اور خلیفون اور بادشاہون کو اسی تحیت (سلام) سے سلام کرتے ہین چنانچہ خلیفہ کو وہ اسطرح سے سلام کرتے ہین "السلام علیک یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" یعنے ای امیر المومنین تجھہ پر اللہ کا سلام اور رحمت اور برکت رہے۔ یہہ اُن کے لیے سلامتی کی دعا ہے جسمین ہر ایک آفت سے خواہ وہ آفت دین کی ہو یا عقل کی یا ذات کی یا عزت آبرو کی۔ یا جسم اور مال اور مرتبہ اور اولاد و اہل کی سب سے محفوظ رہنے کی دعا ہے یعنی اللہ تمہارا محافظ رہے اور سورہ طٰہٰ مین یہ آیت ہے "السلام علی من اتبع الہدیٰ" یعنے جو شخص خدا کی ہدایت پر چلتا ہے اُسپر سلام ہووے۔ مطلب اسکا یہہ ہوا کہ جس نے خدا کی ہدایت پر چلا وہ اُس کے غذاب اور خفگی سے محفوظ رہا۔ اسی واسطے سلام کے ان الفاظ کو مشعار اسلامی تصور کیا جاتا ہے کیونکہ یہ آیت تحیت کے قائم مقام ہے وقت رات کا ہو یا دن کا ہر وقت یہی سلام کرتے ہین اور جو شخص اسلام کے طریقہ پر نہین ہوتا اُسکو اسطرح سے سلام نہین کرتے۔

مولدین کی مثالون مین اسطرح کے سلام کا یہی ذکر آیا ہے "الف دق دق ولا السلام علیکم"[1] دق دق دروازہ کو کھٹکھٹانے کی آواز کو کہتے ہین گویا ان الفاظ سے وہ اس مطلب کو ادا کرتے تھے کہ "رات کو آنے والے لوگ آکر دروازہ کھٹکھٹا رہے ہین اور دروازہ کھولنے کے منتظر ہین"۔ اس سے وہ دروازہ کھولدیتے تھے ورنہ کوئی تنہا شخص جو رات کو آتا تھا وہ دروازہ کھلا پاکر یکایک گھر مین گھس پڑتا تھا ایک شاعر کہتا ہی۔

اغلقوا بابکم مخافۃ واش | الف دق دق ولا السلام علیکم[2]

اور یہ بھی کہتے ہین "حدثتہ بالقصۃ من الدقاق الی السلام علیک" یعنے اول سے آخر تک باتین

---

[1] ترجمہ۔ بہت سے لوگ دق دق کرنے والے ہین اور تم پر سلام کرنے والا کوئی نہین ہی۔

[2] ترجمہ۔ تم اپنے دروازون کو جھوٹ کہنے والون کے خوف سے بند کرو کیونکہ اکثر لوگ یون ہی مذاق سے دق کہدیتے ہین اور حقیقت مین کوئی سلام کرنے والا نہین ہوتا۔

کرتا رہا۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ مین نے دروازہ کو کھٹکھٹانے کے وقت سے وقت وداع تک باتین کرتا رہا۔ یہ محاورہ بھی مثال مذکور پر مبنی ہے۔

اس سلام کے علاوہ اُن کا عام سلام مین بوقت ملاقات کے یہ قول ہوتا ہے۔ اگر صبحکو ملاقات ہوتی ہے تو یہ کہتے ہین "اسعد اللہ صباحکم" یا "اللہ یصبحکم بالخیر" یعنے خدای تعالی تمہاری صبح نیک کرے دن چڑہے پر یہ لفظ یعنے صباح کا لفظ نہار کے لفظ سے بدل دیا جاتا ہے اور یہ کہتے ہین "نہارکم سعید" یعنے تمہارا دن نیک ہووے اور ظہر کے وقت یہ کہتے ہین "اوقاتکم سعیدۃ" تمہارے اوقات نیک رہین۔ عصر سے مغرب تک یہ کہتے ہین "اللہ یمسیکم بالخیر" یعنے اللہ تمہاری شام خیریت سے کرے۔ اور وقت غروب سے رات بھر کے لیے یہ کہتے ہین "لیلتکم سعیدۃ" تمہاری رات نیک رہے۔

استقبال یعنے پیشوائی کا بیان

مسلمانون مین یہ بھی طریقہ ہے کہ ملاقاتی کے لیے اُس کے لینے کے لیے آگے بڑہتے ہین یعنے چند قدم آگے بڑہتے ہین اور زائر یعنے ملاقاتی کو لاکر اپنے بازو بٹھاتے ہین بعض اُسکو اوپر بٹھاتے ہین اور خود سامنے بیٹھتے ہین۔ اس سے اُس کا اکرام مقصود ہوتا ہے لیکن یہ تعظیم اُس وقت ہوتی ہے جب زائر مسلمان ہو۔ حاصل کلام اُن کی عادت ملاقاتی کے ساتھ مہربانی اور لطف کی ہے۔ خواہ وہ مسافر ہو یا وطن مین رہنے والا ہو۔ پہلے سے اُس کو جانتے ہون یا نہ جانتے ہون خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلمان اور خواہ وہ دشمن ہو یا دوست ہو اُس کے سامنے اپنا اشتیاق اور اپنی وحشت کا حال جو اس کے مدت فراق مین تھا بیان کرتے ہین اُس کے آنے اور اُس کے دیکھنے سے خوش ہوتے ہین اور اسکی حاجتون اور اغراض کے وہ مر ہون ہوجاتے ہین اور یہ بھی ضرور ہے کہ ملاقاتی کے حسن اخلاق کو بیان کرین گو اُس مین نہ ہو۔ اور گو یہ بیان تصنع سے ہو اور زائر کے حسن اخلاق کے بیان کرنے مین مسلمان اور غیر مسلمان کی کچھ تمیز نہین کی جاتی۔ البتہ اگر غیر مسلمان ہوتا ہے تو اسکی نسبت دیانت اور تقوی اور فضیلت علم سے موصوف ہونا نہین بیان کیا جاتا۔ اگر زائر کے قبیلہ سے اُنکو عداوت اور بغض بھی ہوتا ہے تو اسکی نسبت یہہ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ اپنے قبیلہ سے حسن اخلاق کے سبب سے بالکل علیحدہ ہین

جلوس[1] یعنی نشست کا بیان

عربون کی خاص نشستین ہین جو وہ کسی مقام پر بیٹھا کرتے ہین جہان کہ اُن کے

[1] جلوس خاص انسان کی نشست کو کہتے ہین اور اونٹ کی نشست کو برک اور پرندکی نشست کو جثوم کہتے ہین ہو لغ

بیٹھنے کی عادت ہے یعنی اپنے خیمون مین جسمین کہ دیوارین نہین ہوتین جنکو وہ اپنی نشست کے
بوقت ٹیکہ لگا سکین ۔ چنانچہ جب کوئی آدمی بیٹھتا ہے تو اپنے گھٹنون کو کھڑا کرتا ہے اور اُسپر اپنی تلوار
رکھتا ہے اور پیٹھ کے پیچھے سے گھٹنون کے سامنے تک ایک کپڑا باندہ دیتا ہے اور پھر
گھٹنون پر اپنے ہاتھ رکھ کر آرام سے بیٹھ جاتا ہے اسطرح کی کپڑے کی بندش اُس کے لیے
ٹیکا اور تکیہ کا کام دیتی ہے ۔ بعض کہتے ہین کہ آدمی اپنے گھٹنون پر ٹیکہ لگا کر بیٹھتا ہے اور اپنے
پیٹ کو اپنی رانین لگا دیتا ہے اور اپنے ہاتھون کی ہتیلیون سے پانون کو بغل مین لے لیتا ہے
اور یہ نشست اعراب (یعنی بادیہ نشین عربون) کی ہے اور اس نشست کو قرفصا کہتے ہین ۔
محیط المحیط مین لکھا ہے کہ عربون کی ایک نشست کا نام حبیتہ ہے اور یہ احتبا سے مشتق ہے
جس کے معنی زانون کے اطراف ہاتھون کو حلقہ کر کے بیٹھنا ہین اسکی صورت یہ ہے کہ آدمی اپنی
دونون ساقون کو جب کہ وہ بیٹھنا چاہتا ہے پیٹھ کے مقابلہ کر کے بیٹھتا ہے اور اس قسم کی
نشست سے ایک طرح کا ٹیکہ ہو جاتا ہے پھر جب اس حالت سے قیام اور قعود کا حال
بیان کیا جاتا ہے تو کہتے ہین حل حبوتہ یعنی کھڑا ہو گیا ۔ وعقد حبوتہ یعنی بیٹھ گیا ۔
لیکن شہر کے لوگ نشست مین بہت سے آداب کی نہایت باریک نظر سے رعایت کرتے ہین
خاصکر بڑی مجلسون اور دربارون اور ذی مراتب اور عالی منزلت لوگون کے سامنے ان نشستون
مین سے ایک کا نام تربیع ہے یعنی چار زانو بیٹھنا اسکی صورت یہ ہے کہ آدمی اپنے کپڑے پانون پر
لپیٹ کر گھٹنون کو زمین سے ملا دیتا ہے اسطرح سے کہ پانون کا ہر ایک پنجہ دوسرے پانون کی
گھٹنے کے نیچے ہوتا ہے اور پھر اپنی پیٹھ کو ٹیکہ لگا کر بیٹھتا ہے جس کے سبب سے وہ دوسرے
جالسین کے مقابلہ مین بغیر کسی فرق کے رخ کر کے بیٹھ جاتا ہے ۔ دوسری ایک نشست کو جلس
علیٰ رکبتہ ونصف کہتے ہین یعنے ڈیڑھ گھٹنے پر بیٹھا ۔ اسکی صورت یہ ہے کہ ایک گھٹنا کھڑا ہوتا
ہے اور دوسرا اُس کے پیچھے مڑا ہوا رہتا ہے لیکن اس نشست مین اس بات کی رعایت کی جاتی
ہے کہ کھڑا ہوا گھٹنا اُس طرف نہ ہو جس طرف کوئی اُس سے اعلیٰ درجہ کا آدمی بیٹھا ہو ایک تیسری
نشست بھی ہے جسکو دوزانو کی نشست کہتے ہین اسکی صورت یہ ہے کہ اپنے پانون پر گھٹنون کو
جھکا لیتے ہین اور دونون قدمون کو موڑ کر پیچھے کی طرف کر لیتے ہین بہ لحاظ وقار اور ادب کی یہ نشست
سب نشستون سے اعلیٰ ہے ۔ مودبانہ نشست کی کوئی ہی صورت ہو اسمین یہ ضرور ہے کہ قدم
چھپے رہین اور موزہ ظاہر نہ ہون یعنے جہانتک ممکن ہو قدم کا کوئی حصہ ظاہر نہ ہونے پائے ۔

اور یہ بھی عادت ہے کہ کم عمر کا آدمی مسن لوگون کے روبرو نہ بیٹھے تاوقتیکہ وہ لفظاً یا ارشاراتاً تین مرتبہ بیٹھنے کے لیے حکم نہ کرین۔ یا آدمی کا بغیر جوتیون کے آتارنے کے مجلس مین جانا یا بیٹھنے کے بعد پاؤن پھیلانا یا ایک پاؤن پر دوسرا پاؤن رکھہ کر بیٹھنا نہایت معیوب اور سوء ادبی اور عدم وقار کا موجب ہی

**زائرون کے سامنے جو چیز لائی جاتی ہے اُس کا بیان**

زائر کے بیٹھنے اور آرام پانے کے بعد بدوی لوگون مین یہ ضروری ہو کہ حسب استطاعت اُس کے سامنے کہانا وغیرہ پیش کیا جائے اس کے متعلق مقالہ آئندہ مین بیان کیا جائے گا۔ لیکن شہری لوگون مین زائر کے سامنے تقدیم طعام ضروری نہین البتہ ولیمہ کی دعوت اور نیز دوسری خاص دعوتون مین لازمی ہے۔ لیکن جب زائر خوش باش ہو یا سفر سے آئے تو اُس کے لیے کسی تقریب کی دعوت کی ضرورت نہین لیکن روزانہ عادتی ملاقاتون مین زائرین کے سامنے میوہ یا حلوہ یا شربت یا قہوہ یا عطر وغیرہ پیش کر کے اُن کا اکرام کرنا ضروری ہے۔ اس خاطرداری مین دوسرے حاضرین بہی بغیر کسی فرق اور تمیز کے شریک ہین البتہ باعتبار درجہ اور حیثیت کے تقدیم تاخیر کا لحاظ ضرور ہوتا ہے۔

**زوار کی مشایعت کا بیان**

زائرین کی واپسی اور برخاست کے وقت اُن کے لیے اُٹھنا اور تہوڑے عرصہ تک جبکہ وہ چلنے کے لیے کہڑے ہوتے ہین اُنکی دل جوئی کی باتین کرنا اور اُن سے رخصت ہونے پر بوجہ اُنکی جدائی کے افسوس اور شوق ظاہر کرنا ضروری ہے۔ اور بعض وقت باعتبار اُنکی حیثیت کے مکان کے دروازہ تک جس حال مین کہ وہ پہر اپنے جلد واپس ہونے کی خبر سنائین اُنکو پہونچانے کے لیے جانا بھی ضروری ہے۔ اور وہ لوگ بہی دوبارہ اپنے آنے کا وعدہ کرتے ہین اور یہ بہی وعدہ کرتے ہین کہ ہم خط و خطوط لکہا کرینگے اور یہ بھی کہتے ہین کہ اپنی ملاقات کو تمہارے ساتھ مثل بیضۃ الدیک کے نہین کرینگے کیونکہ یہ کہا جاتا ہے کہ مرغ اپنی تمام مدت العمر مین صرف ایک انڈا دیتا ہے ابو العتاہیہ کہتا ہے۔

یا اطیب الناس ریقاً غیر مختبر — لولا شہادۃ اطراف المساویک

قد زرتنا مرۃ فی الدہر واحدۃ — ثنی ولا تجعلہا بیضۃ الدیک [1]

---

[1] ترجمہ - ای وہ شخص جو بہ لحاظ خوش گواری آب دہن کے سب لوگون سے اچھا ہے اگر مسواک کے کنارے دن یعنی سر ملن کی گواہی تہ ہوتی تو شاید جبر نہ دیتا۔ عمر بھر مین تو نے ہم سے ایک ہی ملاقات کی دوبارہ بھی ملاقات کر اور اس ملاقات کو بیضۃ الدیک مت کر۔ جیسے کہ وہ عمر بہر مین ایک ہی انڈا دیتا ہے۔

باوجود اس کے حدیث مین بھی آیا ہے "زرغبا تزدد حبا" یعنے ایک دن آڑ ملاقات کر کیونکہ اسمین محبت بڑھتی ہے - اور یہ بھی کہا گیا ہے "دالھوی من النوی" یعنے دوری موجب ازدیاد محبت ہوتی ہے اور اسی دوری سے وہ پیدا بھی ہوتی ہے - کیونکہ آدمی جب دیکھتا ہے کہ کوئی شخص ہر روز حاضر ہوتا ہے تو وہ بیزار ہوجاتا ہے - حارث بن حلزۃ الیشکری کہتا ہے

آذنتنا ببینها اسماء ربّ ثاوٍ یمل منه الثواء[1]

کوچ کرنے والون کی رخصت کا بیان

کوچ کرنے والون کو اہل عرب یہ کہتے تھے "شاعکم السلام" یا "شاعکم اللہ بالسلام" یعنی خدا سلامتی کو تمھارے ساتھ رکھے اور اسکو تمھارا مصاحب بنائے اور اسکو تمھارے تابع رکھے - اور یہ قول ملاقات کے سلام یعنی "السلام علیکم" کے مقابلہ مین اور اس کے ہم معنی ہے جیساکہ اسکی طرف پیشتر اشارہ کیا گیا ہے - یا یہ کہتے ہین "سر علی الطائر المیمون" یا "نواک اللہ" یعنے تو مبارک پرندہ کے ساتھ سیر کر یا سفر مین خدا تیرے ساتھ رہے - یہ اس وقت کہتے ہین جب رخصت پانے والا شخص سفر کرنے پر آمادہ اور تیار ہو لیکن شہر کے لوگ آجکل زمانہ مین یہ کہتے ہین "مع السلامۃ انستم شرفتم و حلیتم البرکات" "وبلغکم اللہ السلامۃ" "ونرجوک ان تسلم علی الاصحاب" "وان تطمنا بوصولک بالسلامۃ" یعنی سلامتی سے تم نے ملاقات کی اور مشرف کیا - اور تم نے برکتون کو ہمارے پاس اوتارا - خدا تم کو سلامتی کے ساتھ پہونچائے ہم امید کرتے ہین کہ تم اپنے دوستون کو ہمارا اسلام کہین - اور ہمکو اپنی سلامتی سے پہونچنے کی اطلاع دین -

آداب جمعیت یعنی مجلس کے آداب کا بیان -

مجلسون مین عربون کی یہ بھی عادت ہے کہ حاضرین مین سے اگر کوئی چھینکے تو اسکا جواب دیتے ہین درۃ الغواص مین لکھا ہے کہ تشمیت اور تسمیت کے معنی ایک ہی ہین لیکن تشمیت کو خاص کر لینے کا سبب یہ ہے کہ تشمیت مین جو شین ہے وہ جماعت کے ملے رہنے پر دلالت کرتی ہے کیونکہ جماعت کا ہم معنی لفظ شمل ہے جس کے معنی گروہ اور جماعت کے ہین چنانچہ جب اونٹ چراگاہ مین جمع ہوتے ہین تو یہ کہا جاتا ہے "تشمت الابل" اور سین سے اسوقت کہتے ہین جب انکو کوئی عمدہ علامت نصیب ہوتی ہے یعنی "سمت الابل" کہتے ہین - اسی واسطے جب کوئی شخص مجلس مین چھینکتا ہے تو حاضرین سے کوئی ایک "رحمک اللہ" کہتا ہے یعنے خدا تجھ پر رحم کرے - لیکن چھینکنے والا انکو یہ

[1] ترجمہ - اسماء نے اپنی جدائی دکوچ کرنے سے ہمین خبر دی اس لیے کہ بعض اوقات ایک جگہ پر ٹہیرنے سے مقیم بھی گھبرا جاتے ہین -

جواب دیتا ہے نحن وانتم دعاۃ المسلمین یعنی ہم پر اور تم پر اور نیز تمام مسلمانون پر رحمت بھیجے۔
جب کوئی شخص پانی پینے کے بعد الحمد اللہ کہتا ہے تو دوسرا شخص ہنیئاً کہتا ہے یعنے تجھکو یہ پانی پینا خوش گوار ہو۔ پس وہ شخص جسکو یہ جواب دیا گیا ہے سب حاضرین مجلس کو یہ کہتا ہے ہناکم اللہ یعنی تم سب کو بھی خدا خوش گوار کرے۔ اور ہناکم اللہ کہنے کے وقت وہ اپنے سینہ پر ہاتھ کو سر پر کہتا ہے مجالس کی شرط آداب مین یہ بھی شرط ہے کہ کم سن آدمی اپنے سے بڑے مرتبہ والے کو یا مسن آدمی کو ایسا نہین کہہ سکتا۔
بچہ کے جمائی لینے پر اہل عرب حلقہ کہتے ہین اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ خدا تیری عمر دراز کرے اور تیرا سر بارہا مونڈا جائے۔ جمائی لینا اُن امور سے ہے جسکو خاصکر اس زمانہ کی مجالس مین حتی الامکان چھپانا چاہیے یعنے اگر جمائی آئی تو منہ پھیر لینا چاہیے یا منہ کو رومال وغیرہ سے ڈھانپ لینا چاہیے۔ اور جمائی ختم ہونے کے بعد استغفر اللہ کہنا چاہیے۔
جو شخص اپنا سر مونڈوائے یا نہائے یا سوکر اُٹھے تو اُس کے لیے نعیماً کہنا چاہیے پس وہ شخص بھی جسکی نسبت یہ کہا گیا ہے یہ کہتا ہے اللہ ینعم علیک خدا تجھکو بھی اپنی نعمت عطا کرے۔
ٹھوکر کھا کر گرنے والے کو اہل عرب لعاً کہتے تھے۔ میدانی کی مجمع الامثال مین بجائے لعا کے لعالک عالیاً ہے۔ اور لعل لک بھی کہا جاتا ہے کہا جاتا ہے کہ یہ الفاظ گرنے والے کے لیے دعا ہین۔
مجمل بن حزن الحارث کہتا ہے

| | |
|---|---|
| لنا فخمۃ زوراء احمت بلادنا | متی یرہا الشادی یلجج بہ دہل |
| دار ماعنا تہز نہم نہز فحمۃ | یقلن لمن ادرکن تعساً ولا لعل |

حریری کی کتاب درۃ الغواص مین ہے کہ یہ لفظ گرنے والے کے لیے بد دعا ہے بخلاف [illegible] کے کہ یہ خاص دعا کے لیے ہے۔ اعشی کہتا ہے۔

| | |
|---|---|
| بذات لوث عفرناۃ اذا عثرت | فالتعس ادنی لہا من ان اقول لعا |

---

سلہ ترجمہ۔ ہماری زمین جسمین گند ہے ہین باشن ہے نے اپنی دشوار گزاری کے باعث ہمارے ملک کو بچا رکہا ہے چنانچہ جب کوئی دوڑکر اس طرف آتا ہے تو متردد ہوجاتا ہے۔ ہمارے بھالے اُن کو اسطرح سے اُٹھا دیتے ہین جیسے کوئی اپنی چیز کو اُٹھا دیتا ہے۔ اور وہ بھالے جسکو پاتے ہین تعسا ولا لعل کہتے ہین یعنی اس سے کہتے ہین کہ تو ہلاک ہوجا۔
سلہ ترجمہ۔ موٹی تازی تو ی اونٹنی جب گر پڑتی ہے تو اُسکو لعا کہنے کی بجائے تعس کہنا سہل ہے کیونکہ اسکا گر اٹھنا دشوار ہے۔

لیکن ہمارے اس زمانہ ہین گرنے والے کی نسبت غالباً بحذف حرف ندا "اللہ" کہا جاتا ہے یا یا خضر یا
مثل اس کے انبیاء اولیاء کا نام بطور استغاثہ کے لیا جاتا ہے تاکہ گرنے والا محفوظ اور ضرر سے
صحیح سلامت رہے[1] ۔

جو شخص نیا کپڑا پہنتا ہے تو اسکی نسبت "ابلیت جدیدا" اور "تملیت حبیبا" کہتے ہین یعنے تو زمانہ دراز تک
جیتا ہے اور اس سے فائدہ اٹھاتا ہے ۔

اور جس شخص کو کوئی خوش خبری سنانا ہو تو اس کو "بشراک" یا "بشری لک" کہتے ہین اس کے معنی یہ ہین
یعنی تجھہ کو خوشخبری ہو ۔

جو شخص کسی امر مین کامیاب ہوتا ہے تو اسکی نسبت "نعم اللہ بک عینا" اور "نعمک" کہتے ہین یعنی خدا تیری
آنکھ کو اس چیز سے ٹھنڈی رکھے جو تیری محبوب ہے اور اس شخص کی آنکھ کو بھی ٹھنڈی رکھے جو تجھ کو
چاہتا ہے اور محبوب رکھتا ہے اصمعی کہتا ہے کہ "اقر اللہ عینک" کے معنی یہ ہین کہ خدا تیرے آنسوؤں کو
ٹھنڈا کرے اور نہایت خوش کرے اس سبب سے کہ خوشی کی آنسو ٹھنڈی ہوتی ہین اور غم کی آنسو
گرم ہوتی ہین شیبانی کہتا ہے کہ اسکے معنی "انام اللہ عینک وازال سہرہا" کے ہین یعنے خدا تیری
آنکھوں کو نیند عطا کرے اور بے خوابی کو اس سے دور کرے ۔ اس سبب سے کہ رنج و غم کا پھیلنا موجب
بے خوابی ہے ۔ بعض لوگ کہتے ہین کہ اس کے معنی اعطاک اللہ مناک و بیتغاک حتی تقر عینک عن
الطماح الی غیرہٖ کے ہین یعنی خدا تجھکو تیری آرزو اور تیری مراد پر پہونچاوے یہانتک کہ تیری آنکھین
حرص وغیرہ سے ٹھنڈی ہو جائین

جس شخص کی بات کی تحسین کرتے ہین تو اسکی نسبت کہتے ہین "لا فض فوک" یعنے تیرے دانت نہ گرین
اور جدا نہ ہوویں ۔ اور یہ فض الختم سے ماخوذ ہے جس کے معنی انگوٹھی کے ٹوٹنے کے ہین اور
یہ بھی کہتے ہین "لا سد فوک" "ولا کان من یشنوک" یعنی تیرا منہ بند نہ ہووے اور تجھ سے عداوت
رکھنے والا باقی یعنے زندہ نہ رہے ۔

جس کے افعال کی تحسین کرتے ہین اسکو "لا شلت یداک" یا "لا شلت یمینک" کہتے ہین معنی اسکے
تیرا ہاتھ خشک نہ ہووین ۔ اور یہ بھی کہتے ہین "حیاک اللہ" "حیا اللہ وجہک" "وحیاک" "وبیاک" کہا گیا ہے
کہ حیاک کے معنی ہین تجھہ کو مالک کرے ۔ بیاک کے معنی ہین تیری محبت پر اعتماد کرے ۔

---

[1] ہمارے ملک مین اکثر گرتے وقت یا علی کہتے ہین ۔ مترجم

اور "بیّض اللہ وجہک" بھی کہتے ہین یعنے خدا تیرے منہ کو روشن رکھے متاخرین کے کلام مین ایسے الفاظ بھی مستعمل ہوئے ہین "بورک فیک من طلا کما بورک فی لاولا" یعنے تجھہ کو ہرن کے بچے سی برکت دیجائے جیسا کہ زیتون کے درخت مین برکت دی گئی ہے یہ ابو القاسم حریری کا کلام ہے جو اوس نے اپنی کتاب مقامات کے مقامہ حلبیہ مین لکھا ہے[1] - اس سے اسکی مراد یہ ہے کہ خدا تجھہ مین برکت دے جیسا کہ اوس نے زیتون کے مبارک درخت مین برکت دی ہے جو شرقی ہے اور نہ غربی ہے کہا جاتا ہے کہ اس دعا کی اصلیت یہ ہے کہ اسکو ایک اعرابی نے کہا تھا قصہ اسکا یہ ہے کہ وہ امام ابو حنیفہ رض کے پاس آیا اور اون سے پوچھا کہ ایک واو ہے یا دو واو ہے اس کلام سے اوسکی مراد تشہد کے پڑھنے سے تھی ابو حنیفہ رح نے جواب دیا کہ دو واو ہے - یہ سنکر اوس اعرابی نے ان کلمات سے آپ کو دعا دی - بعض کہتے ہین کہ عرب لوگ سائل کو جو یہ کہتے ہین "بورک فیک" تو اس سے اون کا مقصد اوس کے لیے دعا دینا نہین ہے بلکہ رد دعا ہے - اور اسکا استعمال اونکی زبان مین رد اور دفع دعا کے لیے کثرت سے ہے -

جسکو دعا دینا چاہتے ہین اوس کو بعبارت مشکل بھی کہتے ہین جسطرح کہ "رشدت امرک" "وللہ درک" کہتے ہین جس کے معنی یہ ہین کہ تیری بھلائی خدا کے ذمہ ہے - اور "للہ ثوباک" "للہ درک" کے معنی مین مستعمل ہوتا ہے - اور غائب کے لیے یہ دعا دیتے ہین "عیل ما ہو عائلہ" یعنے وہ اوس پر غالب ہووے جو اوسپر غالب ہے - اور یہ بھی کہتے ہین "اسعدک الہک" "ولا عدمتک" اور "رحم اللہ جہلک" یعنے تیرا خدا تجھہ کو نیک بخت کرے - اور تجھہ کو معدوم نہ کرے اور تیرے بزرگون پر رحم کرے - اور اسلام مین یہ کہتے ہین "رحمک اللہ" اور "رحم اللہ آبارک" یعنے خدا تجھہ پر رحم کرے اور خدا تیرے آبا اور اجداد پر رحم کرے - پس وہ جسکو یہ دعا دیجاتی ہے یہ کہتا ہے "نحن وانتم دعاۃ المسلمین" یعنی ہم پر اور تم پر اور نیز تمام مسلمانون پر رحم کرے اور یہ دعا بھی دیتے ہین "اکثر اللہ جرذان بیتک" اس سے اونکی مراد زیادتی رزق ہوتی ہے - اور "نجوجا لک" بھی کہتے ہین جس کے معنی سلامتی کے ہین اور "رزق اللہ قذاتک" بھی کہتے ہین یعنے خدا تجھکو ادنی تکلیف دینے والی چیز سے بھی صاف و پاک رکھے[2]

---

[1] مقامات حریری مین اس مقامہ کا نام حمصیہ ہے گو اس مین حلب مین داخل ہونے کا ذکر ہے مگر مصنف نے اسکا نام حمصیہ رکھا ہے - مترجم

[2] قذی کے معنی اوس کا رمی کچرے کے ہین جو آنکھہ مین گرکر تکلیف دیتا ہے - مولف

عام لوگ یہ کہتے ہین۔
"اللہ یرضی علیک" حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ یہ جملہ بجاے اس کے کہ اس کے لئے دعا کرین اسپر دعا ہوتی ہے اور یہ بھی
کہتے ہین "بلغ اللہ بک اکلاء العمر" یعنے خدا تجھ کو زمانہ دراز تک زندہ رکھے۔ اور یہ کلمات عربون کے اس قول
کے ہم معنی ہین یعنے "نساہ اللہ" جس کے معنی یہ ہین کہ تیری مدت مین تاخیر کرے اسلئے کہ نساء کے معنی تاخیر کے ہین
اور متاخرین یہ کہتے ہین "فسح اللہ فی اجلک" و "اطال اللہ بقاءک" یعنے خدا تیری اجل (مدت مقررہ) مین وسعت
دیوے۔ اور تیرے بقاء کو دراز کرے۔
جس کے ساتھ تعظیماً اظہار محبت کرتے ہین اسکی نسبت "فدیتک" او "جعلت فداک" کہتے ہین یعنے مین تجھ پر فدا
ہوتا ہون اور تجھ پر فدا کیا جاون۔ اس سے خطاب کرنے والا اپنے مخاطب پر اپنا اعتبار ظاہر اور ثابت کرتا ہے
کہ وہ اس کے مصائب اور آفات اور حوادث اور موت وغیرہ کے وقت بقدر امکان کام آئیگا۔ اور کبھی اس
قول پر بھی اکتفا کرتے ہین "بروحی یا بابی وامی انت" اس کے معنی یہ ہین مین اپنی جان سے اور اپنے مان باپ سمیت
تجھ پر فدا ہوتا ہون۔ اور یہ بھی کہتے ہین "لی الشر اقم سوادک" یہ شخص مخاطب کی سختی اور اس کے خوف کے وقت
کہتے ہین اسکے معنی یہ ہین تو سلامت رہے اور تجھ پر جو آفت پڑنے والی ہے وہ مجھ پر پڑے لیکن عربون کے قول
ابیت اللعن کی نسبت تحیت کے بیان مین سابق مین صراحت سے اشارہ کیا گیا ہے۔ اور جس شخص کو کسی شے
سے دہوکہ دینا منظور ہوتا ہے تو اس سے کہتے ہین کہ فلان کام کر اور فلان سے احتراز کر کہ اسمین مذمت ہے
تو یہ قول دہوکہ کہاے ہوے شخص کے حق مین بجاے ابیت اللعن کے خیال کیا جاتا ہے۔ معنی اس قول کے یہ
ہین کہ ایسا کر ورنہ مذمت مین پڑیگا اور مذمت کا مستحق ہو جائیگا۔ ایک شاعر کہتا ہے۔

فشانک والنعمی فخلاک ذم     ولا ارجع الی اہلی ومالی[1]

جس شخص کو عطوفت (مہربانی کرنے) پر مائل کرتے ہین اسکی نسبت کہتے ہین "قعدتک اللہ" یا "قعیدک واللہ"
اس کے معنی "ناشدتک اللہ" کے ہین یعنے مین نے خدا کے لئے تجھ سے چاہا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے معنی
یہ ہین کہ مین تیرے ساتھ بیٹھونگا اور تیری حفاظت کرونگا۔ اور "عمرک اللہ" کے معنی "سالت اللہ اطالۃ عمرک" و "ناشدتک
اللہ الا فعلت" کے ہین اسکے معنی یہ ہین کہ جب کبھی مین نے تجھ سے جو چیز طلب کی تو نے مجھ کو عطا کیا۔ عربون کے اس
قول "علی رسلک" سے یہ مراد لیجاتی ہے کہ مین تیری موافقت مین ہون۔ اس لئے کہ رسل کے معنی رفق کے ہین

---

[1] تجھے اختیار ہے جہان چاہے چلی جا۔ اور دوبارہ تو میرے اہل اور مال مین اکرمت شریک
ہو۔ مترجم

اور حنانیک صیغۂ تثنیہ سے جو کہتے ہین اُس کے معنی مجھ پر دوبارہ بخشش کر کے لئے جاتے ہین۔ اور عربون کے قول الفرس لجاحہا والناقۃ زماحہا والدور شاہا سے یہ مراد لی جاتی ہے کہ اُس کا امر بالمعروف کامل ہوا۔

استغاثہ کے وقت عربون کی یہ عادت ہے کہ یا فلان کہتے ہین یعنے ای فلان شخص میری مدد کر۔ اور اس وقت وہ شخص یہ بھی ندا دیتا ہے کہ مین فلان بن فلان یعنے وہ ثابت کرتا ہے کہ مین فلان معزز اور شریف باپ دادا کی اولاد سے ہون۔ اور جب اسلام آیا تو ان امور سے مخالفت کی گئی۔ اس لئے کہ حدیث مین وارد ہوا ہے کہ جو شخص جاہلیت کے رسوم اور القاب وغیرہ اختیار کرے اُسکو کاٹ کر پھینکدو اور اُس زمانہ کی کنیتون سے مت بلایا کرو۔

بانی باہلہ کی نسبت کہتے ہین اور درۃ الغواص مین ہے کہ صحیح البانی علی اہلہ ہے اس لئے کہ اصل اس مین یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنی دولہن کے ساتھ ہم صحبت ہونا چاہتا ہے تو اُس کے لئے ایک قبہ بنایا جاتا ہے[1] نعم عوفک اور عوف کے معنی بال (بازو) اور شان کے ہین بعض کہتے ہین کہ بال انسان کے اُس عضو کا نام ہے جس کا نام لینا مکروہ ہے۔ شادی کی تہنیت مین رفاء اور بنین کا لفظ استعمال کرتے ہین بعض نے اسی کے متعلق رفاء۔ ثبات۔ بنین اور بنات کا لفظ استعمال کیا ہے۔ جس کے معنی محبت سے رہنے اور طلاق ندینے اور زیادہ اولاد ہونے کے ہین اور بنین اور بنات کا لفظ لڑکے اور لڑکی دونون پر شامل ہے۔ لیکن متاخرین یہ کہتے ہین مبارک ما عملت ربنا تعالی یہنئک وان شاء اللہ قرین التوفیق وتنظر الخیر وجعلہ اللہ عرساً مقروناً بالہناء والسرور یا مثل اس کے۔ اس کے معنی یہ ہین۔ تو نے جو کام کیا ہے مبارک ہوا ور خدا تجھ کو مبارک کرے اور انشاء اللہ یہ کام توفیق سے مقارن ہوگا اور بھلائی کی امید رکھ امید ہے کہ اللہ تعالی اس شادی کو برکت اور سرور کے ساتھ مقرون کریگا۔

اور جب کسی کے بچہ پیدا ہوتا ہے تو یہ کہتے ہین مبارک ما جارک یہنی بدلالک وجعلہ اللہ من طویلی الاعمار وان شاء اللہ تفرح منہ وتزوج اولادہ معنی اس کے یہ ہین جو اولاد تجھ کو پیدا ہوئی ہے وہ تجھے مبارک ہو اور تو اپنی ذات سے اُسکی پرورش کر اور اُس کو خدائے تعالی طول عمر عطا کرے اور انشاء اللہ تعالی تو اُس سے خوش ہوگا۔ اور اُسکی اولاد کی شادی کا دیکھنا بھی تجھکو نصیب ہوگا۔ اور درۃ الغواص مین لکھا ہے کہ اہل عرب کے یہان جب کسی کے لڑکی ہوتی تھی تو یہ کہتے تھے ہنیئالک النافجہ یعنے تجھ کو یہ نافہ مشک مبارک ہو اس کا ذکر فصل گزشتہ مین دیکھو۔

---

[1] مقالہ سوم کی چوتھی فصل کو دیکھو۔

ملاقات ہتا دلہ ہین یعنے اُن ملاقاتون مین جو اعیاد وغیرہ تقریبون مین لوگ ہر سال آپسمین ایک دوسرے کے یہان جاتے ہین اُن مین یہ کہتے ہین "انتم بخیر احیاکم اللہ کل عام" یعنے تم خیریت سے رہو اور ہر سال خدا تمہین زندہ اور صحیح سلامت رکھے۔ جب ملاقات کرنے والا ان بیاہا ہوتا ہے تو اُسکو کہتے ہین "فی السنۃ القادمۃ نشوفک عریس" یعنے خدا ایسا کرے کہ اب کے سال ہم تجھکو دولہا بنا ہوا دیکھین۔ اور اگر ملاقات کرنے والا بیاہا ہوا اور بے اولاد ہوتا ہے تو اُسکی نسبت کہتے ہین "فی السنۃ القادمۃ یکون عندک غلام" یعنے خدا ایسا کرے کہ سال آیندہ ہم آپ کو صاحب اولاد دیکھین۔ عید الضحی کی ملاقات مین کہتے ہین کہ "السنۃ القادمۃ فی العرفات" اگلے برس ہم آپ کو عرفات مین دیکھین۔ اور اگر ملاقات کرنے والے مسافر ہوتے ہین تو اُن سے کہتے ہین "السنۃ القادمۃ فی الاوطان مع جبر الخاطر انشاء اللہ تعالی" یعنے خدا ایسا کرے کہ سال آیندہ تم خیر وخوبی سے اپنے وطن مین رہو اگر خدا نے چاہا۔

اہل عرب مریض کی عیادت ان الفاظ سے کرتے ہین "مصح اللہ باک" یعنے خدا تیری بیماری کو دور کر دے لیکن متاخرین یہ کہتے ہین "زال الباس شفاک اللہ دعافاک" یعنے مرض زائل ہو جائے اور خدا تجھکو شفا دے اور تجھکو عافیت مین رکھے۔ اور جب وہ صحت کے قریب یا صحت پا جاتا ہے تو اُسکی نسبت یہ کہتے ہین "اجر وعافیۃ" اس سے اُنکی مراد یہ ہوتی ہے کہ خدا تجھکو اس مرض کے بدلے مین ثواب دیوے۔ اور اُسکے عوض مین عافیت بخشے۔

غمگین لوگون سے تعزیت اسطرح سے کرتے ہین "عظم اللہ اجرکم وجعلہ قاطع الاسواء عنکم و ربنا لا یقی بعدہ لکم خاطرا وجعل العوض لسلامتکم" اور مثل ان کلمات کے۔ معنی ان کے یہ ہین۔ خدا تمہارے اجر مین زیادتی کرے۔ اور اس حادثہ کو تم سے رنج وہموم کے دور کرنے کا سبب کرے۔ اور پروردگار آیندہ کبھی تمہارے دل کو مکدر نہ کرے۔ اور تم کو سلامت رکھکر اسکا نعم البدل عطا کرے۔ اور جب میت بچہ ہوتا ہے تو یہ کہتے ہین "اللہم اجعلہ لنا فرطا" یعنے ای خدا تو اُسکو ہمارے لئے موجب اجر بنا جو آگے ہمارے کام آئے اور شخص محزون بھی تعزیت کرنے والون کو اسی کے موافق جواب دیتا ہے۔ ابو الولید احمد بن عبد اللہ ابن غالب بن زیدون المخزومی اندلسی سے جو قرطبہ مین ۳۹۴ ہجری ۱۰۰۳ع مین پیدا ہوا تھا حکایت بیان کی جاتی ہے کہ وہ ایک وقت ایک میت کی قبر پر کھڑا ہوا تھا اور مختلف طبقہ کے لوگ اُس سے تعزیت کر رہے تھے۔ ابن زیدون نے ہر ایک شخص کو علیحدہ علیحدہ الفاظ سے جواب دیا۔ چنانچہ وسعت عبارت مین اُسکی مثال دیجاتی ہے اور کہا جاتا ہے "اوسع عبارۃ من ابن زیدون" یعنے ابن زیدون سے زیادہ وسیع عبارت کا آدمی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اُسکی معلومات لفظی بہت بڑھی ہوئی ہے۔

اسلام مین دو متوفی شخصون مین سے ایک کے ذکر کے وقت اہل اسلام اپنی مجالس مین یہ کہتے ہین "رحمہ اللہ" یا "تغمدہ اللہ بالرحمۃ" یہ اُس وقت کہتے ہین جب متوفی کا ذکر لفظاً ہوتا ہے ان الفاظ کے معنی یہ ہین خدا اُسپر رحم کرے۔ یا خدا اُس کو رحمت سے ڈہانپ لیوے۔ لیکن خط خطوط مین یعنے تحریر مین یہ لکھتے ہین "طاب ثراہ" یعنے خدا اُسکی مٹی کو پاک کرے۔ اور نیز "قدس اللہ روحہ" اور "نور ضریحہ" بھی کہتے ہین اور نیز اسی قسم کے الفاظ استعمال کرتے ہین معنی اس کے یہ ہین اللہ اُسکی روح کو پاک کرے۔ اور اُسکی قبر کو روشن کرے مسلمان کی میت کو متوفی کہتے ہین اور دوسرے مذہب کے مردون کو میت اور ہالک کہتے ہین۔

مثلاً اگر زید کی تعریف کرنی مقصود ہوتی ہے تو یہ کہتے ہین "حبذا زیدا" اور حبذا کا لفظ افعال مدح سے ہے۔ اور معنے حبذا زید کے یہ ہین یعنے زید اچھا ہے۔ اور یہ بھی کہتے ہین "ہذا رجل حسبک من رجل" یعنے یہ آدمی بہ نسبت دوسرے آدمی کے تیرے لئے کافی ہے۔ اور یہ مدح شخص غیر معلوم کے لئے ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ بہ نسبت غیر شخص کے یہ تجھ کو کافی ہے۔ اور لیکن عربون کے اس قول "حسیبک اللہ" کے معنی یہہ ہین کہ خدا تجھسے انتقام لے اور حساب لینے والا سب سے بہتر خدا ہے۔

جب کسی کے سوال کو قبول کرنا ہوتا ہے تو اُس کے جواب مین یہ کہتے ہین "حبا وکرامۃ" معنے اس کے یہ ہین مین تجھ کو بہت محبوب رکھتا ہون اور تیرا نہایت اکرام کرتا ہون۔

جب کوئی شخص کسی کو اپنے معائب پر اپنی ثقاہت سے واقف کرتا ہے تو وہ کہتا ہے "القیت الیہ عجری وبجری" یعنے اس کو مین نے اپنے کام سونپ دئے ہین۔ لیکن "ابحج لطنہ لہ" کے معنے یہہ ہین کہ کس نے اُس کی نصیحت مین مبالغہ کیا۔ اور قائل کے اس قول "ابوء الیہ بنعمتہ" کے معنے یہ ہین کہ مین اُس کی نعمت کا اقرار کرتا ہون اور "ما فی صدری حوجاء ولا لوجاء" کے معنے یہ ہین کہ میرے دل مین کسیطرح کا شک وشبہ نہین ہے۔ اور کلمہ "فما رد حوجاء ولا لوجاء" کے یہہ معنی ہین کہ مین نے اُس سے باتین کین اُس نے نہ کوئی برا جواب دیا اور نہ اچھا جواب دیا۔ اور عربون کے قول "سبحان اللہ" کے معنی پناہ بخدا کے ہین۔ اور "اجلک اللہ" کے معنے خدا تیرے مرتبہ کو بڑا کرے۔ ہین المکروہ حاشاک کے معنی ہین خدا تجھ کو مکروہ سے بچاوے اور حاشا حرف استثنا ہے

---

ہ برخلاف اس کے ہندوستان مین مسلمان کے مردہ کو مرحوم اور غیر قوم کے مردہ کو متوفی کہتے ہین۔ مترجم

اور اس مقام پر تنزیہ کے معنی مین مستعمل ہوا ہے اور معنی اسکے یہ ہین کہ خدا تجھ کو نقص سے بچاوے اور پاک کرے اور حاشا للہ کے معنی معاذ اللہ کے ہین۔

اور کسی چیز کی تمنا مین یہ کہتے ہین "لیت شعری" اور لیت شعری کے معنی یہ ہین کہ کاش مجھکو یہ معلوم ہوتا اور کاش کہ مین اسکی حقیقت سے واقف ہوتا۔

جاہلیت مین اہل عرب بوقت رضا اور تعجب اور فخر اور مدح کے ایک مرتبہ بخ کہتے تھے۔ اور مبالغہ سے کہنا ہوتا تھا تو بخ بخ کہتے تھے اور یہ اسماء افعال[1] سے ہے۔ اس کے معنی یہ ہین کہ کام بڑے اعلی درجہ کا ہوگیا یا عظیم الشان ہوگیا اور نیز بذبذ کے معنی بھی یہی ہین لیکن اہل عرب کے قول "وی" کی نسبت کہا جاتا ہے کہ یہ تعجب کا کلمہ ہے اور بعض کہتے ہین کہ زجر کا۔ اور مثال اسکی یہ ہے "وی لزید" یعنے زید کو کیا ہوا جب کسی ایسی خبر کو سنتے ہین جو خوش کرنے والی ہوتی ہے تو یہ کہتے ہین "واہا ما ابرد ہا علی الفواد" یعنے کیا ہی عمدہ اور خوشخبر ہے جس نے دل کو ٹھنڈا کر دیا۔ اور یہ بھی روایت کی جاتی ہے کہ بجاے اسکے "واہا لہا من نغمۃ" بھی کہتے ہین اسکے معنی یہ ہین یعنے کیسی عمدہ آواز اور خوش کن ہے۔ عربون کی مثالون مین سے یہ بھی ایک مثال ہے "انہ لواہا من الرجال" یعنے وہ بڑا ہی نیک اخلاق اور کریم ہے مطلب یہ ہے کہ وہ اس لائق ہے کہ اسکی نسبت یہ کلمہ کہا جا سکتا ہے۔ لیکن لیلٰی کی نسبت واہا کے سواے اور دوسرے کلمات کہے جاتے ہین۔ ابو النجم کہتا ہے۔

واہا لریا ثم واہا واہا ۔۔۔ یالیت عینا ہا لنا وفاہا[2]

لیکن لفظ "آح" نہایت مکروہ اور رنجدہ ہے اور اسکو اس وقت کہتے ہین جب کوئی تکلیف دینے والی چیز درپیش ہوتی ہے اور رنج دیتی ہے اور یہ کلمہ مثل کلمہ "حس" اور "اخ" اور "اوہ" کے ہے اور "اوّہ" کا لفظ "تاوّہ" سے مشتق ہے اور ان سب کے ایک ہی معنی ہین۔ بعض ان مین سے حرف ہا کو حذف کرکے حرف "اوّ" کہتے ہین اور انکا یہ قول "تیاوہ من الذنوب" اسی سے ماخوذ ہے۔

شخص بیہودہ اور باطل گو کی نسبت کہتے ہین "ہو الضلال بن ہبلل او تہلل او فہلل" اور یہ سب باطل اسما ہین

---

[1] اسماے افعال ان اسما کو کہتے ہین جو فعلیت کے معنے ہوتے ہین یعنے وہ لفظ ہوتا تو اسم ہے لیکن اس کے معنی فعل کے ہوتے ہین۔ مترجم

[2] ترجمہ۔ واہ واہ پھر واہ واہ کیا ہی خوشبو ہے جو دماغ کو معطر کر رہی ہے کاش کہ اسکی آنکھین اور اسکا منہ ہمین ملتا تو ہم اسکو تعظیم و تکریم سے بوسہ دیتے۔

معنی اس کے یہ ہین کہ وہ باطل بن باطل ہے یعنی دروغ گو اور بیہودہ گو کا بیٹا ہے اور وہمیان بن بیان اُس شخص کی نسبت کہتے ہین جس کے باپ دادا کا نام معلوم اور معروف نہ ہو۔ اور ہی بن بی اور جبار القرنی حمار کہ وہ جھوٹا اور دروغ گو ہے کیونکہ گدہے کے بھی سینگ نہین ہوتے ہین۔ اور جا بالضلال بن الہبلل اُس شخص کی نسبت کہتے ہین جس کی باتین سننے سے بیزاری ہو۔

اور دروغ گو کو غصہ ساقغ کہکر ڈراتے ہین یعنے ای دروغ گو خاموش رہ اور نیز اس شخص کو گالی دیکر دہمکاتے ہین جو اپنے ساتھ کسی ایسے شخص کو لائے جس سے وہ ملنا نہین چاہتے اور اسکو یہ کہتے ہین وجہ المحرش اقبح" اور یہ قول مثل عوام کے قول کے ہے جو کہتے ہین ماشتمک الاالذی بلغک" یعنے تجھکو اس شخص نے گالی دی جس نے تجھکو وہ گالی پہونچائی ہے اور جس کسی کے کلام اور افعال سے بیزاری ہوتی ہے تو اسکو خسا" کہتے ہین اور یہ کلمہ ایسا ہے کہ اس سے کتون کو دہمکاتے اور نکالتے ہین۔ اور جب کسی امر سے ناخوش ہوتے ہین تو اس کے مرتکب یعنی فاعل کی نسبت یہ کہتے ہین اخزاہ اللہ" اور قبحہ اللہ" یا اف اف" یعنے خدا اسکو رسوا کرے۔ خدا اُس کا برا کرے۔ یا اُسپر تف ہے۔ اور کلمہ اف افف سے مشتق ہے جس کے معنی جہڑکی کے ہین۔ اور اف کے معنی کان کے میل کے ہین اور تف کے معنی ناخن کے میل کے ہین اور یہ بخ بخ کے ضد مین ہے جسکا اوپر ذکر ہوا اور افالہ" بھی کہتے ہین یعنے وہ گندگی اور نجاست مین رہے یا اخ وتف" بھی کہتے ہین تف کے معنی کی توضیح بھی اوپر مذکور ہوئی اور اخ کے معنی پلیدی کے ہین اور حجرا لہ" کے معنی ہین کہ وہ دفع ہوجاوے یہ اُس وقت کہتے ہین جب کسی امر سے پناہ چاہی جاتی ہو۔

جس کسیکی حقارت کرنا چاہتے ہین تو اسکو یا خبیقہ خاے حطی اور خاے شخذ سے کہتے ہین اور یہ دونون لفظ مکسور ہین اس کے معنی ٹھگنے یعنی پشت قد کے ہین اور جس شخص کی صورت دیکھنے کو مکروہ جانتے ہین تو اسکی نسبت خدا وحدیہ" کہتے ہین معنی اس کے یہ ہین ای مردہ دچلاجا۔ مرد قلیل الخیر کو یہ کہتے ہین انہ لنکد الخطیرہ" یعنی وہ بالکل بے مایہ ہے اور راحت رسان نہین ہے خطیرہ کے معنی مال واسباب کے ہین عربون کی یہ بھی عادت ہے کہ متکلم سے جب کوئی تعجب کی بات سنتے ہین جسکی توقع اُن کو شہری لوگون سے نہین ہوتی ہے تو وہ اسکی مدح کرتے ہین۔ زوزنی کہتا ہے کہ اہل عرب یہ فعل اسوقت کرتے ہین جب شخص مدعو علیہ (وہ شخص جسکو دعا دیجاے) کے کمال کو چشم زخم سے بچانے کی نیت ہوتی ہو ایک شاعر کہتا ہے۔

رمی اللہ فی عینی ثبینتہ بالقذی      وفی الغر من انیابہا بالقوادح[1]

---

[1] ترجمہ۔ خدا شبینہ کی آنکھ مین تنکا ڈالے اور اسکی عزت دآبرو مین عیب کے دانت مثل پہاڑون کے لگاوے۔

یہ قول مذکورہ بالاقسم سے ہے "قاتلہ اللہ ما افصحہ" معنے اس کے یہ ہین کہ خدا کے سوا اور کوئی اسکا قاتل نہ ہو یعنی اسکا کوئی ہمسر نہین ہے جو اسکو قتل کرے - اور یہ جملہ "لاعدمن نفرہ" اسی کے ہم معنی ہے اور "ثکلتہ امہ" اور "ہبلتہ امہ" بھی مثل "ثکلتہ الجثل" کے ہے یعنی مان اور زوجہ - اور جثل کے معنی زیادہ بالون کے ہین - پس اس لحاظ سے معنی اس کے یہ ہوتے ہین کہ اسکی عورتین تباہ ہوجائین - اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جثل کے معنی گھر کی منتظمہ عورتون کے ہین اور بعض لوگ اس کے دوسرے بھی معنے کرتے ہین - اور "ہوت امہ" بھی کہتے ہین ایک شاعر کہتا ہے

ہوت امہ ما یبعث الصبح غادیا وماذا یودی اللیل حین یووب[۱]

اور "ویلک" کے معنی یہ ہین کہ تو تکلیف اور عذاب مین رہے اور ایسے مقام پر "ابا بوحاک" بھی کہتے ہین بعض کہتے ہین کہ یہ کلمہ مثل "ویحک" کے ترحم کے لیے استعمال ہوتا ہے اور بعض کہتے ہین کہ ویل کے معنی مین مستعمل ہوتا ہے جسکے معنی تکلیف اور عذاب کے ہین - میدانی کہتا ہے کہ "لقی فلان ویلا" کے معنی یہ ہین کہ فلان شخص نے اپنی مطلوب کی چیز پائی - خلیل کہتا ہے کہ اس وزن پر سوائے "ویح" اور "ویس" اور "ویہ" اور "ویل" کے اور کوئی لفظ نہین سنا گیا اور کہتے ہین کہ "ویک" اور "ویب" بھی بہ لحاظ معنی اس کے قریب قریب ہین لیکن "ویح" اور "ویس" دونون معنی مین تعجب اور رافت کے مستعمل ہوتے ہین -

جب کسی کے کلام سے بدفالی لیتے ہین تو واقعی طور پر اس کے لیے یہ دعا کرتے ہین "بفیک الحجر" یعنی تیرے منہ مین پتھر ہو - اور جس کے ہلاک ہونے کی دعا کرتے ہین تو اسکی نسبت کہتے ہین "استاصل اللہ عرقاتہ" یعنی خدا اسکی جڑ اکھاڑ دے - اور عرقہ کے معنی اس طرہ درسی کے ہین جو بٹی جاتی ہے اور خیمہ کے اطراف باندہی جاتی ہے جو اس کے لیے مثل جڑ کے ہوجاتی ہے - اور اسی کے معنی "لاالظبی اعفر" بھی کہتے ہین اور یہ فرزدق کے قول سے ماخوذ ہے جب کہ اس کے بھائی زیاد نے اسکو اس کے باپ کے مرنے کی خبر سنائی تھی -

اقول لہ لما اتانی نعیہ بہ لاالظبی بالصریمۃ اعفرا[۲]

جب کسی کی ہنسی اڑانی ہوتی ہے تو یہ کہتے ہین - "بہ لاالکلب نابح بالسباسب" معنی یہ ہین کہ اسکی حالت اور آواز ایسی ہے کہ جنگلون مین بھونکنے والے کتے کی آواز بھی ایسی نہین ہوتی ہے - کسی شخص کا کام ناپسند ہوتا ہے تو اسکی نسبت یہ کہتے ہین "لاتفعل ذلک امک حالق" یعنی تو یہ کام مت کر خدا تیری مان کو تباہ اور برباد کرے یہانتک کہ

---

[۱] ترجمہ - خدا اسکی مان کو ہلاک کرے کہ اس نے صبح کو کیسی بھیجا ہے اور اسکی واپسی کے وقت رات کیا چیز ادا کریگی -

[۲] ترجمہ - جب اسکی موت کی خبر دینے والا میرے پاس آیا تو مین نے اس سے بہ لاالظبی بالصریمۃ اعفرا کہا یعنی ہرنی ذبح نہ ہو بلکہ وہ خود ہلاک ہوجائے -

وہ تیرے غم میں اپنا سر مونڈ ڈالے۔ "تبلاً لہ" کے معنی "ویلاً لہ" کے ہیں یعنے اُسکو عذاب نصیب ہو۔ اور "بسلاً و رسلاً"
شخص (مدعو علیہ) کے لیے دعا ہے۔ اور "بسلاً بسلاً" کے معنی آمین آمین کے ہیں۔ اُن کے قول "تعس جدک" کے
معنی "تعس جدک" کے ہیں یعنے تیرا دادا ہلاک ہووے۔ اور "تعس لعدوک عیناً" اور "تب فلان" کے معنی ہلاک
ہوا ہیں اور "تبت یداہ" کے معنی اُس کے دونوں ہاتھ خالی ہوگئے اور نقصان پذیر ہوگئے ہیں۔ اور "تباً لہ"
بہ صورت اعراب نصب (زبر) علی المصدریۃ کے معنی یہ ہیں کہ خدا اُسکو ضرور ہلاک کریگا اور ضرور اُسکو نقصان اور ٹوٹے
میں ڈالیگا۔ اور "شل اللہ عرشہ" سے مراد یہ ہے کہ خدا اُس کے مکان کو محفوظ نہ رکھے۔ اور "اذہب ملکہ" یا "اذہب
عزہ" اور "عسر جدہ" اور "تعس جدہ" کے معنی ہلاک ہوا ہیں اور "ذبل ذبلہ و ذبلاً ذبلاً و ذبلاً ذبیلاً" کے معنی یہ ہیں کہ خدا
اُس کے مال کو لے لے اور اُس کے آفت اور عذاب اور ہلاکی میں مبتلا ہونے کو لوگوں کو بتلائے۔ اور عورت
کے لیے "لا حظی رفغاک" جو کہتے ہیں اُس کے لیے بد دعا ہے اسکے معنی یہ ہیں کہ خدا تجھ کو شوہر نصیب نہ کرے
اور لڑکے کو اسطرح سے بد دعا دیتے ہیں "لا اشب اللہ قرنک" یعنی خدا تجھکو بڈھا نہ کرے اور تیری عمر دراز نہ کرے
اور عربوں کے اس محاورہ "اشعب اللہ عیش فلان" کے یہ معنی ہیں کہ خدا اُس کے عیش کو سخت کرے اور "اصمی اللہ
ظلہ" کے معنی ہیں خدا اُس کو ہلاک کرے "اکزہ اللہ تعالیٰ" بھی بد دعا ہے۔ اس لیے کہ کزاز اُس بیماری کو کہتے ہیں
جو شدت سردی سے ہوتی ہے۔ اور "لا کان و لا تکون ولحاہ اللہ" کے معنی ہیں اُسکو لعنت کرے اور "لا ہدا اللہ
[illegible]" کے معنی ہیں اُسکی سختی اور تکلیف کو ساکن نہ کرے یعنی اُسکو تکلیف میں رکھے۔ اور "واہتہ لہ والیدین وللفم" کے
معنی ہیں خدا اُس کے ہاتھوں کو اور منہ کو توڑے۔ اور "رماہ اللہ بافعی حاریۃ" کے معنی ہیں اُس کے جسم کو
بوڑھاپے کا سانپ اسطرح سے ڈسے کہ اُس کے ڈسنے کا اثر باقی نہ رہے بلکہ وہ فوراً مرجائے۔
اور "رماہ اللہ بالصدام والاولق والجذام" کے معنی یہ ہیں کہ خدا اُس کو صدام اولق اور جذام سے مارے۔
صدام اُس بیماری کا نام ہے جو اکثر جانوروں کے سروں میں ہوتی ہے۔ اور اولق کے معنی جنون کے ہیں
اور جذام (معاذ اللہ) ایک مشہور بیماری ہے اور "رماہ اللہ بدینہ" سے مراد موت ہے اس لیے کہ موت
بھی ہر شخص کے لیے بطور دین (قرض) کے ہے اور "رماہ اللہ من کل اکمۃ بحجر و علی الشرف الاقصی فالعدہ"
کے معنی یہ ہیں کہ خدا اُسکو ٹیلہ سے پتھر پر گرائے اور نہایت اونچے مقام سے اُسکو دور کرے۔
اور "عقرا و حلقا" بھی ہلاکی کے لیے بد دعا ہے۔ اور عورت کو "عقری و حلقی" کے لفظ سے بد دعا دیتے ہیں یعنے
اُس نے اپنی قوم کو شومی سے ہلاک اور برباد کر دی۔ اور "علیہ العفاء والدبار و سوء الدار و علیہ العفاء والذیب
العواء" بھی کہتے ہیں عفاء کے معنی مٹ جانے اور کہنہ ہونے اور ہلاک ہونے کے ہیں اور "دریا یقطع
الغظام بریاً" یعنے خدا اُسکو نجس چیز کھلائے۔ معنی اسکے یہ ہیں کہ اُسکا پیٹ پیپ سے بھرے۔

اور "جدع اللہ مسامعہ واجن اللہ جبالہ" یعنے خدا اس کے کان کاٹے اور اس کے خاندان میں جن رہے۔ جو وحشت پیدا کرنے والی مخلوق ہے اور "رماہ اللہ بداء الذئب" کے یہ معنی ہیں کہ خدا اسکو بھیڑیے کے سامنے ڈالے۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ خدا اسکو بھوک میں ڈالے یعنی وہ شخص فقر و فاقہ میں رہے۔ اور ذئب ہی مراد موت بھی لی جاتی ہے اس لیے کہ بھیڑیا اسی شخص سے ملتا ہے جسکی موت آ جاتی ہے۔ اور "رماہ اللہ بالطلاطلہ والحمی الماحلات" کے معنی یہ ہیں کہ خدا اسکو طلاطلہ کی بیماری میں ڈالے اور طلاطلہ ایک مرض ہے جسکی دوا نہیں ہے اور "اصم اللہ صداہ[1] و دلج الرحم واخن اللہ عنیہ ولا صحبہ ولا دمع علیہ" کے معنی یہ ہیں کہ خدا اسکو آواز نہ سنائے اور اسکو سنگباری میں داخل کرے اور اسکی آنکھوں کو گرم رکھے یعنی وہ روتا رہے اور اسکو صحت نہ دے اور اسکی حالت میں وسعت نہ کرے مسافر کو دعا دینے کے لیے یہ الفاظ کہتے ہیں "لاقیت اخیلا" (مقالہ چہارم کی فصل چہارم کو دیکھو) اور "صفرت یداہ من کل خیر" کے یہ معنی ہیں کہ اس کے ہاتھ خالی رہیں۔ اور "خمصر الیدین" اور "تربت یداہ" کا محاورہ اسی سے نکلا ہے جس کے معنی خالی ہاتھ اور خاک آلود ہاتھوں کے ہیں یعنے وہ محتاج رہے۔ اور "لا ترک اللہ وا ضحۃ" کے معنی یہ ہیں کہ خدا اس کے پاس کوئی چیز باقی نہ چھوڑے۔ اور کہا گیا ہے کہ اس کے معنی ظاہری مال کے ہیں یعنے اسکو دنیاوی مال و اسباب میسر نہ ہو۔ اور قوم کو ان الفاظ سے بددعا دیتے ہیں "اباد اللہ خضراءہم" اصمعی کہتا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ خدا ان کے مال و نعمت کو پریشان اور متفرق کر دے اور بعض "اباد اللہ غضراءہم" بھی کہتے ہیں یعنے خدا انکی خیر و برکت کو اٹھا لیوے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ خدا ان کی بہجت اور حسن کو دور کر دے۔ ایک شاعر کہتا ہے۔

اخشوا التراب علی محاسنہ ۔۔۔ وعلی غضارۃ وجہہ النضر[2]

اور "ابدی اللہ شوارہ" کے معنی یہ ہیں کہ خدا اسکی پردہ پوشی زائل کر دے اس لیے کہ شوار کے معنی فرج (شرمگاہ) کے ہیں اور "بجنبہ فلتبکہ الوحبہ" کے معنی یہ ہیں کہ مرض ذات الجنب اسکو ہو جائے اور یہ مریض کے لیے بددعا ہے اور "بوسا لہ" اور "توسا لہ" اور "خوسا لہ" کے معنی بلا فرق و امتیاز ایک ہی ہیں۔ یعنی وہ ہلاک ہووے اور "بہرا لہ" کے معنی یہ ہیں کہ اسپر وہ چیز نازل ہووے جو اسکو ہلاک کر دے۔ اور "بہرا لہ" مثل "جدعا لہ" کے ہے۔

---

[1] اصم اللہ صداہ کے معنی یہ ہیں کہ خدا اس کو ہلاک کرے اس لیے کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو اس سے کوئی آواز نہیں آتی ہے۔ اور نیز صدی اس آواز کو کہتے ہیں جو پہاڑوں وغیرہ میں سنائی دیتی ہے۔ "صم صداہ" کے معنی یہ ہیں کہ وہ مر گیا۔

[2] ترجمہ۔ اس کے محاسن (خوبیوں) پر خاک ڈالو اور اسکی ثروت اور خوشحالی بھی تباہ ہو جائے اور بگڑ جائے۔

اور "ثبت لبدہ" مین لبد کے معنی زین کے نمدہ کے ہین اور لبد کے ثابت اور قائم رہنے کے معنی یہ ہین کہ جب تک نمدہ سواری پر قائم رہیگا اسمین خیر و برکت نہ ہوگی اسلئے کہ اہل عرب اپنی خاتون کے لیے بھلائی اور خیر و برکت اوٹ اور ذاکرنی مین خیال کرتے تھے - اور ایسے ہی موقع پر "لا حلبت ولا احلبت" بھی کہتے ہین ایک شخص نے دوسرے سے جسکو اُس نے دعا دی تھی یہ کہا تھا - اُن کنت کا ذبا فحلبت قاعدا و شربت باردا یعنی تجھہ کو بکری کا دودھ کھڑے ہوکر دوہنا اور اسکا ٹھنڈا کرکے پینا نصیب ہو -

اہل عرب مین جب کوئی شخص اپنے کسی دشمن کو گالی دیتا ہے تو اسکی ماں کو فحش کی طرف[1] منسوب کرتا اور اس قسم کے الفاظ اسکی نسبت استعمال کرتا ہے - یا ابن الفاحشہ "یا ابن الخنا" یعنی ای فاحشہ کے بیٹے اور ای بدبودار عورت کے بیٹے - اور "یا ابن شائمة الوزر" شائم وہ شخص ہے جو شوم کو اپنی طرف کھینچتا ہو اور ازر کے معنی گناہ کے اور ثقل (وزن) کے ہین پس اس کے معنی یہ ہوئے کہ ای گناہ اٹھانیوالی کے بیٹے اور یا ابن ذات الرایات" اور رایت کے معنی علم (جھنڈا) اور علامت کے ہین جو لوگون کے نظر پڑنے کے لیے قائم کیے جاتے ہین معنی یہ ہوئے کہ ای مشہور فاحشہ (کسبن) کے بیٹے اور "یا ابن ترنی" یعنے ای زانیہ کے بیٹے اور "یا ابن المراغة" اور مراغہ اُس زمین کو کہتے ہین جسمین مویشی پڑے رہتے ہین مطلب یہ ہوا کہ تو ایسی ماں کا بیٹا ہے جو حرام کاری کے لیے مثل مراغہ کے بنگئی ہے جس کے پاس جانے مین کسی کو روک ٹوک نہین - اور "یا ابن الفاعلة" بھی کہتے ہین جس کے معنی ظاہر ہین فاعلہ کے معنے بدکاری کرانے والی عورت کے ہین - اور "یا ابن اثنا امہا" بہی کہتے ہین یعنی ای لونڈی کے بیٹے -

اور "لا ام لک" کے معنی ہین کہ تجھے آزاد (بی بی) اور شریف ماں نہ ملے - اور صحیح گالی یہی ہے - یہ تفسیر میدانی نے ابو سعید ضریر سے کی ہے اسلیے کہ عربون کے نزدیک لونڈیون کے بیٹے شریف نہین سمجھے جاتے ہین - اور وہ آزاد بیبیون کی اولاد کے ساتھ لاحق نہین کیے جاتے یعنی اُنکی عزت ویسی نہین ہوتی جیسی شریف عورتون کی اولاد کی (دیکھو مقالہ سیوم کی فصل چہارم کا بیان جو اولاد سے متعلق ہے) لیکن اہل عرب جب "لا ابا لک" کہتے تھے تو یہ سمجھا جاتا تھا کہ گالیون کی حد ہوگئی ہے یعنی اب اس سے زیادہ بری اور بدتر کوئی گالی نہین ہے - زوزنی کہتا ہے کہ "لا ابا لک" ایک ایسا کلمہ ہے کہ اس سے کسی برائی کا ارادہ نہین ہوتا ہے بلکہ یہ محض تنبیہ اور تہدید ہے اور جسکی آبرو اور عزت مین زیادہ عیب لگانا ہوتا ہے تو اُس شخص کو

---

[1] ہند کے علاقہ مین اکثر گالیون مین ماں کی ہی طرف نسبت ہوتی ہے اور جیسی فحش اور مکروہ گالیان اس ملک مین ہین شاید اور کسی ملک مین نہ ہونگی - مترجم

کہتے ہین "یا ابن القرنان"[1] یعنے ای دیوث کے بیٹے - اور مثل اسکے جب کسی عورت کو گالی دیتے ہین تو اسکو "یا خباث" کہتے ہین یعنی ای خبیث عورت - اور مرد کے لیے "یا خبث" کہتے ہین - اور عورت کو "یا لکاع" بھی کہتے ہین لکاع کی عین کسرہ کے ساتھ ہے جیسے لفظ قطام کو کسرہ میم کے ساتھ پڑہتے ہین یعنے مبنی علی الکسرہ پڑہتے ہین - شاعر حطیئہ اپنی عورت کی ہجو اس طرح کرتا ہے -

اطوف ما اطوف ثم آوی　　الی بیت قعیدتہ لکاع[2]

لکاع کا لفظ ندا مین مستعمل ہوتا ہے - عرب کی عورتین آپسمین ایک دوسری کو جو گالیان دیتی ہین منجملہ اُن کے "یا لطہ" بھی ایک گالی ہے جس کے معنی جہوٹی اور کمینی کے ہین - اور "یا خزاق" لفظ خزق سے معدول[3] ہے جس کے معنی ذرق کے ہین یعنے پرندون کی بیٹ - عرب لوگ لونڈی کو "یا بنظر" کہہ کر گالی دیتی ہین جس کے معنی قبیح اور مکروہ ہین اور جب کسی لڑکے کو گالی دیتے ہین تو اُس کی نسبت "یا ولد الزنا" اور "تربیۃ الخناء" اور "یا ابن اللکعاء" اور "یا ابن اللقیط"[4] وغیرہ قبیح اور مکروہ الفاظ کہتے ہین - ان الفاظ کے معنی یہ ہین - ای ولد الزنا اور ای فاحشہ کے پرورش پائے ہوئے - اور ای کمینی عورت کے بیٹے اور ای پڑے ہوئے لونڈی کے بیٹے -

اہل عرب سخت تہدید اور تنبیہ کے وقت یہ کہتے ہین "لاکوینک کیۃ المتلوم" متلوم اُس شخص کو کہتے ہین جو بیماری کو تلاش کرتا اور مقام مرض کو جان لیتا ہے - معنی اس کے یہ ہین مین تجہہ کو ایسا داغ دونگا جسطرح متلوم مقام پہچان کر داغ دیتا ہے اور یہ بھی کہتے ہین "لارینک لمحا باصرا" یعنے مین تجہہ کو وہ حالت بتلاونگا جس سے تو گہبرا جائے گا - اور یہ بھی کہتے ہین "ولالحقن حواقنک بذواقنک" حواقن شکم کے اُس حصہ کو کہتے ہین جو نیچے کی طرف لٹکتا رہے اور "لاطعنن فی حوصک" یعنے تیرے کیے ہوئے کام کو بگاڑ دونگا - اور تیرے ہلاک کرنے مین کوشش کرونگا -

---

[1] قرنان اُس مرد کو کہتے ہین جو اُسکی زوجہ کے ساتھ قرین (یعنی نزدیک) رہتا ہے اور شوہر اس امر کو دیکھ کر چشم پوشی کرتا ہے ایسے شخص کو دیوث کہتے ہین - مولف

[2] ترجمہ - مین چکر لگاتا ہون اور پہر چکر لگاتا ہون اور جب پہر گہر مین آتا ہون تو اُس کمینی عورت کے ساتہہ ایک شخص اُس کا ہمنشین بیٹھا رہتا ہے -

[3] ترجمہ - معدول علم نحو کا ایک اصطلاحی لفظ ہے جو غیر منصرف کے اسباب تسعہ مین سے ایک سبب ہے اور وہ اسباب تسعہ یہ ہین عدل - وصف تانیث - معرفہ - عجمہ - ترکیب - الف و نون زائدتان - جمع یعنی صیغہ منتہی الجموع - وزن فعل - مترجم -

[4] لقیط اُس پڑے ہوئے بچہ کو کہتے ہین جو حرام کاری سے پیدا ہوتا ہے اور اُسکی ماں اپنی بدفعلی کے ظاہر نہ ہونیکی وجہ سے اسکو کہین جنگل وغیرہ مین پہینکدیتی ہے پس ایسے بچہ کو جو دوسرے لوگ اٹہا لاکر پرورش کرتے ہین لقیط کہتے ہین - مترجم -

اور "لاقیمنک علی الترب" یعنی مین تجہہ کو دہانگے پر کہڑے کرونگا - مطلب یہ ہے کہ مین تجہہ کو ایسے موقع پر لاونگا جہان تو آسانی سے خود بخود تباہ اور ہلاک ہو جائے اور "لاقیمن اخدعیک" کے معنی یہ ہین کہ مین تیرے غرور کو نکال دونگا - اور "لاقیمن قذالک" کے یہ معنی ہین کہ مین تیرے ظلم و زیادتی کی خبر لونگا - اور اس مثال مین بجائے "قذالک" کے "قذالک" بہی کہتے ہین اسصورت مین معنی یہ ہونگے کہ مین تیرے ٹیڑہے پن کو نکال دونگا - اور بجائے اس لفظ کے "ضعرک" بہی کہا جاتا ہے اور اس وقت معنی یہ ہوتے ہین کہ تیرے تکبر اور غرور کے ٹیڑہے رخسار کی کجی نکال دونگا - اور یہ محاورہ بہی ہے "لئن التقی روحی و روعک لتندمن علی مقارنتی لانک تجدنی اعمل منک واقدر علی دفع شرک" اس کے معنی یہ ہین اگر میرے اور تیرے دل یا عقل کی ملاقات ہوگی تو البتہ تو مجہہ سے شرمندہ ہوگا اس لیے کہ تو مجہہ کو اپنے سے زیادہ عادل (معتدل) پائے گا اور تیرے دفع شر پر مجہہ کو قادر پائے گا -

حجاج بن یوسف الثقفی کی حکایت ہے کہ اس نے انس بن مالک رض کو یہ کہا تہا "لاقلعنک قلع الصمغة ولاجزرنک جزر الضرب ولاعصبنک عصب السلمة" یعنی مین تجہہ کو اسطرح سے اکہیڑونگا جیسے گوند کو درخت سے چہیل کر اوکہاڑتے ہین اور تجہکو اسطرح سے ذبح کرونگا جیسے جانور کو ذبح کرکے اس کے پیٹ کی چربی نکالتے ہین اور تجہہ کو اسطرح سے قطع کرونگا جیسے درخت سلم کی ڈالیون کو ملاکر باندہ دیتے ہین اور پہر اسکا کاٹنا آسان ہو جاتا ہے یہ سنکر انس رض نے کہا ای امیر تو یہ کس کی نسبت کہتا ہے اس نے کہا مین تیری نسبت کہتا ہون خدا تجہکو ہلاک کرے انس رض نے اپنی نسبت یہ سنکر عبدالملک بن مروان کو اسکی اطلاع دی اور لکہا کہ حجاج میرے ساتہ ایسا سلوک کرنا چاہتا ہے اس خبر کو معلوم کرنے کے بعد عبدالملک نے حجاج کو یہ لکہا - "یا ابن المستفرمة بعجم الزبیب لقد همت ان ارکلک رکلة تهوی منها الی نار جهنم و اضغمک ضغمة کبعض ضغمات اللیوث الثعالب واخبطک خبطة تود انک زاحمت مخرجک من بطن امک قاتلک الله اخیفش العینین اصک الاذنین اسود الجاعرتین احمش الساقین" یعنی ای پرشہوت زانیہ کے بیٹے مین نے ارادہ کیا کہ تجہکو ایک لات مار کر دوزخ مین بہیجدون اور تجہکو اسطرح چبادون جیسے شیر لومڑی کو کترتا اور چباتا ہے اور تجہہ کو ایسی سخت مار مارونگا کہ تجہہ کو اپنی مان کے مخرج سے نکلنا دشوار ہو جائے خدا تجہہ کو ہلاک کرے تیرے دونون آنکہون کی بینائی مین قصور ہے تیرے کانون کو کم سنائی دیتا ہے اور تیرے سرین سیاہ ہین اور تیرے پنڈلیان پتلی ہین -

کسی کے ساتہ استہزا کرنے مین اور کسیکو ڈرانے مین بہی یہ کہتے ہین "لاابقی الله علیک ان ابقیت علی" یہ محاورہ ڈرانے والے کی نسبت کہتے ہین یعنے اگر خدا تجہکو باقی رکہے تو تجہہ کو باقی نہ رکہے یعنی تیری جاد و منتر مین جو مجہہ کو ضرر پہونچانے کی نیت سے کریگا اسمین تجہکو قدرت نہ ہو - اور تو جو عمل اس قسم کا کریگا اسکا اثر تیری ہی ذات پر رہے - مطلب اس کا یہ ہے کہ تو چاہتا ہے میرے ساتہ کرین ایسے

وعید[1] (ڈرانے) کی پرواہ نہین کرتا ہون اور یہ بھی کہتے ہین "أبرق علیناً" اور یہ محاورہ ماخوذ ہے اُس برق سے جو صرف بغیر بارش کے چمکتی ہے معنی اس کے کلام بلا فعل کے ہین یعنے بڑہاتی اور شیخی کی باتین کرنا جو حقیقت مین نہ کر سکے کمیت شاعر کہتا ہے

ابرق وارعد یا یزید م فما وعیدک لی بضائر[2]

اور "زبرق" اور "جلا والجوز" اُس شخص کی نسبت کہتے ہین جو بطور تمسخر کے ڈراتا ہے اس لیے کہ جوزا بھی جب صبح مین طلوع ہوا کرتا ہے تو پہلے پھل سخت اور تیز ہوا چلتی ہے اور پھر کچھ دیر کے بعد ٹھیر جاتی ہے لیکن کسی کی احمقی اور بیہودگی مین یہ کہتے ہین "دعہ یترمع فی طمتہ" یا "یتلطخ فی سلحہ" یعنی اُسکا کیا ذکر کرتے ہو چھوڑ دو اُس کو اپنی گمراہی مین پڑا رہنے دو یا اُسکو اُسیکی پلیدی مین ملوث رہنے دو۔ اور جب کسی کی نسبت یہ کہتے ہین کہ مین اُسکو نہین جانتا کہ وہ کون ہے تو یہ کہتے ہین "ما ادری من وجن الجلد" ہو اور اسی کے ہم معنی "ما ادری ای اودک ہو" بھی ہے۔

# الجزء الثانی

# مقالہ ششم

## عربون کے اخلاق اور اُن کے شجاعون اور اُنکے فصیحون کے بیانمین

### اسمین تین فصلین ہین

## فصل اوّل

---

[1] وعدہ اور وعیدہ کے معنی مین یہ فرق ہے کہ وعدہ اُس فعل کو کہتے ہین جسمین خیر و برکت ہو اور وعیدہ وہ فعل ہے جسمین شر اور ضرر ہو۔

[2] ترجمہ - ای یزید تیرا ڈرانا اور خوف دلانا یا وہ مثل برق کے ہو یا رعد کے مجھے ضرر نہین پہونچا سکتا۔

## عربون کے اخلاق اور ان کی طبیعتون کے بیان مین

حریت (خود مختاری اور آزادی) اور استقلال کی محبت خیموں مین رہنے والون کی صفت طبعی ہے اور امت عربیہ (یعنی قوم عرب) کے دلون مین یہ قومی ہوئی ہے اور کوئی چیز اُن کے نزدیک حریت کے مقابل نہین ہے یہان تک کہ اُن مین سے ہر ایک شخص خیال کرتا ہے کہ وہ بذات خود بادشاہ ہے۔ اسی واسطے وہ ہر ایک خالص اور پاک چیز کو حریت سے موصوف کرتے ہیں۔ زوزنی کہتا ہے کہ ہر چیز کے خالص اور جید (عمدہ) کو حر کہتے ہین اور عربون کا قول "طین حر" اسی بنا پر ہے یعنی خالص مٹی جسمین ریت وغیرہ کی آمیزش نہ ہو۔ اور "احرار البقول" بھی اسی سے ہے یعنی عمدہ ترکاریان جو کھائی جاتی ہین اور "حر المملوک" وہ شخص جو رقیت (یعنی غلامی) سے خالص ہو اور "ارض حرۃ" یعنے آزاد زمین وہ ہے جسپر خراج نہ ہو یعنے اسپر مالگذاری نہو۔ اور "ثوب حر" وہ کپڑا جسمین کوئی عیب نہ ہو۔ باوجود ان تمام خوبیون کے جنکی طرف دلون کو رغبت ہوتی ہے اُنکے اخلاق مین برائیان اور عیوب بھی ہین۔

انکی برائیوں مین سے ایک یہ بھی ہے کہ جسطرح بدوی عربون مین رہزنی اور لوٹ مار ہے اور ایک دوسرے سے لڑنا جھگڑنا ہے اسیطرح شہری عربون مین دہوکہ بازی اور مکاری ہے جو معاملات اور لین دین مین وہ کرتے ہین۔ بعض مولفین کہتے ہین کہ رہزنی بعض بدوی عربون کے قبیلہ مین ایک پیشہ ہے اس کے عوض مین شہریونمین جعلسازی اور مکاری ہے جو وہ تجارت مین کرتے ہین۔ باوجود ان برائیون کے زمانہ قدیم سے ان مین سخاوت اور امانت اور پڑوسیون کی حفاظت اور عقلمندی بھی ہے اور انکی بعض مشہور صفتین بھی ہین خاصکر نظم شعر مین چنانچہ آیندہ کے بیان سے یہ امر واضح ہوگا۔

ان کا درجہ محاسن اس مرتبہ تک ہے کہ وہ اپنے ساتھ برائی کرنے والے کے ساتھ بھلائی کرتے ہین مثلاً اگر کوئی شیخ کسی کو جنگل مین لوٹ کر برہنہ کر دیتا ہے اور وہ برہنہ شخص اتفاق سے اسی لوٹنے والے کے خیمہ مین آجاتا ہے تو گو وہ لوٹنے والا اسکو جانتا نہ ہو تاہم وہ اس کے حال پر اپنی رقت قلب ظاہر کرتا ہے اور اس لباس کے علاوہ جو اس نے اس سے چھینا ہو اُسکو پہناتا ہے اور اگر وہ اسکو پہچان لیتا ہے تو ظاہر کر دیتا ہے کہ تیرا لباس چھیننے والا مین ہی ہون۔

ابن خلدون کہتا ہے کہ بدوی عربون مین دینی (مذہبی) رنگ اچھی طرح قائم نہین ہے اس لیے کہ کثرت فساد انکی طبعی معاشرت سے ہے اور انکی توبہ اور دین کی طرف انکا رجوع کرنا صرف اسیقدر ہے کہ وہ لوٹ مار کم کرتے ہین کیونکہ مسافرون کی حالت مین کسی قدر اصلاح ہونے کو وہ دینی بات سمجھتے ہین اگرچہ وہ دینی

نجات سکے توبہ کے اصلی طریقون کو نہین جانتے۔

اُنکی بداخلاقیون اور برائیون مین سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ اُن ڈوبے ہوئے لوگون کی حاجت روائی اور مدد نہین کرتے جو اُن کے ملک کے اطراف کے دریاؤن کے ساحل پر کشتیان ٹوٹ کر ڈوب مرتے ہین بلکہ بعض اوقات تو وہ اُن کا مال لوٹ لیتے ہین اور زندہ بچے ہوئے آدمیون کو پکڑ لاتے ہین اور اُنکو غلام بناکر فروخت کرتے ہین اسیطرح وہ جنگل کے کنوؤن کو مسافرین سے چھپاتے ہین اس غرض سے کہ جب وہ پیاس سے ہلاک ہوجاینگے تو انکا مال و اسباب اُن کو ملجائے گا۔

اُن کے قدیم بعض چورون کا حال ابتک زبان زد عام ہے جو فن سرقت مین کامل اور مشہور تھے چنانچہ اُنکی مثال بھی دیجاتی ہے۔ منجملہ اُن مشہور سارقین کے سلیک بن سلکہ بھی ایک مشہور چور ہے جس کا ذکر قریب مین آنے والا ہے۔ شنظاظ بھی ایک چور ہے جو بنی ضبہ سے تھا اور بنی ضبہ جعبد بن قیس بن قنان بن ہاشہ کی اولاد سے ہین جو ایک شریف آدمی تہا۔ اور برجان۔ تاجہ اور ابو حردبہ یہ سب فن سرقت کے ماہرین ہین جو زمانہ جاہلیت مین تھے۔ مثلاً کہا جاتا ہے "اَسرق من شنظاظ و تاجہ" یعنے شنظاظ اور تاجہ سے زیادہ چور اور دوسرون کے نام سے بھی اسیطرح کی مثال دیجاتی ہے۔ اور اُن کو ذؤبان العرب بھی کہتے ہین یعنی عرب کے بھیڑیے۔

بعض ان مین ظالم بھی مشہور ہین چنانچہ ایک شخص جسکو خیفقان کہتے ہین بڑا ہی ظالم تھا یہان تک کہ اُسکی زیادتی ظلم کی وجہ سے دوسرے ظالم کو اُس سے تشبیہ دیتے ہین اور یہ کہتے ہین "اَظلم من الخیفقان" یعنی خیفقان سے زیادہ ظالم۔ بعینہ اسیطرح کے الفاظ سے زمانہ اسلام مین بھی حجاج بن یوسف کی مثال دیجاتی ہے جسکا اوپر ذکر گزرچکا ہے۔ اور کہتے ہین "اَظلم من الحجاج" و "اَسفک من الحجاج" یعنے حجاج سے زیادہ ظالم اور حجاج سے زیادہ خون ریز۔

بعض لوگ ان مین ناگہانی طور پر مارنے مین بھی مشہور ہین جیسے حارث بن ظالم کیونکہ یہ شخص اس کام مین نہایت دلیر تھا۔ اور براض یعنے ابن قیس کنانی اور رجاف یعنی ابن حکیم اسلمی اور عمرو بن کلثوم اسی قسم کے لوگ تھے اور نیز جاہلیت اور اسلام کے بعض لوگ جو اسی قبیل کی صفت سے موصوف تھے انہین اوصاف سے موصوف کیے جاتے ہین۔

بعض ان مین غدر اور دغابازی مین مشہور ہین اور زمانہ جاہلیت مین اس کام مین سب سے بڑے دغاباز بنوسعد بن تمیم تھے اور جب یہ لوگ آپسمین غدر کے لفظ کا استعمال بطور کنیت کرنا چاہتے تھے تو اُس کے لیے اُنہون نے ایک نام رکہا تھا یعنے غدر کے لفظ کو کیسان کے نام سے استعمال کرتے تھے۔ نمر بن تولب

کہتا ہے۔

اذا کنت فی سعد وامک منہم غریبا فلا یغررک خالک من سعد

اذا ما دعوا کیسان کانت کہولہم الی الغدر ادنی من شبابہم المرد[1]

اسی لیے ان کو "کناۃ الغدر" کے نام سے پکارتے ہین اور اس نام سے انکی مثال دیتے ہین اور کہتے ہین "اغدر من کناۃ الغدر" یعنے کناۃ الغدر سے زیادہ غدر کرنے والے۔ اور اسیطرح یہ بھی کہتے ہین "اغدر من قیس بن عاصم" اور "اغدر من عتیبۃ بن الحرث" یعنے قیس بن عاصم سے زیادہ غدر کرنے والا اور عتیبۃ بن الحرث سی زیادہ غدر کرنے والا۔ ان دونون کے قصون کی شرح بہت طول ہے۔ ابو عبیدہ کہتا ہے کہ قیس بن عاصم عربون مین بڑا غدر کرنے والا تھا۔ یہ وہی شخص ہے جو زمانہ جاہلیت مین لڑکیون کو زندہ دفن کرتا تھا (دیکھو چوتھی مقالہ کی چھٹی فصل)۔

بعض ان مین ایسے ہین کہ غدر کی رسوائی اور فضیحت پر اکتفا نہین کرتے تھے بلکہ اس کے ساتھ اور بھی شنیع اور رذیل اور قبیح امور کو شریک کرتے تھے چنانچہ میسو درنیغ فرانس کے مصنف نے اپنی کتاب دیوان قلائد المفاخر فی غریب عوائد الاوائل والاواخر مین روایت کی ہے کہ جب بدوی لوگون کے پاس کوئی آدمی آجاتا ہی تو ان پر اسکا اکرام اور احترام اور اسکا کہلانا پلانا بقدر استطاعت کے واجب ہوتا ہے اور اس مہمان کو بچھونے کی ضرورت پڑتی تو صاحب خانہ اپنا بستر اسے دیتا ہے یہان تک کہ اگر ان کا دشمن بھی اسطرح سے ان کے پاس مہمان ہوجاتا تو وہ اس کے ساتھ بھی ایسا ہی نیک سلوک کرتے تھے اور وہ جب تک ان کے پاس رہتا تو وہ امن مین خیال کیا جاتا۔ لیکن جب وہ ان کے پاس سے رخصت ہو کر نکلتا تو وہ اسکو قتل کر ڈالتے۔ اس حالت اور اس قسم کے واقعات سننے سے ذہن کو ان دونون رذیل صفتون کی تمیز کرنے مین حیرت ہوتی ہے کہ ان دونون مین سے کون سی صفت ایک دوسرے سے بڑہی ہوئی ہے۔ یا غدر زیادہ برا ہے یا صاحب خانہ کا مہمان کو اپنا بستر دیدینا اور پھر ایسے کم نصیب کے ساتھ غدر کرنا برا ہے (پانچوین مقالہ کی تیسری فصل کو دیکھو)

بعض ان مین سے فتنہ اندازی اور حیلہ سازی مین مشہور رہین جیسے لقمان بن عاد جو عربون کا طبیب تھا اور قصیر بن سعد اللخمی جو جذیمۃ الابرش کا صاحب یعنی دوست ہے یہ وہ شخص ہے جس نے حیلہ اور مکر سے

---

[1] ترجمہ۔ جب تو بحالت مسافرت قبیلہ سعد مین ہو اور مان بہی تیری اسی قبیلہ کی ہو تو تو اس خیال پر دہوکہ مین نہ آ کہ تیرا ماموں قبیلہ سعد سے ہے جب کیسان (غدر) کا نام لیتے ہین تو ان کے بڈہے بھی غدر کرنے مین جوان سب بے ریشون سے کم نہین ہوتے ہین۔

اپنی ناک کاٹ لی تھی تاکہ زباء ملکہ جزیرہ پر اس کے قتل کرنے سے جذیمہ ند کو رقابض ہو جائے اسی بنا پر وہ اپنے محاورہ مین اس موقع پر جبکہ حیلہ اور مکر سے کام نہ نکلے تو یہ محاورہ استعمال کرتے ہین "ماجدع قصیر انفہ" یعنی قصیر نے اپنی ناک نہین کاٹی۔ عامر الشعبی بیان کرتا ہے کہ فتنہ انداز اور حیلہ ساز چار شخص ہین معاویہ بن ابی سفیان اور عمرو بن العاص اور مغیرہ بن شعبہ اور زیاد بن ابیہ اور یہ چارون زمانہ اسلام کے لوگ ہین زباء کو جسکا اوپر ذکر ہوا فارعہ کہتے ہین اور بعض کہتے ہین کہ اسکا نام ہند ہے (دیکھو بیان زرقا کا مقالہ عامہ کی دوسری فصل مین) اور اسکا نام زباء اس لیے ہوا کہ اس کے بال لمبے تھے حکایت کے طور پر بیان کیا جاتا ہے کہ جب وہ چلتی تھی تو اسکے بال پیچھے لٹکے ہوئے دامن کی طرح زمین پر پڑتے تھے اور جب وہ انکو پھیلاتی تھی تو وہ ان مین چھپ جاتی تھی۔ اسکے زمانہ مین اس سے زیادہ خوب صورت کوئی عورت نہین تھی اور عزت و شان مین اسکی مثال دیجاتی ہے چنانچہ اگر کسی کی عزت مین مبالغہ کرنا ہوتا ہے تو یہ کہتے ہین "اعز من الزباء" یعنے زباء سے زیادہ صاحب عزت۔

لیکن جذیمۃ الابرش جسکا اوپر ذکر ہوا اہل عرب مین کبر و نخوت مین اسکی توصیف کرتے ہین اور اس سے حکایتاً بیان کرتے ہین کہ وہ اپنی کبر و نخوت کی وجہ سے کسی کو اپنا ندیم (مصاحب) نہین بناتا تھا اور کہتا تھا کہ میرا ندیم اگر کوئی ہو سکتا ہے تو وہ فرقدان (وہ دو ستارے جو قطب مین ہین) ہین نیز اسی بناء پر محاورون مین یہ کہتے ہین "کندمانی جذیمۃ" یعنے مثل جذیمہ کے دو مصاحبون کے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب اسکا بھانجا عمرو بن عدی مفقود الخبر ہو گیا تو اسکو مالک اور عقیل دو شخصون نے پایا اور یہ دونون بلقین کے رہنے والے تھے اور جب یہ دونون عمرو بن عدی کو لیکر اس کے پاس آئے تو اس نے ان کو صلہ اور انعام کے مانگنے مین مختار کیا تو انہون نے درخواست کی کہ جبتک آپ اور ہم جیتے رہین ہم کو اپنی منادمت (مصاحبت) مین رکھین پس اس وعدہ کی بناء پر وہ چالیس برس تک اسکی مصاحبت مین رہے اور پھر موت نے ان کو جدا کر دیا۔

باقی عربون مین بھی بنی مخزوم اور بنی امیہ اہل قریش سے اور بنی جعفر بن کلاب اور بنی زرارۃ بن عدی کبر و نخوت مین مشہور اور موصوف ہین۔

بعض اہل عرب حماقت اور بیوقوفی پن مین بھی مشہور ہین ایک شخص جسکا نام ہجا تھا اور جسکی کنیت ابو الغصن بھی ہو اور جو قبیلہ فزارہ سے تھا مثال دیجاتی ہے کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنے مال کو ایک ابر کے سایہ مین اس لیے دفن کیا تھا کہ وہ جگہ یاد رہے اور بھول نہ جائے۔ اور جب ابر کھل گیا تو وہ اس مقام کو نہین پہچان سکا۔ اسی بناء پر محاورہ مین یہ کہتے ہین "احمق من حجا" یعنے حجا سے زیادہ احمق۔ اور ہبنقہ کی بھی مثال دیتے ہین اور یہ کہتے ہین "احمق من ہبنقۃ" یعنے ہبنقہ سے زیادہ احمق۔ اور ہبنقہ ایک شخص کا نام ہے جس نے سفید پوت کا ہار بنا کر اپنی

گردن مین ڈالا تھا اور یہ ہار ڈالنے سے اُسکا منشا یہ تھا کہ اپنی ذات کو نہ بھولے اُسکو ذوالودعات بھی کہتے ہین
اسکا نام یزید بن مروان ہے جو قیس بن ثعلبہ کی اولاد سے تھا اور "احمق من ابی غبشان" بھی کہتے ہین یہ وہ شخص ہے
جو شراب کی ایک مشک کے معاوضہ مین کعبہ کی کنجیون کو فروخت کر دیا تھا۔ (دیکھو چوتھے مقالہ کی دوسری فصل کا آخری
حصہ سدانت (تولیت) کعبہ کے بیان مین) اور "احمق من خدنۃ" بھی کہتے ہین اور کہا جاتا ہے کہ اہل عرب مین
روی زمین پر اس سے زیادہ کوئی احمق نہین تھا۔ اور "احمق من عجل" بھی کہتے ہین یعنی عجل سے زیادہ احمق یہ بھی
ایک شخص تھا اس کے پاس ایک نہایت عمدہ گھوڑا تھا تو اُس سے کہا گیا کہ ہر گھوڑے کا نام فرس جواد ہوتا ہی پس
تیرے گھوڑے کا کیا نام ہے یہ سنکر اُس نے اپنے گھوڑے کی ایک آنکھ پھوڑ دی اور کہا کہ مین نے اسکا
نام اعور رکھا ہے۔ اور یہ بھی مثال دیتے ہین "ومن حجینۃ ومن الممھورۃ من نعم اھلہا ومن مال ابیہا ومن الممھورۃ
احدی خدمتیہا" یعنے جحینہ سے زیادہ احمق اور اُس عورت سے زیادہ احمق جسکا مہر اُسی کے باپ کے مال سے
ادا کیا گیا اور اُس عورت سے بھی زیادہ احمق جس کے مہر مین اُسی کا ایک پازیب دیا گیا تھا۔ اور "احمق من دغۃ"
بھی کہتے ہین یہ ایک حاملہ عورت تھی جب ولادت کا وقت آیا تو وہ بچہ جنی اور یہ نہین جانتی تھی کہ بچہ کسکو کہتے ہین
آخر اُس نے اپنی پڑوسن سے جاکر پوچھا کہ بچہ کسے کہتے ہین یہ عورت قبیلہ تمیم کی تھی بنو تمیم اس کے ذکر کو اور اسکو
اپنے قبیلہ سے منسوب کرنے کو عیب جانتے ہین اور اگر اس قسم کا کوئی آدمی اُن کے قبیلہ سے منسوب ہوتا
ہے تو وہ اسکو حقارت سے "یا ابن الجعراء" کہتے ہین ای جعراء کے بیٹے جعراء کے معنی است (سرین) کے ہین
اور "احمق من شرنبث" بھی کہتے ہین یہ بنی سدوس کے قبیلہ کا آدمی تھا۔ اور "احمق من ہبیس" بھی کہتے ہین اسکا لقب
نعامہ تھا۔ اور "احمق من ربیعۃ البکاء" بھی کہتے ہین اور یہ شخص عامر بن صعصعہ کا بیٹا تھا اور "احمق من الدابغ علی التحلی
ومن راعی ضان ثمانین" "ومن لاطم الاشفی بخدہ" اشفی اوزار داس آلہ کا نام ہے جس سے سوراخ کیا جاتا ہے یعنی
برمہ "ومن الممتخط بکوعہ" "ومن الربع" بھی کہتے ہین ان پانچون جملون کے معنی یہ ہین یعنے دابغ علی التحلی سے زیادہ احمق
تحلی اُس چمڑے کو کہتے ہین جسپر گوشت باقی رہے اور ایسے چمڑے پر دباغت اچھی نہین ہوتی۔ اور اسی بکریونکے
چرانے والے سے زیادہ احمق کیونکہ اتنی بکریان پراگندہ ہوجاتی ہین اور پھر اُن کا ایک جا جمع کرنا دشوار ہوتا
ہے اور اپنے رخسار پر اشفی سے طمانچہ مارنے والے سے زیادہ احمق اور جو شخص اینٹ کو اپنے ساعد سے
صاف کرتا ہے اُس سے زیادہ احمق گائے کے اُس بچے سے زیادہ احمق جو موسم ربیع مین پیدا ہوتا ہے
ان مین سے ہر ایک کے قصہ کی شرح بہت طول ہے ہم نے کتاب کی ضخامت کم کرنے کی غرض سے انکے
حالات نہین لکھے۔ اور نیز حماقت مین قریش کی ایک عورت کی مثال دیتے ہین جسکا نام ام ریطہ بنت کعب
بن سعد بن تیم بن مرۃ ہے اور یہ وہی عورت ہے کہ آیت "ولا تکونوا کالتی نقضت غزلہا" (تم اُس عورت کے

مانند مست ہو جو اپنے کاتے ہوئے کو توڑ دیتی ہے) اسیکی نسبت اوتری تھی مفسرین نے کہا ہے کہ یہ عورت
چرخہ کاتا کرتی تھی اور اپنی گھر کی لونڈیون کو بھی چرخہ کاتنے کے لیے کہتی تھی اور پھر بعد اُس سے کہتی کہ بٹے ہوئے
دہاگے کو کھول دین۔ پس اہل عرب اسکو دیکھکر مثال مین یہ کہنے لگے اُخرق من ناقضۃ یعنے بٹے ہوئے دہاگے کو
کھولنے والی سے زیادہ احمق - اس لیے کہ خرق کے معنی لغت مین احمق کے ہین اور مونث کو خرقاء کہتے ہین
غلطی کرنے مین بھی ایک شخص کی مثال دیتے ہین جسکا نام داق تھا اور یہ شخص نہایت غلطی کرتا تھا پس جسکی نسبت
غلطی کا وصف لگایا جاتا ہے تو اُسکی نسبت یہ کہتے ہین "اغلط من والق" یعنے والق سے زیادہ غلطی کرنے والا-
بلادت اور کم عقلی مین بھی ایک شخص کی مثال دیتے ہین جسکا نام باقل تھا اسکو بعض لوگ قبیلہ ربیعہ سے کہتے ہین
اور بعض ایاد سے اور مثال مین یہ کہتے ہین "اعیا من باقل" یعنے باقل سے زیادہ کم عقل-

بعض آدمی ایسے بھی مشہور ہین جنمین عورتون کی سی حرکات ہوتی ہین یعنے زنانون کی سی حرکت کرنے والے اس
وصف مین ایک شخص کی مثال دیجاتی ہے جو زمانہ جاہلیت مین تھا اور جسکا نام ابوجہل عمرو بن ہشام المخزومی تھا اور یہ
وہی شخص ہے کہ آیت "تبت یدا ابی لہب" اسیکی نسبت اوتری ہے اس آیت کے معنی یہ ہین ابولہب کی دونون
ہاتھ ٹوٹ گئے۔ اسکی عورت کا نام ام جمیل تھا جو ابوسفیان بن حرب یعنی معاویہ کی باپ کی بہن تھی۔ اور مثال مین
اخنث من ہیت ومن دلال بھی کہتے ہین یعنے ہیت اور دلال سے زیادہ مخنث - اس شخص کا نام نافذ اور کنیت
ابو یزید تھی۔ اور اخنث من طویس بھی کہتے ہین یہ سب مدینہ کے رہنے والے تھے اور دلال اور طویس
ابتدائے اسلام مین بڑے مغنی (قوال) مشہور تھے-

لیکن ام جمیل جسکا اوپر ذکر ہوا سورہ تبت یدا ابی لہب مین اُسکا نام "حمالۃ الحطب" (لکڑیان اُٹھانے والی) رکھا
گیا اسیواسطے مثال مین "اخسر من حمالۃ الحطب" (یعنی لکڑیان اُٹھانے والی سے زیادہ ٹوٹا پایا ہوا) کہتے ہین اسیطرح
"اخسر من ابی غبشان" بھی کہتے ہین جسکا اوپر ذکر ہوا - اور "اخسر من مغبون" بھی کہتے ہین-

نقصان اُٹھانے اور ٹوٹا پانے مین بھی بعض لوگ مشہور ہوئے ہین چنانچہ اس امر مین ایک شخص مشہور ہے
جسکا نام حنین تھا حنین سے روایت ہے کہ ہاشم بن عبد مناف کو ایک لڑکا پیدا ہوا تھا جس زمانہ مین کہ ہاشم نے
یمن کے ایک قبیلہ کی بیٹی سے نکاح کیا تھا۔ اُس کے نانا نے اُسکا نام حنین رکھا جب وہ جوان ہوا تو اُس نے
اُسکو قریش کے پاس بھیجا۔ ہاشم کے کنبہ والون نے اُسکو قبول نہین کیا کیونکہ اُسمین کوئی علامت قریش کی نہین
تھی اُنہون نے اُسکو واپس کردیا جب اُنہون نے اُسکو واپس آیا ہوا دیکھا تو یہ کہا "جاء بخفی حنین" (یعنی حنین
کے دو موزہ پہن کر آیا) یعنی بحالت نقصان اپنے ہی لباس مین آیا اور اگر وہ اُسکو قبول کرلیتے تو اُسکو اُسکے
باپ کا موزہ نہ پہناتے۔ بعض لوگ اس کے خلاف نہین اور قسم سے روایت کرتے ہین حاصل یہ ہے کہ

انہون نے اس امر مین یہ مثال دی اور یہ کہا "اخیب من حنین" یعنے حنین سے زیادہ نقصان والا اسیطرح یہہ
مثال بھی کہتے ہین "اخیب من القابض علی الماء" یعنے پانی کو مٹھی مین پکڑنے والے سے زیادہ نقصان والا۔
طمع مین بھی ایک شخص کی مثال دیتے ہین جسکا نام اشعب تھا اور یہ شخص زمانہ اسلام مین تھا عائشہ بنت
عثمان اسکی اور ابوالزناد محدث کی پرورش برابر کرتی تھی لیکن اشعب نہایت طامع تھا وہ خود اپنی حکایت کرتا
ہے کہ مین نیچے کے درجہ مین تھا اور ابوالزناد اوپر کے درجہ مین تہا یعنے مجہہ سے وہ اعلی درجہ پر تھا اور مین کم
درجہ مین تھا آخرکار مین نے کوشش کی اور مین اور وہ دونون برابر ہوگئے۔ اس سے ایک دن پوچھا گیا کہ
تو نے اپنے سے زیادہ طامع بھی کسی کو دیکھا ہے اس نے کہا ہان۔ اس نے کہا میری ایک بکری تھی اتفاق سے
وہ مکان کی سطح پر چڑھ گئی اسکو اوپر آسمان مین، قوس قزح (دہنک) نظر آئی اسکو خیال ہوا کہ یہ قصقصہ (ایک
قسم کی گہاس) کی رسی ہے اور اسکو کہا لینے کی غرض سے آگے بڑہی تو کوٹھی سے گر پڑی اور اسکی گردن دب گئی
لوگون نے اس ہمجون شخص کی اس خرافات بات کو باور کرلیا اور مثال مین یہ کہنے لگے "اطمع من شاة اشعب" یعنی اشعب
کی بکری سے زیادہ طامع جسطرح کہ وہ یہ مثال کہتے تھے "اطمع من اشعب" یعنے اشعب سے زیادہ طامع۔

بخیلی مین بھی عربون کی ایک جماعت مشہور ہے لیکن مثال مین صراحت کے ساتھ کسی کا نام نہین لیا جاتا ہے مگر
ایک شخص کا نام البتہ لیا جاتا ہے جسکا نام مخارق ہے اور یہ شخص ہلال بن عامر بن صعصعہ کی اولاد سے تھا اسکی یہ
حکایت کی جاتی ہے کہ اس نے حوض مین ڈہیلے ڈالکر پانی گدلا کردیا تاکہ دوسرون کے اونٹ اسمین پانی نہ پئین
اسی بنا پر انہون نے یہ مثال دی "ابخل من مادر" یعنے مادر سے زیادہ بخیل۔ اسیطرح وہ مثال مین یہ بھی کہتے
ہین "ابخل من ذی معذرة" اور "ابخل من الضنین بنائل غیرہ" یعنے ذی معذرہ سے زیادہ بخیل اور اس سے بھی
زیادہ بخیل جو دوسرے کو بھی کوئی چیز ملنا پسند نہ کرے۔ ان مثالون مین کسی کے نام کی صراحت نہین کرتے۔

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ جب ابوعبیدہ کے سامنے مادر کی حکایت بیان کی گئی تو وہ ہنس پڑا اس سے
کہا گیا کہ کس امر نے تجہ کو ہنسایا اس نے کہا مین اس تعجب سے ہنستا ہون کہ اہل عرب مثالون کو پھیر دیتے
ہین اگر وہ کسی اہم چیز کی طرف مثال پھیر دین تو زیادہ بلیغ ہوتا ہے اس سے کہا گیا کہ وہ کونسی مثال ہے جو پھیر
دی گئی ہے اس نے کہا مادر کی مثال دیکھو کہ بخل کے لیے ایک نام قرار پاگیا حالانکہ اس فعل مین تاویل کا احتمال
باقی ہے۔ اور ابن زبیر کی مثال کو عربون نے چھوڑ دیا حالانکہ اس کے افعال اور اقوال مین بخل کے دقائق ہین اور
اس کو انہون نے غفلت سے ترک کیا۔ چنانچہ ابن زبیر نے ایک مرتبہ جبکہ وہ خلیفہ تھے اور حجاج سے لڑرہے تھے
ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے ایک شامی کے سینہ مین تین بہالے مارے تو یہ دیکھکر ابن زبیر نے اس سے کہا
ای شخص تو ہمارے جنگ سے نکل جا کیونکہ بیت المال لوگون کو اس قدر قوی اور موٹے تازے بنانے کیلیے

نہین ہے۔

بعض مولفین کہتے ہین کہ عربون مین چار شخص بخیل ہین حطئیہ۔ اور حمید الارقط اور ابو الاسود الدؤلی۔ اور خالد بن صفوان۔ حطئیہ کی نسبت یہ ایک واقعہ ہے کہ اس کے پاس سے جبکہ وہ ایک دروازہ پر کھڑا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ مین ایک عصا بھی تھا ایک شخص کا گزر ہوا پس اُس شخص نے کہا کہ مین مہمان ہون اُس نے اپنے عصا کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ بھی مہمان ہے۔ اور کعاب سے کہا کہ یہ دونون مہمان ہین جنکو مین نے شمار کیا ہے۔ حمید الارقط نہایت فحش گو اور مہمانون کی ہجو کرنے والا تھا ایک مرتبہ اُس کے پاس ایک مہمان آیا اُسنے اُس کو کہانے کے لیے کہجور دی جب اُنہون نے کہا لیا تو کہا کہ تم نے کہجورون کو مع گٹھلیون کے کہا لیا ابو الاسود الدؤلی دؤل کنانی کی طرف منسوب ہے اور لغت مین دئل کے معنی نیول اور بھیڑیے کے ہین اور نیز ایک چھوٹے سے کیڑے کا نام ہے جو ابن عرس سے مشابہ ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے ایک سائل کو ایک کہجور دی۔ سائل نے اُس سے کہا کہ خدا جنت مین تجھ کو ایسی ہی کہجور عطا کرے۔ وہ یہ بھی کہا کرتا تھا کہ اگر ہم اپنے مال سے مسکینون کو کہلایا کرینگے تو مفلس اور قلاش ہو جائینگے۔ خالد بن صفوان جب اُس کے پاس کوئی درہم (سکہ) آتا تو اُس سے کہتا اے عیار تو کہان کہان چکر لگاتا اور دوڑتا پھرتا ہے اب مین تجکو ایک بڑی مدت کے لیے قید کرتا ہون پھر وہ اسکو صندوق مین ڈالکر مقفل کر دیتا تھا۔

منجملہ اور بخیلون کے عمرو بن یزید الاسدی بھی ایک بڑا بخیل تھا یہ شخص حجاج کی فوج کا افسر تھا اُس نے اپنے غلام کو حکم دے رکھا تھا کہ حقنہ سے جو تیل نکلتا ہے اسکو جمع کر کے رکھنا تاکہ چراغ مین جلانے کے کام آسکے۔

خلیفہ منصور عباسی بھی بڑا بخیل تھا اُس نے ایک مسلمان کو یا ایک شخص سلام حادی کو کچھ رقم دی تاکہ وہ اُس کے حج کی راستہ مین آتے جاتے حدی ہانکے اور اس کام مین صرف نصف درہم دیتا تھا۔

ابو العتاہیہ مشہور شاعر اور مروان بن ابی حفصہ اور ربعی شاعر اور محمد بن الجہم اور سہل بن ہارون اور اہل مرو بھی بڑے بخیل ہوئے ہین اور بخالت مین ان مین سے ہر ایک کے عجیب وغریب حکایات اور حالات ہین جنکی شرح بہت طویل ہے جریر شاعر بنی تغلب کی ہجو اسطرح کرتا ہے۔

قوم اذا اکلوا اخفوا کلامہم     واستوثقوا من رتاج الباب والدار[1]

---

[1] ترجمہ۔ اس قوم کے لوگ ایسے ہین کہ جب کہاتے ہین تو اپنے کتون کو چھپاتے ہین اور گہر کے دروازہ کو اچھی طرح سے بند کر دیتے ہین اور اس قوم کے لوگ ایسے ہین کہ جب مہمانون کا کتا پیشاب کرتا ہے تو اپنی ماں سے کہتے ہین کہ آگ پر پیشاب کر۔ از راہ بخل پیشاب بکو لنے مین بہی وہ دریغ کرتے ہین اور اگر پیشاب بہی کرتے ہین تو ایک اندازہ اور مقدار سے کرتے ہین۔

قوم اذا استنبح الضیفان کلبهم　　قالوا لامهم بولی علی النار

فتمنع البول شحا ان تجود بہ　　وما تبول لهم الا بمقدار

اب ہم عربون کے مذکورہ عیوب کو بیان کرکے اسپر بس کرتے ہین اور اس ذکر کو چھوڑ کر اُن کے جود و کرم اور دوسرے مناقب کا جن سے اہل عرب متصف ہین بیان کرتے ہین۔

یہ امر پوشیدہ نہین ہے کہ اہل عرب آگ کی زیادتی کو کثرت رزق کی ایک بڑی دلیل خیال کرتے ہین اور آگ کو ایک بڑی عزیز اور نادر چیز سمجھتے ہین مہمان لوگ اسکو ایک رہنما سمجھ کر آتے ہین اسی واسطے آگ کو نار القری (مہمانی کی آگ) کہتے ہین بعض اہل فرنگ کہتے ہین کہ عام کہانے کہلانے اور طعام ولیمہ کی دعوت مین عربون کے افتخار کا اصلی سبب یہ ہے کہ اس سے اُنکی سیری ظاہر ہو۔

ایک شخص سے حکایت کی جاتی ہے جسکو حاتم الطائی کہتے ہین۔ اسکا نام عبداللہ بن سعد بن الحشرج ابن امرء القیس بن عدی بن اخزم بن ربیعہ بن نعل بن الغوث بن طی تھا۔ اسکا نام جلہمہ تھا اسکا نام طی اس لیے ہوا کہ اُس نے سب سے پہلے چشموں کو طے کیا اور حاتم کے معنی قاضی کے ہین اور نیز حاتم کے معنی غراب (کوے) اور غراب البین کے ہین اسکا ذکر چوتھے مقالہ کی چوتھی فصل مین گزر چکا ہے۔ اسکا نام حاتم اسلیے ہوا کہ عربون مین وہ فراق کو مضبوط کرنے والا تھا۔ اور حاتم مذکور عربون کے مشہور شعراء اور خطیبون مین شمار کیا جاتا ہے۔ اور نیز اپنی بیٹی سفانہ کے نام سے اپنی کنیت کرتا تھا سخاوت مین اُسکی مثال دیجاتی ہے۔ اور کہا جاتا ہے اکرم من حاتم طی کیونکہ وہ بڑا سخی اور خراج تھا ایک شاعر کہتا ہے۔

ان السماحة والمروة والندی　　فی قبة ضربت علی ابن الحشرج [1]

اُس سے نقل کی جاتی ہے کہ جب اندہیری رات ہوتی تھی تو اُس کا غلام آگ روشن کرتا تھا تاکہ اُسکو دیکھکر مہمان آئین اور اُس سے یہ بھی کہتا تھا۔

اوقد فان اللیل لیل قر　　عسی یری نارک من یمر [2]

ان جلبت ضیفا فانت حر

جب سردی نہایت زور سے پڑتی اور ہوا سنے لگتی اور آگ نہ سلگتی تو وہ اپنے کتون کو جابجا قبیلہ کے اطراف

---

[1] ترجمہ۔ جوانمردی، مروت اور سخاوت اُس قبہ (خیمہ) مین ہے جو ابن حشرج کے لیے لگایا گیا ہے۔

[2] ترجمہ۔ آگ روشن کر اس لیے کہ رات جاڑے کی ہے شاید کہ تیرے آگ کو رہ گزر دیکھ سکین اگر اس ذریعہ سے تو کسی مہمان کو بلانے کا سبب ہوگا تو تو اپنے کو آزاد خیال کر۔ * ان اشعار کا ترجمہ صفحہ نمبر ۲ کے حاشیہ مین ہے۔ مترجم

خیمون کی میخون اور ستونون سے باندہ دیا کرتے تھے تاکہ ان کے بھونکنے سے راستہ کے بھولے بھٹکے لوگ آبادی کا راستہ پالین اور ان کے بھونکنے پر مہمان چلے آئین - اسی لیے اہل عرب کتے کو داعی الضمیر (یعنے مسافرون کو بلانے والا) کہتے تھے اور نیز اسکو متمم النعم (نعمتون کا پورا کرنے والا) اور "شید الذکر" (یعنے ذکر کا مضبوط کرنے والا) کہتے ہین کیونکہ وہ اپنے بھونکنے سے مہمانون کو بلانے کا سبب بنتا ہے -

اور اہل عرب مین وہ لوگ جنپر سخاوت ختم ہوئی اور جنکی سخاوت مین مثال دیجاتی ہے حاتم مذکور کے سوائے اور بھی لوگ ہوئے ہین منجملہ ان کے کعب بن مامۃ الایادی اور ہرم بن سنان اور خالد بن عبد اللہ ہین ان تینون مین سے اخیر کے دو شخصون کا ذکر آیندہ کیا جائے گا لیکن ان مین زیادہ مشہور کعب اور حاتم ہین چنانچہ ابو تمام طائی کہتا ہے -

کعب وحاتم اللذان تقاسما خطط العلی من طارف وتلید

ہذا الذی خلف السحاب ومات ذا فی المجد میتۃ خضرم صندید[1]

تیسرے مصرعہ مین "خلف السحاب" کے جو الفاظ ہین اس سے شاعر کی مراد حاتم سے ہے کیونکہ وہ ایسا سخی تھا جیسے ابر اپنی بارش سے سخاوت کرتا ہے - اور مصرعہ ثالث اور رابع کے الفاظ "مات فی المجد میتۃ الخضرم الصندید" سے مراد کعب بن مامۃ ہے اس لیے کہ اس شخص نے ایسی سخاوت کی کہ اسیکی بدولت وہ مرگیا چنانچہ اس نے اپنے حصہ کا پانی دو دن تک ایک نمری شخص کو پلادیا - یہ شخص سفر مین تھا چونکہ موسم گرمیون کا تھا پانی کو تقسیم کرکے پیتے تھے یہ قبیلہ نمری کا آدمی اسکو نہین پہچانتا تھا بلکہ جب پیاس کی شدت ہوتی تھی تو وہ کعب کو اشارہ سے بتاتا تھا کہ مجھپر تشنگی کا غلبہ ہے یہ دیکھکر کعب بن مامۃ اپنے حصہ کا پانی اسکو پلادیتا تھا چونکہ کعب نے نمری شخص کو اپنی ذات پر ترجیح دی تھی اس لیے اسکی مثال دیجاتی ہے اور کہا جاتا ہے "اجود من کعب ابن مامۃ" یعنے کعب بن مامۃ سے زیادہ سخی -

لیکن ہرم بن سنان جسکا اوپر ذکر ہوا وہ ابو حارثۃ المری کا بیٹا ہے اسکی سخاوت کی مثال زبان زد عام ہے

---

[1] ترجمہ - کعب اور حاتم نے اپنے کسبی اور موروثی مال سے اعلی مراتب کو تقسیم کرلیا حاتم نے تو ابر کو سخاوت کی وجہ پیچھے ڈالدیا اور دوسرا اپنی بزرگی اور شجاعت مین مرگیا - ان دونون اشعار مین یہ الفاظ ہین - طارف - تلید - خضرم - صندید - طارف اس مال کو کہتے ہین جو کسب سے حاصل کیا جائے - اور تلید وہ مال جو وراثت سے ملے - اور نیز مدفون مال کو رکاز کہتے ہین اگر اس کے ملنے کی امید نہ ہوسکتی ہو تو اسکو ضمار کہتے ہین اور اگر وہ چاندی کی قسم سے ہو تو اسکو صامت کہتے ہین اور اگر وہ زمین غلہ کی قسم سے ہو تو اسکو عقار کہتے ہین - خضرم کے معنی سخی سردار کے ہین اور صندید کے معنی شجیع اور حلیم اور کریم اور شریف سردار کے ہین -

اور کہا جاتا ہے اَجود من ہرم یعنے ہرم سے زیادہ سخی - اسکی نسبت زہیر بن ابی سلمی شاعر کہتا ہے -

ان البخیل ملوم حیث کان ولا     کن الجواد علی علاتہ ہرم [1]

ہو الجواد الذی یعطیک نائلہ     عفوا و یظلم احیانا فیظلم

حکایت کے طور پر بیان کیا جاتا ہے کہ امام عمر بن الخطاب رض نے ہرم کی بیٹی سے پوچھا کہ تیرے باپ نے زہیر کو کیا چیز عطا کی تھی جس کے سبب سے وہ ایسا سخی مشہور ہوا یہان تک کہ سخاوت مین اسکی مثال دیجاتی ہے کہی کہ اسنے زہیر کو فنا ہونے والا گھوڑا اور نہایت بڈھا اور مریل اونٹ اور پرانے کپڑے اور فنا ہونے والا مال دیا تھا - یہ سنکر حضرت عمر رض نے فرمایا کہ زہیر نے تم کو ایسی چیز دی کہ زمانہ اُس کو نہ فنا کرسکتا ہے اور نہ بوسیدہ کرسکتا ہے -

لیکن خالد بن عبداللہ جو بڑا سخی ہے اس سے حکایت کی جاتی ہے کہ اس کے پاس کوئی شاعر ایسی حالت مین آیا کہ اس کا پانون رکاب مین تھا اور وہ سوار ہو کر لڑائی پر جانے کے لیے تیار تھا اُس شاعر نے یہ شعر پڑہا -

یا واحد العرب الذی     مافی الانام لہ نظیر [2]

لو کان مثلک آخر     ماکان فی الدنیا فقیر

یہ سنکر خالد نے اسکو بیس ہزار دینار دیا اور وہ لیکر چلا گیا

اس مقام پر زمانہ جاہلیت اور اسلام کے بدوی اور شہری عربون مین یہ فرق غور سے دیکھنے کے لائق ہے کہ بدوی نے بظاہر حال اپنے ساتھی کو صرف پانی پلایا اور وہ اسی سبب سے مرگیا اس لیے اگر وہ خود پیتا تو نہ مرتا اور شہری نے صرف چند کلمات کو سنکر جس حال مین کہ وہ واقعہ صحیح ہو بیس ہزار دینار دیا جنکے دینے سے اُسپر کوئی اثر نہین ہوا -

اس کا سبب یہ ہے کہ بدوی عرب خشک زمین مین رہتے ہین وہان اُن کے لیے پیشہ نہین جس کے ذریعہ سے وہ اپنی معاش پیدا کرین سوائے لوٹ مار کے پس ایسی صورت مین اُن کے سخی آدمیون کے لیے یہ ضرور ہے کہ وہ کوئی ایسی عمدہ اور نفیس اور عزیز چیز کی سخاوت کرین جسکو وہ اپنی ذات کے لیے پسند کرتے ہین مثلاً اپنے کہانے اور پانی کا حصہ دینا یا اپنے پرانے کپڑے دینا - اور جب وہ اس قسم کا عمل کرین تو سمجھنا چاہیے کہ اُنہون نے اپنی طاقت سے

---

[1] ترجمہ - بخیل پر ہر حالت مین ملامت ہوتی ہے لیکن سخی اگر کوئی مشہور ہے تو وہ ہرم ہے وہ ایسا سخی ہے کہ وہ تجھکو اپنے عطیات عفو سے بخشش کرتا ہے اور کبہی اس سے ایسی چیز بہی مانگی جاتی ہے جو اسکی طاقت اور استطاعت سے زیادہ ہوتی ہے تو وہ اُس تکلیف کو برداشت بہی کرتا ہے -

[2] ترجمہ - اے عربون کے یکتا زمانہ مین اسکا نظیر نہین - اگر تجھ جیسا کوئی دوسرا بہی ہوتا تو دنیا مین کوئی فقیر نہ ہوتا -

زیادہ کام کیا اور اس امر مین وہ لوگ ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہے یہان تک کہ کعب مذکور کے اس فعل سے وہ فخر ومباہات کرنے لگے اور اس نے سخاوت مین دوسرون پر یعنے اپنے ہمسرونپر فوقیت حاصل کی۔ لیکن بعد مین جب وہ لوگ عمدہ اور سرسبز زمینون کے ممالک پر جنکی آمدنی بہت ہی وسیع تھی قابض اور مالک ہوئے تو وہ سعادت کے اعلی مدارج پر پہونچ گئے اور انکی تونگری افراط کو پہونچگئی۔ ابن خلدون مسعودی سے بطور نقل کے حکایت کرتا ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رض کے زمانہ خلافت مین اکثر صحابہ کے پاس بہت سے مقطوعجات اور مال واسباب تھا جس دن کہ حضرت عثمان رض شہید ہوئے ہین اسوقت ان کے خازن کے پاس ڈیڑہ لاکہ دینار اور دس لاکہہ درہم تھے اور ان کے مقطوعجات کی قیمت (محصول) جو وادی قری اور حنین وغیرہ مین تھی ایک لاکہہ دینار تھی اور گھوڑے اور اونٹ توبے حد تھے زبیر رض کے متروکہ سے ان کے ہر ایک وارث کو پچاس ہزار دینار ملے تھے اور انکی ملک مین ایک ہزار گھوڑے اور ایک ہزار لونڈیان تہین اور قیمت طلحہ کے غلہ کی جو عراق مین تھا ہر روز ایک ہزار دینار تھی اور سراۃ کے علاقہ مین اس سے بھی زیادہ قیمت کے مقطوعہ تھے۔ بعض لوگ ذکر کرتے ہین کہ عمرو بن عاص کا طائف مین ایک باغ تھا جو مقام وج سے تین میل کے فاصلہ پر ہے جسمین انگور کا منڈوا دس لاکہہ ستون پر قائم تھا ہر ایک ستون کی قیمت ایک درہم تھی۔ مولدین جب کسی کی تونگری مین مبالغہ کرنا چاہتے ہین تو یہ کہتے ہین اُمول من زبیدۃ یعنے زبیدہ سے زیادہ مالدار زبیدہ کا نام امۃ العزیز تھا اور یہ جعفر بن عبد اللہ منصور بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس کی بیٹی تھی اسکی کنیت ام جعفر تھی اور یہ خلیفہ ہارون رشید کی بی بی اور اس کے چچا کی بیٹی تھی یہ عورت کثرت مال اور فضل و احسان مین بڑی مشہور تھی۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے حج مین اور بنائے مساجد اور صدقات مین سترہ (۱۷) لاکہہ دینار صرف کیے تھے اور ایک پانی کی نہر دجلہ سے عرفات تک بنوائی تھی اور پہر عرفہ سے مکہ تک تیار کرائی اور جبل لبنان سے بیروت تک نبع العرعار (نام نہر) بنوائی جو وادی مکاس تک پہونچی ہے اور چند مقامات مین اسپر پلین بنائی گئین جنپر پانی بہ کر دوسری طرف گرتا ہے اور پہر بیروت تک جاتا ہے اور ایک مرتبہ وہ اسپر سے گزر کر حج کو آئی تھی تو اسمین پانی کم تھا اور ان پلون کو اس زمانہ مین بھی قناطر زبیدہ کہتے ہین۔

اگر ہم اس قسم کی مثالون کو پورے طور پر بیان کرنا چاہینگے تو بہت طول ہوجائے گا اور اسی خیال سے مذکورہ امور پر کفایت کرتے ہین کیونکہ تمول کے یہ نمونہ ایسے ہین کہ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم عرب سخاوت اور بذل و احسان کے خمیر سے بنی ہے۔ یہ فخر ومباہات ایک ہی چیز پر نہین ہے بلکہ ہر ایک چیز مین یعنی برتنون وغیرہ فرنیچر کی نسبت بھی فخر کیا جاتا ہے۔ خالد بن عبد اللہ مذکور کے فرنیچر سے تعجب نہ کرنا چاہیے اور نہ ان خلفاء کے تمول اور تصرف پر تعجب کرنا چاہیے جو وہ مطلق العنانی سے کرتے تھے اور اسکی نظیر بنی امیہ

اور عباسیون مین اور ان کے نوابون مین ملتی ہین جو بڑے سلطنت والے تھے اور ان عطایا اور خیرات سے خاص تھے اور اسیکی بدولت وہ مفلس ہوگئے چنانچہ انہون نے بہت سی ولایتون کو دیدیا اور مال کے بدرے[1] صرف کرتے تھے اور اسکو کچھہ چیز خیال نہین کرتے تھے ابو الطیب متنبی کہتا ہے -

یستصغر الخطر الکبیر لوفدہ　　　ویظن دجلۃ لیس تکفی شاربا[2]

اس مقام پر بعض ایسے امور ہین جو اخباریین (مورخین) کے نقل کرنے سے منتج ہوتے ہین کہ اتنے بڑی مقدار کے مال جو بادشاہ اور ذی منصب لوگ مدح گو شاعرون کو اور سائلون اور فقیرون کو دیتے تھے اور خزانچی ہو ر ال کے امنا ر سائلون کو عطیہ کی پوری رقم نہین دیتے تھے بلکہ اُن کو تہوڑا سا مال دیکر مصالحت کر لیتے تھے چنانچہ فاضل بن ربیع مامون عباسی کے خزانچی سے روایت کی گئی ہے کہ اُس نے ایک شخص سے جسکو خلیفہ نے دو لاکھ درہم دینے کا حکم دیا تھا نصف دینار دیکے ایک لاکھ درہم، دیکر مصالحت کر لی اور نیز ایک دوسرے شخص کو جسکو خلیفہ نے چار ہزار درہم دینے کا حکم دیا تھا کچھ بھی نہ دیا اُس نے مامون کو اس سے مطلع کرنے کے لیے یہ کام کیا کہ وہ اُس کے ساتھ بیت عاتکہ کو گیا اور کہا ای امیر المومنین یہ عاتکہ کا گھر ہے جسکی نسبت احوص شاعر کہتا ہے -

یا بیت عاتکۃ الذی اتغزل　　　حذر العدی وبہ الفواد موکل[3]

، اس سے مامون اُس کے ارادہ کو سمجھہ گیا اور یہ بیت اس قصیدہ کی ابیات مین سے ایک بیت ہے جسمین شاعر کہتا ہے -

اراک تفعل ما تقول وبعضہم　　　مذق الحدیث یقول ما لا یفعل[4]

، مامون نے یہ سنکر اسکو ایک ہزار درہم دینے کا حکم دیا اُس نے کہا ای امیر المومنین اول چار ہزار کا

---

[1] بدرہ ایک تھیلی ہوتی ہے جسمین علی اختلاف روایت ایک ہزار چاندی کے درہم رکھے جا سکتے ہین بعض کہتے ہین کہ اسمین سات ہزار دینار رکہے جا سکتے ہین - مولف

[2] ترجمہ - یعنی ممدوح اپنے سائلون کو دینے کے لیے گران قیمت اور نادر چیز کو بھی حقیر جانتا ہے اور باوجود اس کے کہ دجلہ بڑا دریا ہے پینے والون کے اسکو بہی کافی نہین سمجھتا -

[3] ترجمہ - ای عاتکہ کے گھر کیا تو دشمنون سے ڈر کر جنکی طرف دل لگا ہوا ہے غزل گاتا ہے -

[4] ترجمہ - مین دیکھتا ہون کہ تو وہ کام کرتا ہے جو زبان سے کہتا ہے اور بعض جو دل کے منافق ہین ایسے ہین جو ایسی بات کرتے ہین کہ انکا عمل فعل سے جدا ہوتا ہے -

حکم تھا تو اُس نے کہا کہ یہ ہزار جو ملتے ہین اُن چار ہزار سے بہتر ہین جو نہین مل سکتے۔

بنی امیہ کے عطیات ابتدائی دولت اسلامیہ مین اونٹ ہوا کرتے تھے جیسے قدیم عربیون اور بدویون کے طریقہ پر اونٹ دیا کرتے تھے جب کوئی عطیہ دیتے تھے تو اونٹ کے کوہان پر شتر مرغ کا پر لگاتے تھے تاکہ یہ معلوم ہو کہ یہ بادشاہ کا عطیہ ہے اور یہ کہ سلطنت کا حکم اُس سے اُٹھ گیا اور وہ غیر کی مِلک ہو گیا اور پھر اُن کے بعد عباسیون اور عبیدیون کے عطیات مین مال کے گٹھے اور کپڑون کے صندوق اور متعدد گھوڑے مع ساز و سامان کے ہوتے تھے۔ افریقیہ مین قبیلہ کنانہ کے لوگون کی اغالبہ کے ساتھ یہی حالت تھی یعنے اُن کی عطیات بھی ایسے ہی ہوتے تھے۔ اور مصر مین بنی طغج کی بھی یہی حالت تھی اور اندلس مین طوائف الملوک کے ساتھ لمتونیون کے عطیات کی بھی ایسی ہی حالت تھی۔ اور موحدین کی بھی یہی حالت تھی اور زناتہ بھی موحدین کے ساتھ ایسے ہی عطیات دیتے تھے اس لیے کہ شہری لوگ قدیم سلطنتون کے طریقہ کو چھوڑ کر موجودین کا طریقہ اختیار کرتے ہین۔ اسی قاعدہ کے سبب سے موجودہ فارس کے لوگون کا طریقہ عرب کے بنی امیہ اور بنی عباس مین منتقل ہوا۔ اور بنی امیہ کے موجودہ لوگون کا طریقہ بادشاہان عرب مین یعنے موحدین اور زناتیون مین منتقل ہوا۔ اور عباسیون کا طریقہ دیلمیون مین گیا پھر ترکیون مین پھر سلجوقیون مین پھر مصر کے ممالیک ترک مین اور پھر عراق کے تاتاریون مین گیا جیسا کہ ابن خلدون روایت کرتا ہے۔

جس شخص نے بنی امیہ کے وزرا اور بنی المہلب کا حال اور بنی عباس کے وزرا اور برمکیون وغیرہ امرا اور سادات عرب کا حال اور قصہ پڑھا ہوگا وہ اُن کے فضل و کرم سے مطلع ہوا ہوگا اور اسکو تصدیق ہو گئی ہوگی منجملہ اُن کے ایک حکایت ہے جسکو ابو الحسن مدائنی نے یزید بن المہلب بن ابی صفرۃ الازدی سے بیان کیا ہے اور کہا کہ یزید کے وکیل نے خربزون کو جو اُس کے پاس اُسکی بعض املاک مین سے آئے تھے چالیس ہزار درہم پر فروخت کیا جب اسکی خبر یزید کو پہونچی تو اُس نے اپنے وکیل سے کہا کہ کیا تو نے ہم کو بقال بنا دیا کیا ازدیون مین کوئی بڑھیا اور اپاہج عورتین نہین تھین اُن مین تقسیم کر دینا چاہیے تھا۔ عمر بن لجا شاعر کہتا ہے۔

آل المہلب قوم ان نسبتہم — کانوا المکارم آبا و اجدادا[1]

[1] ترجمہ۔ مہلب کی اولاد وہ قوم ہے کہ اگر فضل و کرم کو اُن سے نسبت دیجائیگی تو معلوم ہوگا کہ وہ آبا و اجداد سے ایسے ہی ہین یعنی امیر ابن امیر ہین بہت سے ایسے حاسد ہین کہ اُن کے فضل و جود سے عاجز ہو گئے اور اُنکی کوششین داُن کے بگاڑنے مین، بیکار ہین۔ بڑے بڑے سردار اُن سے حسد کرتے ہوئے پائے جاتے ہین اور تو دیکھیگا کہ معمولی کمینون کا کوئی حاسد نہین ہوتا اگر مجد (علاد بزرگی) سے کہا جائے کہ تو اُن کو چھوڑ دے اور اُن کے پاس سے چلا جا تو دنیا مین مضبوطی کے ساتھ اُنکے پاس کیون ٹھیرا ہے تو وہ کچھ جواب نہین دیگا مہلب کی اولاد مکارم کی روحین ہین اور سب آدمی جسم ہین۔

نکم حاسد لہم لعیبا بفضلہم ۔۔۔ وما دنا من مساعیہم ولا کادا ٭٭

ان العرانین تلقاہا محسدۃ ۔۔۔ ولا تری للئام الناس حسادا

لو قیل للمجد حِل عنہم وخلہم ۔۔۔ بما احتکمت من الدنیا لما حادا

ان المکارم ارواح یکون لہا ۔۔۔ آل المہلب دون الناس اجسادا

حکایت کی جاتی ہے کہ اس یزید مذکور سے اُس کے بعض ہمنشینوں نے کہا کہ تو اپنے رہنے کے لیے گھر کیون نہین بناتا تو اُس نے جواب مین کہا کہ مین گھر لے کر کیا کرونگا میرے لیے تو ہمیشہ کے لیے نہایت عمدہ مکان تیار ہے۔ مخاطب نے کہا وہ کہان ہے۔ اُس نے کہا جبتک مین خدمت پر ہون دار الامارت میرا گھر ہے اور اگر مین معزول ہوجاؤنگا تو محبس میرا گھر ہے۔ اُس نے یہ اس لیے کہا کہ اُس زمانہ مین پادشاہون کا سلوک اپنے عمال کے ساتھ ایسا ہی تھا۔ اور یزید مذکور بنی امیہ کا عامل تھا۔ پھر اسکو مسلمہ نے قتل کیا اور اُسکا سر اپنے بھائی عبدالملک کے پاس سنہ ۱۰۲ہجری م سنہ ۷۲۰ع مین بھیجا۔

روایت کی جاتی ہے کہ احمد بن حرب یزید مذکور کے بھائی کے بیٹے نے ابو علی اسمٰعیل ابن ابراہیم بن حمدویہ البصری حمدوی شاعر کو ایک طیلسان (ایک قسم کی عمدہ چادر) بطور خلعت کے دی تھی۔ حمدوی شاعر مذکور نے اُسمین متعدد ظریفانہ مضمون کے قطعات لکھی جنکو راویون نے اُس سے نقل کیا ہے اور اُسکی تعداد دو سو سے زیادہ بیان کیجاتی ہے اُن مین سے ایک یہ قطعہ ہے۔

یا ابن حرب کسوتنی طیلسانًا ۔۔۔ اخلقتہ الازمان وہو سقیم[1]

فاذا ما رفوتہ قال سبحا ۔۔۔ نک محی العظام وہی رمیم

ادیب لوگ اس مذکورہ طیلسان کی مثال دیتے ہین اور جب کوئی پُرانی چادر ہوتی ہے تو اُسکو ابن حرب کی طیلسان سے تشبیہ دیتے ہین اسیطرح سے جلد عمر الممزق بالضرب (یعنی عمر کی جلد (پوست) جو ضرب سے پھٹی ہوئی ہے) اس سے نحویون کے قول ضرب زید عمرًا کی طرف اشارہ ہے کیونکہ وہ ہمیشہ یہی مثال لاتے ہین دوسری مثال نہین دیتے۔ گویا وہ اُسکی جلد کو کثرت ضرب سے پھاڑتے ہین۔

اس طیلسان کی حکایت کی طرح اور بہت سی مثالین ہین جو ہمین ان امرا کی جوان مردی اور چشم پوشی اور کشادگی

---

[1] ترجمہ۔ ای ابن حرب تو نے مجھ کو جو طیلسان یعنے چادر اُڑھائی ہے وہ ایسی ہے کہ زمانہ نے اُس کو عطا کیا ہے جس حال مین کہ وہ بیمار ہے جب مین نے اُس کو رفو کیا تو کہا ماشاء اللہ ہڈیون کو جس حال مین کہ وہ بوسیدہ ہین زندہ کرنا چاہتا ہے۔ ٭٭ ان اشعار کا ترجمہ صفحہ ۲۷۹ کے حاشیہ مین ہے۔ مترجم

اور کریم الاخلاقی سے معلوم ہوتے ہیں کیونکہ وہ شاعروں کی بیباکی اور ان کے برا کہنے سے جبکہ وہ اپنی امید سے کم صلہ پاتے کرتے تھے نہیں تھبراتے تھے۔

اس مقام پر معن بن زائدہ بن عبد اللہ بن مطر بن شریک بن عمرو الشیبانی کی ایک حکایت بیان کرنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ معن بنی امیہ کے زمانہ میں گشت کرتا پھرتا تھا اور ۱۵۸ھ یا ۱۵۱ھ میں وہ قتل ہوا۔ یہ امیر صرف کرم وجود کی سبب سے (جسکی سخاوت میں مثال دنیا میں سزاوار ہے) اور مثال میں اجود من معن بن زائدہ کہتے بھی ہیں یعنے معن سے زیادہ سخی، مستحق تعریف نہیں ہے بلکہ اس کے دوسرے حمیدہ اخلاق مثلاً حلم وغیرہ کی وجہ سے بھی وہ اس تعریف کا مستحق ہے یہان تک کہ اسکی نسبت کہا جاتا ہے "حدث عن معن ولا حرج" یعنی معن کے تذکرہ کرنے میں کوئی حرج نہیں بیان کیا جاتا ہے کہ اہل عرب سے ایک نوجوان نے معن بن زائدہ کی ہجو لکھی اور اسکو اس کے روبرو پڑھا معن اس کو خوشی اور بشاشت کے ساتھ سنتا رہا اور بیت کے ختم ہونے پر اس سے کہتا جاتا تھا کہ ہان اور آگے کیا ہے۔ آخر میں اس نوجوان نے ایک بیت پڑھی جس کا مضمون یہ تھا کہ میں اس ہجو کے بدلے میں انعام چاہتا ہوں معن نے اسکو انعام دیا پھر اس نے ایک اور بیت پڑھی جسکا مطلب یہ تھا کہ مجھکو اور انعام ملنا چاہیے معن نے انعام میں اور زیادتی کی اس وقت اس نے اپنے قصیدہ کو اس بیت پر ختم کیا۔

سالت اللہ ان یبقیک ذخراً ۔۔۔ فما لک فی البریۃ من نظیر[1]

اسی امیر کی یہ بھی ایک حکایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک شاعر اس کے دروازہ پر آیا اور اندر جانا چاہا لیکن اسکو اندر جانے کا موقع نہیں ملا اس نے ایک لکڑی کے تختے پر یہ بیت لکھی۔

ایا جود معن ناج معنا بحاجتی ۔۔۔ فلیس الی معن سواک سبیل[2]

پھر اسنے اس تختہ کو ایک نہر میں جو باغ میں جاتی تھی اور جسمیں معن ٹھیرا ہوا تھا ڈال دیا اس نے اس تختہ کو دیکھ کر اٹھالیا اور پڑھا اور اس شخص کو اسی وقت بلوایا اور اسکو ایک ہزار درہم دیا اور اس تختہ کو اپنے فرش کے نیچے رکھ چھوڑا دوسرے دن اس تختہ کو نکال کر پڑھا اور اس شخص کو بلوا کر اور ایک ہزار درہم دیا۔ تیسرے دن بھی اس نے ایسا ہی کیا۔ سائل بعد غور وفکر کے ڈر گیا اور خیال کیا شاید مجھکو معن اب حراست میں کریگا اور مال چھین لیگا پس اس خیال سے وہ شہر سے نکل بھاگا۔ جب چوتھا دن ہوا تو معن نے اس شخص کو پھر طلب کیا۔

---

[1] ترجمہ۔ میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھکو مالدار رکھے کیونکہ مخلوق خدا میں تیرا نظیر نہیں ہے۔

[2] ترجمہ۔ اے معن کے جود کیا تو مجھکو اپنی حاجت سے نجات دے گا۔ معن کے پاس پہونچنے کے لیے تیرے سوا کوئی وسیلہ نہیں ہے۔

معلوم ہوا کہ وہ چلا گیا ہے یہ سنکر معن نے کہا اُسکا خیال غلط تھا ہمنے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ اسکو اسقدر درہم و دینار دون کہ بیت المال مین کچھہ باقی نہ رہے۔ بعض شعرا نے اسکی نسبت یہ کہا ہے۔ [۱]

| | |
|---|---|
| یقولون معن لا زکاۃ لمالہ | وکیف یزکی المال من ہو باذلہ |
| اذا حال حول لم یجد فی دیارہ | من المال الا ذکرہ وجمائلہ |
| تراہ اذا ما جئتہ متہللاً | کانک تعطیہ الذی انت سائلہ |
| تعود بسط الکف حتی لو انہ | اراد انقباضا لم تطعہ انا ملہ |
| فلو ان ما فی کفہ غیر نفسہ | لجاد بہا فلیتق اللہ سائلہ |

محمد بن مبادر آل برمک کی نسبت کہتا ہے۔ [۲]

| | |
|---|---|
| اتانا بنو الاملاک من آل برمک | فیا طیب اخبار و احسن منظر |
| لہم رحلۃ فی کل عام الی العدی | و اخری الی البیت العتیق المنور |
| اذا نزلوا البطحاء مکۃ اشرقت | بیحیی و بالفضل بن یحیی و جعفر |
| فما خلقت الا لجود اکفہم | و اقدامہم الا لسعی مطہر |
| اذا رام یحیی الامر ذلت صعابہ | و ناہیک من راع لہ و مدبر |

---

[۱] ترجمہ۔ کہتے ہین کہ معن کے مال پر زکاۃ لازم نہین آتی اور زکوۃ بھی کیونکر لازم ہو جبکہ اُسکا خرچ کرنے والا ہو جب سال پورا ہوتا ہے (یعنی وجوب زکوۃ کا زمانہ پورا ہوجاتا ہے) تو اُس کے ملک مین مال باقی نہین رہتا صرف اُس کا ذکر باقی رہتا ہے جب تو اُس کے پاس آتا ہے تو اسکو بشاش پاتا ہے گویا تو اسکو بخشش دیگا حالانکہ تو خود سائل ہوتا ہے۔ فراخ دستی کی اسکو ایسی عادت پڑگئی ہے کہ اگر وہ اپنے انگلیون کو سیکڑنا چاہے تو وہ اس امر مین اُسکی اطاعت نہین کرتین۔ اگر اُس کے ہاتھہ مین بالفرض اُس کی جان ہوتی تو وہ اُس کو بھی دیتا مگر سائل کو چاہیے کہ اس کام مین خدا سے ڈرے۔

[۲] ترجمہ۔ ہمارے پاس آل برمک سے بنو املاک آئے ہین اُن کی خبرین کیسی عمدہ اور وہ کیسے حسین منظر ہین وہ ہر سال ہر طرف سفر کرتے ہین اور اُن کا دوسرا سفر بیت عتیق (کعبہ) کو ہوتا ہے۔ جب وہ بطحاء مکہ مین اُترتے ہین تو وہ یحیی اور فضل بن یحیی اور جعفر سے جگمگا جاتا ہے۔ اُن کے ہاتھہ سخاوت کے لیے اور اُن کے قدم فتح مند سعی کے لیے بنے ہین۔ جب یحیی کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو اسکی دشواریان آسان ہوجاتی ہین اور وہ تجھہ کو دوسرے محافظ اور مدبر کی نسبت کافی ہے۔

ابونواس شاعر کہتا ہے۔

ان البرامکۃ الکرام تعلموا فعل الجمیل وعلموہ الناسا[1]

کانوا اذا غرسوا سقوا واذا بنوا لایہدمون لما بنوہ اساسا

واذا ہم صنعوا الصنائع فی الوریٰ جعلوا لہا طیب البقاء لباسا

برمکیوں میں سب سے پہلے خالد بن برمک بن جاماس بن شتاسف وزیر ہوا اسکو عبد اللہ السفاح عباسیوں کے پہلے خلیفہ نے وزیر بنایا۔ اس کا باپ برمک مذکور بلخ کے مجوسیوں سے تھا وہ اور اُس کے بیٹے نوبہار[2] کے متولی تھے جسمیں وہ آگ روشن کرتے رہتے تھے جب ہارون رشید عباسیوں کا پانچواں خلیفہ بادشاہ ہوا اُسنے جعفر بن یحیی کو اپنا وزیر بنایا اور اپنی بہن عباسہ[3] کو اُس کے ساتھ نکاح کردیا۔ حاصل یہ ہی کہ ہارون رشید نے برمکیوں کو بزرگی کے درجہ اعلی پر پہونچایا۔ چنانچہ اس جعفر کا ایک دن کا تذکرہ ہے کہ وہ اپنے مکان میں شراب پینے کے لیے بیٹھا اور اپنے حاجب کو حکم دیا کہ میرے پاس سوائے عبد الملک بن بحران کے (جو اسکا قہرمان یعنے کارفرما تھا) اور کسی کو آنے نہ دینا۔ حاجب صرف عبد الملک کا نام سُنا ابن بحران کا لفظ اُسنے نہیں سنا اور بجائے اس کے اُس نے عبد الملک بن صالح ہاشمی کو اطلاع دی کہ جعفر بن یحیی اپنی مکان میں فلاں جگہ بیٹھا ہوا ہے۔ یہ سُنکر عبد الملک بن صالح سوار ہوا اور آکر حاجب سے کہا کہ تو اطلاع کر کہ عبد الملک حاضر ہی جعفر نے کہا کہ آنے دے۔ جب عبد الملک بن صالح اپنا سیاہ دریس پہنا ہوا آیا تو مارے شرم کے جعفر کا رنگ زرد ہوگیا کیونکہ ابن صالح نبیذ (ایک قسم کی شراب) نہیں پیتا تھا۔ ایک مرتبہ رشید نے اسکو شراب پینے کیلیے بلوایا تھا اور اس نے انکار کیا تھا جب عبد الملک نے جعفر کی حالت دیکھی تو اپنے غلام کو بلایا اور اُس کو اپنی ٹوپی اور لباس دیدیا اور حاضرین مجلس کو سلام کیا عبد الملک نے کہا تم اپنے کام میں ہمیں بھی شریک کرو اور ہمارے ساتھ بھی تم اپنا فعل کرو یہ سنکر ایک خدمتگار اُس کے پاس آیا اور اُس کو ایک حریر اُڑھا دیا اور پہر کھانا منگوایا تو کھانا کھایا اور جب نبیذ سامنے لایا گیا تو اُس میں سی ایک رطل نبیذ بھی اُڑا گیا۔ پہر جعفر سے کہا کہ خدا کی قسم میں نے اس سے پہلے نہیں پیا ہے اب براہ کرم مجھکو

ص ۴۳۵

[1] ترجمہ۔ برمکی جو بڑے صاحب کرم ہیں انھوں نے فعل جمیل کو سیکھا اور لوگوں کو سکھلایا۔ انکی عادت تھی کہ جب کوئی درخت لگاتے تو اسکو پانی دیتے اور جب کوئی بنیاد قایم کرتے تو اسکو منہدم نہیں کرتے تھے۔ اور جب کوئی عمدہ کام خلایق میں کرتے تو اسکو عمدہ طریقہ سے قایم رہنے کا لباس پہناتے تھے۔

[2] نوبہار مجوسیوں کا ایک آتشکدہ تھا جو بلخ میں تھا۔ مولف

[3] دولت اسلامیہ میں شاہی خاندان کی بیٹیاں دوسروں کے ساتھ بیاہی جانے کا مطلب یہہ تھا کہ فقط نکاح کا نام ہوتا تھا زوجہ زوج کے سامنے کھلے ہوئے منہ سے نہیں لائی جاتی تھی اور اُس سے طلب اولاد کی بھی غرض نہیں ہوتی تھی مولف

اس کام مین زیادہ تکلیف نہ دو۔ جعفر نے حکم دیا کہ اُس کے سامنے ایک صراحی رکھہ دو کہ وہ اُس سے اگر چاہے تو پیئے۔ جب وہ واپس ہونا چاہا تو جعفر نے کہا اب تو اپنی حاجتین بیان کر جہان تک میرے اختیار مین ہے مین پورا کر دونگا۔ اُس نے کہا امیر المومنین کے دل مین میری طرف سے رنج ہے اسکو تو نکال دے۔ تاکہ وہ مجھہ سے صاف ہو جائے اور میرے ساتھ عمدہ برتاو کرے۔ جعفر نے کہا کہ امیر المومنین تجھہ سے راضی ہو گیا اور اُس کے دل مین تیری طرف سے جو رنج تھا وہ جاتا رہا۔ اُس نے کہا مجھہ پر چالیس لاکھہ درہم ہین کہا کہ یہ بھی تجھہ سے ادا کیے گئے اور یہ حاضر ہین اُس نے کہا یہ تو درست ہے لیکن امیر المومنین کی طرف سے زیادہ مناسب ہے پھر عبد الملک نے کہا کہ میرا لڑکا ابراہیم ہے مین چاہتا ہون کہ بادشاہ کی دامادی سے اُسکی قدر و منزلت بڑہے جعفر نے کہا کہ امیر المومنین نے اپنی بیٹی عالیہ کو تیرے بیٹے کے ساتھ نکاح کر دیا عبد الملک نے کہا مین چاہتا ہون کہ اُسکو جاگیر اور رتبہ بھی ملے جعفر نے کہا کہ امیر المومنین نے اُسکو مصر کا حاکم بھی بنا دیا اس کے بعد عبد الملک واپس ہوا۔ دوسرے دن جعفر سوار ہو کر باب خلافت مین گیا اور رشید کو عبد الملک کے واقعات اول سے آخر تک سنایا اور اس کے ساتھ یہ بھی کہتا جاتا تھا کہ یہ کام بہت اچھا ہے۔ رشید نے پوچھا کہ تو نے اُس کا کیا جواب دیا اُس نے کہا مین نے آپ کی طرف سے اُسکی سب خواہشات کو پورا کر دیا۔ رشید نے اُن تمام امور کو بلا کم و کاست قبول کیا اور سب امور کے اجراء کا حکم بھی دیدیا۔ جعفر کا رسوخ اور تقرب رشید کے پاس اس قدر تھا جسکا تھوڑا سا بیان اوپر گزرا۔ آخر مین خلیفہ نے جعفر اور اُس کے خاندان کے ساتھ جو سلوک کیا ہے وہ بھی ظاہر ہے کہ جعفر کو سنہ ۱۸۷ ہجری م سنہ ۸۰۳ع مین قتل کروا دیا اور تمام برمکیون کو بھی قتل کروا دیا۔ مورخین نے اس کے متعلق بہت سی اسباب بیان کیے ہین لیکن سب مردود ہین۔ ابن خلکان ابن بدرون سے روایت کرتا ہے کہ خلیفہ مہدی کی بیٹی علیہ نے جو ہارون رشید کی بہن تھی رشید سے کہی کہ بہائی جان جس روز سے کہ جعفر قتل کیا گیا ہے مین اُس روز سے آپ کو خوش نہین پاتی ہون آپ نے اُسکو کس وجہہ سے قتل کیا رشید نے کہا ای جان من اگر یہ بہید میرے قمیص کو بھی معلوم ہوگا تو مین اُسکو پہاڑ دونگا۔

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ جب کہ حسن بن سہل نے اپنی بیٹی بوران کو خلیفہ مامون رشید سے بیاہا تو بوران کی باپ نے طعام ولیمہ کی ایسی دعوت کی جسکی نظیر کسی زمانہ مین ملنا دشوار ہے۔ یہان تک کہ تمام ہاشمیین اور اہل علم اور اہل قلم کے سرون پر مشک کے دستینو نثار کیے گئے جنمین جاگیرون اور لونڈیون اور گہوڑون کے دسے جانے کے اسامی وار نامہ لکھے ہوئے تھے۔ جب یہ دستینو لوگون کے ہاتھ مین آئے تو انہون نے اُسکو کہول کر دیکھا۔ اور اسکی اجرائی کے متعلق جو شخص مہتمم تھا اُس کے پاس لے گئے تاکہ وہ مقطعہ یا ملک یا گہوڑا یا لونڈی جو اُس نامہ مین لکہا گیا ہے اجرا کرے۔ اس کے بعد سب لوگون کے سرون پر درہم اور دینار اور مشک کے نافہ اور عنبر نثار کیا گیا۔

مامون کو اور اُس کے فوجی افسروں اور اُس کے تمام ہمراہیوں کو اُنیس روز تک کھلاتا پلاتا رہا اور اس عرصہ میں پانچ کروڑ درہم صرف ہوئے لیکن مامون نے اپنی واپسی کے وقت اُسکو ایک کروڑ درہم دیا اور ایک جاگیر عطا کی پھر حسن نے اُس مال کو اپنے فوجی لوگوں اور فوجی افسروں اور تمام ساتھیوں پر صرف کیا یہ واقعہ سنہ ۲۱۰ھ مطابق ۸۲۵ع کا ہے اور بوران یعنے مامون کی بی بی کے فرش کی مثال دیجاتی ہے اور یہ کہتے ہیں اُفرش من فراش بوران یعنے بوران کے فرش سے زیادہ قیمتی۔ بوران کا نام خدیجہ تھا اور بوران اُس کا لقب تھا۔ اسکی نسبت ایک شاعر کہتا ہے

بارک اللہ للحسن ولبوران فی الختن[1]

یا امام الہدیٰ ظفر ت ولکن ببنت من

ابو العیناء کہتا ہے کہ ایک وقت سخاوت کا ذکر ہوا سب کا اتفاق آلِ مہلب اور برمکیوں پر ہوا جو دولت مروانیہ اور دولت عباسیہ میں تھے۔ اس کے بعد سبھوں نے اسپر اتفاق کیا کہ احمد بن ابی داود سب سے زیادہ سخی اور افضل ہے اسکی کنیت ابو عبد اللہ تھی اور اس کے باپ کا نام فرج بن جریر بن مالک بن عبد اللہ بن عباد تھا یہ شخص اپنا نسب نزار بن معد بن عدنان الایادی سے ملاتا تھا جو مروت اور عصبیت میں معروف تھا خلیفہ معتصم عباسی کے ساتھ اس کے بہت سی اخبار اور حکایتیں ہیں اس شخص نے طلب علم میں کمر باندھی خاصکر فقہ اور کلام میں اور کوئی رئیس زبان آوری اور فصاحت میں اسکا ہم رتبہ نہیں دیکھا گیا۔ خلیفہ معتصم مشار الیہ نے اس کو یحیی بن اکثم کے معزول کرنے کے بعد قاضی القضاۃ بنایا۔ اس کے ترجمہ میں ابن خلکان بیان کرتا ہے کہ اس نے امام احمد بن حنبل کا امتحان لیا اور قرآن کے مخلوق ہونے پر اُن کو الزام دیا اس لیے کہ یہ معتزلی تھا اور معتزلیوں کا اعتقاد قرآن کے مخلوق ہونے پر ہے اور یہ شخص نہایت فصیح و بلیغ شاعر بھی تھا سنہ ۲۴۰ھ مطابق ۸۵۴ع میں اسکی وفات ہوئی۔ اسکی وفات کے روز اس کے دروازہ پر بہت سے اہل علم و ادب جمع تھے جب اُسکا جنازہ نکلا تو تین آدمی اُٹھ کھڑے ہوئے اُن میں سے ایک نے کہا۔

اليوم مات نظام الملك واللسن ومات من كان يستعدي على الزمن[2]

واظلمت سبل الآداب اذ حجبت شمس المكارم في غيم من الكفن

---

[1] ترجمہ۔ خدا حسن کو برکت دے۔ اور بوران اور اُس کے شوہر یعنے حسن کے داماد (مامون رشید) کو بھی برکت دے۔ ای ہدایت کے امام تو بہت اچھے شخص کی بیٹی سے کامیاب ہوا۔

[2] ترجمہ۔ آج کے دن ملک اور زبان کا منتظم مر گیا۔ اور وہ شخص مر گیا جس سے زمانوں پر مدد چاہی جاتی تھی۔ آداب کی راستوں میں اندھیرا چھا گیا کیونکہ کرامتوں کا آفتاب کفن کے ابر میں چھپ گیا۔

دوسرا شخص کھڑا ہوا اور یہ کہا۔

ترک المنابر والسرائر تواضعا　　ولہ منابر لو یشا وسریر[۱]

ولغیرہ یجبی الخراج وانما　　یجبی الیہ محامد واجور

تیسرا شخص کھڑا ہوا اور یہ کہا۔

ولیس فتیق المسک ریح حنوطہ　　ولکنہ ذاک الثناء المخلف[۲]

ولیس صریر النعش ما تسمعونہ　　ولکنہ اصلاب قوم تقصف

منجملہ عربون کی حمیدہ صفات کے ایک صفت امانت اور وفاکی بھی ہے وہ لوگ خلاف وعدہ کرنے سے نہایت شرماتے ہین دو یہودی عربون کی اس صفت مین مثال دیجاتی ہے جنمین سے ایک کو دوسرے پر مزیت اور فوقیت ہے ان مین سے ایک شخص وفاداری مین ضرب المثل ہے اور وہ سموال بن عریض بن عادیا ہے جو یمنی عربون سے تھا۔ یہ شخص مشہور شاعرون مین گنا جاتا ہے۔ مثال مین کہتے ہین "اوفی من السموال" یا "اوفی من السموأل" یعنے سموال سے زیادہ وفادار اور سموال مہموز[۳] ہے اور یہ سایہ کے نامون مین سے ایک نام ہے جبکہ وہ بلند ہوتا ہے۔ اور خلیل روایت کرتا ہے کہ یہ مہموز نہین ہے۔ امرؤالقیس نے قیصر یعنے ملک روم کے پاس جاتے وقت اپنی زرہین اوس کے پاس امانت رکھین جب امرؤالقیس مرگیا تو ان زرہون کو حارث بن ابی شمر الغسانی نے طلب کیا اور جب اوس نے نہین دیا

---

[۱] ترجمہ۔ اوس نے تواضع سے منبرون اور تخت پر بیٹھنا چھوڑ دیا کیونکہ وہ جب کبھی چاہتا ہے ہر جگہ اوسکو منبر اور تخت مل جاتا ہے غیرون کے پاس خراج مین مال آتا ہے لیکن اوسکے پاس خراج مین اجر اور محامد آتے ہین۔

[۲] ترجمہ۔ اوس کے لاش سے حنوط کی جو خوشبوئی آرہی ہے وہ مشک کی تیز بو نہین ہے بلکہ یہ اوس کے ثنا و محامد کی بو ہے جو اوس کے پیچھے رہ گئی ہے تم جو جنازہ کے تابوت سے آواز سن رہے ہو یہ اوسکی آواز نہین ہے بلکہ قوم کے صلب جو ٹوٹ رہی ہین اونکی آواز ہے۔

[۳] مہموز علم صرف کا مصطلح لفظ ہے جس کلمہ مین ہمزہ ہوتا ہے اوسکو مہموز کہتے اور پھر مہموز کی تین قسمین ہین مہموز الفا مہموز العین مہموز اللام۔ اگر او کوئی حرف علت ہوتا ہے تو اوسکو معتل کہتے ہین اور اوسکی بھی تین قسمین ہین معتل الفا کو مثال بھی کہتے ہین اور معتل العین کو اجوف بھی کہتے ہین اور معتل اللام کو ناقص بھی کہتے ہین اور اگر دو حرف ایک جنس کے ہوتے ہین تو اوسکو مضاعف کہتے ہین مضاعف ثلاثی کی ترکیب اور ہے اور مضاعف رباعی کی صورت اور ہے اور اگر دو حرف علت ایک لفظ مین جمع ہوتے ہین تو اوسکو لفیف کہتے ہین اگر وہ دونون بلافاصلہ کے ملے ہوئے ہوتے ہین تو اوسکو لفیف مقرون کہتے ہین ورنہ مفروق ان اقسام کے سوا باقی کو صحیح کہتے ہین۔ مترجم

اپنی زوجہ بھی اور اسکا قصہ مشہور ہے۔ خلاصہ اس قصہ کا یہ ہے کہ اس نے صاف کہہ دیا کہ اگر تو ان زرہوں کو میرے حوالہ نہ کریگا تو تیرے بیٹے کو ذبح کر دونگا جو گرفتار ہو گیا۔ سموال نے کہا مین تو امرء القیس کے وارثون کے سواے اور کسی کو نہین دیسکتا۔ آخرکار حارث نے اس کے بیٹے کو ذبح کر ڈالا اس کے بعد سموال نے یہ شعر پڑھا۔

وفیت بادرع الکندے انی ۔۔۔ اذا ما ذم اقوام وفیت[۱]

واوصی عادیا یوماً بان لا ۔۔۔ تہدم یا سموال ما بنیت

یہ اشعار کتاب محیط المحیط مین اسطرح سے روایت کیے گئے ہین۔

وفیت بادرع الکندے انی ۔۔۔ اذا ما خان اقوام وفیت[۲]

بنی لی عادیا حصناً حصینا ۔۔۔ اذا ما سامنی ضیم ابیت

اس کا ایک مشہور قصیدہ بھی ہے جس کے مطلع کا یہ شعر ہے۔

تعیرنا انا قلیل عدیدنا ۔۔۔ فقلت لہا ان الکرام قلیل[۳]

خلاف وعدگی مین ایک دوسرے شخص کی مثال دیجاتی ہے جسکو عرقوب کہتے ہین یہ شخص خیبر کا رہنے والا تھا اور بعض کہتے ہین کہ یثرب کا ساکن تھا اور بعض کہتے ہین کہ عمالیق کا تھا۔ یہ شخص نہایت جھوٹا تھا وعدہ کرتا اور ایفا نہ کرتا اسی بنا پر مثال مین یہ کہتے ہین "اخلف من عرقوب" یعنی عرقوب سے زیادہ خلاف وعدہ کرنے والا۔ اسیطرح "اخلف من ابی حباحب" بھی کہتے ہین یعنی ابو حباحب سے زیادہ خلاف وعدہ کرنے والا۔ ابو حباحب عربون مین بڑا بخیل تھا رات کو اس لیے آگ روشن نہین کرتا تھا تاکہ اس کو دیکھکر لوگ اس کے پاس مہمان بنکر آئین۔ اور اس کے سواے اور امور بھی اسکی بخالت کی نسبت کہے گئے ہین

ایفاے عہد مین اور لوگون کی جو ضرب المثل ہے منجملہ ان کے عوف بن محلم اور اسکی بیٹی جماعہ ہے اور حارث بن ظالم اور ام جمیل جو ابو ہریرہ رض کے کنبہ سے ہے اور نیز ابو حنبل طائی اور حارث بن عباد اور فکیہہ جو بنی قیس

---

[۱] ترجمہ۔ مین نے کندی قبیلہ کے شخص کا عہد پورا کیا کیونکہ مین وہ شخص ہون کہ جب کوئی قوم میرے ذمہ کوئی کام کرتی ہے تو مین ایفاے عہد کرتا ہون ایک دن عادیا نے مجھکو وصیت کی کہ اے سموال مین نے جو بنا قائم کی ہے اسکو منہدم مت کر۔

[۲] ترجمہ۔ مین نے کندی شخص کے عہد کو پورا کیا جب کوئی قوم خیانت کرتی ہے تو مین پورا کرتا ہون عادیا نے میرے لیے ایک مضبوط قلعہ بنا دیا ہے جب کوئی ظلم بھی مجھپر ہوتا ہے تو مین انکار کرتا ہون۔

[۳] ترجمہ۔ لوگ ہمین عار دلاتے ہین کہ ہمارا قبیلہ تھوڑا ہے مین نے ان سے کہا کہ اچھے لوگ تھوڑے ہی ہوتے ہین۔

بن ثعلبہ کی ایک عورت ہے ان مین سے ہر ایک کے حالات اور قصہ طول طویل ہین -

چونکہ شرافت اور ریاست و دولت مندی، کا خاصہ ہے کہ پڑوسیون کی اور عزت اور آبرو کی حفاظت ہو تو اہل عرب اسکو ایک فرض سمجھتے تھے جس کا دعوی کیا جا سکتا ہے اور ایک ایسا حق خیال کرتے ہین کہ جسکی حفاظت واجب ہے - اسی لحاظ سے عربون کے نزدیک عاجز اور غربار کی فریاد رسی کرنے اور خائفین کو امن دینے سے بڑھکر کوئی چیز باوقعت نہین ہے - چنانچہ اگر کوئی شخص اپنے کپڑے کے کنارہ کو دوسرے کے گھر کے طناب سے باندھ دیتا تھا تو صاحب طناب پر یہ لازم ہوجاتا تھا کہ اُس کو پناہ دیوے اور اُسکی فریاد رسی کرے -

جو لوگ حسن مجاورۃ (پڑوسیون کے ساتھ عمدہ سلوک کرنے) مین مشہور ہین اور جنکی مثال دیجاتی ہے اُن مین سے ایک شخص قعقاع بن شور ہے جو عمرو بن شیبان بن ذہل بن ثعلبہ کی اولاد سے ہے اور یہ بکر بن وائل کی اولاد سے ہین - اور ابو داود الایادی بھی جسکا ذکر اوپر ہوا اور جو حذاقی[1] نام سے مشہور ہے یہ بھی حسن مجاورۃ مین مشہور آدمی ہے چنانچہ طرفۃ بن عبد البکری کہتا ہے -

انی کفانی من امر ہممت بہ      جار کجار الحذاقی الذی اتصفا[2]

اس شعر مین جار حذاقی سے مراد کعب بن مامۃ ہے کیونکہ وہ ابو داود مذکور کا پڑوسی تھا - مکہ مین ایک کبوتر تھا اُس کو کسی طرح کی اذیت نہین دیجاتی تھی اور نہ وہ اڑایا جاتا تھا اس کا سبب صرف یہ تھا کہ وہ ایک متبرک اور مقدس مقام کا مجاور تھا اور اسی بنا پر امثال مین یہ کہتے ہین "آمن من حمام مکۃ" یعنی مکہ کے کبوتر سے زیادہ امن والا - نابغہ کہتا ہے -

والمؤمن العائذات الطیر یمسحہا      رکبان مکۃ بین الغیل والسند[3]

اور امثال مین یہ بھی کہتے ہین "آمن من ظبی الحرم ومن الظبی بالحرم" یعنی حرم کعبہ کے ہرن سے زیادہ امن والا - اس لیے کہ حرم مین بہ لحاظ احترام کے وہان شکار کرنا ممنوع ہے - اسی بارہ مین ایک اور شخص کی مثال دیتے ہین جسکو مدلج بن سوید الطائی کہتے ہین اہل عرب کا خیال ہے کہ اُسنے ایک ٹڈے کو جو اُس کے سامنے اچھل کر گر پڑا تھا اور اُس وقت وہ گھوڑے پر سوار اور ہاتھ مین بھالا لیے ہوئے کھڑا تھا دھوپ سے اُسکی حفاظت کی یعنی

---

[1] حذاقی کے معنی فصیح اللسان اور عمدہ لہجہ والے کے ہین مولف

[2] ترجمہ - جب مین کسی کام کا ارادہ کرتا ہون تو مجھکو پڑوسی کافی ہے اور وہ پڑوسی ایسا ہو کہ حذاقی کے اوصاف سے متصف ہو -

[3] ترجمہ - امن دئے ہوئے غریب پرندون کو دھوکہ دیکر مارتے ہین مکہ کے سوار غیل (نام درخت) اور سند (پہاڑ کی چٹان) کے درمیان -

اسپر سایہ پکڑے کھڑا رہا۔ اس وقت تک کہ ٹڈا اُڑ گیا۔ اسی بنا پر یہ مثال دیجاتی ہے اَحمی من مجیر الجراد یعنے ٹڈے کو پناہ دینے سے والے زیادہ حفاظت اور حمایت کرنے والا۔ اسیطرح اَحمی من مجیر الظعن بھی کہتے ہین یعنی ہودہ نشین عورت کی حمایت کرنے والے سے زیادہ حامی۔ اور ربیعۃ بن مکدم الکنانی تھا جس نے بنشتہ بن حبیب السلمی کو ایک ہودہ نشین عورت کی حمایت مین بمقام کدیر رد کا تھا جو اس عورت کو لینا چاہتا تھا یہان تک کہ بنشتہ نے اُسکو ایک بھالا مارا اور قوم کے لوگ ہٹ گئے تاہم وہ اُسکی حمایت مین بھالا کہا کر گھوڑے پر بھالے کے سہارے سے بیٹھا رہا یہانتک کہ مر گیا۔

قبیلہ بکر و تغلب بین صرف ایک اونٹنی کے مارے جانے پر جسکا نام سراب تھا چالیس برس تک لڑائی رہی یہ اونٹنی سعد بن شمس کی تھی جو ایک عورت کا جس کو بسوس کہتے تھے پڑوسی تھا۔ اور یہ لڑائی حرب بسوس کے نام سے مشہور ہے اس لیے کہ یہ لڑائی بسوس ہی کے سبب سے ہوئی تھی اُسکی اور اس اونٹنی کی بدفالی مین مثال دیتے ہین اور یہ کہتے ہین اَشام من سراب و اَشام من البسوس یعنے سراب سے زیادہ بدشگون اور بسوس سے زیادہ بدشگون۔ اور یہ بسوس جسکا ذکر ہوا عمرو بن مرۃ بن ذہل الشیبانی یا بکری کی خالہ تھی اور اس کو جساس بھی کہتے ہین اور بعض کہتے ہین کہ یہ اسکی پڑوسن تہی اور کلیب بن وائل بڑی ہیبت صورت کا آدمی تھا جسکی مثال شان و شوکت اور عزت مین دیجاتی ہے اور کہا جاتا ہے اَعز من کلیب بن وائل یعنے کلیب بن وائل سے زیادہ معزز۔ اسکی آگ کے مقابلہ مین دوسرا آگ نہین سلگا سکتا تھا اور دوسرے کے اونٹ پانی نہین پی سکتے تھے جب تک کہ اس کے اونٹ پانی پی کر نہ چلے جاتے۔ اور وہ چراگاہون (رمنون) کی حمایت کرتا تھا اور پھر کوئی شخص اس کے نزدیک نہین جا سکتا تھا اور وہ شکار کی بھی حمایت کرتا تھا اور اس صید کو پھر دوسرا شخص شکار نہین کرنے پاتا تھا اسی واسطے مثال مین حمی کلیب یعنی کلیب کا رمنہ کہتے ہین (دیکھو پہلی مقالہ کی فصل اول مین جہان یہ ذکر ہوا ہے) اسکی مجلس مین کوئی شخص نہ بات کر سکتا تھا اور نہ بیٹھ سکتا تھا تاوقتیکہ وہ بیٹھنے کا حکم نہین دیتا تھا اور کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے چیتون سے اسی نے شکار کروایا۔ کوئی شخص اسکی چراگاہ مین موسم ربیع مین اونٹ نہین چراتا تھا مگر جساس مذکور جو اسکا سالا تھا وہ اپنے اونٹون کو اسکی چراگاہ مین چرا سکتا تھا ایک دن کا ذکر ہے کہ اس کلیب نے سعد کی اونٹنی کو جساس کے اونٹ کے ساتھ چرتا ہوا دیکھا اسکو یہ امر ناگوار گزرا اور اس نے اس کے تھنون مین ایک تیر مارا جس سے اس کے تھن زخمی ہو گئے اور وہ اونٹنی اپنے مالک کے گھر کے سامنے آکر بیٹھ گئی۔ اور اس کے تھنون سے دودھ اور خون جاری تھا جب اسکو اس کے مالک نے دیکھا تو چلایا اسکی آواز پر اسکی پڑوسن بسوس نکل آئی اور اپنے پڑوسی کی اونٹنی کی حالت دیکھی اور اپنا سر پیٹ لیا اور چند ابیات پڑھی ان ابیات کو عرب لوگ وثبات کہتے ہین کیونکہ ان کے سننے سے

قوم کے لوگون کے دل جوش مین آگئے - ان ابیات مین سے یہ دو بیتین ہین -

لعمرک لو اصبحت فی دار منقذ ۔ لما ضیم سعد وہو جار لابیاتی [1]

ولکننی اصبحت فی دار غربۃ ۔ متی یعد فیہا الذئب یعد وعلی شاتی

جساس نے اسکا کلام سنا اور اسکی تسکین کی اور کہا دیکہنا کل کے روز ایک بڑے اونٹ کو جو تیرے پڑوسی کے اونٹ سے بہت زیادہ بڑا ہو ہم قتل کرینگے - پہر وہ کلیب مذکور کے قابو مین رہا - جب وہ قبیلہ سے نکل کر کچہہ فاصلہ پر گیا تو وہ اس کے ہمراہ ہولیا اور عمرو بن حارث بہی اس کام مین اسکا ساتہی ہوا - پس کلیب کے سینہ مین اس نے ایک بہالا مارا جس سے وہ مرگیا - اور خیال کیا جاتا ہے کہ یہ واقعہ ۴۹۰ء یعنی سال ہجرت سے ایک سو بتیس ۱۳۲ برس پیشتر کا ہے -

جبکہ خون کا بدلا لینے مین عربون کو بڑا خیال ہے یعنی بغیر بدلا لینے کے ان کا دل ٹہنڈا نہین ہوتا ہے پس مہلہل بن ربیعۃ التغلبی اس جنگ کا جسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے باعث ہوا - تاکہ اس کے ذریعہ سے اپنے بہائی کلیب کا بدلا لے - اسی بناء پر مثال مین یہ کہتے ہین آخذ بالثار من المہلہل یعنی بدلا لینے مین مہلہل سے زیادہ اور اس بدلا لینے کی مدت مین لڑائی مین وہ نہ اپنی لونڈی کو باہر نکالتا تہا اور نہ شراب پیتا تہا اور نہ سر مین تیل ڈالتا تہا - اور نہ عورتون کے پاس سوتا تہا - حالانکہ وہ زیر النساء کے لقب سے پکارا جاتا تہا [2] اس کو یہ لقب اسکے بہائی کلیب نے دیا تہا - کہا جاتا ہے کہ سب سے اول اسنے قصیدہ کہنے کا ارادہ کیا اور غزل [3] بہی اسی نے کہی اسکا نام امرؤ القیس تہا اور مہلہل لقب اس لیے ہوا کہ وہ بہت نازک شعر کہتا تہا - اس لئے کہ مہلہل کے معنی نازک اور رقیق کے ہین اسی بناء پر ثوب مہلہل کہا جاتا ہے یعنی پتلا اور باریک بنوٹ کا کپڑا - اور یہ امرؤ القیس کندی کا ماموں تہا - اسکو اس کے دونون غلامون نے ایک بیابان مین جہان پانی وغیرہ نہین تہا جبکہ وہ ایک

---

[1] ترجمہ - میری عمر کی قسم ہے کہ اگر مین منقذ دبوس کے باپ کے گہر مین صبح کرتی تو سعد پر جو میرا پڑوسی ہے ظلم نہ کیا جاتا لیکن کیا کیا جائے کہ میری صبح مقام مسافرت مین ہوئی ہے کہ بہیڑیا جب حملہ کرتا ہے تو میری بکری پر حملہ کرتا ہے -

[2] زیر النساء شخص کو کہتے ہین جو عورتون کے ساتہہ رہنے اور ان سے باتین کرنے کو اچہا سمجہے یعنے وہ شخص جسکو عورتون کے ساتہہ بہت ہی محبت ہو - مولف

[3] غزل کے معنی ہین عورتون کا ذکر کرنا اور ان سے باتین کرنا اور ان سے خوش طبعی کرنا اور اسی بنیاد پر اغزل من امرء القیس کہتے ہین یعنی امرء القیس سے زیادہ غزل کہنے والا - مولف

درخت کے نیچے سو رہا تھا قتل کیا - کیونکہ اُنہوں نے اُس سے تکلیف اور رنج اٹھایا تھا حکایت بیان کی جاتی ہے
کہ جب ان غلامون نے اُس کے ہاتھ پکڑ لیے تو وہ ہوشیار ہوا اور کہا کہ تم کیون اس کام پر آمادہ ہوئے ہو اُنہون
نے کہا کہ تو نے عربون کو جو جیر حکمہائی ہے ہم بھی تجھہ کو وہی چکہاتے ہین اُس نے کہا کہ بغیر اس قتل کے اگر کوئی
علاج نہین ہے اور تم قتل کرنا چاہتے ہی ہو تو اختیار ہے لیکن جب تم میری دونون بیٹیون کے پاس جاو تو
تم میری طرف سے اُنکو سلام کہہ دو اور اُنکو یہ بیت سنا دو -

من مبلغ الاقوام ان مہلہلا    للہ در کما و در ابیکما

اُنہون نے کہا بہت اچھا - جب وہ دونون اُسکو قتل کر چکے تو روتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے وا مہلہلاہ
اور واسیداہ اور وا فارس العرب واپس ہوئے یعنی ای مہلہل اور ای سید اور ای عربون کے شہسوار -
جب ان کلمات کو اُسکی بیٹی سلمی نے سُنا تو اُس نے پوچھا کہ کیا ہوا اُنہون نے کہا کہ تیرا باپ مہلہل مر گیا - پوچھی کہ اُس
نے کچھہ وصیت بھی کی ہے اُنہون نے کہا کوئی وصیت تو کی نہین لیکن ہم نے اُس کو یہ شعر پڑھتے سنا ہے
اور مذکورہ بالا شعر پڑھ کر سنایا سلمی اور دوسرے موجود لوگ اس امر مین سوچنے لگے لیکن کوئی بات اُنکی سمجھہ مین
نہین آئی مگر اُسکی چھوٹی بیٹی سنکر چلانے لگی اور اُس نے یہ کہا وا ثکلاہ قتیل و رب الکعبۃ یعنے افسوس ہی قسم ہی
پروردگار کعبہ کی وہ قتل کیا گیا - اور کہی کہ ان غلامون کو باندہ لو - جب تغلب کے نوجوانون نے اُن کو باندہ لیا تو اُنکے
کلام مین اختلاف اور اختلاط پایا گیا - اُس نے غلامون سے کہا کہ میرے باپ نے کیا ارادہ کیا تھا تم جانتے ہو
اُنہون نے کہا ہمین معلوم نہین لڑکی نے کہا اُس کا یہ ارادہ تہا کہ اُسکی طرف سے یہ کہا جائے -

من مبلغ الاقوام ان مہلہلا    امسی قتیلا فی الفلاۃ مجندلا[1]

للہ در کما و در ابیکما    لا یبرح العبدان حتی یقتلا

اس کے بعد اُن غلامون کی گردن مارنے کا حکم دیا گیا اور وہ قتل کیے گئے

عربون کی یہ عادت ہے کہ جب اُن مین سے کوئی شخص قتل کیا جاتا ہے تو قاتل اور مقتول دونون کے قبیلو نمین
عداوت پیدا ہوجاتی ہے اور مقتول کے قبیلہ کے لوگ قاتل کے قبیلہ والون سے جب تک کہ بدلا نہین لیتے
عداوت سے باز نہین آتے یا یہ کہ دیت (خون بہا) مقررہ پر صلح ہو جائے - اسمین مقتول کے قبیلہ اور کنبہ
والون پر کوئی گناہ اور عیب نہین لگتا - اور کبھی مقتول بیٹے کا قصاص اُسکے باپ کے قتل کرنے سے لیا جاتا ہی

---

[1] ترجمہ - قوم کو یہ اطلاع کون دیگا کہ مہلہل خشک میدان مین صبح کے وقت قتل کیا گیا - خدا تمہارا اور تمہارے باپ کا بھلا
کرے غلامون کو نہ چھوڑو یہان تک کہ وہ مار ڈالے جائین -

یا اس کے برعکس - اگرچہ اس قتل کا سبب ہوا بہی جائے لیکن یہ عداوت قاتل اور مقتول کی اولاد مین ایک مدت دراز تک قائم رہتی ہے۔

اس قسم کے واقعات اور حادثون مین انکی یہ بہی عادت ہے کہ وہ آسمان کی طرف ایک تیر چلاتے تھے جسکا نام سہم الاعتذار ہے اگر وہ تیر خون مین آلودہ ہوکر گرتا تو سوائے قود[1] کے دوسرے امر پر راضی نہین ہوتے تھے اور اگر وہ تیر صاف و پاک گرتا تو اول اسکو اپنی ڈاڑھیون سے پوچھتے اور صاف کرتے تھے اور پھر دیت لیکر صلح کرتے تھے اور تیر کا ڈاڑھی سے پوچھنا علامت صلح خیال کی جاتی تھی - ابن اعرابی کہتا ہے کہ یہ تیر صاف پاک ہی اترتا تھا - اور اس عمل کو عقیقہ کہتے ہین ایک شاعر کہتا ہے -

عقوا بسہم ثم قالوا اصالحوا     یا لیتنی فی القوم اذ مسحوا اللحی[2]

شریعت اسلامیہ نے بھی دیت کو واجب گردانا ہے کیونکہ کتاب اللہ مین یہ وارد ہوا ہے [3]ما کان لمومن ان یقتل مومنا الا خطاء ومن قتل مومنا خطاء فتحریر رقبۃ مومنۃ ودیۃ مسلمۃ الی اہلہ الا ان یصدقوا فان کان من قوم عدو لکم وہو مومن فتحریر رقبۃ مومنۃ وان کان من قوم بینکم وبینہم میثاق فدیۃ مسلمۃ الی اہلہ وتحریر رقبۃ مومنۃ فمن لم یجد فصیام شہرین متتابعین الآیۃ[3] اور اس دیت کی مقدار و تعیین کتب فقہ مین مقرر اور معین ہے - اور اہل اسلام اپنے خون کا بدلا دیت اور قصاص سے لیتے ہین اسمین شریف کو وضیع پر فضیلت نہین ہے اور کبہی ایسا بہی

---

[1] قود کے معنی قاتل کو قتل کرنے اور قصاص کے ہین اور یہ قیادۃ سے مشتق ہے جو سوق کا نقیض ہے اس لیے کہ قود سامنے سے ہوتا ہے اور سوق پیچھے سے ہوتا ہے اور کہا جاتا ہے قاد الامیر القاتل الی موضع القتل یعنے حاکم نے قاتل کو مقتل کو بھیجدیا - مرلف

[2] ترجمہ - تیر سے عقیقہ کرتے تھے پھر کہتے کہ آؤ صلح کرلین کاش کہ قوم مین ایسا ہوتا کہ وہ ڈاڑھیون کو پوچھتے (جو علامت صلح ہے)

[3] ترجمہ - مسلمان کو مار ڈالنا مسلمان کا کام نہین لیکن خطا سے (مار ڈالنا) کہ ایک ناجائز امر ہے اور اگر کسی نے خطا (غلطی) سے مسلمان کو قتل کر ڈالا تو ایک مسلمان کی گردن آزاد کرنی اور اسکی (مقتول) کے گھر والون کو خون بہا پہونچانا ضرور ہے اگر وہ خیرات کردین تو اچھا ہے - پھر اگر وہ (مقتول) تمہارے دشمنون کی قوم کا ہو اور وہ خود مسلمان ہو تو بہی ایک مسلمان کی گردن آزاد کرنی چاہیے اور اگر وہ (مقتول) اس قوم سے ہو جو تم مین اور اس قوم مین عہد و اقرار ہو تو اسکے گھر والون کو خون بہا پہونچانا اور ایک مسلمان کی گردن آزاد کرنی لازم ہے اور اگر اسکی استطاعت نہ ہو تو متواتر دو مہینے کے روزے رکھنے ضرور ہین -

ہوتا ہے کہ اہل کرم یعنے سخی لوگ قاتل کو دیت واپس کر دیتے ہین اور وہ اُس کا بدلا اسطرح سے کرتا ہے کہ ہر جگہ وہ اُنکی تعریف کرتا رہتا ہے۔

عربون کا یہ بھی طریقہ رہا ہے کہ جب کسی کا عزیز قتل ہوجاتا تھا اور قاتل او رمقتول کے قبیلون مین صلح نہین ہوتی تھی اور بدلا لینا یعنے قاتل کو قتل کرنا قرار پا جاتا تو مقتول کے گھوڑے کی پیشانی کو کاٹتے اور اُسکی دم کو کتر دیتے تھے کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے اس طریقہ کو حارث بن عباد نے حرب بسوس مین کیا تھا جسکا اوپر ذکر ہوا جبکہ مہلہل نے اُس کے بیٹے بجیر کو قتل کیا تو اُس کے گھوڑے نعامہ کو سامنے طلب کیا اور اُسپر یہ عمل کروایا تاکہ یہ معلوم ہوجاے کہ اس کے مقتول کا قاتل سے بدلا لیا گیا ہے۔

اور جب قاتل مجہول یعنے بے پتا ہوتا اور کسی دوسرے شخص پر تہمت لگا دیجاتی تھی تو مدعی علیہ اُسوقت تک بری نہین خیال کیا جاتا تھا کہ گرم لوہے کے ٹکڑے کو نہ چاٹتے۔ قاضی ایک لوہے کے ٹکڑے کو گرم کرواتا اور اُسپر کچھہ پڑھ کر پھونکتا اور مدعی علیہ کے حوالہ کرتا وہ اُسپر اپنی زبان رکھہ کر چاٹتا اگر اُسکی زبان نہ جلتی تو اُسی وقت وہ بری ہوجاتا اور مدعی پر لازم ہوجاتا کہ وہ اُسکو بعوض تہمت لگانے کے ایک اونٹ دیوے اور اگر اُسکی زبان جل جاتی تو وہ قتل کیے جانے کا مستحق ہوتا تھا مگر جبکہ مقتول کے قبیلہ والے ایسا دیت معلومہ پر معاف کر دین جسکا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے بعض لوگ خیال کرتے ہین کہ مدعی علیہ کی زبان کے نہ جلنے مین بہت سے حیلہ ہین خصوصاً جبکہ شخص متہم قاضی کے احباب سے ہو۔[1] ظاہرا یہ معلوم ہوتا ہے کہ عربونمین یہی طریقہ خاصکر قتل مقدمات اتہمہ مین ہوتا تھا تمام دعاوی مین اس طریقہ کا عملدرآمد نہین تھا بلکہ ان کے لیے بعض مناسب طریقے تھے جیسا کہ زہیر بن ابی سلمی مزنی کے قول سے ظاہر ہوتا ہے۔

فان الحق مقطعہ ثلاث — یمین او نفار او جلاء[2]

اس بیت کا مصرعہ ثانی اسطرح سے بھی مروی ہے یمین او شہود او جلاء یعنی قسم اور شہادت اور جلاوطنی ہے۔ یمین کے معنی تو معلوم ہین یعنی قسم اور اُس کے بعد جو نفار ہے تو اُس سے مراد یا تو لڑائی ہے یا حاکمون کی طرف رجوع کرنا ہے پہلے معنی زیادہ مرجح ہین اسیلیے کہ تنافر از قبیل تداعی یعنے دعوی کرنے کے ہے اس لیے یہ قسم بذات خود حجت نہین ہوسکتی اور اگر اس سے مراد شہود لی جاسے تو البتہ شہود بینہ ہوسکتا ہے لیکن جلاوطنی وہ ایک

---

[1] دیکھو امتحانات شرعیہ کو جنکو اہل فرنگ قرون وسطے مین استعمال کرتے ہین اور ان کو قضاءاللہ کے نام سے پکارتے ہین ہندؤن کے قانون مین اس طریقہ شہادت کو شہادت غیبی کہتے ہین۔ مترجم

[2] ترجمہ۔ حق کو طے کرنے والے تین امور ہین یعنے قسم اور بھاگنا اور جلاوطن کرنا۔

برہان ہے جو واقعہ حالیہ سے مستفاد ہوتی ہے۔

بعض جھگڑون مین اہل عرب مباہلہ بھی کرتے تھے تباہل کے معنی تلاعن یعنے لعنت کرنے کے ہین اور تباہلوا کے معنی تلاعنوا کے ہین یعنی ایک نے دوسرے پر لعنت کی اور اسی سے یہ کہا جاتا ہے ابتہل الیہ تعالی باخلاص واجتہاد وتضرع یعنی اللہ تعالی کی طرف مباہلہ کیا اخلاص اور اجتہاد اور تضرع سے چنانچہ سورہ آل عمران مین ہو فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین[ل] یعنے ہم مباہلہ کرینگے یعنی ہم مین جو جھوٹا ہے اسپر لعنت کرینگے۔ حدیث مین آیا ہے کہ لعان (لعنت کرنا) اسوقت سے ہوئی ہے جبکہ ہلال بن امیہ نے اپنی عورت پر لعان کیا تو کہا کہ اگر تجھے لڑکا بھورے اور چھلے سینہ کا اور حمش الساقین[ک] ہو تو تیرے زوج کا ہے اور اگر تجھے ایسا لڑکا ہو کہ جلد چلنے والا ہو اور بال چھلے دار ہون اور اعضا موٹے اور زبردست ہون اور پنڈلیان بھاری ہون اور سرین لمبے ہون تو جس شخص کی تہمت تجھ کو لگائی گئی ہے وہ لڑکا اُسکا ہوگا جسکی تہمت تجھ پر لگائی گئی ہے۔

---

[ل] ترجمہ۔ پس کہدے ای محمد آؤ ہم اپنے بیٹون کو بلاتے ہین اور تم اپنے بیٹون کو بلاؤ اور ہم اپنی عورتون کو بلاتے ہین اور تم اپنی عورتون کو بلاؤ اور ہم اپنی ذاتون کو بلاتے (پیش کرتے) ہین اور تم اپنے ذاتون کو بلاؤ (اور پیش کرو) پھر دعا کرین اور جھوٹون پر خدا کی لعنتیں بھیجین۔

[ک] ہلال بن امیہ نے اس موقعہ پر یہ الفاظ کہے تھے "ان جاءت بہ اثیبج حمش الساقین فہو لزوجہا وان جاءت بہ اورق جعدا جمالیا خدلج الساقین سابغ الالیتین فہو للذی رمیت بہ" اس کلام کا ترجمہ اوپر ہو چکا ہے یہان بعض الفاظ کے معنی بیان کر دئے جاتے ہین۔ اثیبج اثبج کی تصغیر ہے اور اثبج ایسے شخص کو کہتے ہین جو کندھون سے کمر تک چوڑا اچکلا ہو حمش الساقین کے معنی کی تشریح پانچوین مقالہ کی چوتھی فصل کے آخر مین گزر چکی ہے۔ اور اورق اُس شخص کو کہتے ہین جو تیز چال کا ہو۔ اور جعد اجمالیا کے معنی یہ ہین کہ وہ گھنگریالے بالون کا ہو کیونکہ عربون مین اکثر ایسے ہی بال ہوتے ہین اور اجعد الشعر سے مراد شریف آدمی ہے اور برخلاف اس کے اجعد الکف کے معنی بخیل آدمی کے ہین چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے۔

کذا فتخوا عن سلمے وطرقہ      بنی اللوم حتی یعبد الملک الجعد

یعنی اُنہون نے مسمی علی سے اور اُس کے طریق سے ملامت شدہ شخص کی اولاد کو سست کر دیا یہان تک کہ نیک خصائل بادشاہ کی اطاعت کی گئی جمالی اُس شخص کو کہتے ہین جس کے اعضا موٹے اور زبردست اور صحیح الخلقت ہون خدلج الساقین اُس شخص کو کہتے ہین جسکی پنڈلیان بھری ہوئی یعنے موٹی ہون اور سابغ الالیتین کے معنی لمبے سرین والے کے ہین۔ الیہ کے معنی سرین کے ہین۔ مولف

اور اہل عرب جودت رائے اور فراست اور دانائی پر فخر کرتے تھے اور اس امر مین قیس بن زہیر العبسی کی مثال دیتے تھے جبکہ کسی شخص کی تعریف جودت رائے سے کرتے تھے - اور یہ کہتے تھے "قیس الرائے" یا "ادہی من قیس" یعنے قیس کی رائے رکھنے والا یا قیس سے زیادہ عقلمند - یہ شخص اپنی آخر عمر مین محتاج ہوگیا اور ایسی حالت مین اسکو اپنی قوم مین رہنا ناگوار گزرا پس وہ اپنے مقام سے نکلا اور بنی نمر بن قاسط کے یہان اترا اور ان کے قبیلہ کی ایک عورت سے نکاح کیا پھر وہان سے نکل کر عمان کو چلا گیا اور وہان نصرانی ہوگیا اور مرتے دم تک یہین مقیم رہا -

لیکن اسلام مین عبداللہ بن عباس کی ذکاوت کی مثال دیتے ہین اور جس کسی کی ذکاوت کی تعریف کرتے ہین تو یہ کہتے ہین "اذکی من عبداللہ بن عباس" یعنے عبداللہ بن عباس سے زیادہ ذکی - اسیطرح "افرس من ایاس" اور "ازکن من ایاس" بھی کہتے ہین یعنی ایاس سے زیادہ فریس اور ایاس سے زیادہ دانا - ایاس کا نام ابو داثلہ بن معاویہ بن قرۃ المزنی ہے - یہ شخص نہایت چرب زبان اور فصیح و بلیغ تھا اور اسکی رائے نہایت صائب تھی یہ شخص جو نہایت عقلمند تھا قاضی بھی تھا عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ مین بصرہ کا قاضی تھا اور ایسے جوابات دیتے مین جنکو سنکر سائل خاموش ہوجائے بڑا ہی مشہور تھا اسکی عقلمندی کے نادر حالات بہت سے ہین چنانچہ مدائنی نے ایک کتاب لکھی ہے جسکا نام اس نے کتاب زکن ایاس رکھا ہے اس کتاب مین اس کے اس قسم کے واقعات لکھے ہین - حکایت بیان کی جاتی ہے کہ دو شخصون نے اس کے پاس اپنا مقدمہ پیش کیا جو ایک مال کے متعلق تھا شخص مطلوب الیہ نے مال سے انکار کیا ایاس نے طالب سے کہا کہ تو نے اسکو مال کس مقام پر حوالہ کیا ہے طالب نے کہا ایک درخت کے پاس جو فلان مقام پر واقع ہے ایاس نے اس کے خصم سے کہا اچھا وہان چلو شاید وہان چلنے سے اس کا واقعہ اچھی طرح سے یاد آجائے گا اور امید ہے کہ خدا اس سبب کو ظاہر کردے - یہ کہکر اسکو اپنے ہمراہ لیکر مقام مذکور کو روانہ ہوا اور اس کا خصم وہین بیٹھا رہا تھوڑی دیر بعد ایاس نے کہا کیا تیرا خصم (فریق مخالف) مقام شجرہ تک پہونچا تھا اس نے کہا بعد مین پہونچا - یہ سنکر ایاس نے کہا ای عدو اللہ اٹھ تو خائن ہے اب تو اسکی نگہبانی کر آخر کار اس نے مال کا اقرار کیا اور اپنے خصم کو مال واپس کیا - ایاس کی وفات ۱۲۲ھ مین بعمر ۳۹ سنہ ہوئی ہے -

براعت (علمیت اور دانائی) مین بنی فرات کی بھی مثال دیجاتی ہے یہ لوگ بھی بڑے فضل و کرم والے اور صاحب سیف و قلم بھی ہین اور مثال مین کہتے ہین "ابرع من بنی الفرات" یعنے فرات کے بیٹون سے زیادہ بارع یعنی صاحب علم و رائے - یہ چار دن بھائی زمانہ اسلام مین ہوئے ہین ان سب مین بڑا احمد ابو العباس اور دوسرا ابوالحسن علی اور تیسرا ابو عبداللہ جعفر اور چوتھا ابو عیسی ابراہیم تھا ان کے باپ کا نام محمد بن موسی

بن الحسن بن الفرات تھا ان مین سے بعض شخص خلیفہ مقتدر باللہ عباسی کے وزیر بھی ہوئے ہین۔
عربون کے اعلی اور عمدہ خصائل مین سے ایک یہ فضیلت بھی ہے کہ وہ والدین کے ساتھ نہایت عمدہ اور نیک سلوک کرتے ہین اس خاص امر مین دو آدمیون کی مثال دیجاتی ہے جنمین سے ایک کا نام علس ہے اور دوسرے کا نام فلحس ہی۔ مان باپ کے ساتھ بھلائی کرنے مین ہر ایک کی اولاد انکی امداد اور غمخواری کا نام لیتے ہین۔ علس کی حکایت ہے کہ وہ اپنی مان کو کندھے پر سوار کرلیا تھا اور اسیطرح فلحس نے اپنے باپ کو کندھے پر اٹھالیا تھا کیونکہ وہ بہت مسن تھا اور علس اور فلحس دونون اپنے مان اور باپ کو اسطرح سے اٹھائے ہوئے بیت اللہ کا حج کرتے تھے۔
اور علم مین شعبی کی مثال دیتے ہین۔ ان کا نام عمرو بن عامر بن شراحیل ہے اور شعب ہمدان کا ایک بطن دقبیلہ ہے اور مثال مین یہ کہتے ہین "اعلم من الشعبی" یعنے شعبی سے زیادہ علم والا اور "احفظ من الشعبی" بھی کہتے ہین یعنی شعبی سے زیادہ حافظہ والا جس کے علم اور حفظ مین مبالغہ کیا جاتا ہے تو یہ مثال دیتے ہین اور اسیطرح "احفظ من العمیان" بھی کہتے ہین یعنے عمیان سے زیادہ حافظہ والا۔ شعبی کی وفات ۵ھ ۱۱۳ع مین ہوئی
علم مین معاویہ بن ابی سفیان کی مثال دیتے ہین اور یہ کہتے ہین "احلم من معاویۃ" یعنے معاویہ سے زیادہ حلیم۔
اور اسیطرح "احلم من الاحنف بن قیس" بھی کہتے ہین یعنے احنف بن قیس سے زیادہ حلیم۔ احنف کا نام ضحاک تھا جو بنی تمیم سے تھا اور اسکی کنیت ابو بحر تھی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسکا نام صخر تھا۔ یہ شخص قوم کا سردار اور اپنے حلم اور اپنی عقل کے سبب سے مطاع تھا بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص نے اسکو اکیلا پایا اور اسکو نہایت بری اور فحش گالیان دین احنف نے اس سے کہا اگر اور کچھ باقی ہے تو کہہ لے کیونکہ اگر میری قوم کا کوئی آدمی سن لیگا تو تجھہ کو اذیت پہونچیگی۔ اسکی یہ بھی ایک حکایت ہے کہ اس سے یہ کہا گیا کہ تونے اپنی قوم پر کس سبب سے سرداری کی اس نے کہا کہ اگر میری قوم کے لوگ پانی کو بھی برا خیال کرتے تو مین پانی نہ پیتا یعنی قوم کی بڑی خاطرداری کرتا تھا سنہ ھ م ۶۸۹ع مین اسکی وفات ہوئی۔

# فصل دوم

## شجاعان عرب کا بیان

اہل عرب شجاعت مین موصوف ہین زمانہ جاہلیت اور اسلام مین بہت سے لوگ شجاعت مین مشہور ہوئے ہین

جنکا ذکر ہمیشہ رہیگا اور آجکے زمانہ تک لوگ اُن کے تذکرون اور قصون سے دلچسپی حاصل کرتے ہین زمانہ جاہلیت کے شجاعون مین سے عمرو بن معدیکرب الزبیری ہے جو بنی زبیر کا شہسوار تھا اسکی کنیت ابو ثور تھی ابو ثور اُسکی کنیت اس وجہ سے تھی کہ وہ گائے کے بچھڑون کو اکثر کہا تا تھا اور اسپر شراب کی ایک مشک دبو تل ؟ اٹر آتا تھا۔ یہ شخص شجیع اور معدود پہلوانون مین شمار ہوتا تھا۔ یہ شخص مسلمان ہوا۔ پھر مرتد ہوا پھر اسلام کی طرف عود کیا اور نیز یہ شخص مشہور شعرا سے تھا۔ اسی نے رستم زار کو جسکو یزدجرد بادشاہ فارس نے بھیجا تھا یوم قادسیہ (جنگ قادسیہ) مین جو مسلمانون کے ساتھ ہوئی تھی قتل کیا۔ جسطرح وہ شجاعت مین مشہور تھا اسیطرح دروغ گوئی مین بھی مشہور تھا خلف احمر سے جو بنی عامہ سر پر باندہتا تھا کہا گیا کہ کیا ابن معدیکرب جھوٹ بھی کہتا تھا تو اسنے کہا با تون مین تو جھوٹ کہتا تھا۔ لیکن فعل مین جھوٹا نہین تھا اہل عرب کی ایک عورت کہتی ہے۔

الا لیت جاری کجار الحصین — وبعلی عمرو بن معدیکرب [1]

اس شخص کا انتقال ۲۲ھ م ۶۴۲ء مین ہوا۔

منجملہ ان کے ربیعہ بن مکدم بن عامر بن خویلد بن جذیمۃ بن علقمۃ بن جندل الطعان بن فارس ربیعۃ المکدم الفراسی ہے جو بنی کنانہ سے تھا یہ شخص مضر کے مشہور شہسوارون مین گنا جاتا ہے اس کو نبیشۃ بن حبیب السلمی نے یوم کدید مین قتل کیا۔

انہین شجاعون مین درید بن الصمہ ہے اسکی کنیت ابودفافہ اور ابو قرہ بھی ہے اسکا نسب بکر بن ہوازن سے ملتا ہے یہ شخص بڑا شہسوار اور شجیع اور شاعر اور نامور آدمی تھا۔ بعض نے اسکو شجاعون مین پہلا شہسوار مانا ہے یہ شخص بنی جشم کا سردار تھا اسنے تقریباً ایک سو جنگین کی تھین جنگ حنین مین مسلمانون نے اسکو قتل کیا معدیکرب الزبیری اسکا نانا ہوتا تھا اور عمرو بن معدیکرب ماموں ہوتا تھا۔ اسکی ایک بیٹی جو شاعرہ تھی اُس کا نام سلمی تھا اور دوسری کا نام عمرہ تھا یہ بھی شاعرہ تھی ان دونون نے اس کی نسبت بہت سے مرثیہ کہے ہین۔

ذوالخمار یعنے مالک بن نویرہ بھی ایک شجاع آدمی تھا اسکا نسب مضر بن نزار سے ملتا ہے اسکی کنیت ابو المغوار تھی اس کے بھائی کا نام متمم اور کنیت ابو نہشل تھی اور مالک فارس کو ذوالخمار کہتے ہین اس وجہ سے کہ اس کے پاس ایک گھوڑا تھا جسکا نام ذوالخمار تھا۔ یہ شخص نہایت شریف اور شہسوار اور شاعر تھا۔ اسکو جفول بھی کہتے ہین۔ حضرت ابوبکر رضی کی خلافت مین خالد بن الولید رضی نے اسکو قتل کیا اور اسپر یہ الزام لگایا گیا تھا کہ اُس نے

---

[1] ترجمہ۔ کاش کہ میرا پڑوسی حصین کے پڑوسی کے مثل ہوتا اور میرا شوہر عمرو بن معدیکرب کے مانند ہوتا۔

سجاح پر ایمان لایا ہے - ذمتہ العرب سے قسم کہانے کا بیان دیکھو چوستھے مقالہ کی تیسری فصل مین ہے)

عروۃ بن الورد بن زید بن عمرو بن زید بن عبد اللہ ایک شجیع آدمی تھا یہ شخص مضر بن نزار کی اولاد سے تھا اور جاہلیت کے مشہور شاعرون اور شہسوارون مین گنا جاتا ہے اور زمانہ جاہلیت کے منتخب اور متقدمین سخاوت پیشون کے صعالیک (فقرا) سے ایک صعلوک (فقیر) تھا اسکا لقب عروۃ الصعالیک اسیلیے ہوا تھا کہ یہہ فقرا کو جمع کر کے انکو خیرات دیتا تھا اور جب ان کو لڑائیون مین کچھ معاش نہین ہوتی تھی اور ان کے پاس بکریان وغیرہ نہین ہوتی تہین تو وہ انکی امداد کرتا تھا - بعض لوگ اس کے سوا سے اور حالات بھی بیان کرتے ہین -

عنترۃ بن عمرو بن شداد العبسی جسکا قصہ مشہور ہے ایک شجیع آدمی تھا یہ شخص بنی عبس کا شہسوار رہا اسکی شجاعت مین مثال دیجاتی ہے اور یہ کہتے ہین اشجع من عنترۃ یعنے عنترہ سے زیادہ شجیع - یہ شخص عربون کے اغربہ[1] سے ہے شداد کو ایک حبشن لونڈی سے جسکا نام زبیبہ تھا ایک لڑکا پیدا ہوا تھا - اسکو عنترۃ الفلحاء بھی کہتے ہین - فلحاء افلح کی تانیث ہے اور افلح اس شخص کو کہتے ہین جسکا نیچے کا ہونٹ کٹا ہوا ہو جیسے اوپر کے ہونٹ کٹے ہوے کو اعلم کہتے ہین - بنی عبس نے بنی خذیمہ کی ایک لونڈی کو ایک غنیمت (لوٹ) مین پایا تھا - اور یہہ لونڈی شداد بن قراد کے حصہ مین آئی تھی جب عنترۃ جوان ہوا تو عبلہ بنت مالک پر عاشق ہو - اور مالک شداد کا بھائی تھا - یہ شخص گھوڑون پر سوار ہوتا اور اپنی شجاعت کو ظاہر کرتا تھا - اسکا ظہور ایام حرابہ مین ہوا - ایام حرابہ اس لڑائی کا نام ہے جو بنی عبس اور فزارہ مین ہوئی تہی جنہون نے گھوڑدوڑ کو واجب قرار دیا تھا - ان لڑائیون مین اسکا ایسا نام ہوگیا کہ عرب کے شہسوار اس کے نام سے گھبرانے لگے - یہ شخص بڑا پہلوان اور فصیح تھا اور اپنی محبوبہ عبلہ سے اس نے شادی کی - اسکی فصاحت اور شجاعت اس درجہ تک بڑہی کہ اس نے کعبۃ اللہ پر ایک قصیدہ لکھ کر لٹکایا اسکا قصیدہ ان سات قصائد مین شامل ہے جو معلقات کے نام سے مشہور ہین اسکا ذکر چوستھے مقالہ کی پہلی فصل مین گزر چکا ہے[2] اسی سے حکایت کی گئی ہے کہ کسی نے اس کو اشجع العرب واشدہم بطشا کہا یعنے تو عربون مین بڑا شجیع اور گیرودار مین بڑا دلیر اور سخت پکڑنے والا ہے اس نے کہا ایسا نہین ہے - اس سے کہا گیا کہ پہر لوگون مین تیری شہرت اس درجہ کیون ہوئی اس نے

---

[1] اغربہ کے معنی سرداران کے ہین -

[2] اسی مقالہ کی تیسری فصل کے ابتدا مین بہی اسکا ذکر لکھا گیا ہے - مترجم

کہا مین لوگون کے قدمون کو دیکہتا تہا جب وہ بڑہتے تہے تو مین بہی ارادہ کرکے بڑہتا تہا اور جب وہ ہجوم کرتے تو بنظر احتیاط مین بہی اُن مین ملکر غلبہ کرتا تہا اور مین کبہی ایسے موقع مین نہین جاتا تہا جہان سے نکلنے کا راستہ نہ ہو اور جب کوئی غریب گر پڑتا تہا تو مین اُسکو اسطرح سے مارتا تہا کہ اُس حالت کو دیکہکر بڑے بڑے جوان مرد بہی ڈرجاتے تہے اور پہر مین جہک کر اُسکو اُٹہا لیتا تہا اور لڑائی دہوکہ کا نام ہے۔ اسکو ایک شخص نے جس کا نام اسد رہیص تہا قتل کیا ۶۱۵ء مین یعنے ہجرت سے تقریباً سات سال پیشتر یہ شخص مارا گیا۔

اہل عرب کے شہسوارون مین اور وہ لوگ جنکی شجاعت کی مثال دیجاتی ہے اُن مین سے عتیبۃ بن الحرث بن شہاب ہے جو تمیم کا شہسوار ہے اور اسکو سم الفرسان بہی کہتے ہین۔ عامر بن مالک بن جعفر بن کلاب بہی ایک شہسوار ہے جو قبیلہ قیس سے تہا اسکی کنیت ابو البراء ہے اور اسکو ملاعب الاسنہ بہی کہتے ہین۔ عامر بن الطفیل جو عامر مذکور کا بہائی ہے یہ بہی ایک شہسوار ہے اور بسطان بن قیس شیبانی بہی ایک شہسوار ہے جو قبیلہ بکر سے تہا۔ جسکی شجاعت مین تعریف کرنی ہوتی ہے تو یہ کہتے ہین "افرس من سم الفرسان" اور "افرس من ملاعب الاسنۃ" یعنی سم الفرسان اور ملاعب الاسنہ سے زیادہ شہسوار۔ اور دوسرون کے نام سے بہی مثال دیجاتی ہے۔

عرب کے اغربہ جنکا اوپر ذکر ہوا اور جو اس نام سے مشہور ہوئے ہین وہ آٹہ شخص ہین تین اُن مین سے اپنی ماؤن کی طرف منسوب ہین منجملہ اُن کے ایک عنترہ مذکور ہے جو اپنی مان زبیبہ کی طرف منسوب ہے۔ اور حفاف بن عمرو الشریدی بہی اپنی مان ندبہ کی طرف منسوب ہے۔ اور سُلیک بن عمیر السعدی بہی اپنی مان سُلکہ کی طرف منسوب ہے۔ باقی جو پانچ ہین اُنمین شنفری ازدی[1] تابط شرا[2] ہشام بن معیط[3]۔ ہمام بن مطرف[4] اور عمیر بن ابی عمیر[5] ہے ان مین سے ہر ایک ایک صفت سے مشتہر ہے۔ محیط المحیط مین لکہا ہے کہ زمانہ جاہلیت کے اغربہ مین عنترہ۔ حفاف بن ندبہ۔ ابو عمیر بن الحباب سلیک بن السلکہ۔ اور ہشام بن عقبۃ بن ابی محیط ہے مگر یہ آخری شخص مخضرم[1] ہے اور یہ زمانہ اسلام مین زندہ رہا اور مسلمان ہوا۔ اسلام والون مین عبد اللہ بن حازم اور عمیر بن ابی عمیر اور ہمام بن مطرف اور منتشر بن وہب اور مطر بن اوفی اور تابط شرا جسکا نام زید بن ثابت ہے۔ اور شنفری ازدی۔ اور حاجز ہے۔ لیکن عنترہ آخر مین شہسوار اور شجیع مشہور ہوا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا لیکن سلیک بن السلکہ چوری مین مشتہر ہوا جیسا کہ اس مقالہ کی پہلی فصل مین بیان کیا گیا ہے۔ مگر یہ شخص عربون کے مخاضیر سے گنا جاتا ہی

---

[1] مخضرم اُس شخص کو کہتے ہین جو زمانہ جاہلیت مین پیدا ہوا ہو اور پہر اسلام کے زمانہ مین بہی زندہ رہا ہو اور اسلام کو قبول کیا ہو۔ اور مخضرم الدولتین اُس شخص کو کہتے ہین جو دولت بنی امیہ اور عباسیہ مین رہا ہو۔ مترجم

جسکا بیان ابھی کیا جاتا ہے - اور تابط شرا اور شنفری ازدی بھی محاضیر مین ہین -

محاضیر عرب سے وہ لوگ مراد ہین جو پیادہ پا دوڑنے مین مشہور ہوئے ہین اور محاضیر کا لفظ احضار سے مشتق ہے جس کے معنی گھوڑے کی دوڑ کے ہین - کہا جاتا ہے کہ یہ پانچ شخص ہین - ایک سلیک مذکور ہے جسکو وہ لوگ بھی کہتے ہین اسکا نام حرث بن عمرو بن زید بن مناۃ التیمی ہے اور سلیک مصغر سلک کا ہے اور سلک کبک دری کے بچہ کو کہتے ہین وہ اس نام سے اس لیے موسوم ہوا کہ اسکی مان کا نام سلکہ تھا اور سلکہ کبک دری کی مادہ کو کہتے ہین کہا جاتا ہے کہ یہ پہلا شخص ہے جو زمین پر پیادہ پا دوڑا تھا اور اس قدر تیز دوڑتا تھا کہ تیز رو گھوڑے بھی اسکو نہین پا سکتے تھے جسطرح جوری مین اسکی مثال دیجاتی ہے اسیطرح دوڑنے مین بھی اسکی مثال دیجاتی ہے اور یہ کہا جاتا ہے اَعدیٰ من السلیک بن السلکۃ " یعنے سلیک بن سلکہ سے زیادہ دوڑنے والا یہ شخص اہل عرب کے فصحاء اور شعراء مین سے تھا اسکو سلیک المقانب بھی کہتے ہین اور مقانب کے معنی بھیڑیے کے ہین اسکو انس بن مدرک خثعمی نے ۶۰۵ء مین یعنی ہجرت سے تقریباً بیس برس پہلے قتل کیا -

دوسرا شنفری ہے جو بنی ازد سے تھا اسکو شنفری اسیلیے کہتے ہین کہ اس کے ہونٹ بڑے اور موٹے تھے تیز دوڑنے مین اسکی بھی مثال دیجاتی ہے جیسے کہ سلیک مذکور کی مثال دیجاتی ہے اور کہا جاتا ہے اَعدیٰ من الشنفریٰ یعنے شنفری سے زیادہ دوڑنے والا - یہ شخص زمانہ جاہلیت کا شاعر تھا مشہور قصیدہ لامیۃ العرب کا مصنف یہی ہے قصیدہ لامیۃ العجم طغرائی اسی کے مشابہ ہے -

تیسرا شخص عمرو بن براق ہے اور چوتھا اسیر بن جابر اور پانچوان تابط شرا جس کا نام ثابت بن جابر بن سفیان فہمی ہے -

اس مقام پر ایک اور شخص کا ذکر کیا جاتا ہے جسکو دعیمیص الرمل کہتے ہین جو عربون کے سردارون مین سے تھا راستہ تبلانے مین یہ شخص مشہور تھا جس شخص کی حسن دلالت مین مبالغہ کیا جاتا ہے تو یہ کہتے ہین ادل من دعیمیص الرمل " یعنے دعیمیص الرمل سے زیادہ رہنما - اسیطرح ادل من حنیف الحناتم بھی کہتے ہین یعنے حنیف الحناتم سے زیادہ رہنما یہ شخص تیم اللات سے تہا جو ثعلبہ کا بیٹا تہا - قریب مین اس کا ذکر کیا جائے گا یہ شخص بڑا رہنما اور رہنمائی مین بڑا ماہر تھا -

ایک دوسرا شخص ہے جس کا نام ربیعۃ الاخیط ہے یہ شخص رات کو سفر کرنے مین بڑا مشہور تھا اور اس امر مین اسکی مثال دیتے ہین -

لیکن زمانہ اسلام مین جو لوگ شجاعت مین مشہور رہین ان کے کئی طبقے ہین - پہلے طبقہ مین علی بن ابی طالب رضی اللہ [illegible] بن عبد المطلب اور مقداد بن [illegible] ابی الاسود اور سعد بن ابی وقاص الزہری اور طلحۃ الاسدی اور ابو دجانۃ الانصاری

اور عمار بن یاسر اور مالک بن الحرث النخعی اور قعقاع بن عمر جس نے ہاتی کو بہالا مارا تھا۔

اس سے کم درجے کے طبقہ مین عبداللہ بن الزبیر بن العوام اور ابوہاشم عبداللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب رضا اور عبداللہ بن حازم السلمی شہسوار اسلام اور مسلمہ بن عبدالملک بن مروان اور خلیفہ معتصم باللہ عباسی اور ابراہیم بن اشتر النخعی اور عبداللہ بن الحر الجعفی اور مجدر بن ربیعة العکلی[1] اور مہلب بن ابی صفرة اور اسکی اولاد مین مغیرہ اور یزید اور مدرک اور حبیب اور مفضل اور قبیصہ[2] ہین اور عبدالملک اور محمد جو آل ابی صفرہ سے مشہور ہین اور ان کا باپ مہلب حجاج بن یوسف کے امرا سے تھا جھوٹ مین اسکی مثال دیجاتی ہے اور کہا جاتا ہے "اکذب من المهلب" یعنی مہلب سے زیادہ جھوٹا جب یہ باتین کرتا تھا تو کہا جاتا تھا کہ جھوٹ بولنے والا چلا جارہا ہے اور خود جھوٹ بولنے والے کی مذمت کرتا تہا۔ گھوڑے کے رکاب جو لوہے سے بنائے گئے ہین اسی کی ایجاد ہین ورنہ اس سے قبل رکاب لکڑی کے ہوتے تھے۔ چنانچہ جب لوگ لکڑی کے رکاب سے کسی کو مارتے تھے تو وہ ٹوٹ جاتے تھے اور اگر اس سے مارنے کا ارادہ کرتے تو رکاب اس کام مین مددگار اور معین نہین ہوتے تھے سنہ ۸۳ھ م سنہ ۷۰۲ء مین اسکی وفات ہوئی۔

مہلب مذکور کہتا تہا کہ شجاع آدمی تین ہین۔ ابن الکلبیة اور احمر قریش اور راکب البغلة ابن کلبیہ مصعب بن الزبیر کو کہتے ہین اور احمر قریش عمرو بن عبداللہ بن معمر کو کہتے ہین اور راکب البغلة عباد بن الحصین کو کہتے ہین۔

خارجیون مین ابوبلال مرداس اور شبیب الخارجی اور حجاج کوفہ مین اور قطری بن الفجارة اُن لوگون سے ہین جو آپس مین دو بدو جنگ وجدال مقابلہ سے کرتے تھے۔

اس سے کم درجے کے طبقہ مین معن بن زائدة الشیبانی اور عمرو بن حنیف اور ابودلف قاسم بن عیسی العجلی ہین۔

# فصل سوم

## عربون کے شاعرون اور فصیحون کے بیان مین

عربون کے نزدیک فصاحت کے برابر باوقعت کوئی چیز نہین ہے اس لیے کہ قدیم اقوام مین وہ لوگ فصاحت مین بہت مشہور ہوئے ہین اور اہل عرب تیزی فکر اور سرعت خاطر کے تمام اقسام مین جنکا ذکر آگے آتا ہے اعلی طبقہ مین ہین۔ اولاً

---

[1] مجدر کے معنی قصیر یعنے ٹھگنے کے ہین۔ مولف

[2] قبیصہ کے معنی جسیم کی چھوٹی مٹی کے ہین۔ مولف

خطابتہ - اس لیے کہ وہ ہر ایک امر مہم مین خطبون کا استعمال کرتے ہین اور اُن مین سے اعلیٰ درجہ کے لوگ خطبہ پڑہا کرتے تھے کیونکہ عالم تمدن مین علوم منطقیہ مین سے یہ ایک علم ہے اور اُس کا موضوع[2] ایسے نافع اور قانع کرنے والے اقوال ہین جو جمہور خلائق کی کسی کام مین اعانت اور روک کی جاتی ہے اہل عرب بعینہ ایسے ہی اقوال سے خطبہ دلکچر پڑہتے تھے حالانکہ وہ نہین جانتے تھے کہ منطق کیا ہے -

کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے اجماعت (جلسہ عام) مین جس نے خطبہ پڑہا وہ عبد شمس ہے جسکا لقب سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان ہے جو عربون کا جد اعلیٰ ہوا ہے -

قس بن ساعدۃ بن عمرو بن عدی بن مالک بن النمر بن وائلۃ بن عبد مناۃ بن اقصیٰ ابن دعمی بن ایاد جو نجران کا اسقف تھا اور جسکا ذکر چوتھے مقالہ کی دوسری فصل مین گزرا ہے وہ اہل عرب کا اپنے زمانہ مین خطیب دلکچرار) اور حکیم اور رقاصی تھا سب سے پہلے اسی نے بلند مقام پر چڑہ کر خطبہ پڑہا تھا - اور اسی نے سب سے پہلے اپنے کلام مین اما بعد کا استعمال کیا اور اسی نے سب سے پہلے خطبہ کے وقت تلوار یا عصا پر ٹیک لگا کر کہڑا رہا - اسی نے سب سے پہلے خطوط مین "من فلان الی فلان" لکھنے کا طریقہ ڈالا - اور اسی نے سب سے پہلے بعث کا بغیر علم کے اقرار کیا[3] اور سب سے پہلے اسی نے کہا کہ البینۃ علی من ادعی والیمین علی من انکر یعنے شہادت اور ثبوت مدعی پر ہے اور منکر پر قسم لازمی ہے - بیان کیا جاتا ہو کہ جناب رسالت مآب صلعم نے قبل بعثت اسکو دیکہا اور اسکا خطبہ سُنا - اور بلاغت مین اسکی مثال دیتے ہین اور یہ کہتے ہین ابلغ من قس یعنی قس سے زیادہ بلیغ خیال کیا گیا ہے کہ وہ سات سو برس زندہ رہا -

سحبان وائل الباہلی بھی باہلہ کے خطیبون اور شاعرون سے ایک مشہور شخص ہے اور یہ قول اسی کا ہے -

لقد علم الحی الیمانون اننی اذا قلت اما بعد انی خطیبھا[4]

حکایت بیان کی جاتی ہے کہ اسنے ایک روز دو قبیلون مین صلح کرانے کی نسبت ایک خطبہ دلکچر) آدہے دن تک

---

[1] اس زمانہ مین لکچر دینے کا عام رواج ہے جو نہایت مفید چیز ہے - مترجم

[2] ہر علم کا ایک موضوع ہوتا ہے اور موضوع اسکو کہتے ہین کہ اُس علم مین اُس کے ذاتی عوارض سے بحث کی جاتی ہے مثلاً نحو کا موضوع کلمہ و کلام ہے اس لیے کہ نحو مین انکی بحث ہوتی ہے اور منطق کا موضوع تصور اور تصدیق ہے کیونکہ منطق مین تصور و تصدیق سے ہی بحث کی جاتی ہے - مترجم

[3] اصل نسخہ کے نوٹ مین یہ لکہا ہے کہ وہ نصرانی تھا پس بغیر علم کے اُسکا اقرار بالبعث صحیح نہین معلوم ہوتا - مولف

[4] ترجمہ یمن کے قبیلہ والے جانتے ہین کہ جب مین اما بعد کہتا ہون تو مین اُن کا خطیب دلکچرار) ہون -

پڑھتا رہا اور اس عرصہ مین کسی کلمہ کو اعادہ نہین کیا یعنی مکرر وہی کلمہ نہین کہا اسیواسطے امثال مین یہ کہتے ہین "اخطب من سحبان" یعنی سحبان سے زیادہ خطیب (لکچرار)۔

اور ابن خماعة[1] ایوب بن زید بن قیس بن زرارة[2] الہلالی جماعہ اسکی مان کا نام تھا اور اسکی مان فریہ[3] کے نام سے بھی مشہور تھی۔ ابن خماعہ بھی اپنی مان کے نام سے مشہور رہے کیونکہ یہ عورت بڑی مشہور تھی یہ شخص بھی عربون کے مشہور خطیبون (لکچرارون) مین بہ لحاظ فصاحت و بلاغت کے منتخب تھا حالانکہ وہ خود امی تھا پڑھنا نہین جانتا تھا ۸۴ھ ہجری م ۷۰۳ء مین اسکی وفات ہوئی۔

اور ابو نعامة القطری بن الفجاۃ جسکا اوپر ذکر ہوا ہے اور فجاۃ اسکی مان کا نام تھا یہ شخص بھی عربون کے خطیبون مین ایک مشہور خطیب تھا اور نیز یہ بڑا فطین اور ذکی اور مکار و حیلہ باز تھا۔

اور ابو قدامة زمانہ اسلام کا ایک شخص ہے بلاغت مین اسکی بھی مثال دیجاتی ہے اسکی بہت سی تصانیف ہین۔ ابو الفرج جعفر بن قدامة بن زیاد الکاتب البغدادی یہی شخص ہے حریری نے اپنے مقامات کے مقدمہ (دیباچہ) مین اسکی نسبت یہ کہا ہے "وان المتصدی بعده (ای بدیع الزمان) لانشاء مقامة ولو اوتی بلاغة قدامة لا یغترف الا من فضالته ولا یسری ذلک المسری الا بدلالته" کہ بدیع الزمان ہمدانی کے بعد جو شخص مقامات کے لکھنے کے درپے ہوگا اگرچہ اسکو قدامة کی بلاغت بھی نصیب ہو اسی کا پس خوردہ نوش کرے گا اور اس راستہ پر اسیکی رہنمائی سے چل سکیگا۔

اور ابو الحسین محمد بن احمد بن اسمعیل بن عیسی بن اسمعیل جو ابن سمعون کے نام سے مشہور رہے زمانہ اسلام مین وعظ کہنے مین یہ بھی مشہور ہوا ہے اگر کسی کے وعظ کہنے مین مبالغہ کیا جاتا ہے تو یہ مثال دیتے ہین "اوعظ من ابن سمعون" یعنی ابن سمعون سے اچھا واعظ ۳۸۷ھ م ۹۹۷ء مین اسکی وفات ہوئی۔

**امثال کا بیان** ضرب المثل مین عربون کو بڑی دستگاہ حاصل ہے وہ اپنے ہر ایک واقعہ کو جو نادر ہوتا ہے اسکو اپنے واقعات مین مثال کے طور پر استعمال کرتے ہین جنمین بڑی فصاحت ہے اور اس کتاب مین اکثر جابجا وہ مذکور ہین کیونکہ ان امثال کو عربون کے آداب کی تحقیقات اور ان کے اخبار پر مطلع ہونے مین بڑا دخل رہا ہے جن سے متاخرین اپنے خطبون اور اشعار اور انشاؤن کو زینت دیتے ہین۔ ان امثال کے جمع کرنے مین زمانہ اسلام کے بہت سے مولفین نے کوشش کی ہے اور جمع بھی کیا ہے اور اس خاص امر مین جو کتاب بطور جامعیت کے تالیف

---

[1] خماعہ کے معنی لنگڑے کے ہین۔ مولف

[2] زرارہ کے معنی ایسے لسدار مادہ کے ہین جو دیوار پر مارنے سے چمٹ جاتے۔ مولف

[3] فریہ کے معنی مادہ خر کے ہین یعنے گدہی۔ مولف

کی گئی ہے اور جسمین زمانہ جاہلیت اور اسلام کی ضرب الامثال بیان کی گئی ہین مجمع الامثال علامہ میدانی کی ہے
اس کا نام ابو الفضل احمد بن احمد بن ابراہیم النیسابوری ہے علامہ مذکور نے کتاب مذکور مین بیان کیا ہی کہ پہلی
ضرب المثل جو عربون مین جاری ہوئی وہ اُن کا یہ قول ہے "المراة من المراء وکل ادمار من آدم" یعنے عورت مرد
سے اور ہر گندمی رنگ والا آدم سے ہے (جس کے معنی گندم گون کے ہین) ۵۱۸ھ م ۱۱۲۴ع مین اسکی وفات
ہوئی۔

شعر کا بیان | لیکن شعر کا نظم کرنا جیسا کہ ابو داود نے بیان کیا ہے زمانہ جاہلیت مین رائج تھا کوئی شخص اہل عرب
مین ایسا نہین تھا کہ شعر کہنے پر قادر نہ ہو اور شعر کہنا انکی طبیعت مین خمیر کیا گیا تھا گو اس کا قول کم ہو یا زیادہ لیکن شعر
ضرور ہوتا تھا۔ بعض لوگ کہتے ہین کہ اہل عرب شعر نہایت جلدی سے نظم کرتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ
اُس زمانہ مین اہل عرب علم عروض نہین سیکھتے تھے اور نہ اُن کو علم بیان وغیرہ کے پڑہنے کی حاجت تہی جیسا کہ اس
زمانہ مین ضرورت ہے۔ یہ علوم یعنی عروض اور بیان وغیرہ زمانہ اسلام مین متاخرین نے ایجاد کیے ہین کیونکہ اس کام کے
طبعی قوی اُن کے معدوم ہو گئے تھے اس لیے وہ اسکو دوبارہ زندہ کرنیکے حاجتمند ہوئے پس اُنہون نے
وسائط صناعیہ (علمیہ) سے اُس کا علاج کرنا شروع کیا جو متقدمین اہل بادیہ کے اشعار سے ڈہونڈہ ڈہونڈہ کر نکالا
کیونکہ اُن لوگون کی خلقت ہی ایسی واقع ہوئی تہی۔ ابو عبیدہ کہتا ہے کہ زمانہ جاہلیت مین شاعر قبیلہ قیس مین تھے۔
اور زمانہ اسلام مین قبیلہ تمیم مین جتنے شاعر ہوئے ہین اور کسی قبیلہ مین نہین ہوئے۔ قبیلہ تمیم مین بھی جریر اور
فرزدق اور اخطل نامور شاعر ہوئے ہین۔ ہم نے شعر کے مضمون پر نہایت وسیع بیان لکھا ہے جو بالکل کافی ہے
اور اسکو ہم نے اپنی کتاب زبدۃ الصحائف فی اصول المعارف کے دوسرے مقالہ مین بیان کیا ہے اب ہم اسکو
اس مقام پر دوہرانا نہین چاہتے۔

ہم کہتے ہین کہ عرب کے شاعر جو زمانہ جاہلیت اور اسلام مین گزرے ہین وہ باعتبار اپنے اپنے زمانون
کے چار طبقون مین تقسیم ہو سکتے ہین۔ تین طبقہ کے شاعر تو ایسے ہین کہ شعر کا نظم کرنا اُن کا ذاتی مادہ اور جوہر طبعی تھا
جیسا کہ اوپر ذکر ہوا اس لیے کہ انہون نے اُس زمانہ کو نہین پایا جسمین متاخرین شعر بنانے کے قواعد بنائے جن کے سبب
سے شعر کا نظم کرنا برا سہ ایک فن ہو گیا۔ اُن مین سے پہلا طبقہ جاہلیین کا ہے جس کے شعرا ظہور اسلام سے قبل ہوئے
ہین اور اُسی زمانہ مین مر بھی گئے یا بعض نے اُن مین سے اسلام پایا مگر قبول نہین کیا بلکہ وہ اپنے اُسی قدیم مذہب پر مصر
رہے اور مر گئے جیسے امرء القیس اور امیۃ بن ابی الصلت۔ دوسرے طبقہ مین مخضرمین ہین مخضرمین زمانہ جاہلیت کے
وہ شاعر ہین جنہون نے زمانہ اسلام کو پایا اور اسلام کو قبول بھی کیا جیسے حسان بن ثابت رض اور کعب بن زہیر اور مخضرم کا
لفظ ناقہ مخضرمہ سے ماخوذ ہے یعنے وہ اونٹنی جسکا آدہا کان کٹا ہوا ہو۔ ایسے شاعر کو مخضرم کہتے ہین۔ بعض لوگ مخضرم کو حاسے

جہہ سے استعمال کرتے ہیں۔ پھر مخضرم کے معنی میں اور بھی وسعت دی گئی یہان تک کہ دولت امیہ اور دولت عباسیہ کو جس نے پایا اسکو مخضرم الدولتین کہنے لگے تیسرے طبقہ مین مولدین ہین جیسے فرزدق اور جریر جنکا ذکر ہوچکا۔ چوتھے طبقہ مین محدثین ہین جیسے معری اور ابن رومی یہ لوگ تیسری صدی ہجری کے ابتدا مین ہوئے ہین جو نوین عیسوی صدی کے مطابق ہے۔
یہ لوگ جو شعر نظم کرتے تھے اُس کے آداب اور قواعد مخترعہ کی بنا پر کرتے تھے پس اُن کا شعر کہنا از روے علم کے قرار پاتا ہے بالطبع شعر کہنے کے یہ عادی نہین تھے۔

چونکہ شعر شعور وقوف اور واقفیت سے مشتق ہے اسی لیے شاعر کو شاعر کہتے ہین کیونکہ اسمین بھی زیرکی اور دانائی سے کام لیا پڑتا ہے اسی وجہ سے نظم کے متفاوت طبقات ہین۔ پس نادر اعلیٰ درجہ کے شاعر کو خنذیذ کہتے ہین اس سے کم درجہ والے کو شاعر کہتے ہین پھر درجہ بدرجہ اس کا نام شویعر۔ شعرور۔ اور متشاعر ہے۔ بعض نے ان طبقات کی طرف اپنے اس قول سے اشارہ کیا ہے۔

اشعراء فی الزمان اربعہ　　فواحد یجری ولایجری معہ
وواحد یجول وسط المعمعہ　　وواحد لاتشتہی ان تسمعہ
وواحد لاتستحی ان تصفعہ[1]

اسی وجہ سے متاخرین علما نے زمانہ جاہلیت اور مخضرمین اور مولدین کے تینون طبقات سے چند منظومات اور قصائد کو منتخب کیا ہے جنکے سات حصے ہین ان مین سے ہر ایک حصہ اپنے خاص وصف کی وجہ سے مشہور ہے کیونکہ اُن کے اشعار افضل ہین وہ سات حصے یہ ہین معلقات۔ مجمہرات۔ منتقیات۔ مذہبات۔ مراثی۔ مشوبات۔ اور ملحمات۔ اسی وجہ سے ہم صرف ان کے ذکر پر کفایت کرتے ہین جن قصیدہ کہنے والون کے ترجمہ پر ہم واقف ہوئے ہین اس لیے کہ اگر ہم اُن چارون طبقات کے شعرا کا کلام جنکے ترجمہ ہم نے جمع کیے ہین اس مقام پر لکھین تو کتاب کا حجم دوچند ہوجاتا ہے۔

معلقات کا بیان | اصحاب معلقات مین امرء القیس بن حجر الکندی ہے جسکی کنیت ابو وہب ہے اسکو ملک الضلیل اور ذی القروح بھی کہتے ہین اسکی عورت کلیب اور مہلہل کی بہن ہے اور کلیب اور مہلہل ربیعۃ التغلبی کے بیٹے تھے۔ امرء القیس شعر کہنے مین بالطبع راغب تھا ابتدائی جوانی سے شعر مین تشبیب باندہتا تھا۔ اس کے باپ نے اسکو نکلوا دیا تھا کیونکہ عرب کے بادشاہ شعر کہنے کو عار جانتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ عورتون کی عشق بازی مین اسی نے سب سے پہلے تشبیب باندہی۔

[1] ترجمہ۔ زمانہ مین شاعر چار قسم کے ہین۔ ایک ایسا ہے کہ وہ روان ہے کہ اُس کے ساتھ دوسرا نہین پھر سکتا۔ ایک ایسا ہے کہ وسط گرما مین پھرا کرتا ہے۔ ایک ایسا ہے کہ تو اُس سے سننا نہین چاہتا۔ اور ایک ایسا ہے کہ اگر تو اُسکی عیب چینی کرے تو وہ شرماتا نہین۔

اُس کے اشعار کا ایک دیوان ہے اور اس کا ذکر اسی کتاب کے مختلف مقامات میں گزر چکا ہے۔

انہین اصحاب معلقات مین زہیر بن ابی سلمی مزنی ہے جو قصائد حولیات کا مصنف ہے کیونکہ وہ ایک قصیدہ چار مہینے مین کہتا تھا اور اپنی ذات سے اور چار مہینے تک اسکی کانٹ چھانٹ کرتا تھا پھر اور چار مہینے مین شاعرون کے سامنے پیش کرتا تھا اور تا وقتیکہ پورا سال نہ ہوجاتا قصیدہ کو مشہور نہ کرتا۔ اسی واسطے اُس کے قصائد کو حولیات کہتے ہین اور حول کے معنی سال کے ہین۔ زہیر کے باپ کا نام ربیعۃ تھا اور اُس کے ماموں کا نام بشامہ تھا اُسکے دو بیٹے تھے کعب اور بجیر[۱] اُسکی دو بہنین تھین سلمی اور خنسا اور اُس کا پوتا مضرب تھا اور یہ سب شاعر تھے زہیر سلسہ م ۶۳۱ء مین مرا۔

حارث بن حلزۃ الیشکری بھی شعراء جاہلیت سے ہے۔

اور لبید بن ربیعۃ العامری شاعر مخضرم ہے یہ شخص اشراف شاعرون اور عمدہ شہسوارون اور معمرین عابدون سے تھا کہا جاتا ہے کہ اُس نے ایک سو پینتالیس برس کی عمر پائی چنانچہ وہ خود اسکی نسبت کہتا ہے۔

ولقد سئمت من الحیاۃ وطولہا    وسوال ہذا الناس کیف لبید[۲]

اسکی کنیت ابو عقیل تھی ۴۱ ہم ۶۶۱ء مین اسکی وفات ہوئی۔

اور عمرو بن کلثوم التغلبی جس کے باپ کا نام مالک اور ماں کا نام لیلی ہے جو کلیب کے بھائی مہلہل کی بہن تھی۔ اس کے بعد کلثوم بن عمرو العتابی شاعر ہے جو بہت سے رسائل اور خطوط کا مصنف ہے۔ اور یہ عمرو نعمان بن منذر کی بہت ہجو کرتا تھا۔ بیان کیا گیا ہے کہ وہ ڈیڑھ سو برس زندہ رہا۔

اور طرفۃ بن العبد البکری جسکا نام عمر ہے اور لقب طرفہ ہے اور طرفہ طرفا کا واحد ہے اور طرفا درختون کی اقسام کو کہتے ہین جنمین سے ایک قسم اثل ہے اور اثل وہ درخت ہے جو پانی کے کنارون پر ہوتا ہے۔ اسی سے اُس کا لقب طرفہ ہوا یا اس وجہ سے کہ اُسنے اپنے شعر مین اس لفظ کو باندھا تھا۔ اور وہ شعر یہ ہے۔

لا تعجلا بالبکاء الیوم مطرفا    ولا امیرکما بالدار اذ وقفا[۳]

یہ شاعر بھی اعلی درجہ کا ہے اور زمانہ جاہلیت کے اکثر بڑے نامور شاعرون پر فوقیت رکھتا ہے اسکی بہن کا نام خرنق ہے

---

[۱] کعب اور بجیر دونون مشرف بہ اسلام ہوئے کعب نے جناب رسالت مآب صلعم کی مدح مین جو قصیدہ لکھا ہے وہ بہت مشہور ہے۔ مترجم

[۲] ترجمہ۔ مین عمر کی درازی سے بیزار ہوگیا ہون لبید جب لوگ اسکا سوال کرتے ہین تو کیا جواب دون۔

[۳] ترجمہ۔ اے میرے ہر دو دوست آج کے روتے مین جو فوج کے ایک کنارہ پر حملہ کرنے کا ہے جلدی نہ کرو اور جب تک تمہارے دونون امیر گھر مین کھڑے رہین اُسوقت بھی مت روؤ۔

وہ بھی اسیطرح شاعرہ تھی۔ اسکو عمرو بن ہند نے بسبب اس کے کہ اس نے اس کے بھائی قابوس کی ہجو کی تھی قتل کیا۔

اور عنترۃ العبسی جسکی نسبت اسی مقالہ کی دوسری فصل مین اوپر اشارہ کیا گیا ہے بڑا شاعر تھا۔ لیکن اس کے قصیدہ معلقہ مین جسکی ردیف میم کی ہے اختلاف کیا گیا ہے۔ جسکا مطلع یہ ہے۔

ہل غادر الشعراء من متردم ۔۔۔۔ ام ہل عرفت الدار بعد توہم [۱]

اس کے قصیدہ کو بعض نے مذہبات (جسکا بیان آگے آتا ہے) مین گنا ہے اور بجائے اس قصیدہ کے نابغہ ذبیانی کے قصیدہ کو معلقات مین گنتے ہین جس کے مطلع مین وہ یہ کہتا ہے۔

یا دار میۃ فی العلیاء فالسند ۔۔۔۔ اقوت وطال علیہا سالف الابد [۲]

لیکن اکثر لوگ اسپر اتفاق نہین کرتے شرح معلقات مین قاضی زوزنی اسی پر چلتا ہے اور شیخ محمد بن زکریا کی بھی یہی رائے ہے۔

**مجمہرات کا بیان** عربون کے نزدیک قصائد مجمہرات دوسرے طبقہ مین شمار ہوتے ہین اور اس کے مصنفین یہ ہین نابغہ ذبیانی جسکا اوپر ذکر ہوا یہ شخص بنی غطفان سے تھا اسکا نام زیاد بن معاویہ بن ضباب تھا اور کنیت ابو امامہ یہ شخص متقدمین شاعرون مین طبقہ اول مین شمار کیا گیا ہے اس کے لیے بازار عکاظ مین چمڑے کا ایک خیمہ نصب کیا جاتا تھا۔ اس کے پاس تمام شعراء آتے تھے اور اپنے اشعار اسکو سناتے تھے۔ بادشاہ نعمان کے نزدیک اسکا بڑا رتبہ تھا اور یہ اسکا مصاحب خاص اور ہمنشین تھا۔

اور دوسرے شعراء بھی نابغہ کے نام سے موسوم ہین منجملہ ان کے نابغہ جعدی ہے اسکا نام حسان بن قیس ہے اس کا نسب غیلان بن مضر سے ملتا ہے اور اس مین اختلاف بھی ہے اور اسکی کنیت ابو لیلی ہے اس کا نام نابغہ اس لیے رکھا گیا کہ ایک مدت تک اس نے شعر نہین کہا پھر یکایک شعر کہنے لگا یہ شخص مخضرمین شاعرون مین بہت ہی اعلی درجہ کا ہے اس کی عمر بہت دراز ہوئی اور یہ نابغہ ذبیانی سے بڑا تھا اور اسکے یہ چند شعر ہین۔

---

[۱] ترجمہ۔ کیا شاعرون نے پیوند لگانے کی جگہ باقی چھوڑی ہے۔ کیا تو نے گھر کو توہم کے بعد پہچانا ہے۔

[۲] ترجمہ۔ اے میہ کے مکان جو مقام بلند اور پہاڑ کے اونچان پر واقع ہے خالی ہو گیا اور اسپر بہت زمانہ گزرے۔

| | |
|---|---|
| ومن يک سائلا عني فانی | من الفتيان ايام الختان[1] |
| اتت مئة لعام ولدت فيه | وعشر بعد ذاک وحجتان |
| وقد ابقت خطوب الدهر مني | کما ابقت من السيف اليمانی |

اور یہ شاعر یزید بن عبد الملک کی خلافت تک زندہ رہا۔

اور بعض اُن میں سے نابغۃ الشیبانی یعنے عبد اللہ بن المخارق ہے جو ربیعۃ بن نزار کی اولاد سے تھا یہ بدوی شاعر دولت بنی امیہ کا ہے۔ اصبہانی کہتا ہے معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہ شخص نصرانی تھا اس لیے کہ وہ اپنے اشعار میں انجیل اور رہبانون کی قسم کہاتا ہے اور نیز ایسی قسمیں کہاتا ہے جن سے نصرانی قسم کہاتے ہیں۔ عبد الملک کی اور اس کے بعد اُس کے بیٹون کی اسنے بہت تعریف کی ہے۔

عبید بن الابرص بھی مجمہرات کے قصیدہ گویون میں شمار ہوتا ہے۔ اسکا نسب مضر سے ملتا ہے یہ شخص بھی زمانہ جاہلیت کے اعلی درجہ کے فصیح شعراء میں گنا جاتا ہے۔ ابن سلام نے اسکو چوتھے طبقہ کے اعلی درجہ کے شاعرون میں گناہی اور اور طرفۃ بن العبد کو اسی کے طبقہ میں شمار کرتا ہے۔ اور علقمۃ بن عبدۃ بھی اسی طبقہ میں ہے۔ اور عدی بن زید جس کا ذکر آئے گا بنی اسد کا شاعر تھا اسکو منذر بن نعمان نے اپنے یوم بوس یعنے جنگ بوس میں قتل کیا۔

اور عدی بن زید جو ابن الرقاع العاملی کے نام سے مشہور ہے اور زید اس کے باپ کا نام تھا لوگ اسکا نسب رقاع سے ملاتے ہین حالانکہ وہ اُس کے دادا کا دادا ہے شاید اُسکی شہرت کے سبب سے ایسا ہوا ہو۔ عدی مذکور بنی امیہ کے نزدیک سب سے مقدم شاعر تھا خاصکر ولید بن عبد الملک کے پاس۔ اسکی ایک بیٹی شاعرہ تھی جسکا نام سلمی تھا۔ اور وہ شہری تھی بدوی نہین تھی یہ شاعر دمشق مین رہتا تھا۔ بعض نے اسکو زمانہ اسلام کے شاعرون مین تیسرے طبقہ مین شمار کیا ہو۔

اور شبر بن حازم بھی ایک شاعر ہے جس کے ترجمہ سے ہم واقف نہین ہین۔

اور امیۃ بن الصلت یعنی عبد اللہ بن ابی ربیعۃ بکر بن ہوازن کی اولاد سے تھا ابتدائے ظہور اسلام مین مر گیا اور اسلام قبول نہین کیا کیونکہ اسکا یہ خیال تھا کہ بہ نسبت جناب رسالت مآب صلعم کے نبوت کا دعوی کرنے مین مین اولی ہون اس کا باپ عبد اللہ بن ابی ربیعہ زمانہ جاہلیت کے قدیم شاعرون مین شمار کیا گیا ہے۔

اور خداش بن زہیر بھی ایک شاعر ہے جس کے ترجمہ سے ہم واقف نہین ہین

---

[1] ترجمہ۔ میرے زمانہ لڑکپن سے جو ختنہ کرنے کا زمانہ ہے کون شخص سوال کرتا ہے۔ پیدائش کے روز سے ابتک ایک سو برس گذر چکے اور پھر دس برس اور گزرے اور دو حج دو سال کا زمانہ بھی گزرا۔ زمانہ کے حالات اور حوادث مجھسے ایسے باقی رہ گئے ہین جیسے سیف یمانی مین اُس کے جوہر باقی رہجاتے ہین۔

عمرو بن تولب جسکو عکلی بھی کہتے ہیں اور جسکا نسب نزار سے ملتا ہے اعلیٰ درجہ کا مخضرم شاعر ہے زمانہ اسلام کو پایا اور اسلام بھی قبول کیا یہ شخص عمرو بن کے مشہور فیاض اور شہسواروں میں تھا ہوتا ہے ابو عمرو بن العلا اس کے اشعار کے عمدہ اور جید ہونے کے سبب اسکو کیس کے نام پکارتا تھا

منتقیات کا بیان | یہ تیسرا طبقہ ہے۔ اس طبقہ میں مسیب بن علس ہے۔ حکایت بیان کی جاتی ہے کہ اس نے عمرو بن ہند کے روبرو یہ شعر پڑھا تھا۔

وقد اتلافی الھم عند احتضاره      بناج علیه الصیعریة مکدم [سلہ]

طرفہ بن العبد اس وقت حاضر تھا اور وہ کم عمر بھی تھا یہ سنکر طرفہ نے کہا استوق الجمل "یعنے اونٹ اونٹنی بن گیا۔ یہ مثال، اس وقت دیتے ہیں کہ جب ایک کلام میں دوسری قسم کا کلام مخلوط ہو جاتا ہے۔ اس لیے کہ صیعریہ ایک نشانی ہے جو اونٹنیوں کے گردن پر ہوتی ہے نہ کہ اونٹ پر۔ پس طرفہ کے یہ کلمات ضرب المثل ہو گئے۔ یہ سنکر مسیب غضبناک ہو گیا اور کہا کہ اسکی زبان اسکو قتل کرا ئیگی۔ اور ایسا ہی ہوا اس تذکرہ کو معلقات میں دیکھو۔

اور مرقش بن جریر اور دوسرے شاعر بھی مرقش کے نام سے موسوم ہوئے ہیں۔ ابو الفرج اصبہانی کہتا ہے کہ بڑا مرقش زمانہ جاہلیت کا ایک شاعر تھا اور ایک اس بن ہے جس نے کہ شعر کہا اور یہ مرقش کے نام سے ملقب ہوا اور یہ لقب اس کے اس قول کے سبب سے ہوا ہے:

الدار وحش والرسوم کما      رقش فی ظهر الادیم قلم [سلہ]

اور یہ مرقش اصغر کا چچا تھا لیکن اسکا اصلی نام عمرو تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کا نام عوف بن سعد بن مالک تھا اس کا نسب بکر بن وائل سے ملتا ہے۔

اور مرقش اصغر مذکور کا نام عمرو بن ربیعہ بن حرملہ بن سفیان ہے جو کہ طرفہ بن العبد مذکور کا چچا تھا اور یہ عمر قیسیوں میں بڑا شاعر تھا اور عمر بھی اسکی بہت بڑی تھی۔

اور عروہ بن الورد بھی اسی درجہ کا شاعر تھا۔ اسکا ترجمہ فصل سابق میں گزر چکا ہے۔

اور دوید بن الصمہ بھی اسی طبقہ میں شمار ہوتا ہے " " "

اور مہلہل بن ربیعہ اسی طبقہ میں شمار ہوتا ہے " اول میں

---

[سلہ] ترجمہ۔ جب رنج و غم پیش آتا ہے تو میں ایسے اونٹ پر جسکی گردن پر خاص نشانی ہو سوار ہو کر اسکی تلافی کرتا ہوں اور نجات پاتا ہوں

[سلہ] یہ مکان آباد نہیں ہے کہ اوس میں (ذوالرمہ) کا خیال گشت لگاتے تاہم اوسکا ویران مکان بڑا قیمتی ہے۔

[سلہ] ترجمہ۔ مکان اور اوسکے علامات ایسے وحشی اور متنفر ہیں جیسے چمڑے کی پشت پر قلم کا نقش و نگار متنفر اور بُرا معلوم

اور مخل بن حویر بن عثمان بن سوید بھی اسی درجہ کا شاعر ہے اس کا نسب ہذیل سے ملتا ہے اور اسمین اختلاف بھی ہے اسکی کنیت ابو اثیلہ تھی - اصفہانی کہتا ہے کہ یہ شخص ہذیل کے بڑے شاعرون اور فصحاء مین گنا جاتا تھا -

**مدیحات کا بیان** یہ چوتھا طبقہ ہے - اس طبقہ کے شاعرون مین حسان بن ثابت رضی ہین انکی کنیت ابو الولید تھی جو اسلے درجہ کے شاعر تھے کہا جاتا ہے کہ اہل مدر (ساکنین قریہ) مین یہ بڑے شاعر تھے انکی عمر ایک سو بیس برس کی تھی ساٹھ برس انکی عمر کے زمانہ جاہلیت مین کٹے اور ساٹھ برس زمانہ اسلام مین - ان کو دو شعراء پر تین باتون سے فضیلت دیجاتی ہے یعنے وہ زمانہ جاہلیت مین انصار کے شاعر تھے اور جناب رسالت مآب صلعم کی مدح مین انہون نے اشعار کہے ہین اور اسی وجہ سے وہ انحضرت صلعم کے شاعر کہلاتے ہین اور یمن کے باشندون کے بھی شاعر تھے - یہ تینون زمانہ اسلام کے ہین ان کو صفوان بن المعطل نے شہید کیا کیونکہ انہون نے اسپر ایک اتہام باندھا تھا جس کا ذکر مشہور ہے سنہ ۶۰ ہجری م سنہ ۶۶۹ء مین انکی وفات ہوئی -

اور عبد اللہ بن رواحہ قبیلۂ انصار کے شاعرون مین سے ہے -

اور مالک بن العجلان بھی ایک شاعر ہے جس کے ترجمہ سے ہم واقف نہین ہین -

اور قیس بن خطیم الدوسی بھی زمانہ جاہلیت کا ایک شاعر ہے - اسکی کنیت ابو یزید تھی اس کے باپ کا نام عدی بن عمرو بن ظفر تھا -

احیحہ بن الجلاح بھی زمانہ جاہلیت کا ایک شاعر ہے اسکی کنیت ابو عمرو اور ابو وحوحہ تھی اور ابو قیس بن الاسلت جاہلیت کا شاعر ہے اس کا نام معلوم نہین ہوا اور اسلت اس کے باپ کا لقب ہے اور نام اسکا عامر تھا - اس کے قبیلہ والون نے اپنی لڑائی کو ابو قیس کی طرف منسوب کرتے ہین اور یوم بعاث مین اسکو رئیس (سالار) بنایا -

اور عمرو بن امرء القیس بھی ایک شاعر ہے جس کے ترجمہ سے ہم واقف نہین ہین -

**مراثی یعنی مرثیون کا بیان** اسکا پانچوان طبقہ ہے - اور مرثیہ گویون مین یہ لوگ ہین - ابو ذویب ہذلی اسکا نام خویلد بن خالد ہے اسکا نسب مضر سے ملتا ہے اور یہ مخضرمین شعراء سے تھا - زمانہ جاہلیت اور اسلام دونون کو پایا اعلی درجہ کا شاعر تھا حضرت عمر بن الخطاب رضی کی خلافت مین مرا -

محمد بن کعب الغنوی بھی ایک شاعر ہے اس کے ترجمہ سے بھی ہم واقف نہین ہوئے -

اعشی باہلی کے ترجمہ سے ہمین واقفیت نہین ہوئی - شعراء مین اعشی نام کے بہت سے شاعر مشہور ہین منجملہ ان کے باہلی مذکور ہے -

اسی طبقہ کے شعراء مین میمون بن جندل الاسد ہے اسکی کنیت ابو نصیر تھی - کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے [illegible] اپنے اشعار پر انعام مانگا - اور اسی کی طلب مین دور دور کے شہرون مین گیا [illegible]

اسکو صناجۃ العرب[1] کہتے ہیں اور صنج بالضم موسیقی کا ایک آلہ ہے جو تانبہ سے تیار کیا جاتا ہے اور ایک کو دوسرے پر طرب کیلئے
بجاتے تال دینے کے لیے اسے تے ہیں[1] کتاب بھی اسی نام سے موسوم چھپی ہے میمون مذکور نے ۲۲۹ھ میں انتقال کیا
انہیں شعرا میں اعشی ہمدانی ہے اسکا نام عبد الرحمن بن عبد اللہ بن الحارث ہے اسکا نسب کہلان بن سبا سے ملتا ہے
اسکی کنیت ابو المصبح ہے یہ شخص فصیح شاعر کوفہ کا رہنے والا تھا اور دولت بنی امیہ کا شاعر تھا اور یہ شخص فقیہ شعبی کا بہنوئی تھا جس کا
ذکر اس مقالہ کی پہلی فصل میں گزر چکا ہے۔ اور فقیہ شعبی بھی اس کے بہنوئی تھے جو علاوہ فقیہ ہونے کے قاری بھی تھے۔
پھر انہوں نے قرات چھوڑ دی اور شعر کہنا شروع کیا۔ ان کو حجاج نے بعض جنگوں میں اہل عراق کے ساتھ گرفتار کر کے قتل
کیا کیونکہ یہ اپنی قوم کو لڑائی پر آمادہ کرتے تھے۔

اعشی مازنی بھی مخضرم شاعر ہے اس کا نام عبد اللہ بن الاعور المازنی الحرمازی تھا اس سے زیادہ ہم اس کے حالات
سے واقف نہیں ہوئے۔

اعشی تغلبی جسکا نام ربیعہ ہے بعض اسکو نعمان بن یحیی بن معاویہ بھی کہتے ہیں یہ بھی دولت بنی امیہ کا شاعر ہے جب شہر میں آتا
تھا تو شام میں مقیم ہوتا تھا اور جب جنگوں میں جاتا تو اپنی قوم میں جو موصل اور دیار ربیعہ کے اطراف میں رہتے تھے آجاتا
تھا۔ یہ شاعر نصرانی تھا ولید بن عبد الملک اسکا محسن تھا عمر بن عبد العزیز خلیفہ ہوئے تو انہوں نے اس کو کچھ نہیں دیا اسپر
اس نے یہ کہا۔

لعمری لقد عاش الولید حیاتہ  امام ہدی لا مستزاد ولا نزر[2]
کان بنی مروان بعد وفاتہ  جلامید لا تندی وان بلہا القطر

اعشی بن ربیعہ بھی ایک شاعر ہے اسکا نام عبد اللہ بن خارجہ بن حبیب ہے جو بکر بن وائل کی اولاد سے تھا اسکی کنیت
ابو عبد اللہ تھی اسلامی شاعر ہے کوفہ کا ساکن تھا۔ مروانی مذہب کا اور بنی امیہ کے ساتھ سخت متعصب تھا عبد الملک بن
مروان اور اس کے بیٹے سلیمان کے زمانہ میں بھی رہا ہے۔

علقمۃ المطوس بھی ایک شاعر ہے جس کے ترجمہ سے ہم واقف نہیں ہیں۔

ابو زبید الطائی جسکا نام حرملہ بن المنذر بن معدی کرب بن حنظلہ بن النعمان ہے اسکا نسب یزید بن کہلان سے ملتا ہے
یہ شاعر نصرانی تھا جاہلیت اور اسلام کو پایا اسی وجہ سے اسکو مخضرمین میں شمار کیا گیا ہے۔ بعض نے اسکو شعراء اسلام کی

---

[1] صنج چنگ کا معرب ہے جو موسیقی کے ایک ساز کا نام ہے ہندی میں اسکو جھانجھ کہتے ہیں۔ مترجم

[2] ترجمہ قسم ہے میری عمر کی کہ ولید اپنی زندگی میں ہدایت کا امام تھا نہ زیادہ نہ کم اسکی مرنے کے بعد بنی مروان کو ایسا خیال کرنا
چاہیے کہ سخت پتھر ہیں جو سیراب نہیں ہوتے ہیں اگرچہ بارش ان کو سیراب کرے۔

پانچوین طبقہ مین شمار کیا ہے - حضرت عثمان بن عفان رضہ اسکو اپنی مجلس مین نزدیک بٹھاتے تھے - ایک روز اس نے آپکے سامنے ایک شیر کی تعریف کی جو اس نے دیکھا تھا اور اسکی تعریف مین مبالغہ کیا - حضرت عثمان رضہ نے اس سے کہا کہ خاموش رہ تو نے اس بیان سے مسلمانون کے دلون کو رعب مین ڈالدیا -

مالک بن الریب النہشلی بھی ایک شاعر ہے - اس کا نسب تمیم سے ملتا ہے یہ شخص شاعر بھی تھا اور علاوہ چور ہونیکے لوگون کو لیکایک مارتا تھا - بصرہ مین بنی تمیم کے جنگلون مین پیدا ہوا تھا - یہ اسلامی شاعر تھا جو بنی امیہ کے ابتدا سے زمانہ مین تھا - اور شنظاظ کا رہزنی مین رفیق بھی تھا جسکا ذکر اسی مقالہ کی پہلی فصل مین گزرا ہے - یہ شخص نہایت حسین تھا اور ایک عمدہ پھنتا تھا - اور وہ اپنی خباثت کے اخیر زمانہ مین سعید بن عثمان بن عفان رضہ کے ہاتھ سے معزول ہوا - اور معاویہ کی طرف سے بصرہ کا عامل ہوا - انہون نے اسکو لائق اور اچھا سمجھا اور اس کے لیے ماہانہ مقرر کر دیا -

متمم بن نویرۃ التمیمی بھی ایک شاعر ہے - مضر سے اس کا نسب ملتا ہے اور کنیت اسکی ابونہشل ہے اور یہ مالک ذوالخمار کا بھائی تھا جسکو خالد بن الولید نے قتل کیا - جیسا کہ مقالہ رابعہ کی تیسری فصل مین اور اس مقالہ کی دوسری فصل مین اسکا ذکر گزر چکا ہے -

**مثویات کا بیان**

مثویات کا چھٹا طبقہ ہے مثویات کے شاعرون مین کعب بن زہیر ہے جو آنحضرت صلعم کا دشمن تھا آنحضرت صلعم نے اس کا خون حلال کر دیا تھا اس کے بعد وہ مسلمان ہوا اور آنحضرت صلعم کی مدح مین ایک قصیدہ لکھا جو نہایت ہی مقبول اور مشہور ہے اس کے قصیدہ کا مطلع یہ ہے

بانت سعاد فقلبی الیوم متبول    متیم اثرہا لم یفد مکبول [1]

جب آنحضرت صلعم کی تعریف مین اس نے یہ قصیدہ لکھا اور خود حاضر خدمت ہوا تو حضرت نے اس کے قصور کو معاف کر دیا اور بخط عنایت سے اسکو اپنی چادر مرحمت کی - اس کے مرنے کے بعد معاویہ بن ابی سفیان نے اسکی اولاد سے اس چادر کو دس ہزار درہم دیکر خرید لیا - مصنف تذکرۃ الحکم کہتا ہے کہ خزانہ سلطان مین یہ چادر موجود ہے اس روایت کی ذمہ داری راوی پر ہے -

نابغہ جعدہ بھی ایک شاعر ہے اسکا حال اوپر گزر چکا ہے -

قطامی جسکا نام عمیر بن شییم ہے اور یہ نصرانی شاعر تھا اور عبدالملک بن مروان کے زمانہ مین تھا - یہ شخص اسلامی شاعرون مین پہلا گنا جاتا ہے - صریع الغوانی سب سے پہلے اسی کا لقب ہوا ہے کیونکہ اس نے اپنے ایک شعر مین اسکا استعمال

[1] رخصت سعاد جدا ہو گئی اسلئے میرا دل پریشان اور بیمار ہے اس کے پیچھے میرا دل [illegible] ہے جو ابھی [illegible]

کیاہے اور وہ یہ ہے۔

صریع غوان راقہن رعہ قسنہ　　　لدن شیب حتی شاب سود الذوایب [۱]

حطیئہ جس کا نام اوس بن جرول بن مالک ہے یہ شخص بنی مضر سے تھا اسکی کنیت ابو ملیکہ تھی حطیئہ اسکا لقب اس لیے ہوا کہ یہ ٹہگنا تھا اور بدصورت بھی تھا اور دنی النفس اور بخیل اور ہجوگو تھا خبان کا بھی ہلکا یعنے بُرا بھلا کہتا تھا بہت کم لوگ اسکی ہجو سے محفوظ رہے ہین اپنے بیٹون اور انکی عورتون اور اپنی عورت کی بھی اس نے ہجو کی وہ خود اسکی نسبت کہتا ہے۔

لااحد الام من حطیئۃ　　　ہجا بنیہ وہجا المریہ [۲]

من لومہ مات علی فریۃ

فریہ کے معنی مادہ خر کے ہین۔ اسکا واقعہ یہ ہے کہ اس نے اپنے مرنے سے پہلے اپنے عزیزون کو وصیت کی کہ اسکو گدہی پر سوار کردین یہان تک کہ مین اسی پر مرجاؤن کیونکہ کریم النفس آدمی اپنے بستر پر نہین مرتا۔ اور مادہ خر گدہی ایک ایسی سواری ہے کہ اسپر کوئی کریم یعنے شریف آدمی اور سخی آدمی نہین مرا ہے۔ اس سے یہ بھی حکایت کی جاتی ہے کہ اسنے ایک روز ایسے شخص کی تلاش لی جو خود اسکی ہجو کرے جب ایسا کوئی آدمی نہین ملا تو وہ رنجیدہ ہوگیا اور خود اسنے یہ کہا۔

ابت شفتای الیوم الا تکلما　　　بسوء فلم ادر لمن انا قائلہ [۳]

اس نے یہ شعر کہا اور اسکو بار بار پڑہنے لگا اور جب ایک پانی کے حوض پر اسکا گزر ہوا تو اس نے اپنے چہرہ کا عکس اسمین دیکہا اور پہر یہ شعر کہا۔

اری لی وجہا شوہ اللہ خلقہ　　　فقبح من وجہ وقبح حاملہ [۴]

شماخ بن ضرارہ جسکا نام معقل اور لقب شماخ ہے مخضرمین شعرا سے ہے۔ اس نے اپنے قبیلہ اور مہمانون کی ہجو کی

---

[۱] ترجمہ۔ عورتون کو زیر کرنے والے نے انکی تعریف کی اور ان عورتون نے بھی اسکی تعریف کی۔ ابتدائے شباب سے اسکا یہی حال ہے اس وقت تک کہ اب سیاہ زلفین سفید ہوگئی ہین۔

[۲] ترجمہ۔ حطیئہ سے زیادہ کوئی شخص لائق ملامت نہین ہے۔ اس نے اپنے بیٹون کی اور مریہ کی ہجو کی۔ اسکی ملامت گوئی اور ہاجی پن کی یہ علامت ہے کہ وہ گدہی پر مرگیا۔

[۳] ترجمہ۔ آجکے روز میرے ہونٹون نے میری بات کہنے سے انکار کیا تو اب مین نہین معلوم کرسکتا کہ مین کسکو کہنا چاہتا ہون

[۴] ترجمہ۔ مجھکو اپنا منہ ایسا نظر آتا ہے کہ خدا نے اسکو نہایت ہی مکروہ بنایا ہے منہ بھی قبیح ہے اور منہ والا بھی قبیح ہے۔

وہ مہمانون پر ضیافت کرنے کے سبب سے اپنا احسان جتایا۔ اسکی مان عربون مین بڑی عجیب خیال کی گئی ہے اس کے دونون بہائی شاعر تہے جنمین سے ایک کو مزرد کہتے تہے اور اسکا نام یزید تہا اور دوسرے کا نام جزء بن ضرار تہا اسی سے ذکر کیا گیا ہے کہ وہ حمیریون کی تعریف کرتا تہا۔

عمرو بن احمد اور تمیم بن مقبل بہی شاعر ہین ان دونون کے ترجمون سے ہم واقف نہین ہین۔

**لمحات کا بیان** | یہ قصائد ساتوین طبقہ مین شمار ہوتے ہین۔ ان کے کہنے والون مین فرزدق تمیمی ہے اسکی کنیت ابو فراس اور نام ہمام بن غالب بن صعصعہ بن ناجیۃ التمیمی تہا۔ فرزدق کے معنی لغت مین آٹے کے پیڑے کے ہین۔ جسکو پہیلا کر روٹی بنائی جاتی ہے۔ رغیف الضخم گوندہے ہوئے آٹے کا بڑا پیڑا جسکو عورتین کسیقدر خشک کرکے رکہتی ہین تاکہ وقت پر اس سے توڑ کر چہوٹے چہوٹے پیڑے بنائے جاسکین۔ اسکا لقب فرزدق اس لیے ہوا کہ یہ نہایت بدصورت اور موٹے منہ کا تہا۔ منہیات یعنی برے کامون کے ارتکاب مین وہ بڑا دلیر تہا۔ جریر نے ایک قصیدہ مین اسکی ہجو کی ہے یہ شعر اسی قصیدہ کا ہے۔

وکنت اذا احللت بدار قوم ظعنت بخزیۃ وترکت عارا[1]

ایک وقت ایسا اتفاق ہوا کہ عمر بن عبد العزیز نے اسکو شہر سے نکلوادیا اس لیے کہ اسنے ایک صاحب خانہ کی زوجہ کو جبکہ وہ اسکو اپنی ضیافت مین بلوایا تہا پہسلایا تہا۔ جب یہ جلاوطن ہوکر جانے لگا اور اپنی اونٹنی پر سوار ہوا تو اس مکان کو یاد کیا اور کہا کہ خدا ابن مراغہ[2] کو ہلاک کرے کہ وہ قبل اس کے کہ مین اسکو دیکہون میری حالت سے خبردار ہوگیا۔ ایک روز اس کے پاس ایک تمیمی شخص جو اسی کے قبیلہ کا تہا آیا اور ایک یہ شعر پڑہا۔

ومنہم عمر المحمود نائلہ کانما راسہ طین الخواتیم[3]

یہ سنکر فرزدق ہنس دیا اور کہا بہائی صاحب تم کو یہ معلوم رہنا چاہیے کہ شعر کے دو شیطان ہین ایک کا نام ہوبر ہے اور دوسرے کا نام ہوجل ہے جس کے پاس ہوبر ہوتا ہے تو وہ شخص عمدہ شعر کہتا ہے اور جس کے پاس ہوجل ہوتا ہے اس کے شعر کا مضمون بگڑ جاتا ہے اس بیت کے کہتے وقت تیرے پاس دونون شیطان تہے۔ چونکہ پہلے مصرعہ کے کہتے وقت ہوبر تیرے ساتہ تہا اس لیے وہ مصرعہ عمدہ کہا گیا اور جب تونے

---

[1] ترجمہ جب تو کسی قوم کے گہر مین فروکش ہوتا ہے تو وہان سے رسوائی سے کوچ کرتا ہے اور ننگ وعار سے اسکو چہوڑتا ہے۔

[2] مراغہ فرزدق کی مان کا نام ہے۔

[3] ترجمہ عمر ان مین سے ہے جسکا عطیہ محمود واچہا ہے گویا کہ اسکا سر مہر کرنیکی مٹی سے بنایا گیا ہے۔

دوسرا مصرعہ کہا تو اُس وقت ہوجل تیرے ساتھ تھا اس سبب سے وہ دوسرا مصرعہ بگڑ گیا۔
عربون کا یہ بھی خیال ہے کہ ہر شاعر کے پاس ایک شیطان ہوتا ہے جو اشعار کو اُس کے دل مین القا کرتا ہے۔ فرزدق کے شیطان کو عمیر یا عمرو کہتے ہین۔ ابو عبدالرحمن یونس بن حبیب النحوی کہتا ہے کہ اگر فرزدق کے اشعار نہ ہوتے تو عربون کی لغت سے ایک ثلث لغات گم ہوجاتے ۱۱۰ہ؁ مطابق ۷۲۸ء؁ مین اسکی وفات ہوئی۔
جریر خطفی جس کا اوپر ذکر ہوا یعنے ابن عطیۃ التیمی ہے اسکا نام حذیفہ اور خطفی لقب تھا اور اسکی کنیت ابو حزرہ تھی زمانہ اسلام مین عربون کے شعرا مین یہ اعلی درجہ کا شاعر تھا۔ غزل کہنے مین اسکی مثال دیجاتی ہے اور یہ کہا جاتا ہے احسن بالتغزل من جریر یعنے جریر سے زیادہ اچھی غزل کہنے والا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جریر فرزدق مذکور سے اعلی درجہ کا شاعر تھا اور اُس سے عداوت رکھتا تھا۔ شعرا جاہلیت سے وہ اعشی کے مشابہ ہے۔ علما کا ابو عبیدہ کی صداقت پر اجماع ہے ابو عبیدہ کا قول ہے کہ اسلام کے شعرا مین جریر اور فرزدق اور اخطل کا نظیر نہین ہے۔ (اخطل کا ذکر قریب مین کیا جاتا ہے) یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ شعر گوئی کے چار مضمون ہین یعنے فخر۔ مدح۔ ہجو۔ نسب کا بیان۔ ان چارون مین جریر دوسرون پر فائق ہے تمنی دشاعر نے کہا کہ وہ غزل مین بھی الغ ہے ۱۱۰ہ؁ م ۷۲۸ء؁ مین اسکی وفات ہوئی۔
اخطل تغلبی بھی ایک شاعر ہے اسکا لقب اخطل تغلبی اسلیے ہوا کہ وہ تغلبی نصرانیون سے تھا۔ اس کا نام غیاث بن الغوث بن الصلت بن طارقۃ التغلبی ہے اور کنیت ابو مالک اور اسکو اخطل اس لیے کہتے تھے کہ اُسکی سماعت مین گرانی تھی یعنے کم سنتا تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اخطل کے معنی سفیہ (نادان) کے ہین میدانی نے مجمع الامثال مین یہ لکھا ہے کہ خاطل جاہل کو کہتے ہین اور یہ خطل سے مشتق ہے اور اخطل کے معنی کلام اور غیر کلام مین اضطراب ہونے کے ہین یعنی پریشانی اور پراگندگی۔ اور رافعی جرہمی نجرانی کا بھی یہی قول ہے یہ شخص (رافعی جرہمی، عربون کا حکم (پنچ) تھا کہانت کے بیان مین انکا ذکر گزر چکا ہے یعنے وہ کہتا ہے کہ خاطل کے معنی باطل کے ہین۔ اور یہ اخطل جسکا ذکر ہورہا ہے جریر اور فرزدق کا ہم عصر ہے اور انہین کے طبقہ مین شمار ہوتا ہے۔ بعض لوگ اسکو ان دونون پر فضیلت دیتے ہین۔ حماد الراویہ سے پوچھا گیا تو اُسنے کہا کہ اُس نصرانی شخص سے کیا پوچھتے ہو جس کے شعر مجھے نہایت پسند ہین۔
عبید الراعی بھی ایک شاعر ہے اس کے باپ کا نام حصین بن معاویہ تھا اور اسکی کنیت ابو جندل تھی اور اُس کا لقب راعی اس لیے ہوا کہ وہ اونٹون کی بہت تعریف کرتا تھا۔ اسلام کے شاعرون مین اعلی درجہ کا شاعر تھا چنانچہ اس نے جریر اور فرزدق دونون پر اعتراض کیے ہین اور وہ ان دونون کا معاصر تھا۔
ذو الرمہ یعنے ابو الحرث غیلان بن عقبہ بن نہیس بن مسعود جو معد بن عدنان کی اولاد سے تھا یہ شخص عربون کے

عاشقون مین ایک مشہور عاشق تھا - میہ بنت مقاتل بن طلبہ بن قیس بن عاصم المنقری کا عاشق تھا چنانچہ وہ اسکی نسبت کہتا ہے -

وقد علقت میؐ بقلبی علاقۃ | بطیئا علی مر الدھور انحلالہا[۱]
--- | ---

ابو تمام الطائی کہتا ہی -

ماربع میہ معمورا یطیف بہ | غیلان ابہی ربی من ربعہا الخرب[۲]
--- | ---

خرقا سے بھی وہ عشق بازی کرتا تھا اور اسکی نسبت جو شعر کہتا تھا اسمین بھی تشبیب باندھتا تھا - ابو الفرج اصفہانی کہتا ہے کہ خرقا وہ عورت تھی جو اپنی دولت مندی اور ثروت کے سبب سے ہاتھ سے کوئی کام نہین کرتی تھی اور وہ بنی البکا بن عامر بن صعصعہ سے تھی - وہ ایک مرتبہ مفضل الضبی کو دیکھی اور کہا کیا تو نے حج کیا ہے اُس نے کہا مین نے کئی بار حج کیا - خرقا کہی کہ کس چیز نے تجھہ کو میری ملاقات سے باز رکھا حج کے مناسک (مقام زیارت) سے مین بھی ایک منسک ہون - اُس نے کہا اس کے کیا معنی ہین - اُس نے کہی کیا تو نے اپنے چچازاد بھائی ذو الرمہ کا یہ قول نہین سنا ہے -

تمام الحج ان تقف المطایا | علی خرقاء واضعۃ اللثام[۳]
--- | ---

حکایت ہے کہ جریر ذی الرمہ کے پاس گیا اور وہ اُس وقت شعر پڑھ رہا تھا اور لوگ اُس کو گھیرے ہوئے تھے تو جریر نے کہا "نقط عروس وابعار ظباء" یعنے عروس کے جیسے خال ہین اور ہرنون کی سی مینگنیان ہین یعنے یہ اشعار ہرن کی مینگنیون کے جیسے ہین اسکو جو کوئی سونگھتا ہے تو اُنکی بو اچھی معلوم ہوتی ہے اور جب اُن کو توڑ کر سونگھتا ہے تو اُس کے خلاف میں پاتا ہے - جریر کا یہ قول ضرب المثل ہوگیا - ذو الرمہ کے تین بھائی تھے - مسعود - جرفاش - اور ہشام اور تینون شاعر تھے اور کہا جاتا ہے کہ ذو الرمہ طفیلی تھا اور اسکا لقب رمہ اس لیے پڑا کہ رمہ ضمہ کے ساتھہ پرانی رسی کے ٹکڑے کو کہتے ہین اور کسرہ کے ساتھہ پرانی ہڈی کو کہتے ہین کیونکہ وہ ایک روز میہ مذکورہ کے خیمہ مین گھس گیا تھا اور اُس سے پینے کے لیے پانی مانگا اور اسوقت ذو الرمہ کے کندھے پر ایک رمہ (رسی کا ٹکڑا) تھا - میہ اُسکو پانی دی اور کہا کہ ای ذو الرمہ لے اور پی اسی سبب سے وہ اس لقب سے ملقب ہوا اور میہ کے ساتھہ تعلق پیدا کرنے کا بھی یہ ایک سبب ہوگیا۔

ابو عبیدہ کہتا ہے کہ ذو الرمہ جب خبر دیتا ہے تو اچھی خبر دیتا ہے اور رد کرتا ہے تو بھی اچھی طرح سے رد کرتا ہے اور جب عذر کرتا ہے تو نہایت عمدگی سے اپنے کو بچا لیتا ہے - ابو عمرو کہتا ہے کہ شعر گوئی ذو الرمہ پر ختم ہوئی اور رجز روبہ بن العجاج پر

---

[۱] ترجمہ میہ نے میرے دل مین ایک ایسی گرہ ڈالی ہی کہ زمانہ کے گزرنے سے بھی اُس کا کھلنا دشوار ہی -

[۲] ترجمہ میہ کا مکان آباد نہین ہی کہ اُس مین غیلان (ذو الرمہ) کا خیال گشت لگائے تاہم اُسکا ویران مکان بھی قیمتی ہی

[۳] ترجمہ حج اُس وقت پورا ہوتا ہی جب سواریون کے اونٹون کا دہان بند کھولکر خرقاء کے پاس ٹھیرین

ختم ہوتی۔ ذو الرمہ ۱۱۷ھ م ۷۳۵ء مین مرا۔

کمیت بن زید اسلامی شاعر ہے اور شعراء مین تین شخص کمیت کے نام سے مشہور ہوئے ہین۔ ایک ان مین سے زمانہ جاہلیت کا ہے اور دوسرا مخضرمی ہے اور تیسرا اسلامی ہے۔ اور کمیت بن زید مذکور بھی اسلامی شاعر ہے۔ اور یہ بہت طول شعر کہتا تھا۔ اور شعر کہنے مین ان سے زیادہ تھا صاحب کہتا ہے۔

قد طال قربک یا اخی    فکانہ شعر الکمیت [۱]

بعض مولفین کہتے ہین کہ کمیت شاعر مقدم ہے یعنے اعلی درجہ کا عرب کی لغات کا عالم اور ان کے ایام جنگون سے خبردار۔ یہ شخص مضر کے شاعرون سے بنی امیہ کے زمانہ مین تھا۔ عباسیون کے زمانہ تک یہ زندہ نہین رہا۔ کہا جاتا ہے کہ جب وہ مرا ہے تو اس کے اشعار کی تعداد پانچہزار دو سو نواسی دریافت ہوئی۔ حجاج مشہور شاعر کا ہم عصر تھا ۱۲۶ھ م ۷۴۳ء مین اسکی وفات ہوئی۔

شاعر کمیت جاہلی کے دادا کا نام کمیت بن ثعلبہ تھا۔

کمیت مخضرم کا نام کمیت بن معروف ہے اصبہانی کہتا ہے کہ یہ شخص بدوی تھا۔ اور جو شعراء عراق کو گئے ہین ان مین سے ایک یہ بھی ہے۔ اسکا باپ معروف نامی شاعر تھا اسکی مان سعدی بھی شاعرہ تھی اور اسکا بھائی خیثمہ بنی اسد کا اعشی خیال کیا جاتا تھا اور اسکا بیٹا معروف بن الکمیت سب شاعر تھے

طرماح یعنی حکیم بن الحکم جسکی کنیت ابو نفر اور ابو ضبیبہ تھی شاعر تھا طرماح کے معنی طویل القامت کے ہین زمانہ اسلام کے اعلی درجہ کے شاعرون اور فصحاء مین شمار کیا گیا ہے۔ شام مین پیدا ہوا اور اہل شام کی جو فوجین کوفہ کو آئین ان کے ساتھ یہ بھی کوفہ چلا آیا۔ اور مذہب شراۃ ازارقہ کا معتقد تھا۔

# مقالہ ہفتم

## عربون کے گھوڑون اور اونٹون کی تربیت کرنے کا اور بلاد عرب کی محصولات اور تجارت کا بیان

اسمین چار فصلین ہین

## فصل اول

[۱] ترجمہ بھائی صاحب آپ کا قرب ایسا طول کھینچ گیا معلوم ہوتا ہے کہ کمیت کے اشعار ہین

## عرب کے عام اور مشہور گھوڑونکا بیان

یہ معلوم ہے کہ زمانہ جاہلیت مین اہل عرب گھوڑون کی سواری اور انکی پرورش بہت ہی خوب جانتے تھے لغت مین خیل کے معنی گھوڑون کے گلہ (زیادہ تعداد) کے ہین گھوڑون کو خیل کے نام سے موسوم کرنے کا سبب یہ ہے کہ وہ اپنی چال مین غرور کرتے ہین - انکی دو قسمین ہین کدیشیہ عام گھوڑون کو کہتے ہین اور کحیلانیہ اعلی درجہ کے گھوڑون کو کہتے ہین -

کحیلانیہ ایسے گھوڑے ہین کہ اہل عرب بہ نسبت اور گھوڑون کے انکی بڑی قدر کرتے ہین اور اس مقام پر بیان بھی انہین گھوڑون کی نسبت ہے - کہا جاتا ہے کہ ان مین بھی اصیل وہ گھوڑے ہین جو سلیمان بن داود علیہ السلام قوم اسرائیل کے پادشاہ کے اصطبل کے ہون - ان کا سلسلہ بغیر کسی آمیزش کے ابتک محفوظ ہے یعنی انکی نسل مین دوسری نسل کا میل نہین ہونے پایا - یہ ایسے عمدہ اور شریف گھوڑے ہین کہ سختی کو بہت برداشت کرتے ہین اور بغیر دانہ چارہ کے کئی دن تک اپنی اصلی تاب و توان سے رہ سکتے ہین اور جب لوٹ مار مین دشمنون مین جاتے ہین تو اپنے سموں سے ان کو زخمی کرتے ہین -

ان کحیلانی گھوڑون کی قسم ایسی مشہور ہے کہ تمام روے زمین کے لوگ انکی شہرت اور صولت کو بخوبی جانتے اور تسلیم کرتے ہین - باوجود اس کے کہ اہل عرب ان مین سے اکثر اوصاف کو گم کر چکے ہین جو قدیم زمانہ مین تھے تاہم وہ ہمارے اس زمانہ مین سواری کی باریکیون اور گھوڑون کی پرورش کے طریقہ کو نہین بھولے - اور یہ ایک ایسی چیز ہے کہ آج بھی ہر ایک ملک اور ہر طبقہ کے لوگ نہایت عزت کی نظر سے اسکی طرف راغب ہین یہانتک کہ بطور ضرب المثل کے اسکی مثال دیتے ہین قدیم زمانہ مین بعض ایسے بھی گھوڑے ہوے ہین جو ان عمدہ اوصاف سے متصف ہونے کے باعث اورون پر تفوق رکھتے ہین - اور آجتک ان کا نام ایسا مشہور ہے جسطرح اہل فضائل کا ذکر مشہور اور باقی رہتا ہے ان مین سے بعض کے یہ نام ہین -

مشہر مہلہل بن ربیعہ کے گھوڑے کا نام ہے جسکا ذکر اوپر گزر چکا -

[illegible]یث بن عباد یشکری کے گھوڑے کا نام ہے -

ثادق منقذ بن طریف کے گھوڑے کا نام ہے -

داحس اور غبراء قیس بن زہیر العبسی کے گھوڑون کے نام ہین - داحس گھوڑے کے باپ کا نام ذوالعقال تھا جو حوط بن جابر بن حمیری بن ریاح بن یربوع کے پاس تھا اور اسکی ماں کا نام جلوی تھا - جو قرواش بن عوف بن عاصم بن عبید بن یربوع کے پاس تھی - انہین گھوڑون کی بدولت عبسیون اور فزاریون مین جنگ ہوئی - چنانچہ قریب مین اسکا بیان آئیگا اور واضح ہوگا - اور بدفالی مین اسکی ضرب المثل ہو گئی - چنانچہ اشأم من داحس کہتے ہین جیسے اشأم

بن جمیرہ کو کہتے ہین یعنے وحشی سے زیادہ بدشگون اور جمیرہ سے زیادہ بدشگون اور جمیرہ شیعان بن مسلح الحشمی کے گھوڑیکا نام ہے۔ کیونکہ بعض حالات اور آثار بنی جشم بن معاویہ پر جو بنی اسد کی اولاد سے تھے اور بنی ذبیان پر ایک وبال جان ہوگئے تھے۔

غبرا اور خطار حذیفہ بن بدر الفزاری کے گھوڑون کے نام ہین۔

خطار اور اعوج ابن ہلالیہ کے گھوڑیون کے نام ہین۔ اسکو اعوج اس لیئے کہتے ہین کہ اُس کے ہمراہیون پر لوٹ ہوئی تھی اور یہ اُسوقت بچھیرا تھا انھون نے اسکو اونٹ پر بٹھادیا پس اسکی جرحت سے اُسکی پیٹھ ٹیڑھی ہوگئی۔ یہ گھوڑا بنی کندہ کے پاس تھا پھر بنی سلیم کے پاس گیا پھر اُن کے پاس سے بنی ہلال بن عامر کے پاس گیا اور انہین کی طرف اعوجیات اور بنات اعوج منسوب ہین عربون مین کوئی نر گھوڑا اس سے زیادہ مشہور اور زیادہ نسل والا نہین ہوا ہے۔

جعشین بھی ایک گھوڑے کا نام ہے جس کے مالک کے نام سے ہم واقف نہین ہین جعشینہ گھوڑے اسی کی طرف منسوب ہین۔

حلف بھی اصیل گھوڑون کی ایک نسل کا نام ہے جن کے حالات سے ہمین اطلاع نہین ہے۔

لاحق معاویہ بن ابی سفیان کے گھوڑے کا نام ہے۔

سکاب اجدع بن مالک کے گھوڑے کا نام ہے۔ کسی پادشاہ نے اس گھوڑے کو اُس سے مانگا تھا اور اُس نے انکار کردیا اور یہ کہا۔

| | |
|---|---|
| ابیت اللعن ان سکاب علق | نفیس لایعار ولا یباع[1] |
| مفداۃ مکرمۃ علینا | تجاع لہا العیال ولا تجاع |

عبید اور برزہ عباس بن مرداس کے گھوڑون کے نام ہین۔

عقاب زید الخیل النبہانی کے گھوڑے کا نام ہے۔ اُس کے شعر مین اور چند گھوڑون کا نام بھی لیا گیا ہے یعنے ہطال کمیت۔ ورد۔ کامل۔ دودل اور لاحق۔

عصا اور نعیمہ اُنکی ان جذیمۃ الابرش کے پاس تھے مثل مین یہ کہا جاتا ہے ما ضل من جرت بہ العصا یعنے جس شخص کو عصا (گھوڑی) لیجائے وہ گم نہین ہوتا اس مثل کو قصیر نے اُس وقت کہا ہے جبکہ وہ اُسپر سوار ہوکر بھاگا اور غروب

---

[1] ترجمہ۔ تو برے کامون سے خدا کرے بچا رہے میری گھوڑی سکاب نہایت عمدہ اور نفیس ہے نہ تو یہ عاریت کے طور پر دیجا سکتی ہے اور نہ فروخت کیجا سکتی ہے۔ اُسپر ہماری جانین فدا ہین وہ ہمین یہان تک پیاری ہے کہ بمقابلہ اُس کے ہمارے اہل و عیال بھوکے رکھے جا سکتے ہین۔

آفتاب تک اُسپر سوار رہ کر راستہ چلا - یہ قصہ مشہور ہے اور پیشتر بھی اسکا کسی قدر بیان گزرا ہے - کہا گیا ہے کہ وہ گھوڑی جب مرگئی تو قصیر نے اسکی قبر پر ایک برج بنایا جسکو برج عصا کہتے ہیں اور میدانی کی عبارت مثال مذکور کی نسبت اسطرح سے ہے - "یا افضل ما تجری بہ العصا" اس کو عمرو بن عدی نے اُس وقت کہا ہے جبکہ اُس نے اپنے ماموں جذیمہ کے گھوڑے کو دیکھا اور اُسپر قصیر سوار تھا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے - اس آخری مثال سے یہ مطلب ہے کہ ای قوم جسکو عصا لیکر گیا ہے وہ ہلاک نہیں ہوا - یعنی جذیمہ ہلاک نہیں ہوا -

ابجر عنترۃ العبسی کے گھوڑے کا نام ہے -

برجا عوف بن الکاہن الاسلمی کے گھوڑے کا نام ہے -

بہرام نعمان بن عقبۃ العتکی کے گھوڑے کا نام ہے -

جحنا معویۃ البکائی کے گھوڑے کا نام ہے -

خرتہ ہمام العکلی کے گھوڑے کا نام ہے -

صحیا ملاعب الاسنۃ کے گھوڑے کا نام ہے -

قرزل اُس کے بھائی طفیل الخیل کے گھوڑے کا نام ہے -

وزیم جابر بن حبی التغلبی کا گھوڑا ہے احنف بن شہاب کا گھوڑا بھی اس نام سے موسوم تھا -

زفوف نعمان بن منذر کے گھوڑے کا نام ہے - اس کے ایک دوسرے گھوڑے کا نام یحموم بھی تھا کہا جاتا ہے کہ اُسپر جو دوسرا کوئی سوار ہوتا تھا تو وہ پٹک دیتا تھا -

خصاف بکسر خا مالک بن عمرو الغسانی کے گھوڑے کا نام ہے جب اُس کے ساتھ دوسرا گھوڑا دوڑتا تھا وہ دوسرا گھوڑا نہیں بڑھ سکتا تھا اور جب وہ کسی سے دوڑ کر ملنا چاہتا تو اُس کو ملالیتا - پس مالک اُسپر سوار ہوکر بے دھڑک خطرناک موقعوں میں گھس پڑتا تھا اسی بنا پر عربوں کا یہ قول ہے - "اجرا من فارس خصاف" یعنے خصاف کے سوار سے زیادہ جرأت والا -

خصاف حصان کا معرب ہے یہ گھوڑا اعصر بن ربیعۃ الباہلی کے پاس تھا - مثال مذکور اسکی نسبت بھی دیجاتی ہے ایک اور گھوڑے کا نام بھی حصان ہے جو حل بن زید بن بکر بن وائل کے پاس تھا - کہا جاتا ہے کہ جب کہ وہ امرء القیس کے بیٹے کے پاس تھا تو اُس نے اسکو اُس سے طلب کیا تاکہ اُسکی نسل لی جائے اُس نے اس سے انکار کیا بادشاہ نے اسپر اصرار کیا اور عاجزی کی تو اُس نے حصان کو اُسی کے سامنے خصی کرڈالا اور کچھ خوف نہیں کیا - اس بنا پر یہ مثال ہوگئی "اجرا من خاصی حصان" یعنے خصاف کو خصی کرڈالنے والے سے زیادہ جرأت والا -

معلی الشعر شاعر کے گھوڑے کا نام ہے۔
عتاق مسلم بن عمرو الباہلی کے گھوڑے کا نام ہے۔
عوجار حوین الطائی کے گھوڑے کا نام ہے۔
قراب عبداللہ بن الصمہ کے گھوڑے کا نام ہے۔
نجام سلیک بن السلکہ کے گھوڑے کا نام ہے۔
ہرار معاویہ بن عبادہ کے گھوڑے کا نام ہے۔
کامل عبداللہ بن زیادہ کے گھوڑے کو کہتے ہین۔
ندوہ ابو سواج عباد بن خلف الضبی کے گھوڑے کو کہتے ہین۔
قضیب حرد بن حمزۃ الیربوعی کے گھوڑے کا نام ہے۔
خوصار توبہ بن الحمیر کے گھوڑے کا نام ہے۔
شمار معاویہ بن عمرو خنسا (شاعرہ) کے بہائی کے گھوڑے کا نام ہے۔
ذو الخمار مالک بن نویرہ کے گھوڑے کو کہتے ہین۔
کیقان یا کیتعان مالک بن بدر کے گھوڑے کا نام ہے۔
مودوع ہرم بن ضمضم المری کے گھوڑے کا نام ہے۔
جرادۃ العیار ایک گھوڑے کا نام ہے جو ٹڈے کی طرح اُڑتا تھا اسی سبب سے اُس کا یہ لقب ہوا۔
زائد ایک نجیب اور اصیل گھوڑے کا نام ہے۔
ہجیسی بنی تغلب کے گھوڑے کا نام ہے۔
ہداج باہلہ کے گھوڑے کا نام ہے۔
تدمری بنی ثعلبہ کے گھوڑے کا نام ہے
ذات الرماح ضبہ کی گھوڑی کا نام ہے جب وہ ڈر جاتی تھی تو بنو ضبہ اس کو بکریون کا مژدہ دیتے تھے۔

عربون مین گھوڑے بہت عزیز ہوتے ہین اور یہ اس وقت معلوم ہوتا ہے جب وہ اُن کو فروخت کرتے ہین جب کوئی آدمی گھوڑا خرید کرتا ہے تو بائع اُس سے کہتا ہے النقد عند الحافرہ کہ پہلی بات پر قیمت رکھدی جائے چنانچہ یہ کلمات ضرب المثل ہوگئے ہین ایک شاعر کہتا ہے۔

احبوا الخیل واصطبروا علیہا ۔۔۔ فان العز فیہا والجمالا[1]
اذا ما الخیل ضیعہا اناس ۔۔۔ ربطناہا فاشرکت العیالا
نقاسمہا المعیشۃ کل یوم ۔۔۔ ونکسبہا الاباعر والجمالا

جب گھوڑے کو شکار پر دوڑاتے تھے اور وہ شکار کو پکڑ لیتا تھا تو اُس گھوڑے کے سینہ کو شکار کے خون سے خضاب کرتے تھے (یعنی رنگ دیتے تھے) تاکہ شکار کرنے کی علامت معلوم ہو۔ اور اس خضاب کو خضاب النحر یعنی شکار کا خضاب کہتے تھے۔

عربون کے یہان گھوڑ دوڑ بھی ہوتی تھی۔ اس گھوڑ دوڑ کی بدولت لڑائی بھی ہوئی جو بہت مشہور ہے ۵۶۸ء مین یہ لڑائی ہوئی یعنے زمانہ ہجرت سے تقریباً پچاس برس پیشتر قبیلہ بنی عبس اور بنی فزارہ مین زہیر کے گھوڑے داحس اور حذیفہ بن بدر الفزاری کے گھوڑے غبراء کے سبب سے بڑی جنگ ہوئی جسکا ذکر اوپر گزرا ہے[2]۔ عنترۃ العبسی نے

---

[1] ترجمہ۔ گھوڑون سے محبت رکھو اور اُن پر صبر کرو اس لیے کہ عزت اور جمال انہیں مین ہے۔ جب لوگون نے گھوڑون کو ضائع کر دیا یعنے چھوڑ دیا تو ہم نے اُن کو باندھا اور اپنے عیال مین شریک کر لیا۔ ہم اپنی معیشت کو ہر روز اُن پر تقسیم کرتے ہین اور ہم اونٹون اور اونٹون کو بھی حاصل کرتے ہین۔

[2] اس کا واقعہ یہ ہے کہ قیس بن زہیر کے پاس ایک گھوڑا تھا جسکا نام داحس تھا۔ قیس اور حذیفہ بن بدر نے گھوڑ دوڑ کی شرط بدی کہ جس کسی کا گھوڑا بڑھ جائے تو بازی ہارنے والا بیس اونٹ دیوے۔ جب یہ شرط بدی گئی تو قیس نے داحس اور غبراء کو چھوڑا اور حذیفہ نے خطار اور حنفاء کو چھوڑا۔ حذیفہ کے قبیلہ والون نے غبراء کو جو بڑھ گیا تھا مار کر واپس کر دیا اسی بنا پر دونون قبیلون مین چالیس سال تک لڑائی ہوتی رہی۔ اس گھوڑے کا نام داحس اس لیے رکھا گیا تھا کہ اُسکی ماں جسکا نام جلوی کبری تھا۔ ذو العقال نامی گھوڑے کے ساتھ چرنے گئی ہوئی تھی اور ذو العقال قبیلہ کی ایک دو لڑکیون کے ساتھ تھا جب اُس نے جلوی کو دیکھا تو جفتی کھانے کے لیے شرارت کرنے لگا لڑکیان شرمائین اور اُس کو چھوڑ دیا پس ذو العقال نے اُس سے جفتی کھائی اس کے بعد جب وہ گھر کو آیا تو اُس کے مالک حوط نے اُس کی آنکھ دیکھ کر پہچان لیا کہ اُس نے جفتی کھائی ہے کیونکہ وہ بڑا شریر تھا اور اس وقت اُسکی شرارت کم ہو گئی تھی حوط نے جلوی کے قبیلہ والون سے اپنے گھوڑے کا نطفہ طلب کیا جب اُنہون نے جھگڑے کی صورت دیکھی تو جلوی کا مالک راضی ہوا کہ تو اپنے گھوڑے کا نطفہ نکال لے حوط نے اُس کے رحم مین ہاتھ ڈال کر خوب صاف کیا یہان تک کہ اُس کو یقین ہو گیا کہ اب نطفہ نہین رہا ہے لیکن اتفاق کی بات ہے کہ حمل قائم ہو گیا اور جب جلوی کے بچھیرا ہوا تو بعینہٖ ذو العقال کی صورت مین تھا۔ اسی سبب سے اسکا نام داحس ہوا۔ مترجم

اپنے قصیدہ مین جواس نے مالک بن زہیر مذکور کے مرثیہ مین کہا ہے جسکو حذیفہ نے اس لڑائی مین قتل کیا تھا اسکی پہلی بیت ضرب المثل ہوگئی۔

فلا کانت الغبرا ولا کان داحس    ولا کان یوماً حل فیہ رہان [1]

اس لڑائی کی آگ مدتون تک روشن رہی اور اس کے شرارہ پھیلتے رہے یہان تک کہ دونون قبیلہ اسکی آگ سے جل کر فنا ہوگئے۔

اہل عرب گہوڑ دوڑ کے گہوڑون کو ان نامون سے موسوم کرتے تھے جو گہوڑا سب سے آگے ہوتا تھا اسکو مجلی یا سابق کہتے تھے پہر اس سے جو پیچھے ہوتے تھے اُن کے نام درجہ بدرجہ یہ ہین مصلی۔ مسلی۔ تالی۔ عاطف۔ مرتاح۔ موئل۔ خطی۔ لطیم اور سکیت جو سب سے پیچھے رہتا تھا اور اسکو فسکل اور قاشور بھی کہتے ہین۔ بعض نے اُن نامون کو نظم بھی کیا ہے۔

سبق المجلی والمصلی والمسلی    تالیا مرتاحہا والعاطف [2]

وخطیہا وموئل ولطیمہا    سکیتہا ہو فی الاواخر رادف

گہوڑون کو دوڑانے کے وقت اُن کو ایک رسی کے پاس صف باندہ کر کہڑا کرتے تھے اور اس رسی کو مقوس کہتے تھے۔ اور گہوڑون کے دوڑنے کی سڑک در راستہ پر ایک لکڑی نصب کر دیجاتی تھی جو شخص بڑہ جاتا وہ اسکو اکہاڑ لے جاتا تا کہ معلوم ہوجائے کہ اسنے شرط جیتی ہے ایسی صورت مین کوئی جہگڑا نہین ہوتا تھا اور یہ قول احرز قصب السبق اسی سے زبان زد ہوا ہے یعنی گہوڑ دوڑ کی لکڑی (علم) کو لے لیا۔ پہر اس قول کا اطلاق اور بھی عام معنی مین ہونے لگا یعنی ہر ایک شخص کو جو کسی کام مین سبقت کرے اسکی نسبت بھی اسکا استعمال کیا جاتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ عامر بن الطفیل بن مالک بن جعفر بن کلاب الہامر گہوڑون کی سواری مین اور اُنکی پیٹھ پر ورزشی عمل کرنے مین بڑا ہی حاذق تھا اور گہوڑون کے کام مین بڑا ہی ماہر اور بصیرت والا تھا۔

اسلام کے بعد بھی یہ کہیل مغربی عربون مین باقی رہے اور اندلسیون مین تو یہ فن درجہ کمال کو پہونچا اس لیے کہ وہ لوگ گہوڑون کی پیٹھ پر ورزش کرنے اور کشتی کرنے کی مشق کرتے تھے۔ پہر یہ فن اس ملک کے فرنگیون مین آیا یہان تک کہ وہ

---

[1] ترجمہ۔ نہ غبرا گہوڑی رہی اور نہ داحس اور نہ وہ دن رہا جسمین گہوڑ دوڑ ہوئی تھی۔

[2] ترجمہ۔ گہوڑ دوڑ کے گہوڑون مین پہلا مجلی ہے اس کے بعد کا مصلی اور اس کے پیچھے کا مسلی اس کے بعد والے کو تالی اور اس سے پیچھے والے کو مرتاح اور اس کے پیچھے رہنے والے کو عاطف کہتے ہین۔ اس کے بعد خطی۔ موئل اور لطیم ہے اور سکیت وہ ہے جو سب سے پیچھے رہے۔

گھوڑون کے دوڑانے مین فخر کرتے ہین اور اسپ شرطین بدہتے ہین جیسا کہ اہل عرب کیا کرتے تھے - اس زمانہ مین یہ کام یورپ کے امیرون اور بڑے مالدارون مین بطور ریاضت یعنی ورزش جسمانی کے ہے -

ادیب فاضل یعنی شیخ ناصیف الیازجی نے گھوڑون کی عمرون اور ان کے الوان میں ایک ارجوزہ (نظم) لکھا ہے جو عربون مین مشہور ہے اور وہ یہ ہے -

المہر فی حولیه باسم الجذع — یدعی وبالثنی فی العامین دعی[1]
ثم الرباعی بعده فی الرابع — وقارح فی الحجج التوابع
وہو علی اختلاف لون جلده — یدعی باوصاف جرت فی نقده
فادہم وابیض واحمر — واشقر واصفر واخضر
حتی اذا اشتد سواد الادہم — یقال فیه الغیہبی فاعلم
فان ینقط ببیاض انمش — قیل ومع ذاک سواد ابرش
فان تکن نقطه تتسع — فانه مدنر فالقع
وان یشب بعض السواد الابیضا — فذاک بالاشہب فی الوصف قضی
وان اصاب الاحمر السواد — فبالکمیت وصفه المعتاد
فان عرا الکمتة لون اشقر — فذلک الورد الذی لا ینکر
وان یک الاشقر فیه خلس — من السواد قیل ہذا اغبس
وان رایت اصفر ایمتد — فیه السواد فہو السمند
فان عرا الصفرة لون شہبه — فالسوسنی وصفه بالنسبه
وان یک الاخضر فیه یحوی — شیٔ من السواد فہو الاحوی

[1] ترجمہ - گھوڑے کا بچھیرا دو سال تک جذع کہلاتا ہے اسکے بعد اسکا نام ثنی ہوتا ہے چوتھے سال مین اسکو رباعی کہتے ہیں اس کے بعد کے سالون مین اسکا نام قارح ہوتا ہے - گھوڑا اپنے رنگ کے اعتبار سے مختلف ناموں سے پکارا جاتا ہے اشقر یعنی سرنگ اصفر (شتر نما) اخضر (سبزہ) جب رنگ مین زیادہ سیاہی ہوتی ہے تو اسکو غیہبی (مشکی) کہتے ہین اسکے سوائے دوسرے رنگ والے کو ابرش کہتے ہین اگر اسکے رنگ مین خال ہون تو اسکو مدنر اور ابقع کہتے ہین تہوڑی سیاہی مین اگر سفیدی ہو تو اسکو اشہب کہتے ہین اگر سرخی مین سیاہی ہو تو وہ کمیت کہلاتا ہے اگر کمیت مین اشقر رنگ ہو تو اسکو ورد کہتے ہین اگر اشقر مین کچھ سیاہی ہو تو اسکو اغبس کہتے ہین اگر زردی مین سیاہی ہو تو اسکو سمند کہتے ہین اگر زردی مین سفیدی ہو تو اسکو سوسنی کہتے ہین اگر سبزی مین کچھ سیاہی ہو تو اسکو احوی کہتے ہین -

گھوڑے کی دوڑ کی مسافت کے بارہ مین اصمعی قیس بن زہیر سے روایت کرتا ہے اُس نے کہا کہ گھوڑے کا ود
سال کا بچھیرا چالیس غلوہ کی مسافت دوڑتا ہے اور ثنی ساٹھ غلوہ جاتا ہے اور ربع اسّی غلوہ جاتا ہے اور قیرح ایک سو دوڑتا
جاتا ہے ایک سو غلوہ کی مسافت بارہ میل کے برابر ہوتی ہے اور گھوڑا اس سے زیادہ نہین دوڑ سکتا اس باب
مین اہل عرب ایک مثال دیتے ہین یعنے "جری المذکیات غلاب" یعنے مذکیات گھوڑون کی دوڑ کی غلاب ہوتی ہے
مذکیہ اُن گھوڑون کو کہتے ہین جو اُن کے قارح ہونے کے بعد ایک سال یا دو سال گزر جائین[1] یہ مثال اس شخص کی
نسبت دیجاتی ہے جو فضیلت مین اپنے اقران پر بڑھ جاتا ہے اُنکی یہ بھی ایک مثال ہے یعنی "امہ لک الویل فقد ضل الجمل"
یعنی سزاوار عقاب (سزا) کا ہے کیونکہ اونٹ گم ہوگیا ہے اور یہ مثال اُن کے اس قول "اہی العرین" سے ماخوذ ہے۔
یہ اُس وقت کہتے ہین جبکہ گھوڑے کو دوڑاتے ہین اور اسکو گرم کرتے ہین معنی اس کے یہ ہین کہ تیرا گھوڑا واپس آیا
اور اونٹ گم ہوگیا یہ مثال اُس شخص کی نسبت دیتے ہین جو بڑے امور مہم مین پھنس جاتا ہے تو اُس سے کہتے ہین کہ کچھ صرف
کرتا کہ تجھ کو اس سے نجات مل جائے۔

اشقر گھوڑے کو بدشگون خیال کرتے ہین۔ اسکا سبب یہ ہے کہ شیطان بن الاکلم کا ایک گھوڑا تھا جسکا نام شقرا تھا یہ گھوڑا
مع اپنے سوار کے قتل کیا گیا اس سبب سے یہ کہنے لگے "اشأم من الشقراء" یعنے شقراء سے زیادہ بدفال۔ لقیط بن
زرارہ نے یوم جبلہ مین اپنے اشقر گھوڑے سے یہ کہا تھا "یا اشقران تقدم تنحر وان تتاخر تعقر" کیونکہ اہل عرب یہ کہتے
ہین "شقر الخیل سراعہا وکمتہا صلابہا" پس اُسنے اپنے گھوڑے سے یہ کہا ای اشقر اگر تو اپنی عادت کے موافق آگے بڑھیگا تو
دشمن تجھ کو قتل کر ڈالینگے اور اگر تو جلدی کر کے ہزیمت سے پیچھے ہٹ جائیگا تو وہ تیرا تعاقب کرینگے اور اس
صورت مین بھی تجھ کو مار ڈالینگے پس عربون نے اس کے کلام کی سزاولت کی مگر اسکا کلام اُن کے نزدیک ضرب المثل ہے
اور وہ یہ کہتے ہین "کالاشقران تقدم نحر وان تاخر عقر" یعنے اشقر کا سا حال ہے کہ اگر آگے بڑھے تو بھی مارے جانیکا اندیشہ
ہے اور اگر پیچھے ہٹین تو بھی خیر نہین۔

اہل عرب کا خیال ہے کہ گھوڑے کے بالون کا قصیر یعنے چھوٹا ہونا اس کے شریف اور اصیل ہونے کی علامت ہے
چنانچہ وہ گھوڑے کی تعریف مین یہ کہتے ہین "فرس اجرد" یعنے بے بال کا گھوڑا یعنے جس کے جسم پر بال کم ہون۔ اسیطرح
گھوڑے کی دم کا پورا اور کامل ہونا یعنی دم کے بال زیادہ ہون اور اُسکی دونون آنکھون کا مستوی یعنے برابر ہونا بھی
شرافت کی نشانی ہے۔

سبوغ الذنب سے مراد یہ ہے کہ گھوڑے کی دم لمبی اور زمین پر گرتی ہو سب بڑی دم والے گھوڑے کو کہتے ہین

[1] قارح کے معنی ابھی اوپر اسی جزو کے ترجمہ مین بیان ہوچکے ہین۔ مترجم

یعنے ایسا گھوڑا جسکی دم کے بال گھنے ہون اور وہ بڑی ہون۔ مجنّب وہ گھوڑا جس کے سامنے کے ایک پانون مین کجی ہو اور یہ امر گھوڑے مین ایک قابل تعریف علامت ہے مگر یہ کہ یہ کجی زیادہ نہ ہو جنیب المجنوب وہ دوسرا گھوڑا جس کو سوار گھوڑ دوڑ کے اپنے بازو مین لیجاتا ہے جب گھوڑا سست ہوجاتا ہے تو وہ بازو کے دوسرے گھوڑے پر سوار ہوجاتا ہے ادن وہ گھوڑا جس کے سامنے کے دونون پانون چھوٹے ہون اور یہ امر گھوڑے مین موجب عیب ہے صافن وہ گھوڑا کہ جب کھڑا ہوتا ہے تو تین پانون پر پورے طرح پر زور ڈال کر کھڑا ہوتا ہے اور چوتھے پانون کو اس طرح سے موڑ کر زمین پر رکھتا ہے کہ سم کا ایک کنارہ زمین پر لگتا ہے سنبک گھوڑے کے سم کے کنارہ کو کہتے ہین۔ عکوہ گھوڑے کی دم کی جڑ کو کہتے ہین مبرقع وہ گھوڑا جسکا تمام منہ سفید رنگ ہو لیکن اسکی آنکھین سیاہی مین ہون یعنی اسکی آنکھون کے اطراف سیاہی ہو۔ ارثم وہ گھوڑا جسکا سر سفید اور باقی حصہ تمام سیاہ ہو۔ ہقعہ اس دائرہ (حلقہ) کو کہتے ہین جو گھوڑے کے سینہ پر ہوتا ہے یا وہ حلقہ اس طرح کا ہوتا ہے کہ سوار کے پانون کو لگتا ہے اسکو بدشگون سمجھتے ہین یا یہ ایک سفید ٹکڑے کو کہتے ہین جو گھوڑے کے بائین پہلو پر ہوتا ہے۔ محجّل اس گھوڑے کو کہتے ہین جسکے پانون سفید ہون شرط یہ ہے کہ یہ سفیدی مون سے اوپر اور گھٹنون سے نیچے ہو اور اگر اس کے چارون پانون صفت مذکورہ کے ہون تو اسکو محجل الاربع کہتے ہین (یعنے پچکلیان) اگر صرف دو پانون مین یہ سفیدی ہو تو اسکو محجل الرجلین کہتے ہین اور اگر یہ سفیدی صرف ایک پانون مین ہو اور گھٹنے سے اوپر بھی ہو تو اسکو محجل الرجل الیمنی (اگر داہنے پانون مین ہو) کہتے ہین ورنہ یعنے اگر بائین پانون مین ہو تو اسکو محجل الرجل الیسرے کہتے ہین۔ اور اگر یہ سفیدی تین پانون مین ہو خواہ سامنے کے ایک پانون مین نہ ہو یا پچھلے ایک پانون مین نہ ہو تو ایسے گھوڑے کو محجل ثلاث مطلق ید (جبکہ سامنے کے ایک پانون مین نہ ہو) کہتے ہین ورنہ محجل ثلاث مطلق رجل کہتے ہین یعنی جبکہ پچھلے ایک پانون مین سفیدی نہ ہو۔ اور اگر ایک ہی جانب کے سامنے اور پیچھے کے دونون پانون سفید ہون تو اسکو (جبکہ یہ سفیدی سیدہے طرف ہو) ممسک الایامن مطلق الایاسر کہتے ہین اور اگر بائین طرف ہو تو اس کو ممسک الایاسر مطلق الایامن کہتے ہین اور اگر یہ سفیدی پیچھے کی طرف سے ہو تو اسکو شکول کہتے ہین اور اگر اسکی تحجیل (سفیدی) مستدیر (یعنے گول) ہو اس شرط سے کہ صرف سمون کے قریب قریب کے بالون مین ہو یا یہ کہ یہ سفیدی گھٹنون سے اوپر ہوجائے گھٹنے کے بعض حصہ تک یہ سفیدی پہونچے تو اسکو احذم کہتے ہین اور مونث (مادہ) کو حذما کہتے ہین مجبب وہ گھوڑا ہے جس کے سامنے کے پانون کے گھٹنے پر سفیدی چڑھ جائے۔ ارسنع

---

ا؎ صاحب صراح کہتا ہے کہ یہ گھوڑا اچھا نہین سمجھا جاتا اور خیال کیا گیا ہے کہ گھوڑ دوڑ مین یہ گھوڑا کبھی آگے نہین بڑھ سکتا۔ مترجم

رسغ کی جمع ہے اور رسغ پانون یا ہاتھ کے اس دبے ہوئے حصہ کو کہتے ہین جہان سم اور پانون کا جوڑ ملتا ہے ظلیف پانون یا ہاتھ کا دبا ہوا حصہ جو ذراع اور ساق مین ہوتا ہے خواہ گھوڑے مین ہو یا اونٹ مین یا رسغ کے اوپر کے حصہ کا نام ہے جو ساق تک ہوتا ہے یا ساق کے اوپر کا حصہ اسکی جمع اظلفہ اور ظلف ہے شیظم لمبے یعنی طویل گھوڑے کو کہتے ہین۔ یعبوب وہ گھوڑا جو تیز اور لمبا ہو یا جو آدمہل یعنے وہ گھوڑا جو دوڑ مین سبک اور تیز ہو یا چلنے مین بعید القدر ہو۔ اخلیج وہ گھوڑا جو تیز ہو۔ فرط وہ گھوڑا جو تیزی اور سبکی سے بڑہنے والا ہو۔ سراعیف بھی ایسے ہی تیز گھوڑون کو کہتے ہین واحد اسکا سرعوف ہے۔ فرس بیع اور فرس جموع وہ گھوڑا جسکی قدم لمبے گرتے ہین۔ اسکی مادہ کو فرس بیعہ کہتے ہین۔ بلذم وہ گھوڑا جسکا سینہ اور حلق حرکت کرتا ہے۔ گھوڑا جب اپنے چارون پانون پر کھڑا ہوتا ہے اور دونون گھٹنون کے بل گرتا ہے تو اسوقت کہتے ہین ربع الفرس یعنے گھوڑا اپنے چارون پانون پر کھڑا ہوا۔ طوالات اونچے اور لمبے گھوڑے۔ صیام وہ گھوڑے جنکے منہ مین لگام دی گئی ہو اور ان پر زین کسا ہوا ہو۔ غیر صیام وہ گھوڑے جو صیام کے خلاف مین ہون۔ احق وہ گھوڑا جو اپنے پانون کو سامنے کے پانون کے نشان پر رکھتا ہے اور یہ امر گھوڑے مین عیب ہے۔ اور نیز احق اس گھوڑے کو کہتے ہین جو پسینا نہ کرتا ہو۔ خرذج وہ گھوڑا جسکی گردن دراز ہو اور وہ اپنی لگام کے ہر ایک جانب کے تسمہ یا دوڑی کو توڑ دیتا ہے۔ صہوہ گھوڑے کی پیٹھ کا وہ حصہ جہان سوار بیٹھتا ہے۔ رصیفہ باگ کی گرہ کو کہتے ہین جو قذال پر ہوتا ہے قذال گھوڑی کے چہرہ کے اس مقام کو کہتے ہین جہان رخسارہ ختم ہوتا ہے یعنے پیشانی کے پیچھے کا حصہ اسکی جمع قذل اور اقذلہ ہے۔ عرف گھوڑے کی گردن کے بالون کو کہتے ہین یعنی ایال۔ گھوڑے کی دم کے بالون کو سیب کہتے ہین اسقدر بیان (گھوڑون کے باب مین) کافی ہے ورنہ اگر ڈھونڈہ کر اس خاص مضمون کو اس کتاب کے مقامات متعددہ مین بیان کیا جائے گا تو بڑی بڑی جلدون کی ضرورت ہوگی۔ لیکن قلیل بیان جو ٹھیک طور پر کفایت کرے وہ اس زیادہ بیان سے جو باعث رنج و ملال ہو بہتر ہے۔

## فصل دوم

### اونٹون کی تربیت اور اُن کے فواید کا بیان

عربون کو اونٹون کے پالنے اور اُنکی بچہ کشی اور جاننے مین بڑی دستگاہ ہے اور بچہ کشی کے پیشہ کو

اور محفوظ مقامات کی اُن کے ملک مین سخت ضرورت ہے - یہی اُن کے مرکب ہین جنپر وہ اپنے بوجھ لادتے
اور ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجاتے ہین - انہین کا گوشت کہاتے ہین - اُن کے دودھ سے ذخیرہ کرتے
ہین اور اُن کے صوف سے لباس بناتے ہین اور خرید و فروخت مین وہ کام آتے ہین اہل عرب اونٹونکو
اپنے قیدیون کی جانب سے فدیہ دیتے ہین جبکہ ایسی کوئی سختی آپڑتی ہے اور اُن کے تمام دین لین اور قرض
اور دیت (خون بہا) اور رہن میں یہ کام آتے ہین اور زوجات کا مہر بھی اس سے ادا کرتے ہین -
غرضکہ یہی اونٹ اُنکی دولت مندی اور ثروت کا ذریعہ ہین - اور حدیث مین آیا ہو کہ اونٹون کو بُرا نہ کہو کیونکہ
وہ دیت مین دیے جاتے ہین اور اُن کے سبب سے خون رک جاتے ہین -

جو لوگ کہ اونٹون کی خدمت گزاری اور اُنکی تربیت عمدہ طور پر کرنے مین مشہور ہین اُن مین سے ایک شخص ہے
جسکو حنیف حناتم کہتے ہین - ایک اور شخص کا نام مالک بن زید مناۃ ہے - ان دونون کی اس باب مین ضرب المثل ہی
اونٹون کو خمخم کا غلہ کہلاتے ہین اور خمخم ایک مشہور نبات ہے - شترخانون مین ایک موٹی سی لکڑی نصب کر دیتے
ہین تاکہ خارش والے اونٹ اُس سے رگڑا کرین اور اس لکڑی کو محکک کہتے ہین - میدانی کی مجمع الامثال مین ہی
کہ جذل ایک قسم کے درخت کا تنہ ہوتا ہے اسکی تصغیر جذیل ہے - اور سختی مین اسکی مثال دیجاتی ہے اور یہہ
کہا جاتا ہے "اخشن من جذیل" یعنے جذیل سے زیادہ سخت - اور "جذیل حکاک" بھی کہا جاتا ہے یعنی وہ سخت لکڑی
جس سے اونٹ کھجلایا جاتا ہے - یہ مثال اُس شخص کی نسبت دیجاتی ہے جو اپنی راے اور عقل سے کام
کرتا ہے اور اسمین کامیاب ہوتا ہے - اونٹون کے رہنے کے مقام مین یہ لکڑی اس لیے نصب کی جاتی ہی
کہ خارش والے اونٹ اُس سے اپنا جسم رگڑین - ثملہ - طلیاء - ربذہ - کپڑے کے اُن ٹکڑون کے نام ہین جن
سے خارش والے اونٹون کو طلا لگایا جاتا ہے - پس اگر کسی شخص کی خست اور حقارت اور اہانت کرنا مقصود
ہوتا ہے تو یہ مثال دیتے ہین "اہون من ثملۃ و من طلیاء و من ربذۃ" یعنی ثملہ طلیاء اور ربذہ سے زیادہ ذلیل اور حقیر -
اور جب اونٹون کو چراگاہون مین چھوڑتے تھے تو مہار کو پیٹھ پر ڈال دیتے تھے کیونکہ اگر مہار اسیطرح رکہی جاتی تو وہ
اُن کو چرنے سے روکتی تہی - اسی بنا پر امثال مین یہ کہتے ہین "القی حبلہ علی غاربہ" یعنے اسکی ڈوری کو اُس کی پیٹھ پر
ڈال دیا - اُس شخص کی نسبت کہتے ہین جس کے ساتھ معاشرت کرنا مکروہ معلوم ہوتا ہے معنی اس کے یہ
ہین کہ اسکو چھوڑ دو وہ جہان چاہے چلا جائے[1]

[1] یہ مثال قاموس مین ہے اور میدانی کی مجمع الامثال مین اسطرح سے ہے "حبلک علی غاربک" یعنے تیری رسی تیری پیٹھ پر ہے یعنی تجھکو اپنے کام کا اختیار ہے - میدانی کہتا ہے کہ یہ مثال طلاق مین بھی مستعمل ہو سکتی ہے - یعنی اگر کسی عورت کی نسبت اسکا شوہر یہ محاورہ استعمال کرے تو اسکے معنی یہ ہونگے کہ اسکا شوہر اُس سے بیحد متنفر ہے اور اسکی نسبت اپنا یہ منشا ظاہر کرتا ہے کہ تجھکو اختیار ہے کہ جہان چاہے چلی جا تو میرے پاس رہنے کے قابل نہین ہے - مترجم

جب خشک سالی کا اندیشہ ہوتا ہے اور یہ خیال ہوتا ہے کہ اونٹ مر جاینگے تو ان کے بچون کو ذبح کر ڈالتے تھے تاکہ انکی مائین (اونٹنیان) سلامت اور محفوظ رہین - اسی بنا پر مثال مین یہ کہتے ہین "شر دواء الابل التذبیح" یعنی اونٹون کی بری سے بری دوا ان کا ذبح کرنا ہے - اس کام مین وہ اور بھی بعض افعال کرتے ہین -

چونکہ اہل عرب جاڑے کی - گرمی کی - بھوک کی - اور برہنگی کی سختی اور تکلیف اٹھانے مین بہ نسبت اور دوسری اقوام کے زیادہ عادی اور متحمل ہین کیونکہ ان کے ملک کی اراضی مین پیداوار نہین ہوتی اور ان کے ملک مین پانی بھی کم ہوتا ہے تو جب انمین سے کوئی سفر کا ارادہ کرتا تو وہ اپنے اونٹون کو پانچ دن کے بعد پانی پینے کا عادی بناتا یہان تک کہ چھہ دن کے بعد بھی اسکو پانی پینے کی عادت ہوجاتی ہے اس کے بعد جب وہ شخص سفر کرتا تو اونٹ پانی کے نہ ملنے پر صبر کرتا - میدانی کہتا ہے کہ پیاس کی سب سے چھوٹی وہ مدت ہے کہ اونٹون کو روز پانی پلایا جائے پھر اس کے بعد غب کے طور پر پانی پلائین غب کے معنی ایک دن آڑ کے ہین یعنے ایک دن پانی پلانا اور دوسرے دن ناغہ کرنا - اور ربع اس کو کہتے ہین کہ ایک دن پانی پلائین اور دو دن ناغہ کرین اور پھر چوتھے دن پلائین دس دن تک اسی پر قیاس کر لیا جائے - صحاح مین لکھا ہے کہ اونٹون کو پانی پلانے کی تین مدتین ہین کم سے کم مدت جسمین پانی پلایا جاتا ہے اسکو رفہ کہتے ہین یعنے ہر روز پانی پلانا - پھر اس کے بعد غب ہے یعنے ایک دن پانی پلانا اور ایک دن ناغہ کرنا جب پانی پلانے کی مدت غب سے بڑھ جاتی ہے تو اسکا نام ظماء ہے پھر اس کے بعد ربع ہے پھر خمس اسیطرح دس دن تک - یہ بیان اصمعی کا ہے -

شتر سوار پانی کے حصے کرتے تھے خصوصاً موسم گرما کے مہینون مین پانی کے حصے کرنے کے یہ معنے ہین کہ ایک پیالہ مین کنکریان یا مقل کی گٹھلیان (جو اسی سبب سے مقلہ کہلاتی ہین) ڈالی جاتی تہین اور پھر ان پر اس انداز سے پانی ڈالا جاتا تھا کہ وہ پانی مین ڈوب جائین اور یہ پانی ایک وقت پینے کے لیے کافی خیال کیا گیا ہے -

عرب کا بڑے سے بڑا اونٹ ایک ساعت کے عرصہ مین پندرہ سو پچاس قدم سے زیادہ نہین چل سکتا ہے اور چھوٹا اونٹ صرف ایک ہزار قدم چلسکتا ہے - اونٹ کا ایک قدم انسان کے دو قدم کی برابر سمجھا گیا ہے اسپر سواری کرنا نہایت دشوار ہے - بخلاف گدھون کی سواری کے جنکا آگے ذکر آنے والا ہے - جو اونٹنی بوقت چلنے کے فرط نشاط سے نہین ٹھہرتی اسکو عوجاء کہتے ہین - بخر توت عمدہ اور نفیس جنس کی اونٹنی کو کہتے ہین مرقال مرقل کا مبالغہ ہے جو ارقال سے مشتق ہے اور ارقال کے معنی درمیانہ روی کے ہین یعنے نہ زیادہ دوڑنے والی اور نہ زیادہ آہستہ چلنے والی - امون وہ اونٹنی جسپر سے گرنے کا اندیشہ نہ ہو - رسلہ وہ اونٹنی جسکی چال بہت آسان اور آرام دینے والی ہو - خنوج وہ اونٹنی جو چلنے مین فرط نشاط سے ایک طرف (جانب) میل کرے اور دفاق وہ اونٹنی جو اپنی چال مین اچھلنے کودنے والی ہو - یعنی بہت تیز چلنے والی - رزیتہ وہ اونٹنی جو سفر مین آڑا مرادا

آسایش دیوے یعنے بہ سبب لاغری کے تیز نہ چل سکے تو خواہ مخواہ آرام ہوگا -

اہل عرب مین ایک خوش آوازی بھی ہے جس سے وہ اونٹون کو ہانکتے ہین اور اسکو حدا کہتے ہین اور اونٹون کے ہانکنے والے کو حادی کہتے ہین جو اپنی موٹی آواز سے اونٹون کو ہانکتا ہے - اسلام کے بعد بھی حدا خوانی مین ایک شخص مشہور ہوا ہے اسکا نام سلام الحادی تھا جسکا ذکر چھٹے مقالہ کی پہلی فصل مین گزر چکا ہے - کیونکہ اسکی آواز بہت ہی پیاری تھی - حتی کہ اس شخص کی آواز کی مثال دیتے ہین - چنانچہ کہا گیا ہے کہ اونٹون کو خوب پیاسا رکھکر جب پانی پلانے لے جاتے اور سلام اُن کے پیچھے کھڑے ہوکر حدا خوانی کرتا تو اونٹ بغیر پانی پینے کے اُس کے پاس واپس آجاتے تھے - یہ شخص مروان بن محمد بن مروان اموی کا مصاحب خاص تھا -

عرب کی ضرب الامثال مین ایک مثال یہ بھی کہی جاتی ہے "شق العصا" یعنے عصا کا چیرنا - یہ مثال اُن دو شخصون کے لیے دیجاتی ہے جو جدا ہوتے ہین - اصل اسکی یہ ہے کہ حدا خوان جب ایک دوسری کی رفاقت مین ہوتے ہین اور وہ بعد مین کسی وجہ سے جدا ہوتے ہین تو اُن کے ساتھ جو عصا ہوتا ہے وہ اسکو پکڑکر چیرتے ہین ایک اُنمین سے نصف حصہ لے لیتا ہے - پھر یہ مثال ایسی عام ہوگئی کہ ہر ایک قسم کی فرقت مین اس کا استعمال ہونے لگا -

بعض لوگ بیان کرتے ہین کہ عربون مین اگر کسی کے ہان عمدہ اونٹنی ہوتی تو سوائے عمدہ اور اچھے نسل کے اونٹ کے اور کسی اونٹ سے اسکو جفتی نہ کرنے دیتے تھے بلکہ اسکی ناک پر لکڑی سے مارتے تھے جب کہ وہ اونٹ اُس سے جفتی کرنا چاہتا اسی بناء پر یہ مثال دیجاتی ہے "لا تقرع لہ العصا" یعنے عصا اسکو ہوشیار اور آگاہ نہین کرسکتا - یہ مثال اُس شخص کی نسبت دیجاتی ہے جو ناکامیابی کے ساتھ نہین پلٹتا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ مثال بڑے تجربہ کار کی نسبت دیجاتی ہے جو کسی کام مین دہوکہ نہین کہاتا - نعمان بن منذر لخمی کے پاس دو اونٹ عمدہ نسل کے تھے جنکی مثال دیجاتی ہے اُنکا نام جدیل اور شدقم تھا -

بنی عوافہ بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم کے پاس جو اونٹ تھا اوسکا نام قاشر تھا حکایت کی جاتی ہے کہ اسکی قوم کے پاس ایک اونٹ تھا جس کے نطفہ سے ہمیشہ نر پیدا ہوتے تھے - اسکی قوم نے اُس کے پاس سے ایک مادہ (اونٹنی) طلب کیا تاکہ اُن کے اونٹون مین مادہ پیدا ہون مگر اتفاق سے اُنکی مائین مرگئین اور نسل بھی منقطع ہوگئی بد فالی مین اسکی مثال دیجاتی ہے اور یہ کہا جاتا ہے "اشام من قاشر" یعنے قاشر سے زیادہ بدشگون اُس مثال مین علاوہ اس حکایت کے اور حالات بھی بیان کیے گئے ہین -

ایک شخص کا اونٹ گم ہوگیا تھا اُسنے قسم کہائی کہ اگر وہ مل جائے گا تو وہ اسکو ایک درہم کو فروخت کرے گا - اتفاق سے وہ مل گیا تو اُس نے کہا مین اس اونٹ کو اس بلی کے ساتھ جو میرے پاس ہے

فروخت کرونگا - اونٹ ایک درہم کو اور بلی ایک ہزار درہم کو دونگا یعنے دونون کو ملاکر فروخت کرونگا تو اُس سے یہ کہا گیا کہ اگر بلی نہ ہوتی تو اونٹ زحمت نہ ہوتا - بس یہی قول ما ارخص الجمل لولا الہرۃ ضرب المثل ہوگیا - یہہ مثال اعلی اور ادنی چیزون کی نسبت دیجاتی ہے جو باہم مل جاتے ہین -

اونٹون کی عمرون اور اُن کے رنگون کے بیان مین ادیب فاضل یعنی شیخ ناصیف الیازجی نے جو ارجوزہ لکھا ہے وہ یہہ ہے -

اول نتج الناقۃ الحوار — یدعی کما جاءت بہ الآثار

وہو لعام واحد فصیل — وابن مخاض بعدہ تقول

وابن لبون ثم حق جذع — ثم الثنی فالرباعی یتبع

ثم السدیس بعدہ والبازل — والعود فی العشر رواہ الناقل

فان صفت حمرتہ فاحمر — قیل لہ وہو لدیہم یؤثر

فان تشبہا دہمۃ فارمک — والجون ما فیہ السواد احلک

وذو البیاض آدم یلقب — فان علتہ حمرۃ فاصہب

فان یکن بیاضہ ملتبس — بشقرۃ فہو البعیر الاعیس

والاخضر المسفر فی سواد — یدعی یا حوی اللون فی البوادی[1]

یہ نام بھی اسی سے ملحق ہین سقب اونٹنی کے اُس بچہ کو کہتے ہین جو اُسی وقت پیدا ہوا ہو بعض کہتے ہین کہ اونٹ کے بچہ کو جو نر ہو سقب کہتے ہین - فرع اونٹنی کا بچہ جو پہلی بار جنے اور ربع اُس اونٹ کے بچہ کو کہتے ہین جو موسم ربیع مین پیدا

---

[1] ترجمہ - اونٹنی کے پہلے بار جنے ہوئے بچہ کو حوار کہتے ہین چنانچہ اس کے بارہ مین آثار آئے ہین - ایک سالہ بچہ کو فصیل کہتے ہین اس کے بعد اُسکو ابن مخاض کہتے ہین - اس کے بعد اُس کو حق - جذع - پہر ثنی پہر رباعی کہتے ہین پہر سدیس اور بعد مین اُسکو بازل کہتے ہین دسوین سال اُسکو عود کہتے ہین چنانچہ ناقل دنقل کرنے والا نے روایت کی ہے اگر اُسمین سرخی کی صفت لگاؤ تو اُسکو احمر کہو اُن کے نزدیک ایسا ہی کہا جاتا ہے - اُسمین اگر سیاہی ہو تو اُسکو ارمک کہتے ہین اور جون اُس کو کہتے ہین جو کالا بہنورا ہو - جس مین سفیدی ہوتی ہے اُس کا لقب آدم ہے اور اگر اُس مین سرخی بھی ہو تو اُس کو اصہب کہتے ہین اگر اُسکی سفیدی مین دوسرا رنگ سخت سرخی کا بھی ملتبس ہو تو اُسکو اعیس کہتے ہین جس سیاہی مین سبزی اور زردی مائل ہو تو اُسکو خیگلون میہ پکارتے ہین -

ہوا ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ پہلی بار جنا ہوا ہو۔ اسکی جمع رباع اور ارباع ہے اور مادہ کو ربعہ کہتے ہین اسکی جمع ربعات اور رباع بھی آتی ہے۔ جو بچہ آخر مین پیدا ہوتا ہے اسکو ہبع کہتے ہین اور مادہ کو ہبعہ کہتے ہین۔ ملیط وہ بچہ جو ساقط ہوجاے قبل اس کے کہ اسپر بال پیدا ہون جسکو اونٹنی ساقط کردیتی ہے۔ مجدع اونٹ کا وہ بچہ جسکی خلقت ناتمام رہجاے۔ عجی اونٹ کا وہ بچہ جسکی مان مرجاے اور مالک اسکو دوسری اونٹنی کا دودھ پلاکر پالے اقیل بھی اونٹ کے بچہ کو کہتے ہین۔ جادل اونٹنی کا وہ بچہ جو راشح سے زیادہ عمر کا ہوتا ہے یعنی ایسا قوی بچہ جو اپنی مان کے ساتھ چل پھر سکے۔

شارف مسن اونٹنی کو کہتے ہین۔ رافت (مہربانی) مین اسکی مثال دیجاتی ہے اور یہ کہتے ہین احن من شارف یعنی شارف سے زیادہ مہربان۔ کیونکہ شارف اپنے بچہ پر بہ نسبت دوسرے کے زیادہ مہربان ہوتی ہو۔

بروق وہ اونٹنی جو اپنی دم اُٹھایا کرتی ہے جس سے خیال کیا جاسکتا ہے کہ وہ گابھن ہے حالانکہ وہ گابھہ نہین ہوتی ہے۔

جمالیہ وہ اونٹنی جو بلحاظ صورت اور شکل کے جمل (اونٹ) سے مشابہ ہو۔

جسرۃ وہ اونٹنی جسکی خلقت مضبوط ہو۔

برعس عمدہ نفیس اونٹنی جو نہایت خوب صورت اور تام الخلقت ہو۔

کہاۃ اور رجلالۃ موٹی اور چکنی اونٹنی۔

حائل اور قلوص جوان اونٹنی۔

ضروس وہ اونٹنی جو جننے کے وقت شرارت کرے یعنی آدمیون کو دانتون سے کترے اور زخمی کرے

اخوص چکنی اور جوان اونٹنی۔

طلیا، وہ اونٹنی جسے خارش ہو۔ مطالیہ وہ اونٹنی جسکو گندہک کا طلا رگایا گیا ہو۔

ہاجن وہ اونٹنی جو جوان ہونے سے پہلے جنے "اوجل الرفد من الہاجن" کی ضرب المثل اسی سے ہے رفد کے معنی عطیہ اور صلہ کے ہین یہ مثال اُس شخص کی نسبت دیجاتی ہے جو قلیل الخیر ہو۔

بکر وہ اونٹنی جو صرف ایک ہی مرتبہ پہلے بار جنے اور جوان اونٹ کے بچہ کو بھی کہتے ہین۔

عجول وہ اونٹنی جو بے قراری سے رنج وغم کے زیادہ چلائے۔

نقادہ وہ اونٹنی جو دوڑ مین زیادہ ہوا اور چال مین نہ جھکے۔

مشقہہ وہ اونٹنی جو ذلیل ہو۔

بلیۃ وہ اونٹنی جو اپنے مالک کی قبر پر باندہی جاتی ہے یہان تک کہ وہ مرجائے جسے معتالہ کی جو تھی

فصل مین رتیمہ کے بیان مین اسکا حال گزر چکا ہی۔
عیطل لمبی گردن کی اونٹنی۔
دعبل وہ اونٹنی جس کے ساتھ اسکا بچہ ہو بعض کہتے ہین کہ مسن اونٹ کو کہتے ہین لیکن عفیف المنذر ان عمدہ نسل کے اونٹون کو کہتے ہین جو بادشاہون کے پاس رہتے تھے۔

**حلب یعنی دودھ دوہنے کا بیان**

بسوس وہ اونٹنی جو بس بس کہنے سے دودھ دے اسلیے کہ دوہنے والے کو یہ ضرور ہے کہ اونٹنی کو پہلے مانوس کرے پہر دودھ دوہے۔ ابساس کے معنی بس بس کہنے کے ہین تاکہ اونٹنی مانوس ہوکر دودھ دے۔ اسی واسطے مثال مین یہ کہا جاتا ہے "الایناس قبل الابساس" یعنے مانوس کرنا بس بس کرنے سے قبل ہونا چاہیے۔
جب انگلیون کے اطراف سے دودھ دوہتے ہین تو یہ کہتے ہین مصر الناقہ۔
ضب کے معنی چار انگلیون سے دودھ دوہنے کے ہین۔
فطر کے معنی انگشت سبابہ اور بیچ کی انگلی سے دودھ دوہنے کے ہین۔
بائن سیدہی طرف سے دودھ دوہنے والے کو کہتے ہین۔
مستعلی بائین طرف سے دودھ دوہنے والے کو کہتے ہین۔
عزار کے معنی ہین اونٹنی کا دودھ نہ دوہنے دینا۔ اسی سے عزارۃ ہے جس کے معنی قلت اللبن (دودھ کی کمی) کے ہین۔ جیساکہ درۃ کے معنی کثرت اللبن (زیادتی دودھ) کے ہین۔
اونٹنی کا جب دودھ دوہ لیا جاتا ہے تو اسکو ضبحی کہتے ہین۔
طالق وہ اونٹنی جسکو چرواہا اپنی ذات کے لیے رکہہ چہوڑتا ہے اور پانی کے مقام پر اسکا دودھ نہین دوہتا۔
ضارب وہ اونٹنی جو دودھ دوہنے والے کو زخمی کرے۔
قیل وہ اونٹنی جسکا قیالہ (یعنی دوپہر) کے وقت دودھ دوہا جائے۔
رائم وہ اونٹنی جو محبت سے اپنے بچہ کو دودھ پلائے اور اگر وہ دودھ نہ دیتی ہو تو ایک بچہ کا پوست لیکر اسمین گہاس بہرتے ہین اور اسپر ایسی چیز مل دیتے ہین جو بچہ کے مشیمہ کے مشابہ ہوتی ہے۔
علوق وہ اونٹنی جو بچہ کو سونگہے اور (اگر وہ دوسرے کا بچہ ہوتا ہے تو) دودھ نہین دیتی۔
محاریدہ وہ اونٹنیان جنکو دودھ کم ہو۔
عصوب وہ اونٹنی جسکی ران باندھ دیجاتی ہے تاکہ دودھ دیوے۔

شائلہ وہ اونٹنی جس کے پستان سوکھ گئے ہون اور دودھ کم ہوگیا ہو۔

متراح وہ اونٹنی جسکا دودھ دینا جلد منقطع ہوجائے۔

نحول یعنے نر اونٹون کا بیان

قرم نر اونٹ کو کہتے ہین۔

عرکرک قوی اور غلیظ (موٹے بدنما) اونٹ کو کہتے ہین

ترانزہ وہ اونٹ جسکی قوت تمام ہوچکی ہو یا وہ اونٹ جب چرنے لگے تو اُسکی کھوپری ہلنے لگے جب اونٹ آدمیونکو زخمی کرتا ہے تو اُس وقت یہ کہتے ہین "صول البعیر" اور مثال ہین یہ کہتے ہین "اصول من جمل" یعنے اونٹ سے زیادہ حملہ کرنے والا یعنے کاٹنے اور رکتر نے والا۔

حفض وہ اونٹ جسپر ڈیرے مع سازوسامان لادے جائین یعنے خیمہ کی چوبین اور پردے۔

ظعن وہ اونٹ جسپر ہودہ ہو اور ہودہ مین عورت بھی ہو۔

صلخدم سخت اونٹ۔

فنیق نر اونٹ[1]۔

قامح اور مقامح وہ اونٹ جو بہت پیاسا ہوگیا ہو جس سے وہ نہایت درماندہ ہوجائے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قامح وہ اونٹ ہے جو حوض پر آتا ہے مگر پانی نہین پیتا۔

ہیم پیاسے اونٹ اور یہ ہیام سے مشتق ہے جس کے معنی سخت تشنگی کے ہین ایک شاعر کہتا ہے

ویاکل اکل الفیل من بعد شبعہ ویشرب شرب الہیم بعد ان یروی[2]

حرائزہ اعلی نسل کے نفیس اونٹ جو فروخت نہین کیے جاتے ہین اسکا واحد حرزہ ہے۔

مروح وہ اونٹ جو اپنے رہنے کی جگہ پر آرام پائین اور عطن اونٹون کے رہنے کے مقام کو اور مبرک کو کہتے ہین اور مبرک کے معنی بھی اونٹ کے رہنے کی جگہ کے ہین۔

غریب وہ اونٹ جو چراگاہ مین چھوڑ دیا گیا ہو۔

عوذ وہ اونٹنی جو بچہ جنی ہو اس کا واحد عائذ ہے جب اُس کے ساتھ اُس کا بچہ چلتا پھرتا ہے تو اُسکو مطفل کہتے ہین۔

---

[1] اسکی جمع فنق اور افناق آتی ہے۔ مترجم

[2] ترجمہ۔ وہ پیٹ بھر جانے کے بعد بھی اس قدر کھاتا ہے جس طرح ہاتی کھاتا ہے سیراب ہونے کے بعد بھی ایسا پیتا ہے جیسے نہایت پیاسا اونٹ پانی پیتا ہے۔

ضمور وہ اونٹنی جو چلنے کی طاقت نہ رکھتی ہو جب اُس سے کام لیا جائے یعنی چلائی جائے تو اسکو راسف کہتے ہین۔

لیساد وہ اونٹ جو اپنے مبرک مین رہتے ہین اور کہین نہین جاتے۔

عُشَرہ وہ اونٹ جس کے حمل پر ابتدائے نطفہ سے دس ماہ گزرے ہون۔

متالی وہ بچہ جس کے جسم کا حصہ بوقت ولادت تھوڑا سا باہر آجائے اور باقی حصہ اُس کے پیچھے رہے[1]۔

غیطؔ وہ اونٹ جنکو کوئی درد وغیرہ یعنے مرض نہ ہو۔

عیس ایک اونٹنی کا نام ہے۔

رکاب اونٹ یہ لفظ جمع مین مستعمل ہوتا ہے اور لغت مین اس کے لیے واحد نہین ہے فراء کہتا ہے کہ اسکا واحد رکوب ہے۔

جامل اسم جمع کا صیغہ ہے یعنی اونٹ کی اقسام ذکور واناث (نر و مادہ) پر اسکا اطلاق ہوتا ہے اور جمال نر اونٹون کو اور نوق مادہ اونٹون کو کہتے ہین۔

تریوت کا لفظ بھی ذلیل اونٹ کی اقسام نر و مادہ پر اطلاق کیا جاتا ہے۔

زود اسم مونث ہے جو واحد مستعمل نہین ہوتا اسکی جمع اذواد آتی ہے تھوڑے اونٹون پر (جو تین سے دس تک یا بیس یا تیس یا چالیس ہون) اسکا اطلاق ہوتا ہے اور اس سے کبھی تجاوز نہین ہوتا۔ اور یہ مثال الزود الی الزود اسی سے لی گئی ہے یعنی جو تھوڑے تھوڑے اونٹ جمع ہوتے ہین اور پھر زیادہ ہوجاتے ہین۔

ہیج اونٹون کی جماعت کا نام ہے۔

عرج تقریباً اسی (۸۰) اونٹون کا گلہ اور نوے (۹۰) اور ڈیڑھ سو (۱۵۰) کے گلہ کو بھی کہتے ہین یا اس سے کچھ زیادہ بھی ہون تو عرج کہتے ہین اور پانسو اور ایک ہزار پر بھی اسکا اطلاق ہوتا ہے۔

جول بھی اونٹون کی ایک جماعت کا نام ہے جسکی تعداد کا اندازہ نہین کیا گیا۔

جہمہ اسی (۸۰) اونٹون کی جماعت کو کہتے ہین۔

مجرمتہ سو یا دوسو اونٹون کی جماعت کو کہتے ہین یا پچاس سے سو تک کے مابین کی تعداد پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

فکر وہ اونٹ جن کا گلہ پانسو یا چھ سو سے زیادہ ہو یا پچاس اور سو کے مابین ہو۔

فضار اونٹون کے تیس اور چالیس کے مابین کے گلہ کو کہتے ہین۔

---

[1] صراح مین لکھا ہے کہ متالی اُس اونٹ کو کہتے ہین جسکو ساربان اونچی آواز سے ہانکتا ہے۔ مترجم

کورا اونٹون کی بڑے جماعت کو کہتے ہین یا ڈیڑھ سو اور دو سو سے زیادہ کو بھی کہتے ہین۔

ہجمۃ زیادہ سے زیادہ چالیس اونٹون کے گلہ کو کہتے ہین یا مابین ستر اور سو کے گلہ کو کہتے ہین یا اس سے کم اور جب اُن کی تعداد پوری ایک سو ہوجائے تو اس گلہ کو ہنیدہ کہتے ہین۔

اامۃ تین سو اونٹون کے گلہ کو کہتے ہین۔

اونٹون کو جلیلہ سے بھی تعبیر کرتے ہین ان مین اعلیٰ قسم اشہب بازل ہے یعنی سفید اور قوی اونٹ اور ناقہ ہجانٌ اور جمل ہجانٌ بھی کہتے ہین ہجان کے معنی عمدہ سفید ہی کے ہین یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عربون کے یہان کالے اونٹ بہت نفیس سمجھے جاتے ہین عنترہ کہتا ہے۔

فیہا اثنتان واربعون حلوبۃ  سودا کخافیۃ الغراب الاسحم[1]

خافیہ کے معنی علانیہ کی ضد کے ہین لیکن اس شعر مین مراد کوے کے اُن پرون سے ہے جو ظاہر ہین۔ قاموس مین لکھا ہے "خفاہ خفیا وخفیا واختفاہ" یعنے ظاہر کیا اس کو اور نکالا اسکو اور "خفا الشئ" کے معنی کسی چیز کے ظاہر ہو جانے کے ہین اور "خفاہ البرق" کے معنے بجلی چمکنے کے ہین اور اسحم کے معنے سیاہ کے ہین۔

# فصل سیوم

## اُن باقی حیوانات کا بیان جو عربون مین مشہور ہین

ملک عرب کے دوسرے حیوانات گھوڑون کے سوائے جو جودت (عمدگی) اور خوب صورتی مین مشہور ہین اور بوجہ احتیاج کے اُن کی زیادہ ضرورت پڑتی ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اُن مین سے گدہے بھی اعلیٰ درجہ کے ہوتے ہین جو گران قیمت پر فروخت ہوتے ہین اور یہ گدہے خچرون سے مشابہ ہوتے ہین اور یمن سے مکہ کو حاجی انہین پر سوار ہو کر جایا کرتے ہین اور سخت و دشوار گزار راستون پر چلنے مین عادی ہین اور ایک گھنٹہ مین ساڑھے تین ہزار قدم چلتے ہین اور یہ قدم بھی اونٹ کے قدم کے برابر گنا جاتا ہے۔ اسپر سواری کرنے مین

---

[1] ترجمہ۔ اُن اونٹنیون مین بیالیس دودھ دینے والی ایسی اونٹنیان ہین جو کالے کوے کے اندرونی پرون کے مانند سیاہ ہین۔

کوئی تکلیف نہین ہوتی۔

اور بہیڑ بکری بھی پائی جاتی ہین اور جنگلی بکری بھی اسی قسم کی ہوتی ہے اور بکریون کی پرورش مین بھی زیادہ اعتنا کیا جاتا ہے جس طرح عمدہ اونٹون کو جلیلہ کے نام سے پکارتے ہین اسیطرح عمدہ بکریون کو دقیقہ کہتے ہین ان کی تعداد کے بارہ مین اہل عرب کی چند اصطلاحین ہین۔ منجملہ اُن کے تیعہ چالیس بکریون کے ریوڑ کو کہتے ہین یا اس سے کم جسمین حیوانات کا صدقہ دینا واجب ہوتا ہے۔ تیمہ اور تیئمہ چالیس سے زیادہ بکریون کا گلہ یہان تک کہ دوسرے فریضہ کو پہونچ جائے۔ وہ بکریان جن کا دودہ گہر مین دوہا جاتا ہے اور چرنے کے لیے نہین چہوڑی جاتین اُن کو تیمہ کہتے ہین۔ ثلہ بکریون کا بڑا بہاری گلہ یا خاص بہیڑیون کا گلہ جس طرح بہیڑ کے گلہ کو ثلہ کہتے ہین اسیطرح بکریون کے گلہ کو حیلہ کہتے ہین۔ جب بہیڑ اور بکری مل کر زیادہ ہوجاتے ہین تو اُن کو ثلہ کہتے ہین بعض لوگ ثلہ بالضم اور ثلہ بالفتح مین کوئی فرق نہین کرتے یعنے بکریون کی اور آدمیون کی جماعت مین فرق نہین کرتے۔ اس لیے کہ ثلہ بالضم آدمیون کی جماعت کو کہتے ہین۔ جزعہ اور جزیعہ بہی بکریون کے ریوڑ کو کہتے ہین اسکی جمع جزائع ہے۔ جزمہ ایک سو مویشی کی جماعت کو کہتے ہین اور دس سے چالیس تک کی جماعت کو بھی جزمہ کہتے ہین یا صرمہ کا نام ہے یعنے تیس اونٹون کا گلہ یا بہیڑ کی گلہ کو کہتے ہین۔

جوامیش یعنے جاموش (بہینس) اور جنگلی گائیان اور جنگلی گدہے جسکا نام فرا ہے اسکی مثال دیتے ہین اور یہ کہتے ہین "کل الصید فی جوف الفرا" اس مثال مین فرا کا لفظ بلا ہمزہ کے استعمال ہوتا ہے یعنے شکار اس سے کم درجہ کا ہے۔ یہ مثال اس شخص کے لیے دیجاتی ہے جسکی حاجتین بہت سی ہوتی ہین اور اُن مین ایک بڑی حاجت ہوتی ہے جو پوری ہوجاتی ہے یعنے بڑی حاجت رفع ہوجاتی ہے تو باقی حوائج کے فوت ہونیکی وہ پرواہ نہین کرتا۔

خنازیر (سور) اور خرگوش اور ہرن اور ہرن کے بچے پائے جاتے ہین جنکو عفر کہتے ہین اس کا واحد اعفر ہے اُن (عربون) کے جنگلون مین شیر بھی ہوتے ہین جنکو عناتبس کہتے ہین اسکا واحد عنبسہ ہے اسامہ شیر کے لیے بجائے علم (نام) کے ہے۔ اور ضبع (کفتار) اور نمر (چیتے) بھی پائے جاتے ہین نمر کو ذوالّلونین بھی کہتے ہین اور اس کا نام سبنتی بھی رکھتے ہین۔

اور ذئب (بہیڑیے) اور وعل (جنگلی بکری) اور ثعلب (لومڑی) سیاہ گوش اور ابن آوی (شغال) اور یربوع (جنگلی چوہے) بھی پائے جاتے ہین۔ اور سمت جنوب مین نسناس (ایک قسم کا جانور) بھی پایا جاتا ہے یہ جانور میوون اور پہلون کو بڑا ہی نقصان پہونچانے والا ہے جسکو دکہن مین منا گی اماد

سرناگی کہتے ہین[1]۔

پرندون مین نعام (شتر مرغ) پائے جاتے ہین اس کے نر کو ظلمان کہتے ہین اس کی واحد ظلیم ہے۔ قطا (سنگ خوار) حجل (کبک دری) عصفر (گنجشک) کدری (سنگ خوار کی قسم) کروان (سرخاب) غراب (کوا) بجع (یہ بھی ایک پرند کا نام ہے) اور رخم (مرغ مردار خوار) اور ہدہد اور سمرمر (یہ بھی ایک جانور ہے) وغیرہ پرند پائے جاتے ہین۔ بحر احمر مین پانی کے پرند بہت سے ہین جسطرح بحر محیط کے پانی مین مچھلیان اور سلاحف (کچھوے) کثرت سے ہوتے ہین۔

بلاد عرب مین احناش[2] اور موذی سانپ اور بچھو اور سوسمار اور ہر اقسام کی چیونٹیان اور کیڑے مکوڑے ان علاقون مین اکثر ٹیڑی پھیلی ہوئی ہے جسکو جند ب کہتے ہین یہ کھیتون کو برباد کر دیتے ہین اور زیادہ تر نجد کے جنگلون مین ہوتے ہین میدانی حمزہ سے روایت کرتا ہے کہ اہل عرب موشیون کو بلحاظ ان کے مختلف چراگاہون کے مختلف نامون سے موسوم کرتے ہین مثلاً یہ کہتے ہین ارنب الخلۃ یعنے مقام خلہ کے خرگوش اور ضب السمایعنی مقام سما کے سوسمار اور ظبی الحلب یعنے حلب کے ہرن۔ اور تیس الربلہ یعنے مقام ربلہ کا مینڈھا یا چھیلا۔ اور قنفذ برقہ یعنے مقام برقہ کا ساہی۔ اور شیطان الحماطہ یعنی حماطہ کا شیطان نہایت خطرناک بھیڑیا مقام قضی کا ہوتا ہی اور خشک زمین کا سانپ بھی بڑا زہریلا اور موذی ہوتا ہے۔ حلب کے ہرن نہایت تیز رو ہوتے ہین۔

شیطان جسکا اس مقام پر اوپر ذکر ہوا اس سے سانپ مراد لیتے ہین اور حماطہ ایک قسم کی سوکھی گھاس ہوتی ہو اور جبتک یہ ہری رہتی ہے بقولات مین اعلی درجہ کی سمجھی جاتی ہے اور اسکو آقانی کہتے ہین واحد اسکا آقانیہ ہے

---

[1] نسناس فتح کے ساتھ بھی اور کسرہ کے ساتھ بھی یہ ایک قسم کی مخلوق ہے جو ایک پاؤن پر اچھلتے پھرتے ہین حدیث مین آیا ہو کہ قبیلہ عاد سے ایک خاندان نے اپنے رسول کی نافرمانی کی اللہ تعالی نے ان کو مسخ کرکے نسناس بنادیا۔ ان مین سے ہر ایک کو صرف ایک بازو مین ایک ہاتھ اور ایک پاؤن ہوتا ہے جیسے پرندے پھدکتے پھرتے ہین یہ بھی اسیطرح کودتے پھرتے ہین جس طرح بہائم ڈراتے ہین اسیطرح یہ بھی ڈراتے ہین۔ بعض کہتے ہین کہ یہ لوگ اسی زمانہ مین ہلاک ہوگئے اور اب جو اس قسم کی مخلوق ہے وہ ان سے علاوہ ہے۔ یا انکی تین قسمین ہین ایک تو ناس یعنے آدمی۔ دوسرے نسناس۔ تیسرے نسانس۔ یا نسانس انکی اناث ہین یا وہ نسناس سے اعلی درجہ کے ہین یا وہ یاجوج ماجوج ہین یا وہ بنی آدم کی ایک قوم جنکی صورت آدمیون کے مشابہ ہے۔ ماخوذ از قاموس۔ مترجم

[2] احناش حنش کی جمع ہے۔ حنش ان چرند پرند کو کہتے ہین جنکا شکار کیا جاتا ہے اور موذی جانورون کو بھی کہتے ہین جیسے سانپ بچھو وغیرہ۔ ماخوذ از صراح۔ مترجم

اور جو آدمی بدشکل اور بدہیئت ہوتا ہے اُسکی نسبت یہ مثال دیتے ہین اور کہتے ہین "ہو شیطان الحماطۃ" یعنے وہ حماطہ کا سانپ ہے ۔ اور حلب ایک درخت ہے جسکا ذائقہ شیرین ہوتا ہے اور اُسکو کہانے والے ہرن نہایت تیز رو ہوتے ہین لیکن حمض کے ہرن یعنے حمض (ترش گہاس) کہانے والے سست ہوتے ہین کیونکہ حمض کا ذائقہ ترش اور نمکین ہوتا ہے ۔ یہ تمام امور بلحاظ مقامی طبعیتون اور عام اغذیہ کے ہین جو حیوانات کی طبیعت کے مناسب ہین۔

بعض اونٹون کو حوشیہ کہتے ہین جو حوش کی طرف منسوب ہین ۔ شاید یہ وہی اونٹ ہین جنکو حوشیہ یعنے وحشیہ کہتے ہین یعنے انکو حوش کی طرف منسوب کرتے ہین اور یہ اُن کے خیال مین جنات کا ملک ہے اور اُن کا یہ بھی خیال ہے کہ ان اونٹنیون کے نر جنات کی قوم سے ہین جنہون نے مہرۃ بن حیدان کی اونٹنیون کے ساتھ جماع کیا تھا یعنے جفتی کہائی تھی ۔ پس یہ اونٹ اُسکی طرف منسوب ہوگئے اس لیے کہ انکو ابل مہریہ کہتے ہین یعنے مہریہ کے اونٹ یا یہ حوش سے ماخوذ ہے یعنی نسل سے فحول (نرہاے) حوش کے ۔ لیکن خفان ایک مقام کا نام ہے جو کوفہ کے پاس ہے عفرین ۔ خفیۃ ۔ ترج اور حلیہ مقامات کے نام ہین جہان سانپ کثرت سے ہوتے ہین ۔ اسی بنا پر جری شخص کی نسبت یہ مثال دیتے ہین "اجرأ من الماشی بترج" یعنے مقام ترج مین جانے والے سے زیادہ جری ۔ اور جو شخص کسی بڑے نامور آدمی پر غالب ہوتا ہے تو اُسکو کہتے ہین "قتلت اسد خفان" یعنے تو نے مقام خفان کے شیر کو مار لیا ہے ۔ لیلی اخیلیہ نے توبۃ بن الحمیر کے مرثیہ مین اس مثال کو باندہا ہے ۔

فتی کان احیی من فتاۃ حیتۃ — واشجع من لیث بخفان خادر[1]

لیکن اُنہون نے اشجع من لیث عفرین کی مثال مین اختلاف کیا ہے ۔ بعض تو اسکو ایک قسم کا کیڑا خیال کرتے ہین اور بعض کہتے ہین کہ یہ نر مکڑیون کی قسم سے ہے۔

حبیدان کا سانپ وہ ہے جسکی نسبت خیال کیا گیا ہے کہ اُسنے ایک جنگل کو روک دیا تھا اور اس وجہ سے وہ جنگل حبیدان کے نام سے موسوم ہوا ۔ پس وہان نہ کوئی جاتا ہے اور نہ مویشی چرائے جاتے ہین۔

ہم نے اس فصل مین حیوانات وغیرہ کے نام بیان کیے ہین صرف انہین نامون پر اختصار کیا جاتا ہے ۔ کیونکہ اُن کی ہر ایک نوع مین نر اور مادہ بچون اور زیادہ عمر والون کے علحدہ علحدہ اور متعدد نام ہین علاوہ مرادف نامون کے جو ایک کے لیے کئی نام ہین ۔ مثلاً ایک شیر ایسا جانور ہے جسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ اس کے نام قریب ایک ہزار کے ہین ۔ اسی واسطے ہم اس بحر عمیق مین نہین پڑتے بلکہ ہم صرف ان کے بچون اور اُن کے مصطلحہ نام اور القاب پر اکتفا کرتے ہین۔

---

[1] ترجمہ ۔ وہ نوجوان کنواری لڑکیون سے زیادہ باحیا اور خفان کے شیر سے زیادہ شجیع تھا ۔

**حیوانات کے بچون کے نام**

عربون نے حیوان کے ہر ایک قسم کے بچون کے لیے ایک خاص نام وضع کیا ہے چنانچہ ہر درندہ کے بچہ کو جرو کہتے ہین اور نیز جرو کا اطلاق ہر ایک چھوٹی چیز پر ہوتا ہے - ہر وحشی جانور کے بچہ کو طلا کہتے ہین اور ہر پرند کے بچہ کو فرخ کہتے ہین - شبل حفص اور فرہد شیر کے بچون کو کہتے ہین چیتے کے بچہ کا نام ہرس ہے - ہاتی کے بچہ کو دغفل کہتے ہین اور ہاتی کی جملہ اولاد کو دیفولا کہتے ہین - برعل اور ہیدل کفتار کے بچہ کو کہتے ہین اور خنصیص شیر ببر کے بچہ کو کہتے ہین - جبس یا جبیس خرس یعنے ریچھ کے بچہ کو کہتے ہین اور قشیۃ بندر کے بچہ کو کہتے ہین اور قصعل بہیڑ اور بچھو کے بچہ کو کہتے ہین اور ہجرس ثعلب یعنی روباہ کے بچہ کو کہتے ہین - سور کے بچہ کو خنوص کہتے ہین - فرہود بز کوہی کے بچہ کو کہتے ہین - بچہیرے کو یعنی گہوڑے کے بچہ کو مہر کہتے ہین - جبر قص حرقوص کے بچہ کو کہتے ہین اور حرقوص کے معنی چہوٹے اونٹ کے ہین اور نیز ایک قسم کے جانور کا نام ہے - تجش اور رعفالد ہے کے بچہ کو کہتے ہین - اونٹنی کے بچہ کا ذکر فصل سابق مین گزر چکا ہے - عجل اور بحزج اور حسیلہ اور ذبب اور فرار - اور برع گائے کے بچہ کو کہتے ہین - اور برغرۃ - برغز - برغوز اور برغاز بہی گائے کے بچہ کا نام ہے - یہ نام اسوقت کہتے ہین جبکہ وہ اپنی مان کے ساتھ چلنے پہرنے لگتا ہے - اور گائے کے ایسے بچہ کو جو ابہی پہلے سال مین ہو تبیع کہتے ہین - اور جب اس کے سینگ پہوٹتے ہین تو اسکو عضب کہتے ہین اور گائے کے ایسے بچہ کو جو صاف اور سفید ہو ماری کہتے ہین اور ماریۃ اسکی مادہ کو کہتے ہین فرقد - ذرع - یعفور - جوذر اور غز جنگلی گائے کے بچہ کو کہتے ہین - بکری کے بچہ کو حمل کہتے ہین - اور یہ ضان کا مادہ ہے - اور جدی بکری یا ہرنی کے بچہ کو کہتے ہین خشف - حزۃ - شادن اور غزیر ہرن کے بچہ کو کہتے ہین بائع ہرن کے بچہ کو کہتے ہین جبکہ وہ چلے پہرے اور بہاجائے - پتلے پانون کی ہرنی کے بچہ کو حزق کہتے ہین اور ہرنی کے بچہ کو جس وقت کہ وہ پیدا ہوتا ہے طلو کہتے ہین اسکی جمع طلا آتی ہے - اور جرو جیسا اوپر ذکر گزر چکا ہے کتے کے بچہ کو کہتے ہین - چوہے کے بچہ کو درص کہتے ہین اور سوسمار یعنے گوہ کے بچہ کو حسل کہتے ہین - ابتدا مین اسکا نام حسل ہوتا ہے پہر اسکو مطبع پہر خضرم کہتے ہین اور اس کے بعد وہ ضب یعنی سوسمار کہلاتا ہے - خرنق - حوتع اور نہسر خرگوش کے بچہ کو کہتے ہین - مرغی کے بچہ کو فروج کہتے ہین جعجل - رال اور حعلی شترمرغ کے بچہ کو کہتے ہین ؛ کبوتر کے بچہ کو زغلول کہتے ہین اور حر جیسا اوپر ذکر ہوا کبوتری کے بچہ کو کہتے ہین اور سانپ کے بچہ کو بھی کہتے ہین اور سانپ کے بچہ کو مارن بہی کہتے ہین - کبرتل جعل کے بچہ کو کہتے ہین یا خود جعل کا نام ہے اور جعل کے معنے گہ غلطان کے ہین یعنے ہزار پا یا گبریلا - کہا گیا ہے کہ نہسر جیسا ابہی اوپر ذکر ہوا اور سمع بہیڑیے کی بچہ کو کہتے ہین جو کفتار سے پیدا ہوتا ہے - اور عربون کا اعتقاد ہے کہ سمع کو بیماری نہین آتی جیسے سانپ کو نہین آتی اور یہ ناگہانی طور پر مرجاتا ہے یعنی بغیر کسی مرض کے مرجاتا ہے - اور یہ جانور سنتا بہی بہت تیز ہے پس جب کہ

کسی شخص کی سماعت مین مبالغہ کیا جاتا ہے تو یہ مثال دیتے ہین اسمع من سمع یعنی سمع جانور سے زیادہ سننے والا
اور سمع کے معنی اُس بھیڑیے کے بچہ کے ہین جو کفتار سے پیدا ہوا ہو۔ ایک شاعر کہتا ہے۔

تراہ حدید الطرف ابلج واضحاً — اغر طویل الباع اسمع من سمع

عسبار کفتار کے بچہ کو کہتے ہین جو بھیڑیے سے پیدا ہوا ہو یا خاص بھیڑیے کے بچہ کو کہتے ہین۔ عسبور
اور عسبورہ کتے کا بچہ جو بھیڑیے سے پیدا ہوا ہو۔ بعض مولفات مین لکھا ہے کہ عسبور بھیڑیے کے بچہ کو
کہتے ہین جو کفتار سے پیدا ہوا ہو۔ درواَن کفتار کا بچہ جو بھیڑیے کی مادہ سے پیدا ہوا ہو ازل وہ جس کے
سرین پر گوشت کم ہو اور نیز یہ کہ وہ کفتار اور بھیڑیے سے پیدا ہوا ہو خیفعار الف ممدودہ اور مقصورہ کے
ساتھ کتے کا بچہ جو بھیڑیے کی مادہ سے پیدا ہوا ہو۔ دیسم بھیڑیے کا بچہ جو کتیا سے پیدا ہوا ہو بعض کہتے ہین
کہ دیسم ثعلب کا بچہ جو کتیا سے پیدا ہوا ہو یا خرس کا بچہ۔ برغل جس کا ذکر گزر چکا ہے کہا جاتا ہے کہ یہ وبر کا بچہ
ہے جو شغال سے پیدا ہو۔ وبر ایک جانور کا نام ہے جو بلی کی برابر ہوتا ہے اسکو فارسی مین ونک کہتے
ہین قرنب چوہے کا بچہ جو [illegible] چوہے سے پیدا ہوا ہو۔

**حیوانات کی کنیتین** جسطرح اہل عرب آدمیون کو کنیت سے پکارتے ہین اسیطرح کہانون اور بعض نباتات اور
حیوانات کو بھی کنیتون سے پکارتے ہین پانچوین مقالہ کی تیسری فصل مین کہانون کی کنیتین بیان ہو چکی ہین۔
لیکن حیوانات کی کنیتون مین سے یہ ہین۔ ابو الحارث۔ ابو الابطال۔ ابو شبل اور ابو العباس شیر کی
کنیت ہے۔

ابو جہم۔ ابو دلف۔ ابو دغفل۔ ابو جندل۔ ابو دغفل اور ابو الحجاج ہاتی کی کنیت۔ ام سبل ہتنی کی کنیت ہے۔
ابو الابرد۔ ابو الاسود۔ ابو جعدہ۔ ابو جھل۔ ابو خطاف۔ ابو الصعب۔ ابو رقاش۔ ابو عمرو۔ ابو المرسال
اور ابو فارس چیتے کی کنیت ہے اور ام ابرد اور ام رقاش چیتے کی مادہ کی کنیت ہے۔
ام شرمل۔ ام جعار۔ ام جاذرف۔ ام رمال۔ ام عتاب۔ ام عتبان۔ ام عمرو۔ ام عامر۔ ام خنور۔ ام طریق
ام قیدور اور ام نوفل کفتار کی مادہ کو کہتے ہین اور ابو عامر۔ ابو کلدہ اور ابو الھنبر کفتار کے نر کو کہتے ہین۔
ابو جعدہ۔ ابو جاعد۔ ابو جعادہ۔ ابو ثمامہ۔ ابو ندقہ۔ ابو عسلہ اور ابو رعلہ بھیڑیے کی کنیت ہے۔
ابو حمیدہ۔ ابو جہینہ اور ابو جھل خرس کی کنیت ہے۔

---

[1] ترجمہ۔ تو اسکو نہایت تیز آنکھ کا دیکھتا ہے اور وہ نہایت روشن کشادہ دل والا ہے اور سمع سے زیادہ سننے
والا ہے۔

ابو معاویہ - ابو النجم - ابو الحصن - ابو الحصین - ابو الحنیص ثعلب یعنی روباہ کی کنیت ہے -

ابو قیس - اور ابو زہرہ شغال کی کنیت ہے -

ابو ایوب - اور ابو صابر اونٹ کی کنیت ہے -

ابو خالد کتے کی کنیت ہے -

ابو زرعہ - اور ابو عقبہ سور کی کنیت ہے -

ابو زنہ بندر کی کنیت ہے -

ابو منقذ - ابو منجی گھوڑے کی کنیت ہے -

ابو المختال - ابو قموص اور ابو حرون خچر کی کنیت ہے -

ابو زیاد - ابو محمود - ابو جحش - ابو الصفا - گدہے کی کنیت ہے - اور ام الهنبر گدہی کی کنیت ہے -

ابو برائل - ابو سلیمان - ابو الیقظان - ابو حسان اور ابو حماد مرغ کی کنیت ہے - اور ام حفصہ - ام ناصر الدین -

ام الولید اور ام احدی وعشرین مرغی کی کنیت ہے -

ام البیض - ام ثلاثین شتر مرغ کے مادہ کی کنیت ہے - اور بنات الہیق انکی جماعت کا نام ہے اور ابو حاتم نر شتر مرغ کی کنیت ہے -

ابو القعقاع کوے کی کنیت ہے -

ابو الملیح شکرہ کی کنیت ہے -

ابو الاشعث اور ابو الاحوص باز کی کنیت ہے -

ابو الہیثم - ابو ذباب - ابو الحجاج - ابو حسان - ابو الدہر اور ابو الاشیم عقاب کے نر کی کنیت - ام الحوار ام الشعر - ام طلبہ - ام لوح اور ام الہیثم اس کے مادہ کی کنیت ہے -

ابو مالک - ابو المنہال - ابو یحیی - ابو الابرد - ابو الاصبع گرگس کی کنیت ہے - ام قشعم گرگس کے مادہ کی کنیت ہے -

ابو الاخبار - ابو ثمامہ - ابو الربیع - ابو روح - ابو سجار اور ابو العباد ہدہد کی کنیت ہے ام الخراب - اور ام الصبیان بوم یعنے الو کی کنیت ہے -

ابو عکرمہ کبوتر کی کنیت ہے -

ام جعران اور ام عجنیہ مردار خوار مرغ کی کنیت ہے -

ابو جدیع لقلق یعنے لکلک کی کنیت ہے -

ابو براقش - ہنس کی کنیت ہے اور ہنس ایک پرند ہے جس کے رنگ مختلف ہوتے ہین - اور یہہ پرند چھوٹا مثل قنفذ یعنے خارپشت کے مشابہ ہوتا ہے اُس کے اوپر کے پر سفید اور چمکیلے ہوتے ہین درمیان کے پر سرخ رنگ کے اور نیچے کے پر سیاہ ہوتے ہین - جب وہ جوش مین آتا ہے تو پہول جاتا ہے اور اُس وقت اُس کے رنگ مختلف اور متعدد ہوتے ہین یہان تک کہ ہر متلون المزاج کو اس سے تشبیہ دیتے ہین اور یہہ کہتے ہین احول من ابی براقش "یعنے ابو براقش سے زیادہ احول یعنی دو مُنہ والا - شاعر کا یہ قول اسی بنا پر ہے

کابی براقش کل یوم م لونہ یتغیر[1]

ابو نجا اور ابو نجاد بی جنادب کی یا ٹیڑہی کی ایک قسم ہے اور جنادب بھی ایک قسم کی مشہور ٹیڑہی ہے اور بڑے خنافس کی ایک قسم ہے اور خنفس ایک بدبودار کیڑے کا نام ہے جسکو ہزار پا بھی کہتے ہین - ام عوف ٹیڑہی کے مادہ کو کہتے ہین -

ابو الحسن ایک چھوٹا سا پرند ہے جسکی آواز نہایت میٹھی ہوتی ہے -

ابو کثیر صرد کو کہتے ہین یعنے دخیل اور اخیل ایک پرند کا نام ہے جسپر سفید و سیاہ خال ہوتے ہین -

ابو سلمی وزغ کی کنیت ہی اور وزغ چلپاسہ یعنی چھپکلی کو کہتے ہین -

ابو جعفر ہُبی کی کنیت ہی -

ام وردان صرصور کی کنیت ہے اور صرصور بڑے اونٹ کو کہتے ہین اور صرصور ایک جانور کا بھی نام ہے -

ابو حسل اور ابو حسیل سوسمار کی کنیت ہے -

ابو جعران جعل کی کنیت ہے اور جعل بالضم جھنزدوک کو کہتے ہین -

ابو سفیان قنفذ کی کنیت ہی -

ام عریط اور ام ساہرہ بچھو کی کنیت ہے -

ام حباحب مثل جندب کے ایک جانور مختلف رنگون کا ہوتا ہے اور یہ ٹیڑہی کے نر کا نام ہے یا یہہ قبوط کا نام ہے -

ام الاعوال بکریون کی کنیت ہے -

ابو حبیب بکری کے بچہ کی کنیت ہی -

ابو غزوان - ابو خداش - ابو الہیثم اور ابو شماخ بلے کی کنیت ہے اور بلی کو یعنے اُسکی مادہ کو ام شماخ کہتی ہین -

---

[1] ترجمہ - ابو براقش کی طرح اُسکا رنگ ہر روز متغیر ہوتا ہے -

ابوحذر گرگٹ کو کہتے ہین ام قرۃ - اور ام حبیب اس کے مادہ کو کہتے ہین اور ام الحبین تصغیر کے صیغہ کر یعنی (؟) حربا کو کہتے ہین -

ام محبوب اور ابو عثمان سانپ کی کنیت ہے -

ابو طامر - ابو عدی - اور ابو وثاب مچھر کی کنیت ہے -

ابو شغول چیونٹے کی کنیت ہے اور ام نوبہ چیونٹی کی کنیت ہے -

ابو راشد چوہے کی کنیت ہے اور ام خراب چوہیا کی کنیت ہے -

ابو الیمیح - ابو ہبیرۃ - اور ابو معبد نر مینڈک کی کنیت ہے اور ام ہبیرۃ اس کے مادہ کی یعنے مینڈکی کی کنیت ہے -

ام اربع وار بعین ایک قسم کے کیڑے کی کنیت ہے جسپر نشان ہوتے ہین اور یہ معروف ہے -

**لاحقہ یعنی اوپر کے بیان مین ملحق چیزون کا بیان**

یہ پوشیدہ نہین ہے کہ عربون کے نزدیک ہر چیز جب اسکی طرف کوئی دوسری چیز منضم ہوتی ہے تو وہ شئے اس کے لیے بجاے ام (مان) کے سمجھی جاتی ہے ام جس کے معنی مان کے ہین جب یہ لفظ آدمیون کے لیے مستعمل ہوتا ہے تو اسکی جمع امہات آتی ہے اور جب جانورون کے لیے مستعمل ہوتا ہے تو اسکی جمع امات آتی ہے اور ہر چیز کی ام سے مراد اسکی اصل اور اسکا عماد ہے یعنے جس سے وہ قائم ہے اور جب ام کا لفظ قوم کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے تو مراد رئیس قوم ہوتی ہے اور جب قرآن کے ساتھ اسکو استعمال کرتے ہین اور یہ کہتے ہین ام القرآن تو اس سے مراد سورۃ فاتحہ ہے یا ہر ایک محکمہ آیتہ جو شرائع اور فرائض سے ہو اور جب نجوم (ستارون) کے ساتھ اسکا استعمال ہوتا ہے تو اس سے مراد کہکشان ہوتی ہے -

اور اصل الراس سے مراد دماغ ہے یا پتلی جھلی جو دماغ پر ہوتی ہے اور اصل الرمح سے مراد نیزہ کی بھال ہے اور جب یہ لفظ تنائف (بیابان) کے ساتھ مستعمل ہوتا ہے تو اس سے ایسا بیابان مراد ہوتا ہے جو نہایت دشوار گزار ہو یعنے اسمین پانی وغیرہ دستیاب نہ ہو سکے اور جب یہ لفظ بیض کے ساتھ مستعمل ہوتا ہے تو اس سے مراد شتر مرغ کی مادہ ہوتی ہے - اور امت کے معنی جماعت کے ہین -

ام القری مکہ کی کنیت ہے -

ام الدنیا مصر کی کنیت ہے کیونکہ وہان آبادی زیادہ ہے -

ام القری قاف کے کسرہ سے آگ کی کنیت ہے -

ام الکتاب سے مراد اصل کتاب ہے یا مراد لوح محفوظ سے ہے یا سورۃ فاتحہ یا تمام قرآن سے ہے -

ام وفر اور ام حباب دنیا کی کنیت ہے -

ام مثواک گھر کی بی بی کی کنیت ہے -

ام الصبیان صرع کی بیماری کی کنیت ہے۔

ام ملدم بخار کی کنیت ہے۔

ام الجراف ڈول کی کنیت ہے یا سپر کی۔

ام جبوکرہ ام جبوکراں۔ ام جبوکرے۔ ام خشاف اور ام جندب واہیہ (بڑی آفت اور بڑے حادثہ) کی کنیت ہے یا اس سے بھی عام ہے کہ برائی ہو یا غدر ہو یا ظلم ہو لیکن امرؤالقیس کے ایک قصیدہ میں یہ لفظ جو مستعمل ہوا ہے اور جسکا مطلع یہ ہے۔

خلیلی مرا بی علی ام جندب   لنقضی لبانات الفواد المعذب[1]

اس سے مراد اسکی قبیلہ طی کی عورت سے ہے جبکہ منذر بن ماء السماء، بادشاہ عراق کے خوف سے بھاگ کر اس عورت کے قبیلہ کے پاس پناہ گزین ہوا تھا اور اس سے شادی کی تھی۔

اصوات کا بیان

عربوں نے آواز کی اقسام کے بھی نام رکھے ہیں۔ از انجملہ صریر دروازہ اور قلم کی آواز کو کہتے ہیں۔ صریر اور صریف دانتوں کی آواز کو کہتے ہیں۔ طنطنہ اوتار (کمان کی زہ) کی آواز کو کہتے ہیں ترنین قوس (کمان) کی آواز کو کہتے ہیں قصیف رعد اور سمندر کی آواز کو کہتے ہیں زفیر آگ کی آواز کو کہتے ہیں خشخشہ کاغذ کی اور نئے کپڑے کی آواز کو کہتے ہیں صلصلہ لوہے اور تلوار اور دراہم (روپیوں) کی آواز۔ زمزمہ مجوسیوں کی آواز نشیش ہانڈی وغیرہ کے جوش کی آواز۔ غق غق غلیان یعنے ابلنے کی آواز۔ بقبقہ کوزہ سے پانی وغیرہ کے نکلنے کی آواز۔ دقدقہ ٹھونکنے کی آواز۔ دبدبہ گھوڑوں یا سموں کی آواز جو سخت زمین پر پڑتے ہیں طقطقہ پتھروں کی آواز جب پتھر گرتا ہے اور آواز آتی ہے تو اسوقت کہتے ہیں طق شئے یعنے پتھر گرا۔ طاق مارپیٹ کی آواز۔ خریر پانی اور ہوا اور عقاب (نام جانور) کی آواز جبکہ وہ زمین پر اوترتا ہے غطیط سونے والے کی آواز۔ غشارم غلیظ یعنے موٹی اور مکروہ آواز۔ خشف اور خشفہ حرکت وغیرہ کی آواز۔ یا صوت خفی یا سانپ یا کفار کے چلنے کی آواز۔ لغط وہ آواز جو مبہم ہو اور سمجھی نہ جاسکے تغمغم بات کرنے کی ایسی آواز جو صاف ظاہر نہ ہو سکے۔ جلنبلق بڑے دروازہ کے کھولنے کی آواز جس کے دو پٹ ہوں۔ صنوۃ ضحہ کے ساتھ وہ آواز جو پہاڑ سے آتی ہے طخ ہنسنے والے کی آواز۔ یا ریار وہ آواز جو آدمیوں کو جمع ہونے کے لیے دیجاتی ہے اسیطرح ہر ایک حیوان کی آواز کے لیے بھی انہوں نے جدا جدا نام رکھا ہے۔ از انجملہ شیر کی آواز کو زئیر کہتے ہیں۔ عواء بھیڑیے کی آواز۔ بناح کتے کی آواز۔ ہریر کتے کی وہ آواز جب وہ کسی چیز سے نفرت کرتا ہوا آواز کرتا ہے۔ ضباح ثعلب کی آواز ثعلب کے معنی اوپر گزر چکے ہیں۔ خوار بلی کی آواز۔ قباع سور کی آواز۔ خوار گائے کی آواز۔ رغاء بکریوں کی آواز نزیب ہرن کی آواز

[1] ترجمہ۔ اے میرے دونوں دوست چلو ام جندب پاس جائیں اور اپنے دل کی حاجت پوری کریں۔

صہیل گہوڑے کی آواز - نہیق گدہے کی آواز - ہدیر کبوتر کی آواز - طق اور نقیق مینڈک کی آواز فحیح سانپ کی آواز -
خشخشہ ٹیڑہی کہانے کی آواز - خرخر بلی کی آواز - صقاع مرغ کی آواز - نعیق نعیب اور نعاب کوے اور الو کی آواز -
غاق بہی کوے کی آواز کو کہتے ہین - غق غق کوے کی آواز جبکہ موٹی ہوتی ہے اور نیز پانی کی آواز جب وہ کسی جگہ مین جاتا ہی
اور نیز درختون اور پرندون کی بازون اور بانی کی خفیف آواز کو بہی کہتے ہین - بغام ہرنی کی آواز - ظاب مینڈہی کی
آواز - فیق اور قرق مرغی کی آواز - قطا قطا قطا کی آواز - قطا مرغ سنگ خوار کو کہتے ہین - قط قط قطاۃ کو بلانے کی آواز
وع گرگ کی آواز - اور بچہ کی آواز جبکہ وہ روتا ہے - زقزقہ چڑیا کی آواز - تغرید پرند کی اور گوئے کی اور حدی خوان
کی آواز - کہ کہ شیر اور اونٹ کی آواز کو کہتے ہین -

حیوانات کو ہانکنے کی آواز | جسطرح عربون نے حیوانات کی آوازون کے جدا جدا نام رکھے ہین اسیطرح اُن کو ہانکنے کی
آوازون کو بہی مختلف نامون سے موسوم کیا ہے منجملہ اُن کے احد - احط - ایا یا - یا یا - یا یہ - بس بس - جو جو - جوت جوت
حای حای - حاین حاین - حا - حل حل - ہار ہار - ہر - ہج - ای - اور ہیا اُس آواز کو کہتے ہین جن سے اونٹون کو ہانکتے
ہین جسمین نر و مادہ دونون شریک ہون -

ہتہ ہتہ - حلق - جاہ جاہ - جوہ جوہ - حاب - حوب - اور ہت ہت یہ سب آوازین ایسی ہین کہ ان سے خاصکر نر اونٹون کو
ہانکتے ہین -

جی جی اور شیب اونٹون کو پانی پینے کے لیے بلانے کی آواز ہی -
ہی ہی اونٹون کو گہاس یعنے چارہ کہانے کے لیے بلانے کی آواز ہے -
دی دی عربون کی حدی خوانی کی آواز ہے جس سے وہ اونٹون کو چلنے کے لیے بلاتے ہین -
دہ اور داہ داہ اُس آواز کو کہتے ہین جس سے اونٹنی کو اُس کے بچہ کے پاس بلاتے ہین -
ہاع ہاع چہوٹے کم عمر اونٹون کو پکارنے کی آواز کو کہتے ہین تاکہ جہپک کر بہاگ نہ جائین -
اخ اونٹ کو بٹہانے کی آواز ہے -
دوہ دوہ اُس آواز کو کہتے ہین جس سے خاص اُس اونٹ کے بچہ کو بلاتے ہین جو موسم ربیع مین پیدا ہوا ہو -
حنظ - دہ - ہلا - ہجب - ہجرم - ہال - ہاب - ہب اور ہبی گہوڑون کو ہانکنے کی آواز -
اوہ گہوڑے کو بلانے کی آواز -
جاہ جاہ - عام درندون کو یا خچر کو ہانکنے کی آواز -
عدس - اور عدس خاص خچر کو ہانکنے کی آواز -
حی وحی گدہے کو بلانے کی آواز -

عوہ عوہ گدہے کے بچہ کو بلانے کی آواز۔
حیز۔ حیہہ۔ سار۔ شار۔ شوشو اور ہیس گدہون کو ہانکنے کی آواز۔
اجی اجی۔ رحالہ رحالہ۔ سدف سدف۔ قصب قصب۔ ہدف ہدف ونبہ بکریون کو بلانے کی آواز۔
اس اس۔ اجدم۔ ہجدم۔ جہل جہل بکریون کو ہانکنے کی آواز۔
ازاز۔ اور دع دع بکریون کو بلانے کی آواز۔
ادس ادس۔ جحط۔ حیہہ۔ شار۔ عل عل۔ ھاے۔ ہجہج اور ہس بکریون کو ہانکنے کی آواز۔
تارتار۔ مینڈہے کو جفتی کے لیے بلانے کی آواز۔
حاحا مینڈہے کو پانی پینے کے لیے بلانے کی آواز۔
جناح جناح بکری کو دودہ دوہنے کے لیے بلانے کی آواز۔
حیل حیل بکری کے ہانکنے کی آواز۔
اوس اوس اور روح گائے کو ہانکنے کی آواز۔
اسس اسس ایک کلمہ ہے کہ اسس کو سانپ کی نسبت کہتے ہین اور وہ اثر سے پست ہوجاتا ہے یعنی دب جاتا ہے۔
تہ تہ۔ قوس۔ اور قرقوس کتے کو بلانے کی آواز۔
وج وج مرغی کے کرکرانے کی آواز۔
حف حف مرغی کے ہانکنے کی آواز۔
غس بلی کے ہانکنے کی آواز۔

**امثال کا بیان** اہل عرب اکثر مثالین دیا کرتے ہین اور یہ مثالین کچھ حیوانات کی صفات سے متعلق ہوتی ہین۔ اور کچھ نباتات کی خواص سے جو طبعی ہین۔ لیکن اگر ہم ان ضرب الامثال کے اسباب کو بیان کرنا چاہین تو بہت شرح کرنا پڑیگی اسی واسطے ہم فقط مثالون پر اکتفا کرتے ہین۔

احمق کے لیے کہتے ہین احمق من رجلۃ ایک قسم کی گہاس ہے جس کو بقلہ بھی کہتے ہین بقلۃ الحمقاء اسی گہاس کا نام ہے۔ اور "احمق من الضبع" بھی کہتے ہین کیونکہ ان کا خیال ہے کہ شکاری اس کو جب الشری ام عامر کہتا ہے تو وہ دہوکہ کہا کر نکلتا ہے اور اپنے کو اسطرح سے شکاری کے حوالہ کر دیتا ہے اور "احمق من الربع" اور "احمق من نعجۃ علی حوض" اور "احمق من نعامۃ" "احمق من رخمۃ" "احمق من عقعق" "احمق من ام الہنبر" اور ہنبر کے معنی گدہی کے ہین اور قبیلہ فزارہ کی لغت مین ہنبر کفتار کو کہتے ہین۔

اور اُخرق من حمامۃ[1] اور احمق من جہیزۃ جہیزہ کے معنی خرس مادہ کے ہین۔

احتراز اور حذر مین کوے کی مثال دیتے ہین اور یہ کہتے ہین احذر من الغراب یعنی کوے سے زیادہ محترز اور احذر من ذئب اور احرز من ظلیم بھی کہتے ہین یعنے بھیڑیے سے اور نر شتر مرغ سے زیادہ احتراز کرنے والا۔

حیرت مین گوہ اور ورل کی مثال دیتے ہین اور یہ کہتے ہین احیر من ضب ومن ورل یعنے گوہ اور ورل سے زیادہ متحیر ورل سوسمار کے مشابہ ایک جانور ہوتا ہے۔

حزم واحتیاط مین کوے کے بچہ کی اور گرگٹ کی مثال بھی دیتے ہین اور یہ کہتے ہین احزم من فرخ العقاب ومن حرباء یعنی کوے کے بچے سے زیادہ اور گرگٹ سے زیادہ محتاط۔

اور حیلہ بازی مین یہ مثال دیتے ہین احول من ابی براقش ومن ابی قلمون ومن الذئب یعنی ابو براقش اور ابو قلمون اور بھیڑیے سے زیادہ حیلہ باز[2]

اور حسن مین یہ مثالین دیتے ہین احسن من شنف الانضر یعنے سونے کے آویزہ گوش سے زیادہ خوبصورت اور احسن من الدر ومن الطاؤس ومن الدیک ومن العسل[3] ومن بیضۃ فی روضۃ ومن الدہیم الموقفۃ یعنے موتی سے اور مور سے اور مرغ سے اور شہد سے اور انڈے سے جو باغ مین یعنے سبزی مین رکھا ہوا ہو اور دہم سے زیادہ حسین اور دہم اس گھوڑے کو کہتے ہین جس کے پانون مین سفیدی ہو۔

حرص مین یہ مثال دیتے ہین احرص من کلب علی جیفۃ ومن کلب علی عرق ومن نملۃ یعنے کتے سے زیادہ حریص جو مردار پر اور گوشت لگی ہوئی ہڈی پر اور بچہ کے پاخانہ پر حرص کرتا ہے اور چیونٹی سے

---

[1] ان امثال کے معنی ہین ربع سے اور نعجہ سے جو حوض پر وارد ہوا اور شتر مرغ کے مادہ سے اور رخمہ سے اور عقعق سے اور ہبنیر سے اور حمامہ سے جہیزہ سے زیادہ احمق ربع گائے وغیرہ کا بچہ جو موسم ربیع مین پیدا ہوا ہو نعجہ دنبہ رخمہ مرغ مردار خوار عقعق ایک پرند کا نام ہے جو سیاہ وسفید ہوتا ہے جسکو عکہ کہتے ہین حمامہ کبوتر یا فاختہ۔

[2] ابو براقش ایک جانور کا نام ہے جو مختلف رنگ بدلتا رہتا ہے ابو قلمون ایک قسم کا کپڑا ہے جسمین مختلف رنگ نظر آتے ہین یعنے دھوپ چھانون کا کپڑا۔ مترجم

[3] احسن من العسل غلط ہے بلکہ احلی من العسل ہے یعنے شہد سے زیادہ میٹھا چنانچہ امثال المیدانی مین احلی من العسل لکھا ہے من بیضۃ فی روضۃ سے یہ مراد ہے کہ اہل عرب صاف اور سفید انڈے کو باغ کی سبزی مین رکھا رہنے کو بہت حسین خیال کرتے ہین۔ دہیم سے مراد مشکی گھوڑا ہے جو چکلیان ہو یعنی اسکے چارون پانون سفید ہون مترجم

زیادہ حریص۔

اور حراست اور حفاظت مین یہ مثال دیتے ہین "احرس من الکلب" یعنے کتے سے زیادہ حفاظت کرنے والا اور بخل مین کہتے ہین "ابخل من کلب" یعنے کتے سے زیادہ بخیل۔

اور بھوک مین یہ مثال دیتے ہین "اجوع من کلبۃ حومل" یعنے حومل کی کتیا سے زیادہ بھوکی۔ حومل کا قصہ یہ ہے کہ حومل ایک عورت کا نام ہے جس کے پاس ایک کتیا تھی وہ اسکو اپنے گھر کی حفاظت کے لئے کھینچ لاتی تھی اور روٹی وغیرہ نہین دیتی تھی۔ آخر وہ بھوک سے بیتاب ہوکر اپنی دم چبایا کرتی تھی اسی واقعہ سے یہ مثال مشہور ہو گئی۔

نقل کرنے مین بندر کی مثال دیتے ہین اور یہ کہتے ہین "احکی من قرد" یعنے بندر سے زیادہ نقال کیونکہ وہ انسان کی تمام افعال کی سوائے گفتگو کے پوری نقل کرتا ہے۔

اور عیب مین یہ مثال دیتے ہین "مثل حمار طیاب و بغلۃ ابی ولامۃ" یعنے طیاب کے گدھے سے زیادہ عیب دار اور ابو ولامہ کے خچر سے زیادہ معیوب۔

کفر مین یہ مثال دیتے ہین "ھوا کفر من حمار" یعنے وہ حمار سے زیادہ کافر ہے اس مثال مین حمار سے مراد حیوان معروف (گدھا) نہین ہے بلکہ ایک شخص کا نام ہے جسکو حمار بن مالک یا مویلع کہتے تھے یہ شخص چالیس برس کی عمر تک مسلمان تھا۔ اس کے دس بیٹے تھے ایک وقت وہ شکار کو گئے ہوئے تھے اتفاق سے ان پر بجلی گری اور وہ سب مر گئے اسکے بعد وہ کافر ہو گیا اور یہ کہا کہ جس نے میرے بیٹون کے ساتھ ایسا کیا ہے مین اسکی عبادت نہین کرونگا۔ پس اسکے کفر کی ضرب المثل ہو گئی۔

اختیال یعنے تکبر مین غراب (کوے) کی مثال دیتے ہین اور یہ کہتے ہین "اخیل من غراب" کیونکہ وہ اپنی چال مین تکبر اور تبختر ظاہر کرتا ہے اور "اخیل من ثعلب فی استہ عھنۃ" بھی کہتے ہین یعنے ثعلب سے زیادہ متکبر جس کے سرین مین یعنے دم کے بالون کا جھنڈ ہوتا ہے اور عھنۃ کے معنی ٹوٹے ہوئے قضیب کے ہین۔

خفت مین یہ مثال دیتے ہین "اخف من فراشۃ" یعنے فراشۃ سی زیادہ خفیف یعنی ہلکا پھلکا۔ "و اخف راسا من الذئب" اور "اخف راسا من الطائر" "و اخف حلما من عصفور" یعنے بھیڑیے اور پرند کے سر سے زیادہ ہلکا اور چڑیا سے کم تحمل۔ یہ مثالین ہلکے اور خفیف آدمیون کی نسبت دیجاتی ہین اور ایسی ہی یہ مثالین ہین "اخف حلما من بعیر" اور "اخف من یراعۃ" یعنے حلم مین اونٹ سی بہت کم اور یراعہ سے زیادہ خفیف یعنی ہلکا۔ کہا جاتا ہے کہ یراعہ مکھی کو کہتے ہین پس یہ مثال "اخف من فراشۃ" بھی مشابہ ہے کہ فراشۃ کے معنی قصبہ کے ہین یعنے نے[1]۔

---

[1] مجمع الامثال مین میدانی لکھتا ہے کہ فراشۃ ایک کیڑا ہے جو مکھی سے بڑا ہوتا ہے اگر اسکو ہاتھ مین لین تو آٹے کی طرح لگ جاتا ہی ایک شاعر کہتا ہے۔ سفاھتہ سنور و حلم فراشۃ۔ و انک من کلب الھراش اجھل۔ مترجم

خباثت میں یہ مثال دیتے ہیں "اخبث من ذئب الخمر" یعنے خمر کے بھیڑیے سے زیادہ خبیث خمر وہ چیز ہے جو دوسری چیز کو ڈھانپ لیوے اور چھپا لیوے خواہ وہ چیز درخت ہو یا پتھر ہو یا جنگل کی کوئی نہر ہو۔ اور "اخبث من ذئب الغضا" یعنے غضی کے جنگل کے بھیڑیے سے زیادہ خبیث۔

خیانت میں "اخون من ذئب" کہتے ہیں یعنی بھیڑیے سے زیادہ خیانت کرنے والا۔

اور دہوکہ دہی میں "اخدع من ضب" کہتے ہیں یعنے سوسمار سے زیادہ دہوکہ دینے والا۔

خطا اور غلطی میں یہ مثال دیتے ہیں "اخطا من ذباب ومن فراشتہ" یعنے مکھی سے اور پروانہ سے زیادہ غلطی کرنے والا۔

شب باشی کی جگہ درست کرنے میں یہ مثال دیتے ہیں "اخبط من عشواء" یعنے عشواء سے زیادہ مخبوط۔ عشواء اس اونٹنی کو کہتے ہیں جسکو رات کو نظر نہیں آتا اور رات سو جہ سے وہ ہر ایک چیز کہندل ڈالتی ہے۔

حلم میں یہ مثال دیتے ہیں "احلم من فرخ العقاب" یعنے عقاب کے بچہ سے زیادہ حلیم۔

اور حلاوت میں یہ مثال دیتے ہیں "احلی من التوحید" یعنے توحید سے شیرین تر۔ کہا جاتا ہے کہ توحید بلاد عراق میں ایک قسم کی کھجور ہوتی ہے۔ ابو حیان توحیدی اسی کی طرف منسوب ہے جو کہ کتاب المحاضرات اور مناظرات کا مصنف ہے۔ متنبی کہتا ہے۔

تیر شفن من فمی رشفات ہن فیہ احلی من التوحید[۱]

تیزی میں یہ مثال دیتے ہیں "احد من لیط" یعنے لیط سے زیادہ تیز لیط۔ کے معنی نرسل کے چھلکے کے ہیں۔

خلاف وعدگی میں یہ مثال دیتے ہیں "اخلف من شرب الکمون" یعنے کمون سے زیادہ خلاف کرنے والا کیونکہ کمون (زیرہ) کھیتوں کو سیراب کرتا ہے اور خود سیراب نہیں ہوتا۔ اور "اخلف من ولد الحمار" بھی کہتے ہیں اس مثال میں حمار سے مراد خچر ہے اس لئے کہ وہ نہ اپنے باپ سے مشابہ ہوتا ہے نہ ماں سے۔ اور "اخلف من نار الحباحب" بھی کہتے ہیں یعنے جگنو کی آگ سے زیادہ مخالف۔ کہا گیا ہے کہ حباحب ایک پرندہ ہے جو اندہیری میں نظر آتا ہے اور یہ مکھی کی برابر ہوتا ہے اسکے پروں میں آگ کا شعلہ ہوتا ہے۔ اسکے سوائے بھی اس کے معنی کئے گئے ہیں اور "اخلف من صقر" بھی کہتے ہیں یعنے شکرہ سے زیادہ مخالف اور شکرہ کے منہ کا مزہ بدلا ہوا ہوتا ہے یعنے اسکے منہ کی بو متغیر رہتی ہے اور یہ بھی کہتے ہیں "اخلف من بول الجمل" یعنے اونٹ کے پیشاب سے زیادہ پیچھے۔ کیونکہ اونٹ بھی پیشاب اپنے پیچھے کی طرف کرتا ہے۔

---

[۱] ترجمہ۔ وہ عورتیں میرے آب دہن کو چوستی ہیں ان کے چوسنے کا ذائقہ توحید سے زیادہ شیرین ہے۔

صیانت (حفاظت) مین یہ مثال دیتے ہین "احمی من انف الاسد" و "احمی من است النمر" یعنے شیر کی ناک سے زیادہ حفاظت کرنے والا۔ اور چیتے کے سرین سے زیادہ حفاظت کرنے

سرقہ مین یہ مثال دیتے ہین "اسرق من زبابۃ" یعنے زبابہ سے زیادہ چور زبابہ کے معنی جنگلی بہرہ چوہے کے ہین جو چھچھوندر کے مشابہ ہوتا ہے۔

قوت شامہ کی تیزی مین یہ مثال دیتے ہین "اشم من نعامۃ" یعنے[1] شتر مرغ سے زیادہ تیز سونگھنے والا لیکن اہل عرب یہ جو مثال دیتے ہین، اور یہ کہتے ہین "اطول من ظل النعامۃ" یعنے شتر مرغ کے سایہ سے زیادہ لمبا تو اس سے مراد انکی معروف پرندہ کے سایہ سے نہین ہے بلکہ وہ اس سے تہنڈا مراد لیتے ہین یا اس سے مراد اونچی عمارت ہے یا وہ عمارت جو پہاڑ پر واقع ہو۔ انکی یہ مثال بھی اسی قبیل کی ہے یعنے "شالت نعامتہ" اس سے وہ اس کے مرنے کی مراد لیتے ہین یعنے نعامہ سے مراد نفس ہے جیساکہ قاموس مین ہے۔ مجمع الامثال میدانی مین یہ مثال اسطرح سے ہے "شالت نعامتہم" یعنے جب وہ بالکلیہ اپنے مقام سے منتقل ہو جاتے ہین جسطرح سے یہہ کہتے ہین "زف رألہم" یہ مثال اسوقت دیتے ہین جب وہ ایک مقام سے نکل جاتے ہین اور کوئی چیز باقی نہین رہتی اور لغت مین زف کے معنی اسراع یعنی جلدی کرنے کے ہین اور رآل جیساکہ اوپر مذکور ہوا شتر مرغ کے بچہ کو کہتے ہین

صید یعنے شکار کا بیان

اہل عرب زمانہ جاہلیت مین حیوانات کے شکار کرنے کے بہت شائق تھے منجملہ اُن کے شکار کے طریقون کے ایک یہ طریقہ تھا کہ وہ شکار کو بھالے سے یا تیر سے شکار کرتے تھے اور بعض لوگ تو رسیان اور تسمہ باندہ دیتے تھے۔ کہتے ہین کہ سب سے پہلے جس نے چیتون سے شکار کرایا وہ کلیب بن وائل ہے۔ جو شکار کہ شکاری کے بائین بازو سے آئے اور اسکی سیدہی بازو شکار کے سامنے رہے تو اس شکار کو سانح کہتے ہین اور اسکی برعکس ہو تو اسکو بارح کہتے ہین اور جو بالکل سامنے ہی آتا ہے اسکو ناطح کہتے ہین اور اس کے عکس کو قعید کہتے ہین اور شکاری کے بیٹھنے کی جگہ کو قترۃ اور حفرۃ کہتے ہین جسکو دکہن مین ماٹھ کہتے ہین یعنے حفرۃ وہ گڑہا کہ شکاری اسمین شیر کو مارنے کے ارادہ سے بیٹھتا ہے۔ اور اس کے اطراف منڈیر سی بنائی جاتی ہے۔ اور "بلغ السیل الزبی" اسی سے ہے یعنی پانی کی لوٹ زبی پر پہونچ گئی۔ شکار مارنے کے لئے زمین سے ملکر چلنے کو تلبد کہتے ہین اور جب شکاری بغیر شکار کے واپس آتا ہے تو اسکو اخفاق کہتے ہین۔ اور اہل عرب اپنے شکار کا گوشت کہانے مین کراہت نہین کرتے تھے جب اسلام کا زمانہ آیا تو اسنے اُن کے لئے دریا کا شکار اور طعام حلال کر دیا اور نیز خشکی کا شکار حلال کر دیا لیکن خشکی کا شکار اُس زمانہ مین ممنوع کیا جبکہ وہ حرم مین ہون۔ علاوہ برین اسلام نے اپنر مردار کو اور خون کو اور سور کے گوشت کو اور اسکو جو غیر اللہ کے نام پر پکارا گیا ہو اور گلا گہونٹے ہوئے کو لٹھون سے مارے ہوئے کو اور سینگ سے

[1] کہا جاتا ہے کہ شتر مرغ کو قوت سامعہ نہین ہوتی اسکے عوض مین خدا نے اسکو قوت شامہ زیادہ دی ہے۔ مولف

مرے ہوئے کو اور اس کو جسکو درندون نے کہایا ہو حرام کر دیا مگر وہ حلال ہے جسکو انھون نے ذبح کیا اور
وہ جو بتون کے نام پر ذبح کیا گیا ہو حرام ہے۔ اور میتہ سے یعنے مرے ہوئے جانور کو جو اپنی موت سے مرا ہو صرف
مچھلی اور ٹیڈی کو مستثنی کر لیا اور خون سے کبد (جگر) اور طحال (تلی) کو مستثنی کیا۔ اسیواسطے مسلمان پرندون
اور حیوانات کے پکڑنے اور شکار کرنے مین ایسے طریقہ پر جس سے خون بہ نکلے کوشش بلیغ کرتے ہین لیکن مچھلیون
اور دریائی جانورون مین کوئی قید نہین ہے۔

اور اللہ تعالی کا یہ قول انا ما احرامئے کہ مین رہنما مراد ہے کیونکہ وہ حرم ہے اس لئے کہ وہ بیت الحرام کو
حاوی ہے اسکو حرم مکی بھی کہتے ہین حرم مدنی سے مراد مسجد مدینہ ہے جسمین آنحضرت صلعم کی ضریح (مرقد) مبارک ہے ان
دونون کو یعنی حرم مکی اور حرم مدنی کو حرمین شریفین کہتے ہین اور اللہ تعالی کا یہ قول حرمت علیکم المیتۃ حرام کیا تم پر
کہانا میتہ کا اس سے مراد فاطسہ[۱] اور دم مسفوح ہے۔ اور ما اہل لغیر اللہ کے معنی یہ ہین کہ وہ غیر اللہ کے نام پر
ذبح کیا گیا ہو منخنقہ وہ مردار جانور جو گلا گہونٹ کر مارا گیا ہو۔ موقوذہ اس مردار کو کہتے ہین جسکو لٹھ وغیرہ سے ہلاک کرین
اور متردیہ وہ جانور جو اوپر سے نیچے گر کر مرا ہو نطیحہ وہ جانور جو لڑنے مین دوسرے کے سینگ کی ضرب سے مرا ہو الا ما
ذکیتم جو آیت مذکورہ مین ہے اسکے معنی یہ ہین کہ اگر تم کسی مین جان پاؤ تو ان اشیا سے ذبح کرو۔ جو بنائے گئے ہین

# فصل چہارم

## عربستان کی معدنیات مصنوعات اور تجارت کے محصول کا بیان

خاص ملک عرب مین مر (ایک قسم کا تلخ درخت) اور بلسان (جس سے روغن بلسان بنتا ہے) اُگتا ہے اس کے
سوا اور بہت قسم کے درخت اور خوشبودار نباتات پیدا ہوتے ہین اور جو اراضی کہ نباتات اور درختون کے
اگانے کی قابلیت رکہتی ہین خواہ پہاڑ ہو یا جنگل ہو انمین عرفار (جہاوے کا درخت) اور دوم (گوگل کا درخت)
اور صفصاف (درخت بید) اور حنا (مہندی) سونٹ اور یاسمین (چنبیلی) اور فل (ایک قسم کا درخت) اور
تمر ہندی (املی) اور کہجور اور قصب (درخت نے) اور گیہون اور جو اور نوۃ (سرخ رنگ کی گہاس) اور بن جسکو

---

[۱] فاطسہ کے معنی مردار پوست کے ہین اور نیز حبیبی کو کہتے ہین یعنے اس مقام کا گوشت جہان لگام دیتے ہین یعنے ہونٹ
کے بازو۔ اور فاطسہ کے معنی سور کی ناک کے بھی ہین۔ مترجم

بلوط کہتے ہین) اور ترنج (ایک قسم کا درخت) اور عفص (درخت مازو) اور بہنگ - اور فلفل (گول مرچ) اور حلبین اور زبیب (بول) اور انار - اور لوز (بادام) اور پستہ اور مشمش (زرد آلو) اور تفاح (سیب) اور سفرجل (بہی) - انجیر گلاب اور شقائق (لالہ) اور خزامی (ایک قسم کا درخت ہے جسکی کہال سے رسی بنی سکتی ہی) بنفشہ نرگس - نیل اور فروع (درخت بید انجیر) اور اقسام کی ککڑیان خربوزہ - موز - اور بطیخ (ایک ...) خاردار درخت کا نام ہے اور شگوفہ خرما اور موز کوبہی کہتے ہین جس سے کہ صمغ عربی نکلتا ہے اور نارجیل (جسکو ہندوستان مین ناریل کہتے ہین) ناریل کا نام اسی سے ماخوذ ہے جو ایک آلہ ہے) اور درخت لوبان جو سمندر کے کنارہ پر ہوتا ہے اور درخت بیسر (ایک قسم کا درخت) جس سے کہ مسالح (خوشبوئی کی قسم) بنایا جاتا ہے پیدا ہوتے ہین -

جبل سینا کے اطراف مین ایک قسم کا کیڑا پایا جاتا ہے جو قرمز کے کیڑے کے مشابہ ہوتا ہے یہ کیڑا درخت طرفا کی پوست مین سوراخ کرتا ہے - بس اس عمل سے ماہ ہائے حزیران اور تموز مین ان سوراخون سے ایک رقیق مادہ مثل گوند کے نکلتا ہے جو خوشبودار اور شیرین ذائقہ کا ہوتا ہے - جسکو بیت المقدس کے رہبان اس اطراف مین جسطرح بن پڑتا ہے لے لیتے ہین اور اسکو بطور ہدیہ کے دیتے ہین یا اسکو فروخت کرتے ہین اور اسکو لوگ من (ترنجبین) خیال کرتے ہین جو بنی اسرائیل کو دیا گیا تہا جب کہ وہ ان جنگلون مین بہوکے پیاسے مر رہے تہے[1]

ان جنگلون کے اعشاب (درخت کی شاخین یا پتلی شاخون کے درخت) مین سے ایک درخت غیملہ کا بہی ہے جسکو درخت اراک (پیلو) کہتے ہین جو نہایت شاداب ہوتا ہے - یہ اس قسم کی نباتات سے ہے جس سے مسواک کی جاتی ہے[2] - ہیشر بہی ایک خاردار درخت ہوتا ہے جسکو اونٹ رغبت سے کہاتے ہین -

کہا جاتا ہے کہ عربون کے پاس انار کو اور دوسرے میوون پر فوقیت ہے اس لیے کہ دنیا کے ہر انار مین بہشت کے انار کا ایک دانہ ہوتا ہے پس انار کے کہانے والے کے لیے اسمین ایک قسم کی تحریص اور ترغیب ہے کہ وہ انار پورا کہائے تاکہ بہشت کا دانہ چہوٹ نہ جائے کیونکہ اگر کوئی دانہ اسمین سے چہوڑ دیا جائے تو خیال ہوسکتا ہے کہ وہی دانہ بہشت کا ہوگا -

بعض متقدمین نے ملک عرب کی بہ سبب پائے جانے جواہر کے جیسے کہ زمرد سیاہ پتہر - اور زبرجد وغیرہ کی تعریف

---

[1] من وسلوی کا قصہ قرآن مین موجود ہے یہان اُس کے اعادہ کی ضرورت نہین - مترجم

[2] مسواک کے معنی ملنے اور رگڑنے کے ہین یعنی اُس سے دانت ملتے ہین تاکہ صاف اور پاک رہین حدیث مین آیا ہی کہ روزہ دار کے لیے سب سے بہتر خلال مسواک کا استعمال ہے - مولف

کی ہے - اور جغرافیہ دان بتاتے ہین کہ ملک عرب کی معدنیات کا وجود اس زمانہ مین بہت کم ہے حالانکہ زمانہ قدیم
مین بہت سے معدنیات پائے جاتی تہین - چنانچہ یمن مین سونے کی اور چاندی کی کان پائی گئی ہین اور آج بھی بعض
مقامات مین لوہے کی اور تانبہ اور کتھل (رانگ) اور حجر الجزع (ایک قسم کے پتھر کی جو آنکھ کے مشابہ سیاہ و
سفید ہوتے ہین) اور عقیق یمنی کی کانین پائی جاتی ہین - اور موتی خلیج فارس بلاد عمان اور بحرین مین پایا جاتا ہے
اسمین کوئی شبہ نہین ہے کہ وہان اب تک اور بہت سی کانین پائی جاتی ہین جنکا حال اچھی طرح سے نہین معلوم
ہوسکا -

اہل عرب اونٹون پر تجارتی سامان لاد کر بلاد مصر کو لے جاتے تھے مثلاً لوبان - مر اور بخور کی عطریات مثل
رائتینج وغیرہ کے یعنی گل گاؤچشم وغیرہ پھولون سے جو آنکو بلاد ہند کے ساحل جنوب پر رہنے والون سے ملتے
تھے لے جاتے تھے - بعض تو خود اُن کے ملک مین پیدا ہوتے تھے کیونکہ اہل عرب جب جنگ وجدال مین
مشغول نہین ہوتے تھے تو اُن کے وقت کا بڑا حصہ تجارتی کامون مین صرف ہوتا تھا - یہان تک کہ یہ بات کہی گئی
ہے اور مانی ہوئی ہے کہ قدیم زمانہ مین بلاد عرب تجارت گاہ تھے جہان اور قومین بھی آکر ملتی تہین - اسی وجہ سے
اسکندر اعظم نے یہ ارادہ کیا تھا کہ اپنا دار السلطنت بلاد عرب کو قرار دے - جب اسلام آیا تو اس نے اس
پیشہ کو مباح کیا اس لیے کہ حدیث شریف مین یہ آیا ہے "تسعۃ اعشار الرزق فی التجارۃ" یعنی رزق کے ۹ حصے
تجارت مین ہین - یعنی دس حصون مین سے نو حصے رزق کے تجارت مین ہین[1] -

ابن خلدون کہتا ہے کہ قرش کے معنی لغت مین کسب کرنے اور جمع کرنے کے ہین اسی بناء پر قریشیون کا نام
قریش ہوا کیونکہ وہ تجارت کی اعانت کرتے تھے - بعض کہتے ہین کہ قریش قرش کا مصغر ہے - اور قرش ایک بڑی
مچھلی ہوتی ہے جو دریائی جانورون پر حملہ کرتی اور اُن کو مار کر کھاتی ہے بعض کہتے ہین کہ قریش تجارت کرنیکے لیے
موسم گرما مین ملک شام کو جاتے تھے کیونکہ اس موسم مین شام کے ملک کی آب و ہوا اچھی رہتی ہے - اور موسم
سرما مین یمن کو جاتے تھے کیونکہ یمن کا ملک گرم ہے اور موسم گرما مین وہان جا نہین سکتے ہین - ابو محمد عبد الملک بن
ہشام نے کہا ہے کہ سب سے پہلے جس نے موسم سرما اور موسم گرما کے سفر کا طریقہ ڈالا وہ آنحضرت صلعم کا دادا
ہاشم تھا - اور ہاشم مدینہ غزہ مین مرا اسی واسطے اُس ملک کو غزہ ہاشم کہتے ہین لیکن ابن خلدون کہتا ہے کہ ہر دو موسم
کے سفر قدیم عربون کے ہر ایک قبیلہ کے عادتی امر سے ہین جو وہ اپنے اونٹون اور اُن کے مصالح کے لحاظ سے
اختیار کرتے تھے - چنانچہ وہ اپنے اونٹون اور اونٹنیون کو اُن کے جننے کے وقت لیکر گڈھون اور کھودون مین

---

[1] ہندی مین یہ مثال مشہور ہے اُتم کھیتی مدہم بیپار نکشت چاکری بھیک ندان - مترجم

چلے جاتے تھے تاکہ اُن کی حفاظت ہو سکے۔ اور موسم گرما میں اونچے مقامات کو جاتے تھے جہان کی آب و ہوا ٹھنڈی ہوتی تھی۔

بعض مولفین کہتے ہین کہ ظاہر یہ امر ہے کہ یہ بخورات جنکی تجارت اہل عرب اس زمانہ مین کرتے تھے یونانی لوگ اپنے بتون کو اور مندرون کو ان بخورات کا دھوان دیتے تھے اور اسیطرح روم کے باشندے اپنے بعض کاہنون کی قبرون کو یہ بخورات دیتے تھے مصر کے پادشاہ بطلیموسی اور رومیون کے زمانہ مین مصر کے لوگ اس مال کو عرب کے تاجرون کے ہاتھ سے خرید کرتے تھے جو بحر احمر کے واسطہ (راستہ) سے آتا تھا اور اہل عرب رومیون اور مجمیون سے ان بخورات کے معاوضہ مین عمدہ اور نفیس معدنی چیزین اور جواہر لیتے تھے جن سے وہ اپنے شہرونکو اور بتون کو اور مکانون کو آراستہ کرتے تھے (دیکھو پانچوین مقالہ کی پہلی فصل) ملک عرب کی تجارت کے اسباب اسوقت سے منقطع نہین ہوئے جبسے کہ ممالک مغرب اور ہند کے راستہ خاطرخواہ ۸۹۲ھ مطابق ۱۴۸۶ء مین کہل گئے۔

زمانہ جاہلیت مین ممالک مغرب مین اہل عرب کے مقامات مشہورہ مین بازارات اور میلے تھے جہان وہ سال مین اوقات معینہ پر بیع و شرا کے لیے جمع ہوتے تھے اس اثنا مین وہ فخریہ اشعار بھی پڑھا کرتے تھے ان بازارات مین سے ایک وہ بازار ہے جسکو سوق عکاظ (عکاظ کا بازار)[۱] کہتے ہین (دیکھو مقالہ اول کی پہلی فصل) ہر روز یہان ایک قبیلہ جمع ہوتا تھا اور پھر ہر سال ذی القعدہ کے شروع مین بہت سے قبیلے جمع ہوتے تھے اور بیس دن یا ایک مہینے تک ٹھیرتے تھے۔ جب اسلام آیا تو یہ بازار ٹوٹ گیا۔ لیکن اس کے قائم مقام مربد بصرہ قرار پایا۔ مربد بصرہ ایک وسیع میدان ہے جہان قافلے اترتے ہین۔ اطراف کے اہل عرب یہان جمع ہوتے تھے اور مشاعرہ بھی ہوتا تھا اور خرید و فروخت بھی ہوتی تھی۔ ان بازارون مین سامان اور اسباب فروخت کرنے والون سے زمانہ جاہلیت مین دراہم لیے جاتے تھے جنکو وہ مکس کہتے ہین۔

اُنکی یہ بھی عادت تھی کہ خریدار بائع کے ہاتھ پر جب وہ فروخت پر راضی ہو جاتا تو اپنا ہاتھ مارتا اسی واسطے عقد بیع کو صفقہ کہتے ہین (صفقہ کے معنی ہاتھ پر ہاتھ مارنے کے ہین) اور محاورون مین یہ بھی کہا جاتا ہے "انجحت صفقتک للشرائ" یعنے تیرا سفقہ خریداری مین فائدہ مند ہوا۔ اور "صفقۃ رابحۃ" اور "صفقۃ خاسرۃ" اور "تصافق القوم عند البیعۃ" بھی کہتے ہین یعنے فائدہ مند صفقہ اور نقصان کا صفقہ اور قوم نے بوقت بیع کے صفقہ کیا۔

---

[۱] بازار عکاظ عرب کے بازارون سے ہے جہان ہر سال میلہ کی حیثیت سے لوگ جمع ہوتے تھے اور علاوہ اور تجارت کے یہان شعر و شاعری کا بازار بھی گرم ہوتا تھا۔ مترجم

اور چھو لینے سے بھی اُن کے ہاں بیع ہو جاتی تھی۔ اسکی صورت یہ ہے کہ کوئی ایک یہ کہے کہ اگر میں تیرا کپڑا چھولوں یا تو میرا کپڑا چھولیوے تو اس مقدار پر بیع واجب ہو جائے گی۔ یہ کہہ کر وہ شخص بغیر رویت کے کپڑے کے اوپر سے چھو لیتا تھا اور پھر بیع مکمل ہو جاتی تھی۔ یا بائع اسطرح سے کہتا تھا کہ میں اس سامان کو اتنے پر فروخت کرتا ہوں اور جب میں تجھ کو چھولوں تو بیع واجب (لازم) ہو جائے گی اور مشتری بھی ایسا ہی کہنے کا مجاز تھا اور بیع مکمل ہو جاتی تھی۔

ایک بیع منابذہ بھی تھی نباذ کے یہ معنی ہیں کہ کوئی ایک یہ کہے کہ تو میری طرف کپڑا پھینک یا میں کپڑے کو تیری طرف پھینکتا ہوں تو اس کے بعد اس مقدار پر بیع واجب ہو جائے گی اسطرح اگر کوئی دوسرے کی طرف کپڑا پھینک دے یا وہ دوسرا اپنے مقابلہ والے کی طرف اپنا کپڑا پھینک دے یا یہ کہے کہ جب کنکر ماروں تو بیع واجب ہو جائیگی یا ایک شخص بکریوں کے گلہ کے پاس پہونچتا اور مالک سے یہ کہتا کہ میں جس بکری کو کنکر ماروں اتنی قیمت پر میں اسکو لے لونگا۔

ایک بیع محاقلہ بھی ہے یعنے کھیتی کو قبل تیار ہونے کے فروخت کرنا یا کھیت کے بھٹوں کو گیہوں کے معاوضہ میں فروخت کرنا۔ یا ثلث یا ربع یا اس سے زیادہ حصہ پر کھیتی کرنا یا زمین کو گیہوں دیکر کرایہ پر لینا۔

اور ایک بیع حبل الحبلی کے بیچنے کی ہے یعنی (اونٹنی کے پیٹ میں جو بچہ) ہو اسکو بیچنا یا انگوروں کو قبل اسکے کہ وہ تیار ہوں اور پک جائیں۔ یا بچہ کے بچہ کو جو پیٹ میں ہو یا حمل کے حمل کو یا جنین کے بچہ کو۔ اسی بناء پر یہ اُنکی ضرب الامثال میں ہے کہ "اذا اشتریت فاذکر البیع لتجنب العیوب" جب تو کوئی چیز خریدنا چاہے تو بیع کا ذکر کر دے تاکہ عیوب سے اجتناب ہو۔

لیکن جب اسلام آیا تو اُسنے اس قسم کی فاسد بیوع کو منع کر دیا بلکہ اسلام نے مشتری کے لیے خرید شدہ چیز میں چند اسباب کی وجہ سے حق خیار دیا منجملہ اُن کے ایک یہ ہے کہ بائع کو بیع واپس کر دیجا سکتی ہے جبکہ اسمیں کوئی عیب پایا جائے اس قسم کے حق کو خیار العیب کہتے ہیں خیار التعیین کی صورت یہ ہے کہ مثلاً جب دو کپڑے برابر کی قیمت کے یعنی دس روپیہ کی قیمت کے خریدیں تو خریدار کو اُن میں سے کسی ایک کی تعیین کا اختیار ہے۔ اور خیار الرویت کی یہ صورت ہے کہ اگر خریدار کسی چیز کو قبل دیکھنے کے خرید کرے اور بعد دیکھنے کے اس کو رد (واپس) کر سکتا ہے۔ اور خیار الشرط کی یہ صورت ہے کہ متعاقدین (بائع و مشتری) میں سے کوئی ایک کسی امر کی شرط کریں مثلاً نقد قیمت وغیرہ کی تین دن کے لیے یا اس سے کم اس مدت میں اگر کوئی خلل ظاہر ہو تو حق خیار الشرط باقی رہتا ہے یعنی بیع فسخ ہو سکتی ہے۔

رہن میں اُنکی یہ بھی عادت تھی کہ راہن اُس شخص سے جس کے پاس شے مرہون رہن رہتی تھی یعنی مرتہن سے یہ کہتا تھا کہ میں اگر فلاں مدت تک تیرے پاس عوض نہ دوں یعنے شے مرہون کو نہ چھوڑا دوں تو وہ تیری ہو جائیگی

اگر بعد گزر جانے مدت کے وہ روپیہ (قرض کا) لاتا تو مرتہن اوس سے یہ کہتا غلق الرہن کہ شئے مرہون بند ہوگئی یا رک گئی۔ اور یہ قول مثل ضرب المثل کے ہوگیا۔ میدانی کہتا ہے کہ غلق الرہن کی مثال اوس وقت بیجاتی ہے جبکہ کوئی شخص کسی ایسے حالات مین گھر جاتا ہے کہ اوس سے اسکو نجات کی امید نہین ہوسکتی ایک شاعر کہتا ہے۔

وفارقتک برہن لافکاک لہ یوم الوداع فاسی الرہن قد غلقا[1]

جب اسلام آیا تو اوس نے اس عادت (طریقہ) کو باطل کر دیا چنانچہ حدیث مین یہ آیا ہے لا یغلق الرہن یعنے شئے مرہون نہین پھنس جاتی یعنے مرتہن اسکا مستحق نہین ہوجاتا جب کہ راہن قیمت رہن رد نہ کرسکے۔

یمن کے ملک مین بون (کافی) کی بڑی تجارت ہوتی ہے زیادہ تر ملک کا خراج اسی (بون) سے وصول ہوتا ہے۔ وہ لوگ اسکی زراعت کو اپنے ملک سے دوسرے ملک مین لیجانے نہین دیتے تھے اور اس کے لیجانے والے مجرم کو سخت سزا دیجاتی تھی۔ اس اہتمام پر بھی ان فرانسیون۔ فلمنکیون اور انگریزون نے اپنے قبیلون اور اپنے اوطان کو ان درختون کو بڑی چال سے پہونچایا اور اپنے اپنے ملک کے جنگلون مین اسکی کاشت کی جس سے ملک یمن کی بون کی تجارت مین نقصان آیا گو کہ فرانس کی اور یمن کی بون مین زمین آسمان کا فرق ہے۔ اہل عرب بیان کرتے ہین کہ اصل مین ان لوگون نے ان درختون کو حبشہ سے لے گیا ہے۔ اور شاید یہ حبشی وہی ہین جنہون نے بون کی زراعت اور اس کے نفع کو سب سے پہلے دریافت کیا۔

بعض لوگ جنہون سے بلاد یمن پر قلم فرسائی کی ہے وہ لکھتے ہین کہ اس ملک کے لوگ جو بون کی تجارت کرتے ہین جو خاص اُن کے ملک کی پیداوار ہے قہوہ کو وہ بہت کم پیتے ہین اور یہ کہتے ہین کہ وہ بہت گرم ہے اور بجائے اس کے اوس کے پوست کا عرق بنا کر پیتے ہین جسکو چاء کی طرح بناتے ہین۔ بعض لوگ انمین ایسے بھی ہین کہ اسکو دوسری منشی نباتات سے بدل لیتے ہین۔

یمن کی بڑی تجارت حبشہ کی ساتھ رہی ہے خصوصاً عطریات اور ہاتی دانت اور سونے کی اور وہان یورپ کی اقسام کے معدنی پتھر اور ہتیار اور شیشے آتے ہین اور اُن کے پاس بننے کے متعدد چوبین ہین[2]۔

شہر مخا مین شیشہ بننے کے کارخانہ ہین لیکن انکی مصنوعات بھونڈی اور بھدی ہوتی ہین۔ البتہ سونے اور چاندی کا

---

[1] ترجمہ۔ مین رخصت کے روز تجھ سے ایسے رہن پر جدا ہوا کہ اس کے فک رہن کی امید نہین گویا کہ شئے مرہون بند اور مسدود ہوگئی۔

[2] نول کپڑے کی ایک لکڑی ہوتی ہے جو گول اور ستون کی طرح لمبی ہوتی ہے جس قدر کپڑا بنا جاتا ہے وہ اسپر لپیٹا جاتا ہے۔ مترجم

کام جو بناتے ہین وہ عمدہ ہوتا ہے اور یہ زیادہ تر یہودی لوگ بناتے ہین یہان تک کہ شہر صنعا مین سکہ بھی یہودی لوگ بناتے ہین۔ یہان کے لوگ بعض زنبلکات بھی بناتے ہین جنکو مکاحل کہتے ہین یعنی سرمہ دانیان مگر عمدہ نہین ہوتے ہین معمولی متوسط درجہ کی ہوتے ہین۔ پہاڑون کے اکثر مکان سخت پتھر مین سرنگین مار کر بناتے ہین۔ یہان کے لوگ موسیقی کے آلات کو نہین جانتے صرف طنبور اور مزامیر جانتے ہین انکی کشتیان بھدی ہوتی ہین اور راستہ یہان کے اکثر تنگ ہوتے ہین۔

مگر وہ شہر جنکو عربون نے بعد اسلام کے فتح کیا انہون نے اُن شہرون مین زراعت کو جبکہ علوم و فنون اُن مین آگئے تھے خوب ترقی پر پہونچایا۔ اور انہون نے اس فن کو دیوسقریدس یونانی فلاسفر سے سیکہا چنانچہ آگے اپنے مقام پر اسکا ذکر آئے گا جہان کہ اُن کے باقی علوم کا ذکر کیا جائے گا جنکو انہون نے حاصل کیا اور اسکو کمال کو پہونچایا۔ جسطرح انہون نے تجارت مین کمال حاصل کیا اسیطرح یونانی علوم کو عربی مین ترجمہ کر کے انہون نے اسمین بڑا کمال پیدا کیا۔ اس مقام پر ہمکو صرف ایک مثال کا بیان کرنا کافی ہے جسکو صاحب مقتطف نے اپنے بعض نشرات مین یعنے اپنی تصنیف کے مختلف مقامات مین بیان کیا ہے اور یہ کہتا ہے۔

بعض مولفین (مصنفین) کہتے ہین کہ عربون کی تاریخ سے عموماً اور اندلسیون کی تاریخ سے خصوصاً یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عربون کی تجارت زمانہ خلفا مین دنیا کے تمام بر و بحر مین پھیل گئی تھی اور انہون نے زراعت اور تجارت مین دنیا کی تمام قومون پر فوقیت حاصل کی۔ اور معادن کے نکالنے اور اس کے گلانے مین اور عمارت بنانے مین اور حیاکت (پارچہ بافی) مین اور زیور بنانے مین اور رنگ ریزی مین اور دباغت مین اور نقاشی اور عطر سازی مین اور اقسام کی مرصع کاری مین بڑا کمال کیا۔ اندلس کا ایک شہر جسکو مالقہ کہتے ہین ظروف کی طلاکاری مین بڑا مشہور ہے اور یہ برتن دور دور کے شہرون کو بھیجے جاتے ہین۔ یہان کی خیرات زیادہ تر انگور۔ انجیر رمان مرسی آمار اور یاقوتی ہے جسکی کہ نظیر نہین ہے۔ شہر اشبونہ اپنے عنبر اور مشک کے سبب اور اشبیلیہ اپنی بڑی تجارت اور زیتون اور انجیر کے سبب سے بڑے مشہور شہر ہین چنانچہ راستہ چلنے والے زیتون اور انجیر کے سایہ مین چالیس میل طول مین اور بارہ میل عرض مین چلے جاتے ہین۔ یہان کے لوگ گانے کو خلاعت کو بہت پسند کرتے ہین جن کے سبب سے وہ مشہور ہین اور فن تطریب (موسیقی) مین بہت مشہور ہین مقام باجہ کی بھی جہان چاندی کی کان ہے بہت مشہور ہے یہان چمڑا بھی بہت اچھا رنگا جاتا ہے یعنی عمدہ دباغت ہوتی ہے۔ اور کتان بھی عمدہ بنا جاتا ہے۔ شہر مریہ اور اسکا کارخانہ تمام دوسرے شہرون پر دیباج کے بنانے مین فوقیت رکہتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہین کہ یہان طرز حریر (منقش حریر) بننے کے آٹھ سو نول[1] تھے اور

---

[1] نول کے معنی اوپر کے حاشیہ مین لکھے گئے ہین۔ مترجم

دوسرے نفیس کپڑون اور دیباج کے بنے جانے کے لیے ایک ہزار نول تھے۔ جرجانیہ اور اصفہانیہ کپڑون کے بنے
کے بھی ایسے ہی اور اسیقدر نول تھے۔ عتابی کپڑے اور نفیس چادرون اور عمدہ مکلل پردون کے بنائے
جانے کے لیے بھی ایسے ہی کارخانہ تھے۔ لوہے اور تانبے اور شیشہ کے ایسے نفیس آلات او ظروف بنتے
ہین کہ اُنکی تعریف نہین ہوسکتی۔ اور مرسیہ کے میوے ایسے عمدہ ہوتے ہین کہ اُن کے خوش ذائقہ ہونے کا بیان
نہین ہوسکتا۔ اُس کے جنگلون کا طول چالیس میل ہے اسمین تمام سرسبز و شاداب باغات ہین جنمین نہرین پڑی بہہ
رہی ہین اور پرند درختون پر خوش الحانی کر رہے ہین۔ کہتے ہین کہ بلاد اندلس مین جو لوگ مال دار تھے اُنمین اکثر
اور بڑے لوگ تجارت پیشہ تھے جن کے پاس مال کے ذخیرے اور گودام تھے یہان تقریباً ایک ہزار حمام اور
سرائین تہین چونکہ یہان کی زمین عمدہ قسم کی ہے اس لیے یہ کہا جاتا ہے کہ اُسکی مٹی چینی ہوتی ہے۔ اور شہر شنتمرہ
اپنی عمدہ زمین اور درخت کے عمدہ اگانے مین بہت ہی مشہور ہے۔ ابن سبع کہتا ہے کہ یہان کے سیب کا
دور تین بالشت سے زیادہ ہوتا ہے۔ اور ابوعبداللہ الباکوری سے نقل کرتا ہے جو کہ بڑا ثقہ آدمی تھا وہ بیان
کرتا ہے کہ شنتمرہ کا ایک شخص نے معتمد بن عباد کو چار سیب بھیجا تھا جسکو ایک آدمی بمشکل اپنے سر پر اُٹھا سکا۔
ان سیبون مین ہر ایک کا دور پانچ بالشت کا تھا۔ اسی شخص نے ابن عباد کے روبرو بیان کیا کہ جب کوئی شخص
چاہتا ہے کہ درخت کو اتنے بڑے بڑے سیب لگین تو ان سیبون کو جڑ سے توڑ دیتا ہے اور درخت پر صرف
دس یا اس سے کم سیب رہنے دیتا ہے اور اُس کے نیچے لکڑی کے ستون گاڑ دیتا ہے تب اُس کے سیب
اتنے بڑے ہوتے ہین۔ مرسیہ کے اطراف مین توت کثرت سے پیدا ہوتا ہے اور وہان حریر اور قرمزی
رنگ بھی پیدا ہوتا ہے۔ اور شہر مرسیہ کو بستان بھی کہتے ہین اس لیے کہ وہان باغات کثرت سے ہین۔ اور
شاطبہ مین جو بلنسیہ کے علاقہ کا شہر ہے چاندی کے ورق بنتے ہین غرض کہ اہل اندلس خوشبوؤن اور عقاقیر اور ادویہ
(دوا کی جڑین) کے استعمال مین بڑے خبردار ہین اور نفیس پتھرون اور معادن کے معلوم کرنے مین بھی ماہر
ہین پس وہ لوگ عنبر اور عود الخروج اور عطر ذالحہ اور محلب (ایک قسم کی دوا ہے) اور قسط (ایک جڑ کا نام ہے
جسکو اطبا استعمال کرتے ہین) یعنے لیثھی اور سنبل اور خطیانہ (یہ بھی ایک دوا کا نام ہے) اور مرا اور کہربا
اور قرمز اور حجر لاجورد اور حجر النجادی اور بلور اور یاقوت احمر (سرخ یاقوت) کے نکالنے مین بڑے ماہر ہین
لیکن چونکہ یہ بہت چھوٹے ہوتے ہین اس لیے اس کا استعمال نہین کرتے اور مقناطیس اور حجر شادنہ
طلاکاری مین یعنے سونے چڑھانے مین استعمال کرتے ہین۔ اور زیر سونا۔ چاندی اور قصدیر (ایک قسم کی دہات)
اور پارہ کے نکالنے مین بڑی دستگاہ رکھتے ہین جہان سے دور دوسرے ممالک کو جاتا ہے۔ اور نیلا تھوتھا
اور تانبا اور لوہا اور پھٹکری اور سرمہ نکالتے ہین اور تانبہ کو لوہا سے رنگتے ہین۔ زعفران اور زنجبیل (سونٹھ) کی

بھی تجارت کرتے ہین اور مرجان کو اپنے ملک کے ساحل سے اُٹھالاتے ہین جب اس کے حالات پڑھنے والا ان مواد کی کثرت پر تامل کرتا ہے اور یہہ دیکھتا ہے کہ یہان سے اور ممالک پر دولت اور ثروت کی کیسی سبیلین بہتی اور سیراب کرتی ہین اور اس کے ساتھ عربون کی نخوت اور اُن کی پیش قدمی کو بڑے بڑے کامون مین شامل کرتا ہے تو یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اندلس اُن کے قبضہ مین جنۃ العالم تھا یعنے دنیا کی بہشت اور اس کے تعریف کرنے والون کی صداقت بھی ہوتی ہے۔ ایک شخص اس کی نسبت یہ کہتا ہے۔

| | |
|---|---|
| وکیف لایبہج الابصار رویتہا | وکل روض بہا الوشی صعار |
| انہارہا فضۃ والمسک تربتہا | والخز روضتہا والدر حصبار |
| وللہوا ربہا لطف یرق بہ | من لایرق وتبدو منہ اہوار |
| لیس النسیم الذی یہفو بہا سحرا | ولا انتشار لآلی الطل اندار |
| وانما ارج الند استنشار بہا | فی مارورد فطابت منہ اجار |

لیکن اندلسیون کی پایدار اور عمدہ صنعت اُن کی عمارتین ہین۔ صناع اور صاحب مذاق اُنکی عمدہ عمارتون کی جس زمانہ مین کہ وہ تھے اور اہل یورپ نہایت حقیر اور تربسے مکانون مین رہتے تھے ہمیشہ سے تعریف کرتے رہے ہین۔ ان سب عمارتون مین زیادہ مشہور اور بلند وہ مکان ہے جسکو خلیفہ ناصر نے بنایا تھا (چنانچہ اسکی تفصیل پانچوین مقالہ کی پہلی فصل مین گزرچکی ہے)

سلطنت مراکش کے محصولات ایسے ہی ہین جیسے ممالک مصر ہین۔ یہان حریر۔ صوف۔ اور ریشم اور بکریون کے چمڑے عمدہ بنتے ہین اسکی اکثر تجارت آجتک اُن ممالک اور قبائل کے ساتھ جاری ہے جو جنوب مین رہتے ہین۔

---

ملہ ترجمہ۔ اُس کے دیکھنے سے آنکھین کیون خوش نہ ہون گی کیونکہ وہان کا ہر ایک باغ نقش ونگار مین مثل صنعار کے ہے۔ اسکی نہرون کا پانی مثل چاندی کے ہے اور اسکی مٹی مشک ہے اور خز (ریشمی کپڑا) اُس کا باغ اور موتی اُس کے سنگریزے ہین۔ وہان کی ہوا مین ایک ایسا لطف ہے کہ جو شخص کبھی خوش نہین ہوتا وہ خوش ہوجاتا ہے اور اسکی خواہشین پوری ہوتی ہین۔ وہ نسیم نہین ہے جو صبح کو خوشبو پھیلاتی ہے اور وہ بارش نہین ہے جو شبنم کے قطرات بچھاتی ہے۔ بلکہ یہ اسکی بخشش کی خوشبو ہے جس نے خوشبو کو پھیلایا ہے اور اسکو عرق گلاب مین ملایا ہے جو اس سبب سے خوشبو پھیلتی ہے۔

# مقالہ ہشتم

## عربون کی افواج اُن کے ہتیار اُنکی لڑائیان اور اُنکی فتوحات بری و بحری کے بیان مین

اسمین تین فصلین ہین

## فصل اول

### عربون کی افواج اور اُنکی لڑائیون کے بیانمین

کہا جاتا ہے کہ پادشاہ عرب نعمان بن منذر کے پانچ کتائب درفوج کے حصہ تھے ایک حصہ کا نام دوسر تھا اور یہ حصہ حملہ آوری اور گرفت مین بہت زوردار تھا یہان تک کہ وہ ضرب المثل ہے اور یہ کہا جاتا ہے البطش من دوسر یعنے دوسر سے زیادہ سخت حملہ آور - اس حصہ مین کل قبائل عرب کے سپاہی تھے لیکن زیادہ تر لوگ اس مین قبیلہ ربیعہ کے تھے - اسکا نام دوسر اس لیے رکھا گیا کہ یہ دوسر سے مشتق ہے اور دوسر کے معنی بھالا مارنے اور دفع کرنے کے ہین - دوسرے حصہ کا نام رہائن ہے - اس رہائن مین قبائل عرب کے پانچسو سپاہی تھے جو پادشاہ کے دروازہ پر سال بھر رہتے تھے - ایک سال کے بعد اُنکی برخاست ہوجاتی تھی اور دوسرے پانچسو سپاہی انکی جگہہ پر آجاتے تھے اس حصہ سے خاص پادشاہ جب کبھی موقع ہوتا لڑتا اور اپنے خاص کامون مین اسکو مصروف رکہتا - پادشاہ عرب کی پاس ہر سال موسم ربیع مین عربون کے سرگروہ اور رہائن کے افسر آتے تھے اور وہ اُنکو اپنے پاس سے کہانا دیتا تھا اور یہ لوگ ذوو الاکال کہلاتے تھے یہ لوگ اُس کے پاس ایک مہینا رہتے اور اُس سے اپنی اکال کہا لیتے یعنے اپنی خوراک لیتے اور اپنے رہائن کو بدل دیتے تھے - اسکے بعد وہ اپنے اپنے قبیلون کو چلے جاتے تھے - تیسرے حصہ کا نام صنائع ہے اس حصہ مین بنو قیس اور بنو تیم اللات جو ثعلبہ کے بیٹون کی اولاد سے تھے رہا کرتے تھے - یہ لوگ پادشاہ کے خواص اور مصاحبین ہوتے تھے اور وہ اسکا دروازہ چھوڑکر نہین جاتے تھے - چوتھے حصہ کا نام وضائع ہے اسمین ایک ہزار سوار رہتے تھے جنکو شہنشاہ پادشاہ عرب کی مدد کے لیے مقام حیرہ مین متعین رکہتا تھا - یہ لوگ بھی رہائن کی طرح ایک سال رہتے تھے جب اُن کے معاوضہ کے ایک ہزار سپاہی آجاتے تو یہ چلے جاتے تھے - پانچوین حصہ کا نام اشاہب ہے اسمین پادشاہ عرب کے بھائی اور بنی

(چچیرے بھائی) اور اُن کے اتباع اور اعوان رہتے تھے ان کو اتاہب اس لیے کہتے تھے کہ یہ لوگ گوری اور شان دار ہوتے تھے۔

رئیس قوم کو عریف کہتے تھے اس لیے کہ وہ اسی سے معروف تھا۔ نقیب کا رتبہ رئیس سے کم ہے کہا گیا ہے کہ عریف میں چند آدمی ہوتے تھے اور ایک منکب میں پانچ عرفا یا اس سے کم و زیادہ ہوتے ہیں۔ ان سب کے افسرون کا نام امیر ہے اور رد یتہ افسر فوج کو کہتے ہین اسکی جمع ذحار آئی ہے۔

جند فوج کے اُس حصہ کو کہتے ہین جو جنگ کے لیے تیار ہو۔ اور عسکر (یہ بھی فوج کے معنی میں ہے) اور اعوان (مددگار) اور فِئَۃ (جماعت) اور انصار (مددگار) عام رعایا کی ایک علیحدہ صفت ہے اور یہ کہا جاتا ہے ہٰذا جند قد اقبل" یعنے یہ وہ فوج ہے جو متوجہ ہوئی ہے۔

حصیص ایک خاص تعداد کے حصہ کو کہتے ہین اور محاورہ مین یہ کہا جاتا ہے حصیصہم کذا" یعنے اُن کے حصیص مین اتنے لوگ ہین تعداد فوج مین اول ایک شخص کو صنتوت کہتے ہین اور دو کو زوج کہتے ہین یعنے دو سپاہیون کو زوج کہتے ہین اسکی جمع ازواج آئی ہے اور یہ زوج زوج اور زوجہ سے (جو میان بی بی کو کہتے ہین) علیحدہ ہے کیونکہ زوج اور زوجہ کی اجتماع کو زوجان کہتے ہین۔ اور نیف ایک سے تین تک کو کہتے ہین اور نیف کا استعمال اُس وقت ہوتا ہے جب دس آدمی ہو جاتین۔ اور بضع کا لفظ تین سے نو تک کے لیے یا پانچ تک کے لیے یا ایک سے چار تک کے لیے یا چار سے نو تک کے لیے یا صرف سات کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ بضع کا لفظ دو عقد کے مابین ہوتا ہے یعنی ایک سے دس تک اور گیارہ سے بیس تک۔ مذکر کے لیے لفظ بضع مین ھا زیادہ کر کے بضعۃ کہتے ہین اور مونث کے لیے صرف بضع کہتے ہین چنانچہ بیس سے کچھ اوپر کے لیے مردون کے واسطے بضعۃ وعشرون رجلاً کہتے ہین اور بیس سے کچھ اوپر عورتون کیلیے بضع وعشرون امرأۃ کہتے ہین اس کا عکس نہین کہا جاتا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بضع کا لفظ غیر معدد پر بولا جاتا ہے کیونکہ وہ معنی مین ایک قطعہ (ٹکڑے) کے ہے۔ محر نجم بڑی تعداد کو کہتے ہین۔ اور نفر کا استعمال اتنے آدمیون کے لیے ہوتا ہے جو تین سے دس تک ہون۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ سات ہون۔ اور دس سے جو زیادہ ہو تو اُس کے لیے لفظ نفر کا استعمال نہین ہوتا۔ لیکن وتیرہ پورے دس کو کہتے ہین یعنے جب تعداد پوری دس ہو جائے تو اُس کا نام وتیرہ ہوتا ہے۔ اور جب یہ تعداد چالیس تک پہونچتی ہے تو اسکو عصابہ کہتے ہین۔ پھر نو سے ایک سو کیلیے [illegible] کہتے ہین اور جب پورے سو ہو جائین تو اسکو ہنیدہ کہتے ہین اور ایک سو سے ہزار تک کے لیے جماعت کہتے ہین جب پورے ہزار ہو جائین تو اسکو جمرہ کہتے ہین۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جس قبیلہ مین تین سو سوار ہون تو وہ بھی اسی نام [illegible] ہو اور یہ بھی کہا گیا ہو کہ جو لوگ متعدد قبیلون کے ایک ہی تعداد یا ایک [illegible]

ضبہ اور حارث اور عبس ہین تو ان کو جمرات العرب کہتے ہین ۔

حفیرہ ایک قوم کی جماعت کو یا چار ۔ یا پانچ ۔ یا آٹھ یا نو یا دس یا نفر کو کہتے ہین جنکو لیکر جنگ کرتے ہین اور مقدمۃ الجیش کو بھی کہتے ہین ۔

ثبۃ ۔ سوارون کی جماعت اور عصبہ کو کہتے ہین ۔ اور اثبیۃ جماعت کثیر کو کہتے ہین اسکی جمع اثابی ہے ۔

جا ہشتہ ۔ آدمیون کی جماعت ۔ اور سریۃ یاء کے ساتھ وہ جماعت جو پانچ آدمیون سے لیکر تین سو یا چار سو تک ہو ۔ اسکو سریۃ اس لیے کہتے ہین کہ یہ چھپکر جاتے ہین یا اس لیے سریۃ کہتے ہین کہ یہ ستراۃ یعنی فوج سے مختار ہین اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ نو سے زیادہ کو سریہ کہتے ہین ۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ سریہ فوج کے ایک ٹکڑے کو کہتے ہین ۔ کہا جاتا ہے کہ بہترین سرایا کا وہ سریہ ہے جسمین چار سو آدمی ہون ۔

لیکن سربۃ باء موحدہ کے ساتھ جماعت کا نام ہے یا گھوڑون کے گلہ کو کہتے ہین جو بیس سے تیس تک ہون ۔

طلیعہ اسکو کہتے ہین جسمین تین چار آدمی ہون یا قریب اسکے ۔

عدفۃ دس سے پچاس آدمیون کی جماعت کو کہتے ہین ۔

مقناب تیس سے چالیس تک گھوڑون کے گلہ کو کہتے ہین یا یہ کہ تین سو کے قریب ہون ۔

قنبل آدمیون اور گھوڑون کی جماعت کو کہتے ہین جو پچاس یا پچاس سے زیادہ ہون یہ بھی کہا گیا ہے کہ تیس سے چالیس تک کو کہتے ہین ۔

منسر فتح میم اور کسرہ کے ساتھ تیس سے لیکر چالیس تک گھوڑون کے گلہ کو کہتے ہین ۔ یا چالیس سے پچاس تک اور یا ساٹھ سے سو تک یا دو سو تک یا فوج کا وہ حصہ جو بڑی فوج کے آگے چلتا ہے ۔

وقفۃ آدمیون کی اتنی جماعت جسمین دو سو یا تین سو آدمی ہون [1] ۔

بجد آدمیون کی جماعت یا سو یا سو سے زیادہ گھوڑون کی جماعت کو کہتے ہین ۔

بزازیق آدمیون اور سوارون کی جماعتین یا گھوڑون کے گلے جنپر سواریان نہ ہون ۔

بریم کے معنی فوج کے اور قوم کے مل جانے کے ہین اسکو بریم اس لیے کہتے ہین کہ اسمین بہت سی اقوام کے لوگ ملے ہوئے ہوتے ہین ۔

بغایا وہ طلیعہ جو فوج کے اترنے سے پیشتر ہوتے ہین ۔

---

[1] اس مقام پہ اصل مین ایک لفظ صرم واقع ہے جس کے معنی قسم اور صنف اور جماعت کے ہین اور صرم کی جمع اصرام اصارم ۔ اصاریم اور صرمان آتی ہے اور نیز صرم کے معنی ملے ہوئے چند مکانون کے ہین ۔ مولف

تجریدہ فوج کا وہ حصہ جو علیحدہ کہڑا ہوا ہو۔
کنیتبہ کے معنی جیش کے ہین یعنے فوج جسکی کوئی تعداد نہ ہو اس سے بڑے جیش کو فیلق۔ عرمرم اور لہام کہتے ہین
یہ بہی کہا گیا ہے کہ فیلق اُس فوج کو کہتے ہین جسمین پانچہزار سپاہی ہون اور بندہ وہ لشکر جسمین دس ہزار سپاہی
ہون۔ جحفل بڑے لشکر کو کہتے ہین۔ اور جیش جرار اُس فوج کو کہتے ہین جس سے غبار اُٹھے اور کتیبہ جرارہ بوجہ
زیادتی فوجون کے بہت آہستہ چلے۔ اور طحون کتیبہ وہ بڑی فوج کہ جس کے سامنے جو چیزین آئین وہ پس جائین۔
جمیعہ چہوٹی فوج کو کہتے ہین اور جحفل بڑے کتیبہ کو کہتے ہین اور نیز جحفل کے معنی گہوڑون کے گلہ کے ہین جس مین
تیس یا چالیس گہوڑے ہون۔ اور یہ بہی کہا گیا ہے کہ چار سو یا چار ہزار کی فوج کو کہتے ہین۔ نغی وہ بڑی فوج جو
رات کو حملہ کرے اور ثکنہ فوج کے مرکز کو اور اُس کے مقام اجتماع کو کہتے ہین اگرچہ وہان جہنڈا اور علم نہ ہو۔
حومۃ الحرب بڑی فوج کا وہ مقام جہان جنگ ہو یعنے کثرت ضرب وطعن سے بیہوشی لوگون کو آئے۔ وقعہ اور
وقیعہ لڑائی کے صدمہ کو کہتے ہین قتال اور ضرب عظیم کو ملحمہ کہتے ہین یعنے بڑی جنگ۔ اس سے زیادہ سخت لڑائی کو
ضرب العوان کہتے ہین اور ضرب الجبار اُس لڑائی کو کہتے ہین جسمین قود نہ ہو قود کے معنی اس مقام پر یہ ہین
کہ اُس لڑائی مین قاتل سے قصاص نہ لیا جا سکے۔ اور عربون کا قول "جرحہ جبار" اسی سے ماخوذ ہے یعنے اسکا زخم بڑا ہی سخت
ہے یعنی اسمین کسی چیز کا مطالبہ نہ ہو۔ اور ان کی امثال سے ایک یہ مثال بہی ہے "الحرب سجال" یعنے جنگ مثل پانی
کے ڈولون کے ہے اس کے معنی یہ ہین کہ لڑائی مین کبہی ایک قوم کو فتح ہوتی ہے اور کبہی دوسری قوم فتح پاتی ہے
وغی یا وعی فوج کی آواز جو بوقت جنگ ہوتی ہے۔ پہر عام طور پر یہ لفظ مطلق آواز حرب مین مستعمل ہوتا ہے۔
لجب۔ آواز عسکر (فوج) وغر آواز جیش (فوج) اور اُسکی کشاکشی کو بہی کہتے ہین یعنے اختلاف اصوات (آواز)
اور لڑنے والون کا شور و غوغا۔ "اجلب القوم" کے معنی یہ ہین کہ لوگ ہر طرف سے لڑنے کے لیے جمع ہون اور جلب
[illegible]لام اختلاط آواز کو بہی کہتے ہین۔ جلاد اور مجالدہ جنگ جو لوگون کا تلوارون سے آپسمین ایک دوسرے کو مارنا اور
اُسکی آواز جہوکری مقام جنگ جو بعد جنگ کے خالی ہو جائے۔ توغن لڑائی مین پیش قدمی کرنے کو کہتے ہین اور
ذمر کے معنی جنگ پر برانگیختہ کرنے کے ہین "احرنبی الرجل احرنباءً" اُس وقت کہتے ہین جب آدمی مارے غضب اور
غصہ کے لڑنے پر تیار ہو جائے۔ اسیطرح مثال مذکور مین ہمزہ کے ساتھ بہی کہتے ہین۔ حزفر القوم کے معنی قوم
کے آمادہ ہو جانے کے ہین۔ حملہ مکرر لڑنے کو کہتے ہین۔
اہل عرب حرب (جنگ) کا کنایہ تین چیزون سے کرتے ہین ایک اُن مین سے یہ ہے "ثوب محارب" یعنی لڑنے کا
کپڑا لیکن اس محاورہ مین محارب سے مراد ایک شخص ہے جو قبیلہ قیس غیلان سے تھا اور درع بنایا کرتا تھا
اور وہ درع لباس جنگ ہے۔ دوسرا برد فاخر۔ فاخر بہی قبیلہ تمیم کے ایک شخص کا نام ہے

نقشی چادرین پہنیین یہ الفاظ بھی لباس جنگ مین بطور کنایہ مستعمل ہوتے ہین - تیسرا کنایہ عطر منشم ہے چنانچہ اہل
عرب اپنی امثال مین یہ کہتے ہین - "دقوا بینہم عطر منشم" یا "اشام من منشم" یعنی انہون نے عطر منشم ملا - یا منشم سے
زیادہ بدشگون - بعض کا خیال ہے کہ منشم ایک عورت کا نام ہے جو عطر فروشی کرتی تھی - پس جب اہل عرب جنگ کا
ارادہ کرتے تو اسکی خوشبوئی (عطر) مین اپنے ہاتھون کو ڈبوتے اور قسم کہاتے تھے کہ وہ اس لڑائی مین
مرجائین گے اور پیٹھ نہ پھیرینگے پس یہ امور حرب (جنگ) کے بیان مین بطور کنایہ مستعمل ہوتے ہین -
اس عورت کی خوشبوئی مین عرب لوگ ہاتھ جو ڈبوتے تھے اسکا سبب یہ ہے کہ عربون کی یہ عادت رہی
ہے کہ جب وہ کسی جنگ کا ارادہ کرتے تھے تو وہ اپنے ہاتھون کو خوشبوئی مین ڈال کر خوشبودار کر لیتے تھے
اس بات کے معلوم کرنے کے لیے کہ انہون نے لڑنے پر قسم کہائی ہے - اسی بناء پر مطیبین اور رباب کا نام
رکہا گیا جیسا کہ پانچوین مقالہ کی چوتھی فصل مین اسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے - اسی حلف (قسم کہانے) مین
حلف فضول ہے اصبہانی نے اس کا ذکر کیا ہے اور اسنے یہ کہا ہے کہ اہل قریش سے چند آدمی عبد اللہ بن
جدعان کے گہر مین جمع ہوئے تھے اور اسنے ان کے لیے اس روز دعوت کا کہانا بھی تیار کیا ان کے ساتھ
جناب رسالتمآب صلعم بھی شریک تھے اور یہ زمانہ آپ کے مبعوث ہونے سے پیشتر کا ہے اور اس
وقت آپ کی عمر پچیس برس کی تھی اسوقت بنی ہاشم - اسد - زہرۃ - اور تیم بھی جمع ہوئے - ان سبھون نے
یہان اس بات پر معاہدہ کیا کہ مکہ مین کسی غریب اور قریب پر ظلم نہ کیا جائے خواہ وہ غلام ہو یا حر (آزاد مرد) یعنی
خود مختار آدمی اور اگر کسی ایسے شخص پر کوئی شخص جبر و زیادتی کرے تو اس غریب کی مدد کرنی چاہیے اور اس کا
حق لینا چاہیئے اور اس کے حق کا معاوضہ (یعنے جو چیز ظلم و زیادتی سے اس سے لی گئی ہو) اپنی ذات سے یا
غیرون سے لیکر اسکو ادا کرنا چاہیے - اس کے بعد انہون نے آب زمزم کا ارادہ کیا اور ایک بڑے ظرف مین
آب زمزم ڈال کر بیت اللہ کو بھیجا گیا اس پانی سے اس کے ارکان دہوئے گئے اور وہ ماء مغسول پھر لایا گیا تو
انہون نے اس کو پی لیا -
واقدی کہتا ہے کہ ان لوگون نے اپنے تحالف کا نام حلف فضول اسلیئے رکہا کہ قبیلہ جرہم سے تین شخصون نے
جنکا نام فضل - فضال - اور مفضل تھا اپنے جنگون مین اسی قسم کے معاہدہ پر قسم کہائی تھی - اور اسکا نام
حلف فضول رکہا گیا - جب اہل قریش نے اسطرح کی قسم کہائی تو اسکا نام بھی حلف فضول رکہا گیا - احابیش قریش
بھی اسیطرح کے ہین یہ لوگ قبیلہ قریش اور کنانہ اور خزیمہ اور خزاعہ سے تھے یہ سب لوگ حبشی مین جمع ہوکر
جو مکہ کے نیچے ایک پہاڑ تھا انہون نے اس بات پر قسم کہائی کہ وہ سب آپسمین جبتک کہ رات قائم رہے
اور دن روشن رہے اور حبشی (پہاڑ) قائم اور بلند رہے مثل ایک ہاتھ کے ہین -

اُن کے سفرون مین جو جنگ کے لیے کیے جاتے تھے اُن کے ساتھ اُنکی عورتون کی سواریان - اُن کا لباس اور اُن کا تمام کنبہ یعنے جورو بچے سب ہوتے تھے - اس کام مین اُن کی فوجین بہت دیر تک رکھتی تہین - اور دور دور منزلون (مقامون) پر رہتی تہین ان افواج کے سپاہی مختلف قبیلون کے ہوتے تھے - ہر ایک حصہ اپنے مقابل والے کی نظرون سے غائب رہتا تھا - زوزنی کہتا ہے کہ اہل عرب اپنی عورتون کو جنگ مین ہمراہ رکھتے تھے اور اُن کو مردون کے پیچھے رکھتے تھے - تاکہ مرد دشمنون کو اُن سے دفع کرین اور نیز اس خیال سے کہ مرد بسبب ننگ و ناموس اپنے حرم کے نامردی نہ کرنے پائین -

زمانہ جاہلیت کی جنگون مین شعراء موسیقی آلات لیے ہوئے کہڑے ہوتے تھے اور طبل وغیرہ بجایا کرتے تھے یا منہ سے بجانے کے آلات سے کام لیتے تھے - اور بعض لوگ سینگ پہونکا کرتے تھے پس جب وہ جنگ کو نکلتے تھے تو سواریون پر شعر پڑہا کرتے تھے اس سے وہ نہایت مست و مدہوش ہوتے اور نامی زورآور پہلوانون کی ہمتین جوش مین آتی تہین اور میدان جنگ مین سرعت سے بڑہتے تھے اور ہر ایک اپنے اپنے قرنون (سینگون) کو دوسرے کے پاس بہیجا تھا - بعض قبائل عرب مین اسلام کے بعد بہی یہی حال رہا - چنانچہ اہل زناتہ جو مغربی اقوام سے تھے شاعرون کو صفون کے سامنے رکھتے تھے اُن کی آوازین ایسی اونچی اور زور کی ہوتی تہین کہ بلند پہاڑ بہی ہل جاتے تھے اس سے وہ لوگ لڑائی مین پیش قدمی کرتے تھے - طبلون کا بجانا اور بوقون کا (سینگون وغیرہ) کا پہونکنا اس طریقہ کو اسلام نے اختیار نہین کیا مگر اُس زمانہ مین اختیار کیے جبکہ عباسی مشرق مین اور عبیدی مغرب مین

اہل عرب اپنے مکانون کے دروازون پر جھنڈیان لگاتے تھے تاکہ اس سے پہچانے جائین اور زرد رنگ کی جھنڈیون سے فخر کرتے تھے کیونکہ اس رنگ کی جھنڈیان یمن کے بادشاہون کی ہوتی تہین مگر سرخ جھنڈیان خاص اہل حجاز کی تہین - اسلام مین عباسیون نے سیاہ رنگ کی جھنڈیان اختیار کین تاکہ اپنے شہیدون کا غم ظاہر ہو اور اس بات کے اظہار کے لیے کہ بنی امیہ نے اُن کو قتل کیا ہے اسی واسطے وہ مسودہ کے نام سے موسوم ہوئے اور عباسی ان سیاہ جھنڈیون کو منبرون پر نصب کرتے تھے - لیکن جب مامون رشید نے سیاہ لباس کی علامت کو اپنے زمانہ سلطنت مین موقوف کر دیا جیسا کہ پانچوین مقالہ کی دوسری فصل مین بیان کیا گیا ہے تو اُس نے بجائے سیاہ جھنڈیون اور علامت کے سبز رنگ اختیار کیا اور اُسی وقت سے جھنڈیان سبز رنگ کی لگائی جانے لگین - لیکن سفید جھنڈیان طالبین کا بانا تہین یہ لوگ ہاشمیین سے تھے اور اس سفید رنگ کو انہون نے اسوقت اختیار کیا جبکہ وہ عباسیون کی مخالفت پر آمادہ ہوئے اور اسی واسطے وہ مبیضہ کے نام سے موسوم ہوئے - اور عبیدا اور قرامطہ انہین مین سے ہین -

زمانہ جاہلیت مین عربون کی یہی عادت رہی ہے کہ وہ لڑائی کے قیدیون کو قتل کر

ضرب الامثال مین سے جو اس بارہ مین ہین ایک یہ مثال بھی ہے "لیس بعد السلب الا الاسار ولیس بعد الاسار الا القتل" یعنے لوٹ مار کے بعد سوائے قید کرنے کے اور کچھ نہین اور بعد قید کرنے کے سوائے قتل کرنیکے چارہ نہین۔ تاہم جب اسیر (قیدی) قید کرنے والے کے مال سے کہا پی لیتا تو وہ قتل سے بچ جاتا اور جب وہ اُس (قیدی) پر احسان کرتے تو اسکو چھوڑ دیتے اور اسکی پیشانی کے سامنے کے بالون کو کاٹ ڈالتے تھے اور جب کوئی شریف قید ہوجاتا تو وہ دو سو اونٹ کے دینے پر رہا ہوجاتا اور اس قسم کے فدا کو عقال المئین کہتے تھے[1] جب اسلام آیا تو اُس نے عربون کے قید کرنے کو باطل کر دیا کیونکہ حدیث مین یہ وارد ہوا ہے "لا اسار علی عربی ولا اسار فی الاسلام ولا رق علی عربی فی الاسلام" یعنے عربی آدمی کا قید کرنا جائز نہین ہے اور نہ اسلام مین عربی النسل کی غلامی جائز ہے[2]۔ رقیت (غلامی) مین عمدہ طریقہ یہ ہے کہ قیدی بنانا اُن قومون کا جنکی رقیت (غلامی) جائز ہے اور اس کے برعکس برا طریقہ ہے۔

اور وہ کر و فر[3] کے ساتھ مقاتلہ (کارزار) کرتے تھے اور صفین باندہ کر لڑنے کو وہ معتبر نہین سمجھتے تھے جیسا کہ دوسرے لوگ یعنے عجمی معتبر اور عمدہ خیال کرتے ہین وہ اپنے اونٹون کو صفین بنا کر کھڑا کرتے تھے۔

اور جن اونٹون پر سواریان ہوتی تہین اُن کو پیچھے رکھتے تھے تاکہ یہ اُن کے لیے بجائے گروہ اور جماعت کی رہین اور ان کو وہ مجوزہ کہتے تھے کیونکہ اُن کے نزدیک فوج کے پیچھے جنگ کرنا جمادات اور حیوانات کی عادت خیال کی جاتی تھی۔ جو کہ عجمیون کا طریقہ ہے۔ اور یہ اس لیے کرتے تھے تاکہ اُن کو کر و فر کے وقت امن کی جگہ باقی رہے۔ اور اس فعل سے وہ قتل مین ثبات و قیام چاہتے تھے جو کر و فر کے مذہب کے لوگون کا طریقہ ہے اس طریقہ کو اہل زحف (لڑائی مین جانے والے) بھی اختیار کرتے ہین۔

پھر ابتدائے اسلام مین عربون نے گروہ باندہ کر لڑنے کو جاری کیا اور کر و فر کو دو سببون سے باطل کر دیا۔

اول یہ کہ اپنے دشمنون کا مقابلہ اسیطرح کرین جیسے اور جسطرح کہ وہ کرتے ہین۔

---

[1] عقال کے معنی جنایت ادا کرنے کے ہین اور محاورہ مین یہ کہا جاتا ہے "عقل القتیل" یعنے قتیل (مقتول) کی دیت ادا کی گئی اور عقل کے معنی دیت قتیل (مقتول) کے ہین عاقلۃ الرجل اُس شخص کے عصبہ کو کہتے ہین۔ مولف

[2] جو لوگ رقیت (غلامی) کے خلاف ہین ہین یعنے غلامی کو ناجائز خیال کرتے ہین اسکو وہ اپنے دعوی کی دلیل سے سکتے ہین۔ مترجم

[3] کر کے معنی پھرنے کے ہین اور کر الفارس اسوقت کہتے ہین جبکہ وہ جولان کے لیے بھاگتا ہے اور پھر قتل کیلیے واپس آتا ہے اور حملہ کرتا ہے اور اسکو کرار کہتے ہین اور فر الفارس کے معنی یہ ہین کہ سوار نے جولان کے لیے پھر گیا۔ مولف

دوسرے یہ کہ وہ جنگ مین پیش قدمی کرتے تھے یعنے موت سے ڈرتے نہین تھے اور زحف یعنے گروہ باندہ کر لڑنا جنگ مین زیادہ اقرب ہے یعنی مناسب تر ہے اور قرآن کی آیت بھی یہ ہے ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفاً کانہم بنیان مرصوص یعنے اللہ تعالی اُن لوگون کو محبوب رکہتا ہے جو اُس کی راہ مین اسطرح کی صف باندہ کر لڑتے ہین کہ گویا وہ ایک مضبوط اور استوار عمارت معلوم ہوتے ہین -

جب مروان بن الحکم خلیفہ ہوا تو اُس نے جنگ مین صف باندہ کر لڑنے کو باطل کر دیا اور اُسنے کرادیس کے قائم کرنے کو جاری کیا - کرادیس کے معنی یہ ہین کہ بادشاہ کے سامنے ایک فوج صف زدہ رہے جسکا کمینڈر اور جھنڈا اور وردی ممتاز رہے - اور اسکو مقدمہ کہتے ہین - پہر بادشاہ کے سیدہی طرف جو فوج کہڑی ہوتی ہی اور جو اپنی وردی اور علامات سے مخصوص ہوتی ہے اسکو میمنہ کہتے ہین اور بائین جانب جو فوج ہوتی ہے اسکو میسرہ کہتے ہین اور ان دونون کو یعنے میمنہ اور میسرہ کو مجنبتان بھی کہتے ہین پہر پیچھے جو فوج ہوتی ہے اُس کو ساقہ کہتے ہین - اور بادشاہ اور اُس کے اصحاب ان چارون حصون کے بیچ مین کہڑے ہوتے ہین اور اس کے موقف کو قلب کہتے ہین -

اس مقام پر ہم کتب مولفہ اور مولفین عرب کے نامون کو نہین بیان کرینگے جنہون نے جنگ کے حالات اور قائم کرنے مین اور اُسی کے ادوات اور متعلقات مین تالیف کی ہین جیسے سوار کا فضل پیادہ پر اور پیادہ کا سوار پر اور لڑنے والون کی وردیان اور پیادون اور سوارون کا لباس اور اُس کے اقسام اور وہ امور جو مقابلہ کرنے والون کے لیے ضروری اور لازمی ہین اور متعلقات اسلحہ (ہتیار) جو زمانہ اسلام کے بعد اختراع ہوئے ہین جیسے منجنیق اور گرز - خنجر - مقلاع (قلعہ کو توڑنے کے آلات) اور کمان - تیر - اور داؤن کی جگہون اور مبارزہ (یعنے لڑنے کے لیے صف سے باہر جانا) اور قیدیون کے طریقہ اور جہاد - سیر اور مغازی (لڑائیون) کا فضل اور گہاٹیون کا فتح کرنا اور بنا معاقل (کمین گاہین یعنے پناہ کی جگہین) اور سواری اور ہندسہ کے اصول پہچاننا اور قلعون پر فوج کشی کرنا اور میدان کی ریاضت (جسمانی ورزش جنگ) اور لڑائی کے حیلون اور تمام فنون کے علاج اور سلاح اور ادوات حرب کا بنانا اور مقابلہ سے تلوار مارنا وغیرہ امور - افسوس ہے کہ ہم ان کو اس لیے نہین لکہ سکتے کہ اس مختصر مین اُسکی گنجائش نہین ہی -

سب سے پہلے افرنجیون کو اپنی فوج مین مغرب کے بادشاہون نے داخل کیا تاکہ وہ ان کو اُن عربون سے لڑائین جو اُن کے ہم وطنون سے باہر سے آکر لڑتے ہین کیونکہ افرنجی لوگ لڑائیون اور خاصکر صف کشی کی لڑائی مین بڑے ہی ثابت قدم ہوتے ہین - لیکن جہاد مین جو افریقیہ کے ساتھ ہوتا ہے ان سے کام نہین لیتے [illegible] اُن کو ایسی صورت مین اس بات کا خوف ہوتا تھا کہ اُن کو مسلمانون کے ساتھ اس جہاد مین مخالف [illegible]

وہ اسمین مسلمانون کا ساتھ نہین دینگے۔

# فصل دوم

## اصلی عربون کے ہتیارون کا بیان

جسطرح عربون مین شجاعت اور گہوڑے کی سواری اور رائس کے دوڑانے کا فن غالب تھا یعنے ان کامون کو وہ بہت اچھی طرح جانتے تھے اسیطرح وہ ہتیار بھی عمدہ طریقہ پر باندہتے تھے جیساکہ گہوڑے کی سواری عمدہ جانتے تھے جسکی نسبت اوپر بیان گزر چکا ہے۔ اہل عرب دروع سلوقیہ (سلوق ایک شہر کا نام ہے جسکی طرف یہ دروع منسوب ہین اور یہان کے کتے بھی اچھے ہوتے ہین جنکو کلاب سلوقیہ کہتے ہین) اور خطیہ کے بھالے بھی رکھتے تھے اور کندھون پر کمانین بھی اچھی طرح سجاتے تھے اور مشرقی تلوارون سے لڑتے تھے۔

لیکن رماح خطیہ (خطی بھالے) خط کی طرف منسوب ہین جو بحرین مین ایک جزیرہ ہے اور جہان کشتیون کی درستی کی جاتی تھی۔ اور رماح سمہریہ اور رماح ردینیہ بھی کہتے ہین۔ سمہریہ سمہر کی طرف منسوب ہے جزیرہ خط مذکور مین یہ ایک شخص تھا جو اس کام مین ماہر تھا یعنے اس کے بنائے ہوئے بھالے سخت ہوتے تھے اسکی زوجہ کا نام ردینہ تھا بھالون کے درست کرنے اور بنانے مین وہ بھی مثل اپنے شوہر کے ماہر تھی اور رماح ردینیہ اسیکی طرف منسوب ہین۔ یہان ایک اور شخص بھی مشہور تھا جو بھالون کے پہل بنایا کرتا تھا اس شخص کو قعضب کہتے تھے۔

نیزہ زنی کے فن مین عامر بن مالک بڑا مشہور آدمی تھا اسکی مان کو ام البنین الاربعہ کہتے تھے زمانہ جاہلیت مین یہ عورت نہایت نجیب اور شریف گنی جاتی تھی۔ اس نے چار لڑکے جنے تھے یعنے عامر مذکور طفیل۔ ابوتمام اور ربیعہ ان چارون بھائیون مین سے ایک شخص یعنے ربیعہ مذکور اپنے اس قول نحن بنو ام البنین الاربعۃ سے فخر کرتا تھا یعنی ہم ام بنین اربعہ کے بیٹے ہین۔ نیزہ زنی مین عامر مذکور کی مثال دیجاتی ہے اور جسکی نیزہ زنی میں مبالغہ کیاجاتا ہے تو یہ مثال دیتے ہین العب بالاسنۃ من عامر بن مالک یعنے نیزہ بازی مین عامر بن مالک سے زیادہ ہی جیساکہ تیر اندازی مین ثقن کی مثال دیجاتی ہے اور یہ کہاجاتا ہے ارمی من ابن ثقن[۱]

---

[۱] مرد حاذق کو ثقن کہتے ہین۔ مترجم

اور نازعی من تعق بھی کہا گیا ہے یعنے ابن تعق سے زیادہ تیر انداز ۔ یہ شخص قبیلہ عاد سے تھا ۔ جو لوگ اُس کے زمانہ مین تیر انداز تھے یہ اُنمین زیادہ ماہر تھا اور یہ مثال بھی دیتے ہین ارمی اسہاماً من بنی ثعل یعنے بنی ثعل سے زیادہ تیر انداز یہ لوگ بھی اہل عرب کے ایک قبیلہ سے ہین جو عمدہ تیر اندازی مین مشہور ہین اُن مین بھی ایک شخص زیادہ مشہور ہو جسکا نام عمرو بن المسیح تھا[1] ۔

عربون مین ایک اور شخص تھا جب وہ غضبناک ہوتا تو زمین مین اپنا تیر مار کر اُسکا پھل توڑ دیتا تھا ۔ جو لفظ ارعاظ کا اس مقام مین مستعمل ہوا ہے وہ رعظ کی جمع ہے اور رعظ تیر کے پھل کے بیٹھنے کی جگہ کو کہتے ہین اسی واسطے مثال مین یہ کہتے ہین انہ لیکسر علیّ ارعاظہ غضباً یعنے وہ مجھ پر غضبناک ہو کر اپنے تیر کے پھل کو توڑ دیتا ہے ۔ نہایت غضبناک شخص کی نسبت یہ مثال دیجاتی ہے ۔ آخر تیر کو جو ترکش مین باقی رہ جاتا ہے خواہ وہ تیر ردی ہو یا اچھا ہو اُسکو اہزع کہتے ہین اُن مین جو تیر افضل اور عمدہ ہوتا ہے وہ تو کسی سخت ضرورت کے لیے رکھ لیا جاتا ہے اور اگر وہ ردی ہوتا ہی تو وہ چھوڑ دیا جاتا ہے ۔ نمر بن تولب کہتا ہے ۔

فارسل سہماً لہ اہزعا	فشک نواہقہ والفا[2]

حراۃ اُن تیرون کو کہتے ہین جو خاص نشانہ اندازی کے ہون نصب کسرہ اور ضمہ کے ساتھ کمان کی آواز کو کہتے ہین مشقص تیر کا چوڑا پھل یا وہ تیر جسمین ایسا پھل ہو اور جس سے وحشی جانورون کو مارتے ہین ۔ ناقر اُس تیر کو کہتے ہین جو نشانہ پر لگے ۔ اور جو نشانہ پر نہین لگتا اُسکو ناقر نہین کہتے ۔ زلج کے معنی یہ ہین کہ تیر مارنے کے وقت کمان کو اپنی پوری طاقت سے جسقدر ہو سکے کھینچا ۔ سہم زالج اُس تیر کو کہتے ہین کہ جب چلایا جائے تو نشانہ تک نہ پہونچے اور پتھر پر سخت ضرب کھائے اور پھر اُچھل کر قرطاس (نشانہ) کی طرف جائے اور ایسے تیر کو مقرطس نہین کہتے قرطاس تیر لگانے کے نشانہ کو کہتے ہین اور مقرطس وہ تیر ہے جو قرطاس (نشانہ) مین لگے اور حبض السہم اُسوقت کہتے ہین جب کہ تیر تیر انداز کے سامنے گر پڑے محظ السہم اُس وقت کہتے ہین جب تیر تیر انداز کے ہاتھ سے گر جائے ۔ شد اد اُس تیر کو کہتے ہین جسکا نہ پھل ہو اور نہ اُسکو پر لگا ہوا ہو ۔ اور معرو پر لگا ہوا تیر ناصل وہ تیر جسکا پھل گر پڑا ہو ۔ افوق وہ تیر جسکا سوفار ٹوٹ گیا ہو ۔ اور انفقت السہم کے معنی یہ ہین

---

[1] امرؤ القیس کہتا ہے ۔ شعر

رب رام من بنی ثعل	متلج کفیہ فی قترہ

یعنی بنی ثعل کے بعض تیر اندازون مین ایسا بھی ایک شخص ہو کہ اپنے ہاتھونکو ہاتھ مین جسمین تیر رکھے رہتے ہین ڈالتا ہے ایک تیر جسکو شکار کو مارے ۔ اور بنی ثعل طے کا ایک قبیلہ ہے اسی قبیلہ مین عمرو بن عبد المسیح بڑا مشہور تیر انداز تھا ۔ مترجم

[2] ترجمہ ۔ اُسنے اپنے ترکش کے باقی ماندہ تیر سے مارا جو شکاری جانور کے نتھنون [illegible] مین لگ گیا ۔

کرین نے تیر کو کمان کی زہ پر رکھا چلانے کے لیے۔ ہم شیبع وہ تیر جو مار ڈالے۔ اَصمی الرامیٔ اُس وقت کہتے ہین جبکہ تیر انداز نشانہ پر مارے۔ انمی الرامی یا امی السہم اُسوقت کہتے ہین جبکہ تیر ہاتھون کے اطراف کو لگے مقتل مین یعنے قتل کرنے کی جگہ نہ لگے۔ ردو السہم اُسوقت کہتے ہین جب تیر شکار کو لگ کر پار ہو جاتا ہے اور خزق السہم اور خسق السہم کے معنی وہی ہین جو صرد السہم کے ہین۔ احیض السہم اصرد کے ضد مین ہے معرآض اُس تیر کو کہتے ہین جسپر پر نہ لگے ہون قدح اس تیر کو کہتے ہین کہ ابھی اسپر نہ پر لگائے گئے ہون۔ اور نہ اسپر پھل جمایا گیا ہو جبرات وہ تیر جو ابھی پورا تیار نہ ہوا ہو۔ حاآب اُس تیر کو کہتے ہین جو نشانہ کے اطراف مین لگے۔ زج الرمح اُس لوہے کو کہتے ہین جو بھالے کے نیچے لگایا گیا ہو۔ اور زجاج الرمح جب کہتے ہین تو اُس سے مراد خاص اُس لوہے سے ہوتی ہے جو نیچے لگایا جائے۔

عربون کی یہ بھی عادت تھی کہ جب دو آدمی لڑتے تو ہر ایک دوسرے کی طرف اپنے بھالے کے نیچے کے حصہ کو نرمی کے ساتھ بڑھاتا یہ دیکھکر دوسرے لوگ انہین صلح کرنے کی کوشش کرتے اگر وہ صلح پر راضی نہ ہوتے بلکہ لڑنا چاہتے اور آمادہ قتال ہوتے تو الٹھاکر بھالے کی انی بڑھاتے اور لڑنے مین مشغول ہو جاتے اسی واسطے مثال مین یہ کہتے ہین من عصی اطراف الزجاج اطاع عوالی الرماح۔ یعنے جو شخص بھالے کے نیچے کے حصہ کی نافرمانی کرتا ہے تو وہ بھالے کے انی کی اطاعت کرتا ہے۔ اس مثال مین عوالی کا لفظ جو واقع ہوا ہے وہ ضد مین سافلہ کے ہے یعنے عالیہ بھالے کے اوپر کا حصہ جس مین پھل لگا ہوا ہوتا ہے اور عالیہ کی جمع عوالی ہے۔ سنان اور لہذم لمبے بھالے کو کہتے ہین۔ نجاع اُس تیر کو کہتے ہین جسکا پھل نہ ہو۔

لیکن جوب اور مجن سپر کو کہتے ہین۔ جمع وہ ادوات (آلات و اوزار) ہین جن سے تیر مارا اور پتھر پھینکا جاتا ہی تجفاف جنگ کا وہ لباس ہے جسکو سوار اور پیادہ پہنتے ہین تاکہ حفاظت ہو سکے یہ مثل درع (زرہ) کے ہی جلبان تلوار کے نیام کو کہتے ہین یا اسکی باڑھ کو کہتے ہین۔ حرباء زرہ کے مسمار (میخہائے آہنی) کو کہتے ہین یا اُس کے سر کو جو زرہ کے حلقہ مین ہوتا ہے۔ جلپات وہ زرہ جو حطمہ بن محارب کی طرف منسوب ہے یہ شخص زرہ بنایا کرتا تھا۔ یاانی (زرہون) کو کہتے ہین جو تلوارون کو توڑ دیتے ہین یا بھاری اور چوڑے زرہون کو کہتے ہین۔

سیوف مشرفیہ (مشرقی تلوارین) مشارف کی طرف منسوب ہین۔ شیخ ناصیف الیازجی اپنی کتاب مجمع البحرین مین کہتا ہے کہ یہ یمن کا ایک قریہ ہے۔ مجمع الامثال مین میدانی کہتا ہے کہ مشرفیہ مشارف شام کی طرف منسوب ہی اور یہ اُس کے قریہ ہین اسی سے سیف مشرقی نام رکھتے ہین۔ اور قاموس مین لکھا ہے کہ مشارف الارض اونچی زمینون کو کہتے ہین اور سیوف مشرفیہ قیمتی اور اعلی درجہ کی ہوتی ہین۔ لیکن بصریہ یہ بصری کی طرف منسوب

جو شام مین بھی ایک موضع ہے - اور سلیمانیہ بیابان کی طرف منسوب ہے - ہجرین کا ایک موضع ہے یا سند کا یا
ہند کا - اور حنیفیہ احنف بن قیس کی طرف منسوب ہے -

تلوار کو ان اوصاف سے موصوف کرتے ہین - ابتر - باتر - بتار - تخذم - خادوقہ - حسام - مخفقہ - خذوم -
مخذم - خاشف - خفضم - صردم - صلت - اصمع - قباب - ذرضاب - ترغوب - قصاب - نہیک - عضب -
باضک اور بفنوک اس تلوار کو کہتے ہین جو کاٹ کر گزر جانے والی ہو - اور اقرع وہ تلوار ہے جو عمدہ لوہے
سے بنی ہو - اور مہند اس تلوار کو کہتے ہین جو تیز اور کاٹنے والی ہو - یا ہند مین بنی ہو - اور صمصام وہ تلوار جو
جھکتی نہ ہو - اور مبالغہ کے لیے تا زیادہ کر کے صمصامہ بھی کہتے ہین جیسا کہ خارقہ کہتے ہین - اور شامل اس تلوار کو
کہتے ہین جسکو صیقل ہو کر بہت زمانہ گزرا ہو - ابریق وہ تلوار جو براق ہو یعنے سفید صیقل زدہ - اور بارقہ
مطلق تلوار - اور بعض اور مصقو بھی تلوار کو کہتے ہین - صدامی سیف ظالم کو کہتے ہین اور باتک کاٹنے والی تلوار کو کہتے ہین
اور تلواروں مین برندہ ہے جسپر قدیم کی کوئی نشانی ہو - یا فرند - جوہر کو کہتے ہین جیش وہ تلوار جو نرم لوہے
سے یا سخت لوہے سے بنائی گئی ہو -

رقارق زیادہ آبدار تلوار - صموت وہ تلوار جو خوب کاٹے اور گھس جائے - مصعوب نہایت نازک اور
پاکیزہ تلوار - جہا پتلی تلوار - کشوح ان سات تلواروں مین کی ایک تلوار ہے جو بلقیس نے سلیمان علیہ السلام کو
بطور ہدیہ اور تحفہ کے بھیجی تھی - اخشم چھوٹی تلوار کو کہتے ہین خشیب وہ تلوار جو صیقل زدہ کے خلاف ہو یعنے
زنگ آلود تلوار - معضد کم درجہ کی ردی تلوار جس سے درخت وغیرہ کاٹے جاتے ہین -

عربون کی جو تلوارین مشہور ہین انمین مسلوب اور ذوالحیات حارث بن ظالم المری کی تلواروں کے
نام ہین -

باتک اور رعاد مالک بن الہمدانی کی تلواروں کے نام ہین[1] -

لسان الکلب تبع بن حسان الحمیری کی تلوار کا نام ہے جو یمن کے بادشاہون سے تھا -

ذوالفقار[2] عاص بن منبہ کی تلوار کا نام ہے جب یہ شخص قتل ہو گیا تو اس تلوار کو آنحضرت صلعم نے لے لیا -
پھر یہ تلوار امام علی ابن ابی طالب رض کے پاس آئی - اسلامی شاعر اسکا تذکرہ اپنے غزلیات وغیرہ اشعار مین
بہت کرتے ہین اور اسکو الحاظ یعنے نظر سے تشبیہ دیتے ہین جس طرح سے قد و قامت کو بھالے سے تشبیہ دیا

---

[1] باتک کے معنی قاطع کے ہین - اور رعاد کے معنی بھی تیغ بران کے ہین -
[2] فقار کے معنی آفت اور بلا اور حادثہ کے ہین -

کرتے ہین۔ اور لحظ کے معنی باطن العین (آنکھ کا حصہ جو اندر کی طرف ہو) کے ہین اور لحاظ اُس کو پیچھے کے حصہ کو کہتے ہین جسطرح سے کہ قد و قامت کو بھالے سے تشبیہ دیا کرتے ہین۔

قلزم اور صمصامہ عمرو بن معدیکرب الزبیدی کی تلوارون کے نام ہین جو بہت مشہور تھین ایک شاعر کہتا ہے۔

اخ ماجد ماخانني یوم مشہد　　کما سیف عمرو لم تخنہ مضارب [۱]

اصبہانی حکایت کرتا ہے کہ عمر بند کو رسنے رستم کے قتل کے روز یہ شعر پڑہا تھا۔

انا ابو ثور و سیفي ذو النون　　اضربهم ضرب غلام مجنون

یا لزبید انهم یموتون [۲]

ولدل [۳] اور ذو الکف ذي جدن کی تلوارون کے نام ہین جو یمن کا ایک بادشاہ تھا۔

ذو النون مالک بن زہیر العبسی کی تلوار کا نام ہے

دلول [۴] عبد الرحمن بن عتاب بن اسیر بن ابی العاص کی تلوار کا نام ہے۔

بجج [۵] زہیر بن جناب الکلبی کی تلوار کا نام ہے۔

خذوم اور مخذم [۶] حارث بن ابی شمر الغسانی کی تلوار کا نام ہے۔

---

[۱] ترجمہ۔ میرا بہائی ایسا صاحب بزرگی والا ہے کہ اُس نے مشہد (جنگ) کے روز مجہہ سے کبہی خیانت نہین کی جیسے عمرو کی تلوار نے کسی لڑائی مین خیانت نہین کی۔

[۲] ترجمہ۔ مین ابو ثور ہون اور میری تلوار ذو النون ہے مین اُن کو اسطرح سے مارونگا جیسے بے دہڑک نوجوان مارتے ہین۔ ای زبید وہ بے شک (آج) مرینگے اس شعر مین نون کا لفظ آیا ہے جس کے معنی تلوار کی پہلی کے ہین

[۳] ولدل کے معنی امر عظیم کے ہین۔

[۴] دلول کے معنے داویلاہ کے معنی ہین۔

[۵] بجج کے معنی چیرنے اور طعنہ مارنے اور غلبہ کے ہین اور مباججہ کی معنی مبارزت کے ہین محاورہ مین باججتہ او بججتہ کہتے ہین یعنے مین نے غلبہ پایا۔

[۶] خذوم اور مخذم کے معنی تیزی سے کاٹنے کے ہین عنترہ کہتا ہے۔

فطعنتہ بالرمح ثم علوتہ　　بمہند صافي الحدیدۃ مخذم

یعنے مین نے اُس کو بہالا مارا اور تیغ ہندی سے جو نہایت عمدہ ہے کی بنی ہوئی اور بڑی کاٹنے والی ہے اُس پر غالب ہوا۔

اضرس[1] حارث بن ہشام کی تلوار کا نام ہے۔

زائد خبیب بن اساف کی تلوار کا نام ہے۔

مصنع[2] زہیر بن جذیمۃ العبسی کی تلوار کا نام ہے۔

صارد[3] عاصم بن ثابت بن ابی الاقلح کی تلوار کا نام ہے۔

مصمت[4] وشاح[5] شیبان ہندی کی تلواروں کے نام ہیں۔

عطشان ابن عبدالمطلب بن ہاشم کی تلوار کا نام ہے۔

غمام جعفر طیار کی تلوار کا نام ہے۔

فرد عبداللہ بن رواحۃ الانصاری کی تلوار کا نام ہے۔

ذوالعوق مفروق ابو عبدالمسیح الریانی کی تلوار کا نام ہے۔

مخزنات منذر بن مارالسمار کی تلوار کا نام ہے۔

ذوالقرط خالد بن الولید المخزومی کی تلوار کا نام ہے۔

ذوالنورین معقل بن خویلد کی تلوار کا نام ہے۔

مصمم اور ذوالوشاح حضرت عمر بن الخطاب رضؓ کی تلوار کا نام ہے۔

# فصل سیوم

---

[1] اضرس کے معنے جنگوں میں تجربہ کیے ہوئے کے ہیں اور ضارست کے معنے محاربت یعنے جنگ کرنے کے ہیں۔

[2] مصنع صنع سے مشتق ہے جس کے معنی سخت چیز کو چیرنے کے ہیں۔

[3] صارد کے معنی نافذ یعنے گذر جانے والی کے ہیں۔

[4] مصمت کے معنی مسکت کے ہیں یعنے سکوت پیدا کرنے والی۔

[5] وشاح کے معنے تلوار کے ہیں اور محاورہ میں یہ کہتے ہیں توشح الرجل السیف یعنے اس نے تلوار کو حمائل کیا مثلاً

## عربون کے وقائع اور انکی بری اور بحری فتوحات کی بیانمیں

یہ بات مخفی نہین ہے کہ عربون کے زمانہ جاہلیت کے بہت سے وقائع (جنگین) ہین ان کا حصر اور انکی معرفت پورے طور پر ناممکن ہے زیادہ تر ان مین جو لڑائیان ہین وہ از قسم جور و ظلم و عداوت کے ہین اس لئے کہ ان کا ذریعہ رزق (معاش) ان کے بھالون مین تھا اور انکی معاش کا سامان دوسرون کے ہاتھون مین تھا ان لڑائیون سے ان کا مقصد صرف لوگون پر غالب ہوکر ان کا مال و اسباب لوٹنا اور غارت کرنا تھا ابو الفرج الاصفہانی نے ایام عرب مین ایک کتاب لکھی ہے جسمین سترہ سو لڑائیون کا حال ہے یعنی ان وقائع اور جنگون کا حال جو ان مین وقتاً فوقتاً ہوتے رہے ان مین سے زیادہ مشہور لڑائیون کے نامون کو ادیب فاضل شیخ ناصیف الیازجی اللبنانی نے ایک ارجوزہ مین بیان کیا ہے جو قریب ایک سو لڑائیون کے ہین اور وہ ارجوزہ یہ ہے۔

قد ذکر القوم لایام العرب — مواقعاً تدعی بهن کاللقب
من ذلک الکدید والبیداء — بعاث والغترة والهباءة
کذا کلاب منعج الجفار — والحجر والزخیخ والستار
شمطة والزور غبیط المدره — کذا الغبیطان اللوی وتبره
جو نطاع ذو طلوح والعنب — ذرنی الکحیل والغدیر ذو نجب
نخلة فیف الریح قرن فلج — طوالة ذو قبی زرود المرج
عویر من الحدائق النسار — قشاوة کفافة سنجار
ذو حسی خو خوست داب — عین اباغ قادم اراب
عراعر النهی الربیع ملهم — نجران والعینان غول رقم
ذو الاثل ذات الرمم النشاش — غبیرة عقبة اعشاش
دوار دات الجم جرجان — والدرک السوبان والسلان
شعب خزازی والعظالی حاطب — قراقر الثنیة الذناب
جبلة الفرعاء والصلیب — ظهر وذات الحرمل الکثیب
اوارة لهابة ذوقار — اقرن مرج حیرة سفار
شعواء والهبایرة المرتقب — قطن ذو حسی الفرق یحیب

بشبان دا ہر یزید و احشال      و اعصمی بخصی من الرجال [1]

[1] اس ارجوزہ کا ترجمہ اس لیے نہین کیا گیا کہ اسمین صرف ربط شعری سے جنگون کے نام منظوم ہین اس کے سوا اور کوئی مطلب کی بات نہین ہے - بلکہ مین نے بجائے ترجمہ کے مجمع الامثال میدانی سے اُن جنگون کے نام جو بہ نسبت اس ارجوزہ کے ناموں کے زیادہ ہین اس مقام پر نقل کرنا مناسب خیال کیا جو ذیل مین درج ہین مترجم

یوم النسار - یوم الجفار - یوم الستار - یوم الفجار - یوم نخسلة - یوم شمطة - یوم العبلاء - یوم عکاظ - یوم الحریرة - یوم ذی قار - یوم تبلة - یوم رحرحان - یوم الفلج - یوم النشاش - یوم اللہابة - یوم خزازی - یوم الکلاب - یوم الصفقة - یوم المشقر - یوم طخفة - یوم الوقیط - یوم المردمة - یوم الشقیقة - یوم جشادة - یوم اراب - یوم ذی طلوح - یوم ذی اراطی - یوم ذی بہدی - یوم ذی نجب - یوم اللوی - یوم اعشاش - یوم عاقل - یوم الہباءة - یوم سفار - یوم البشر - یوم مخاشن - یوم النخابور - یوم ذرنی - یوم الغضالی - یوم الغبیط - یوم الغبیطین - یوم الفرنیة - یوم الکحیل - یوم الکفافة - یوم القرن - یوم نیسان - یوم الوقبی - یوم الصمتین - یوم قراقر - یوم لبقار - یوم عینین - یوم الحنو - یوم السوبان - یوم الفاد - یوم فیف الریح - یوم ادارة - یوم البیداء - یوم غول - یوم السلان - یوم ضبیعات - یوم جونطاع - یوم ذوحسع - یوم زج - یوم البوس - یوم التحالق - یوم داحس والغبراء - یوم الصلیب - یوم ظہر - یوم ذی ذرائح - یوم الدثینة - یوم ذات الرمرم - یوم جدود - یوم القرعاء - یوم بلہم - یوم تحتح - یوم منعج - یوم زرود - یوم الغشاة - یوم الرحم - یوم طوالة - یوم خوی - یوم خو - یوم بعاث - یوم الدرک - یوم ذی احشال - یوم ثبرة - یوم الثنیة - یوم النباح - یوم ملیحة - یوم الوتدہ - یوم النجیر - یوم الہزیز - یوم حرابیب - یوم الالیل - یوم الامیل - یوم الہباءة - یوم الخوع - یوم کنفی عردشس - یوم مبایض - یوم ترج - یوم نجران - یوم الذہاب - یوم داردات - یوم بنات قین - یوم ذی الاثل والاسطے - یوم الذنائب - یوم الحسین - یوم ایاغ - یوم قارة اہوی - یوم سفوان - یوم قتبا - یوم القصیبة - یوم سحبل - یوم حادث الجولان - یوم المفیح والصحصحان - یوم مجر - یوم الزوریین - یوم سنجار - یوم دارة ماغسل - یوم مزلق - یوم قارب - یوم الفروق - یوم دائب - یوم الرضخ - یوم دارة جلجل - یوم بلدح مانجد - یوم تعشار - یوم الحفرة - یوم الدہنا ویوم قیل - یوم القاع - یوم الاثاق ۔

لیکن مغیناد رفتح ونصرت کی لڑائیان جن سے قوم عرب مضبوط ہوئی اور اُنکی شان بلند ہوئی
اور شوکت قوی ہوئی اور اُنکا زور وغلبہ ہر مقام مین پھیلا اور اُس کے غلبہ کے جھنڈے بڑے بڑے
اور نامور ممالک مین نصب ہوئے وہ وہ جنگین ہین جو ظہور اسلام کے بعد ہوئین۔

اور ابتدا مغازی یعنے جنگون کی وہ ہے جن کو آنحضرت صلعم نے اپنے دشمنون سے مقابلہ کرنے اور
بلاد عرب پر غلبہ حاصل کرنے کی غرض سے جاری فرمایا۔ اور وہ جنگین حسب ذیل ہین[1]۔

پہلی جنگ غزوہ بدر کے نام سے موسوم ہے اس جنگ مین آپ تین سو آدمیون سے جو آپ کے اصحاب
تھے قافلہ قریش سے جنگ کی اور قریش کے لوگ قریب ایک ہزار کے تھے اور ان کا افسر ابوسفیان تھا
آپ کو اس جنگ مین فتح ونصرت حاصل ہوئی۔

---

[1] مجمع الامثال مین میدانی نے خاص زمانہ اسلام کی جنگون کے نام کی جو فہرست لکھی ہے اسکا اس مقام پر
لکھدینا میرے نزدیک زیادہ مناسب معلوم ہوا اور وہ نام یہ ہین۔

(۱) یوم العشیرۃ - (۲) یوم بدر - (۳) یوم احد - (۴) یوم سریۃ الرجیع - (۵) یوم بئر معونۃ - (۶) یوم النضیر - (۷) یوم ذات الرقاع - (۸) یوم الخندق
(۹) یوم بنی قریظۃ - (۱۰) یوم بنی المصطلق - اسکو یوم المریسیع بھی کہتے ہین - (۱۱) یوم الحدیبیۃ - (۱۲) یوم خیبر - (۱۳) یوم موتۃ - (۱۴) یوم الفتح -
(۱۵) یوم حنین - (۱۶) یوم اوطاس - (۱۷) یوم الطائف - (۱۸) یوم ذات السلاسل - (۱۹) یوم تبوک - (۲۰) یوم الابوار - (۲۱) یوم قینقاع -
(۲۲) یوم ودمہ - (۲۳) یوم السقیفۃ - (۲۴) یوم بزاختہ - (۲۵) یوم الیمامۃ - (۲۶) یوم عین التمر - (۲۷) یوم جواثی - (۲۸) یوم صنعا - (۲۹) یوم الحیرۃ - (۳۰) یوم الیرموک
(۳۱) یوم اجنادین - (۳۲) یوم مرج الصفر - (۳۳) یوم جلولاء (۳۴) والمدائن (۳۵) والقادسیہ (۳۶) ونہاوند - (۳۷) یوم اللبس - (۳۸) یوم قس الناطف
(۳۹) یوم تستر - (۴۰) یوم قدیس - (۴۱) یوم ارماث (۴۲) ویوم اغواث - (۴۳) یوم الزحف - (۴۴) یوم العریش - (۴۵) یوم قرس - (۴۶) یوم قیساریہ
(۴۷) یوم الحرۃ - (۴۸) یوم مرج عذار - (۴۹) یوم قتل معاویۃ حجر بن عدی واصحابہ - (۵۰) یوم مرج راہط - (۵۱) یوم البشر - (۵۲) یوم البلیخ
(۵۳) یوم ضواد - (۵۴) یوم الخشاک (۵۵) ویوم الثرثار - (۵۶) یوم البحرین - (۵۷) یوم سولاف - (۵۸) یوم ودلاب - (۵۹) یوم وجیل - (۶۰) یوم سلا وسلبری
(۶۱) یوم سکن - (۶۲) یوم خازر - (۶۳) یوم جبابۃ السبیع - (۶۴) یوم شعب بوان - (۶۵) یوم الربذۃ - (۶۶) یوم تل مجزی - (۶۷) یوم قصر قرنی - (۶۸) یوم الخندقین
(۶۹) یوم العقر - (۷۰) یوم قندابیل - (۷۱) یوم المذار - (۷۲) یوم القصر - (۷۳) یوم قرقیسیا - (۷۴) یوم منجر - (۷۵) یوم الکناسۃ - (۷۶) یوم قدید - (۷۷) یوم وادی القری
(۷۸) یوم دشتی - (۷۹) یوم الزاویۃ (۸۰) ویوم رستقباذ (۸۱) ویوم دیر الجماجم - (۸۲) ویوم الاہواز - (۸۳) یوم الخرار - (۸۴) یوم الزاب - (۸۵) یوم
الماجوان - (۸۶) یوم جرجان - (۸۷) یوم نہر بطرۃ - (۸۸) یوم فخ - (۸۹) یوم جوخی (۹۰) ویوم الطف - (۹۱) ویوم الدار - (۹۲) ویوم الجمل
(۹۳) ویوم صفین - (۹۴) ویوم النہروان - امثال میدانی مطبوعہ مصر جلد دوم مطبوعہ سنہ ۱۲۸۴ ہجری صفحہ
۴۳۳ تا ۴۰۴ - مترجم

دوسری جنگ غزوہ احد کے نام سے موسوم ہے اور یہ جنگ جنگ بدر کے ایک سال بعد واقع ہوئی اس جنگ مین ابوسفیان مذکور نے قریب تین ہزار سپاہیون کے اپنے ہمراہ لایا تھا اُس نے مسلمانون کو شکست دی اور ان کو بُرا بھلا کہا۔ تیسری جنگ غزوہ طائف کے نام سے مشہور ہے۔ اس جنگ مین یہودی قریب دس ہزار کے قتل ہوئے اور یہ جنگ سنہ ۵ھ م سنہ ۶۲۶ع مین واقع ہوئی۔

چوتھی جنگ غزوہ خیبر کے نام سے مشہور ہے خیبر مدینہ منورہ کے شمال و شرق مین واقع ہے یہان کے باشندے یہودی ہین۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان مین سے ابتک باقی ہین مگر انمین اور ملک عرب کے دوسرے یہودیون مین کوئی قرابت نہین ہے۔ شاید کہ وہ اُس فرقہ سے ہین جنکو قرائین کہتے ہین وہ بہ نسبت دوسرے یہودیون کے زیادہ متعصب ہین یہ لوگ مستقل ہین اُنپر اُن کے شائخ اسیطرح حکومت کرتے ہین جیسے دوسرے عرب اور یہ قافلون کے بڑے ہی دشمن ہین اس سے یہودیون کو مار دلاتی جاتی ہے جب کسی کے رذائل کا بیان مقصود ہوتا ہے تو اسکو خیبری کہتے ہین یعنے نہایت پاجی اور بدمعاش آدمی اور یہ خیبر جسکا ذکر ہو رہا ہے عربون کے تمام استوار اور مضبوط قلعہ والے قریون اور گانوٴن مین زیادہ استوار اور محفوظ ہے آنحضرت صلعم نے سنہ ۶ھ م سنہ ۶۲۷ع مین اسپر چڑھائی کی اور جنگ کی۔

پانچوین جنگ وقعہ موتہ کے نام سے موسوم ہے اور یہ موتہ ملک شام مین واقع ہے سنہ ۸ھ م سنہ ۶۲۹ع مین تین ہزار مسلمان تیس ہزار آدمیون پر فتحیاب ہوئے لیکن اہل فرنچ اسکی نسبت یقین نہین کرتے یعنے وہ اس جنگ کے وجود سے انکار کرتے ہین۔

چھٹی جنگ حنین ہے رسول مقبول صلعم کی یہ آخری جنگ تھی اسمین آپ کو ملک عرب پر پورے طور پر استیلا یعنی غلبہ حاصل ہوا۔ لیکن عام الوفود وفود کا سال جو عربی کتابون مین مشہور ہے یہ وہ سال ہے جسمین بزمانہ سنہ ۹ھ م سنہ ۶۳۰ع تمام امرا مطیع ہوئے انمین سے جو سب سے بڑا شخص مسلمان ہوا وہ باذان اور اسکا بیٹا صحار ہے جو یمن کے آخری بادشاہون سے تھے۔

آنحضرت صلعم غیر مسلمانون کے ساتھ نہایت مروت اور حلم کے ساتھ برتاو کیا کرتے تھے اور اُن کو اُن ممالک مین جنکو آپ فتح کرتے تھے عہد و مواثیق سے امن دیتے تھے اور یہ عہدنامہ مثل صحیفون کے ہین جو مسلمانون اور یہودیون کے مابین کیئے گئے تھے۔ کعب بن اشرف کے قتل ہونے کے بعد آپ نے اس عہدنامہ کو یہودیون کو دلوا دیا ایک عہدنامہ آپ نے نصر بن ثولب کو لکھدیا تھا کہ وہ اُس کے خاندان مین ہے لیکن ہم ان عہدنامون کی صورت سے واقف نہین ہین کہ ان مین ان کے لیئے کیا کیا امور لکھے گئے ہین۔ لیکن ہم اُس عہدنامہ سے واقف ہین جو آنحضرت صلعم نے یہان دیر دکلین ؟ فلسطین یعنی بیت المقدس کے عیسائیون کو [illegible]

یہ کلیسا جبل سینا میں واقع تھا اور یہ عہدنامہ زبان ترکی میں ترجمہ کیا ہوا ہے اس لیے کہ اسکی اصل ابتک سلطانی خزانہ میں محفوظ ہے۔ اسلامی شہروں میں اس کلیسا سے متعلق جتنے کلیسا ہیں انمین جو الطوس پایا جاتا ہے وہ پوری ترکی زبان میں ہوتا ہے انمین شرعی احکام اور اوامر ہیں جو خلفائے راشدین اور ان کے بعد کے بادشاہوں اور سلاطین نے انپر وجوباً عمل کرنے کے لیے لکھا ہے اور یہ اسکا ترجمہ ہے:۔

"یہ کتاب (عہدنامہ) ہے جسکو محمد بن عبد اللہ (صلعم) بشیر ونذیر (خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے) نے لکھا ہے وہ تمام خلائق کی اس ودیعت کا امین ہے جو اللہ تعالی نے اپنی مخلوق میں رکھا ہے تاکہ اللہ پر رسولوں کے (بھیجنے کے) بعد کوئی حجت نہ ہے اور اللہ بڑا غالب اور حکیم ہے اس نے یہ عہدنامہ ان لوگوں کے لیے لکھا ہے جو اس کے دین پر ہیں ان تمام اقوام کے مقابلہ میں جو عیسائی مذہب پر ہیں خواہ وہ ممالک مشرق سے لیکر مغرب تک کہیں بھی رہتے ہوں بعید ہوں یا قریب ہوں عربی ہوں یا عجمی ہوں معلوم ہوں یا مجہول ہوں یہ وہ عہدنامہ ہے جس کے ذریعہ سے ان سے عہد کیا گیا ہے۔ اس عہدنامہ کا جو کوئی خلاف کریگا وہ اس کے مخالف ہوگا اور جن امور کے کرنے کا اسمیں حکم ہے وہ اس سے تجاوز کرنے والا سمجھا جائے گا اور یہ سمجھا جائے گا کہ اس نے خدا کے عہد میں فساد ڈالا ہے اور یہ کہ وہ خدا کے میثاق (عہد) کی تصدیق نہیں کرتا ہے اور اس سے وہ عاجزی نہیں کرتا ہے اور یہ کہ وہ اس کے دین سے استہزار (مذاق) کرتا ہے اور یہ کہ وہ اسکی لعنت کا مستحق ہو خواہ وہ سلطان ہو یا اور کوئی مسلمان مومن سے ہو۔ پس جب کوئی راہب یا سیاح پہاڑ پر ہو یا جنگل میں ہو یا ویرانہ میں ہو یا آبادی میں میدان میں ہو یا کسی کنیسا و معبد میں ہو پس ہم اس کے آگے پیچھے ہیں۔ میں بذات خود یا اپنے اعوان و انصار وغیرہ سے ان کے مضرات کو دور کرنے پر تیار رہوں وہ اور ان کے مال اور ان کی گرجے میری حفاظت میں ہیں اس لیے کہ وہ میری رعیت اور میرے اہل ذمہ ہیں۔ میں ان سے ان اثقال کو جو اہل عہد انپر عائد کرتے ہیں اور جن سے وہ مکدر ہوتے ہیں دور کرونگا ان کے ذمہ وہی چیز رکھی جائے گی جس کو وہ پسند کریں یعنے ایسا خراج انپر رکھا جائے گا جو ان کو بار نہ ہو اور جس سے وہ مکدر نہ ہوں اور نہ ان پر جبر و اکراہ ہو۔ ان میں جو لوگ انپر قضات کرتے ہیں۔ وہ اپنے عہدوں سے بدلے نہیں جائینگے اور نہ ان کے رہبان اپنی رہبانیت کے عہدے سے ہٹائے جائینگے اور نہ خلوت نشین فقرا اپنے صومعوں (عبادت خانوں) میں سے اٹھائے جائینگے کوئی شخص سیاحوں کا مال و اسباب لینے کا مجاز نہ ہوگا ان کے کنیسوں کا کوئی حصہ منہدم نہیں کیا جائے گا اور نہ مسلمانوں کے گھروں میں وہاں سے کوئی چیز لاکر داخل کی جائے گی ان اشیاء میں سے اگر کوئی شخص ایک چیز بھی لیگا تو یہ سمجھا جائے گا کہ اسنے خدا کے عہد میں فساد ڈالا اور واقعی میں اس نے اسکے رسول کی [illegible] ان کے قضات اور رہبانوں پر کسی قسم کا خراج نہ لگایا جائے اور ان شخص پر بھی خراج نہ لگایا جائے [illegible]

مشغول ہو۔ اور اُنپر اور کسی قسم کا تاوان یا خراج وظلم وزیادتی کا محصول نہ لگایا جائے کیونکہ مین اُن کا ذمہ کا محافظ ہون خواہ وہ خشکی مین ہون یا تری مین مشرق مین ہون یا مغرب مین شمال مین ہون یا جنوب مین۔ خواہ وہ کہین رہین مگر وہ میرے ذمہ اور میرے عہد وپیمان کے امن مین ہین تمام اُن چیزون سے جو اُن کو ناگوار معلوم ہون اور نہ اُن لوگون سے خراج اور عشر لیا جائے جو پہاڑون مین گوشہ نشین ہوکر عبادت کرتے ہین اور نہ اُنپر خراج وعشر ہے جو ان مبارک زمینون مین زراعت کرتے ہین۔ کوئی شخص اُن کے طریقہ مین شریک نہ ہو اور اُنکی دعوی مین بھی شریک نہ ہو۔ کیونکہ یہ امور اُن کے سوا اور دوسرون کے لیے ہین اور اُن کو اعیاد کے زمانہ مین اُن کے کہانے کے لیے ایک ایک پیالہ دیا جائے۔ اور اُن سے یہ نہ کہا جائے کہ یہ بہت ہے اور اُن سے خراج کا مطالبہ نہ کیا جائے۔ اور خراج دینے والون اور تونگرون اور ارباب تجارت (یعنے تاجرون) سے ایک سال مین ایک شخص سے بھی بارہ درہم سے زیادہ نہ لیئے جائین اور رسن رسیدہ لوگون پر بھی حد معین سے زیادہ بار نہ ڈالا جائے اُن کو سفر کی تکلیف بھی نہ دیجائے اور جنگ وجدال کا کام بھی اُنپر لازم نہ گردانا جائے اور ہتیارون کے منتقل کرنے پر بھی وہ مجبور نہ کیئے جائین کیونکہ مسلمانون کو اُن سے جو لڑنا جھگڑنا ہے وہ اچھی وجہ پر ہونا چاہیئے جیسین اس ایت ولا تجادلوا اہل الکتاب الا بالتی ہی احسن کی اتباع پائی جائے یعنے اہل کتاب سے جو جھگڑو تو خوبی کے ساتھ جھگڑو۔ اسطرح سے تمہاری معیشت رحم آمیز ہوگی اور اُن سے ان امور کو دور کرو جو اُن کو مکدر کرتے ہین یا اُنپر بار گزرتے ہین خواہ وہ اپنی خواہش سے جہان کہین رہین یا کوئی ایک مقام مین فروکش ہون اور جب کوئی نصرانی عورت مسلمان سے نکاح کرے تو یہ نکاح اُسکی رضامندی سے ہونا چاہیئے اور اُسکو نماز کے لیے اپنے کنیسہ کو جانے سے نہ روکنا چاہیئے اور اُن کے کنیسون کی حرمت کی جائے اُنکو اپنے کنیسون اور اپنے معبدون کی تعمیر وترمیم مین ممانعت نہ کی جائے اور وہان ہتیار اور پتھر نہ لیجانا چاہیئے اس لیے کہ تمام مسلمان اُن سے تکلیف دہ امور کے دفع کرنے کے ذمہ دار ہین۔ کوئی امت (قوم) قیامت تک یا دنیا کی اختتام تک اس عہدنامہ کا خلاف نہ کرے۔ یہ وہ عہدنامہ جسکو محمد بن عبداللہ نے تمام مذاہب نصاری کے لیے لکھا ہے اور ان شرایط کی جو اسمین درج ہین پورا کرنے کی اپنی ذات سے اور اُن سے شرط کی ہے اور وہ لوگ اسپر عمل کرینگے جنھون نے کہ اسپر اپنے نام اور اپنی گواہیان لکھی ہین۔ اس عہدنامہ کے آخر پر بڑے بڑے صحابہ کرام کی گواہیان لکھی گئین جن کے یہ نام ہین۔

علی بن ابی طالب رض۔ ابوبکر بن قحافہ رض۔ عمر بن الخطاب رض۔ عثمان بن عفان رض۔ ابوالدردا رض۔ ابوہریرہ رض۔ عبداللہ بن مسعود رض۔ عباس بن عبدالمطلب رض۔ فضل بن عباس رض۔ زبیر بن العوام رض۔ طلحہ بن عبداللہ رض۔ سعد بن معاذ رض۔ سعد بن عبادہ رض۔ ثابت بن نفیس رض۔ زید بن ثابت رض۔ ابوحنیفہ بن عتبہ رض۔ ہاشم بن عبید

معظم بن[18] قریش رض۔ حارث[19] بن ثابت رض۔ عبدالعظیم بن[20] حسن رض۔ عبداللہ[21] بن عمرو بن العاص رض۔ عامر[22] بن یاسر رض۔
اس عہدنامہ کو مسجد نبوی مین علی بن ابی طالب رض نے اپنے خط سے تیسری محرم سنہ ۳ھ مین لکہا۔

بعد اس سکے کہ جناب رسالت مآب صلعم کی وفات ہوئی تو بہت سے ایسے امور پیدا ہوگئے جن سے اسلام مین ایک بڑی خرابی اور تہلکہ پڑجاتا اگر امام عبداللہ بن ابی قحافہ یعنے ابوبکر صدیق رض اپنی حکمت آمیز عقل اور شجاعت سے اسکا تدارک نہ کیئے ہوتے جنکو اس وقت مین اکثر اہل قریش نے خلافت کے لیئے منتخب کیا تھا۔ ان مہم کامون مین سے ایک یہ امر بھی تھا کہ مسند خلافت کے لیئے خلیفہ کے انتخاب مین اہل قریش مین بڑا ہی اختلاف رائے ہوا کیونکہ بعض کی یہ راے تہی کہ اس کے مستحق امام علی بن ابی طالب رض ہین لیکن جن لوگون نے ابوبکر رض کو منتخب کیا اور علی کو خلیفہ بنانا نہین چاہا اُن کو اس بات کا خوف اور اندیشہ تھا کہ اگر علی خلیفہ ہونگے تو بنی ہاشم کی شوکت بڑہ جائے گی۔ کیونکہ علی رض اس قبیلہ کے سردار ہین۔ یہ وہ اختلاف تھا کہ جسکی بدولت آخر مین بہت سی بدعتین اور فرقہ اسلام مین قائم ہوئے اہل سنت کو اسکا استیصال ممکن نہین ہے سب سی پہلے ابوبکر رض نے یہ کام کیا کہ انہون نے ابوعبیدۃ بن الجراح کو اپنے پاس بلایا اور اس وقت اُن کے پاس عمر بن الخطاب رض بھی موجود تھے اور اُن سے یہ کہا۔

"اَی ابوعبیدہ تیری پیشانی کیسی مبارک ہے اور تیرے رخسارون مین خیر و برکت کیسی نمایان ہے اور تو رسول اللہ صلعم کے پاس مکان محفوظ اور محل نیکی مین رہا ہے اور ایک مشہور لڑائی مین پیغمبر صلعم نے تیری نسبت یہ فرمایا ہے ابوعبیدہ اس امت کا امین ہے۔ خدا تیرے طول حیات سے اسلام کو غالب کرے اور تیرے ہاتھون پر اس کے فساد کی اصلاح کرے اور تو ہمیشہ دین کا ملجا اور مومنین کی سروح بنا رہے۔ اور خدا تجھ کو تیرے اہل کا رکن کرے اور تیرے بہائیون کے لیئے تجھ کو بمنزلہ رداء (چادر) کے کرے۔ مین نے تجھ کو ایک خاص کام کے لیے بلایا ہے جسکا انجام نہایت پرخوف و خطر ہے اور اسکی بہلائی ظاہر اور معروف ہے اگر اس کام کا زخم تیرے عمدہ علاج سے مندمل نہ ہو یا اس سانپ کا زہر تیرے منتر سے نہ اترے تو بڑا خوف واقع ہونے کا اندیشہ ہے اور پہر وہ بڑا سخت ہوجائے گا اور اس کے بعد اس کے دور کرنے مین بڑی مشکلات کا سامنا ہوگا۔ مین خدا سے امید کرتا ہون کہ اس کا انجام اور انتظام تیرے ہاتھ پر کرے۔ پس ای ابوعبیدہ اس کام مین نرمی اور مہربانی سے مدد کر اور خدا اور رسول (صلعم) اور اس جماعت کے لیے صحت پذیر ہو درآنحالیکہ اس کوشش مین سستی اور درنگ کرنے والا نہ ہو۔ خدا تیرا محافظ اور ناصر اور نگہبان ہے اور اسی سے قوت اور توفیق ہے۔ تو علی رض کے پاس جا اور اُن کے سامنے تو اپنی بازو جہکا دے اور اوازکو پست کردے اور تو یہ بات سمجھ لے کہ وہ ابوطالب کا سلالہ یعنے خلاصہ خاندان ہے اور کل کے روز جنکو ہم نے گم کیا ہے یعنے رسول مقبول صلعم کو وہ اُن کے یادگار اور قائم مقام ہین تو اُن سے یہ کہنا کہ

دریا ڈوبانے والا ہے اور بیابان جدا کرنے والا ہے اور جو پانی بودار ہوجاتا ہے وہ متغیر اللون اور کھاری
ہوتا ہے اور رات چھپانے والی ہے اور آسمان صاف ہے اور زمین بین بنا تات نہین ہین بلندی پر چڑھنا
نہایت مشکل اور بلندی سے نیچے آنا بہت سہل ہے اور حق یعنے سچائی نہایت ظاہر بیان ہے اور بطلان بڑی ہی سخت اور
بڑی چیز ہے اور وہ عداوت پیدا کرتا ہے اور حسد آگ مین جھونکنے والا ہے اور مزدکنا یہ نزاع پیدا کرتا ہے اور فتنہ
عداوت کی آگ بھڑکانے والا ہے ۔ شیطان آدمی کے بائین ہاتھ تکیہ دیا ہوا بیٹھا ہے اور اسنے اسکی سید ہی بازو پر
رسی باندھ دی ہے اور اس کے اہل وعیال سے اسکی بغل بھری ہوئی ہے اور ان مین جدائی اور تفرقہ ڈالنے کا
منتظر ہے اور قوم کے لوگون مین عداوت سے چلتا ہے اسکا یہ فعل خدائے عزوجل اور اس کے رسول (صلعم)
اور اس کے دین کے عناد سے ہے وہ نہایت بدکار ہے اور برائیون کے وسوسے دل مین پیدا کرتا ہے اور
غرور کے طرف آمادہ کرتا ہے ۔ اور شریرون کی مدد کرتا ہے اور اپنے اولیاء دہواخواہ اور اطاعت گزارون
باطل امور کا القا کرتا ہے اور یہ اسکی عادت ہے جو ہمارے باپ آدم کے وقت سے ہے اور اسکی یہ عادت
اس وقت سے ہے جبکہ اللہ تعالی نے زمانہ قدیم مین اسکو ذلیل کر دیا ۔ اس سے وہی شخص کنارہ کشی کرتا ہے جو حق کی
اعانت کرتا ہے اور باطل سے اپنی آنکھ بند کیا ہوا ہے اور سر کو کہندنے والا ہے اور یہ خدا کا اور اس کے
دین کا بڑا ہی سخت دشمن ہے اللہ تعالی پر سچا اور سالم یقین وہی شخص کرتا ہے جسمین اسکی رضا جوئی ہو اور اس کے
غضب سے ڈرتا ہو اس وقت ایسی بات کرنی مفید ہے کہ اس موقع پر سکوت کرنا ضرر پیدا کرتا ہے اور اس کا
انجام خوف ناک ہے ۔ یہ سچ ہے کہ تم کو اس نے راستہ بتلایا اور آگاہ کیا جس نے تمہارے گم شدہ شے کو پہنچ
لایا اور اسنے تیری نافرمانبرداری کی جسکی محبت نے تجھہ کو زندہ کیا اور اسنے تیرے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا جس نے
تیرے ساتھ رہنے کو پسند کیا ۔ پھر یہ کیا واقعہ ہے جسپر تیرے نفس نے تجھہ کو آمادہ کیا ہے اور اس سے تیرے
دل کا علاج کرنا چاہتا ہے اور جس سے تیری رائے اعراض کرتی ہے ۔ اور اسپر تیری نظر گڑی ہوئی ہے اور
تیری سواری اسپر چلتی ہے اور تو اپنے نفس کو اسکی طرف پھیرتا اور متوجہ کرتا ہے اور اس کے ساتھ تو اپنی بلند
پرواز کو زیادہ کرتا ہے اور تیری زبان اس کے اظہار مین رکتی ہے باوجودیکہ وہ فصیح ہے ۔ آیا وضاحت کے
بعد بھی کوئی تلبیس یعنے مکر و فریب چل سکتا ہے ۔ یا خدائے عزوجل کے دین کے سوائے اور کوئی دین بھی ہے
یا قرآن نے جو اخلاق بتائے ہین اس کے سوائے اور کوئی اخلاق بھی ہین یا پیغمبر خدا صلعم کی ہدایت کے علاوہ اور
کوئی ہدایت بھی ہے ۔ کیا مجھ جیسے شخص کے مقابلہ مین کسیکی فریاد چلسکتی ہے یا میری جانب کسی کا شر آسکتا ہے
کیا تیرے سبب سے قضا کے کام بند ہو جائینگے کیا تیرے سبب سے اسکی آنکھہ مین عجمی ۔ رومی ۔ ترکی ۔ پارسی
اور ہندو گر جاتے ہین ۔ پھر سوالون کی کیسی آواز ہے اور یہ زبانی کیا جھگڑا ہے اور تجھ کو یقینی طور پر معلوم ہے

کہ ہم نے کس طرح سے خدا اور اس کے رسول کو مانا ہے۔ اور ہم اپنے وطن سے اور مال سے اور دوستون سے علحدہ جو نکلے ہین وہ صرف خدا کی طرف ہجرت کرنے اور اس کے رسول کی مدد کرنے کے ارادہ سے نکلے ہین۔
یہ اُس زمانہ کا ذکر ہے کہ اس وقت تیرے لڑکپن کا زمانہ تھا اور تجھ کو یہ نہین معلوم تھا کہ اسکا انجام کیا ہوگا اور تجھ کو یہ بھی نہین معلوم تھا کہ یہ کیا کیا جا رہا ہے اور اس سے کیا چیز مقصود ہے اور کس کو مطیع کیا جا رہا ہے سوا اس کے کہ تو اپنے مقصد پر چلا جا رہا تھا آخر کار تو اسپر پھونچ گیا اور وہان تو نے اپنی سواری کھول دی۔ ہم اس اثناء مین بڑے بڑے کام کر رہے تھے یعنے وہ ایسے کام تھے کہ اُن سے پہاڑ ہل جاتے تھے اور ایسے خوف وخطر کو جھیل رہے تھے کہ اُن کا برداشت کرنا نہایت دشوار تھا ہم اُس کے گہرے پانی مین غوص کر رہے تھے اور اسکے موجون پر سوار تھے اور تلخ گھونٹ پیتے تھے اور تیز رو گھوڑون پر سوار تھے اور اُس سے پانی لیکر پیتے تھے اور ہم اُسکی بنیاد کو مضبوط کر رہے تھے اور بڑے بڑے لوگون کو ہزیمت دے رہے تھے۔ اس امر کو آنکھین حسد سے دیکھ رہی تھین اور لوگون کی ناکین مکر وفریب سے دب جاتی تھین اور سینون مین غیظ وغضب کی آگ بھڑک رہی تھی اور گردنین فخر سے بلند ہو رہی تھین اور مُنہ مکر وحیلہ سے جھگڑا کرتے تھے اور زمین خوف سے ہل رہی تھی ہم شام کو صبح کا اور صبح کو شام کا انتظار نہین کرتے تھے۔ ہم کسی کام کے دریا مین نہین کودتے تھے مگر اُس سے قبل ہم موت کو حاضر سمجھ لیتے تھے اور کسی چیز کی طرف نہین پھونچتے تھے مگر بعد اس کے کہ اُسکے غم واندوہ کو اپنے پر اُٹھاتے اور سہتے تھے کوئی ندا دینے کے لیئے نہین کھڑا ہوتا تھا جبتک کہ وہ حیات سے مایوس نہین ہو جاتا تھا۔ ان سب کامون مین ہم نے رسول صلعم پر اپنے۔ مان۔ مامون چچا۔ مال واسباب خواہ وہ زیادہ ہو یا کم اور کپڑے لتے اور اپنی جوانی کو فدا کرتے تھے اور ہمارا یہ فدا کرنا بطیب خاطر اور آنکھون کی ٹھنڈک اور فراخدستی اور مضبوط ارادہ اور صحت عقل اور روے خندان اور تیز زبانی کے ساتھ تھا اور یہ سب مخفی رازون کے ظاہر کرنے کے لیئے تھا۔ ان امور سے تو غافل تھا۔ اگر تو اس وقت کم سن نہ ہوتا تو ان امور سے انکار نہ کرتا۔ بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے تیرا دل تو بہت تیز اور بزرگ ہے اور تیرا کام مشہور ومعروف ہے اور تیری حالت نہایت بہجت وسرور کی ہے اور تیری نسبت جو قول ہے وہ مشہور ہے اس لیئے خدا نے تجھ کو پہونچا دیا اور تیری مراد کو تیرے روبرو کر دیا۔ مین جس علم اور واقفیت سے کہتا ہون تو اُسکو نہین سنتا تو اپنے زمانہ اور عقل کی اپنے اندرونی حال کے لحاظ سے حفاظت کر اور اپنے ارادہ کو اُسکی طرف متوجہ کر تو اپنی تجسس اور ترش روئی کو چھوڑ دے کون ہے کہ تیرے لیئے یہ نہین چاہتا جبکہ تو اُسکی طرف چلنا چاہتا ہے اور جب تجھ کو کوئی چیز دیجاتی ہے تو کوئی اُسکا مانع نہین ہوتا ہے اور اس کام کی تو ابھی ابتدائی حالت ہے اور تعوس کو اسمین وہ امور پیش آنے والے ہین جنکی بدائیون کی وہ ہر دا

نہین کر سکین گے۔ تو تو اس امت کی اصل ہے پس تجھ کو چاہیئے کہ اسمین زیادہ جھگڑا نہ کرے اور تو اس
امت کی تیغ بران ہے پس تجھکو اسمین ٹیڑھا نہ ہونا چاہیئے اور اس امت کا آب شیرین ہے پس تو کھاری
پانی نہ ہو جا قسم ہے اللہ کی کہ مین نے اس امر کی نسبت رسول اللہ صلعم سے دریافت کیا ہے مجھہ سے آنحضرت صلعم
نے ارشاد فرمایا کہ اے ابو بکر یہ عہدہ اس شخص کے لیئے سزاوار ہے جو اس سے اعراض کرتا ہے نہ اس شخص کے لیئے
جو اسکی رغبت کرتا ہے اور اسمین مزاحمت کرتا ہے اور یہ اس شخص کے لیے ہے جو اس سے بھاگتا اور اس سے
منقلب ہوتا ہے نہ اس شخص کے لیئے جو اس کے لیئے تیاریان کرتا ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا حق ہے نہ اس
شخص کا جو یہ کہتا ہے کہ وہ میرا حق ہے۔ قسم ہے اللہ کی کہ رسول اللہ صلعم نے مجھ سے آل صہر کی نسبت[1] مشورہ کیا قریش
کے چند نوجوانون کا نام بھی آپ کو یاد دلایا گیا مین نے آپ سے کہا کہ علی کا آپ کو خیال نہین ہے تو حضرت نے فرمایا کہ مین
فاطمہ رض کے نوجوان یعنے شوہر کو جس کے شباب کا زمانہ ہے اور جو کم سن ہے اسکا دینا پسند نہین کرتا مین نے
آپ سے کہا کہ جب آپکا ہاتھ کفایت کریگا اور آپ کی آنکھ اسکی رعایت کریگی تو ان دونون پر برکت اتریگی اور انکی نعمت
پوری ہوگی اس کے علاوہ مین نے تیری طرف سے اور بہت سی باتین کہین اور تیری طرف مین نے انکو رغبت
دلائی کیونکہ مجھہ کو اسمین تیری کوئی برائی اور بھلائی نظر نہین آئی۔ پس مجھہ کو جو کچھہ کہنا تھا وہ مین نے کہہ چکا۔ لیکن مجھ کو
تیری سوا اور کی طرف رغبت پائی گئی اس وقت مین تیرے لیئے بہت بھلائی کی بہ نسبت اس کے کہ تو اب اس وقت
میرے ساتھہ کرنا چاہتا ہے۔ اگر رسول اللہ صلعم نے گو کہ تجھ سے اعراض کیا ہے مگر تیرے سوا اورون کی طرف
کنایہ سے کہا اور اگر تیری نسبت کچھہ کہا بھی ہے تو اورون کے ذکر سے بھی آپ نے سکوت نہین فرمایا۔ اگر اس پر
بھی تیرے دل مین کوئی بات کھٹکتی ہے تو آؤ اور دیکھو کہ اسکا حکم (ونیچ) (مرض و موت) ہے اور اچھی بات تو سنی
جاتی ہے اور حق بات کی ہر ایک شخص اطاعت کرتا ہے ...[2] اور تحقیق یہ بات ہے کہ رسول اللہ صلعم جو اللہ تعالی
کے پاس گئے ہین تو اس قوم سے راضی رہکر گئے اور اسپر خوش رہے یہان تک کہ آپ اس چیز سے خوش ہوتے تھے
جو اس قوم کو خوش کرتی تھی اور اس سے جو کوئی برائی اور مکر و حیلہ کرتا تھا آپ اس کے ساتھ بھی ویسا ہی برتاؤ کرتے
تھے اور اس سے راضی رہتے تھے جس سے یہ قوم راضی رہتی تھی اور اس سے غضبناک ہوتے تھے جو اس
قوم کو غضبناک کرتا تھا۔ کیا تجھہ کو یہ نہین معلوم ہے کہ آپ ہر ایک سے جو آپ کے اصحاب سے تھے یا شریک تھے

---

[1] صہر کا لفظ داماد اور سسرال دونون کی نسبت استعمال پاتا ہے لیکن اس مقام پر داماد کی آل سے مراد ہے یعنی داماد کا خاندان۔ مترجم

[2] اصل نسخہ مین اس مقام پر کچھہ الفاظ رہ گئے ہین مولف نے بھی ایک دو نقطون کی جگہ چھوڑ دی ہے۔ مترجم

یا قرابت دار تھے یا مخالف تھے سب کے ساتھ آپ عمدہ اخلاق سے برتاو کرتے تھے اور انکو جلالت اور کرامت سے مخصوص اور ممتاز کرتے تھے۔ اگر اسپر بھی قوم آپ سے مخالف ہوجاتی تو آپ کے نزدیک اس کے لیے سیاست تھی اور ضمانت تھی اور اس کے لیے آپ کے پاس تعزیر بھی تھی اور قوت بھی تھی۔ کیا تیرا یہ خیال ہے کہ آنحضرت صلعم اس امت کو بیکار اور معیوب اور سست اور ظالم اور جاہل اور اندھی بنی چھوڑ گئے ہین کیا یہ خیال ہے کہ باطل کا مومنین مبتلا اور حق سے بے نصیب چھوڑ گئے ہین۔ کیا کوئی اسکا رہنما اور اسکی دوا اور اسکا پلانے کہلانے والا اور بچانیوالا اور ہادی اور ہانکنے والا نہین ہے ایسا کبھی نہین ہوگا آپ نے پروردگار کی رحمت اور خوشنودی مین جانیکا اسی وقت تک ارادہ نہین کیا جب تک کہ آپ نے ان درندہ ن کی جماعت کو مار کر درست نہین کیا اور جبتک کہ ہدایت کو واضح نہین کیا اور ہہالک اور نجس مقامات کو مامون اور پاک و صاف نہین کیا اور بعد اس کے کہ شرک کی تالو کو اللہ کے حکم سے تنا دیا اور محض خدا کے لیے نفاق کے منہ کو پھاڑ دیا اور اللہ کی ذات کی محبت مین فتنہ کی ناک کو کاٹ دیا اور شیطان کے منہ مین تھوک دیا۔ ان سب امور کے بعد اب مین یہ کہتا ہون کہ یہ انصار اور مہاجرین کی قوم کے لوگ تیرے نزدیک موجود ہین اور وہ سب ایک ہی گھر مین اور اسی مقام پر حاضر ہین اگر وہ تیرے ساتھ اتفاق کرین اور مجھکو تیرا ارشارہ کرین تو مین اپنا ہاتھ تیرے ہاتھ مین رکھتا ہون یعنے مین تجھسے بیعت کرتا ہون اور ان سب کی رائے کے ساتھ اتفاق کرتا ہون اور اگر اس کے خلاف انکی رائے قائم ہو تو سب مسلمان جسکو اختیار کرین تو بھی اسی کو اختیار کر اور مسلمانون کے مصالح مین مددگار ہوجا اور انکی بند شدہ امور کو کھول دے اور ان کے گمراہون کو راستہ بتا اور گمراہون کو دھمکا یا کر کیونکہ اللہ تعالی اچھے کامون مین مدد کرنے کا حکم کرتا ہے اور ہم کو چھوڑ دے کہ ہم اس دنیا کی زندگی کو صاف دلون سے بسر کرین اور اللہ تعالی سو صاف دلون سے جاکر ملین۔ اس کے بعد خیال کرنا چاہیے کہ سب لوگ عام اور برابر ہین ان کے ساتھ رفق و ملاطفت کر اس مین ہماری کوئی خصوصیت نہین ہے اور حسد کے درخت کو کٹا ہوا چھوڑ دے اور شر و فساد کے پرندہ کو اڑنے نہ دے اور فتنہ کے دروازہ کو بند رہنے دے اور قال و قیل اور ملامت کو چھوڑ دے اور خدائے عزوجل ہماری گفتگو پر گواہ ہے اور ہمارے حالات اور افعال کو دیکھتا ہے۔

ابو عبیدہ کا بیان ہے کہ جب مین جانے کے لیے کھڑا ہوا تو میرے سردار عمر رضنے فرمایا کہ دروازہ کے پاس تھوڑی دیر ٹھیر جا مجھے تجھسے کچھ باتین کرنی ہین مین کھڑا ہوگیا مجھکو یہ نہین معلوم تھا کہ میرے بعد کیا ہوگا یہا تک کہ وہ آکر مجھسے مل گئے اور انکا منہ خوشی سے چمک رہا تھا انہون نے یہ کہا کہ علی سے یہ کہنا۔

کہ وقار بردباری کا نام ہے اور لجاجت خراب کرنے والی ہے اور خواہش خاموش کرانی بری چیز ہے ہم مین سے ہر ایک کا مرتبہ اور عزت معلوم ہی ہے خواہ کوئی حق عام ہو یا تقسیم شدہ ہو اور کوئی بنیاد ظاہر

یا چھپی ہوئی ہو بڑا عقل مند وہ ہے کہ بہاگنے والون کو تالیف قلوب سے پکڑے اور دور والے کو مہربانی سے
نزدیک کرے۔ اور ہر ایک کام کو اپنی میزان عقل سے تولے اور اپنی ظاہری حالت کو مخلوط نہ کر دے اور ایک
بالشت بہر بہی سستی نہ کرے اور اپنی معرفت کو منکر شتہ کے اختلاط سے حیرت و استعجاب مین نہ ڈالے اُس علم
مین جو جہل مین بندہا ہوا ہو کوئی بہلائی نہیں ہے۔ کیا ہم سر سے پانون تک اونٹ کے چمڑے کی طرح نہیں ہین
ہر ایک مفسد اور تباہ ہونے والا آدمی اپنی ہی آگ سے جل جاتا ہے اور ہر ایک سیل اپنی مقام قرار پر ہی
ٹھیر جاتی ہے اب تک اس جماعت کا سکوت کسی کوتاہی اور کم گوئی کے سبب سے نہیں تہا آجکے دن کی جو گفتگو ہے وہ
اس کام کے بست و کشاد کی غرض سے ہے۔ اللہ تعالی محمد صلعم کے طفیل سے ہر متکبر کی ناک کو کاٹ دیا اور ہر ایک
ظالم کی پیٹھ کو توڑ دیا اور ہر جہوٹے کی زبان کو کاٹ دیا۔ حق بات کے ظاہر ہونے پر پہر دباطل کی رغبت کرنا
کیا گمراہی نہیں ہے تیری پیشانی پر پہر تکبر کی کیا علامت ہے اور تیری کپکپاتی آواز مین پیچ کا اظہار کیا ہی
یہ کس قسم کا کیڑا ہے جو تیرے غضروف[1] کو کہا گیا اور یہ کس قسم کا پردہ ہے جو تیری نظر کو بند کر دیا اور خیر کو
چھپانا اور پانون سے ہٹا دینا یہ کیسے افعال ہین یہ تو تنگ دلی اور کم ہمتی پر دلالت کرتے ہین تو نے چیتے کی پوست
جو پہنتا ہے اسکا کیا سبب ہے اور تو شیر دشمنی اور انکار کو لپیٹ لیا ہے سب سے زیادہ یہ بات ہے کہ تو خار پشت
کی چال چلتا ہے پس اس کے متعلق یہ یاد رکہنا چاہیے کہ اسکو چادر اڑہانے کی ضرورت نہیں ہے یعنے اسکو چادر
اوڑہنے کی تعلیم غیر ضروری ہے۔ اور صلعا (جس کے سر کے سامنے کے بال نہون) کسقدر جمال کا وہ زیور جو سر کے
سامنے رہے تاکہ بالون کے نہ ہونے کے عیب کو دور کرے، محتاج ہے۔ اور فرعا (جس کے سر کے پورے بال ہون)
کس قدر قال یعنے باتین بنانے کا محتاج ہے۔ رسول اللہ صلعم نے انتقال فرمایا اور یہ امر محال خود رہا یعنے عمل
نہین ہوا تیری نسبت کوئی قول نہین آیا اور نہ تیری نسبت قرآن نازل ہوا اور نہ تیری شان مین کوئی یقینی حکم ہے
ہم کسری کی کسرویہ (سلطنت) مین نہین ہین اور نہ قیصر کی قیصریہ مین اور نہ ہم مثل اہل فارس اور ابناء اصفر
کے ہین یعنے زرد رنگ والون کے نہین ہین اس قوم کے لوگون کو خدا نے ہماری تلوارون کے دانہ اور ہمارے
بہالون کا تعویذ اور ہماری تیر اندازی کا نشانہ بنایا ہے۔ اور ہماری زور دار سلطنت کا مطیع بنایا ہے۔ ہم لوگ
نور نبوت اور ضیاء رسالت اور ثمرہ حکمت مین ہین اور رحمت مین گہرے ہوئے اور نعمت کے عنوان اور سایہ
عصمت اور امت جدید یعنے ہدایت یافتہ مین صدق اور صداقت سے ہین بست و کشادگی سے مامون ہین۔
خدائے عزوجل کی عنایت سے ہمارا اصل بیہودہ اور ساعد قوی اور ہاتہ مددگار اور چشم بینا ہے۔ کیا تیرا خیال ہے

---

[1] غضروف نرم ہڈی کو کہتے ہین یعنی کرکری ہڈی ناک کی۔ مترجم

کہ ابو بکر الصدیق نے اس کام مین جو قدم رکہا ہے کیا وہ اس امت کو پریشان کرنے اور اسکو دہوکہ دینے اور اسپر قبضہ پانے اور تسلط کے لیے کیا ہے کیا تیرا یہ خیال ہے کہ انہون نے انکی عقلون کو چہین لیا ہے اور انکی بینائی کو پہیر دیا ہے اور انکی رسیون کو کہول دیا ہے اور ان کے سینون (دلون) سے حمیت کو نکال دیا ہی یا ان کے جگر سے بندش کو توڑ دیا ہے اور ان کے ڈول کی رسی کو توڑ دیا ہے اور ان کے پانی کو بہا دیا ہے اور انکو ہدایتون سے گمراہ کر دیا ہے اور ان کو برے کامون کی طرف ہانکا ہے یا ان کے دنون کو رات کر دیا ہے اور انکی تولی ہوئی چیزون کو بغیر کسی حساب کے پیمانون سے ناپ دیا ہے اور کیا انکی بیداری کی حالت اونگہنے والے کی حالت ہے کیا انکی اصلاح مین فساد ہے اور اگر یہ حالت جو بیان کی گئی ہے سچ ہے تو ان کا جادو ظاہر ہے اور انکا مکر بڑا پکا ہے۔ دیکہو مین قسم سے کہتا ہون کہ تم ابو بکر رض کے مقابلہ پر کس گہوڑے پر سوار ہو اور کس پاؤن کے بل پر اور کون سے بہالے اور بہالے کے پہل اور کس قوت کے برتے پر اور کس سرمایہ اور تیاری کی بنا پر اور کس ہاتھ اور کس سختی اور کس قبیلہ کے بہروسہ پر اور کس زرہ اور قدرت پر تم ان سے مقابلہ کر سکتے ہو کیونکہ وہ تم مین نہایت رفیع المرتبت رہے ہین قسم ہے اللہ کی انہون نے دنیا مین فراخ عیشی سی بسر کی ہے تو تم کو بہی اسکی محبت پیدا ہوئی ہے اور انہون نے دنیا کو حقیر جانا اس واسطے وہ ان سے پیٹہ پہیر کر اس سے بہاگتے ہین تو وہ ان کا پیچہا کرتی ہے۔ انہون نے دنیا سے کنارہ کشی کی تو وہ ان سے زانو ملاکر ہمجلیس ہوتی ہے۔ خدا ان کو انکی مراد پر پہونچائے خدا ان کو اپنی نعمتون کا خوب صورت لباس پہنائے ان کا ہاتھ ایسا ہے کہ اسکا شکر واجب ہے۔ اس امت پر خدا انکی برکت سے اپنی نظر رحمت مبذول رکہے۔ رسول اللہ صلعم کے زمانہ مین بہی انکی یہی حالت تہی مگر وہ ان دنیاوی امور کی طرف کچہ بہی توجہ نہین کرتے تہے اور اسکی کچہ بہی حفاظت اور پرواہ نہین کرتے تہے اللہ تعالی اپنی مخلوق کے حالات کو خوب جانتا ہی اور اپنے بندون پر بڑا ہی مہربان ہے اور خدا اپنے بندون کے لیے جو بات اچہی ہوتی ہے اختیار کرتا ہے بیت نبوت اور معدن رسالت اور مخزن حکمت سے تمہارا تعلق جیسا کہ ہے ان کو اس سے انکار نہین ہے اور نہ خدا نے تم کو جو حق عطا کیا ہے ان کو اس سے بہی انکار نہین ہے[1]۔ لیکن وہ جو تمہارے مزاحم ہین تو وہ تم سے زبردست ہین اور تمہارے قرب سے ان کا قرب اعلی ہے اور وہ سن مین بہی تم سے زیادہ ہین اور انکی وجاہت سن وسال کے لحاظ سے تم سے بڑہ کر ہے وہ زمانہ جاہلیت مین بہی سردار رہے ہین اور زمانہ اسلام وشریعت مین بہی انہون نے اسمین حصہ لیا ہے۔ ان کے اکثر ایسے مواقع اور حالات ہین کہ نہ تمہارے پاس

[1] اس مقام پر اصل مین کچہ عبارت چہوٹی ہوئی ہے۔ مترجم

نہ کوئی اونٹ ہوگا اور نہ اونٹنی - وہان تمہارے نام کو بھی کوئی نہ جانتا ہوگا اور نیز اس موقع پر تم سے ایک ہاتھ یا ایک
انگلی کی برابر بھی کوئی چیزین نہین ہوسکتی ہوگی چہ جائے کہ اونٹ اور اونٹ کا بچہ تمہارے پاس رہے پس اگر تم اپنی
زیادہ گوئی پر جو تم اپنے معاونون کے بھروسہ پر کرتے ہو غور کرو تو تم کو ہماری نرم بات پر اعتماد ہوگا کیونکہ ہماری
بات کچھ بعید القیاس نہین ہے اور اس کو تم سن لو اور اسپر تم کچھ جھگڑا نہ کرو - اگر تم اسمین کچھ خلاف حرکت کروگے
تو پچھتاؤگے اور یہ سب باتین اگلی پچھلی بھلا دیجائینگی اور اگر یہ بات معلوم ہوجائے گی جو کہ ہمارے منشاء کی خلاف
ہے تو تم نے اپنی بعض حاجتون کے جاری کرنے مین بعض دوستون کو اپنا جو معاون خیال کیا ہے وہ تمہارے لیے
موجب ضرر ہے[1] - لیکن ابوبکر صدیق رضہ کی محبت رسول اللہ صلعم کے دل مین ہمیشہ رہی ہے اور ان کے ساتھ
حضرت رسول خدا صلعم جیسا عمدہ برتاؤ کرتے تھے وہ ظاہر ہے اور اس سے تمام صحابہ خواہ وہ مہاجر ہون یا
انصار سب اچھی طرح سے واقف ہین اور انکی شہرت ایسی ہے کہ اسپر کسی دلیل کی حاجت نہین - اور مین قسمیہ
کہتا ہون کہ تم رسول اللہ صلعم سے بہ لحاظ قرابت کے اقرب ہو مگر ابوبکر صدیق رضہ قربت مین تم سے زیادہ ہین
اور ظاہر ہے کہ قرابت تو صرف گوشت اور خون مین ہوتی ہے اور قربت روحی امر ہے اور اس فرق سے
تمام مومنین واقف ہین اور اسی وجہ سے ان سبھون نے اتفاق بھی کیا ہے - اسپر بھی اگر تمہارے دل مین
کچھ شک ہے تو اس شک کو دور کردو کیونکہ جماعت پر اللہ تعالی کا ہاتھ اور اسکی خوشنودی ہے - پس تم کو وہ
کام کرنا چاہیے جو تمہارے لیے آج کے دن بہتر اور کل کے لیے نافع ہے اور تم اپنے منہ سے اس چیز کو
تھوک کر نکال دو جو حلق مین لپٹ گئی ہے اور اپنے دلی حسد کو بھی دور کردو اگر عہد مین طوالانی اور وقت مین کشادگی
میسر ہو تو ہم سب ملکر خوش دلی سے کہاینگے اور پیدا کینگے یہ اس وقت ہوسکتا ہے جبکہ تمہارے قول کا کوئی رد کرنی
والا نہ ہو مگر تمہارے ہی طرفدارون سے کوئی اس بات کو رد کرے تو کرے اور کوئی تمہارے اتباع سو منکر
نہ ہوگا مگر وہ شخص منکر ہوسکتا ہے جسکو تمہارے ساتھ طمع ہو - اور ایسے لوگ تمہارا مال و اسباب لوٹنے والے
ہین اور تمہارے آیندہ بر آنے والی امیدون کو برباد کرنے والے ہین اور وہ بظاہر تمہاری ہدایت پر
چلنے والے ہین - ایسے موقع پر تو بڑی عمر والے بھی ندامت اٹھاینگے اور وہ جو پانی پینگے تو خون سے ملا ہوا
ہوگا اس وقت تو تم اپنی گزشتہ عمر پہ رنج کرتے ہوگے اور اپنی قوم کے مرے ہوئے لوگون پر بھی تم افسوس
کرتے ہوگے - تم یہ خیال کرتے ہوگے کہ تم کو وہ جام پلایا جائے جس کے تم طالب ہو اور تم چاہتے ہوگے کہ اپنا
حال ہوجائے جو تم کو پہلے حاصل تھا قسم ہو اللہ کی تمہارے اور ہمارے درمیان مین وہ امر ہو جو اللہ

---

[1] اس مقام پر بھی اصل مین کچھ عبارت چھوڑ دی گئی ہے - مترجم

جسکو تم اور ہم دیکھ ہی لینگے اور جس انجام کی کہ امید کیجاتی ہے وہ آشکار ہو جائیگا اور اللہ تعالی مالک اور حمید ہے اور بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔

ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ میں اپنا لباس جھٹکر پھر صورت گیا کیونکہ میرے پانون اس موقع پر نہیں اٹھتے تھے اور چونکہ مجھکو امت کے حال پر شفقت تھی روانہ ہوا جب علی رض کے پاس خلوت میں جاکر ملا اور سب واقعہ بیان کیا اور ان سے نرمی کا برتاو کیا اور جب انہون نے اسکو سنا تو ان کو جوش آگیا اور انہون نے کہا۔

اونٹ کی گردن سے بند کھل گیا اور کام مخلوط ہو گیا مگر اس کھلنے سے نفس کی آرستگی نہ ہوئی اور یہ امر ٹھوکر کھانے والے کی بہ نسبت زیادہ قریب ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

احدی لیالیک فہیسی ہیسی لا تنعمی اللیلۃ بالتعریس [۱]

ہان ای ابو عبیدہ کیا یہ سب لوگ بہری قوم میں انکی رغبت کرتے ہیں اور انکی اطاعت کرتے ہیں۔ ابو عبیدہ نے کہا اس امر میں میں تم کو کوئی جواب نہیں دے سکتا ہون میں صرف دین کا حق ادا کرنے والا ہون اور میں مسلمانون کی خیر خواہی کی نظر سے اسلام کی حالت درست کرنے کا ارادہ رکھتا ہون۔ خدا جانتا ہے کہ یہ امر مجھے نہایت ناگوار معلوم ہو رہا ہے اور میری روح اس سے تلخ ہو۔

حضرت علی رض نے کہا بخدا میرا گھر میں بیٹھنا خلافت کی نظر سے نہیں تھا اور نہ امر معروف کے انکار سے تھا اور نہ کسی مسلمان کے ساتھ اختلاف کی نظر سے تھا بلکہ میرا گھر میں بیٹھنا اس نظر سے تھا کہ جب سے رسول اللہ صلعم سے فراق ہوا تو مجھے آپ کے فقدان کا رنج تھا اس روز سے میں باہر نہیں نکلا اگر کبھی نکلا بھی ہون تو میرا غم تازہ ہو گیا ہے اور میرے غم کے خیالات بڑھ گئے ہیں اور تحقیق کہ آپ سے ملنے کا شوق غیر چیز پر طمع کرنے سے بہت اچھا اور کافی ہے میں نے اللہ تعالی سے ایک اقرار کیا تھا اسی کے لحاظ سے میں معتکف تھا میں جو کچھ رہا تھا کہ خدا کیا کرتا ہے اسمین مجھکو خلوص نیت سے ثواب کی امید تھی کیونکہ جو شخص نیت کرتا ہے اور اللہ تعالی کے علم اور ارادہ پر پورا اعتماد رکھتا ہے تب اسکو ثواب ملتا ہے۔ کسی واقعہ پر میں نے غلبہ نہیں کیا اور نہ میں نے اس حق کو اٹھا دیا جو کہ جاری ہو گیا اور میرے سبب سے جنگل بھر گیا اور لوگ جمع ہو گئے جس کام میں کہ کسی مسلمان کو برائی پہونچے خدا کرے کہ وہ اچھا نہ ہو اگر پہلے عہد و مواثیق نہ ہوتے تو ہو سکتا تھا اور اس وقت میں اپنا [illegible]

---

[۱] ترجمہ۔ تیری راتون میں سے ایک رات ہیسی ہیسی ہے۔ صبح کو سفر میں فرد کش ہونے کو اچھا نہیں جانتا اس شعر میں ہیس ہیس جو کلمہ واقع ہوئے ہیں وہ ایک ضرب المثل ہے یہ اسوقت کہتے ہیں جب کسی پر کوئی ناگہانی بلا آجائے اور وہ اس کے ٹالنے میں دوسرے کا محتاج ہو۔ مترجم

اپنی چھوٹی انگلی سے روک دیتا اور اس دنیا مین اپنے سر اور پانون سے کود پڑتا لیکن مین ایسا شخص
ہون کہ مین خدائے عز وجل سے ملنے والا اور اسکے وعدہ کا منتظر ہون - اب مین تمہاری جماعت مین ملنے
والا ہون اور تمہارے صاحب کی بیعت کرنے والا ہون اور مجھکو جو ایذا پہونچی ہے مین اسپر صبر کرنیوالا ہون
تاکہ اللہ کو جو منظور ہو وہ کرے اور اللہ تو ہر چیز کو دیکھتا بھالتا ہے -

ابوعبیدہ کہتے ہین کہ مین ابوبکر صدیق رض کے پاس گیا اور ان سے سب قصہ بیان کیا اور اس ملاقات کا
پورا تذکرہ کیا جو کچھ کہ اسمین تلخ اور شیرین تھا - اور علی رض کا مسجد کو جانا بھی کہدیا -

پس جب دوسرے دن صبح ہوئی تو حضرت علی رض صفین چیرتے ہوئے ابوبکر صدیق رض کے پاس آئے
اور ان سے بیعت کی اور انکی تعریف کی - اس کے بعد واپس جانے کی اجازت طلب کی اور اٹھ کھڑے
ہوئے - عمر رض نے تعظیماً ان کی مشایعت کی اور اثنا مشایعت مین حضرت علی رض نے ان سے کہا کہ مین تمہارے
رفیق اور صاحب سے کراہت کی نظر سے بیٹھا نہین رہا اور مین جو نہین آیا تو کسی جدائی کے خیال سے نہین
اور مین جو کہتا ہون وہ بیجا جوش سے نہین کہتا ہون اور مین اپنے مقصد کو خوب جانتا ہون اور اپنے دل کی بات کو اچھی طرح
جانتا ہون اور میری کمان کے نکالنے کے موقع کو بھی خوب پہچانتا ہون اور اپنے تیر کے نشانہ کو بھی اچھی طرح دیکھتا
ہون - مین اپنے کہے پر بہت خوش ہون الحمد اللہ وشیفتہ کرکے کیونکہ یہ ہوشیاری دنیا اور آخرت مین
اچھی ہے -

عمر رض نے ان سے کہا تم اپنے ارادہ کو یاد رکھو اور اپنے طریقہ کو ٹھہرا دو اور اپنی دستی لکڑی کو معہ پوست
کے پھینک دو اور اپنے ڈول کو رسی سمیت چھوڑ دو کیونکہ ہم ہر طرف سے اسکو گھیرے ہوئے ہین اگر ہم
نیزہ بازی کرینگے تو آگ لگا دینگے اور پلانا چاہینگے تو سیراب کرینگے اور اگر زخمی کرینگے تو زخمون کو مندمل بھی کرینگے
اور اگر ہم نصیحت کرینگے تو اچھی طرح سے کرینگے - مین نے تمہاری باتین سنی ہین جن سے تمہارا حزن و ملال
ظاہر ہوتا ہے اگر مین چاہون تو تمہاری باتون کا ایسا جواب دونگا کہ جب تم اسکو سنوگے تو نادم ہو جاوگے
تم نے یہ جو کہا کہ میرا گھر مین بیٹھ رہنا صرف رسول اللہ صلعم کے غم اور فراق کی وجہ سے تھا تو اسکا جواب یہ ہے کہ کیا رسول اللہ صلعم
کا غم ہمین کو ہوا ہے نہین آپ کی جدائی کا غم اس سے بہت زیادہ ہے - آپ کے غم کا ثمرہ یہ ہونا چاہیے کہ کوئی
ایسی بات نہ کی جائے جس سے جماعت پریشان اور متفرق ہو جائے اور کوئی ایسی بات ظاہر نہ ہونے پائے
جس مین شیطان کا گزر ہو سکے - یہ سب عرب جو ہمارے اطراف مین ہین اگر ہم ان کو آج صبح کو چھوڑ دینگے تو شام کو
ہماری اطاعت سے نکل جاوینگے اور تم نے یہ جو کہا کہ نسبت غیر ہونے کے آنحضرت صلعم ہونے کا شوق [illegible]
[illegible] سے زیادہ اور کون شخص ہے اور اس سے زیادہ [illegible] بہتر ہے کہ

اولیاء اللہ کی معاونت کی جائے اور تم نے یہ جو کہا کہ مین نے خدا کے ساتھ جو عہد کیا تھا اس کے پورا کرنے مین متکلف تھا
تو انکا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالی کے بندون کو نصیحت کرنے اور خلق خدا پر مہربانی کرنے اور ان کو ذلت سے بچانے
اور رسیدہی راستہ پر چلنے کی صلاح دینے سے بڑھ کر کونسا عہد ہے ۔ اور آپ نے یہ جو کہا کہ مجھ پر غلبہ واقع ہوا اور
امر حق میری طرف ہانکا گیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ کونسا غلبہ تم پر واقع ہوا اور تمہارا کیا حق ہے جسکی تمہارے لیے
تمہید کی جائے تم جانتے ہو کہ انصار نے تم سے کل کے دن ظاہر و باطن مین کیا کہا ابتک کسی امر مین انقلاب
نہین ہوا ہے کسی نے تمہاری طرف اشارہ تک نہین کیا اور نہ کسی کی رضامندی پائی گئی ان مہاجرین مین سے
کسی نے اپنی زبان سے نہین کہا کہ اس کام کے لیئے فلان شخص موزون ہے ۔ کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ تمہارے سبب
سے لوگ گمراہ ہوگئے اور انہون نے پہر کفر کو اختیار کیا اور کیا انہون نے خدا سے اور اس کے رسول سے جو بیعت
کی وہ تمہارے سبب سے تھی ۔ بخدا ایسا کہا جانا ٹھیک نہین ہے کہ مین نے وحی کے انتظار مین ایک سوئی اختیار کی ۔
یہ وہ امر ہے کہ اسکو خدا نے آنحضرت صلعم کے بعد طے کر دیا یعنے بند کر دیا یہ کام ایک ایسی گرہ سے بندہا ہوا تھا جو کہل سکتی
ہے یا بانس کی لکڑی کے چھلکون سے بندہا ہوا تھا ۔ دیکھو دیری کرنا یعنے ترک عجلت مناسب نہین اور ابتک درخت پر
برگ و بار ہے ۔ اللہ تعالی کے حمد کے بعد گونگاپن باقی نہین رہا اور تم مین فصاحت آگئی ہے ضعیفی باقی نہین رہی اور
یہ سچ ہے کہ تم بہت صحیح و سالم ہو تم مین نادانی باقی نہین رہی جبتک تم بڑے صاحب فطنت ہو اور تم مین کوئی شوکت
نہین ہے اور تم نے سب امور کو اچھی طرح سے خالص کر دیا ۔ تمہارا یہ کلام بہت تعجب انگیز معلوم ہوتا ہے جو تم نے یہ
کہا کہ اگر پہلے سے یہ بات نہ کہی جاتی تو مین اپنے غصہ کو فرو کرتا تو اس کا یہ جواب ہے کہ کسی دیندار کے لحاظ سے کیا دین
چھوڑا جا سکتا ہے اور کیا صرف زبان سے غصہ فرو ہو سکتا ہے ۔ یہ باتین جاہلیت کی ہین کہ خدا نے ان کو نابود کر دیا
اور لوگون سے اس آفت کو دور کر دیا اور انکی جڑون کو اکہیڑ دیا اور انکی راتون کو ختم کر دیا اور انکی نہرون اور سیلون کو
سکہا دیا اور اس کے معاوضہ مین خدا نے ہم کو روح و ریحان اور ہدایت اور دلیل عنایت کی تم نے یہ جو کہا کہ
مین نے اپنے منہ مین لگام دے لیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے اور مین قسم سے کہتا ہون کہ جو شخص خدائے عزوجل
کی رضامندی چاہتا ہے تو وہ اپنی زبان کو روک لیتا ہے اور اپنے منہ کو بند کر لیتا ہے اور جس چیز کو وہ چاہتا
ہے وہ انھین سعی نہین کرتا ۔
علی کرم اللہ وجہہ نے کہا بخدا مین نے اپنا ارادہ نہین بدلا اور مین نے یہ باتین کچھ تمہاری عداوت سے نہین
کہین اور نہ مین نے ان امور کا اقرار کیا مین خدا کی مدد چاہتا ہون ۔ خدا کے نزدیک وہ شخص بڑے نقصان
مین ہے جو نفاق کو پسند کرتا ہے اور برائی کو چھپاتا ہے ۔ خدا کی قسم ہے کہ مین ہر ایک رنج و غم سے بہری
[illegible] مین [illegible] کرتا ہون ۔ اے [illegible] تم [illegible] امر [illegible]

دل سے اور فصیح زبان سے چلے جاؤ۔ اس چیز کے سوائے جو تم نے سُنا ہے یا کہا ہے اور کوئی بات نہیں ہے جو پیٹھ کو مضبوط کرے اور بوجھ کو اوتار دیوے اور مہربانی کو دور کر دیوے اور الفت کو جمع کرے اور کلفت کو دور کرے جس سے تقرب حاصل ہو مدد سے خدائے عزوجل کے اور اس کی حسن توفیق کے۔

ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ عمر رض واپس ہوئے اور یہ امر رسول اللہ صلعم کی جدائی کے بعد ہم پر بڑا ہی ناگوار گزرا ابو منصور کی روایت میں ہے کہ علی رض پھر حاضر ہوئے اور کہا ای ابوبکر جس عصبہ (اہل قبیلہ و قرابت دار) میں تم ہو وہ معصوم ہیں اور جس امت میں تم ہو وہ امت مرحومہ ہے ہمارے پاس تم بڑے ہی عزیز اور کریم رہے ہیں جب تم خفا ہوتے ہیں تو ہم خدا سے ڈرتے ہیں اور جب تم راضی اور خوشنود ہوتے ہیں تو ہم اسکی مغفرت کی امید کرتے ہیں اگر مجھکو دہشت اور حیرت نہ ہوتی تو میں اس چیز کو قبول نہ کرتا خدا نے میرے پیٹھ کو اس بوجھ سے جس سے تمہارا کندھا بھاری ہوا ہے آزاد دیا وہ شخص بڑا خوش قسمت ہے جس پر خدا نے ہمسر دن کی امداد سے نظر عنایت کی ہے اور ہم تمہارے محتاج ہیں اور تمہاری فضیلت کو جانتے ہیں اور سب کاموں میں خدائے عزوجل کی طرف راغب ہیں"۔

پھر بعد اس کے کہ اس حالت میں سکون ہوا اور ابوبکر رض مشار الیہ پر یہ امر اسطرح سے قرار پاگیا تو وہ تخت خلافت پر خوشحالی سے سلہ ہم ۶۳۲ع میں جلوہ افروز ہوئے۔

اس وقت جو جو امور کہ پیدا ہو گئے تھے اور جنکی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ان کے جلوس کے زمانہ میں عربوں میں ارتداد پھیل گیا تھا۔ اسیواسطے خلیفہ ممدوح نے اپنی ابتدائے خلافت میں جو کام شروع کیا وہ اس ارتداد کی تلافی اور اسکا انسداد تھا پہلے انہوں نے مرتدین سے جنگ کی جب مسیلمۃ الکذاب پر (جسکا ذکر چوتھے مقالہ کی چوتھی فصل میں گزرا ہے) انہوں نے فتح پائی تو بہت سے اہل عرب جو مرتد ہو گئے تھے پھر مسلمان ہو گئے اور پھر یہ سب جمع ہوئے اور ارض فلسطین اور شام کی طرف انہوں نے ارادہ کیا۔ اسطرح سے خلیفہ ممدوح نے ان کے جنگی مقاصد کو پھیر دیا جنکی بدولت وہ زمانہ جاہلیت میں لڑتے جھگڑتے رہتے تھے اب وہ دین اسلام کی اشاعت میں مشغول ہو گئے لیکن زمانہ نے ان کو مہلت نہیں دی اور وہ اپنے ارادوں میں کامیاب نہ ہو سکے اور دو سال تین ماہ خلافت کرنے کے بعد اس جہان فانی سے کوچ کی اور انہوں نے اپنی جنگی کارروائیوں کو بعد اس کے کہ ملک حیرہ امان کے ساتھ ان کے زمانہ میں فتح ہو گیا موقوف کر دیا۔

لیکن اس جنگ کا فائدہ اور ثمرہ عمر بن الخطاب رض خلیفہ دوم کے زمانہ میں ظاہر ہوا کیونکہ انکی خلافت کے زمانہ میں اورشلیم یعنی بیت المقدس کے دروازہ کھل گئے اور اہل عرب ارض فلسطین پر پورے طور پر مسلط ہو گئے اس کے بعد چار ہزار عرب کے سواروں سے جو عمرو بن العاص کے زیر کمان تھے بورا

ملک مصر فتح ہوا - امام مقریزی کا میلان اس طرف ہے کہ مصر جو فتح ہوا وہ اہل عرب کے قافلوں سے ہوا ہے جسمین قریب ایک لاکھ کے رومیوں کی فوج تھی جو قبطیوں سے علیحدہ تھی -

اسلام کے مورخین بیان کرتے ہین کہ جب عمر بن الخطاب رضہ نے بیت المقدس کو فتح کیا تو انہون نے صفرونیوس بطریرک کے پاس اپنا مشہور عہد نامہ لکھ بھیجا جسمین بہت سی عمر رضہ کی لگائی ہوئی شرطین تہین جسمین عیسائیون کو اپنی دین پر قائم رہنے کی اجازت تھی اُن سے شرط کی کہ وہ جدید کنیسہ (گرجا گھر) اور دیر (بت خانہ) اور راہب کا صومعہ (عبادت خانہ) نہ بنائین اور جو مکان کنیسہ کا بوسیدہ ہو جاے اسکی تعمیر و ترمیم نہ کرین - اور نہ اُس مکان کی تعمیر کرین جو مسلمانون کے علاقہ مین ہو اور یہ کہ گذرنے والون اور مسافرون کے لیے اُس کے دروازہ وسیع رکہین اور جو مسلمان اُن کے پاس سے ہو کر گذرے وہ اسکو تین رات اور دن مہمان رکہین اور اسکو کہلائین اور پلائین اور یہ کہ وہ اپنے مکانون اور کنیسون مین جاسوسون کو چھپا نہ رکہین اور اُس کو مسلمانون سے نہ چھپائین اور اپنی اولاد کو قرآن نہ پڑہائین اور اپنی شریعتون کو علی الاعلان ظاہر نہ کرین اور اپنے دین مین کسی کو شریک کرنے کی دعوت نہ دین اور یہ کہ اپنے کسی قرابت دار کو دین اسلام مین داخل ہونے سے مانع نہ ہون اگر وہ مسلمان ہونا چاہے اور یہ کہ وہ مسلمانون کی تعظیم و توقیر کرین اور کوئی مسلمان اُنکی مجلسو مین جاے اور بیٹھنا چاہے تو وہ اُٹھ کہڑے رہین اور یہ کہ مسلمانون کے لباس سے مشابہ لباس نہ پہنین مسلمانون کی خاص ٹوپی اور عمامہ نہ باندہین اور جوتا بھی نہ پہنین اور اُن کے محاورہ کے موافق باتین نہ کرین اور یہ کہ وہ مسلمانونکی کنیتون کے مانند اپنی کنیتین نہ قرار دیوین اور یہ کہ گہوڑون پر زین کس کر نہ بیٹھین اور تلوارون کے پرتلے نہ ڈالین اور کوئی ہتیار نہ باندہین اور نہ اپنے ساتھ رکہین اور اپنی انگوٹھیون پر عربی عبارت کندہ نہ کرائین اور یہ کہ وہ شراب نہ بیچین اور یہ کہ وہ اپنے سر کے سامنے کے بالون کو کٹوائین اور یہ کہ وہ جس کسی مقام پر رہین مگر اپنا ہی لباس پہنین اور نیز یہ کہ وہ کمرون مین زنار[1] باندہین اور اپنے صلیبون کو ظاہر نہ کرین اور یہ کہ اپنی کتابونکو مسلمانون کے بازارون اور عام راستون مین لیکر نہ پھرین اور اپنے کنیسون مین ناقوس نہ بجائین مگر آہستہ اور اپنے جنازون کے ساتھ آوازین بلند

---

[1] زنار دہاگے کی ایک موٹی ڈور ہوتی ہے جو بقدر انگلی کے موٹی ہوتی ہے اور یہ ڈوری ریشم کی ہوتی ہے اور کمر مین باندہی جاتی ہے اور یہ کستیج کے سواے ہے - بعض کہتے ہین کہ تمام ذمی لوگ جو مسلمانون کے ملک مین رہتے ہین وہ ایک باریک دہاگے کی زنار باندہتے ہین - اسی بنا پر مسلمانون کا یہ قول ہے کہ ذمی چہینک لیتا ہے تو اسکی زنار ٹوٹ جاتی ہے یعنی وہ ذمی جو ٹھیک اپنے ذمیت کے شرائط پر چلتا ہے اسکی زنار ایسی پتلی ہوتی ہے کہ جب وہ چہینک لیتا ہے تو وہ اسکے چہینکنے سے ٹوٹ جاتی ہے - مولف

کر کے نہ پکارین۔ مسلمانون کے عام راستون اور بازارون مین آگ لیکر بھی نہ گزرین اور یہ کہ مسلمانون کی گہرون کے پاس سے بھی جنازہ لیکر نہ جائین اور جس غلام مین مسلمانون کے حصہ ہون اُسکو نہ لین اور یہ کہ اُن کے گہرون مین بلاسبب نہ آئین اور نہ جہانکین اگر ان شروط مین سے کسی شرط کا بھی خلاف کیاجائے گا تو پہر یہ عہدنامہ باقی نہین رہیگا یعنے مسلمان اُن کے بُرے بھلے کے ذمہ دار نہین رہین گے۔

بعد مین ان شروط مین یہ بھی بڑہایا گیا ہے کہ وہ مسلمانون کے قیدیون سے کوئی چیز نہ خریدین اور جو شخص مسلمان کو عمداً ماریگا تو اُسکی حفاظت کی ذمہ داری نہین رہیگی۔

روایت کی جاتی ہے کہ امام علی بن ابی طالب رضہ نے ایک حدیث کے استناد پر جو آنحضرت صلعم سے نقل کیگئی ہے اور جسکا مضمون یہ ہے کہ تم اُن کو مجلسون مین برابر نہ بٹھاؤ اور اُن کے مریضون کی عیادت یعنے بیمار پرسی نہ کرو اور اُن کے جنازون کی مشایعت نہ کرو اور اُن کو تنگ راستہ کی طرف جانے پر مجبور کرو اور اگر وہ تم کو گالی دین تو تم اُن کو مارو اور اگر وہ تم کو نقصان پہونچائین تو تم اُن کو قتل کرو۔ اور چند شرطین بڑہائین۔

ان شروط پر بھی عمر بن عبد العزیز نے اور اضافہ کیا یعنے یہ کہ وہ گدہون پر ایک طرف سے سوار ہون اور انہون نے اپنے عمال کو یہ لکہہ بہیجا کہ اہل قرآن کے سوا کسی کو عامل نہ بنائین۔

امام شافعی رحم کے اصحاب نے اسپر یہ اضافہ کیا کہ نصاری ایسی سرخ ٹوپیان پہنین جو مسلمانون کی ٹوپیون سی علحدہ وضع کی ہون اور یہ کہ وہ اپنی گردنون مین تانبہ یا پیتل کے کڑے یا ہنسلیان ڈالین یا جرس باندہین اور وہ حمام مین اسکو پہنکر جایا کرین اور وہ عمامہ نہ باندہین اور طیلسانات یعنی چادرین نہ اوڑہین لیکن عورت کو ازار کے نیچے زنار باندہنا چاہیئے بعض کہتے ہین کہ ازار کے اوپر باندہے (الشیبی کی رائے ہے کہ زنار کا اوپر ہونا ہے اولی ہے) اور اُس عورت کی گردن مین ایک کڑا یا ہنسلی بھی ہونا چاہیئے اور وہ حمام مین اسکو پہن کر جائے یعنے حمام کے وقت بھی اُس کو علحدہ کرنے کی مجاز نہو۔ اور یہ کہ اُنکا ایک موزہ سیاہ اور ایک سفید ہو اور یہ کہ عیسائی مجلس مین اوپر نہ بیٹھین اور سلام مین ابتدا نہ کرین اور اُن کو تنگ راستہ پر چلنے کے لیے مجبور کرین۔ اور یہ کہ اُنکی عمارتین بھی مسلمانون کی برابر نہ ہون یعنے اُن کو ایسا اختیار نہ دیا جائے کہ وہ مسلمانون کے جیسے بلند اور شاندار عمارتین بنائین۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ امر ناجائز ہے۔ اور اگر وہ کسی بالاخانہ کی عمارت کے مالک ہوجائین تو وہ اُسی پر رہا کرین۔ مگر اُنکو ممانعت کردیجائے کہ وہ کوئی منکر چیز کو ظاہر نہ کرین جیسے شراب اور سور اور ناقوس اور توراۃ اور انجیل کو بھی وہ پکار کر نہ پڑہین اور یہ کہ وہ ارض حجاز مین رہنے نہ پائین ارض حجاز سے مراد مکہ اور مدینہ اور یمامہ ہے اور اگر وہ جزیہ دینے سے باز رہین تو اُن کا عہد ٹوٹ جائے گا اور یہ کہ اگر کوئی عیسائی مسلمان عورت کے ساتھ زنا کرے یا اُس سے نکاح کرے یا کسی کافر کو کوئی خفیہ دیوے یا کسی مسلمان کی بے ہنگی کی عرضداشت کرے یا کسی مسلمان کو اُن سے [illegible]

پھیر کر فتنہ مین ڈالے یا مار ڈالے یا مسلمان پر زنا کرے تو اسکا ذمہ ٹوٹ جائے گا۔

لیکن جب ہندی نے اپنی کتاب نصاریٰ کے رد مین لکھی تو اسپر حضرت عمر رضی کی کتاب الامان کی تحریر لکھدی جو کہ انھون نے شام کے عیسائیون کے نام لکھا تھا۔ اور وہ یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ وہ امان ہے کہ عبد اللہ بن عمر امیر المومنین اہل ایلیا یعنے اورشلیم جو کہ بیت المقدس کہلاتا ہے) کو دیتا ہے اور یہ امن انکی ذاتون اور ان کے کنیسون اور صلیبون کے متعلق ہے چاہین وہ بیمار ہون یا تندرست ہون اور نیز یہ امان ان تمام مذاہب کے لیے ہے۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ کنیسون مین نہ رہین اور یہ کہ وہ ان کو نہ منہدم کرین اور نہ توڑین اور نہ اپنے صلیبون کو توڑین اور نہ وہ اپنے اموال کو ضائع کرین اور نہ وہ اپنے دین پر مجبور کیے جائین اور یہ کہ ان مین سے کوئی کسی کو ضرر نہ پہونچائے اور ایلیا (بیت المقدس) مین کوئی یہودی نہ رہنے پائے۔ ایلیا والون پر یہ لازم ہے کہ وہ جزیہ ادا کرین جیسا کہ وہ اہل مداین کو دیتے رہے ہین اور انپر یہ بھی لازم ہے کہ وہ روم سے چورون کو نکال دین ان مین سے جو کوئی نکل جائے گا وہ اپنی جان و مال سے امن پائے گا اور یہ امن اس وقت تک کے لیے ہے کہ وہ مقام امن کو پہونچ جائے۔ اور ان مین سے جو کوئی وہان رہے گا وہ امن مین ہوگا۔ اور انپر وہی حقوق ہین جو اہل ایلیا پر ہین یعنے جزیہ وغیرہ دینا ان پر لازم ہے اور اہل ایلیا سے اگر کوئی اکیلا اپنی ذات سے مال و اسباب لیکر رومی کے ساتھ سفر کرنا چاہے اور اپنے کنیسہ اور صلیب کو خالی چھوڑ دے تو وہ اپنی ذاتون اور اپنے کنیسون اور اپنے صلیبون سمیت امن مین ہون گے یہان تک کہ وہ اپنے مقام امن کو پہونچ جائین۔ اور وہان جو زمیندار ہین اگر وہ چاہین تو وہان رہ سکتے ہین مگر ان کو بھی مثل اہل ایلیا کے جزیہ دینا ہوگا اور اگر کوئی چلا جانا چاہے تو اس کو اجازت ہے۔ اور یہ بھی معلوم رہے کہ ان سے کوئی محصول نہین لیا جائے گا یہان تک کہ وہ اپنی کھیتی کو کاٹ لین۔ اس کتاب مین جو باتین لکھی گئی ہین وہ اللہ کا اور اس کے رسول کا اور خلفا کا اور تمام مومنین کا ذمہ ہے یہ سب شرطین اس صورت مین ہین جبکہ وہ اپنا مقررہ جزیہ ادا کرین۔ اور اس عہدنامہ پر ان صحابہ کی گواہیان ہین۔ خالد بن الولید۔ عمرو بن العاص۔ عبد الرحمن بن عوف۔ معاویہ بن ابی سفیان رض۔

اب ہم ان فتوحات کے بیان کی طرف رجوع کرتے ہین جن کا ہم ذکر کر رہے تھے۔ یعنی عثمان رض کے زمانہ خلافت مین ملک فارس فتح ہوا۔ اور خلیفہ ممدوح کسرای اکبر کے تاج پر غالب ہوئے اور وہان کی حکومت کی۔

عبد الملک بن مروان کی خلافت مین افریقہ فتح ہوا۔ اور یہ خلیفہ طرابلس وغیرہ ممالک پر جو بحر اوسط کے علاقون کے ملک ہین مسلط ہوا۔ اور طارق بن زیاد نے اس ہسپانیہ کو فتح کیا جو آجتک اس کے قبضہ

ملک یعنی ملک اسپین۔ مترجم

موسوم ہے یعنی جبل طارق۔

بعض مولفین کہتے ہین کہ آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد بارہ سال کی مدت مین اہل عرب چھتیس ہزار شہرون اور قلعون کے مالک ہوگئے۔ اسمین انھون نے چار ہزار گنبد عیسائیون کے ویران کیے ہیاکل اور شہرون کے سوا۔ قرون وسطی کی تاریخ مین بیان کیا گیا ہے کہ اہل عرب نے اسی سال کے مابین جتنی اقلیمین فتح کین رومیون نے اسی قرن مین بھی اتنی ممالک فتح نہین کیے۔ یہ عربون کی بری فتوحات کا بیان تھا۔

انکی بحری قوت اور سطوت کا بیان مخفی نہین ہے۔ یعنی زمانہ قدیم مین اہل عرب دریائی سفر کرکے ہند کو آتے تھے اور وہ بحر متوسط کو نہین جانتے تھے۔ انکی کشتیان جنپر وہ سفر کرتے تھے وہ چمڑون سے ڈھکی ہوتی تھین جنکی جسامت یعنی ساخت مین لوہے کے کیلے وغیرہ نہین لگتے تھے۔ بعض اوقات سفر کی مدت جو آنے جانے مین ہوتی تھی اسمین قریب پانچسال کے عرصہ ہو جاتا تھا۔ سمندر کے بیچ مین وہ سفر نہین کرسکتے تھے کیونکہ سمندر کے بیچ کی ہوا نہایت مخالف پیچیدار رہتی ہے۔ مگر تاریخ مسیحی کے قرن اول مین انھون نے اسکو جانا۔

ابن خلدون حکایت کرتا ہے کہ بعد اس کے کہ مسلمانون نے بلاد مصر کو فتح کیا۔ عمر بن الخطاب رضنے عمرو بن العاص کو لکھ بھیجا کہ مجھ کو سمندر کے حالات سے اطلاع دو۔ انھون نے جواب مین لکھا کہ سمندر ایک بڑی مخلوق ہے جسپر ایک چھوٹی سی مخلوق سوار ہوتی ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے لکڑی پر ایک کیڑا بیٹھ جاتا ہے۔ آپ مسلمانون کو بحری سفر سے منع فرمائیے سمندر مین وہ شخص سوار ہوتا ہے جو اپنی عمر سے بیزار ہو جاتا ہے اور پھر وہ اپنی وہ سزا پاتا ہے جیسا کہ عرفجۃ بن ہرثمۃ الاسدی نے سزا پائی تھی جب اسنے عمان سی سمندر مین جنگ کی تھی۔

جب معاویۃ بن ابی سفیان کا زمانہ آیا تو انھون نے مسلمانون کو بحری سفر کی اجازت دی اور بحری سفر کرکے جہاد کرنے کا حکم دیا پس ان عربون نے اس وقت اپنی بحری ضرورتون کے لیے نوبتیہ قوم کو جسکو بحری امور مین مشق اور مہارت تھی نوکر رکھا اور اس اثنا مین وہ جہاد پر آمادہ ہوئے اور انھون نے کشتیان اور شونانی بنائین یہان تک کہ ان کے زمانہ مین سترہ سو کشتیان تیار ہوئین جو آدمیون اور ہتیارون سے بھری ہوئی تھین۔ پھر انھون نے ان کے ذریعہ سے اپنے ممالک کی حدود اور گہاٹیون کو مضبوط کیا جو اس سمندر

---

[illegible] ہے اور یہی جنگی سامان کے لادنے کا ایک مرکب ہوتا ہے اور اس سے جو [illegible] ہوتا ہے [illegible] کہتے ہین [illegible] کہتے ہین۔ مولف

قریب تھے اور اس کے کنارہ پر مثل شام اور افریقہ اور مغرب اور اندلس کے استحکام کیا۔ اور خلیفہ مذکور نے عبد الملک بن مروان کو حکم دیا کہ وہ ٹونس مین بحری آلات بنانے کے لیئے ایک کارخانہ کی بنا ڈالے اور یہ لوگ صاحب قیادۃ الاساطیل[1] کو اس نام سے موسوم کرتے تھے اور قیادۃ الاساطیل سے مراد قپودان باشی ہے جسکو دولت عثمانیہ مین تلفظ لام کی تفخیم سے پڑھتے ہین۱۲ یہ لفظ فرنچ زبان کا ہے

پھر عربون کی بحری قوت بڑھتی گئی یہان تک کہ انہون نے سمندر پر حکومت کی نصرانیون کی کشتیان سمندر مین تھین وہ ان کے مقابلہ مین لائق اعتبار نہین رہین پس اہل عرب اُن جزائر پر بھی قابض ہو گئے اور بہت سے ساحل کے بندرگاہون پر وہ قابض ہو گئے اور انکی تجارت بھی بہت بڑھ گئی اور ایک مدت دراز تک عربون کی غرض حکومت شمالی افریقیہ مین قائم رہی بحر روم مین وہ افرنجیون کے جہاز چھین لیا کرتے تھے اور ان مین جو عیسائی ہوتے تھے اُن کو پکڑ کر غلام بنایا کرتے تھے تاکہ ان کو فروخت کر ڈالین پس تمام ملک ٹونس ان غلامون سے بھرا ہوا تھا اور یہ اپنے ملک مین جس عزت سے رہتے تھے بجائے اس کے اُن کو ان ممالک مین بڑی ہی ذلت ملتی کہ وہ اس ذلت مین ہلاک بھی ہو جاتے تھے۔

یہ حالت ایک مدت تک قائم رہی جب دولت بنی امیہ اور عبیدیہ مین ضعف آگیا تو عیسائیون نے جزائر بحر شرقی پر ہاتھ دراز کیا اور اثناے حروب صلیبیہ (کروسیڈ) مین شام کے ساحلون پر قابض ہو گئے اور انکی اگلی قوت وشوکت اُنمین آگئی اور عربون کی بحری قوت مین ضعف قہقری نمودار ہو گئی۔ یہ واقعات چھٹی صدی ہجری کے ہین جو مطابق ہے دسوین صدی مسیحی کے سنہ ۱۲۴۶ھ م سنہ ۱۸۳۰ء مین جب کہ اہل فرانس نے بلاد جزائر کو فتح کیا تو آخر مین باقی آثار کے تمام ہو جانے سے وہی حالت عود کر گئی جو پہلے تھی۔ سنہ ۱۱۵۳ھ م سنہ ۱۷۴۰ء مین سلطنت عثمانیہ کے ساتھ اس سلطنت نے جو شرطین قرار دین منجملہ ان کے ایک یہ بھی شرط تھی کہ اہل فرانس اہل ولایات مغرب سے کچھ برائی کے ساتھ پیش آئین تو اس برائی کو حضرت سلطان سے کچھ تعلق نہ ہوگا۔ ان جزیرون مین رہنے والون کی عادت سمندر مین رہزنی کرنی تھی اور اسی سبب سے عربون کی بحری قوت بالکل ختم ہو گئی۔

## مقالہ نہم

[1] اساطیل اسطول کی جمع ہے اسکو اس زمانہ مین عمارت بحری کہتے ہین اور انگریزی مین لایٹ ہاوس کہتے ہین۔ مولف

عربون کی قدیم اور جدید دولتین (سلطنتین) اور ان کے ممالک (مقبوضات) اور
مومنین کی امارت یعنے امیر المومنون کا حال اور ان امارتون کی خصوصیات اور
دواوین (دفاتر) کی ترتیب اور بعض مالی امور کا بیان

اس مقالہ مین تین فصلین ہین

# فصل اوّل

## دول عرب اور اُنکے مقبوضہ ممالک کا بیان

یہ بات پوشیدہ نہین ہے کہ قدیم زمانہ مین جنکی تاریخ تباہ وبرباد ہوگئی ہے عربون کی سلطنتین تہین اور ان کے بادشاہ بہی تہے جن کے اخبار اور حالات گم ہوگئے اور ان کے آثار وعلامات مٹ گئے اور متاخرین کو صرف اتنا معلوم ہے کہ بنی اسرائیل کے مصر سے نکلنے اور ارض کنعان مین داخل ہونے سے پیشتر وہ موجود تہے۔ البتہ بعض عربی مولفات سے کچھ خبرین معلوم ہوتی ہین (بعض دول عرب کی جو زمانہ ظہور اسلام تک موجود تہین) جو کافی نہین ہین۔

منجملہ ان خبرون کے ایک یہ ہے کہ صنعاء یمن کو قدیم زمانہ مین ازال کہتے تہے جب اشبراہل حبشہ عام الفیل (جنگ اصحاب فیل) مین قابض ہوے تو انہون نے اسکی بنا ڈالی اور اسکو مضبوط بنایا پس حبشیون نے کہا کہ یہ اسکی صنعت (بنائی ہوئی جگہہ) ہے اسیوجہ سے اسکا نام صنعاء ہوا اور حصن تعز واقع جنوب زبید کی جانب زمانہ جاہلیت مین یمن کے بادشاہون کا مقام تہا۔ انہین کو تبابعہ کہتے ہین۔ انہین مین سے اذواء ہین جنکا ذکر پانچوین مقالہ کی چوتہی فصل مین گزرچکا ہے۔ یہ مملکت اصلی عربون کی بڑی اقلیم تہی۔ اسکا زمانہ چونکہ قریب تہا اس لیئے وہ اپنے استقلال سے متمتع تہی اگرچہ وہ خلفاء کے زمانہ مین منتج کبہی ہوتی اور اس کے بعد ایوبی کردیون کے قبضہ مین داخل ہوگئی جو کہ مصر کے بادشاہ تہے لیکن اخیر مین یہ سلطنت ان ممالیک کے قبضہ سے سنہ ۹۲۳ھ م ۱۵۱۷ء مین نکل گئی اور پہر سنہ ۹۴۵ھ م ۱۵۳۸ء مین

سلطان مراد ثانی چوتھے شہنشاہ نے سید حسن بن محمد علی کو اس سلطنت حاکم قرار دیا اور انس نے اس بات کا اقرار کیا کہ اس سلطنت پر واقعی انھی نے حکومت کی لیکن وہ سلطنت دولت عثمانیہ کے تحت مین ہے۔ اسکے بعد کے ورثار اس کے مالک ہوئے اور انہین کے احکام سے یہان مستقل بھی ہوے لیکن اس وقت سے چند اقلیمین اس سلطنت کی سمت شمال و مشرق مین پہاڑون اور میدانون مین پائی گئین۔ اور یمن کی حکومت سے یہ ملک نکل گیا اور بذات خود یہان وہ مستقل حاکم بن گئے۔ پھر اسی حال پر گزرتی رہی یہان تک کہ بعض اسباب ایسے پیدا ہوے کہ اُن کا یہ استقلال سلب ہوگیا اور وہ چند سال پیشتر سے سلطنت علیہ عثمانیہ کے زیر فرمان ہوگئے

لیکن حیرہ شاہان عراق لخمیین کا مستقر تھا جذیمۃ الابرش انہین بادشاہون مین سے تھا جذیمہ کا نام مالک بن فہم ہے۔ اصل مین اسکا لقب ابرص تھا کیونکہ وہ مبروص تھا اور ابرش جو اسکو کہتے ہین صرف ادب سے کہا جاتا ہے بعض اسکو وضاح کے لقب سے ملقب کرتے ہین اور وضح کے معنی برص کے ہین۔ اصل مین یہ قبیلہ ازد سے تھا قضاعہ (قبیلہ) پر حیرہ مین سب سے پہلے یہی حاکم ہوا۔ اور سب سے پہلے اسی نے دونون جوتیون کو برابر کیا اور بادشاہون مین سب سے پہلے رات کا سفر اسی نے کیا۔ اور سب سے پہلے اسی کے لیے شمع بنائی گئی لیکن سب سے پہلے حیرہ کو اس کے بھانجے عمرو بن عدی نے دار السلطنت بنایا۔ جسکا ذکر اس کتاب مین متعدد مقامات پر کیا گیا ہے۔ اس ملک کے بادشاہون مین سب سے پہلے امرؤ القیس بن عمرو ندکور نصرانی ہوا یعنی دین عیسائی[1] اختیار کیا اور بادشاہون کا مقام انبار مین تھا پہلے مقالہ کی تیسری فصل کو دیکھو۔

لیکن ملک شام شاہان غسان کا مستقر تھا جو قیاصرہ کی طرف سے عمال تھے۔ حارث بادشاہ انہین مین سے تھا جو پولس رسول (پیغمبر) پر قبضہ کرنے کا یعنے انکو مطیع کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

زمانہ جاہلیت مین عربون کے اور بھی بادشاہ تھے منجملہ اُن کے جرہم ثانیہ اور شاہان کندہ اور شاہان حجاز وغیرہم ہین۔ انکی نسبت ہماری اس کتاب مین کچھ نہین لکھا گیا ہے۔

اسلام کے بعد عربون کی بہت سی دولتین ممالک مشرق مین ہین۔ اُن مین سے پہلے خلفاے اربعہ ہین ان کے بعد ان سے ملے ہوئے بنی امیہ ہین پھر اُن کے بعد بنی عباس ہین ابتدا مین انکی حکومت مغربی ممالک پر بھی پھیلی ہوئی تھی۔ مگر جب یہ ممالک اُن کی اطاعت سے نکل گئے تو ان پر دوسری دولتین قابض ہوگئین چنانچہ مقالہ خامسہ کے پہلی فصل مین اسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے انہین مین سے امویون کی سلطنت بلاد اندلس مین تھی اور شیعون کی سلطنت جنکو عبیدی بھی کہتے ہین افریقیہ اور قیروان مین تھی۔ اور موحدین کی سلطنت اسبانیا مین تھی

(۱) روایت کے لحاظ سے امرؤ القیس اہل ایمان سے قرار پاتا ہے جسکا زمانہ حضرت خاتم النبی صلعم سے پیشتر تھا اور اُس زمانہ مین عیسائی دین خدا کا دین تھا اور اسکا معتقد بے شک ناجی ہے۔ مترجم

اور مذکورہ عبیدیون کی سلطنت مصر مین تھی۔ اور بنی حفص کی سلطنت تونس مین اور زناتیون کی سلطنت مغرب مین تھی۔ چنانچہ مشرق مین خلفاؤن کی سلطنت مین ضعف آنے کے سبب سے انپر دوسری سلطنتون کا تسلط ہوا جو اہل عرب سے نہ تھین اور ہمکو اس باب مین کچھہ زیادہ کلام کرنے کی ضرورت بھی نہین ہے۔

ظاہر مین بادشاہون سے بیعت کرنے کے یہ معنی ہین کہ بیعت ایک معاہدہ ہے جو اچھے کامون کے کرنے پر زمانہ جاہلیت مین مروج تھا اور یہ معاہدہ اسلام مین بھی مشروع ہوا۔ بیعت کرنے والا اپنے امیر (حاکم) سے

لیلۃ العقبہ کی بیعت کا واقعہ یہ ہے کہ ... صلعم ... وغیرہ ... وعظ فرماتے تھے آپنے دور سے اہل یثرب کے چھہ آدمیون کو دیکھا کہ وہ کچھہ باتین کر رہے ہین انکو آپنے بلایا اور ... وعظ سنایا وعظ سنکے انکے دلون مین اسلام کی محبت پیدا ہوئی اور وہ چھہ آدمی مسلمان ہو گئے جب یہ اپنے وطن کو واپس گئے تو انہون نے اس واقعہ کو خوب منتشر کیا اور لوگون سے تذکرہ کیا کہ ملک عرب مین ایک نبی پیدا ہوا ہے جو عرب کو کفر کی تاریکی سے نکال کر ایمان کی روشنی مین لاتا ہے جب سال دوم یہ لوگ یثرب کو پھر آئے اور اپنے ساتھ یثرب کی چند مشہور قومون کی طرف سے اور چھہ آدمی لیتے آئے۔ حضرت رسول خدا صلعم سے انکی ملاقات اسی جگہہ ہوئی جہان کہ پہلے یہ چھہ آدمی ایمان لائے تھے اب یہ چھہ آدمی بھی دین اسلام مین داخل ہوئے جو معاہدہ ان لوگون کے ساتھ ہوا اس کا نام معاہدہ عقبہ اولی ہے اس معاہدہ کا نام عقبہ اس لیے ہوا کہ یہ معاہدہ عقبہ پہاڑ پر ہوا تھا اس معاہدہ کا نام معاہدۃ النساء بھی ہے۔ جن امور کا ان لوگون نے آنحضرت صلعم سے اقرار کیا تھا وہ یہ ہین کہ ہم لوگ کسیکو خدا کا شریک نہ بنائینگے چوری زناکاری اور قتل اولاد سے احتراز کرینگے کسیکی چغلی اور شکایت نہ کرینگے اور پیغمبر خدا کی ہر بات کو حق مانینگے خوشی اور غم مین آپکے شریک رہینگے۔

ایک اور معاہدہ بہی عقبہ کے نام سے موسوم ہے اسکا واقعہ یہ ہے کہ اس زمانہ مین پچہتر مسلمان یثرب (مدینہ) سے مکہ کو روانہ ہوئے اور اپنے ساتھ چند بت پرست ہمائیون کو جو اوس اور خزرج کے قبیلون سے تھے لیتے گئے ان کی غرض یہ تھی کہ آنحضرت صلعم کو وعظ کہنے کے لیے اپنے شہر مین لیجائین۔ رات کے وقت یہ لوگ اسی پہاڑی مین جمع ہوئے جہان وہ پہلے ایمان لائے تھے حضرت رسول خدا صلعم اپنے چچا عباس کے ساتھ اس مقام پر رونق افروز ہوئے اور ان سے گفتگو کی اور انکو تمام تکالیف اور مصیبتون کا حال بہی بتا دیا جو اس زمانہ مین مسلمانون کو پہنچتی تہین انہون نے آپ سے عرض کیا کہ ہم انکو جانتے ہین مگر اسپر آپ سے اقرار کرتے ہین کہ ہم آیندہ سے بجز خدائے واحد کے اور کسیکی عبادت نکرینگے آپکی باتون کو حق مانینگے اور جسطرح ہم اپنے اہل وعیال کی حفاظت کرتے ہین اسیطرح آپکی حفاظت مین بہی اپنی جان ومال سے دریغ نہ کرینگے اس کے بعد انہون نے آپکے دست مبارک پر بیعت کی اس معاہدہ کا نام معاہدہ ثانیہ عقبہ ہے۔ مترجم

یہ وعدہ کرتا تہاکہ وہ اپنے ذات کے کامون مین سلامتی پر نظر رکہے گا اور غیرون کے ساتھ ایسا ہی اچہا برتاؤ کریگا اور یہہ کہ وہ اُس (حاکم) سے جہگڑا نہین کریگا اور ہر کام مین اُسکی اطاعت کریگا۔

پہر ابتدائے اسلام مین امیر سے بیعت کرنے کے وقت یہ عادت جاری ہوئی کہ بوقت معاہدہ اپنی ہاتھون کو اُس (امیر) کی ہاتھ مین دیتے تھے جس سے معاہدہ کی تاکید کا اظہار تہا۔ پس یہہ عمل بائع (بیچنے والے) اور مشتری (خریدار) کے فعل سے شابہ ہوگیا اور اسکا نام بیعت رکہا گیا یہ بیعت کا لفظ باع (خریدا اور خرید کرتا ہے) مصدر ہے۔ اور پہر بیعت کی یہ صورت ہوگئی کہ بوقت بیعت صرف مصافحہ کیا جانے لگا۔

آنحضرت صلعم (بیعت مین یہ امر (بیعت) لیلۃ العقبہ[*] اور ایک درخت کے پاس ہوا اور آپ کے بعد خلفاء اس امر مین بیعت کرنے والون سے حلف لیتے تھے اور اُن کو ایمان اور اُس کے ارکان پورے طور پر سکہلاتے تھے۔ ولایت عہد یعنے کسی کے عہد کے والی ہونے کا بھی یہی حال تھا اور اسکی یہ شان ہے کہ ابناء یعنے اولاد کی میراث کی حفاظت کی جائے۔ پس خلیفہ اُس شخص کو جس کے عہد کا وہ والی ہوتا تھا ایک صک (دستک) لکہہ دیتا تھا اور اسپر گواہی لکہوا دیتا تھا۔

زمانہ جاہلیت مین ردف قیل کا خلیفہ سمجہا جاتا تہا۔ اور قیل۔ حرمز۔ اصید۔ صیدق اور صیدن بادشاہ کو کہتے تھے جو عاہل سے کم رتبہ کا تہا۔ اور عاہل بڑے بادشاہ کو کہتے ہین۔ قطین لونڈیون کو کہتے ہین حشم۔ قتو اور قتا بادشاہ کے اچھے خدمتیون کو کہتے ہین۔ مقتودن خادمون کو کہتے ہین۔ مقتوی اور مقتی اور مقتوین خادمون مین سے ایک کو کہتے ہین اور جبابر بادشاہ کے جلیس اور خواص لوگون کو کہتے ہین اسکی جمع احباء آتی ہے۔

زمانہ جاہلیت مین ردف کا عہدہ ایسا تہا جیسے اسلام مین وزارت اور ردارت کی دو قسمین ہین ایک اُن مین سے یہ ہے کہ ردف کو بادشاہ اپنے گہوڑے کے پیچہے بٹھاتا تھا دوسرے یہ کہ بادشاہ ردف کو اپنی مسند ہی بازو بٹھاتا تھا جب بادشاہ پانی پیتا تو ردف بھی اُس کے ساتھ پانی پیتا قبل اسکے کہ لوگ پانی پیئین۔ اور جب بادشاہ لڑائی کو جاتا تو ردف اُسکی جگہ پر قائم مقام بنکر بیٹھتا تھا۔ اور لوگون کے حق مین وہ بادشاہ کی طرف سے خلیفہ سمجہا جاتا تھا۔ تاوقتیکہ بادشاہ واپس ہووے۔ جب بادشاہ واپس ہوتا تو ردف اُس سے مرباع لیتا یعنے لوٹ کا پاؤ حصہ لیتا۔

لیکن اسلام مین وزارت تمام شاہی عہدون اور مراتب پر فوقیت رکہتی ہے۔ اس لیئے کہ اسکا نام مطلق اعانت پر دلالت کرتا ہے اور یہ ماخوذ یا تو موازرت سے ہے جس کے معنی معاونت کے ہین یا یہ ماخوذ وزر سے ہے جس کے معنی ثقل (بہاری اور بوجہ) کے ہین جس وقت وزیر کو وزارت دیتے ہین تو اُنکو اُسوقت خلعت بھی پہناتے ہین اور خلعت مین ایک جبہ اور ایک عمامہ ہوتا ہے۔

[*] اس صفحہ کا حاشیہ صفحہ (۴۰۰) مین ہے۔ مترجم

وزارت کی اور بھی قسمیں ہین یہ وزارت یا تو امور مملکت کی حمایت اور اُس کے اسباب مین جیسے فوج اور
آلات حرب اور دیگر تمام امور حمایت اور مطالبات مین نظر کرتا ہے تو اس عہدہ دار کو اسلام کی قدیم اور جدید
مشرقی اور مغربی دولتون مین عام طور پر وزیر کہتے ہین اور بادشاہ کی مہر اُس نکے پاس سپرد ہوتی ہے تاکہ وہ
احکام پر مہر لگائے - اور یا وزارت کا عہدہ دار وہ شخص ہوتا تھا جو لوگون کے حقوق ضبط شدہ کو جاری کرتا تھا
اور ایسے عہدہ دار کو کاتب کہتے تھے - یا وزارت اُس عہدہ کا نام تھا جو صرف مال کو وصول کرتا اور اُس کو خرچ
کرتا اور اسکی حفاظت کرتا ایسے عہدہ دار کو صاحب المال اور صاحب الجبایہ کہتے تھے یا وزارت اُس
عہدہ دار کو کہتے تھے جسکا یہ کام ہوتا تھا کہ عام لوگون کو اور صاحب حاجت لوگون کو ازدحام کرکے آنے سے
روکتا تھا ایسے عہدہ دار کو حاجب (چوبدار) کہتے تھے سب سے پہلے جس نے حاجب کو اپنے دروازہ پر مقرر
کیا وہ معاویہ بن ابی سفیان ہین - آخر کار اس خدمت کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب اُنکی دولت مین ضعف آگیا اور اُن کی
شوکت کم ہوگئی تو صرف بادشاہون کے نزدیک حاضر ہونے کے لیے یہ روک قرار پائی -

سرحدی مقامات اور گہاٹیون کی حفاظت اور خاص محاصل وصول کرنے کی ولایت (خدمت) اور غلہ کی
نگہداشت اور اُس کے حساب کتاب اور نرخ پر نظر کرنا اور سکہ کی اجرائی کا انتظام کرنا یہ سب عہدہ اُن
عہدہ دارون کے ماتحت ہین جو عام طور پر نگران کار ہین -

اہل عرب ابوبکر رض کو جناب رسالت مآب صلعم کا وزیر سمجھتے تھے اور اُنکی وزارت کو قیصر اور کسری اور
نجاشی کی سلطنت پر قیاس کرکے کہتے تھے اس لیے کہ ابتدائے اسلام مین یہ عہدے موجود نہین تھے بلکہ بتدریج
بعد مین یہ عہدے ہوئے ہین -

عربون کے نزدیک تلوار کا رتبہ اور اسکی خدمتین علمی اعانت سے مستغنی تہین لیکن مال کی اور کتابت کی
خدمتین ایسی نہ تہین کہ علم سے استغنا رہتا چونکہ وہ عہدہ کتابت مین بلاغت کے حاصل کرنے پر مجبور تھے
اور مال کے کامون مین حساب کی ضرورت تھی پس وہ لوگ ایسے طبقہ کے لوگون کو منتخب کرتے جنکی اُنکو ضرورت
ہوتی تھی اور اُسی کو یہ عہدہ دیتے تھے -

دیوان الرسائل (خط و کتابت کے دفاتر) اکثر دولتون (سلطنتون) مین غیر ضروری تھی کیونکہ وہ اس سے
بالکل بے پروا تھے جسطرح کہ دول عربیہ کے لوگ بداوۃ (یعنے بدوی پن کی حالت) مین تھے یعنے انہون نے
تمدن کی تہذیب اختیار کی اور نہ اُن کے صنائع (دکاریگریون) مین کچھ دستگاہ حاصل کی لیکن دول
اسلامیہ کی ضرورتون نے یہ امر سکہلائے امیر کے کاتب کے لیے یہ لازمی شرط تھی کہ وہ اُسی کے
سب کا ہو اور اُس کے قبیلے کے معظم لوگون سے ہو جسطرح کہ اس امر کی شرط خلفا اور امرا صحابہ کے

شام و عراق مین مشروط تھی کیونکہ یہہ کام بڑی امانت کا اور رازداری اخلاص سے کرنے پر مبنی تھا
امیر المسلمین ملک موسیٰ بن یوسف ابی حمو بن زیاد العبد الوادی کی نصائح سے جو اُسنے اپنے ولی عہد کو کی تھین
اور جو کہ اسکی کتاب مین جسکا نام اُس نے "واسطۃ السلوک فی سیاستہ الملوک" رکھا ہے یہ ہے نصیحت پذیر مخاطب
کی طرف خطاب کرکے کہتا ہے کہ تو کاتب ایسا اختیار (منتخب) کر جو تیری رازداری کرے اور وہ تیرے شہر
کے وجیہ لوگون سے ہو اور وہ تیرے اغراض اور مقاصد کو پورا کرنے والا ہو فصیح اللسان ہو بازدُن کا جری
(جوان مرد) ہو اُس کا بیان بلیغ ہو۔ آداب کو پہچانتا ہو طریق صواب پر چلتا ہو خوش خط ہو عمدہ ضبط والا ہو۔
خلائق کے مشکلات کو کہولنے اور ان کے مضرات کو بند کرنے کے طریقون کا عالم ہو بہیدون کو چہپانے والا ہو
زیور وقار سے آراستہ ہو بڑی عقل والا۔ زود فہم اور روشن رائے اور ذہین ہو فکر صائب رکہتا ہو خوش
اخلاق ہو۔ فضائل سے موصوف ہو خوب صورت اور جامہ زیبا ہو۔ عوام سے دوستی رکہتا ہو اس لیے
کہ کاتب مملکت یعنے سلطنت کا عنوان (دیباچہ) ہے اور یہی اسرار امور اسی سے ظاہر ہوتے ہین۔ اور نیز
تیرا کاتب ایسا ہو کہ تیری عقل و رائے کی ہدایت پر چلتا ہو اور تیری معرفت اور فضیلت کا معترف ہو یہہ
امور وہ ہین جو کم سے کم اس خدمت کے لیے مشروط ہین اور یہ امور تیرے اور اُس کے حق مین واجب ہین
پس جب کاتب ان صفات سے موصوف ہوگا تو وہ عہدہ کتابت کے لائق ہو سکتا ہے اور اگر ان شروط مین سے
کسی ایک مین خلل ہوگا تو اسکو اس عہدہ کے دینے مین پس و پیش کرنا چاہیے کیونکہ اُس کے عہدہ کتابت مین
خلل ہے اور اسمین صواب نہین ہے اور ایسا شخص اپنے مخدوم کے حق مین عیب لگانے والا اور اس خدمت کو دینے
مین اسکی جہالت کا رہنا ہوگا۔
جب عربی زبان فاسد ہوگئی یعنے اُس مین اور زبانون کا خلط ملط ہوگیا تو پھر ایک صناعت
یعنے پیشہ ہوگیا اُس مین مخصوص وہی شخص ہے جو اُس کو اچھی طرح سے جانتا ہو۔
پس عبد الحمید بن یحییٰ بن سعید کاتب نے جو ابو العلا بن وہب العامری کا مولیٰ تھا۔ یہہ لکھا
ہے یہہ شخص اپنے فن مین ایسا کامل تھا کہ اُس کی کتابت اور بلاغت مین مثال دیجاتی ہے
اُس لیے کہ سب سے پہلے اسی نے کتابت کا طریق ڈالا اور بلاغت کی وسعت مین ترقی دی۔
اور خطوط کو آراستہ اور مزین کیا اور اُس کی فصول کو ملخص کیا اور وہ لفظ کاتب کا مصداق ہی
اُس نے کاتبون کے باب مین ایک رسالہ لکھا ہے جسمین کاتبون کے لیے جو امور اور شروط
معتبرہ ضروری ہین اُن کو پوری طور پر بیان کیا ہے یہہ رسالہ بہت طویل ہے مگر وہ مفید
ہے اُس مقام پر اُس کے بیان کرنے مین کوئی حرج نہین ہے۔

اور بعد تسملہ[1] کے اُسنے یہ لکھاہے۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد معلوم رہے کہ ای اہل کتابت خدا تم کو حفاظت مین رکھے اور تم کو اپنے احاطہ مین رکھے اور تم کو توفیق اور رشد دکامل سمجھہ) عطا کرے اللہ تعالی نے تمام آدمیون کو بعد انبیاء اور مرسلین صلوات اللہ و سلامہ علیہم اجمعین اور صاحب کرامت بادشاہون کے اقسام مین اگرچہ حقیقت مین وہ سب برابر ہین اور انکو مختلف پیشون اور حالات کی طرف اُن کے اسباب معاش اور ابواب رزق کے اعتبار سے راغب اور متوجہ کیا۔ انھین سے تمہارے گروہ کو کتاب یعنے کاتب بنایا جو شریف صورتون مین اہل ادب اور اہل مروت اور عمدہ رائے والے ہین۔ تم سے خلافت (بادشاہت) کے محاسن انتظام پاتے ہین اور اُس کے امور قائم ہوتے ہین اور تمہاری نصیحتون کی برکت سے خداوند عالم اچھا بادشاہ دیگر مخلوق کی اصلاح کرتا ہے اور شہرون کو آباد کرتا ہے۔ کسی بادشاہ کو تم سے استغنا نہین ہے اور کسی کو تمہارے سوائے اپنے امور سلطنت مین کفایت کرنے والا نہین پاتے ہین۔ تمہارا بادشاہون کے پاس رہنا ایسا ہے کہ گویا تم اُن کے کان ہو جن سے وہ سنتے ہین اور تم اُنکی بینائی ہو جن سے وہ دیکھتے ہین اور تم اُن کے لیے بجائے زبان کے ہو جن سے وہ بولتے ہین اور تم اُن کے لیے بجائے ہاتھون کے ہو جن سے وہ چیزون کو پکڑتے ہین۔ خدا تم کو تمہاری فضیلت کی ہنر سے متمتع کرے جس سے اُسنے تم کو خاص کیا ہے اور اُس نے تم کو جو اپنی نعمتین دی ہین وہ سلب نہ کرے تمام پیشہ اور ہنر والے عمدہ خیر و برکت اور فضیلت کے خصائل کے ایسے محتاج نہین ہین جیسے کہ تم ہو شاید ایسے لوگ کم ہونگے جنکو سب طرح کی فضیلت کے خصائل کی ضرورت ہو۔ ای کتاب جب تم مین اپنے پیشہ مین کوئی ایسا ہو جس کا ذکر آگے آئے گا اس لیے کہ کاتب اپنی ذات کے لیے اور اُس شخص کے لیے جسکو کاتب پر اپنے مہم یعنے کامون مین وثوق ہو وہ اس بات کا محتاج ہے کہ وہ حلم کے موقع پر حلیم یعنے برداشت کرنے والا ہو۔ کسی حکم کے دینے کے موقع پر فہیم ہو یعنے اُس کے مالہ اور ماعلیہ کو خوب سمجھتا ہو پیش قدمی کے موقع پر بڑھنے والا ہو

---

[1] تسملہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کا مخفف ہے اور تہیلۂ لا الٰہ الا اللہ کا مخفف ہے اور حمدلۂ الحمد للہ رب العالمین کا اختصار ہے اور حوقلۂ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کا مختصر اشارہ ہے اور حیعلۂ موذن کے قول حی علی الفلاح اور حی علی الصلوٰۃ کی طرف اشارہ کرتا ہے جو یہ الفاظ کہہ کر نماز کو بلاتا ہے اور صلعم صلی اللہ علیہ وسلم کا مخفف ہے اور رضہ رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کرتا ہے اور عم علیہ السلام کا مخفف ہے اور الخ الی آخرہ کا اختصار ہے اور الرا الراوی کا مخفف ہے اور الش شارح یعنے شرح کرنے والے کا مخفف ہے۔ اور دوسرون کو اسی پر قیاس کرو۔ مولف۔

اور تُرک کے موقع پر رکنے والا ہو عفت - عدل اور انصاف مین موثر ہو یعنے اثر رکھنے والا ہو - راز دار ہو -
سختیون کے سہنے کے وقت بچنے والا ہو - جو حوادث ہونے والے ہون اپنی عقل سے اُن کو جاننے والا ہو - ہر
ایک امر کو اُس کے موقع پر کرے - اور حوادث اور سختیون کو اُن کے موقع پر رکھے یعنے اگر وہ اتفاق سے یکایک
آجایئن تو اُنکی پروا نہ کرے - ہر ایک علم اور فن کو اچھی طرح جانے اگر اچھی طرح نہ جان سکے تو بقدر ضرورت
تو جاننا بہت ہی لازمی ہے - اپنی عمدہ عقل اور حسن ادب اور تجربہ کی فضیلت سے قبل ورود کسی امر کے
اسکو سمجھ لیوے اور یہ بھی جانے کہ اس کام کا نتیجہ اس کے کرنے سے یہ ہوگا - پس ہر ایک امر کے لیئے اُس کا
ضروری سامان مہیا کرنا چاہیئے اور ہر ایک وجہ کے لیئے اُسکی ہیئت وغیرہ امور کو فراہم کر لینا چاہیے -
ای کاتبون کے گروہ ہر طرح کے آداب مین تم کو رغبت کرنی چاہیے اور دین مین تم کو تفقہ حاصل کرنا ضروری
ہے اور کتاب اللہ عزوجل سے اور فرائض سے تم ضرور مدد لو - پھر عربیت سے مدد لو کیونکہ تمہاری زباندانی کی
یہ چیز درست اور سیدھی کرنے والی ہے پھر تم اپنے خط کو درست کرو کہ وہ تمہاری کتابت کی زینت ہے اور
تم اشعار کی روایت کرو اور غریب اشعار کو اور اُن کے معانی کو خوب جانو اور عرب و عجم کے ایام (جنگ و جدال
کے واقعات اور حالات) کو اور اُن کے احادیث اور سیر کو اچھی طرح سے جانو کیونکہ یہ امور جس طرف تمہاری
ہمتیں بڑھتی ہین اُسمین ممد اور معاون ہین اور حساب سے چشم پوشی نہ کرو اس لیے کہ یہ چیز کتاب خراج کے لیے
مثل روح اور خمیر کے ہے - اچھی بڑی ہر طرح کی طمع سے روگردانی کرو اور حقیر اور ذلیل کامون سے پرہیز
کرو کیونکہ وہ موجب ذلت اور کاتب کے لیئے باعث فساد ہین اور اپنے پیشہ کو دنارت یعنے فرومایگی سے
پاک کرو اور بدی اور چغلخواری سے اپنی ذاتون کو بچاؤ - اور نیز اُن چیزون سے بچاؤ جسمین جہال گرفتار ہین -
خصوصاً تکبر اور سخافت (بے عقلی) سے اور عظمت یعنے بڑائی کرنے سے بچو کیونکہ اس سے بغیر کسی سبب
اور علت کے دشمنی پیدا ہوتی ہے - اور تم اپنے پیشون مین اللہ کی محبت رکھو - اور تم ان پیشون کی اون
لوگون کو وصیت کرو جو تمہارے سلف مین اہل فضل اور عدل اور عقل مین لائق ہون اور اگر تم مین سے
کسی کو زمانہ عاجز کر دے تو تم اُسپر مہربانی کرو اور اُسکی خاطرداری کرو یہان تک کہ خدا کے فضل سے وہ
اپنی اچھی حالت مین آجائے اور اپنے قدیم کام اور حالت پر قائم ہو جائے - اور اگر زمانہ تم مین سے کسی کو
بسبب اُس کے بڑھاپے کے کسب کرنے سے بیٹھا دے جس سے وہ اپنے ہم پیشہ بھائیون کی ملاقات نہ کر سکے
تو تم اُسکی ملاقات کو جایا کرو اور اُسکی تعظیم کرو اور اُس سے مشورہ لو اور اُس کے عمدہ اور پیش بہا تجربہ
اور معرفت سے مدد لو اور تم مین سے ہر ایک شخص اُس شخص پر مہربانی کرے جس نے تمہارے ساتھ تمہاری
حاجت کے دن بھلائی کی ہو اور اُس کے ساتھ ایسی بھلائی کرنی چاہیئے جیسے اپنی اولاد پر اور اپنے بھائی کے

ساتھ کرتے ہین - اگر شغل اور پیشہ مین کوئی عمدہ بات ظاہر ہو تو اُس کو اُس کے اہل کی طرف منسوب کرنا چاہیئے اور اگر کوئی بری بات ظاہر ہو تو اُسکو اُسکی طرف منسوب نہ کرنا چاہیئے - تغیر حال کے وقت ذلت اور رنج اور پشیمانی سے بچنا چاہیئے - ای معشر کتاب عیب تم پر بہت جلد دوڑکر آتا ہے بہ نسبت اس کے کہ وہ جھوٹے اور مفتری پر دوڑکر جاوے اور وہ بہ نسبت اُس کے تمہارے لیئے زیادہ مفسد ہے - تم کو یہ بات معلوم ہوگی کہ کوئی آدمی تم مین سے ایسے شخص سے مصاحبت رکھے جو تمہارے ساتھ بذات خود بذل و احسان سے پیش آتا ہو تو اُس کے حق کے لحاظ سے تم پر واجب ہے کہ تم اُسکی وفا اور اُس کے شکر کے معتقد رہو اور تم پر واجب ہے کہ تم اُسکی نصیحت کو سنو اور اُس کے بھید کو چھپاؤ اور اُس کے کام کی تدبیر کرو - اُسکے حق کا اسی سے بدلا ہو سکتا ہے - اور اُسکی حاجت اور ضرورت کے وقت صداقت سے اُسکی اتباع کرو اور تم اسکو اچھی طرح سے سمجھو - خدا تمہین توفیق عطا کرے کہ تم کشادگی اور شدت اور حرمان اور مواسات اور احسان اور عیش و راحت اور سختی کی حالت مین عمدگی سے رہو ان شریف پیشہ والون مین وہ شخص کیا ہی اچھا ہے جو اس خصلت اور صفت سے متصف ہو - جب تم سے کوئی شخص خلق اللہ کے اہل و عیال کا منتظم قرار دیا جاوے تو چاہیئے کہ خدا کو حاضر و ناظر جانکر اُسکا انتظام کرے اور اُسکی اطاعت کا اور عبادت کا خیال رکھے - ضعیف پر مہربان اور مظلوم پر منصف رہنا چاہیئے کیونکہ تمام مخلوق اللہ تعالی کے عیال ہین اور اللہ تعالی کے نزدیک وہی شخص محبوب ہوگا جو اُس کے عیال کے ساتھ رفق و ملاطفت سے پیش آتا ہے - پھر اُسکو چاہیئے کہ عدل سے حکم کرے اور شریفون کی ساتھ اکرام کا برتاو کرے تونگری کی توقیر کرے - شہرون کو آباد کرے رعیت مین الفت پیدا کرے اُن کو ایذا پہونچانے سے اجتناب کرے - اور اُسکو چاہیئے کہ مجلس مین تواضع سے بیٹھے اور خراجی احکام کے اجرا مین اور حقوق کے پورا کرنے مین رفق و ملاطفت کرے - جب تم مین سے کوئی کسی کی صحبت مین رہے تو اول اُس کے اخلاق دریافت کرنی چاہئین کہ اچھے ہین یا برے ہین اگر اچھے اخلاق ہون تو عمدہ طرح سے اُسکی امداد کرنی چاہیئے اگر اُسمین برائیان ہون تو اُسکو لطیف حیلہ سے چھوڑ دینا چاہیئے اور تمکو یہ بات معلوم ہے کہ جانورون کا ہانکنے والا جب کہ وہ اُنپر سیاست کرنے مین خبردار ہوتا ہے تو وہ اُنکی عادات کو معلوم کر لیتا ہے جس حال مین کہ وہ جانور شریر ہوتا ہے اور وہ اُس پر سوار ہوتا ہے اُسکو گرم نہین کرتا اور اگر وہ سامنے سے سیدھا ہونے والا ہو تو وہ اُسکو سامنے سے بچا لیتا ہے جب طرف مڑنا چاہتا ہے تو آگے سے وہ اُسکی حفاظت کر لیتا ہے اگر وہ شرارت سے کسی طرف جانا چاہتا ہے تو وہ اُس کو اُس سمت سے روک لیتا ہے اور اگر وہ سرکش ہے تو نرمی سے وہ اُس کی

خواہش کو پورا کر لینے دیتا ہے - اور اگر وہ اسی حالت پر قائم رہتا ہے تو کسی قدر وہ اسکو پھیر لیتا ہے پس اس طریقہ
سے وہ جانور اسکا مطیع ہو جاتا ہے سیاست کے اس قسم کے بیان مین اس شخص کے لیے بہت سی دلیلین ہین
جو آدمیون پر حکومت کرتا ہے اور ان پر عامل رہتا ہے اور ان سے لڑائی کا کام لیتا ہے اور ان کو اپنے حکم
مین داخل کرتا ہے یعنے ان کو اپنی حکومت مین لاتا ہے - اور کاتب بسبب اپنے ادب کے فضل اور پیشہ کے
شرف اور لطیف حیلہ اور معاملہ کے جس کسی سے کوئی چیز طلب کرتا ہے یا مناظرہ کرتا ہے یا اس سے کوئی بات
سمجھتا ہے یا اسکی سطوت سے ڈرتا ہے تو وہ اپنے مصاحب کے ساتھ رفق و مدارات کرنے مین اور اسکی
ٹیڑھے پن کی اصلاح اور درستی مین بہ نسبت جانورون کو ہانکنے والے کے اولی ہوتا ہے جو نہ جواب دیتا
ہے اور نہ صواب کو جانتا ہے اور نہ بات کو سمجھتا ہے لیکن اسیقدر اشارون کو سمجھتا ہے جو اس کا پرورش
کرنے والا اور اس کا سوار اسکو سکھاتا اور تعلیم کرتا ہے - خدا تم کو اپنی رحمت مین رکھے تم اس بات کو سمجھ لو کہ
ہر ایک کام کی نظر و غور مین رفق و ملاطفت کو پیش نظر رکھو اور جہانتک تم سے ہو سکے تم غور و فکر مین کوشش
کرو - خدا کے حکم کے موافق تم جن عورتون کو اپنی صحبت مین رکھو ان کو امن و راحت مین رکھو اور ان پر
بوجھ مت ڈالو یعنے ان کو ایسے بار گران مین نہ رکھو کہ وہ اسکی برداشت نہ کر سکین - اور انپر ظلم و زیادتی نہ
کرو تم مین سے ہر ایک کو چاہیئے کہ موافقت کی طرف میل کرین اور دوستی اور بھائی چارہ کرو اور شفقت
سے رہو یہ سب باتین جب ہین کہ خدا چاہے اور تم مین سے کوئی شخص اپنی ہیئت اپنی نشست اپنے
لباس اپنی سواری اپنے کہانے اپنے پینے اور اپنے تمام خدم و حشم اور نیز اپنے فن اور پیشہ کے تمام
امور مین تجاوز نہ کرے مگر بقدر اپنے حق کے کیونکہ خدا نے تمہین جو فضیلت دی ہے وہ تمہارے لیے کافی
ہے اور تم اپنی خدمت کے ادا کرنے مین کوتاہی نہ کرو اور تم اپنے افعال مین تضییع اور تبذیر (اسراف)
نہ کرو - اور ہر ایک کام مین جسکو مین نے تم سے بیان کیا ہے قصداً تم انھین اپنی عفت سے مدد لو -
تم اسراف اور ناز و نعمت کی برائی کے اہتمام سے خوف کرو کہ انجام پر باعث فقر اور سرنگونی ہین اور یہ
ایسے لوگ ہمیشہ رسوا اور فضیحت ہوتے ہین خصوصاً کتاب اور صاحب ادب - ہر ایک امر مین بعض
ایسی اشباہ (صورتین) ہین جو دوسری اشباہ پر دلالت کرتے ہین پس تم اپنے اعمال و افعال مین انکی
سے استدلال کرو جو اس سے قبل تم کو تمہارے تجربہ سے معلوم ہوا ہو اس کے بعد تم تدبیر کے کشادہ اور
واضح راستہ پر چلو جسکی دلیل عمدہ اور اسکی عاقبت نیک ہو - یہ بات بھی جان لو کہ تدبیر کے لیے بھی ایک
آفت ہے جو اس کو ہلاکی مین ڈالتی ہے اور وہ ایسا مشغول کرنے والا وصف ہے جو اس کے صاحب کو
اپنے علم اور اپنے فکر کے نفاذ سے دور کرتا ہے یعنے وہ اپنے علم اور اپنی فکر پر زیادہ توجہ نہین کرتا اس

تم مین سے ہر ایک آدمی کو اپنی مجلس مین بات کہنے مین پورا قصد کرنا ضرور ہے اگرچہ ابتدا ءجواب مین
قطع کیا ہوا ور چاہیے کہ اپنی حجت اور دلیل سے کلام کرے کیونکہ ایسا کرنا اس کے افعال مین موجب مصلحت ہے
اور زیادہ گوئی کے شغل مین ایک دافع چیز ہے ۔ خداوند عالم سے شکرگزاری کا اظہار عجز وانکساری کے ساتھ
کرنا چاہیے کہ اسنے توفیق اور راست روی عطا کی یہ بات اس خوف سے کرنا چاہیے کہ ایسی غلطی مین نپڑ جاے
جو اس کے بدن اور عقل اور آداب مین ضرر نہ پیدا ہو اگر تم مین سے کوئی شخص یہ خیال کرے یا زبان سے
یہ کہے کہ اپنے پیشہ کی خوبی جو ظاہر ہوئی ہے وہ صرف اس کے عمدہ حیلہ اور حسن تدبیر سے ہوئی ہے
تو یہ صرف اُسکا خیال اور وہمی کلام ہے یہانتک کہ ایسے شخص کو اللہ تعالی ایسا گران کردیتا ہے کہ وہ اپنی
ذات مین ناقص رہ جاتا ہے اور یہ بات اس شخص پر کہتی ہے جو غور وتامل کرتا ہے اور غور وتامل کے بعد
دخواہ مخواہ راہ راست پر آجاے گا ) کوئی خوف کی بات نہین رہتی اور تم مین سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ
مین اپنے کامون مین بڑا البصیرت والا ہون اور اپنے پیشہ مین رفاقت اور مصاحبت سے بہت عمدہ
تدبیر کرتا ہون ۔ کیونکہ عقل مندون کے نزدیک دو آدمیون مین وہ شخص زیادہ عقل مند ہے جو خود بینی کو
اپنے پیچھے پہینکدے یعنی خود بینی کا خیال نکرے ۔ اور یہ خیال کرے کہ اس کے ہم عصر اور اس سے
زیادہ عقیل اور اپنے پیشہ مین بہت ہی دستگاہ رکھتے ہین ۔ اور ہر ایک فریق پر واجب ہی کہ اللہ تعالی
کی نعمتون اور اس کے فضل وکرم کا بغیر آمیزش اپنی رائے کے اعتراف کرے اور اپنے بہائیون
اور اپنے ہمسرون اور اپنے مصاحبون اور اپنے خاندان اور اپنے کنبہ والون پر فوقیت نہ جتای
اور ہر ایک پر اللہ تعالی کی حمد واجب ہے اور یہ تواضع کے ساتھ ہونا چاہیے بسبب اسکی عظمت کے
اور نیز عاجزی اور ذلت کے ساتھ کرنی چاہیے بسبب اسکی عزت کے اور اسکی نعمت کا ہر حال مین
شکر کیا جاے ۔ مین اپنی اس کتاب مین یہ کہتا ہون کہ جو شخص نصیحت کرے اسکو عمل بہی لازم ہے اور یہ
بات اس کتاب کا جوہر اور لب لباب ہے اور یہ اس وقت ہے جبکہ وہ اللہ تعالی کا ذکر کرے ۔ اسیواسطے
مین نے اسکو آخر مین بیان کیا ہے اور اسکو تمام کیا ۔ خدا ہم کو یہ بات نصیب کرے ای طلبہ اور کاتبون کے
گروہ تم ایسے شخص سے دور رہو اور بچو جو یہ خیال کرے کہ اسکا علم خود اسی کی کوشش سے بڑہا ہے اس لیے
کہ یہ بات اللہ تعالی کے قبضہ قدرت مین ہے اور تم پر خدا کا سلام اور رحمت اور برکت نازل ہووے
اب ہم اس امر کی طرف رجوع کرتے ہین جس کے بیان کرنے کے ہم درپے ہین ۔
[illegible] عباسیون مین بہت ہی [illegible] سمجھا جاتا تھا چنانچہ جعفر بن یحیی برمکی باوجودیکہ وہ دولت
[illegible] سلطنت [illegible] کے وقت [illegible] کو توقیعات واحکام لکھکر دیتا تھا

اُس کے توقیعات کو فصحاء اور بلغا نہایت شوق سے حاصل کرتے تھے کیونکہ اُن سے اُن کو بلاغت کے اسلوب اور فنون دریافت ہوتے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اُسکا ہر ایک قصہ کئی دیناروں کو بکتا تھا۔ کاتب وہ شخص ہی جو سجلات (مراسلات یا روبکارات) لکہا کرتا ہے اور اُس کے آخر مین اپنا نام لکہتا ہے اور اُسپر پادشاہ کی مہر سے مہر لگاتا ہی اور مہر (جو غالباً فلزی مادہ سے ہوتا ہے) ایک کندہ کیا ہوا نقش ہوتا ہے جسمین پادشاہ کا نام یا اُس کے نام کا اشارہ ہوتا ہے۔ یہ مہر سرخ مٹی کے پانی سے لگائی جاتی ہے اور اس مٹی کو طین الختم کہتے ہین اور یہ مہر سجل (مراسلہ) کے ٹ کرنے کے وقت اُس کے ایک کنارہ یا گوشہ پر لگادی جاتی ہے۔ بعد کے زمانہ مین سجلات خاص پادشاہ کے حکم سے صادر ہونے لگے اور ان کے شروع یا آخر مین کاتب اپنے اقتدار کے موافق ایک علامت کر دیتا ہے کاتب کا رتبہ کبہی تو بہت بلند اور ارفع ہوجاتا ہے اور کبہی گہٹ جاتا ہے جیسا کہ اُس کے عہدہ پر دوسرا شخص مقرر ہوجاتا ہے جیسا کہ شرقی اور مغربی دول اسلامیہ مین اہل مراتب مین اس قسم کا عزل و نصب ہوا کرتا ہے اس کے بعد تو انہین دول کے ذی رتبہ لوگون مین علامت بنادینے کا استعمال زیادہ ہوگیا اور اسکا استعمال صرف انکی رفعت شان اور تعظیم کی نظر سے ہوا اس لیئے کہ نام لکہنے مین ایک قسم کی سبکی ہوتی ہے

عربون کے پادشاہون۔ وزیرون اور امیرون کی یہ عادت تھی کہ وہ ندیمون اور مصاحبین کو رات کی دل لگی کے لیئے قصہ اور لطیفہ کہنے کے لیئے رکہتے تھے چنانچہ یہ دستور تمام دول مین مروج ہے۔ یہ لوگ شعراء اور اہل ادب سے ہوتے ہین ان مین جو لوگ سرگروہ ہوتے ہین وہ اپنی ندیمی اور مصاحبت سے اُن کا دل خوش کرتے ہین جب امیر اپنی مجلس سے برخاست کرنا چاہتا ہے تو اُسوقت ایک اشارہ کرتا ہے جسکو اُسکے ہمنشین جانتے ہین۔ مثلاً اگر اُس نے مندیل طلب کیا یا تکیہ وغیرہ پر ٹیکا لگایا تو سمجھ لیتے ہین کہ اُسکی مرضی برخاست کی ہی بس اس قسم کے اشارہ سے وہ اُٹھ جاتے ہین۔

جب پادشاہ کسی سے یہ کہتا ہے عزمت علیک ان تقول کذا وکذا کہ تجھ سے فلان امر سننا چاہتا ہون یا یہ کہتا ہے تحدثنا بما تعلم من الشئی الفلانی کہ فلان چیز کو جو تو جانتا ہے ہم سے بیان کر تو اُس شخص پر اُس کے حکم کے موافق بیان کرنا واجب ہے اس لیئے کہ وہ لوگ امیر یا پادشاہ کے ارادہ کا پورا کرنا ایک حق سمجھتے ہین اور عزمت علیک سے یہ مراد لی جاتی ہے کہ مین تجھ پر قسم کہاتا ہون اور عزم علی الامر کے معنی یہ ہین کہ اسنے اُس کام کا ارادہ کیا یا اسکے کیئے جانے کا حکم دیا۔

## فصل دوم

## امارت مومنین اور اسکی خصوصیات کے بیان مین

ہم نے پانچوین مقالہ کی چوتھی فصل مین اس امر کا ذکر کیا ہے کہ اہل عرب زمانہ جاہلیت مین آنحضرت صلعم کو امیر مکہ اور امیر حجاز کہتے تھے جب آپ کی وفات ہوئی اور ابوبکر صدیق رضہ آپکے خلیفہ اور جانشین ہوئے تو انکا لقب خلیفہ ہوا۔ جب ابوبکر رضہ کے بعد عمر رضہ خلیفہ ہوئے تو ان کا لقب امیر المومنین ہوا۔ اسکا سبب یہ ہوا کہ جب وہ لوگ ابوبکر رضہ کو جو آنحضرت صلعم کے پہلے خلیفہ تھے خلیفہ کے لقب سے پکارتے تھے تو ان کے لیئے یہ ضرور ہوا کہ عمر رضہ کو خلیفۃ الخلیفہ کہین اور اسیطرح ان کے بعد کے خلفاء کو خلیفہ خلیفہ خلیفۃ آہ کہا کرین۔ اور اس بات کو عمر رضہ نے مکروہ سمجھا تو حالت دیکھکر مغیرہ نے ان سے کہا کہ ہم سب مومنین ہین اور آپ ہمارے امیر ہین پس اس لحاظ سے آپ امیر المومنین ہین۔ یہ رائے پسند ہوئی اور آپ کے بعد جو شخص خلیفہ ہوتا گیا اسکے لیئے یہی لقب خاص کردیا گیا۔ زمانہ کے گزرنے سے اس لقب کے معنی شہنشاہ کے لیے جانے لگے کیونکہ خلفائے عباسیہ کے زمانہ مین اطراف کے حکام اور عمال کو ملوک اور سلاطین[له] کہا جاتا تھا۔

چونکہ خلفاء کی خصوصیات اور ان کے فرائض مین دین کی حفاظت اور سیاست (انتظام) دنیا اور قضاوت کی ذمہ داری تھی۔ کیونکہ دینی خلافت کے خاصون مین یہ امور داخل ہین نماز کی خدمت اور فتوی دینا اور قضاوت کرنا اور جہاد کرنا اور امارت اور وزارت کا دینا اور جنگ و جدال کے انتظامات اور خراج کا وصول کرنا اور بڑی عام مسجدون کی نگرانی اور معاملات کے لین دین کے لیئے سکہ کا ٹھپہ کرنا اور جعلی سکون کی تنقیح جسمین کھوٹ زیادہ ہوتا ہے اور جن کے کھرے اور بلا آمیزش بننے کی غرض سے سلطان اسمین اپنی علامت بنادیتا ہے تاکہ جعل جلد ظاہر ہوجائے اور جعلساز گرفتار ہوجاوین اور دفتر محاسبی کا قائم کرنا تاکہ سلطنت کے حسابات مین غلطی نہ ہونے پائے اور تعزیر اور تادیب ان لوگون کی کرنا جو خلاف احکام جرائم کا ارتکاب کرتے ہین اور راستون کی روک کو ہٹانا اور حمالون اور کشتیون پر زیادہ بوجھ نہ لادنے دینا۔ اور جن کے مکانات خوف و خطر کی حالت مین ہون انکی انہدام کا حکم دینا اور اس ضرر کا زائل کرنا جو اس قسم کے امور سے پیدا ہو۔ اور ان معلمین یعنے اساتذہ کو سزا دینا جو مدارس مین متعلمین یعنے شاگردون کو زیادہ مارتے ہین

---

له زوزنی کہتا ہے کہ سلطان سلیط سے ماخوذ ہے جس کے معنی روغن زیت اور روغن کنجد کے ہین جو بسبب چراغ کو روشن کرنیکے ان کا یہ نام ہوا اور اسی بنا پر سلطان کو سلطان کہنے لگے کیونکہ اس کے افعال اور اعمال ظاہر ہین اور کلیات مین لکھا ہے کہ سلطان کا لفظ قرآن مین ہر جگہ حجت کے معنی مین مستعمل ہوا ہے۔ مولف

اور اُن دعاوی کے فیصلجات مین احکام جاری کرنا جو سکہ کی جعلسازی اور کم ناپنے اور کم تولنے کے باب مین ہون اور شریف لوگون کو نقابت کے عہدہ پر مقرر کرنا جو نقابۃ الاشراف کے نام سے معروف و مشہور ہے جنکے ذریعہ سے خلافت (یعنے خلیفہ) کے پاس باریابی ہوتی ہے[1] اور بیت المال[2] کے حقوق اور نقود کی حفاظت کرنا داخل ہے۔ (دوسرے مقالہ کی چوتھی فصل کو دیکھو) لیکن آخیر مین خلفاؤن نے ان خصوصیات پر عمل کرنا چھوڑ دیا اور بجائے ان تمام کامون کے صرف وزارت کا انتخاب کرنے لگے۔

خلیفہ عمر بن الخطاب رض نے سب سے پہلے جبکہ خلفا بذات خود قضارت کے عہدہ کے ذمہ دار تھے قضارت کے عہدہ پر ایک دوسرے شخص کو اپنا نائب بنایا اور جسکو اس عہدہ پر مامور فرمایا تھا اسکو ایک کتاب (دستور العمل) لکھی تھی جو کہ بہت مشہور ہے اور جس قضارت کے فرائض وغیرہ بنی ہین منجملہ اُن ہدایتون کے جو اسمین تھین یہ بھی لکھا تھا کہ بینہ (ثبوت) مدعی پر اور منکر پر قسم ہے اور مسلمانون مین صلح جائز نہین ہے جسمین حلال امور کا حرام کرنا اور حرام امور کا حلال کرنا قرار پائے۔ اور قاضی کو چاہیئے کہ اپنی ذات کے افعال کا خیال کرے اور حق کی طرف رجوع رہے اور مسلمان آپسمین ایک دوسرے کی نسبت عادل (گواہ) ہوسکتے ہین مگر یہ کہ کسی حد شرعی مین درّے (کوڑے) نہ کہائے ہون اور جھوٹی گواہی مین کبھی متہم نہ ہوئے ہون یا جس کی نسب اور ولا مین کچھہ شبہ ہو۔

اس زمانہ مین قضارت کے عہدہ کا صرف یہ کام تھا کہ اہل مقدمات کے دعاوی کا فیصلہ کرے پھر آہستہ آہستہ اُن اختیارات مین وسعت ہوتی گئی چنانچہ عام مسلمانون کے بعض حقوق کی حفاظت انہین کے ذمہ ہوگئی مثلاً مجانین اور یتامی اور مقروض اور کم سمجھ مال دارون کی نگہداشت اور اُن کے اخراجات کی نگرانی اور مسلمانونکی وصیتون کا اجرا اور اُن کے اوقاف کا انتظام اور رانڈون کا نکاح جبکہ اُن کے اولیا باقی نہ رہے ہون اور راستون اور مکانون کی اچھی بری حالت کی دیکھہ بھال اور گواہون اور امینون اور نوابون وغیرہ کی

---

[1] آجکل نقابت (نقیبی) کا عہدہ نہایت برا ہوگیا ہے کیونکہ نقیب اور چوبدار لوگ بدخلق ہوتے ہین ورنہ فی نفسہ یہ عہدہ بڑی اعلی شان کا ہے۔ مترجم

[2] بیت المال خزانہ سلطنت اسلامیہ یعنی وہ اسلامی سلطنت کا خزانہ جسمین تمام رعایا کا حق علی السویہ ہوتا ہے اور اُسکی مصارف کا اختیار خلیفہ (حاکم وقت) کو ہوتا ہے خلفائے راشدین کے زمانہ مین عموماً اور بعض خلفائے مابعد کے زمانہ مین بھی بیت المال کے مصارف نہایت عدل و انصاف اور واجبی کامون مین ہوا کرتے تھے یعنے مسلمانون کے مصالح مین عمدہ طریقہ سے اسکا صرف ہوتا تھا۔ مترجم

تلاش یہ سب امور قضاۃ سے متعلق ہوگئے۔ اور بعض اوقات خلفاء قاضی کو فوج دیکر جہاد کا کام بھی سپرد کرتے تھے یہ امر قاضی کے فرائض مین داخل تہا کہ وہ سخت عقوبات قبل ثبوت جرائم کے ٹہیرائے اور حدود[1] کو قائم کرین جو اپنے مواقع پر ثابت ہوتے ہین اور عقود (معاملات) اور قصاص مین حکم دیوے اور تعزیر[2] اور تادیب کو قائم کرے اُس شخص کی نسبت جو جرائم سے باز نہین آتا یعنے مکرر جرائم کا مرتکب ہونے والا یہ سب امور جنکا ہم نے ذکر کیا ہے خلفاء کے خصوصیات سے تھے۔

ابتدائے اسلام مین احکام حکام کی لیاقت اور علمیت کے اعتبار سے کتاب اللہ اور سنت رسول یعنے روایت حدیث کی بناء پر اجرا پاتے تھے چنانچہ جب ابوبکر رض خلیفہ اول کے سامنے کوئی قضیہ یعنے دعوی پیش ہوتا تو وہ انہین ماخذون سے حکم دیتے تھے ورنہ موجود اور حاضر صحابہ سے جو کہ آنحضرت صلعم کی زندگی مین اُن کے سامنے فتوے دینے کی قابلیت رکہتے تھے دریافت کر لیتے تھے ورنہ اپنے اجتہاد سے حکم دیتے تھے۔

جو لوگ جناب رسالت مآب صلعم کے سامنے فتوے دینے کی قابلیت رکہتے تھے وہ لوگ یہ ہین ابوبکر رض عمر رض۔ عثمان رض۔ علی رض۔ عبد الرحمن بن عوف رض۔ عبد اللہ بن مسعود رض۔ ابی بن کعب رض۔ معاذ بن جبل رض عمار بن یاسر رض۔ حذیفہ بن الیمان رض۔ زید بن ثابت رض۔ ابوالدرداء رض۔ اور ابوموسی الاشعری رض اور سلمان فارسی رض۔

جب ابوبکر رض کے بعد عمر رض خلیفہ ہوئے اور صحابہ رض کی جماعتین مفتوحہ ممالک مین پہیلین تو حکومت کا مرجوع مدینہ یا اور دوسرے شہرون مین ہونے لگا اُس دوسرے شہر مین جو صحابہ موجود ہوتے تہے اگر اُن کے پاس کوئی اثر (حدیث) ہوتی تھی تو اُسی کے لحاظ سے حکم دیا جاتا تھا ورنہ اُس شہر کا امیر خود اپنے اجتہاد سے حکم دیتا تہا باوجودیکہ اس مقدمہ کے متعلق دوسرے صحابہ کے پاس جو وہان موجود نہین رہتے تھے

---

[1] حدود حد کی جمع ہے جس کے معنی عقوبت مقدرہ (یعنے معین کردہ سزا) کے ہین اور یہ اللہ تعالی کا حق ہے جو بندون پر اسکا عمل کرنا واجب ہے۔ اسکا نام حد اسلئے رکہا گیا ہے کہ یہ ارتکاب جرائم کی طرف جانے سے روکتا ہے۔ مولف

[2] تعزیر بھی ایک قسم کی سزا ہے جو حد سے کم ہے اور تعزیر اور حد مین فرق یہ ہے کہ حد مقررہ سزا ہے اور تعزیر وہ سزا ہے جو امام کی رائے پر محول ہے اور حد کی سزا شبہات سے زائل ہوجاتی ہے اور تعزیر شبہات کی صورت مین واجب ہوتی ہے اور حد صبیان (کم سن بچون) پر واجب نہین ہے اور تعزیر ان پر جائز ہوتی ہے اور حد کا اطلاق ذمی پر کیا جاتا ہے جبکہ وہ مقدر ہوتی ہے اور تعزیر کا اطلاق اسپر نہین ہوتا بلکہ اسکا نام عقوبت ہوتا ہے۔ مولف

حکم ہوتا تھا اور اُن کے پاس جو حدیث ہوتی تھی وہ اوروں کے پاس نہین ہوتی تھی کیونکہ یہ ضروری امر تھا کہ جس زمانہ مین ایک صحابی نے آنحضرت صلعم سے جو حدیث سنی تھی اُسوقت دوسرے صحابہ نہین ہوتے تھے اسی شبہہ کے دور کرنے کے لیے ایک گروہ حدیث جمع کرنے کے لیئے اُٹھ کھڑا ہوا اور اسکی تنقید کی۔ پس سب سے پہلے اسکو محمد بن شہاب الزہری نے جمع کیا۔ سب سے پہلے اس خاص موضوع مین جس نے کتاب لکھی اور اسکو بابوں پر منقسم کیا وہ سعید بن عروبہ اور ربیع بن صبیح تھے۔ جو بصرہ میں تھے اور عمر بن راشد یمن مین ہوئے۔ اور مکہ مین یہ کام ابن جریج نے کیا پھر سفیان ثوری نے کوفہ مین یہ کام انجام دیا اور حماد بن سلمہ نے بصرہ مین اور ولید بن مسلم شام مین اور جریر بن عبدالحمید ملک ری مین اور عبداللہ بن المبارک ملک مرو اور خراسان مین یہ کام کیا اور ہشیم بن بشیر نے واسط مین اسکو جمع کیا اور کوفہ مین صرف ابوبکر بن ابی شیبہ نے اس کے ابواب کو زیادہ کیا اور تصنیف اور تالیف کو اعلی درجہ پہونچایا۔ اس صورت سے دور دور کے شہروں سے اُن لوگون کے پاس حدیثین جمع ہوگئیں جن کے پاس پیشتر موجود نہ تھین اُن مین سے کوئی چیز بھی جس کے پاس پہونچ گئی اُس کے لیئے وہ ایک حجت قائم ہوگئی۔

عباسیون کا پہلا خلیفہ ابوجعفر منصور وہ شخص ہے جس نے سب سے پہلے فقہ پڑھی اور اُسنے امام مالک بن ابی عامر بن عامر بن الحارث الاصبحی سے درخواست کی کہ وہ علم فقہ مین ایک کتاب تالیف کرین اور اُن سے کہا اے ابوعبداللہ[1] اب روے زمین پر علم مین آپ کے اور میرے رتبہ کا کوئی شخص نہین ہے مین تو خلافت کے کامون مین مشغول ہون آپ ایک کتاب لکھیے جس سے لوگ نفع اُٹھائین اور اسمین ابن عباس کی رخصتین اور ابن عمر کی شدائد کا ذکر نہ ہو۔ اور اسکو اور علمار کے سامنے پیش کیجیے تاکہ اسمین نقائص نہ رہنے پائین۔[2] یہ سنکر امام مالک نے فرمایا کہ تو نے آج مجھ کو تصنیف کا کام سکھایا اور اسی واسطے انہون نے اپنی کتاب کا نام موطار رکھا اور بعد اس کے کہ امام مالک کا مذہب مشہور ہوا ہارون رشید کی خلافت کے زمانہ مین ۱۷۹ھ مطابق ۷۹۵ء مین آپکی وفات ہوئی۔

اسی خلیفہ کے زمانہ مین امام ابوحنیفۃ النعمان بن ثابت بن النعمان بن المرزبان الفارسی ظاہر ہوئے انہون نے فقہ مین اپنا مذہب قائم کیا جو دوسرے مذاہب پر مقدم رہا۔ امام شافعی رح جنکا ذکر اب آگے آئے گا وہ فرماتے ہین کہ تمام آدمی ان پانچون کے اہل و عیال ہین جو شخص فقہ مین تبحر حاصل کرنا چاہتا ہے وہ ابوحنیفہ کے عیال مین گنا جائے گا اور جو شخص شعر مین ملکہ پیدا کرے گا وہ زہیر بن ابی سلمہ کا عیال ہوگا اور جو شخص مغازی

---

[1] یہ امام مالک رح کی کنیت ہو۔ مترجم

[2] امام مالک رض کی کتاب موطار کا نام موطار اسلئے ہوا کہ موطار کے معنی کہند لاگیا اور روندا گیا ہین یعنے بہت سے علمار نے اسکو نکتہ چینی کی نظر سے دیکھا ہو۔ مترجم

(غزوات) یعنے جنگون کے حالات مین تبحر حاصل کرنا چاہیے گا وہ محمد بن اسحٰق کا عیال ہوگا اور جو شخص نحو مین ملکہ پیدا کرنا چاہے گا وہ کسائی کا عیال ہوگا اور جو شخص تفسیر مین کمال پیدا کرنا چاہیے گا وہ مقاتل بن سلیمان کا عیال ہوگا - امام شافعی کا کلام پورا ہوا - اور امام ابو حنیفہ مشار الیہ سے حکایت کی جاتی ہے کہ اس خلیفہ کے قید مین اُنکی وفات ہوئی کیونکہ انہون نے منصب قضارت کو قبول نہین کیا جسکو وہ ان کے سپرد کرنا چاہتا تھا ان کے اسی انکار کے سبب سے وہ اُن کو ہر روز دس کوڑے لگواتا تھا یہہ بھی کہا گیا ہے کہ اُنکو زہر دیا گیا تھا ۱۵۰ھ م ۷۶۷ء مین اُنکی وفات ہوئی -

پھر ان کے بعد امام محمد بن ادریس بن العباس بن عثمان بن شافع القرشی کا مذہب رائج ہوا - امام موصوف شافعی کے نام سے مشہور ہین مامون رشید خلیفہ عباسی کے زمانہ مین ۲۰۴ھ ہجری م ۸۱۹ء مین اُنکی وفات ہوئی

ان سب کے آخر مین امام احمد بن حنبل بن ہلال بن اسد الشیبانی نے اپنا مذہب قائم کیا جو حنبلی کے نام سے مشہور ہے اُنکی وفات خلیفہ متوکل علی اللہ عباسی کے عہد مین ۲۴۱ھ م ۸۵۵ء مین ہوئی -

فقہ مین یہ چار مذہب معتبر ہین انمین سے ہر ایک مذہب کی ایک ایک جماعت پیرو ہے اور ممالک اسلامیہ مین جا بجا یہ جماعتین پھیلی ہوئی ہین اور یہ سب جماعتین سنت والجماعت کہلاتی ہین ممالک اسلامیہ مین ان کے لئے مدارس اور خانقاہین اور زوایا[1] اور ربط بنائے گئے ہین - اگر ان مذاہب کے علاوہ کوئی شخص دوسرا مذہب اختیار کرتا ہے تو اسکو کوئی نہین مانتا - اور نیز جو شخص ان مذاہب کا مقلد نہین ہوتا نہ اسکو عہدۂ قضارت دیا جاتا ہے اور نہ اسکی شہادت قبول کی جاتی ہے اور نہ اسکو خطبہ خوانی اور پیش نمازی کی خدمت ملتی ہے اور نہ درس و تدریس کی اسکو اجازت دیجاتی ہے - کیونکہ ان مذاہب اربعہ کے اماموں نے اور اُن کے مقلد علماء نے علم فقہ مین بڑی کوشش کی ہے اور ہر ایک بات مین نہایت موشگافی کے ساتھ تمام جزئیات کو بیان کردیا ہے - اور ان سب مسائل کو تین ابواب مین مرتب کیا ہے - اول عبادات یعنے اللہ تعالی کے حقوق آدمیون پر - دوسرے بیوع یعنے وہ حقوق جو لوگون کے معاملات خرید و فروخت مین پیدا ہوتے ہین - تیسرے فرائض یعنی زندون کے حقوق مردون کے مال مین -

جب خلیفہ ہارون رشید کے زمانہ مین ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم بن حبیب الانصاری امام ابو حنیفہ کے شاگرد جو بڑے فقیہ اور عالم تھے منصب قضارت پر مامور ہوئے تو اُن کو قاضی القضاۃ کہا جاتا تھا اس

[1] زوایا زاویہ کی جمع ہے اور زاویہ کے معنی گوشہ کے ہین اور ربط کے معنی سرائے کے ہین - مترجم

لقب ہے وہ سب سے پہلے موسوم اور ملقب ہوئے ہین۔ امام ابو یوسف ہی نے علمار کے لیئے یہ لباس ایجاد کیا جسکو آجتک علمار استعمال کرتے ہین اس سے پہلے علمار کے اور عوام کے لباس مین کوئی وضع باعث امتیاز نہین تھی ۱۸۲ھ مرم ۷۹۸ء مین انکی وفات ہوئی۔

# فصل سیوم

## دفاتر کی تدوین اور بعض مالی ترتیبات کی بیانمین

ابن خلدون مغربی غنیمتون کی مقدار کو جو ظہور اسلام کے بعد سوارون کو فتوحات مین ملاکرتی تہین بیان کرتا ہے کہ ایک سوار کو بعض غزوات (لڑائیون) مین تین ہزار سونے کے سکہ ملا کرتے تھے اور انکی عادت تھی کہ خلفاؤن کو غنیمت کے مال سے خمس یعنے پانچوان حصہ بھیجا کرتے تھے تاکہ وہ اسکو مصالح عامہ مین صرف کرین ان غنیمتون وغیرہ سے جو مال آتا تھا خلفائے موصوف ابتدائے اسلام مین اہل بیت اور صحابہ اور مہاجرین اور انصار پر تقسیم کرتے تھے اور ان لوگون کو بھی دیتے تھے جو غزوات مین شریک ہوتے تھے۔ اور خلفائے موصوفین اپنی ذاتون پر خصوصیت کے ساتھ زیادہ تقسیم نہین کرتے تھے بلکہ بعض اوقات تو دوسرون سے بھی ان کو کم حصہ ملتا تھا۔ چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ امیر المومنین عمر بن الخطاب رض اپنے لباس مین چمڑے کا پیوند لگاتے تھے جب آپ کے پاس ابو ہریرہ رض بحرین سے مال لیکر آئے تو آپ نے ان سے پوچھا کہ ای ابو ہریرہ تم نے کس قدر مال لایا ہے تو انہون نے کہا کہ پانچ لاکھ درہم مجھے ملے ہین حضرت عمر رض کو یہ مال بہت زیادہ معلوم ہوا اور تعجب سے ان سے پھر پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو تو انہون نے کہا سو ہزار پانچ مرتبہ تکرار کے ساتھ۔ یہ سنکر حضرت عمر رض منبر پر چڑھے اور یہ فرمایا ای لوگو ہمارے پاس بہت سا مال آیا ہے اگر تم چاہو تو تم کو ناپ دیا جاتا ہی اور اگر کہو کہ گن دو تو گن دیا جاتا ہے جب اسکی تقسیم مین آپ کو ایک بڑا وقت صرف کرنا پڑا اور اس سے دوسرے کامون مین ہرج ہوتا ہوا معلوم ہوا تو آپ نے ہرمزان فارسی کو طلب فرمایا تاکہ وہ اسکی تقسیم مین کوئی عمدہ مشورہ بتائے ہرمزان آیا اور کہا کہ ہمارے ہان ایک حساب کا طریقہ ہے جسکو ہم لوگ ماہ روز کہتے ہین یعنے مہینون اور دنون کا حساب۔ پس ان لوگون نے اس کلمہ کو معرب کرکے مورخ کہا پھر اسکو تاریخ کے لیئے مناسب جانا اور اسکا استعمال کرنے لگے۔ اس لیئے کہ بعد ازان ان کو یہ بھی خیال ہوا کہ اپنی سلطنت کا ابتدائی زمانہ ٹہیرائین تو سب کا اسپر اتفاق ہوا کہ اس زمانہ کو ابتدائی تاریخ ٹہیرائین جبکہ جناب رسالت مآب صلعم نے

ہجرت کرکے مدینہ مین سکونت اختیار کی۔

اس کے بعد خلیفہ مشار الیہ نے ہرمزان کے مشورہ سے بیت المال قائم کیا۔ آپ ہی نے سب سے پہلے عام دفاتر کو اور فوجی دفاتر کو مدون اور مرتب کیا جیسا کہ ممالک فارس مین کیا جاتا تھا۔ ان دفاتر پر قریشیون سے کتاب مقرر کیئے۔

دیوان فارسی لفظ ہے جو دیوانہ سے ماخوذ ہے جس کے معنی مجنون کے ہین اور دیوان (دفتر) کو جو اس نام سے موسوم ہوا ہے اُسکا سبب جیسا کہ بیان کیا گیا ہے یہہ ہے کہ فارس کے ایک بادشاہ نے اپنے دفتر کے کتاب کو دیکھا وہ اپنے حسابی معاملات مین ایسے مستغرق تھے کہ اپنے مین آپ باتین کر رہے تھے کسیکو دیکھتے تک نہ تھے یہ دیکھکر بادشاہ نے کہا یہ دیوانہ ہین یعنے مجنون ہین۔ کثرت استعمال سے اُن کے بیٹھنے کی جگہہ کو دیوان کہنے لگے اور لفظ دیوانہ سے ہائے ہوز حذف ہوگئی۔ بعض کہتے ہین کہ فارسی مین دیوان شیطان کا ایک نام ہے واحد کو دیو کہتے ہین اور الف و نون جو اسمین زیادہ کیا گیا ہے وہ جمع کے لیے ہے کاتبون کو اس نام سے اس لیئے موسوم کیا گیا کہ وہ اپنے کامون اور اعمال مین بہت جلد سمجھتے ہین اور جو چیز متفرق ہوجاتی ہے وہ اسکو فوراً جمع کرلیتے ہین۔

سب سے پہلے مہر کرنے کا دفتر اور مراسلات کی حفاظت کا انتظام معاویہ بن ابی سفیان رضہ نے قائم کیا اس سے قبل مراسلات پر مہر کرنے کا انتظام اور اسکی نگرانی احتیاط کے ساتھہ نہین ہوتی تھی۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ معاویہ رضہ نے عمر بن الزبیر کو زیاد کے پاس کوفہ مین ایک لاکہہ نقد سکہ کا حکم لکھدیا اُس نے راستہ مین خط کو کہولا اور بجائے ایک لاکہہ کے دو لاکہہ بنادیا۔ جب زیاد نے معاویہ کے پاس حساب بھیجا تو اُنہون نے دو لاکہہ کی رقم سے انکار کیا جب عمر کا جعل معلوم ہوا تو اُنہون نے اسکو قید کیا اور اس وقت سے اُنہون نے مراسلات اور احکام کی حفاظت کے لیئے مہر کرنے کا اہتمام اور انتظام نہایت احتیاط کے ساتھہ مقرر کیا۔

اور نیز معاویہ بن ابی سفیان رضہ نے ممالک اسلامیہ مین پٹہ خانہ قائم کیئے اور ۴۲ ہجری مطابق ۶۶۲ء کا ذکر ہے مقریزی کو اسمین خلاف ہے وہ کہتا ہے کہ محمد مہدی عباسی نے پٹہ خانہ قائم کیا اور اس نے مکہ۔ مدینہ اور یمن مین اسکو قائم کیا ہے۔

لیکن دفتر خراج یعنی مالگذاری کا دفتر دمشق مین رومی زبان مین تھا خلفائے امویین کے زمانہ تک اسی حال پر رہا جب عبد الملک بن مروان خلیفہ ہوا تو اُس کے حکم سے ابو ثابت سلیمان بن سعد کاتب الرسائل نے عربی زبان مین ترجمہ کردیا اور روم کے کاتبون کو معزول کردیا۔ اس دفتر مین معاویہ رضہ کے زمانہ مین جو شخص

کتابت کرتا تھا اُس کا نام سرجون بن منصور تھا جو نصرانی مذہب کا تھا پھر اُس کے بعد اس کا بیٹا منصور یہ کام کرنے لگے۔

دیوان عراق فارسی زبان مین تھا اور حجاج بن یوسف الثقفی معاویہؓ کی طرف سے عراق کا عامل تھا لیکن فارس کے کاتب اسکو عربی زبان مین کردینے سے مانع ہوئے۔

پھر جب عبد اللہ مامون عباسی خلیفہ ہوا تو اُسنے بغداد مین اور نئے دفاتر قائم کیے اور اپنی ڈیوڑھی مین ایک بڑا مکان تعمیر کردیا اور پھر اسمین متعدد کمرے بنائے۔ کسی مین کتابت ہوتی تھی کسی مین معاملات ہوتے تھے اور کسی مین حساب ہوتا تھا اور کسی مین انشا یعنے مسودات لکھنے کا کام ہوتا تھا اور کسی مین خزانہ دارونکی مجلس تھی ہر ایک مجلس کے لیئے کاتب مقرر تھے لیکن سب مشترک رہتے تھے اور انکی غفلت کے وقت اکثر وہ خود چشم نمائی کرتا اسی واسطے عمال ہمیشہ اُس سے ڈرتے رہتے تھے۔

ابتدائے اسلام مین دفاتر کا طرز تحریر اس طریق پر تھا کہ جو کتابت صحیفون مین کیجاتی تھی اسکو لپیٹ کر رکھتے تھے جب بنی امیہ کا زمانہ ختم ہوگیا اور عبد اللہ السفاح عباسی خلیفہ ہوا تو اُسنے خالد بن برمک کو ابو سلمہ حفص بن سلیمان الخلال کے بعد وزیر بنایا۔ اس وزیر نے اسکو جو محکمون مین رکھوا تا تھا وہ ہرن کے چمڑون پر لکھے جاتے تھے اور درج یعنے لپیٹنے کے طریقہ کو موقوف کردیا۔ جب اسکا پوتا جعفر بن یحیی برمکی ہارون رشید کے زمانہ مین وزیر ہوا تو اُسنے کاغذ بنوایا اور پھر تو لوگون نے اسکا استعمال شروع کیا ابن خلدون مغربی کہتا ہے کہ کاغذ بنانے کے لیے جس نے اشارہ کیا وہ فضل بن یحیی ہے جو جعفر برمکی کا بھائی تھا۔

روایت کی جاتی ہے کہ اہل عرب قدیم زمانہ مین تحریر مین قدیم حروف تہجی لکھا کرتے تھے جنکی شکل مسامیر (میخہائے آہنی یعنے گل میخون) سے مشابہ تھی جنکو آثار قدیمہ کے محقق علماء حروف پرسپولیسیہ کہتے ہین یعنے قدیم فارسی حروف پھر یہ حروف خط حمیری سے بدل گئے یہ وہ خط ہے جو قبیلہ حمیر سے منسوب ہے جن کے حروف کو حمیری لوگ علیحدہ علیحدہ لکھتے تھے[1] (دیکھو مقالہ اول کی پہلی فصل جسمین اصلی عربون کے خط اور اسکے اقسام کا بیان ہے) پھر بعد مین یہ حمیری خط انبار کے خط کی صورت مین منتقل ہوا اور انبار سے حیرہ کی طرف اور حیرہ سے اہل طائف اور قریش نے اسکو نقل کیا چونکہ وہ بدوی حالت مین تھے انکا خط ابتدائے اسلام مین اچھی صورت پر نہین تھا۔

بعد اسلام کے اکثر مورخین عرب کا خیال ہے کہ سب سے پہلے لغت عربی کو اسمٰعیل بن ابراہیم خلیل اللہ نے

[1] جیسے انگریزی وغیرہ حروف علیحدہ لکھے جاتے ہین۔ مترجم

لکھا بعض کہتے ہین کہ اہل عرب حضرت ایوب صدیق عم کے زمانہ سے کتابت جانتے تھے۔ اس رائے
کے ساتھ بعض اہل فرنگ (یورپین) اور متاخرین محققین کبتہ اتفاق کرتے ہین۔ بعض کہتے ہین کہ گمان غالب یہ ہے
اور اس سے انکار نہین کرنا چاہیئے کہ عربون کے قدیم خاندانون مین زمانہ قدیم مین علوم اور معارف طبیعی اور فلکی اور
نظم شعر ضرور رہی تھا اور اسپر استدلال یہ ہے کہ حضرت ایوب عم جنکا اوپر ذکر کیا گیا ہے وہ اور ان کے اصحاب
جو حضرت عیسیٰ ع سے تقریباً (۱۵۰۰) برس قبل تھے اُن کے مخاطبات پائے گئے ہین اور بعض اور لوگ کہتے ہین
کہ اہل یورپ کے تمام فضلا کا جنہون نے دیانت سے بلاغت کا امتیاز کیا ہے) اسپر اتفاق ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام
شعر کہتے ہین او میروس یونانی شاعر او شکسپیر انگریزی شاعر سے یقیناً افضل مرتبہ کے ہین ان اخیر کے دو شاعرون کی
نسبت باوجودیکہ اُن کا یہ اعتقاد ہے کہ یہہ دونون تمام مخلوق خدا مین اشعر ہین یعنے بڑے اعلی درجہ کے شاعر
ہین لیکن حضرت ایوب ع کو ان دونون پر فوقیت ہے کیونکہ ان کے صحیفہ بالاجماع قدیم مانے گئے ہین۔ انہین لوگون
مین بعض کا یہ خیال ہے کہ ان صحیفون کی اصل عربی مین تھی ان کو موسی علیہ السلام نے عبرانی زبان مین نقل کیا لیکن
اسکی اصل عربی اس زمانہ مین مفقود ہے اسیوجہ سے ٹھیک طور پر یہ بات نہین مانی جاتی کہ آیا وہ لغت حمیری
مین تھے یا لغت مضر مین۔ موجودہ عربی لغت کے آداب مین ان امور کو منضم کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ
جاہلیت کے عربون کو اسمین ایک سلیقہ تھا اور اکثر لوگون کے پاس اس امر کو ترجیح دیجاتی ہے کہ قدیم عرب صنعت
کتابت کو خوب جانتے تھے لیکن اُنکی قدیم کتابون سے کوئی چیز باقی نہین رہی۔ جیساکہ یونانی لغت کی قدامت اور
اس کے آداب کا استدلال او میروس شاعر مذکور کے اشعار سے کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ لغت
(زبان) اس شاعر کے ظہور سے قبل ادب کی مولفہ کتابون مین موجود تھی لیکن جب وہ لوگ مٹ گئے تو
اُن کے اخبار بھی مٹ گئے عربون کا بھی یہی حال ہوا ہے۔

ابن خلدون طبری سے نقل کرکے کہتا ہے کہ ضخم بن ارام کے بیٹے طائف مین رہتے تھے وہ اپنے خاندانون
کے ساتھ ہلاک ہوگئے۔ ابن خلدون کے علاوہ دوسرے لوگ یہ کہتے ہین کہ عربی خط مین سب سے پہلے
انہون ہی نے خطوط لکھے لیکن اس قسم کے اقوال محققین کے نزدیک مردود ہین اور وہ اس بات کو صحیح
جانتے ہین کہ ایک شخص جسکو مرامر بن مرۃ اور مردہ بھی کہتے ہین وہ قبیلہ طے سے تھا بعض کہتے ہین کہ بنی مرہ
سے تھا جو اہل انبار سے تھے اسنے کتابت کو پہلے انبار مین داخل کیا۔ اور پھر یہ صنعت عربون مین پھیلی۔
اور عربون مین یہ مثال مشہور ہے۔ "اَوّل خدش الخدوش انوش" یعنے سب سے پہلے انوش نے لکھا۔ اس مثال
مین خدوش کے معنی اثر اور علامت کے ہین اور انوش آدم علیہ السلام کے پوتے یعنی شیث علیہ السلام کے بیٹے
کا نام ہے۔ یعنی انوش نے سب سے پہلے لکھا اور مکتوب مین اثر خط قائم کیا۔ یہ مثال کسی قدیم چیز کی نسبت

دیجاتی ہے۔ اس سے خط عربی کی مراد نہین لی جاتی۔ عربون مین اسکا رواج اور شہرت تو زمانہ اسلام سے کچھ ہی
پہلے ہوا ہے۔ کیونکہ جسوقت یہ دین و مذہب آیا یعنے پیدا ہوا تو تمام عرب مین کوئی شخص لکہنے پڑہنے والا نہین تھا
اور اسپر اسلام کے تمام محققین کا اتفاق ہے۔ حمیریون مین ایک خط مروج تھا جسکو مسند کہتے تھے یہ لوگ
اس خط سے جو الفاظ اور عبارت لکہتے تھے اُس کے حروف الگ الگ ہوتے تھے اور عام لوگون کو یہ سکہاتے
بہی نہین تھے اور اسی وجہ سے کوئی شخص بغیر اُنکی اجازت کے نہین سیکہہ سکتا تھا۔ سلاطین تبابعہ کے زمانہ مین
جبکہ وہ شہری ہوگئے اور انمین دولت مندی آگئی تو اس خط مین بہت ترقی ہوئی اور اسکی شکل و صورت
بہت خوشنما ہوگئی۔ پہر یہ خط حیرہ کی طرف منتقل ہوا کیونکہ یہان آل منذر کی سلطنت تہی جو تبابعہ کے نسبی
اور عصبی رشتہ دار تھے اور جو کہ عراق کے ملک مین سب سے ملک کے بانی تھے لیکن ان کے یہان خط خوشنما
صورت پر نہین آیا جیساکہ تبابعہ کے پاس تھا پہر حیرہ سے اہل طائف اور قریش نے اسکو سلسلہ کے ساتھ مرامر بن
سے جیساکہ اوپر گزرا حاصل کیا۔

زید بن ثابت کی حدیث مین ہے کہ جس وقت آنکو حضرت ابوبکر رض نے قرآن کے ایسے طور پر جمع کرنے کا حکم دیا
کہ واضح طور پر اُس کے نقوش کتابت دلالت کرین تو اُس وقت اُن کے پاس کتابت کے آلات نہین تھے چنانچہ
زید بن ثابت کہتے ہین کہ مین نے اسکو کہجور کی شاخون پر اور سفید پتلے پتہرون اور کجاوے کے اوپر لکہنے لگا۔
زوزنی کہتا ہے کہ وہ لوگ کپڑون پر روغن دیتے تھے اور اسپر پالش کرکے لکہتے تھے اور اسکو وہ لوگ مہرق
کہتے تھے اسکی جمع مہارق ہے اور یہ لفظ معرب ہے مہرہ کردہ کا جو کہ فارسی ہے حجاج سے پہلے اہل عرب لکہنے
کے کاغذ سے ناواقف تھے حجاج ہی نے سب سے پہلے کاغذ پر لکہا ہے۔

بعد اس کے کہ عربون نے شہرون کو فتح کیا اور ممالک پر قابض ہوئے تو اُن کو کتابت کی حاجت پڑی تو
انہون نے خط کا استعمال کیا اور اسکی صنعت کو طلب کیا اور حمیری خط کو کوفی خط کی شکل سے بدل دیا۔
اُس کے لیئے حرکات ایجاد ہوئین اور نقطہ وضع کیے گئے تاکہ متشابہ حروف مین تمیز ہو جیساکہ اسکی طرف ہم
کتاب زبدۃ الصحائف فی اصول المعارف کے صفحہ (۷) مین اشارہ کیا گیا ہے اس کے بعد اس
اچہی ہوگئی مگر پہر بہی اعلی درجہ پر نہین پہونچا۔

اسیطرح جب عرب ممالک مغرب مین پہیلے اور افریقہ اور اندلس کو فتح کیا تو ابوجعفر منصور عباسی
حاکم ہوا اور یہ شہر دار الاسلام اور علوم عربیہ کا مرکز قرار پایا جیساکہ پانچوین مقالہ کی پہلی فصل مین بیان
اس وقت بغدادی خط ایجاد ہوا۔ اور یہ بہی بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص جسکو شیخ علی بن ہلال بساتی کہتے
عربی حروف تہجی کو جوڑ دیکر ملایا جسکی آجتک کتابت مین وہی ہیئت ہے اس سے پہلے حروف الگ الگ

جاتے تھے۔ بعض اور لوگوں کا بیان ہے کہ کوئی خط کو اس موجودہ اور مستعمل صورت میں سب سے پہلے شخص مذکور الصدر کے شاگرد ابو علی محمد بن علی بن الحسین نے نقل کیا جو ابن مقلہ کے نام سے مشہور ہے یہ شخص خلیفہ مقتدر باللہ العباسی کا وزیر بھی تھا اور جس خط میں اسکی مثال نہیں دیجاتی ہے اور جس شخص کے حسن خط میں مبالغہ کیا جاتا ہے تو یہ کہتے ہیں اجود من ابن مقلہ[1] یعنے ابن مقلہ سے زیادہ عمدہ لکھنے والا۔ سنہ ۳۲۸ھ م ۹۳۹ء میں اسکی وفات ہوئی جو شخص اس مضمون کو شرح وبسط سے دیکھنے کا طالب ہو تو اسکو چاہئے کہ ہماری مذکورہ بالا کتاب کے صفحات ۱۲ تا ۱۵ کا مطالعہ کرے۔ خلافت عربیہ کے تدوین دواوین کا یہ بیان تھا۔

تدبیرات مالی کا حال جو کہ اس زمانہ میں رائج تھا وہ اس طرح پر تھا جیسا کہ عمر بن الخطاب رض کے زمانہ میں تدوین دواوین کی ابتدائی حالت تھی۔ سب سے پہلے خلیفہ ممدوح ہی نے مالگذاری اور بعض دوسرے ٹیکس کی ترتیب کی بنا ڈالی۔ بعض عربی مولفین (مصنفین) کہتے ہیں کہ خلیفہ ممدوح نے فروہ[2] کے طریقہ کو جو ٹیکس لیا جاتا تھا موقوف کر دیا اور بجائے اس کے تجارت میں ٹیکس[3] قائم کیا پس ہر تاجر سے خواہ وہ مسلمان ہو یا عیسائی یا حربی بلحاظ اختلاف مدارج کے مختلف طور پر محصول لیا جاتا تھا اور حربی تاجروں سے عشر یعنے ان کے مال کا دسواں حصہ لیا جاتا تھا۔ غلاموں اور مویشی پر بھی ٹیکس قائم کیا۔

اور آپ نے جزیہ کی مقدار بھی جو ذمیوں سے لیا جاتا تھا معین کر دی۔ اسکا خلاصہ جو کہ مورخوں نے بیان کیا ہے یہ ہے کہ خلیفہ ممدوح نے اپنے عامل عثمان بن حنیف کو جو بصرہ میں تھا جزیہ کی مقدار معین کرکے لکھ بھیجا مالدار یعنے تونگر پر اڑتالیس ۴۸ درہم مقرر کئے۔ ان سے کم حیثیت والوں پر چوبیس ۲۴ درہم مقرر کئے ان سے بھی کم مقدور والوں پر دس ۱۰ درہم قرار دئے۔

---

[1] اکثر تاریخ دان ابن مقلہ کو متعارف آٹھ خطوں میں سے چھ قسم کے خطوں کا موجد اور مخترع خیال کرتے ہیں اور عباسیوں کے بیسویں خلیفہ نے سنہ ۳۲۶ ہجری میں ایک جرم پر ابن مقلہ کا ہاتھ کٹوا دیا اس کے بعد وہ اپنے ساعد پر قلم کو باندھ کر کتابت کرتا تھا۔ اور سنہ ۳۲۸ ہجری میں اسکی زبان بھی کاٹی گئی اور قید کیا گیا اور اسی قید میں وہ مر گیا۔

ابن مقلہ کے حالات میں یہ ایک نادر واقعہ ہے کہ وہ تین خلیفوں کا وزیر رہا اور مدت العمر میں اس نے تین مصحف مجید لکھے اور تین وقت اس کو سفر کا اتفاق ہوا اور تین جگہ دفن ہوا۔ مترجم ماخوذ از رسالہ تذکرہ خطاطان۔

[2] یہ بھی ایک قسم محصول تھا۔ مترجم

[3] ٹیکس محصول کرم گیری یعنے چنگی۔ مترجم

یہ مذہب ابوحنیفہ کا اور احمد بن حنبل کا ہے اور امام شافعی کے دو قولون مین سے ایک قول ایسا ہی ہے پھر فقہا یہ بھی کہتے ہین کہ امام (وقت) کو عمر بن الخطاب رضہ کی مجوزہ اور مقرر کردہ مقدار مین بڑھانیکا اختیار ہے لیکن اسکو اس سے کم مقدار کرنے کا اختیار نہین ہے۔ عورتون۔ غلامون۔ بچون اور مجانین پر جزیہ نہین ہے یعنے یہ لوگ اس سے مستثنی ہین۔

اور نیز خلیفہ ممدوح نے سواد عراق مین فی جریب (زمین مزروعہ) پر ایک صاع مقرر کیا یعنے (آدہ سیر) خواہ وہ جو ہون یا گیہون ہون۔

آپ نے یہ بھی قانون وضع فرمایا تھا کہ جس کسیکی کوئی زمین ہو اگر تین سال تک وہ اسکو آباد نہ کرے اور دوسرے لوگ اسکو آباد کرین تو موخر الذکر لوگ اس کے زیادہ مستحق ہین۔

اور دریائے نیل کو جو ن عرب سے خلیج قلزم کے واسطہ سے ملایا جیسا کہ اس کام کو بطلیموسیہ اور فراعنہ اور طراپانوس نے کیا تہا۔ مصر کی تہائی آمدنی کو پلون کے بنانے اور نہرون وغیرہ کے لانے کے لیے جس سے زمین سیراب ہو سکے خاص کر دیا تھا۔

جب ان کے بعد عثمان بن عفان رضہ خلیفہ ہوئے تو لوگون کو مقطعہ اور جاگیرین دینا شروع کین اور اراضی کے فروخت کرنے کی بھی اجازت دی (اس بیان مین خلاف ہے)

عبد الملک بن مروان نے اپنی خلافت مین حجاج کو جو بصرہ مین انکی طرف سے عامل تھا درہم اور دینار کے مسکوک کرانے کا حکم دیا۔ اس کا استعمال اسلامی دنیا مین ۷۶ ہجری م ۶۹۵ عہ مین ہوا اس سے پہلے چاندی اور سونے کے تلے ہوئے ٹکڑون سے یعنی خاص وزن کے ٹکڑون سے معاملات ہوتے تھے۔

ابو عبد اللہ محمد المہدی خلیفہ عباسی کے عہد مین (قانون برخراج محصول) لگایا گیا زمانہ اسلام مین یہ کام اسی کا ایجاد کیا ہوا ہے۔

# مقالہ دہم

## عربون کے آداب عربی لغت کے وضع کرنے مین اور بعد اسلام کے انکا قدیم فلسفی علوم کو طلب کرنے کا بیان

اسمین چھ فصلین ہین

# فصل اوّل

## لغت عربی کے وضع کرنیکے آداب اور اسکے اسباب کا بیان

یہ بات مخفی نہین ہے کہ اہل عرب زمانہ جاہلیت مین بڑے ہی عمدہ فکر اور فصیح اللسان اور سریع الفہم تھے اُنکی یہ فصاحت طبعی تھی یہان تک کہ وہ ارتجالا (یعنے بغیر تامل اور بغیر رکے) شعر کہتے تھے چنانچہ اس امر کی طرف اس کتاب کے متعدد مقامات مین اشارہ کیا گیا ہے اور چونکہ اُن کو اور دوسرے اشغال کم تھے اسیواسطے وہ زیادہ تر اپنی ہمتون کو اپنی لغت (زبان) کی طرف مصروف رکھتے تھے اور اسمین اُن کو بڑا ہی تفنن تھا اور اس خاص باب مین اُس کے ہر ایک پہلو پر اُن کو کمال حاصل تھا اور جہان تک اُن کے دماغ اُس کی تہذیب مین مدد دیسکتے تھے اُنہون نے اُس سے کام لیا چنانچہ وہ اس کے ہر ایک حکم (قاعدہ) مین ایک عمدہ وجہ (دلیل) قائم کرتے تھے کہ جسکی صحت کو عقل بھی قبول کرے۔ پس اُنکی زبان باعتبار الفاظ کی منقولی قرار پاتی ہے اور باعتبار احکام (قواعد) کے معقولی ثابت ہوتی ہے۔

عربون مین جن قبیلون کی زبان یا جنکی عربیت قابل وثوق ہوسکتی ہے وہ سات قبیلہ ہین یعنے قریش ہذیل۔ ہوازن۔ کنانہ۔ بنو تمیم۔ قیس۔ غیلان اور یمن ان قبیلون کے لوگ عربون مین درجہ وسط کے ہین۔ دوسرے قبیلون کی لغات (زبان) چونکہ وہ عجمیون سے مخلوط ہین معتبر نہین ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جن قبیلون کی عربیت قابل وثوق ہے وہ یہ ہین بنو قیس۔ تمیم اور اسد اور بعض قبیلہ طے کے لوگ بھی ان مین داخل ہین۔ حاصل یہ ہے کہ اسلام کے پیشتر عربون کی لغت (زبان) کی اصلی دو شاخین تھین۔ ایک قریش کی زبان اور دوسری حمیر کی۔ پہلی شاخ کی زبان مکہ اور اس کے اطراف مین بولی جاتی تھی۔ اور دوسری شاخ کی زبان یمن مین مستعمل ہوتی تھی جب قرآن لغت (محاورہ یا زبان) قریش مین نازل ہوا تو یہہ محاورہ لغت حمیر پر غالب ہوگیا اور وہ مکاتبات اور تالیف اور اشعار مین متداول ہوگیا۔

مکاتبات اور تالیف اور اشعار مین متداول ہونے سے یہ مطلب ہے کہ باقی لغات (محاورات) کا باعتبار قواعد اور اصول کے تحریر مین حصر ہوتا ہے اور یہ امر زبانی بول چال مین مقصود ہو اس لیئے کہ ظہور اسلام کے بعد تمام قبیلون کی زبانین اُن قبیلون کی زبانون سے جنکی عربیت پر وثوق تھا مخلوط ہوگئین۔ اور یہ خلط ملط عجمی لغات کے سبب سے ہوا جو کہ اسمین مل گئے تھے۔ پس اسوجہ سے عربی لغت مین فساد پیدا ہوگیا

اسی بنا پر اُسکی حفاظت کے لیئے تالیفات اور قواعد کی ضرورت داعی ہوئی تاکہ وہ ضایع نہ ہوجائے۔

قرآن شریف جو دین اسلام کی بنیاد ہے حضرت خلیفہ اول ابوبکر رضہ کے زمانہ تک صحف مین موجود نہین تھا یعنے وہ لکھا نہین گیا تھا بلکہ وہ حافظون کے اذہان اور قوت حافظہ مین محفوظ تھا جسکو اُنہون نے آنحضرت صلعم کے منہ سے سنا تھا۔ خلیفہ ممدوح نے اسکو کتاب کی صورت مین جمع کرنے کا ارادہ اور اہتمام کیا اور یہ کام خلیفہ دوم حضرت عمر بن الخطاب رضہ کے اشارہ سے ہوا۔ اور یہ کام نہایت ٹھیک بھی تھا کیونکہ اس بات کا خوف تھا کہ جو لوگ اُس کے حافظ اور قاری تھے اُن کے مرجانے یا جہاد مین قتل ہوجانے سے یہ گم ہوجائے۔ پس اُنہون نے زید بن ثابت کو جیسا کہ اسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے جمع کرنے کا حکم دیا چنانچہ سورۃ توبہ کے آخری حصہ پر بحث ہوتی رہی یہان تک کہ وہ باقی حصہ ابوخزیمۃ الانصاری کے پاس سے ملا جو اور کسی کو یاد نہین تھا اگر خلیفہ ممدوح جلدی سے اس کے جمع کرنیکا اہتمام نہ فرماتے تو اسلام مین اُس کے اکثر حصہ کے فقدان سے ایک مصیبت پیدا ہوجاتی۔

پھر خلیفہ سوم حضرت عثمان بن عفان رضہ کی خلافت مین حافظون کے مابین قرارت مین اختلاف واقع ہوا۔ حذیفۃ بن الیمان نے اُن کو اسکی اطلاع دی تو انہون نے زید بن ثابت مذکور۔ عبداللہ بن زبیر سعد بن العاص اور عبداللہ بن الحارث بن ہشام کو حکم دیا کہ صحف مذکورہ کو صحائف مین جمع کرین۔ اور حضرت عثمان رضہ نے ان تین قرشیون سے کہا کہ جب تم مین اور زید بن ثابت مین اختلاف ہو تو زبان قریش مین اسکو لکھو کیونکہ قرآن انہین کی زبان مین اُترا ہے پس اُنہون نے ایسا ہی کیا۔ قاسم بن معن کہتا ہے کہ قریش اور انصار کی زبان مین اختلاف نہین ہے البتہ تابوت کے لفظ مین اختلاف ہے قریش اس لفظ کو تا رقرشت سے پڑھتے ہین اور انصار ہا ر ہوز سے۔ جب قرآن شریف مصاحف (متعدد نسخون) مین لکھا گیا تو عثمان بن عفان رضہ نے ان کو حافظون کے سامنے جنکو پہلے سے یاد تھا پیش کیا اور ہر ایک جانب مین ایک ایک نسخہ کو بھیجا اور حکم دیا کہ ان کے سوائے اور جو نسخہ ہین وہ جلادئے جائین۔ سورہ احزاب کی ایک آیت گم ہوگئی تھی جب اسکی جستجو کی گئی تو خزیمۃ بن ثابت الانصاری کے پاس مل گئی اور اسکو سورہ احزاب مین داخل کیا۔

ابن خلدون کہتا ہے کہ ابتدائے اسلام مین عربی خط کی حالت اور اسکی صورت زیادہ عمدہ نہین تھی کیونکہ اُس وقت تک عربون مین بداوت اور وحشت قائم تھی کیونکہ وہ صنائع بدائع سے بہت دور تھے اسی واسطے قرآن شریف کے رسم الخط مین جس رسم الخط سے کہ اسکو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے لکھا تھا نقائص باقی رہگئے جیسا کہ خوشنویسون کا رسم الخط ہے۔

ابن خلکان ابوعمرو بن العلاء التیمی المازنی البصری کے ترجمہ مین لکھتا ہے اور اُس کا بیان یہ ہے کہ مجھ کو قتادۃ السدوسی نے حدیث بیان کی اور کہا کہ جب قرآن شریف لکھا گیا اور وہ عثمان بن عفان رضہ کے سامنے

پیش کیا گیا تو اُنہون نے کہا کہ اسمین ایک قسم کا لحن ہے اور اہل عرب اُسکو اپنی زبان مین داخل کر لینگے - اسی ابن خلکان
نے ابو الحسن بن عبد اللہ بن سعید العسکری کی کتاب التصحیف سے نقل کیا ہے اور کہتا ہے کہ لوگ عثمان بن عفان رضہ کے
قرآن کو چالیس سے کچھ زیادہ سال تک پڑہتے رہے یعنے عبد الملک بن مروان کے زمانہ تک پہر تصحیف زیادہ ہوئی اور
عراق مین شائع ہوئی حجاج بن یوسف گہبرایا اور جس زمانہ مین کہ وہ بصرہ کا حاکم تھا اپنے عمال کو لکہ بہیجا کہ مشتبہ حروف کیلئے
کچھ علامات ٹہیراؤ تو اس کام کو نصر بن عاصم اپنے ذمہ لیا اور اُنمین تمیز کے لیئے ایک ایک اور دو دو نقطے مقرر کیئے اور
اُن کے مقامات مین اختلاف کیا یعنے نقطے کہین اوپر لگائے اور کہین نیچے - اور لوگ اسپر عمل کرنے لگے یعنے نقطہ دار لکہنے لگے
چونکہ نقطون کے استعمال کرنے سے بہی تصحیف ہوتی تہی - پس انہون نے حرکتون اور نقطون کا لکہنا اختیار کیا اور جب کسی کلمہ
مین پوری دریافت اور تحقیق نہ ہوسکتی تو اُسمین تصحیف کا شبہ آجاتا اور اُسکو وہ سوائے اس کے کہ لوگون کی زبانی تعلیم
وتلقین سے دور کرین اور کوئی چارہ اور قدرت نہین تہی -

**علم نحو کا بیان** ابو الاسود الدؤلی جنکا نام ظالم بن عمرو بن جندل بن سفین ابن جلس بن نفاثۃ بن عدی بن الدول بن بکر بن
کنانہ ہے جو کہ ۶۹ سنہ ہجری ۶۸۸ سنہ عیسوی مین راہی ملک عدم ہوا اُسنے زیاد بن ابیہ کی اولاد کو نحو پڑہائی جبکہ وہ اس [illegible] مین عراقین یعنے
عراق عرب اور عراق عجم کا حاکم تھا اُس نے علی بن ابی طالب رضہ سے جو کچھ سیکہا تھا اُسکو ظاہر نہین کرتا تھا پس اُس سے
زیاد مذکور نے درخواست کی کہ وہ کوئی کتاب تصنیف کرے جو دوسرون کے لیئے وہ امام (پیشوا) ہوسکے اور جس سے
کتاب اللہ عزوجل کی معرفت حاصل ہوسکے اُس نے اس سے معافی چاہی - بعد مین کچھ ایسے اسباب پیدا ہوئے
کہ اُس نے علم نحو کو وضع کیا - ہم اس مقام پر اُن اسباب کا ذکر نہین کرینگے مگر وہی امور بیان کرینگے جو مناسب مقام ہین
اور جنکو ہم نے اپنی کتاب زبدۃ الصحائف فی اصول المعارف مین بیان کیا ہے -
حکایت کی جاتی ہے کہ اُس نے ایک قاری کو ایک روز اس طرح سے پڑہتے سنا ان اللہ بری من المشرکین ورسولہ
یعنے اُسنے رسولہ کے لفظ کو کسرہ کے ساتھ پڑہا یہ سنکر اُس نے کہا کہ مین یہ نہین خیال کرتا تھا کہ لوگ اسطرح کی غلطی
کرینگے - پس وہ زیاد مذکور کے پاس گیا اور کہا کہ امیر نے مجھکو جو حکم دیا ہے اب مین اُسکی تعمیل کرنا چاہتا ہون
اور [illegible] اپنے پاس کوئی ہوشیار کاتب کو رہنے کر کہ مین جو کہون وہ اُس کے مطابق عمل کرے - عبد القیس کے قبیلہ سے
ایک کاتب اُس کے پاس بہیجا گیا مگر اُسنے اُسکو پسند نہین کیا پہر دوسرا شخص بہیجا گیا ابو الاسود مذکور نے اُس کاتب
سے کہا کہ مین تلفظ مین اپنا منہ کہولون تو تو حروف کے اوپر نقطہ لگا دے اور اگر مین تلفظ مین اپنے منہ کو بند کردون تو
تو حروف کے نیچے نقطہ لگا دے اُسنے اس کے مطابق عمل کیا - عارفی اپنے ایک حاشیہ مین جو شرح
[illegible] ہے کہ علی بن ابی طالب رضہ نے اپنی ذات سے جو کچھ جمع کیا تہا وہ ابو الاسود کو دیا اور [illegible]
[illegible] اس وقت سے اس فن کا نام نحو ہو گیا - قال [illegible]

نحو ایک ایسا علم ہے کہ اس سے اُن الفاظ کی ترکیب جو اصلی معنی مرادی پر دلالت کرتے ہین کلمات کے اواخر کے تغیر کے واسطہ سے معلوم ہوتی ہے اور کلمات کے اواخر کا تغیر اور تبدل اُن عوامل کے اختلاف سے ہوتا ہے جو اُن کلمات پر لفظاً یا تقدیراً داخل ہوتے ہین۔

**مناظرات کا بیان** کہا جاتا ہے کہ خلیفہ ابوجعفر المنصور العباسی کے زمانہ مین عبد اللہ بن المقفع نے جسکا ذکر آگے آنے والا ہے کلیلہ و دمنہ کی کتاب لکھی یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ کتاب اُسنے نہین لکھی ہے بلکہ وہ فارسی زبان مین تھی اُس نے عربی مین اُسکا ترجمہ کیا۔ البتہ اس کتاب کے شروع مین جو بیان ہے وہ اُسکا کلام ہے۔ ابن خلدون کہتا ہے کہ کلیلہ دمنہ کی کتاب کا کسریٰ نوشیروان کے زمانہ مین فارسی زبان مین ترجمہ کیا گیا جو کہ بڑا اعلم اور ذی علم کا دوست تھا۔ اسکو یہودیون کی زبان سے ترجمہ کرایا تھا یہ وہ زمانہ ہے جسمین آنحضرت صلعم کی ولادت باسعادت ہوئی مصنف تذکرۃ الحکم بیان کرتا ہے کہ عبد اللہ بن المقفع ابوجعفر منصور عباسی کا مترجم تھا۔ اس نے ابوجعفر مذکور کیلئے منطق کی تین کتابین ترجمہ کین اور نیز اُسنے کتاب فرفریوس الصوری کا ترجمہ نہایت سلیس اور قریب الفہم عبارت مین کیا اور یہ کتاب الیاغوجی کے نام سے زیادہ مشہور ہے۔ اسیطرح کتاب کلیلہ و دمنہ کو ہندی زبان سے فارسی زبان مین ترجمہ کیا۔ اُسکی تالیفات سے ایک رسالہ ادب مین اور سیاست مین بھی ہے بادشاہ کی اطاعت کے باب مین بھی اُسنے ایک رسالہ لکھا ہے۔ مصنف تذکرۃ الحکم کا بیان پورا ہوا۔ ابن خلکان حکایت کرتا ہے کہ مقفع زندیق[1] تھا۔ زندقہ کے معنے لغت مین کفر کو چھپانا اور ایمان کو ظاہر کرنا ہین یہ لفظ فارسی ہے لیکن معرب ہوا ہے۔ اسکی تالیفات سے درۃ الیتیمہ ہے یہ ایسی عمدہ کتاب ہے کہ اس مضمون مین وہ آپ اپنی نظیر ہے یعنے اس سے بہتر کوئی کتاب اس مضمون مین نہین لکھی گئی اسکو سفین متولی بصرہ نے ابوجعفر منصور کے حکم سے قتل کیا اور یہ اُس زمانہ مین یعنے ۱۴۲ھ م ۷۶۲ء مین اپنے چچا کی خدمت مین تھا۔ اسکو مقفع اس لیے کہتے ہین کہ وہ قفاع بناتا اور اُسکو فروخت کرتا تھا اور یہ قفاع ایک ظرف ہے جو کھجور کے پتون سے بنایا جاتا ہے اور یہ زنبیل کے مشابہ ہوتا ہے لیکن اسمین گوشہ نہین ہوتا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ مقفع مذکور نے کتاب کلیلہ و دمنہ کے ترجمہ کرنے سے یا اُسکی تالیف سے علم محاضرات کی بنا ڈالی جس طریقہ پر زمانہ اسلام کے علمائے عرب نے بہت سی کتابین لکھین اور یہ فنون ادب سے ہے جس کے حسب ذیل بارہ فن ہین یعنے علم متن لغت۔ صرف۔ نحو۔ معانی۔ بیان۔ بدیع۔ عروض۔ قافیہ۔ خط۔ قرض الشعر یعنے نظم کتابت کا طریقہ۔ رسالون اور خطبون کا لکھنا اور

---

[1] زندقہ زند کی طرف منسوب ہے اور یہ لفظ حقیقت مین اہل فارس کی زبان کا ہے اور اُنکے مذہب مجوس کی کتابین اسی زبان مین لکھی گئی ہین جسکا نام زند اوستاہ ہے۔ مؤلف

علم تواریخ یہ سب فنون علم محاضرہ کی شاخین ہین اور محاضرہ کے معنی لغت مین یہ ہین کہ مجلس قوم مین ایک شخص کا دوسرے شخص کو جو اُس کے ساتھ ہم کلام ہو جواب دینا ہین ۔

انشا رکا بیان | خلیفہ ابو جعفر منصور کی سیاست اس بات کی بھی مقتضی ہوئی کہ مروان بن محمد بن مروان کے (جو اموی خلیفون کا آخری خلیفہ تھا) خواص بھی قتل کیئے جایئن چنانچہ عبد الحمید بن یحیی بن سعید مشہور کاتب بھی قتل کیا جائے یہ وہ شخص ہے جب کبھی کسی کتاب کی تعریف مین مبالغہ کیا جاتا ہے تو یہ مثال دیجاتی ہے "ابلغ کتابۃ من عبد الحمید" کیونکہ اُس نے سب سی پہلے کتابت کے نہج اور طریقہ کی بنا ڈالی اور بلاغت اور انشا مین بہت وسعت پیدا کی ۔ انشا ایک ایسا فن ہے جس سے معانی کے استنباط کی کیفیت اور اُنکی تالیف ایسی تعبیر سے جو مطابق حال ہو معلوم ہوتی ہے ۔

لغت کا بیان | خلیفہ ہارون رشید عباسی کا ایک معلم (استاد) تھا جسکو ابو عبیدہ کہتے تھے اور وہ ایک مشہور رواۃ (راویون) سے ہے جسکا ذکر آگے آئے گا ۔ اسحق بن ابراہیم موصلی مصاحب رشید نے اُسکی تعریف کی جسکی سبب سے خلیفہ مذکور نے اُسکو بصرہ سے اپنے پاس بلوا لیا اور اسحق مذکور کی نکتہ چینی سے اس کے بعد اصمعی کا مرتبہ گھٹ گیا کیونکہ ان دونون مین کچھ رنج آگیا تھا ۔ اس سے قبل اسحق مذکور اصمعی سے سنتا اور روایت کرتا تھا لغت کی تدوین مین ابو عبیدہ سب سے پہلا شخص ہے اسلئے کہ یہ شخص لغت عرب اور اُنکے اخبار اور ایام (جنگون) کو جاننے مین سب سے بڑھا ہوا ہے ۔

متن لغت کا بیان | پہر خلیفہ مشار الیہ کے زمانہ مین ابو علی محمد بن المستنیر بن احمد النحوی اللغوی پیدا ہوا جو قطرب کے نام سے مشہور ہے یہ شخص سیبویہ کا شاگرد تھا جو کہ علم نحو مین بصرہ کے لوگون کا امام تھا قطرب کہی کی قسم کا ایک کیڑا ہی جو دن رات کو اڑتا پہرتا ہے اور سوتا نہین ۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ایک قسم کا کیڑا ہے جو شدت سیر مین اسکی مثال دیجاتی ہے اور یہ کہا جاتا ہے "سیر القطرب" "اجول من قطرب" "اسہر من قطرب" یعنے قطرب سی زیادہ سیر کرنے والا اور قطرب سے زیادہ دوڑ دھوپ کرنے والا ۔ اور قطرب سے زیادہ جگنے والا ۔ یہ نام اُسکا سیبویہ نے رکہا اس لیے کہ وہ اُس کے دروازہ پر بہت سویرے حاضر رہتا تھا[1] اور قطرب کے معنے غول بیابانی کے نر کے بھی ہین ۔ قطرب نے بہت سی کتابین تصنیف کین اور لغت مین ثلاثی مادہ کو اسی نے وضع کیا اور دوسرے عالمون نے اُسکی پیروی کی اور مثلث سے مراد متن لغت ہے اور یہ وہ علم ہے کہ اس سے عربی الفاظ کے مبانی معلوم ہوتی ہین یعنے مفردات کے اوضاع معلوم ہوتے ہین جن سے لغت کی

---

[1] یہ دیکھ کر سیبویہ نے کہا تو قطرب ہے یعنے تو مثل قطرب کے رات کو سوتا ہی نہین ہے ۔ مترجم

کتابون مین بحث ہوتی ہے جنکا نام قاموس ہے[1]۔

**علم صرف کا بیان** | اور نیز خلیفہ مشار الیہ کے زمانہ مین معاذ بن مسلم الہرا کسائی کا استاد ظاہر ہوا جو علم نحو مین کوفیون کا امام تھا۔ اس نے علم صرف کو وضع کیا یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس علم کو جس نے مدون کیا وہ ابوعثمان بکر بن محمد بن عثمان بن حبیب المازنی البصری ہے جو ۲۴۸ھ م ۸۶۲ء مین مرا ہے۔ صرف وہ علم ہے کہ اس سے الفاظ متداولہ کے اوزان دریافت ہوتے ہین جن کے مختلف معانی ہوتے ہین۔

**علم عروض کا بیان** | نیز خلیفہ مشار الیہ کے زمانہ مین خلیل بن احمد بن عمرو بن تمیم الفراہیدی ظاہر ہوا اسکو فرہودی الازدی الیحمدی بھی کہتے ہین اسکی کنیت ابوعبد الرحمن ہے یہ شخص لغت کی مشہور کتاب العین کا مصنف ہے اس کو نغمہ (موسیقی) مین بھی معرفت تھی اسی بناء پر اسنے علم عروض ایجاد کیا کیونکہ نغمہ اور عروض کا ماخذ قریب قریب ہے پس اسنے اس علم کو ایجاد کیا یہ وہ علم ہے کہ اس سے شعر کے صحیح اور فاسد (غیر صحیح) اوزان دریافت ہوتے ہین اس علم کا نام اس نے عروض اس لیئے رکہا کہ عروض اس شئے کو کہتے ہین کہ اسپر کوئی دوسری شئے پیش کی جائے۔ پس اس لحاظ سے اس فن کا نام بھی عروض ہوا اس لیئے کہ اشعار اسپر پیش کیئے جاتے ہین۔ جو شعر اس کے مطابق ہوتا ہے وہ صحیح سمجھا جاتا ہے اور جو اس کے خلاف مین ہو وہ فاسد خیال کیا جاتا ہے بعض لوگ کہتے ہین کہ اسکا نام عروض اس لیئے رکہا گیا کہ خلیل نے عروض مین اسکو وضع کیا تھا اور عروض نام ہے مکہ معظمہ کا پس اسنے تبرکاً اس نام سے اسکو موسوم کیا اور اس فن مین اسکی مثال دیجاتی ہے اور یہ کہا جاتا ہے اُوضع للعروض من الخلیل" یعنے عروض کو خلیل سے زیادہ وضع کرنے والا۔

**علم قوافی کا بیان** | علم قافیہ بھی خلیل مذکور کا ایجاد کیا ہوا ہے۔ قافیہ وہ علم ہے کہ اس سے شعر کے اواخر کی مناسبات اور اور عیوب ظاہر ہوتے ہین۔

**علم بدیع کا بیان** | معتمد باللہ عباسی کی خلافت کے زمانہ مین اس کے بہائی کے بیٹے ابوالعباس عبد اللہ بن المعتز نے علم ادب کے بہت سے اکابر فن سے اسکو حاصل کیا یہان تک کہ وہ خود بڑا ادیب بلیغ شاعر طبیعت دار شعر گوئی مین مقتدر ہوگیا اور شعر نہایت عمدہ قریب المآخذ اور سہل الفاظ کا کہتا تھا۔ طبیعت اسکی نہایت تیز تھی معانی کو نہایت عمدہ طریقہ سے پیدا کرتا تھا۔ اس کے اشعار کا ایک دیوان بھی ہے۔ اسکی مولفات مین یہہ کتابین ہین مکاتبات الاخوان شعر مین کتاب الزہر والریاض کتاب الجوارح والصید کتاب السرقات کتاب الملوک۔ کتاب الآداب۔ کتاب حلی الاخبار کتاب طبقات الشعر کتاب الجامع فی الغناء اسی مین ایاب

---

[1] علم لغت مین مجد الدین فیروز آبادی کی ایک کتاب قاموس المحیط بھی نہایت مشہور اور معروف ہے۔ مترجم

ارجوزہ بہی لکہاہے جو صبوح (شراب صبح) کی مذمت مین ہے۔ اسی امیر نے علم بدیع مین ایک کتاب لکہی ہے
اور بدیع وہ علم ہے کہ اُس سے تحسین کلام کی وجوہ دریافت ہوتی ہین

علم معانی و بیان کا ذکر | جبکہ شیخ عبد القادر الجرجانی المتوفی ۴۷۱ھ مرشناءع خلیفہ مقتدر باللہ عباسی کے زمانہ مین ظاہر ہوا اور جوکہ معارف اور آداب مین بڑا فاضل تھا اُسنے علم معانی اور بیان کو وضع کیا۔ علم معانی وہ علم ہے جس سے عربی لفظ کے حالات جو مقتضی حال کے مطابق ہوتے ہین دریافت ہوتے ہین اور علم بیان وہ علم ہی کہ اُس سے ایک معنی کو مختلف طریقون سے ادا کیا جاتا ہے جو باعتبار دلالت وضعی کے ہوتا ہے۔ پس اُس نے ان دو فنون سے علم بلاغت کو مکمل کردیا۔

باقی فنون کا ذکر | اسیطرح زمانہ کے گزرنے سے خواہ وہ زمانہ مذکورہ اُن زمانون کے درمیان ہویا اُن کے بعد اور بہت سے متعدد فنون وضع ہوا کیے جیسے علم اشتقاق۔ اصول نحو۔ قرض الشعر (نظم کتابت کا طریقہ) انشار نثر اور فصاحت محاضرہ۔ خط۔ مقاطع الحروف اور اس کے متعلق احکام۔ ہم نے اس کتاب مین اُن چیزون کے بیان سے اعراض کیا ہے جنکو ہم نے اپنی کتاب زبدۃ الصحائف فی اصول المعارف مین بیان کیاہی کیونکہ ہم نے کتاب الکامل سے بقدر امکان اسمین اسکا حال نہایت شرح و بسط سے لکہا ہے جس شخص کو ضرورت ہو اُسی کا مطالعہ کرے۔

علم کلام کا ذکر | یہ بات مخفی نہین ہے کہ مسلمانون کے کسی فرقہ کے نزدیک ابتداے اسلام مین توحید اور نبوت پر استدلال کرنے کا کوئی سامان نہین تھا اور دوسری چیزون کا تو کیا ذکر ہے۔ اور جوکچھ تھا وہ قرآن تھا کسی شخص نے کلامیہ طریقہ سے یا مسائل فلسفیہ سے بحث ہی نہین کی جیساکہ آخر مین یہ چیزین اُس وقت پیدا ہوئین جبکہ خلیفہ مامون عباسی نے علوم قدیمہ مین مشغول ہوا اور فلسفیون کی کتابون کو عربی زبان مین ترجمہ کرایا اسوقت سے جبکہ یہ کتابین لوگون مین پہیلین اور دور دور شہرون مین پہونچین تو اُنمین اصحاب بدعت جیسے معتزلہ۔ قرامطہ جہمیہ وغیرہ مشغول ہوے اور اُنمین اُنہون نے غور کرنا شروع کیا اور اس وجہ سے جو بلا اور آفت پیدا ہوگئی اُسکا بیان کرنا نہایت دشوار ہے یہانتک کہ قدریون نے قدر کے باب مین مبالغہ کیا اور بندے کو اپنے افعال کا خالق قرار دیا۔ اور جبریون نے اُن کے مقابلہ مین بندے سے اُس کے افعال اور اختیار کو سلب کردیا یعنے انسان کو بیکار محض بنادیا۔ اور معطلہ نے تنزیہ مین اس قدر مبالغہ کیا کہ اللہ تعالے کی صفات جلال کو سلب کردیا۔ اُس کے مقابلہ مین مشبہہ فرقہ نے ایسا مبالغہ کیا کہ اُسکو مثل ایک بشر کے قرار دیا

---

لہ جرجان فارس کا ایک شہر ہے۔ مولف

اور مرجیون نے سلب عقاب مین مبالغہ کیا معتزلی فرقے اس کے مقابلہ مین تخلید فی العذاب (ہمیشہ عذاب) مین مبالغہ کیا۔ ناصبی فرقے نے علی رض کی امامت کو دفع کرنے مین مبالغہ کیا علی رض کی نسبت غلو کرنے والون نے یہ مبالغہ کیا کہ اُن کو خدا بنا دیا۔ سنی فرقے نے ابوبکر رض کی تقدیم مین مبالغہ کیا اور رافضی (شیعہ) فرقے نے اُنکی تاخیر مین مبالغہ کیا یہانتک کہ (نعوذ باللہ) اُن کو یعنے ابوبکر رض کو کفر سے منسوب کیا۔ پس اس لحاظ سے گمانون اور اوہام مین معارضہ اور کثرت ہوگئی۔ ہر ایک فرقہ کا عناد دوسرے کے ساتھ اس درجہ بڑہا کہ ایک دوسرے کو لعنت کرنے اور اُن کے مال کو حلال کرنے اور اُن کے قتل وخون کو مباح کرنے مین مبالغہ کیا ایک دوسرے نے سلطنتون اور بادشاہون سے اسمین مدد لی ایسے موقع مین ابومنصور محمد بن محمود ماتریدی امام حنفیہ سمرقند مین ان امور کے دفع کرنے مین کہڑے ہوگئے اور ابوحسن علی الاشعری[1] امام شافعیہ بصرہ مین قائم ہوئے ان دونون نے اہل سنت والجماعت پر حکومت کی۔

ابوالحسن الاشعری مذکور اُس فرقہ کا امام تھا جسکا ہم نے ذکر کیا ہے اور جسکو معتزلہ کہتے ہین اس فرقہ کے لوگ نفی صفات الہیہ مین نہایت غلو کرتے ہین اور عدل اور توحید کے قائل ہین اُن کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ تمام معارف قبل از شرع اور بعد شرع از روئے حصول اور وجوب کے عقلی ہین اور ان مین سے اکثرون کا یہ اعتقاد ہے کہ امامت اختیاری امر ہے۔ اس فرقہ مین بیس فرقہ ہین جسکی تفصیل ہم نے اپنی کتاب سوسنتہ سلیمان فی اصول العقائد والادیان مین بیان کی ہے اس فرقہ کا واضع اول ایک شخص ہے جسکو واصل بن عطاء کہتے ہین۔ حضرت حسن بصری رض کی مجلس سے ابتدائے ہی نکالا گیا اور انہون نے سب سے پہلے اسکی جماعت کا نام معتزلی رکہا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اُس نے ابوہاشم عبداللہ بن محمد بن الحنفیہ سے علم حاصل کیا اور امامت مین اُن سے اختلاف کیا۔ اس کے اعتزال کے یہ چار قواعد ہین۔

پہلا۔ قاعدہ یہ ہے کہ اُسنے نفی صفات کیا جیساکہ اوپر مذکور ہوا۔

دوسرا۔ یہہ کہ وہ قدر کا قائل ہوا۔

تیسرا۔ یہہ کہ اُس نے دو منزلون کے مابین ایک منزل کا قائل ہوا یعنے بہشت و دوزخ سے ایک علحدہ مقام قرار دیا۔

چوتھا۔ یہہ کہ اُسنے مرتکب کبیرہ کو خالد فی النار کہا۔ چونکہ یہ شخص زیادہ خاموش رہتا تھا اس سبب سے خیال

---

[1] اشعر یمن کا ایک قبیلہ ہے اُن کے دادا عبداللہ بن قیس جو ابوموسی الاشعری کے نام سے مشہور رہین آنحضرت صلعم کے اصحاب سے ہین۔ مولف

کیا گیا کہ وہ گونگا ہے سنہ ۱۳۱ ہ م سنہ ۷۴۸ ع مین اسکی وفات ہوئی۔

ان معتزلی فرقون مین ایک اور فرقہ پایا جاتا ہے جو مذکورہ معتزلیون سے مخالف ہے اس فرقہ کو مشبہ مجسمہ کہتے ہین اس فرقہ کے بھی سات فرقے ہین لیکن یہ ساتوان فرقہ اللہ تعالی کو صفات جسمانیت سے متصف کرنے مین غلو کرتا ہے۔

جب ابو الحسن الاشعری مذکور قرآن کے مخلوق ہونے کے اعتقاد سے باز آیا اور معتزلی کی اور آراء سے کنارہ کیا تو اسنے اہل سنت وجماعت کے اعتقاد مین ایک کتاب لکھی۔ مقریزی کہتا ہے کہ اسنے پچپن کتابین لکھین جنمین سے بعض کے نام یہ ہین کتاب اللمع۔ کتاب الموجز۔ کتاب ایضاح البرہان۔ کتاب التبیین علی اصول الدین کتاب الشرح التفصیل جو اہل کتاب اور تضلیل کے رد مین ہے۔ کتاب الابانۃ۔ کتاب تفسیر القرآن۔ کہا گیا ہے کہ یہ تفسیر ستر جلدون مین ہے سنہ ۳۳۴ ہ م سنہ ۹۴۵ ع مین بمقام بغداد اسکی وفات ہوئی۔

اس کے مذہب کی حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک متوسط مذہب پر چلا یعنے نفی کے مابین جو معتزلیون کا مذہب ہے اور اثبات کے مابین جو مجسمیون کا مذہب ہے۔ اسکا مذہب قریب قریب سنہ ۳۸۰ ہ م سنہ ۹۸۹ ع مین پھیلا اسکو تمام تیرہ سے ہماری کتاب سوسنۃ سلیمان مذکورہ بالا کے صفحہ ۲۰۹ مین مذکور ہین۔ یہ علم کلام کی طرف ابتدائی التفات تھا اس علم کو علم اصول الدین بھی کہتے ہین یہ علم بھی شرعی مدونہ علوم سے ہے اسمین اللہ تعالی کی ذات اور صفات اور احوال ممکنات سے جو مبدا اور معاد سے متعلق ہین قانون اسلام کے طریقہ پر بحث کی جاتی ہے بعض کہتے ہین کہ انہون نے اس علم مین حکیم ارسطاطالیس یونانی فلاسفر کی پیروی کی جس سے انہون نے علم منطق حاصل کیا تھا اسمین انہون نے اپنے اجتہاد سے اور امور زیادہ بھی کئے اسیطرح اہل فرنج نے ان سے اپنے اصول وقواعد فلسفی کو سیکھا جو یورپ کے مدارس مین پڑھائے جاتے ہین اور اس علم کو وہ علم الکلام السکولاستیکی (یعنے لاہوت مدرسی) کہتے ہین۔

**علم تاریخ کا بیان**

یہ بات مخفی نہین ہے کہ بلحاظ حقیقی معنے کے علم تاریخ کے تین درجہ ہین۔

پہلا۔ درجہ یہ ہے کہ اسمین محض زمانہ ماضیہ اور اسکی تاریخ کا علم ہے اسمین ان زمانون کے حوادث کی طرف بالکل التفات نہین ہوتا یہ درجہ اپنے بعد کے دوسرے درجہ کے لئے بطور اساس (بنیاد) کے قرار دیا جا سکتا ہے جس سے کہ سلسلہ زمانہ کا اور اسکی تاریخ اور اہل تاریخ اور انکی ترتیب اور ہر قوم کے زمانہ کی نسبت اور ان کے مجمل احکام کے مقابلہ کا علم حاصل ہوتا ہے اور یہ درجہ اپنے بعد کے تیسرے درجہ کے لئے بنیاد قرار پا سکتا ہے جس سے سیر اور اخبار کا علم حاصل ہوتا ہے ان تینون مدارج مین سے ہر ایک کو تاریخ کہتے ہین عصر جاہلی (زمانہ جاہلیت) مین ان مین سے کسی ایک کا بھی پتا نہین چلتا۔ اور یہ سب امور زمانہ اسلام کے بعد پیدا ہوئے جیسا کہ بعد کے مباحث سے واضح ہوگا۔

عربون کی زمانہ جاہلیت کی جو اخبار روایت کی جاتی ہین اُن کے زمانہ کا وقوع تحقیقی طور پر معلوم نہین ہوا البتہ بعض اخبار کے زمانہ کا اندازہ حال کے زمانہ کے قرائن سے لگایا جاتا ہے جو اُس سے قریب ہوتا ہے۔

مثلاً اگر اُن کو غیر عرب اقوام کے مشہور اشخاص سے کوئی علاقہ رہا ہو یا اُن کو کسی مشہور حادثہ سے جو تمام اقوام کے پاس مانا جاتا ہو ربط ہو تو اُس وقت زمانہ کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ اور یہ سب خرابیان اسی وجہ سے پیدا ہوئی ہین کہ عرب لوگ اپنی ذات کے لیئے بھی کسی حادثہ کے زمانہ کو قرار نہین دیتے تھے کہ وہ اُن کے بعد کے وقائع کے معلوم کرنے مین ایک ذریعہ اور بنیاد ہو سکے جیسا کہ یہ امر ظہور اسلام کے بعد حاصل ہوا بلکہ وہ لوگ اپنے اوقات کو کسی ستارہ کے طلوع ہونے سے موقت کرتے تھے اور اپنے سنون کے اوقات کو انواء[1] سے یاد رکھتے تھے۔ چنانچہ وہ کسی امر یا چیز کے ادا کرنے کے لیئے جو وقت قرار دیتے تھے وہ اسکا نام نجم رکھتے تھے۔ اس لیئے کہ ادا کے وقت کا علم اُنکو نہین تھا صرف ایک معین ستارہ کے ظاہر ہونے یعنی طلوع ہونے سے معلوم ہوتا تھا اور وہ اپنے وقائع کا ذکر کرنے مین اسکی نسبت یہ نہین جانتے تھے کہ اُنپر کس قدر زمانہ گزر ا ہے ہمارے اس زمانہ مین بھی اکثر (بے علم) لوگون کا یہی حال ہے۔ جو اکثر مشہور واقعات کا حال (جو زمانہ گزشتہ مین واقع ہوئے ہین) بیان کرتے ہین اور اُس کے وقوع کے زمانہ کو نہین جانتے کہ وہ کب واقع ہوا۔ مثلاً جنگ صلیبیہ (کروسیڈ) اور فتح قسطنطنیہ کو جو بیان کرتے ہین اُنکی نسبت اتنا بھی نہین جانتے کہ اُنمین پہلا واقعہ کونسا ہے اور بعد کا کونسا ہے اور یہ کہ اُس کے بعد کتنا زمانہ گزرا ہے اہل عرب بھی اسیطرح اپنی لڑائیون کے ذکر کرتے ہین جو قبیلون مین ہوئی تہین مگر وہ نہ اُس کے زمانہ وقوع کو جانتے ہین اور نہ اس بات کو جانتے ہین کہ انمین سے کونسی جنگ پہلی ہے اور کونسی جنگ بعد کی ہے بلکہ اُنکی امتیاز کے لیئے وہ اُن لڑائیون کو اُن مقامات کی طرف مضاف اور منسوب کرتے ہین جہان کہ وہ لڑائیان واقع ہوئی تہین جیسے یوم کدید جو بنی سلیم و بنی کنانہ کے درمیان مین ہوئی تھی اور یوم بیداء وہ لڑائی جو حمیر اور بنی کلب مین ہوئی تہی۔ یا دوسری چیز دن کی طرف بھی منسوب کرتے ہین جن سے وہ ایک دوسرے سے ممتاز ہو جاتی ہین مثلاً عام الفیل (یعنی زمانہ جنگ اصحاب فیل) اور بنیان کعبہ

---

[1] انواء نوء کی جمع ہے اور لغت میں نوء کے معنی کبھی ستارہ کا اپنی منازل سے بوقت صبح جانب مغرب گرنا ہے ایسے وقت پر کہ اُس کے مقابل کا ستارہ اسی وقت مشرق سے طلوع ہو جاے اور ان دونون کا طلوع و غروب تیرہ دن تک ہوتا رہے۔ اور اہل عرب بارش کو اور ہوا ون کو اور گرمی اور سردی کو انواء (ستارون) کی طرف منسوب کرتے ہین اور یہ کہتے ہین مطرنا بنوء کذا یعنے فلان ستارہ سے ہمارے ملک مین بارش ہوئی۔ مترجم

اسی بنا پر اُن کے اکثر حوادث کی تاریخ جو معلوم ہو سکی ہے وہ تاریخ مسیحی سے آگے متجاوز نہین ہوتی یعنے
اس کے آگے کے حالات صحیح تاریخ سے معلوم نہین ہو سکتے - مثلاً اہل کنانہ جو عربون کا ایک قبیلہ ہے وہ کعب
بن لوی کی موت سے زمانہ کا شمار کرتا ہی اور یہ حساب عام فیل تک قائم رہا - یہ وہ سال ہے کہ جسمین پادشاہ نجاشی
نے یمن پر قابض ہوا اور بادشاہ نے ابوابرہہ اشرم صاحب فیل مذکور کے ارباط (طویلہ) قائم
کیے پس انھون نے اس واقعہ کو اُس کے فیل کی طرف منسوب کیا اور اسکا نام جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہی عام الفیل
رکھا پس کعب بن لوی مذکور اور واقعہ فیل مین پانسو بیس برس کا وقفہ ثابت ہوتا ہے اور عام الفیل[۱] اور فجار
مین چالیس برس کا عرصہ گزرا ہے - اور فجار سے ہشام بن مغیرہ کی وفات تک چھ سال کا عرصہ ہے اور ہشام
کی موت سے بنیان کعبہ تک نو سال کا عرصہ ہے اور بنیان کعبہ اور ہجرت مین پندرہ سال کا زمانہ گزرا ہی
ہجرت کے یہ معنی ہین کہ آنحضرت صلعم نے کعبہ کو چھوڑ کر مدینہ مین بود و باش اختیار کی اور مدینہ کو اپنا وطن
بنالیا - اور تاریخ ہجرت جسطرح کہ علامہ فاضل رفاعہ بک طہطاوی نے تحقیق کی ہے جمعہ کے دن واقع ہوئی ہے
جو ۶۲۲ء ساتوین شہر تموز کو واقع ہوا تھا - اور زمانہ ہجرت کو مسلمانون نے اپنی تاریخ کی بنا قرار دی ہے جیسا کہ
اسکی طرف نوین مقالہ کی تیسری فصل کے ابتدا مین اوپر اشارہ کیا گیا ہی -

ابن خلدون مغربی کہتا ہے کہ ابتدائے خلقت کی پیدائش کو گو کہ مسلمانون نے اخیر مین معلوم کیا ہے مگر
اصل یہ ہے کہ اسکو ضعیف الرائے صاحب اخبار نے (مورخین) وجود آدم کی تاریخ قرار دی ہے جو کہ
تمام انسانون کا پہلا باپ ہے اور جو کہ اس زمین کے کرہ پر اسکی اولاد پھیلی ہوئی ہے اور اسی کو ابو البشر

---

[۱] عرب کی جنگون مین سے ایک جنگ کا نام فجار بھی ہے اور فجار کے نام سے چار جنگین اور بھی موسوم ہین ایک جنگ
فجار وہ ہے جو درمیان قبیلہ کنانہ اور عجز کے مکہ اور طائف کے مابین ہوئی تھی اور اسکو نخلہ بھی کہتے ہین دوسری جنگ قریش
اور کنانہ مین مقام شمطہ مین واقع ہوئی تھی تیسری جنگ قبیلہ کنانہ اور مضر بن معاویہ کے مابین مقام عبلاء مین واقع ہوئی تھی
چوتھی لڑائی قریش اور ہوازن مین بازار عکاظ مین ہوئی تھی اس لڑائی کا سبب یہ تھا کہ ایک شخص نے جسکا نام براق بن
قیس کنانی تھا عروۃ الرحال نامی شخص کو قتل کر ڈالا تھا اسی بنا پر انمین لڑائی ہوئی قریش نے ان لڑائیون کا نام فجار اس لیے
رکھا کہ وہ اشہر حرام (وہ مہینے جنمین لڑائی حرام ہے) مین واقع ہوئے تھے جب انہون نے جنگ کی تو یہ کہا لقد فجرنا" یعنے
ہم نے بڑے فسق و فجور کا کام کیا آنحضرت صلعم بھی اس لڑائی مین شریک ہوئے تھے اور اسوقت آپکی عمر بیس برس کی
تھی اور حدیث مین آیا ہی جسمین آپ فرماتے ہین کہ مین نے فجار کے دن اپنے چچاؤن پر نیزہ زنی کی ہے اور تیر بھی مارے
ہین اب مجھے افسوس ہوتا ہے کہ اگر مین ایسا نہ کرتا تو بہتر تھا - مولف

کہتے ہیں اس ابتداے خلقت اور عمر ابد الاباد کی تحقیقات نہیں ہے کیونکہ خدا سبحانہ عزوجل سے قبل اس عالم کے
مانکی کیا ہوتی یہ لوگ اس روایت کا بیان ... کو بھی مانتے ہیں جو عالم کے قدیم ہونے کے قائل
ہیں اور ان قدیم ... معلوم ہوتا ہے کہ آدم سے پہلے بھی اور دوسرے عالم ہو چکے ہیں جیسے جن اور طم وغیرہ[۱]
جب ہم کو تاریخ ... کے متعلق جب تاریخ کی بنا قرار پاتی ہے یہ امور معلوم ہو چکے تو یہ بات بھی
معلوم ہوئی کہ تاریخ کا ... دوسرے ... ہوا ہے یہ امر عربوں میں زمانہ اسلام کے بعد پیدا
ہوا پس اس لحاظ سے ہمکو تاریخ کے دوسرے درجہ سے بحث کرنا لازم نہیں ہے چہ جائیکہ تیسرے درجہ
سے بحث کی جائے - البتہ یہ امور زمانہ اسلام میں پیدا ہوئے ہیں جس وقت کہ عربوں نے تاریخ کی ضرورت
اور اُس کی فضیلت کی پوری تعریف کی اور اسکو اور دوسرے علوم و فنون سے ممتاز کیا اور یہ اُس
وقت ہوا ہے جبکہ عباسیوں میں خلافت آئی جیسا کہ اوپر اسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے مصنف تذکرۃ الحکم
بیان کرتا ہے کہ تاریخ کا علم باوجودیکہ عربی علوم میں مشہور و معروف ہے تاہم عربوں نے اس علم میں کوئی
کتاب نہیں لکھی مگر اخیر زمانہ میں اس پر کتابیں لکھی گئیں -
متاخرین کو مذکورہ زمانہ جاہلیت کی جو تاریخ معلوم ہوئی ہے اور جسکی معلومات کا طریقہ دینی کتب کے علاوہ ہی
وہ اُن راویوں کی روایات سے معلوم ہوئی ہے جنکا ذکر آگے آتا ہے - ابن خلدون کہتا ہے کہ عربوں کی کوئی
کتاب زمانہ جاہلیت کی ابتدائی حالت کی نہیں ہے اور یہ جو کچھ ہے اُن کے اشعار سے مرتب ہوئی ہے
جیسا کہ اسلام کے راویوں نے اس کا ذکر کیا ہے اور اس کو لوگوں کے قوت حافظہ سے لیکر قید کر لیا ہے
یہ راوی جن کا ذکر ہوا وہ عربوں کے قبیلوں میں پھرا کرتے تھے اور انکی لغات وغیرہ پر بحث کرنے کے
بعد اسکو قلمبند کر لیتے تھے اور اُس کے متعلق جو قصہ وغیرہ اُن کو یاد ہوتے تھے اور جو کہ انہیں مشہور ہوتے
تھے یاد کر لیتے تھے - اور یہ صرف لوگوں کی زبادنی روایتوں کے اعتبار پر تھا جو وہ امرا اور شجاع
اور اُن کے واقعات اور عادات اور آداب اور اکل و شرب اور اُن کے گھوڑے اور مواشی اور
اُن کے انساب اور اُن کے مشہور و معروف حالات وغیرہ بیان کرتے تھے - اور ان امور پر انہوں نے

---

[۱] جن کے معنی دریافت کرنے کے لیئے چوتھے مقالہ کی پانچویں فصل میں عالم روحانی کے اسمار زمانوں کو دیکھو اور
دروزیوں کے نزدیک تین عالموں میں سے یہ دوسرا عالم ہے جس کے وجود کے وہ معتقد ہیں اور وہ تین عالم یہ ہیں
عالم جن - عالم جن - اور عالم بن اور یہ اخیر کا عالم وہ ہے جس کے بیان کے ہم درپے ہیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ یہ لوگ
اس روایت میں بعض فلاسفہ کی رایوں کے معتقد ہوتے ہیں جیسا کہ اکثر معتقدات میں وہ اُن کے تابع ہیں - مولف

جو بحث کی تھی وہ انکو اپنے نامون اور صحیفون مین متداول تاریخ کے طور پر جمع نہین کیا بلکہ ان کو اپنی مولفہ کتابون مین بطور مجموعہ حکایات اور نوادرات متفرقہ کے جمع کیا۔ بعض نے تو بعض مشہور شجاعون کے قصے بھی نہین لکھے جنکو قبیلہ کے لوگ نہایت مبالغہ کے ساتھہ گایا کرتے تھے اور اس قبیلہ کے لوگ ان قصون کو نہایت آراستگی کے ساتھہ جو اُن کو روایت کے ذریعہ سے پہونچتے تھے اس خوبی کے ساتھہ بیان کرتے تھے جیسا کہ امثال مین انکی عادت ہے۔ چنانچہ متقدمین مورخین کی بھی ایسی ہی عادت ہے اور اپنے اصول قدیمہ کے لحاظ سے اُن اخبار کو جمع کرتے تھے۔ اسیواسطے اُن پر بہت کم اعتبار ہوسکتا ہے کیونکہ انہین اکثر خرافات باتین ہوتی ہین جنمین کسی قسم کا فائدہ نہین ہوتا۔ اسکی نظیر مین عنترہ کا قصہ کافی ہے اور مثل اس کے اور بھی واقعات ہین ظاہر اً یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان امور کے بیان کرنے مین اُنکی طبیعت نے اُن کو آمادہ کیا کیونکہ انکی فطرت مین نجابت اور عشق اور ہر ایک کام مین استقلال کی طرف میلان ہے۔ اور نیز انکی طبیعت مین تفاخر بھی ہے جو انکو اس قسم کے نادر الوقوع حالات کے بیان کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔ اور ان کے آئندہ ترجمون کی دیکھنے سے انکی مولفات کی تعداد اور وہ طریقہ جسکو انھون نے اپنی تالیفات مین اختیار کیا ہے بخوبی معلوم ہوگا۔

مذکورہ راویون مین سے حماد الراویہ ہے جسکا نام ابوالقاسم بن یسرۃ بن المبارک بن عبید الدیلمی کوفی ہے جو بنی بکر بن وائل کا غلام تھا۔ اسکا حافظہ ایسا قوی تھا کہ حافظہ مین اسکی مثال دیجاتی ہے اور یہ کہا جاتا ہے احفظ من حماد یعنے حماد سے زیادہ حافظہ والا۔ یہ شخص ایام عرب اور اُن کے اخبار اور اشعار اور لغات کا بڑا عالم تھا اسی نے سبع الطول یعنے معلقات شعریہ کو جمع کیا جسکا ذکر چھٹے مقالہ کی تیسری فصل مین گذرچکا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ بنی امیہ کے بادشاہ اسکی بڑی قدر و منزلت کرتے اور اسکو وزیر بناتے تھے اور وہ انکی ہمنشینی مین رہتا تھا اور بڑے انعام پاتا تھا مگر نقل کرنے مین ثقہ نہین سمجھا جاتا تھا کیونکہ وہ اشعار مین ایسی باتین زیادہ کردیتا تھا جو اصل مین نہین ہوتی تھین۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کوفہ مین تین شخص تھے جنکو حمادون کہتے تھے انمین سے ایک تو یہی حماد ہے جسکا ذکر کیا جارہا ہے اور دوسرا حماد عجرد ہے اور تیسرا حماد بن الزبرقان ہے۔ یہ تینون بادہ نوشی مین ملکر بیٹھتے تھے اور شعر پڑھا کرتے تھے اور اچھی معاشرت کرتے تھے مگر یہ سب کے سب زندیق مشہور تھے حماد الراویہ ۱۵۵ھ م ۷۷۱ء مین مرا ہے۔

انہین راویون مین ابو عبد الرحمن الہیثم بن عدی الطائی الثعالبی المتوفی کوفی ہے یہ شخص بھی راوی اور اخباری تھا اور اس کا اعتقاد خارجیون سے ملاہوا تھا۔ اسکی مولفات مین یہ کتابین بیان کی گئی ہین:-

کتاب المثالب۔ کتاب المعمرین۔ کتاب بیوتات العرب۔ کتاب بیوتات قریش۔ کتاب ہبوط آدم اور افتراق العرب اور نزول العرب۔ منازل العرب۔ اور کتاب نزول العرب بخراسان وسواد۔ کتاب نسب طی

کتاب تاریخ اہل الشام - تاریخ العجم و بنی امیہ - کتاب من تزوج من الموالی من العرب - کتاب الوفود - کتاب خطط الکوفہ - کتاب تاریخ الاشراف الکبیر - کتاب تاریخ الاشراف الصغیر - کتاب طبقات الفقہا و المحدثین - کتاب کنی الاشراف - کتاب خواتم الخلفاء - کتاب قضاة الکوفہ و البصرة - کتاب المواسم - کتاب الخوارج - کتاب النوادر - کتاب التاریخ علی السنین - کتاب اخبار الحسن بن علی بن ابی طالب رض - کتاب اخبار النمرس - کتاب عمال الشرط[1] لامراء العراق وغیرہ ۲۰۶ھ م ۸۲۲ء مین اسکی وفات ہوئی -

انہین مین سے اصمعی ہے اسکا نام ابو سعید عبد الملک بن قریب بن عاصم بن عبد الملک ابن اصمع بن مظہر بن رباح بن عمر بن عبد اللہ الباہلی ہے اور باہلہ عربون کا ایک قبیلہ ہے جسکی طرف یہ منسوب ہے یہ قبیلہ خساست مین مشہور رہے اسیواسطے بعض شعراء نے یہ کہا ہے -

لو قیل للکلب یا باھلی — عوی الکلب من لوم ذاک النسب[2]

یہ شخص خلیفہ ہارون الرشید اور اس کے بیٹے مامون الرشید کے زمانہ مین تھا یہ شخص نہایت بدصورت تھا اسنے قریب دو سو کتابون کے تصنیف کی ہین جیسا کہ کہا گیا ہے جنمین اسنے عربون کی روایات اور احادیث جمع کی ہین - وسعت روایت اور کثرت حکایات اور نوادر مین اسکی مثال دیجاتی ہے اور یہ کہا جاتا ہے اروی من الاصمعی یعنے اصمعی سے زیادہ روایت کرنے والا - اسکی مولفات مین یہ کتابین ہین -

کتاب خلق الانسان - کتاب الاجناس - کتاب الانواء - کتاب الہمزہ - کتاب المقصور و الممدود - کتاب الفرق - کتاب الصفات - کتاب الاثواب - کتاب المیسر و القدح - کتاب خلق الفرس - کتاب الخیل - کتاب الابل - کتاب الشاء - کتاب الاخبیہ - کتاب الوحوش - کتاب فعل و افعل - کتاب الامثال - کتاب الاضداد - کتاب الالفاظ - کتاب السلاح - کتاب اللغات - کتاب میاہ العرب - کتاب النوادر - کتاب اصول الکلام - کتاب القلب و الابدال - کتاب جزیرة العرب - کتاب الاشتقاق - کتاب معانی الشعر - کتاب المصادر - کتاب الاراجیز - کتاب النخلہ - کتاب النبات - کتاب ما اتفق لفظہ و اختلف معناہ - کتاب غریب الحدیث - کتاب نوادر الاعراب وغیرہ ۲۱۷ھ م ۸۳۲ء مین اسکی وفات ہوئی -

انہین راویون مین ابو عبیدہ معمر بن المثنی التیمی البصری نحوی ہے - سب سے پہلے اسی نے لغات عربیہ کی

---

[1] شرط مددگار والی (حاکم) کو کہتے ہین اور اسکا واحد شرطی ہے اور اس زمانہ مین اسکو ضابطی کہتے ہیں یعنی ضابطہ اور حکومت کی طرف نسبت رکھنے والا اور اس ملک مین اسکو کووال کہتے ہین - مترجم

[2] ترجمہ - کتے کو اگر یا باہلی کہہ کر پکارا جائے تو کتا بھی اس نسب کی ملامت سے بھونکنے لگتا ہے -

تفسیر کی یعنے اُن لغات اور معانی کی تفسیر کی جو بعید الفہم ہین ۔ جاحظ کہتا ہے کہ خارجیون اور اباضیون مین جو ایک فرقہ ہے کوئی شخص اس سے زیادہ وسیع علوم کو جاننے والا نہین تھا یہ شخص [illegible] تھا اور خود [illegible] کا اعتقاد رکھتا تھا اور خود نہایت میلا کچیلا رہتا تھا [illegible] اسکی زبان [illegible] تھا اور نیز یہ شخص [illegible] النسب اور [illegible] الدین [illegible] اسکا [illegible] آنکھون مین کوئی [illegible] قبول نہین کرتا تھا وہ اپنے [illegible] ہمیشہ پڑھتے [illegible] کہا تھا اگر کوئی اسکو ابو عبیدہ [illegible] اور چونکہ [illegible] کہ [illegible] لکھا ہوا ہے ابو عبیدہ اسکا لقب اسیلیے ہوا کہ اس کا دادا یہودی تھا [illegible] شعوبیون[1] کے نقص مین ایک کتاب لکھی ہے جسمین اُن کی تمام برائیان جہان جہان کر لکھی ہین باہلی مصنف کتاب معانی کا خیال ہے کہ طالب علم جب اصمعی کے درس گاہ مین آتے تو تحفتاً اس کے لیئے بازار بعر[2] سے شیرنی وغیرہ خرید کر لیجاتے تھے اس لیئے کہ اسکی انشا یعنے طرز تحریر و تقریر نہایت آراستہ اور شستہ ہوتی تھی یعنے وہ اشعار اور اخبار کو نہایت عمدہ طرح پر بیان کرتا تھا بُرا آدمی بھی تہوڑے عرصہ مین اس کے پاس اچھا بن جاتا تھا مگر اُس کے طرز بیان مین فوائد کم ہوتے تھے ۔ برخلاف اس کے ابو عبیدہ کا طرز بیان نہایت بھونڈا تھا مگر اسمین فوائد بہت ہوتے تھے کیونکہ اس کے بیان مین علوم کا اظہار اچھی طرح ہوتا تھا سب سے پہلے عربی کو اسی نے مدون کیا جیسا کہ اوپر لغت کے بیان مین اسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے ۔ اسکی تصانیف بھی قریب دو سو کے لکھی گئی ہین منجملہ اُن کے یہ کتابین ہین ۔

کتاب مجاز القرآن ۔ کتاب غریب القرآن ۔ کتاب معانی القرآن ۔ کتاب غریب الحدیث ۔ کتاب الدیباج ۔ کتاب التاج ۔ کتاب الحدود ۔ کتاب خرسان ۔ کتاب خوارج البحرین والیمامۃ ۔ کتاب الموالی ۔ کتاب الیلۃ ۔ کتاب الضیفان ۔ کتاب مرج راہط ۔ کتاب المنافرات ۔ کتاب القبائل ۔ کتاب خبر البراض[3] کتاب القرآن کتاب البازی ۔ کتاب الحمام ۔ کتاب الحیات ۔ کتاب العقارب ۔ کتاب النوافح ۔ کتاب النواشر کتاب حضر الخیل ۔ کتاب الاعیان ۔ کتاب بیان باہلہ ۔ کتاب ایادی الازد ۔ کتاب الخیل ۔ کتاب الابل ۔

---

[1] شعوبیہ اُس گروہ کو کہتے ہین کہ وہ اہل عرب کو عجمیون پر فضیلت نہین دیتے ۔ مترجم

[2] اس مقام پر اصل مین الثغ کا لفظ استعمال ہوا ہے اور لثغ کے معنی حرف را کو لام اور غین کے ساتھ اور حرف سین کو ثے کے تلفظ سے ادا کرنے کے ہین ۔ مترجم

[3] براض اُس شخص کو کہتے ہین جو اپنے تمام مال کو کہانے پینے مین تلف کر دیتا ہے اسکی جمع براض ضم یا اور تشدید را کے ساتھ ہے ۔ مولف

کتاب الانسان - کتاب الزرع - کتاب الرجل - کتاب الدلو - کتاب البکرہ - کتاب السرج - کتاب اللجام - کتاب الغرس
کتاب السبق - کتاب الشوارد - کتاب الاحتلام - کتاب مقاتل الفرسان - کتاب مقاتل الاشراف - کتاب الشعر والشعراء
کتاب فعل وافعل - کتاب المثالب - کتاب خلق الانسان - کتاب الفرق - کتاب الخف - کتاب مکہ والحرم - کتاب
الجمل وصفین - کتاب بیوتات العرب - کتاب اللغات - کتاب الغارات - کتاب المعاتبات - کتاب الملاومات
کتاب الاضداد - کتاب مآثر العرب - کتاب مآثر غطفان - کتاب ادعیۃ العرب - کتاب مقتل عثمان - کتاب اسماء الخیل
کتاب العقیقہ - کتاب قضاۃ البصرہ - کتاب فتوح الاہواز - کتاب فتوح ارمینیہ - کتاب لصوص العرب - کتاب اخبار الحجاج
کتاب قصۃ الکعبہ - کتاب الحمس من قریش - کتاب فضائل الفرس - کتاب ماظن فیہ العامہ - کتاب السواد وفتحہ - کتاب
من شکر من العمال وحمید - کتاب الجمع والتثنیہ - کتاب الاوس والخزرج - کتاب محمد وابراہیم عبد اللہ بن الحسن کے
بیٹوں کے متعلق - کتاب الایام الصغیر - کتاب الایام الکبیر - کتاب ایام بنی مازن واخبارہم - وغیرہ مقام بصرہ مین
سنہ ۲۱۹ ہجری مطابق سنہ ۸۳۴ء مین اسکی وفات ہوئی -

انہین مین ابو الفرج اصفہانی ہے - اسکا نام علی بن الحسین بن محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن الہیثم بن عبد الرحمن
بن مروان بن محمد بن مروان بن الحکم ہے اسکا دادا مروان مذکور بنی امیہ کا آخری خلیفہ تھا یہ شخص اصفہانی الاصل اور
بغدادی پیدائش کا ہے - اخبار عرب کے معلوم کرنے مین اسکو نہایت شوق اور خاص اہتمام تھا یہی شخص کتاب
الاغانی کا مصنف ہے یہ متفق علیہ بات ہے کہ اس خاص موضوع مین ایسی کوئی کتاب نہین لکھی گئی - یہ شخص سیف الدولہ
بن حمدان کے زمانہ مین تھا اشعار اور اغانی (جمع غنی بمعنی اصوات موسیقی) اخبار - آثار - احادیث مسندہ نسب
لغت - نحو - خرافات - سیر - مغازی اور منادمت یعنی علم جوارح اور بیطرہ کو خوب جانتا تھا - اور کسیقدر نجوم اور
طب اور اشربہ کا بھی اسکو علم تھا - اس کے جو اشعار ہین انمین عموماً علماء کے اتقان اور ظریفون اور شاعرون کی
احسان کا ذکر ہے اسکی تصانیف سے یہ کتابین بھی ہین - کتاب القیان - کتاب الاماء الشواعر - کتاب المدارات
کتاب دعوۃ التجار - کتاب مجرد الاغانی - کتاب تجلۃ البرمکی ومقاتل الطالبین - کتاب الحانات وآداب الغرباء
کتاب نسب بنی عبد شمس - کتاب ایام العرب جکا ذکر آٹھوین مقالہ کی تیسری فصل مین گزر چکا ہے - کتاب التعدیل
والانتصاف فی مآثر العرب ومثالبہا - کتاب جمہرۃ النسب - کتاب نسب بنی شیبان (جو عربون کے چار امہات
قبائل مین سے ایک قبیلہ ہے اور یہ عراق کے عرب ہین) کتاب نسب المہالبۃ جو کہ بنی امیہ کے وزراء تھے
جن کا ذکر چھٹے مقالہ کی پہلی فصل مین گزر چکا ہے - کتاب نسب بنی تغلب - نسب بنی کلاب - کتاب الغلمان المغنین
وغیرہ - سنہ ۳۵۶ ہجری مطابق سنہ ۹۶۶ء مین اسکی وفات ہوئی -

# فصل دوم

## فن تطریب یعنی موسیقی کے بیان مین

ابن خلدون مغربی کہتا ہے کہ فن غنا یعنی موسیقی آبادی مین اسوقت تک پیدا نہین ہوتا جب تک کہ تمول حد ضروری سے ساکنین مین متجاوز نہ ہو اور پھر اہل کمال مین آتا ہے۔ اور اس علم کو وہ شخص حاصل کرتا ہے جسکی ضروری حاجتین معاش اور منزل (خانہ داری) کی پوری ہوجاتی ہین اور وہی اسکو سیکھتے ہین جو تمام حالات اور حوائج سے فارغ ہوتے ہین اسیواسطے عربون مین ابتدا ئً سوائے فن شعر کے اور کچھ نہین تھا وہ اپنے کلام کو اشعار کے اجزائے متساویہ مین تالیف کرتے ہین اور یہہ تالیف حروف کی حرکت اور سکون کی مناسبت سے ہوتی ہے اور وہ اپنے کلام کو ان اجزا مین تفصیل سے بیان کرتے ہین جسکا ہر ایک جزو افادہ مین مستقل ہوتا ہے اور وہ دوسرے پر معطوف نہین ہوتا اور اسکو بیت کہتے ہین ابتدا ئً طبیعت اس کے تجزی مین مائل ہوتی ہے پھر اس کے مقاطع اور مبادی کی اجزا کی مناسبت کی طرف مائل ہوتی ہے اس کے بعد معنی مقصود اور تطبیق کلام کا خیال کیاجاتا ہے پھر اسکو وہ ایک لہجہ سے ادا کرتے ہین جس سے اُن کے کلام کا شرف ممتاز ہوجاتا ہے اور یہہ خصوصیت ایسی ہے کہ دوسرون کے کلام مین پائی نہین جاتی۔ کیونکہ اورون کے کلام مین یہہ مناسبت اور خصوصیت پائی نہین جاتی۔ اور اسکو وہ اپنے اخبار اور حکمتون اور شرف کا دیوان بناتے ہین اور اپنی طبیعتون کی اصابت (یعنی صائب) معانی اور عمدگی اسلوب کا معیار قرار دیتے ہین وہ لوگ اسی حالت پر قائم رہے حالانکہ یہہ تناسب جو بسبب اجزا کے اور تحرک اور سکون حروف کی مناسبت سے ہوتا ہے اصوات موسیقیہ کے دریا کا ایک قطرہ ہے اور یہہ بات موسیقی کی کتابون سے اچھی طرح سے معلوم ہوتی ہے۔ مگر یہہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ انہون نے اس کے سوائے اور کوئی بات نہین معلوم کی کیونکہ انہون نے اسکو علم اور فن نہین بنایا۔ پھر حدی خوانون نے اپنی اونٹون کی حدی خوانی مین اسکو گانا شروع کیا اور نوجوان لڑکے بھی اپنے تخلیہ کی محفلون مین ان ابیات کو بطور راگ کے پڑھنے لگے اور وہ اسکو ایک خاص وزن اور انداز سے گایا کرتے ہین۔

بعض لوگ کہتے ہین کہ زمانہ جاہلیت مین عربون مین ایک اور قسم کا گانا ہوتا تھا جسکی آواز حدی خوانی کی بہ نسبت اچھی اور باریک ہوتی تھی جسکو وہ گایا کرتے تھے اور اسکو موسیقی کے جاننے

والے سلکاتے[1] کہتے ہین اور نصب عرب بہی اسکا نام ہے۔

اہل عرب ترنم کو جبکہ وہ تعریف کے ساتھہ ہو غنا کہتے ہین اور جب وہ تہلیل اور قرات کی اقسام سے ہو تو اُسکو تغبیر کہتے ہین ابو اسحق زجاج نے اسکی یہ تعلیل (تعریف) کی ہے کہ تغبیر کے معنی آیندہ کی یاد کے ہین اور یہہ معنی باقی کے ہین جس سے مراد احوال آخرت ہے۔ بعض وقت گانے مین وہ نغمات مین ایک بسیط مناسبت پیدا کرتے ہین جیسا کہ ابن رشیق نے اپنی کتاب عمدہ کے آخر مین اسکو بیان کیا ہے۔ اور اسکا نام وہ سناد رکہتے ہین۔ اور یہہ اکثر بحر خفیف مین ہوتا ہے اس کے گانے پر وہ ناچتے ہین اور دف اور مزمار کی چال پر چلتے ہین پس اس سے وہ خوش ہوتے ہین جسمین حلق خفیف رہتا ہے اور وہ ان سب کو ہزج اور بسیط کے نام سے موسوم کرتے ہین اور یہہ اُس کے اوائل سے ہے اور یہہ کچہہ بعید بات نہین ہے کہ طبعین اسکو بغیر تعلیم کے سمجھ جائین۔

اُن کے آلات طرب مین طبول اور مزامیر ہین جو ابتک مغربی عربون مین مستعمل ہین۔ اور اس آواز پر اُن کے سامنے کم سن لڑکیان گاتی ہین حسن صوت (خوش آوازی) مین ایک شخص کی مثال دیتے ہین جسکا نام بدیح تھا اور یہہ شخص زمانہ جاہلیت مین گزرا ہے۔ اور بہی ایک شخص کی مثال دیجاتی ہے جسکا نام جذیمہ بن سعد الخزاعی تھا اور اسکو مصطلق بہی کہتے ہین بسبب اسکی آواز کی بلندی اور حسن کے۔

سب سے پہلے عربون مین جس نے راگ گایا وہ نعمان کی دو لونڈیان تہیں جو گایا کرتی تہین جیسا کہ شیخ ناصیف الیازجی نے اپنی کتاب مجمع البحرین مین بیان کیا ہے ان دونون کو جرادتان کہتے ہین لیکن میدانی اپنی کتاب مجمع الامثال مین بیان کرتا ہے کہ اہل عرب اپنی ضرب المثلون مین یہ کہتے ہین الحن من جرادتین یعنے جرادتین سے زیادہ خوش آواز اور یہہ دونون معاویہ بن بکر العلیقی کی لونڈیان تہین جو کہ عمالقہ کا سردار تھا۔ قدیم زمانہ مین یہ مکہ مین رہتے تھے انکا نام ثعاد اور ثماد تھا۔ حاشیہ شہاب مین جو تفسیر قاضی بیضاوی پر ہے سورہ اعراف کی تفسیر کے حاشیہ مین لکہا ہے کہ اُن دونون مین سے ایک کا نام وردہ اور دوسری کا نام جرادہ تھا تغلیباً دونون کو جرادتان کہنے لگے۔ اور ابو الفرج اصفہانی کی کتاب الاغانی مین لکہا ہے کہ جرادتان عبد اللہ بن جدعان کی لونڈیان تہین۔ جو زمانہ جاہلیت مین گایا کرتی تہین اس نے اُن دونون کا نام جرادتان عاد رکہا اور امیۃ بن ابی الصلت ثقفی کو عطیہ دیدیا۔

پہر جب اسلام کا زمانہ آیا اور اہل عرب ممالک پر قابض ہوئے اور نہایت عیش وعشرت کی حالت مین ہو گئے تو

---

[1] سلک موسیقی کے چھ آوازون مین سے ایک آواز کا نام ہے جنکی تفصیل یہہ ہے شہناز[1] گردانیہ[2] گوشت[3] مائتہ[4] نوروز[5] سلک[6]۔ ماخوذ از غیاث۔ مترجم

فارس اور روم کے مغنی (گویے) پہنچے اور وہ حجاز مین آئے اور وہ عربون کے غلام بنے تو وہ عود الن (رباب)
اور طنابیر (جمع طنبور) اور معازف (آلات ساز) اور مزامیر سے گانے لگے۔ عربون نے انکا گانا سنا اور
انہون نے اپنے اشعار کو اس وزن اور راگ پر گانا شروع کیا۔ مدینہ مین نشیط فارسی اور طویس اور سائب
خاثر عبد اللہ بن جعفر کے غلام ظاہر ہوئے اور انہون نے عربون کے اشعار کو سُنا اور اُن کو عمدہ طرح پر گایا
ان سے مغنی معبد نامی اور اُس کے طبقہ کے لوگون اور ابن سریج وغیرہ نے سیکھا اور موسیقی کا فن آہستہ آہستہ
ترقی پاتا رہا۔ آخرکار بعہد خلفائے عباسیہ یعنی ابراہیم مہدی اور اُس کے بیٹے اسحٰق اور اُسکے بیٹے حماد
کے زمانہ مین کمال کو پہونچا اور انہین کے عہد سلطنت مین بغداد مین نوخیز لوگون نے اسکی اتباع کی اور اُس
عہد کی مجالس مین اسکا چرچا ہونے لگا اور پہر یہان سے تمام بلاد مغرب مین پہونچا۔

رقص (ناچنے) کے اور بہی آلات وغیرہ اشعار کی صورت مین ایجاد ہوئے جن کے ذریعہ سے گایا جاتا ہے اور
گانے مین یہ ایک علیٰحدہ قسم قرار پاگئی۔ اور ناچنے کے اور دوسرے آلات بہی بنائے گئے جسکا نام کرج ہے
یہ کاٹھ کے زین کسے ہوئے گہوڑون کی مورتین ہوتی ہین جو قباؤن کے اطراف مین معلق کردیجاتی ہین ان قباؤن کو
عورتین پہنتی ہین اور اُس سے گہوڑون کی سواری اور انکی آمد و رفت یعنی کاوا مارنا وغیرہ حالات دکہائے
جاتے ہین یہ اور اس قسم کے اور بہت سے کہیل شادی بیاہ کے جلسون مین ہوا کرتے ہین۔

# فصل سیوم

## اسلام کے بعد عربون کا فلسفی علوم کی طلب مین متنبہ ہونا

قبل اس کے کہ ہم عربون کے علوم و فنون اور خاصکر ادب معارف اور فلسفہ وغیرہ کے حاصل کرنے مین اُن کے
متنبہ ہونے کا ذکر کرین اور انہین انہون نے آخر مین کیا خوبی اور ترقی پیدا کی اور انہین کون کون قابل فخر امور
حاصل کئے خاصکر عباسیون کے زمانہ مین ممالک مشرق مین اور بنی امیہ کے زمانہ مین ممالک مغرب مین کیا کیا
امور حاصل کئے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم اُن امور کا ذکر کرین جو کہ ان جاہل عرب فاتحین سے ان ممالک
مین علوم اور آثار قدیمہ کو جن سے اُن کے اسلاف آراستہ اور مزین تھے انکی جہالت اور عدم معرفت
فوائد اور منافع سے کیا کیا نقصان پہونچے ہین۔

بعض مولفین کہتے ہین کہ جب ہم ان تجارت کے فوائد پر نظر ڈالتے ہین جو کہ بعد فتح کے ان ممالک مین

ظاہر ہوئے تو پھر ہمکو اس امر کی طرف التفات کرنا پڑتا ہے کہ عربون نے اس زمین مین ایشیا۔ افریقیہ اور یورپ سے کیا کیا چیزین لاکر شایع کین اور اس کام مین انہون نے کیا کیا برتاؤ کیا۔ لیکن تو ہمکو یہ امر اچھی طرح پر معلوم ہو جاتا ہے کہ انہون نے ان ممالک کے کیسے کیسے اور تحفول اور نفیس ذخیرون کو شہرون کے بڑے بڑے کتب خانہ جلانے اور عمارات اور آثار قدیمہ کے منہدم کرنے اور نادر مورتون کے توڑنے سے تباہ و برباد کیا اور یہ ایسی چیزین تہین کہ ان سے ممالک مذکورہ کو زینت تہی۔ ان حالات کو دیکھکر وہ لوگ جو نفائس اور نادر اشیاء کے دلدادہ اور فریفتہ ہین اپنا بڑا تاسف ظاہر کرتے ہین جسکا کسی طرح سے بدل نہین ہو سکتا۔ اور تباہی اور بربادی ان امور کے علاوہ ہے جو قتل و غارت اور دیگر مظالم یعنے غلامی وغیرہ کے واقعات سے ہوئے ہین اور یہ فاتح قوم ڈیڑھ قرن کے قریب اندرونی و بیرونی لڑائیون مین مشغول رہی اور اس اثناء مین انہون نے علوم و فنون کی کسی چیز کی طرف التفات نہین کیا بلکہ بالکلیہ انکو تباہ کرتے رہے یہان تک کہ جب وہ اخیر زمانہ مین متنبہ ہوئے اور انکو از سر نو رونق دینا چاہی تو ان کو ان ممالک مین جو ابتداءً ان چیزون کے مخزن تھے کوئی چیز نہین ملی اسی واسطے ان کو یونان وغیرہ سے اسمین مدد لینے کی ضرورت پڑی۔

پہلی نکبت (تباہی) جو ان کتب خانون مین پیدا ہوئی وہ اسکندریہ[1] کے کتب خانہ کا جلنا ہے اسکو عمرو بن العاص رضہ نے خلیفہ عمر بن الخطاب رضہ کے حکم سے جلا دیا چنانچہ اس روایت کو تاریخ قرون وسطی کے مترجم[2] نے ابو الفداء کی کتاب کے جلد اول صفحہ (۱۵۱) سے نقل کیا ہے۔ ابن خلدون مغربی نے بھی فارسیون کی علوم کے تباہ ہونے پر اپنا بڑا افسوس ظاہر کیا ہے جو کہ عثمان بن عفان رضہ کے حکم سے برباد ہوئے لیکن وہ کتب خانے جو انطاکیہ۔ بیروت اور قیصریہ مین باقی تھے وہ محض مسلمانون کے جھنڈون کو دیکھتے ہی تباہ ہو گئے دمشق کی کتب خانون کو یزید بن عبد الملک خلیفہ اموی نے سنہ ۱۰۱ ہجری م ۷۱۹ء مین تباہ کیا۔

---

[1] اس مضمون کے متعلق شبلی نعمانی نے اپنے رسالہ کتب خانہ اسکندریہ مین تحقیق سے یہہ امر ثابت کر دکہایا ہے کہ کتب خانون کے جلانے کا الزام اہل یورپ جو مسلمانون کے سر تہوپتے ہین محض وہ غلط ہے دیکھو رسالہ مذکور۔ مترجم

[2] اس کتاب کا مترجم جو مصر مین طبع ہوئی ہے رفاعہ بک طہطاوی مشہور شخص ہے اور اس فصل کا جملہ (فقرہ) مترجم موصوف کی کتاب سے نقل کیا گیا ہے مولف کی اصل فصل چونکہ اعتبار کے لائق نہین تہی۔ اسلئے اسکو نکال دیا گیا اور اسکے بجائے یہ فصل اس کے کلام سے نقل کر دی گئی ہے۔ مولف

ابن خلدون مذکور نے اسیطرح اس بات پر بھی اپنا افسوس ظاہر کیا ہے جو کہ ہارون رشید عباسی نے ایوان کسریٰ کے توڑنے اور تباہ کرنے مین ارادہ کرکے یہ کام کیا جسکو کہ ساپور ذو الاکتاف نے بنایا تھا جیسا کہ مورخین عرب نے اس امر کو بیان کیا ہے۔ وہ بیان کرتا ہے کہ جب ہارون رشید کو اس کے توڑنے مین ناکامیابی ہوئی تو اسنے یحییٰ بن خالد برمکی سے اس بات مین مشورہ کیا کہ اسکو کس طرح سے توڑا جاسے اور یحییٰ اسوقت مجلس مین تھا اس نے ہارون کو اس کام سے منع کیا اور کہا کہ ای امیر المومنین اس کام سے باز رہیے تو اچھا ہے کیونکہ اس سے آیندہ تیرے باپ دادا کے ملک کی عظمت معلوم ہوسکیگی جنہون نے ان ممالک کو دوسرون سے چھینا اور فتح کیا ہے۔ ہارون نے اسکی راے کو پسند نہین کیا بلکہ خیال کیا کہ یہ اسکی حمیت عجمی ہے جو اہل عجم کی یادگار کی قائم رکھنے کی طرف مائل ہے۔ آخر اس نے یحییٰ کی راے نہین سنی اور اسکو منہدم کروانا شروع کیا اور بہت سے مزدورون اور کاریگرون کو آلات کے ساتھ اسپر تعین کیا اور اسکو آگ سے جلا کر اسپر سرکہ ڈالا تاہم وہ عمارت نہین ٹوٹ سکی اور وہ عاجز ہوگیا اور اسکو اپنی رسوائی کا خیال ہوا تو موقوف کرا کے پھر یحییٰ سے مشورہ کیا اس دفعہ بھی یحییٰ نے اسکو منع کیا اور کہا ای امیر المومنین اب بھی اسکو اپنی حالت پر چھوڑ دی کیونکہ اگر اس مرتبہ بھی منہدم نہو سکیگا تو عجمی لوگ تجھ پر ہنسینگے کہ خلیفہ نے اہل عجم کی ایک عمارت کو نہ توڑ سکا۔ اب ہارون نے اس بات کو سمجھا اور اسکے منہدم کرانے سے باز رہا۔

مذکورہ بالا بیان اس سے زیادہ تعجب خیز نہین ہے کہ مامون رشید باوجودیکہ وہ فلسفہ اور متقدمین کے علوم کا عاشق اور دلدادہ تھا اسنے بھی مصر کے مشہور اہرام کے توڑنے کا حکم دیا تھا اور کاریگرون کو جمع بھی کیا اسکو اس ارادہ مین ناکامیابی ہوئی یعنے اہرام نہین منہدم ہوسکے۔ ابن خلدون کہتا ہے کہ بہرصورت مامون نے اس کے توڑنے کا ارادہ کیا اور اسمین ایک سرنگ لگائی گئی۔ یہ سرنگ اس سطح تک جاسکی جو سامنے کی دیوار کے پاس ہے اسکے آگے اور دیوارین ہین اور یہ علامت جیسا کہ کہی جاتی ہے آج تک موجود ہے۔

مقریزی بھی کہتا ہے کہ اگر ملک عزیز عثمان بن صلاح الدین ایوبی کو جو ملک مصر مین اپنے باپ کے بعد قائم اور مستقل ہوا ممکن ہوتا تو وہ بھی ان اہرام کے توڑنے اور مٹانے مین کوشش کرتا اور اس کام سے پیچھے نہ ہٹتا اس لیئے کہ اسنے بھی ایک چھوٹے اہرام کو توڑنا شروع کیا اس کام مین اسکا خزانہ خالی ہوگیا اور کاریگرون پر تکلیف بڑھ گئی اور ان کے ارادہ پست ہوگئے اور ان کو افسوس اور حیرت ہوئی کہ انکو اس کام مین کامیابی نہین ہوئی بلکہ انہون نے اسکو اسیطرح رہنے دیا اور وہ اپنی عاجزی کے سبب سی اس کام سے علیحدہ ہوگئے۔

عام لوگ بھی آثار قدیمہ اور عمارات کے توڑتے ہین اس وجہ سے طمع کرتے ہین کہ اُن کو دفینہ ہاتھ آئیگا۔ جیساکہ اسی ارادہ سے ولید خلیفہ اموی نے اسکندریہ میں منارہ فاروس کے توڑنے مین کوشش کی تھی۔ یا لوگ ان آثار کے توڑنے مین یہ ارادہ رکھتے ہین کہ ہیاکل اور صورتون اور بتون وغیرہ کے توڑنے مین اُن کو ثواب ملیگا چنانچہ ایک شخص نے یہ کام کیا تھا جس کا نام شیخ محمد تھا جو صائم الدہر تھا اور یہ شخص آٹھوین صدی ہجری مطابق چودھوین صدی مسیحی مین موجود تھا چنانچہ اُسنے ایک بت کے منہ کو بگاڑ دیا تھا جو کہ اہرام مذکورہ کے قریب مین تھا اس بت کو ابو الھول کہتے تھے۔ یا یہ کام اس نظر سے کیا جاتا تھا کہ اُس مادہ کو کسی اور چیز مین استعمال کیا جائے۔ جیساکہ امیر مقام بلاط نے مصر مین ۷۱۱ھ م ۱۳۱۱ء مین ایک مشہور بت کو جسکا نام ہمریہ تھا توڑ دیا اس غرض سے کہ اُس پتھر سے ستونون کی چوکیان بنائے جو کہ جامع جدید مین ہین اور اسی مسجد کا نام مسجد ناصری ہے۔

وہ لوگ یہ کام کچھ غیر عربون کے چھوڑے ہوئے آثار قدیمہ کے ساتھ ہی نہین کرتے تھے بلکہ وہ اپنی جدید سلطنتون کے تمام انقلابات مین بھی کام کرتے تھے یعنے آثار کو منہدم کر دیتے اور دوسری چیزونکو جلا دیا کرتے اور کسی کو ملیامیٹ کر دیتے تھے۔ مقریزی کہتا ہے کہ بادشاہون کی یہی شان (عادت) ہے وہ ہمیشہ اپنے سے پہلے سلاطین کے آثار کو مٹایا کرتے ہین، اور نیز وہ اپنے اعدا (مخالفین)[1] کی تذکرونکو دبا دیتے ہین اسی بنا پر اکثر شہر اور قلعہ تباہ و برباد کیئے گئے ہین یہی حالت عجمیون کے زمانہ مین اور عربون کے جاہلیت کے زمانہ مین رہی ہے عربون کی حالت زمانہ اسلام تک بھی ایسی ہی رہی چنانچہ عثمان بن عفان رضنے غمدان کے صومعہ (عبادت خانہ) کو منہدم کروا دیا اسکا ذکر پانچوین مقالہ کی پہلی فصل مین گزر چکا ہے۔ اور آطام (قلعہ جات) کو بھی جو مدینہ مین تھے منہدم کروا دیا۔ اور زیاد بن ابیہ نے بھی ہر ایک قصر اور عمارت کو جو مصر مین ابن عامر کی تھی اور عباسیون نے شام کے شہرون کو جو بنی مروان کے تھے ویران اور منہدم کر دیا۔

ابن خلدون مغربی کہتا ہے کہ اہل عرب جب ممالک پر غلبہ پاتے اور قابض ہوتے تھے تو اُن ممالک مین ویرانی بہت جلد آتی تھی کیونکہ یہ وحشی لوگ ہین انکی طبیعتون مین وحشی عادتین اور اسباب جمے ہوئے ہین جو انکی خلقی اور جبلی عادت ہوگئی ہے۔ اور اس قسم کے کام کرنے کو وہ حکومت کی ڈور سے

---

[1] مقریزی کی یہ راے بلاتخصیص تمام سلاطین کی نسبت نہایت صحیح ہے چنانچہ خداوند عالم بھی فرماتا ہے ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا وجعلوا اعزۃ اھلہا اذلہ۔ مترجم

آزاد ہونا خیال کرتے تھے - ان کے اکثر حالات جو عادتی ہین وہ مضر آبادی اور لوٹ مار کرنا ہے - پتھرون کو وہ اسلئے
اکھاڑ کر لے جاتے تھے کہ انکو چولہون کے تھیون کی ضرورت پڑتی تھی اور وہ اس کو لئے ہوئے پھرتے تھے
اور جب ایک مکان سے نقل کرتے تو تو اسکو منہدم کرکے زمین کی برابر کر دیتے تھے اور لکڑیون کو بھی اٹھا لے
جاتے تھے کیونکہ وہ ڈیرون اور راوٹیون کے نصب کرنے مین چوبون کا کام دیتی تھین - اور باقی چیزون کو بھی
توڑ پھوڑ دیتے تھے اسواسطے انکی طبیعت عمارت کے قائم رکھنے کی عادی نہین تھی جب ان کا اقتدار اس
تغلب مین اور ممالک پر قبضہ پانے مین پورا ہوا تو لوگون کے اموال کی حفاظت کی سیاست باطل ہوگئی
اور آبادی کو ویران کرنے کی عادت باقی رہی - اسی بنا پر وہ کاریگرون کے ہنر کی اور پیشہ ورون کے
پیشون کی کچھ قدر وقیمت نہین جانتے - پس وہ ریاست مین رغبت کرتے ہین اور یہ امر بہت کم دیکھا
جائے گا کہ ان مین سے کوئی شخص غیر کے کام کو مانتا ہو گو کہ وہ دوسرا اسکا باپ یا بھائی یا قبیلہ کا بڑا شخص ہی کیون
نہ ہو - اور یہ بات بہت کم صورتون مین وہ بھی بصورت مجبوری پائی جاتی ہے - اسی واسطے انکے حکام اور
امرا بھی متعدد ہوتے ہین اور ممالک پر جو قبضہ ہوتا ہے وہ بھی متعدد لوگون کا ہوتا ہے اور اسی واسطے
آبادی مین فساد ہوتا ہے دیکھو انہون نے جن جن ممالک پر قبضہ پایا اور اس کے مالک بنے ابتدائے خلقت
سے اسکی آبادی کی کیا حالت ہوئی اور وہان کے رہنے والے کیسے اور کس درجہ محتاج اور فقیر ہوئے
چنانچہ ملک یمن جہان وہ قائم اور برقرار رہے ہین ویران ہے مگر اس ویرانی سے صرف تھوڑے شہر بچے
ہوئے ہین - عراق عرب جو کہ بالکلیہ اہل فارس کا تھا اسکی آبادی ویران ہوگئی - اور ملک شام بھی اس
زمانہ مین ایسا ہی ہے - افریقیہ اور ممالک مغرب کا بھی یہی حال ہوا جب کہ وہان بنو ہلال اور بنو سلیم پانچوین
صدی ہجری کے شروع (جو بارھوین صدی عیسوی کے مطابق ہے) مین پہونچے تو اسکی بھی یہی حالت ہوئی
اور اس کے اکثر مقامات ویران ہوگئے اور اس سے پہلے وہ سب آباد تھے -

جب ہم نے ان سب امور کو ذکر کر دیا تو ہم کو اس کے سبب سے بحث کرنا لازمی ہے جسکو عقل بھی قوم
کے طلب علوم کے بارہ مین قبول کرے خاصکر عربون کی مذکورہ صفات جو علوم وفنون اور قدیم فلسفہ کی طلب
مین انکی یہ صفات اور عادات رہی ہین جنکا ابھی ذکر کیا گیا - چنانچہ اسکا حال آیندہ کی فصل مین بخوبی
ظاہر ہوگا - اور ہمکو جو بات ظاہر معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اس امر کے ماننے کے لئے کوئی سبب نہین
ہے - یہ ممکن ہے کہ ہم اسکو اچھی طرح سے اعتبار کرین بلکہ ہم یہ خیال کرسکتے ہین کہ انکی رغبت آیندہ
حالات کی معرفت مین ابتدائے جاہلیت سے اچھی رہی ہے اور وہ یہ خیال کرتے رہے ہین
کہ آیندہ ان کو اس مین کوئی اچھی ترقی ہوگی - چنانچہ مثال کے طور پر علم فلک کو لو وہ ابتدا مین

انوار معانی یعنی سیارات کی نسبت نجومیون کا اعتقاد رکھتے تھے جیساکہ چوتھے مقالہ کی چوتھی فصل مین مدارک غیبیہ کے بیان مین اسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اور آخر مین ان کو اس باب مین ان اطباء نے بڑی تائید دی جن سے انھون نے اسلام کے بعد یہ کام لیا اور یہ اطباء روم اور فارس وغیرہ کے تھے جیساکہ آئندہ کے حال سے یہ امر ظاہر ہوگا۔ اور اسی واسطے سے وہ تمام علوم اور معارف علوم فلسفیہ کی طرف مائل ہوئے اسلئے کہ انھون نے اس چیز پر قناعت نہین کی جو ان کے پاس تھی۔ اس بناء پر کہ کوئی آدمی طبیب نہین ہوسکتا جبتک کہ وہ منجم نہ ہو۔ اور منجم حاذق نہین ہوسکتا جبتک کہ وہ فیلسوف نہ ہو۔ ہم نے جو یہ بات کہی ہے اسکی صحت اور تصدیق ہمکو اس امر سے ہوتی ہے کہ عباسی خلفاء نے کسی علم کو طلب نہین کیا اور نہ یونان کی کسی کتاب کا ترجمہ قبل اس کے کہ کتاب سند ہند کا ترجمہ خلیفہ ابوجعفر منصور عباسی کے لئے کیا گیا نہین کرایا جیساکہ اپنے مقام پر اسکا ذکر آئے گا۔ اسیطرح خلیفہ مامون عباسی نے جس نے اسلام مین سب سے پہلے ان مذکورہ علوم کو داخل کیا اسکو سوائے علم فلک کے ان علوم کا یقین نہین تھا۔

(۲) وجہ سے عربون نے قدیم کتابون کی قدر کی اور پھر انھون نے اپنی عادت کو جو ممالک مین کتابون کو جلانے کی تھی جب کہ وہ انکو فتح کرتے تھے بدل دیا اور اسکی محافظت کرنی شروع کی۔ یہانتک کہ وہ اسکو بڑی غنیمت سمجھنے لگے اور بادشاہون کے پاس اپنے ملکون سے ان کتابون کو بطور تحفہ لے جانے لگے۔

اس عمدہ فعل کی ابتداء عباسیون کے پانچوین خلیفہ ہارون رشید کے وقت سے ہوئی کیونکہ اس خلیفہ نے علوم مین اپنی بڑی رغبت ظاہر کی۔ بعض مولفین کہتے ہین کہ وہ جب سواری نکلتا تھا تو ایک سو عالم اسکے ہمراہ رہتے تھے اور معلومات کے منارہ کو اس نے اپنے ملک مین بلند کیا اور اہل علم کو بلوایا اور ان کے لئے اچھے اور عمدہ احکام اور قوانین وضع کئے مثلاً ہر جامع مسجد مین مدارس کا قائم کرنا پس علم کو اسکی سلطنت مین ترقی ہوئی اور اہل علم کی روح بدل گئی اور انکو خاص دارالسلطنت مین آکر رہنے کی ترغیب دلائی۔

# فصل چہارم

## قدیم کتابون کے جمع کرنے اور ان کے ترجمہ کرنیکا بیان

---

لہ دیکھو حاشیہ مندرجہ صفحہ (۴۳۱) مترجم

جبکہ مقدم الذکر خلیفہ ہارون رشید نے مدینہ انقرہ کو فتح کیا تو اسکی فوج نے وہان بہت سی کتابین پائین جو وہان کے خزانہ مین محفوظ تہین۔ انھون نے انکو بغداد مین لایا۔ پہر اس خلیفہ نے اپنے طبیب خاص یوحنا بن ماسویہ کو جس کا قریب مین طب کے بیان مین ذکر آئے گا حکم دیا کہ وہ اُنکو عربی زبان مین ترجمہ کرے اُس نے بہت سی کتابون کا ترجمہ کیا جعفر برمکی نے جو اس خلیفہ کا وزیر تھا اور نیز اُس کے خاندان کے لوگون نے اُس ترجمہ کے کام مین بڑی مدد کی چنانچہ کسی شاعر نے انکی نسبت یہ کہا ہے۔

اولاد یحیےٰ اربع کاربع الطبائع

فہم اذا اختبرتہم طبائع الصنائع

باوجود اس کے نہ یہ خلیفہ اور نہ اس کے بعد کے خلیفون نے اس کام مین وہ درجہ اور ناموری حاصل کی جو اس کے بیٹے عبداللہ مامون رشید نے حاصل کی جسکا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔ کیونکہ یہ امیر بہت سی علوم اور معارف مین مشہور اور اپنے متقدمین خلفاء کی نسبت طلب فلسفہ مین زیادہ راغب رہا ہے علماء اور صاحب علم اور معارف کی بڑی تکریم کرتا تھا اور اطراف سے انکو بلا کر جمع کرتا تھا تاکہ اپنی دار السلطنت مزین ہو اور یونانی کتب عربی زبان مین ترجمہ کرانے کا بڑا اہتمام کرتا تھا۔ بعض مولفین کہتے ہین کہ اس خلیفہ کے زمانہ مین علوم و فنون کے باغ نہایت سرسبز و شاداب ہوئے اُس نے اطراف و اکناف مین علماء کو بھیجا تاکہ جس قدر یونانی کتابین اُن کے ہاتھ لگین وہ جمع کرکے لائین۔ پہر اُسنے اُنکی تہذیب اور ترجمہ کا اور اپنے ملک مین پھیلانے کا حکم دیا اور اپنا وقت علم کی اشغال مین صرف کرتا تھا اور وہ اپنے نزدیک علماء کو بٹھاتا تھا اور اُن کو جمع کرنے مین اُسنے اپنی کوشش کو مصروف رکھا۔ بعض لوگ کہتے ہین کہ اُس نے تاذفیلس قیصر قسطنطنیہ کو زر خالص کے سو پوجھ اس لیئے بھیجے کہ وہ اس کے معاوضہ مین مشہور ریاضی دان بلاذون کو بھیجے اُسنے اُسکا نہایت سخت جواب لکھا جسکا مطلب یہ تھا کہ ہم بربری قوم کے پاس اہل علم کو بھیجنا پسند نہین کرتے۔ لیکن صاحب تذکرۃ الحکم اس کے سوائے بیان کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ مامون نے بادشاہ روم کے پاس اپنے سفیر کو بہت سے قیمتی تحفہ اور ہدیہ دیکر بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ وہ اُس کے پاس فلسفہ کی وہ کتابین روانہ کرے جو اُس وقت کتب خانہ اتہنس مین موجود تہین۔ بادشاہ روم نے اُسکی درخواست پر کتابین بھیجین پس مامون نے عربی زبان مین اُن کے ترجمہ کرانے کا اہتمام کیا۔

---

لہ ترجمہ۔ یحییٰ کے جو چار بیٹے ہین وہ مثل چار طبیعتون کے ہین جب تو اُن کا حال بیان کرتا ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُنکی طبیعتین ہنر اور صنائع کی ہین۔

اس کام مین بعض خلفا نے جو اس کے بعد ہوئے اسکی پیروی کی اور ان کتابون کے پڑہنے اور پڑہانے مین لوگون کی رغبتین بڑہین اور انہون نے ان کے مطالعہ مین بڑی کوشش کی پہر علوم فلسفیہ کی کثرت اور بڑی شہرت ہوئی۔

ابن خلدون مغربی کہتا ہے کہ عربون کو اہل فارس اور کلدانیون اور اہل بابل اور اہل قبط کے علوم سے کوئی چیز حاصل نہین ہوئی ان کو صرف ایک قوم یعنے یونانیون کے علوم پہونچے کیونکہ مامون کو ان کتابون کے حاصل کرنے اور ان کے ترجمہ کرانے کا اقتدار تھا اس وجہ سے یونانی کتابون کے ترجمہ کرنے والے بہت سے مترجمین مل سکتے تھے اور وہ ان کو نقد روپیہ دیکر ترجمہ کرا سکتا تھا۔

ابو معشر بلخی اپنی بعض مولفات مین بیان کرتا ہے کہ ترجمہ کے کام مین چار مترجم اچھے ثابت ہوئے ہین۔ ایک حنین۔ بن اسحق عبادی جو کہ مامون رشید کا طبیب تھا اطبا کے ذکر مین اس (حنین) کا ذکر کیا جائے گا۔ یہ شخص یونانی زبان کو خوب جانتا تھا اور عربی مین بھی بڑا ماہر تھا۔ خلیل بن احمد سے اسنے عربی حاصل کی تہی مامون رشید کے زمانہ مین جب یہ بغداد مین آیا تو مامون نے اسکو اقلیدس کی چند کتابون کے ترجمہ کرنے کا حکم دیا۔ ان ترجمون کو آخر مین ثابت بن قرہ حرانی نے منقح اور مہذب کیا۔ جس کا ذکر آگے آئے گا۔ کتاب مجسطی کا بھی ترجمہ کیا گیا اور علاوہ اس کے اور بہت سے حکما اور اطبا کی کتابون کا بھی ترجمہ ہوا۔ اور ایک بڑی جماعت ان کتابون کے عربی ترجمہ کرنے پر مقرر تھی۔

دوسرا مترجم یعقوب بن اسحق کندی ہے جو ایک نجومی تھا مسلمانون کے زمانہ کے فلاسفرون مین سے ایک یہی تھا جو معتصم باللہ خلیفہ کی عہد سلطنت مین تھا اسکا اور اس کی مولفات کا ذکر قریب مین کیا جائے گا۔

تیسرا شخص ابوالحسن ثابت بن قرۃ بن ہارون ہے اور اسکو زہرون بن ثابت بن کرایا بن مارنیوس بن مالاجریوس محاسب حکیم حرانی بہی کہتے ہین اور یہ شخص بلاد جزیرہ کے ایک شہر حران کا باشندہ تھا۔ اسکو فلسفہ مین بڑا کمال تھا علم کی بہت سی شاخون مین اسکی تصنیفات ہین جنکی تعداد قریب بیس کے کہی گئی ہے۔ اسنے اقلیدس کی اس کتاب کی تنقیح اور تہذیب کی اور اسکو زیادہ واضح کیا جسکو حنین نے عربی مین ترجمہ کیا تھا یہ شخص صابی المذہب (ستارہ پرست) تھا کہتے ہین کہ اسنے صابئین کے مذہب مین ایک رسالہ لکہا تھا جسکی بنا پر وہ اپنے ملک سے نکال دیا گیا۔ اس اثنا مین اسکی ملاقات محمد بن موسی بن شاکر سے ہوئی جس کا ذکر آنے والا ہے جو کہ بلاد روم سے کتابین جمع کرکے لایا تھا اس نے اس کو اپنے ساتھ بغداد مین لایا اور خلیفہ سے ملاقات کرائی۔ خلیفہ نے اسکو منجمین مین داخل کیا اس کا

ذکر علم ہیئت کے بیان مین کیاجائے گا ۲۸۸ھ مطابق ۹۰۱ء مین اسکی موت واقع ہوئی۔

چوتھا مترجم علی بن فرجان الطبری ہے لیکن حنین مذکور کا اور ربانی دو مذکورین کا ترجمہ اس کے ترجمہ کے برابر نہین سمجھا گیا کیونکہ اسکی عبارت واضح اور صاف وسلیس ہوتی تھی حنین نے کتب بقراط اور جالینوس کے ترجمہ اور خلاصہ اور تنقیح اور تہذیب کا اہتمام کیا۔

حنین مذکور کا ایک بیٹا جسکا نام اسحق ہے وہ نقل اور معرفت لغت اور فصاحت مین اپنے باپ سے ملتا جلتا ہے کتب حکمت کو اسنے عربی مین لکھا جیسا کہ اس کے باپ نے کیا تھا لیکن اسنے بہ نسبت ارسطالیس کی حکمت کی کتابون کے طب کی کتابون کو عربی زبان مین ترجمہ کیا ۲۹۹ھ مطابق ۹۱۱ء مین مقتدر باللہ عباسی کے عہد سلطنت مین اسکی موت واقع ہوئی۔

بعض مولفین کی روایات سے بعض اور مترجمہ کتابون کے نام بہی معلوم ہوتے ہین جن کو مترجمین مذکور نے یونانی فلاسفہ اور علما کی کتابون سے جو اس زمانہ مین تھے ترجمہ کیا تھا اور انکو عربون نے قبول کیا اور وہ یہ کتابین ہین۔

مولفات حکیم فیثاغورس ارثماطیقی اور موسیقی وغیرہ علوم ریاضی کی۔

افلاطون کی کتابین جنمین سے نفس کے بیان مین ایک کتاب ہے اور کتاب سیاست المدینہ اور طیماوس البرہان جو عقلی عالم ثلاثہ کے باب مین ہے اور وہ عالم ثلاثہ یہ ہین عالم ربوبیت عالم عقل اور عالم نفس۔ اور کتاب طیماوس الطبیعی جو عالم طبیعی کی ترکیب کے بیان مین ہے۔ ان دونون کتابون کو اس فیلسوف نے اپنے شاگرد طیماوس کو پڑہایا تھا اور اسی وجہ سے ان کو اس کے نام سے موسوم کیا۔

مولفات ارسطالیس منطق اور اشکال مین ہے جنکو عربون نے علوم نظریہ کا آلہ قرار دیا۔ اور اسکی کتابون مین یہ بھی کتابین بیان کی گئی ہین۔ کتاب السطوط۔ کتاب الخیل۔ کتاب الکون والفساد کتاب العالم والسماء۔ کتاب سمع الکیان۔ کتاب الآثار العلویہ۔ کتاب الحیوان۔ کتاب النبات۔ کتاب الحس۔ کتاب النفس۔ کتاب الصحۃ والسقم۔ کتاب الشباب والہرم۔ کتاب فی السیاسۃ۔ اس کتاب مین اسنے جو مشہور دائرہ بیان کیا ہے وہ یہ ہے۔ العالم بستان سیاجہ الدولۃ۔ الدولۃ سلطان تحیی السنۃ۔ السنۃ سیاسۃ یسوسہا الملک۔ الملک نظام یعضدہ الجند۔ الجند اعوان یکفلہم المال۔ المال رزق یجمعہ الرعیۃ۔ الرعیۃ عبید یکتنفہم العدل۔ العدل مالوف وبہ قوام العالم۔ پہر اس کے بعد وہی پہلا فقرہ ہے یعنی العالم بستان سیاجہ الدولہ۔

ایک راہب کو اس کے پاس بھیجا جس کا نام نقولا تھا۔ پھر خلیفہ ممدوح نے افریقہ اور بلاد فارس اور بلاد
بلاد عرب مین لوگون کو بھیجا تاکہ وہ اس کے لئے کتابین خرید کرکے اگر وہ کتاب نہ مل سکے تو اسکی نقل کرکے
لائین۔ اور اس نے اپنے زمانہ کے مصنفین کو لکھ بھیجا کہ وہ اس کے پاس اپنی مصنفہ کتابین بھیجیں اور
اس کا صلہ خاطر خواہ دینے کا وعدہ کیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس طریقے سے اس کے پاس چار لاکھ یا بعض کے قول کی
اعتبار پر چھ لاکھ کتابین جمع ہوگئین۔ وہ علمار کی قدر و منزلت کرنے مین بہت ہی دلدادہ تھا اور وہ ہمیشہ
علوم و فنون کو اپنے ملک مین پھیلانے کے باب مین بحث کیا کرتا تھا۔ آخرکار اسکا یہ ارادہ اسکی پچاس سالہ مدت
حکومت مین پورا ہوا۔

بعض مولفین بیان کرتے ہین کہ جب عربون نے اندلس کو فتح کیا تو وہان بیس حاکم ہوئے جنکو دمشق کے
خلفار تخت نشین کرتے تھے یا ان کے عمال جو افریقہ مین متعین ہوتے تھے تخت نشین کرتے تھے اسمین ان کو
کچھہ وراثت نہین ہوتی تھی۔ اور انہون نے امیر کا لقب ہی اپنے نامون مین استعمال نہین کیا اور انہون
نے اپنے زمانہ کا بڑا حصہ جنگ و جدال مین صرف کیا گو کہ ان مین سے بعض نے اسباب رفاہیت کی ترقی
مین بھی اپنی عمر کا حصہ صرف کیا۔ مثلاً سمح بن مالک الخولانی نے جو علم فلاحت اور آبرسانی کے فن کا عالم تھا مصریون کی
اصطلاح کے موافق واشور وغیرہ طریقہ کو بلاد مشرق سے لاکر جاری کیا۔ اور خلیفہ کے لئے اس نے ایک
نہایت نادر کتاب لکھی جسمین اندلس کا پورا بیان وضاحت کے ساتھ کیا ہے۔ اور اسمین غلہ کی پرورش کی
تدبیر اور اس کے عام فوائد اور اس کے استعمال کے طریقہ کو بیان کیا ہے۔ لیکن ملک کے محاسن راحت
اور اسکی حسن و خوبی بنی امیہ کے زمانہ مین ہوئی سب سے پہلے ائین سے ایک نے اپنا نام خلیفہ اور لقب امیر المومنین
قرار دیا جیسا کہ وضاحت کے ساتھ پانچوین مقالہ کی پہلی فصل مین اسکا بیان گزر چکا ہے اس نے اپنے ملک مین
متقدمین کے علوم کو داخل کیا اور ہم جسکا ذکر کر رہے ہین وہ امیر عبدالرحمن ناصر ہے۔

اور ظاہر بات یہ ہے کہ اہل عرب نے جب ان یونانی کتابون اور مولفات علوم فلسفہ کے ترجمون کا کام
شروع کیا تو انہون نے قدیم ادب کو بھی پایا جسمین حماسیہ (جنگی مضامین) نہین تھے اور اس امر نے ان کو
شہر اتھینس اور روم کے شاعرون پر متعجب نہین کیا۔ اسیطرح جبکہ انکی طبیعتون کو امور متعلقہ پسیا نہین
کرتے تھے تو انہون نے ان کے مورخین کی نسبت بھی التفات نہین کیا۔ بلکہ انہون نے ان فلسفیون کی نجابت کا
اقرار کیا اسی وجہ سے انہون نے اومیرس شاعر اور فیرجیل کے اشعار اور آداب کو چھوڑ دیا۔ اور اپنی زبان
مین ان کا ترجمہ نہین کیا۔ صرف مشہور یونانی فلاسفہ کی تالیف کا ترجمہ کیا۔ جیسا کہ اوپر اس کا ذکر
ہوا ہے۔

اسلامی فرقے بنے اور متعدد [illegible] فرقون کو سخت وسست کہنے لگے اور
اُنکی قوتون کو متفرق کرنے لگا اسی وجہ سے [illegible] بعد اس کے کہ اُنمین ایک جوش پیدا ہو گیا تہا ساقط ہوی
ہو گئین اور اُن کے ذہنون مین جو معلومات کا ذخیرہ تہا وہ اس طور پر ظاہر نہ ہو سکا بلکہ وہ سطح زمین سے
ہر ایک شخص کو جو اُس کے مذہب کے خلاف ہو مٹا دینے کی فکر [illegible] اور سب کو ان کتابون کے مطالعہ
سے اور اُن کے مضامین دیکھنے سے برگشتہ کر دیا اور یہ واقعات بغداد اور اندلس دونون سلطنتون مین
واقع ہوئے تاکہ موجودہ علوم کے واسطے ایک دوسرے سے مقاومت کر سکین - ابن خلدون کہتا ہے کہ وہ
شہر جنمین علوم کے سمندر موج زن تہے وہ بغداد - قرطبہ - قیروان - بصرہ - اور کوفہ ہین -

جب اسلامی سلطنتون مین آبادی زیادہ ہوئی اور اہل مذہب تمام اطراف مین عام طور پر پہیلین تو علوم
کے بازار بہر گئے اور کتابون کے نسخے لکہے گئے اور انکی کتابین مجلد اور خوشخط لکہی گئین تو ان کتابون سے عالیشان
عمارتین اور شاہی خزانہ بہر گئے جنکا اندازہ نہین ہو سکتا - اور اہل علم اطراف سے یہان جمع ہونے
لگے

پہر یہ لوگ شہرون اور اجنبی ممالک مین ان یونانی کتابون کے جمع کرنے اور ان پر بحث کرنے کے لئے
چکر لگانے لگے - جیساکہ اخیر مین افرنجیون نے عربی وغیرہ کتابون کی نسبت کیا - ابن خلکان حکایت کے طور پر
بیان کرتا ہے کہ ابو عبداللہ محمد اور اس کے دونون بہائی احمد اور حسن موسی بن شاکر کی اولاد نے جو تینون
بہائی تہے اور انہین کی طرف جبل موسی منسوب کیا جاتا ہے انہون نے عجائب حکمت کو ظاہر کیا اور ان
تینون کو ہندسہ اور حیل اور حرکات اور موسیقی اور نجوم مین جنکا وجود بہت کم ہے بڑا دخل تہا -
گہوڑون کے باب مین انکی ایک نادر کتاب ہے اسمین ایک ایک بات نادر ہے اور یہ کتاب ایک جلد
مین ہے - یہ تینون بہائی تحصیل علوم قدیمہ اور کتب متقدمین کے پانے مین بڑے عالی ہمت تہے اس
کام مین انہون نے اپنی جان پر بڑی تکلیف اُٹہائی - انہون نے بلاد روم کو بہت لوگون کو روانہ کیا اور
جو شخص اُن کے پاس دور دراز مقامات سے کتابین تلاش کرکے لاتا وہ اُن کو بہت خوش کرتے تہے محمد مذکور
نے ۲۵۹ھ م ۸۷۳ء مین اس جہان کو چہوڑا -

احمد بن یوسف السلیکی المنازی ابو نصیر احمد بن مروان کردی صاحب کتاب میافارقین اور دیاربکر
قسطنطنیہ کو بارہا گیا اور وہان سے کتابین لاکر بہیجین اور وہان سے بہت سی کتابون کو جمع کیا اور ان کتابون کو جامع مسجد
میافارقین اور جامع مسجد آمد پر وقف کر دیا ۴۳۷ھ م ۱۰۴۵ء مین اسکی وفات ہوئی -

صاحب علم عربون کے نزدیک کتابین نہایت کثرت سے جمع تہین اور زیادہ مقدار اور تعداد شاہی

خزانون اور مشہور مدارس کے علاوہ سب جہان تک [illegible] بعض [illegible] علم [illegible] ہمراہ نہین لے جاسکتے تھے گو اس بیان مین مبالغہ کی کچھ بو ہو [illegible] کہ اسمعی نے ابراہیم موصلی سے جو کہ رشید کے ساتھ رقہ کو [illegible] ہمراہ تھا پوچھا [illegible] اپنے [illegible] کتابین بھی لے گیا تھا اس نے کہا ہان [illegible] کتابین [illegible] نہین [illegible] ابراہیم نے کہا اٹھارہ صندوق کتابین ہمراہ نہین [illegible] اگر [illegible] تو [illegible] اسقدر اگر کیا ہوتی کیا لہ اس سے مضاعف ہوتین۔

صاحب ابو القاسم اسمعیل بن ابی الحسن بن عباد بن العباس بن عباد بن احمد بن ادریس الطالقانی سے روایت ہے کہ جس وقت اسکو نوح بن منصور سامانیہ کے ایک بادشاہ نے اسکو وزارت دینے کے لئے طلب کیا تو اس نے یہ عذر کیا کہ خاص میری کتابین اٹھانے کے لئے ایک سو چار اونٹ درکار ہین ۳۸۵ھ مطابق ۹۹۵ع مین اسکی وفات ہوئی۔

پس جبکہ قوم کے طالب علم اور علم کے دلدادہ لوگون کی یہ حالت ہو تو اس روایت پر کہ اندلس مین پانچوین صدی ہجری کے ابتدا مین (جو گیارہوین صدی عیسوی کے مطابق ہے) ستر کتاب خانہ اہل علم کے کتابون سے بھرے ہوئے تھے کچھ بھی تعجب نہ کرنا چاہیئے۔

صاحب مقتطف کا بیان ہے کہ علم خواص مین مقید اور مخصوص نہین تھا بلکہ عام عربون مین علم کی بڑی محبت تھی گو کہ انھون نے علم حاصل نہین کیا تھا یعنی عام لوگ بھی کتابین جمع کر کے رکھتے تھے۔ ابن سعید اپنے ایک کلام مین قرطبہ کی ایک حکایت بیان کرتا ہے کہ اندلس کے اکثر شہرون مین جابجا کتب خانہ تھے اور بہ نسبت اور لوگون کے علم کے بڑے شائق تھے حتی کہ بعض روسا بھی جنکو کچھ علم نہین ہوتا تھا ان کے پاس بھی خانگی کتاب خانہ ضرور رہتا تھا۔ اور یہ کتابین ایسی منتخب ہوتی تھین کہ اس قسم کی دوسرون کے پاس نہین نکلتی تھین۔ یہ اہتمام صرف اس غرض سے ہوتا کہ لوگ یہ کہین کہ فلان شخص کے پاس فلان کاتب کے ہاتھ کی لکھی ہوئی نادر کتاب ہے۔ بعض اور لوگون نے یہ حکایت کی ہے کہ ابن رشد اور ابن زہر مین (جو کہ دونون عرب کے فلسفیون مین سے ہین اور جنکا ذکر آگے آتا ہے) بحث ہوئی ابن رشد نے قرطبہ کی فضیلت کے بارہ مین یہ کہا کہ مجھ کو نہین معلوم کہ تو اس باب مین کیا کہیگا کہ جب اشبیلیہ مین کوئی عالم مرتا تو اسکی کتابین لا کر بیچنے کی غرض سے قرطبہ کو لائی جاتی تھین۔

---

# فصل پنجم

## ان علوم کا بیان جن کے یونان سے حاصل کرنیمین عربون نے بڑی تکلیف گوارا کی

عربون نے علوم قدیمہ کے طلب کرنے مین ان فلاسفہ کی رایون کی پیروی کی جنکی طرف اوپر اشارہ کیا گیا ہے پس وہ بالکلیہ علوم منطقیہ۔ ہندسیہ۔ فلکیہ۔ طبیہ۔ کیمیا۔ نباتات۔ اور ما ورا الطبیعات (یعنے علم الٰہی) مین غرق ہوگئے اور ان علوم مین انہون نے درجہ کمال کی ترقی کی جیسا کہ آیندہ کی تفصیل سے یہ امور اچھی طرح پر معلوم ہون گے۔

### منطق اور عرب کے فلاسفرون کا ذکر

منطق کو انہون نے حکیم ارسطالیس کی منطق سے حاصل کیا ابن سینا اور ابن رشد نے اسکی منطق کی شرح کی ان دونون حکمائے اسلام کا ذکر آگے آتا ہے۔ ظاہر یہ بات ہے کہ انہون نے اسمین کوئی ایسا امر زیادہ نہین کیا جو قابل ذکر ہو۔ سب سے پہلے اس کو عربی مین عبداللہ بن المقفع خطیب فارسی نے ترجمہ کیا۔ یہ شخص ابو جعفر منصور عباسی کے زمانہ مین مسلمان ہوا۔ اور یہ شخص عیسیٰ بن علی خلیفہ مذکور کے چچا کا کاتب تھا اور بلاغت مین بڑا مشہور تھا۔ اس کے رسالہ نہایت نادر ہین۔ ابو جعفر مشار الیہ نے ان کو اس سے لکھوانا چاہا تو اسنے ارسطالیس کی منطق کی تین کتابون کا اس کے لئے ترجمہ کر دیا اور علوم مدونہ سے یہ بھی ایک علم ہے جسکو میزان بھی کہتے ہین۔ اس علم کی یہ تعریف ہے کہ وہ یعنے منطق ایک قانونی آلہ ہے کہ اسکی رعایت کرنے سے ذہن خطاء فکری سے بچا ہوا رہتا ہے۔ اسکی نسبت قلب (یعنے دل) کے ساتھ ایسی ہے جیسی نسبت علم نحو کو زبان کے ساتھ اور جیسی کہ نسبت علم عروض کو نظم کے ساتھ ہے اور مثل اس کے۔

ایک مولف کا بیان ہے کہ یہ علم (منطق) مسلمانون مین فلسفہ کی کتابون کے ترجمہ ہونے کے بعد بہت چمکا یعنے رونق اور ترقی پایا۔ لیکن انہون نے اخیر مین اسکے مبادی پر اختصار کیا کیونکہ انمین یہ ضرب المثل ہوگئی تھی من تمنطق فقد تزندق یعنے جس نے منطق پڑھی وہ زندیق ہوگیا۔ اسی کو ابو نصر فارابی نے جس کا ذکر آگے آتا ہے ارسطو کی کتاب ثمانیہ کو خلاصہ کیا اور اسپر شرح مین لکھین اور ابن رشد نے اس کا

ایک نہایت عمدہ خلاصہ بھی کیا۔ حنین بن اسحق کی جس کا ذکر فصل سابق کے مترجمین مین گزرا ہے منطق مین ایک کتاب المسائل ہے اور اس کے بیٹے اسحق کی بھی چند کتابین ہین ایک تو اقلیدس کی کتاب اختصار ہے اور دوسری کتاب المقولات اور تیسری کتاب الیاغوجی۔ یعقوب بن اسحق کندی کی کتابون کا ذکر اور ان کے نام اس کے ترجمہ مین جواب آگے آتا ہے بیان ہونگے اس کے بعد جو لوگ ہوئے اور جو متقدمین کہلاتے ہین انکی بھی اس باب مین بہت سی کتابین ہین۔ اسمین متاخرین نے اور باتین بڑہائین مختصر کتب مین یہ ہین کتاب عین القواعد مکانسی کی مصنفہ۔ کتاب المنہاج ادہدی کی۔ کتاب القسطاس سمرقندی کی۔ کتاب التجرید نصیر الدین طوسی کی۔ اور متوسط مین یہ کتابین ہین۔ کشف الاسرار نصیر الدین مذکور کی ابن بدیع بندی نے اسپر نہایت اہم حواشی لکھے ہین۔ کتاب جامع الآفاق مکاتبی کی کتاب نخبۃ الفکر ابن واصل کی۔ مبسوطہ کتب مین یہ کتابین ہین۔ منطق کبیر امام فخر الدین رازی کی جسکا ذکر آگے آتا ہے۔ کتاب شرح القسطاس سمرقندی کی۔ کتاب شرح کشف الاسرار مکاتبی کی شیخ الرئیس ابن سینا کی بحر الهضم یعنے منطق الشفا۔ بلکہ منطق کی بڑی کتابین کتب طبعیات اور الہیات سے ملی ہوئی ہین انمین سے جو مختصر ہین وہ یہ ہین کتاب کشف الحقائق اثیر الدین ابہری کی۔ کتاب تنزیل الافکار بھی اثیر الدین ہی کی ہے۔ اور متوسط کتب مین یہ ہین کتاب التلویحات سہروردی کی جسکا ذکر آگے آتا ہے کتاب التلخیص امام فخر الدین مذکور کی اور ابہری کے اسپر مفید حواشی ہین کتاب مطالع الانوار ارموی کی۔ کتاب الحکمۃ الجدیدہ ابن کونہ کی۔ کتاب المعتبر ابو البرکات کی۔ مبسوط کتابون مین یہ ہین۔ شفا۔ شرح تلویحات ابن کونہ کی یہ کتاب شرح الملخص مکاتبی کی۔ کتاب شرح الاشارات اور تنبیہات نصیر الدین طوسی کی اور اسقدر ذکر کافی ہے

ان کے سوا اور اجنبی جو متقدمین ہین وہ کہتے ہین کہ انکی منطق مین بہ نسبت معنوی مراعات کے لفظی مراعات زیادہ ہے اسی بنا پر بعض نے ان کو حکمائے الفاظ کا لقب دیا ہے اور بعض نے ہاذرین یعنے بیہودہ گو کہا ہے انہون نے اس علم کے قواعد کے اختلال پر جو حجت قائم کی ہے اور جسکو ہم نے اپنی کتاب زبدۃ الصحائف فی اصول المعارف کے صفحہ ۹۵ مین بیان کیا ہے وہ کافی ہے اسکے اعادہ کی ضرورت نہین۔

اسی وجہ سے عربون مین ایک جم غفیر فلاسفہ کا قائم ہوا جنہون نے فلسفہ مین ارسطو کے فلسفہ کی پیروی کی جن کے اصول معتقدات کو اس سے کوئی مس نہین۔ ان مین سے زیادہ مشہور یعقوب بن اسحق کندی ہے جسکا ذکر مترجمین کتب مین گزر چکا ہے۔ یہ شخص عربون مین بڑا فیلسوف مانا گیا ہے اور بادشاہون کی اولاد سے تھا صاحب تذکرۃ الحکما بیان کرتا ہے کہ اسلام مین اس کے سوائے اور کوئی شخص فلسفہ مین مشہور نہین ہوا۔ اکثر علوم مین اسکی بہت سی تصنیفات ہین جو قریب پچاس کے ہین جنمین سے یہ ہین۔ کتاب المنطق۔ کتاب التوحید جو نعم المذہب کے نام سے معروف ہے۔ اور جو لوگ ازلیت قدیمہ کے مذہب پر ثابت والے ہین ان کے رد مین بھی ایک کتاب ہے

کتاب الموسیقی - کتاب فی اتباع البنوۃ - کتاب فی الادب - رسالہ تسلیۃ الاحزان - ابن خلکان کہتا ہے کہ
یعقوب بن اسحق کندی جسکو فیلسوف اسلام کہتے ہین اشعث بن قیس کی اولاد سے تھا جو کوفہ کا رہنے والا تھا وہ
پہر بغداد مین گیا اور فلسفہ اور ادب مین مشغول ہوا اور متقدمین کی کتابون کی مشکلات کو حل کیا اور حکیم ارسطاطالیس
کی چال پر چلا اور بہت عمدہ اور نادر کتابین کثرت سے لکہین جنمین سے زیادہ عمدہ کتاب اقسام العقل الانسی
اور کتاب الجوامع الفکریہ اور کتاب الفلسفۃ الاولی ہے - بعض فرنگی مصنف کہتے ہین کہ یعقوب کندی ان مشہور
مصنفین مین ہے جنہون نے کتابین لکھی ہین اسکی مصنفہ اور کتابین ہین جنمین سے یہ ہین کتاب الفلسفۃ الاولی
جو مادون الطبعیات اور توحید مین ہے کتاب الفلسفۃ الداخلۃ اور رسائل منطقیہ اور مافوق الطبعیات ہے
اور ایک رسالہ اس باب مین ہے کہ فلسفہ ریاضیات کے بعد حاصل کیا جاتا ہے - تعلیم فلسفہ کی ترغیب مین
ایک کتاب ہے - ارسطو کی کتابون کی کیت (تعداد) مین ایک رسالہ ہے - ارسطو نے مقولات سے جو مراد لی ہے
اسمین ایک کتاب لکھی ہے - مقیاس علمی مین ایک رسالہ کبری ہے - کتاب فی اقسام العقل الانسی - کتاب فی
ماہیۃ العلم واقسامہ - اور ایک کتاب اس باب مین ہے کہ اللہ تعالی کے افعال مین عدل ہے جو مطلق نہین
ہے - اور ایک کتاب ان اشیاء کی ماہیت مین ہے جنکی نہایت نہین ہے - اور طبعیات اول مین ایک کتاب جسمین
اشیائے فاعلہ اور منفعلہ مین ہو ایک کتاب فی عبارات الجوامع الفکریہ اور کتاب ایساغوجی حکیم فرفوریوس کی
ہے مدخل منطقی مین دو کتابین ہین ایک مبسوط ہے ایک مختصر اور منطق وغیرہ مین بہت سے مسائل لکھے ہین علاوہ
اس کے اکثر علوم مین بہت سے رسالہ ہین جنکی تعداد دو سو پچاس تک کہی گئی ہے - ہر علم مین وہ مفید ہین اور
ان سب کا ذکر کتاب عیون الانباء فی طبقات الاطباء مصنفہ ابن ابی اصیبعہ مین موجود ہے -

انہین مین سے ابو النصر محمد بن طرخان ابن اوزلغ ہے جو فارابی کے نام سے مشہور ہے - مسلمانون کے اکابر فلاسفہ
مین گنا جاتا ہے - صاحب تذکرۃ الحکم کہتا ہے کہ انمین سے کوئی بھی اس کے رتبہ اور درجہ کو نہین پہونچا یہ شخص
ترکی الاصل اور مدینہ فاراب کا ہے اسکی رائے اور اعتقاد اس بات پر ہے کہ انواع کا انقراض معدوم اور
انقطاع مکونات کا استحالہ ہے خصوصاً نوع انسانی کے باب مین کہ یہ معدوم نہین ہوتے - اور اکثر حکمائے اندلس نے
اس سے اتفاق کیا اور اسپر دلیلین قائم کین جنکو ابن سینا نے جس کا ذکر آنے والا ہے رد کیا - یہ شخص ارسطالیس کی
منطق کی کتابین اپنے شاگردون کو لکھوا دیتا تھا اور آپ خود انکی شرح ان کے روبرو بیان کرتا تھا جب اسنے حران کا
سفر کیا تو وہان یوحنا بن خیلان نصرانی حکیم تھا تہوڑا سا اس علم کو اس سے بھی سیکھا پہر بغداد مین علوم فلسفہ کو پڑھا
اور ارسطالیس کی تمام کتابون کو جمع کیا اور اس کے معانی نکالنے کی مہارت حاصل کی اسکی ایک جلیل القدر
کتاب ہے جسمین اسنے تمام علوم کو مع تعریفات اور اغراض کے محصور کر دیا ہے اور ایسی کتاب ہے کہ اس سے

قبل کسی نے نہین لکھی اور سیاست مدنی مین بھی اسنے ایک کتاب لکھی ہے جسکا ذکر فرنگی مصنفین کتب استخراجیہ مین کرتے ہین اور یہ بھی کہا ہے کہ اسنے ارسطو کی ایک منطق کی کتاب کا جسکا نام ثمانیہ ہے خلاصہ کیا ہے اور اسپر شرحین بھی لکھی ہین جیسا کہ اوپر منطق کے بیان مین اسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے بعض عربی مورخ ذکر کرتے ہین کہ اسنے قانون کو ایجاد کیا (جو آلات طرب سے ایک آلہ ہے) اور سیف الدولہ بن حمدان حمدوی کو ہدیہ دیا اس نے اسکو کافی انعام دیا ۳۳۹ھ سنہ ۹۵۰ء مین اسکی وفات ہوئی۔

ابن سینا شیخ الرئیس ابو علی الحسین بن عبد اللہ بن سینا بخاری مشہور شخص ہے جسکا ذکر گزر چکا ہے۔ حساب ہندسہ اور جبر و مقابلہ مین بڑا ماہر تھا حکیم عبد اللہ ناتلی کے پاس علم تحصیل کیا۔ بعض مولفات مین ہے کہ اسنے ابو سہل مسیحی جرجانی سے ایسا غوجی پڑھی اور اس کے پاس منطق۔ اقلیدس۔ اور مجسطی بھی پڑھی اور اس سے بہت بڑھ گیا یہانتک کہ بعض رموز ناتلی کو سمجھاتا تھا جن کو ناتلی نہین جانتا تھا۔ پھر علوم طبعی اور الہی وغیرہ کی تحصیل کی طرف متوجہ ہوا اور جرجان مین اپنی کتاب اوسط لکھی۔ پھر کتاب قانون اور کتاب شفا اور نجات اور اشارات لکھی کہا جاتا ہے کہ اسکی تصنیفات مین ایک سو کتابین ہین نفس کے بیان مین اس کا ایک مشہور قصیدہ ہے جس کا مطلع یہ ہے:۔

هبطت الیک من المحل الارفع ورقاء ذات تعزز و تمنع[1]

امیر نوح بن نصر سامانی حاکم خراسان کے مکتب (کتب خانہ) کے جلانے کا اسپر الزام لگایا گیا ہے اس جلانے سے اسکی یہ غرض تھی کہ جو علوم اسنے حاصل کئے ہین وہ کتابون کے نہ ہونے سے اپنی ذات کی طرف منسوب کر سکے (جیسا کہ بقراط کی نسبت مکتب کوس کے اسی غرض سے جلانے کا اتہام لگایا گیا ہے) اور یہ بھی خیال کیا گیا ہے کہ اسنے اس کتاب خانہ کو اس وقت جلایا ہے جبکہ وہ اس امیر کا اس کے مرض مین معالجہ کرتا تھا اور وہ مکتب عدیم المثل تھا۔ یہ کہا گیا ہے کہ وہ فارابی مذکور کی فلسفہ کی تالیفات سے مدد لیا کرتا تھا اور عدم انقراض انواع مین اسنے فارابی کا خلاف کیا اور اس باب مین ایک رسالہ بھی لکھا ہے جس کا نام اس نے حی بن یقظان رکھا ہے اسمین دلیلین قائم کی ہین۔ باوجودیکہ ابن خلدون مغربی ابن سینا کی رائے سے متفق ہے تاہم وہ اس کے رسالہ کا اعتبار نہین کرتا۔ بعض فرنگی مولفین نے اسکو ان کتابون مین ذکر کیا ہے جو استخراج کی گئی ہین اور اسپر یہ اتہام لگایا ہے کہ وہ اس کے استخراج مین برعکس فعل کرتا ہے کیونکہ وہ بعض چیزون کو خارج کرکے اپنی اختراعات اور تخیلات سے اس مین بعض امور زیادہ کر دیتا ہے ۴۲۸ھ ہجری مطابق ۱۰۳۶ء مین

---

[1] ترجمہ۔ تیرے پاس مقام بلند سے ایک کبوتر جو قابل عزت ہے اتر آیا ہے۔

اُسکی وفات ہوئی[1]

ابوحامد محمد بن محمد بن احمد غزالی زین الدین طوسی فقیہ شافعی المذہب حجۃ الاسلام ہین یہ حضرت فلاسفہ یونان کے مخالف ہین اُنکی مصنفات مین کتاب وسیط - بسیط - وجنیر اور خلاصہ فقہ مین - کتاب احیاء علوم الدین ہے جو نہایت نفیس ہے - اصول فقہ مین آپکی ایک کتاب مستصفی ہے - منحول - اور منحل علم جدل مین ہے - تہافۃ الفلاسفہ محک النظر - مقاصد - مضنون بہ علی غیر اہلہ - اور مقصد اسنی فی شرح اسماء اللہ الحسنی اور مشکاۃ الانوار - اور منقذ من الضلال - اور حقیقۃ القولین وغیرہ نہایت نافع کتابین ہین ۵۰۵ھ مطابق ۱۱۱۱ء مین آپکی وفات ہوئی -

ابن طفیل کے ترجمہ سے ہم واقف نہین ہین اُسکی نسبت صرف اتنا کہا گیا ہے کہ سب سے پہلے اُسنے عربون کو یہ سکھایا کہ انسان دنیا کی اصل حیوانی سے ترقی کرکے اس شکل پر پہونچا ہے جیسا کہ ہمارے زمانہ مین دروِن انگلیسی کہا کرتا ہے -

ابن رشد ابوالولید محمد بن احمد بن رشد مالکی قرطبی ہے جو اندلس کے عربون مین بڑا مشہور فلسفی ہے اسنے مشہور فلسفیون سے جو اس کے زمانہ مین تھے علم حاصل کیا طب اور فقہ اور فلسفہ مین بڑا ماہر تھا - اسمین اور ابن عربی فیلسوف اور مشہور عالمون مین سے ابن طفیل اور ابن زہر کے استوار تعلقات تھے - خلیفہ منصور باللہ نے شہر اشبیلیہ سے اسکو نکال دیا کیونکہ خلیفہ منصور کو یہ سمجھایا گیا تھا کہ وہ قرآن کا منکر ہے اور اس سے مخالفت کرتا ہے - پھر مراکش مین طلب کیا گیا کیونکہ وہان کے بادشاہ نے فلاسفہ کے اقوال کو دیکھنا اور سمجھنا چاہتا تھا - ابن رشد کا یہ اعتقاد تھا کہ ارسطو تمام فلاسفہ مین سرگروہ ہے پس اسنے اسکی تالیفات کا ترجمہ کیا اور اُن کی نہایت عمدہ غور و فکر سے شرح لکھی - لیکن اسکی تالیفات مین کوئی بات صاف اور واضح نہین معلوم ہوتی جو فلسفہ افلاطونیہ جدیدہ کی متابعت پر ہے (اگر کسی کو اس فلسفہ کی مبادیات سے واقف ہونا ہے تو اسکو چاہئیے کہ ہماری کتاب زبدۃ الصحائف فی سیاحۃ المعارف کے صفحہ ۵۹ کو دیکھے) اسنے ابن سینا کے علم طب کے ایک ارجوزہ کی شرح بھی لکھی ہے اور حکماء کی طرف سے ایک کتاب تہافت کے نام سے لکھی جسمین امام غزالی کی تہافت الفلاسفہ کا رد ہے جسکا ذکر اوپر گزرا - اس نے اپنے تہافہ مین لکھا ہے کہ غزالی رحہ نے جن امور کو بیان کیا ہے وہ مرتبہ یقین اور برہان سے گرے ہوئے ہین - اس کے آخر مین اسنے لکھا ہے کہ اسمین شک نہین کہ اس شخص (یعنے غزالی) نے اس کے سبب سے اپنی شریعت مین خطا کی ہے جیسا کہ اسنے حکمت مین خطا کی ہے - ایک سفرنامہ بھی اُسکی طرف

---

[1] شیخ کی سوانح عمری رسالہ حسن جلد (۵) نمبر (۱) صفحہ (۱ تا ۸۰) بابت ۱۸۹۳ء مین چھپی ہے اسمین شیخ کے حالات نہایت شرح وبسط کے ساتھ لکھے ہین - مترجم

منسوب ہے اسکی ایک کتاب کا نام فصل المقال فی ما بین الشریعۃ والطبیعۃ من الاتصال ہے یہ وہ کتاب ہے کہ اس
مین علم الہی اور خلاصہ کون و فساد سے بحث کی گئی ہے اور یہ دونون مقالہ ارسطو کے ہین اسکی ایک کلیات بھی ہے
جو کلیات ابن رشد کے نام سے موسوم ہے اسکی اصلی تصنیفات اس زمانہ مین نادر الوجود ہین کیونکہ اکثر اس
کے رسالہ زبان لاطینی مین ترجمہ ہوگئے ہین۔ اسکی کتابون مین ایک کتاب اقوال ارسطو کی شرح مین ہے جس مین امام
غزالی رحمہ پر رد ہے۔ اسکی گیارہ جلدین مطبع بندقیہ مین ۱۵۵۲ء سے ۱۵۶۰ء تک مرتب ہو کر مطبوع ہوئی ہین اس نے
بہت سی مولفات کو عبرانی زبان مین ترجمہ کیا اور اس سے بہت سے افرنجیون نے لے لیا مدارس اسپانیا اور
کردوفا بلاد مغرب مین اسکی کتابین پڑہائی جاتی ہین اور جو لوگ حرکات فلکیہ کو استقلال مین دیکھتے ہین وہ اسکی طرف
منسوب کرتے ہین آسمان سے متعلق اسنے بہت سی چیزین لکہی ہین جنمین زیادہ اہم وہ ہے جو کلف شمس کے بارہ مین لکہا
ہے اور اس کے فلسفہ کو ہمارے زمانہ مین جس نے لکہا وہ رنیان فرانسی ہے اس نے ایک کتاب لکہی ہے جس کا نام
اسنے ابن رشد رکہا ہے اور یہ بہی لکہا ہے کہ وہ قرون متوسط کے فلسفیون میں جو ارسطو کے تابع ہین یہ آن مین بڑا
ہوا ہے یہ کتاب پیرس مین ۱۸۵۲ء مین چھپی ہے۔ ابن رشد ۵۹۵ھ م ۱۱۹۸ء مین مرا ہے۔

ابن زہر ابو بکر محمد بن ابی مروان عبد الملک بن ابی العلاء زہر بن ابی مروان عبد الملک بن ابی محمد بن مروان بن
زہر الایادی اندلسی اشبیلی ہے لغت مین بڑا قادر اور ذو الرمہ کے اشعار کا حافظ تہا طبی امور مین بڑا ہی قادر اور رتبہ تہا
اپنے دادا ابو العلاء زہر کی نسبت وہ کہتا ہے کہ اس کا دادا اس زمانہ کا وزیر اور فیلسوف اور حکیم تہا چونکہ اس کے
کندہون مین کوئی مرض پیدا ہوگیا تہا وہ اس کے علاج کے امتحان مین ۵۲۵ھ م ۱۱۳۰ء مین اسکا انتقال ہوا پہر وہ
اپنے باپ کے دادا عبد الملک کی نسبت کہتا ہے کہ عبد الملک نے مشرق کا سفر کیا اور ایک زمانہ دراز تک وہان طبابت
کرتا رہا اور بغداد مین اسنے طب کی ریاست کی وہان سے مصر مین اور پہر وہان سے قیروان مین طبابت کرتا رہا
پہر مدینہ دانیہ مین متوطن ہوا اور اسکی شہرت اطراف اندلس اور مغرب مین ہوگئی اور خاص طب مین اپنے تمام
ہمعصرون پر مقدم ہوگیا اور وہ وہین مرگیا۔ پہر وہ اپنے دادا کے دادا محمد بن مروان کی نسبت کہتا ہے کہ وہ
بڑا عالم تہا اور ادب کا حافظ تہا فتوی دینا خوب جانتا تہا مشورہ مین مقدم تہا۔ اور باقی فنون مین اسکو اچھی
مہارت تہی روایت اور درایت مین بڑا ہی فاضل تہا۔ مقام طلبیرہ مین ۴۲۲ھ م ۱۰۳۰ء مین اسکی وفات ہوئی
اور ابو بکر کی وفات ۵۹۵ھ م ۱۱۹۸ء مین ہوئی۔

ابو بکر بن باجہ جسکا نام محمد بن باجہ التجیبی سرقسطی ہے اور ابن صائغ کے نام سے بھی یہ شخص معروف ہے۔ یہ شخص
اندلس مین مسلمانون مین آخری فلسفی تہا علوم و فنون کو خوب جانتا تہا۔ اور سیاست مین اسکو خوب شغل تہا۔
اسکا مذہب تعطیل کا تہا اور یہ حکماء اور فلاسفہ کا مذہب ہے اور اسکا عقیدہ بھی برا تہا واجب الوجود سے

اس کو انکار تھا اور یہ سمجھتا تھا کہ زمانہ دورہا آ رہتا ہے۔ اور انسان کی پیدائش مثل نباتات کے ہے۔
ریاضیات اور منطق میں اسکی تصانیف ہیں۔ مدینہ فاس میں ۵۳۳ ہجری یا ۵۳۳ ہجری مطابق ۱۱۳۸ء میں
زہر سے مرا۔

یحیی بن حبش بن امیرک جو شہاب الدین سہروردی کے لقب سے ملقب ہیں اسکا شمار بھی مسلمانوں کے
فلسفیوں اور حکیموں میں ہوتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ اسکو فن شعبدہ میں بڑا کمال اور دستگاہ تھی۔ ان شعبدوں
سے وہ اپنے ہم عصروں کو تعجب میں ڈالتا تھا جیسا کہ ہمارے زمانہ کے اہل یورپ بانفزعبلات بوسکو سے جو
ان کے شہر میں ہے ہمکو متعجب کرتے ہیں۔ شہاب الدین مذکور سے روایت کی گئی ہے کہ ملک شام کے راستہ میں
وہ ایک شخص کے ہمراہ تھا اور ان دونوں نے ایک ترکمانی چرواہے سے دس درہم کا میوہ خریدا جب یہ دونوں
اس سے میوہ خرید کر کے روانہ ہوئے تو تھوڑی ہی دیر میں ایک دوسرا چرواہا آیا اور اسنے کہا کہ میوہ واپس کر دو یا اور
دس درہم دو کیونکہ میوہ کی قیمت بیس درہم ہے پس شہاب الدین ٹھہر گیا اور اس سے سخت باتیں کرنے لگا یہانتک
کہ ترکمانی کو غصہ آگیا اور اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اس کھینچا تانی سے شہاب الدین کا ہاتھ اکھڑ گیا اور ترکمانی
کے ہاتھ میں آگیا اور خون بہنے لگا اس حالت کے دیکھنے سے ترکمانی ڈر گیا اور اکھڑے ہوئے ہاتھ کو زمین پر پھینک کر زور
سے بھاگا پس شہاب الدین نے اسکو زمین سے اٹھایا تو معلوم ہوا کہ وہ اسکا دستی رومال تھا جو اس کے بغل میں تھا
اس شعبدہ سے ترکمانی وہم میں پڑا اور ڈر کر بھاگ گیا اور نیز شہاب الدین مذکور سے اس قسم کی اور بہت سی
نادر اور عجیب باتیں نقل کی گئی ہیں اسکی مصنفہ کتابوں میں یہ ہیں کتاب التنقیحات علم اصول فقہ میں اور کتاب التلویحات
اور کتاب الہیاکل۔ اور کتاب حکمت الاشراق اسکا ایک رسالہ غربۃ الغربیہ کے نام سے موسوم ہے جیسا کہ رسالہ
طیر اور رسالہ حی بن یقظان جو کہ ابن سینا کا ہے اور رسالہ غربۃ الغربیہ بلاغت سے بھرا ہوا ہے اسمیں اسنے نفس
اور اس کے متعلق امور پر اصطلاح حکما کے موافق بحث کی ہے اور اس شخص پر زندیقیت کا اتہام بھی لگایا گیا ہے اور
وہ ازلیت عالم کا معتقد تھا اسکو بادشاہ صلاح الدین ایوبی نے شہر حلب میں قید کیا اور پوشیدہ طور پر ۵۸۷ھ میں
قتل کیا۔ ۱۱۹۱ء

## علم فلک اور طبیعیات کا بیان

جبکہ عربوں کے پاس زمانہ جاہلیت میں علوم اور فنون سے کوئی چیز نہیں تھی جو کہ اصلی علتوں پر جنکی طرف طبعی حوادث اور
جوی[1] انقلاب اور آسمانی تغیرات اور عناصر وغیرہ سے متعلق مکونات علویہ وارضیہ سے بحث کرنے کے لئے تنبہ

---

[1] زمین سے آسمان تک کے بعد اور خلو کو جو کہتے ہیں یعنی زمین و آسمان کے مابین کی وسعت۔ مترجم

کرتی اور وہ صرف ان چیزون کو ایک عام نظر سے دیکھتے تھے کیونکہ ان مین ذاتی فصاحت موجود تھی اسیطرح وہ ستارون کی ہر ایک نوع کے اور عناصر کے جن سے کرہ ارضی مرکب ہے باعتبار ان کے اختلاف اور انقلابات طبعی کے جدا جدا نام رکھتے تھے جیسا کہ آیندہ کی تفصیل سے جو کہ اس باب مین ہے بقدر امکان یہ امر واضح کردیا جائے گا۔ اسی بنا پر ہم اس مقام پر اپنے کلام کو دو قسمون پر تقسیم کرتے ہین پہلی قسم عربون کے قدیم معارف فلکی اور طبیعی کے بیان مین ہے۔ دوسری قسم مین ان علوم کا بیان ہے جنکو انہون نے زمانہ اسلام مین کتابون کی ترجمہ کے بعد محنت اٹھا کے حاصل کیا ہے جیسا کہ اوپر اسکا بیان گزر چکا ہے۔

## عربون کے فلکی اور طبیعی معارف کا بیان

یہ بات مخفی نہین ہے کہ اہل عرب زمانہ جاہلیت مین انواء منازل کا اعتقاد رکھتے تھے جیسا کہ سیارات کی نسبت نجومیون کا اعتقاد ہے چنانچہ چوتھے مقالہ کی چوتھی فصل مین اسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور یہ امر ان کے فلکی معارف کا موضوع ہے اور وہ اسی پر چلتے رہے یہان تک کہ اسکو اسلام نے باطل کردیا۔ اور انواء کے یہ معنی ہین کہ ایک ستارہ اپنی منزلون سے صبح کے وقت جانب مغرب ساقط ہو یعنے غروب ہو اور اس کے مقابل کا ستارہ جانب مشرق سے طلوع ہو اور اہل عرب انواء کو قمری سال کہتے تھے اور یہ زمانہ ایلول کی نوین سے تشرین اول کی اٹھاروین تک کا ہے اور ان کے ہان نو سقوط فرعین اور بطن حوت اور وسمی کا زمانہ کانون اول کی نوین تک ہوتا ہے اور نیران کے ہان نو سقوط شرطین اور بطین اور ثریا اور دبران اور ولی کا زمانہ نیسان کی اٹھاروین تک ہوتا ہے پھر یہان سے نو سقوط ہقعہ اور ہنعہ اور ذراع اور نثرہ اور طرف اور جبہہ اور زبرہ اور صرفہ اور عوا اور سواک اور غمیر کا نوین حزیران تک ہے۔ اور نو سقوط غفر اور زبانی اور اکلیل اور قلب اور یسری کا زمانہ یہان تموز کی پانچوین تک ہے۔ اور نو سقوط شولہ اور نعائم اور بابح القیظ کا زمانہ ان کے یہان تیرہوین ماہ آب تک ہوتا ہے۔ اور نو سقوط بلدہ اور سعد ذابح اور سعد بلع اور احراق ہوا کا زمانہ انکے ہان آٹھوین ایلول تک ہے اور نو سقوط سعد السعود اور سعد الاخبیہ کا زمانہ جس کو کہ بدری کہتے ہین سال کا اول انواء ہے جو پہلے ذکر کیا گیا۔

اور اہل عرب نجوم کے ساتھ سیارات سبعہ کو قدما کی رائے کے موافق جانتے تھے اور سبعہ سیارات یہ ہین۔ شمس۔ قمر۔ مریخ۔ مشتری۔ زہرہ۔ عطارد۔ زحل۔ اور آفتاب کے برجون اور منازل قمر کو بھی جانتے تھے اور وہ لوگ سال کو اسیطرح تقسیم کرتے ہین جیسا کہ آجکل کی تقسیم ہے یعنے زمانہ اسلام کے بعد بھی سال کو قمری بارہ مہینون پر تقسیم کرتے ہین۔ اور تقریباً اسلام سے دو سو سال قبل انہون نے کبس شہور کو سیکھا پس

وہ لوگ ہر تیسرے سال ایک مہینا بڑہاتے تھے تاکہ قمری سال شمسی سال کے برابر ہوجائے اس لحاظ سے یہ دونون سال ایک ہی زمانہ مین داخل ہوتے تھے اور اس سے ان کے اشغال مین کوئی مناسب تغیر نہین ہوتا تھا۔ اور اس کام کے متولی نساۃ (یعنے مہینون کو گھٹانے بڑہانے والے) ہوتے تھے اور نسادۃ نسئی کی طرف نسبت رکہتے ہین یعنے مہینون کو گھٹانے اور بڑہانے والے۔ اور یہی وہ ایام (دن) ہین کہ جنکو مصری لوگ اس زمانہ مین بھی اپنے مہینون مین شریک کرتے ہین۔ پس اسلام آیا تو اس نے اس عمل کبیسہ کو باطل کردیا۔ اور قمری مہینون کو بحال خود قائم رکہا جیسے کہ وہ ہوتے رہتے ہین چنانچہ اسکی طرف مقالہ چہارم کی تیسری فصل مین سابق مین اشارہ کیا گیا ہے۔

اسلام کے تمامی فرقہ سوائے شیعون کے شرعی احکام مین رویت ہلال کا اعتبار کرتے ہین اور مسلمانون کا سنہ محرم سے شروع ہوتا ہے اور سال کے مہینے کچھ تو کامل ہوتے ہین یعنے پورے تیس دن کے اور کچھ ناقص ہوتے ہین یعنے انتیس دن کے تاکہ قمری سال پورا ہوجائے اور قمری سال کے کل دنون کی تعداد تین سو چون یا پانچ دن ہوتی ہے۔ امام مقریزی کہتا ہے کہ انہون نے اس کسر کو دور کرنے کے لیئے ایک دن ماہ ذی الحجہ مین بڑہایا جبکہ اس کسر کی مقدار آدہے دن سے زیادہ ہو پس ذی الحجہ کا مہینا اس سال پورا تیس دن کا ہوتا ہے۔ اور اس سال کو سال کبیسہ کہتے ہین اور اس سال کے مہینون کی دنون کی تعداد تین سو پچپن ہے پس اس قاعدہ سے ہر تیس سال مین کبیسہ کے گیارہ دن جمع ہوتے ہین۔

الفاظ ہر تیس سال مین کے یہ معنی ہین کہ ہر قمری تیس سال مین جنکو دور بھی کہتے ہین انمین سے انیس بسیط ہوتے ہین اور گیارہ کبیسہ آخری کبیسہ کے سال یہ ہین۔ دوسرا۔ پانچوان۔ ساتوان۔ دسوان۔ تیرہوان۔ سولہوان۔ اٹھاروان۔ اکیسوان۔ چوبیسوان۔ چھبیسوان۔ انتیسوان۔

عربون کا پہلا مہینا وہی ہے جو دوسرون کے نزدیک ہوتا ہے۔ اور وہ موافق ہوتا ہے آٹھوین۔ سولہوین اور بائیسوین اور انتیسوین تاریخ سے مثلاً جب محرم کی پہلی تاریخ کو یکشنبہ کا دن واقع ہوتا ہے تو صفر کی پہلی کو سہ شنبہ ہوگا اور ربیع الاول کی پہلی کو چہار شنبہ ہوگا۔ اور ربیع الثانی کی پہلی کو جمعہ ہوگا اور پہلی جمادی الاولی کو شنبہ ہوگا۔ اور پہلی جمادی الآخری کو دوشنبہ اور پہلی رجب کو سہ شنبہ اور پہلی شعبان کو پنجشنبہ اور پہلی رمضان کو جمعہ۔ اور پہلی شوال کو یکشنبہ اور پہلی ذی القعدہ کو دوشنبہ اور پہلی ذی الحجہ کو چہار شنبہ ہوگا۔

اور محرم کی پہلی دوشنبہ کو واقع ہوگی تو صفر کی پہلی کو چہارشنبہ اور ربیع الاول کی پہلی کو پنجشنبہ ہوگا اور جب کہ محرم کی پہلی کو شنبہ کا دن واقع ہوگا تو صفر کی پہلی کو دوشنبہ اور ربیع الاول کی پہلی کو سہ شنبہ واقع ہوگا اسی اور دن کو قیاس کرلو۔

عرب عربا قمری مہینون کو ناتق ۔ نفیل ۔ طلیق ۔ واسنخ ۔ وانخ ۔ حلک ۔ کسح ۔ زاہر ۔ نوط ۔ حرف ۔ بغش ۔ فناتق
کہتے ہیں پس ناتق کو محرم سمجھو اور نفیل صفر ہے مابعد کے مہینون کی مطابقت بھی اسیطرح کر لو ۔ لیکن قوم ثمود والے
مہینون کے یہ نام رکھتے تھے ۔ موجب ۔ موجر ۔ مورد ۔ ملزم ۔ مصدر ۔ ہوبر ۔ ہوبل ۔ موہا ۔ دیمر ۔ دابر ۔ صیقیل
مسیل ۔ موجب محرم ہے اور موجر صفر ہے اور مہینون کو دیمر سے شروع کرتے ہین اور دیمر رمضان کے مہینے کو
کہتے ہین پس سال کا پہلا مہینا ان کے پاس دیمر یعنے رمضان سے شروع ہوتا ہے باقی دوسرے عرب بھی مہینون
کے علیحدہ علیحدہ نام رکھتے تھے اور وہ یہ ہین ۔ موتمر ۔ ناجر ۔ خوان ۔ صوان ۔ ضسنم ۔ زبا ۔ اصم ۔ عادل ۔ بابق ۔
وعل ۔ ہواع ۔ برک ۔ موتمر کے معنی یہ ہین کہ سال بھر مین جو امور قضیہ اور جھگڑے کے پیش آنے والے ہوتے
ہین وہ آپسمین ان کے بارہ مین مشورہ کرتے تھے ۔ اور ناجر نجر سے مشتق ہے جس کے معنی گرمی کے ہین اور خوان
فعال بمبالغہ کے صیغہ کے وزن پر ہے جو خیانت سے مشتق ہے ۔ اور صوان کسرہ اور ضمہ سے صاد کے یہ بھی
فعال کے وزن پر ہے صیانت سے مشتق ہے اور زبا کے معنی آفت اور تھلکہ عظیم کے ہین جو ایک دوسرے کی
بعدیل و دریے آیا کرتے ہین ۔ زبا کو زبا اس لئے کہتے ہین کہ اسمین جنگ و جدال بہت ہوتی تھی ۔

بعض کہتے ہین کہ صوان کے بعد زبا کا مہینا ہے اور بعد زبا کے بائدہ کا مہینا ہے اور بعد بائدہ کے اصم
ہے پھر واغل پھر باطل پھر عاطل پھر رنہ ۔ اور برک ہے پس لڑائی سے دور رہنے والا یعنے بائدہ وہ شخص ہے
جبکہ اسمین بہت سے آدمی پریشان ہون اور بھاگ جاتین اور اسکی انمین مثال جاری ہے ۔ چنانچہ وہ یہہ
کہتے ہین العجب کل العجب بین جمادی و رجب یعنے بڑا تعجب جمادی اور رجب مین ہے ۔ اور اہل عرب لوٹ مار
اور قتل و غارت اور بدلہ لینے مین رجب کے آنے سے پہلے بہت جلدی کرتے تھے کیونکہ اس مہینہ مین جنگ
جدال حرام سمجھتے تھے اور اسکو اصم کے نام سے موسوم کرتے تھے اس لئے کہ وہ اس مہینے مین قتال سے رکتے تھے ۔
اس مہینے مین ہتیار کی آواز نہین آتی تھی ۔ واغل اسکو کہتے ہین جو پانی پینے کے وقت داخل ہو اور حالانکہ وہ بلایا نہ
گیا ہو اس لئے کہ اس سے شہر رمضان پر ہجوم ہوتا ہے اور رمضان کے مہینے مین وہ شراب بہت پیتے تھے کیونکہ
اس کے بعد جو مہینا آتا ہے وہ حج کا مہینا ہے ۔ اور باطل کے معنی شراب کے پیمانہ کے ہین اسکا نام باطل اسلئے
رکھا گیا کہ وہ بادہ نوشی مین افراط کرتے تھے اور عادل عدل سے ہے یہ بھی حج کے مہینون مین گنا جاتا ہے
اور وہ اس مہینہ مین باطل کامون سے علیحدہ ہو کر اس کام مین مشغول ہوتے تھے ۔ زبا وہ مہینہ ہے کہ اس
مین مویشی ذبح کرنے کے قریب ہوتے تھے اور برک وہ مہینا ہے جسمین اونٹ کمیلہ مین یعنے مذبح مین لائے
جاتے ہین ۔

یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ وہ محرم کو موتمر اور صفر کو ناجر اور ربیع الاول کو نصار اور ربیع الآخر کو خوان اور

جمادی الاولی کو حنین اور جمادی الاخری کو رنہ اور رجب کو اصم کہتے تھے جو قبیلہ مضر کا مہینا تھا اس مہینے میں اہل عرب زمانہ جاہلیت میں روزہ رکھتے تھے اور اہل وعیال کے لئے غلہ اور رسد لاتے تھے اور ایک دوسرے سے امن میں رہتے تھے اور سفر کرتے تھے اور کسی چیز کا خوف نہیں کرتے تھے اور شعبان کو عادل اور رمضان کو ناتق اور شوال کو واغل اور ذوالقعدہ کو ہواع اور ذوالحجہ کو برک اور ابروک بھی کہتے تھے اور اس کا نام میمون بھی رکھتے ہیں۔

پھر عربوں نے بعض اسباب اور اتفاقات سے جو مہینوں کے نام رکھنے کے وقت پیش آئے تھے مہینوں کو موجودہ مشہور اور معروف نام سے موسوم کیا۔ محرم کا نام اس لئے محرم ہوا کہ اس میں قتال کو حرام سمجھا گیا اور صفر کو صفر اس لئے کہا کہ وہ قتل وغارت کو جاتے تھے اور اُن کے گھر خالی رہتے تھے اور دونوں ربیع کے مہینوں کا نام ربیع اس لیئے رکھا گیا کہ یہ اُس وقت موسم ربیع (بہار) میں واقع ہوئے تھے۔ اور جمادی کے دونوں مہینوں کے نام جمادی اس لیے رکھا کہ اس موسم میں سردی سے پانی جم جاتا تھا۔ چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے:۔

فی لیلۃ من جمادی ذات اندیۃ　　لا یبصر الکلب من ظلمائہا الطنبا[1]

رجب کے معنی وسط کے ہیں اور شعبان کے معنی یہ ہیں کہ اس مہینے میں لڑائی موقوف رہتی تھی۔ رمضان رمضا سے مشتق ہے جس کے معنی موسم گرما کے ہیں اور یہ اسوقت موسم گرما میں واقع ہوا تھا۔ اور شوال اس لیئے نام رکھا کہ اونٹنیاں گابھ ہونے کے سلئے اور جفتی کھانے کے لئے اپنی دموں کو اُٹھا لیتی تھیں۔ ذوالقعدہ اس لئے نام رکھا کہ وہ اس زمانہ میں اپنے گھروں میں بیٹھ رہتے تھے۔ اور ذوالحجہ اس لیئے نام رکھا کہ وہ حج کا مہینا تھا۔

بعض مولفین کہتے ہیں کہ بعض علماء کے نزدیک یہ کہنا جائز نہیں ہے یعنی رمضان آیا بلکہ ماہ رمضان آیا کہنا چاہیئے اور یہ اس حدیث کی بنا پر ہے لا تقولوا رمضان فان رمضان اسم من اسماء اللہ تعالی ولکن قولوا جاء شہر رمضان یعنے صرف رمضان نہ کہو اس لیئے کہ رمضان اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے بلکہ ماہ رمضان آیا کہو۔

مذکورہ بالا بیان سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ وہ اتفاقی امور جو مہینوں کے ان ناموں سے نام رکھنے کے وقت واقع ہوئے تھے اور یہ اُس وقت کا ذکر ہے جبکہ اہل عرب قمری سال کے مطابق کرنے کی غرض سے کبس کا

---

[1] ترجمہ۔ جمادی کی ایک رات میں جو بڑے جاڑے اور بارش کی تھی کتے بھی گھپ اندھیرے سے ڈیرے کی رسیوں کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔

استعمال کرنا جانتے تھے جیسا کہ اسکا بیان اوپر گزرا ہے اور جو مہینے اس حال پر قرار پاے ہین تو یہ ایسے ہین کہ انمین تغیر واقع نہین ہوتا۔

لیکن جمادی الاولی اور آخری کے مہینون کے نام جمادی رکھنے کا یہ سبب ہوا کہ انمین پانی جم جاتا تھا تو یہہ دونون نام ربیع کے دونون مہینون کے بعد وضع ہوئے ہین اس لئے کہ بعض اہل عرب ربیع کو وہ فصل قرار دیتے ہین جسمین غلہ اور میوے اتر جاتے ہین اور یہ خریف کا مہینا ہے یعنے جاڑے کا موسم اس کے بعد موسم گرما جاڑے کے بعد آتا ہے یہ وہ فصل ہے جسکو عام لوگ ربیع کہتے ہین اس کے بعد فصل قیظ یعنے موسم گرما ہے۔

بعض اہل عرب اُس فصل کو جسمین اعتدال ہوتا ہے اور غلہ اور میوہ اترتا ہے یعنے خریف کو ربیع الاول کہتے ہین اور اُس کے بعد جو فصل ہوتی ہے یعنے جاڑے کا موسم اور جس موسم مین پہل پھول اور کلیان پھوٹتی ہین ربیع الثانی کہتے ہین حاصل یہ ہے کہ اکثر اہل عرب اسپر متفق ہین کہ ربیع موسم خریف کا نام ہے۔

کہا جاتا ہے کہ قدمائے فارس اور صفدا اور مصر کے قبطی زمانہ سابق مین دنون کے ہفتون کا استعمال نہین جانتے تھے سب سے پہلے ہفتون کا استعمال اہالی بر الشام اور اُس کے اطراف والون نے کیا کیونکہ موسی علیہ السلام نے توراۃ مین خبر دی تھی کہ اللہ تعالی نے آسمانون اور زمین کو چھ روز کے عرصہ مین پیدا کیا اور ساتوین دن آرام پایا[1] اور پھر اس کا استعمال تمام اقوام مین رائج ہوا اور عرب عاربہ نے بھی اسکو اپنے پڑوسی ملک والون اور اہل شام سے سیکھا اور استعمال کیا۔

ہفتہ کے پہلے دن کو احد (یکشنبہ) کہتے ہین اور اوّل بھی کہتے ہین دوسرے دن کو اثنین (دوشنبہ) اور اہون اور تیسرے دن کو ثلاثا (سہ شنبہ) اور جبار اور چوتھے کو اربعا (چہارشنبہ) اور دبار اور پانچوین کو خمیس (پنجشنبہ) اور مونس اور چھٹے کو جمعہ اور عروبہ اور ساتوین کو سبت (شنبہ) اور شیار کہتے ہین اور ان کا یہ بھی خیال ہے کہ جمعہ کا نام عروبہ کعب بن لوی نے رکھا اور کہا گیا ہے کہ عروبہ سریانی زبان مین جمعہ کے دن کا نام ہے پھر اسکو معرب کر لیا گیا۔ ایک شاعر کہتا ہے۔

علمت بان اموت وان موتی ۔۔۔ باوہد او باہون او جبار

او التالی دبار او یوافی ۔۔۔ بمونس او عروبہ او شیار[2]

---

[1] آرام پانے سے یہ مطلب سمجھنا چاہیئے کہ ان کے بنانے سے فارغ ہوا۔ مترجم

[2] ترجمہ مجھکو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ مین مرونگا اور میری موت بروز اوّل یا اہون یا جبار یا اسکے بعد کے دن دبار یا اسکے پیچھے کے دن مونس یا عروبہ یا شیار کو واقع ہوگی۔

جبکہ عربون کے مہینے چاند کی چال پر مبنی ہین اور اسکا غرہ رویت ہلال پر موقوف ہے اور ہلال غروب شمس کے قریب مین نظر آتا ہے تو اس لحاظ سے رات انکے نزدیک دن کے قبل شمار کی جاتی ہے پس وہ ایک دن کو غروب شمس سے دوسرے غروب تک شمار کرتے ہین۔

رات کی پہلی ساعت کو ناشئۃ اللیل کہتے ہین۔ اس کے بعد کی ساعات کو یکے بعد دیگرے شفق۔ غسق۔ عشوہ۔ ہدارۃ۔ شرع۔ جنح۔ زلفہ۔ ہزیع۔ عبس۔ سحر۔ فجر اور صبح کہتے ہین۔

دن کی پہلی ساعت کو بکور اور دوسری کو بزوغ۔ تیسری کو راد۔ چوتھی کو ضحی۔ پانچوین کو متوع۔ چھٹی کو ظہیرہ۔ ساتوین کو زوال جسکو ہاجرہ بھی کہتے ہین آٹھوین کو اصیل نوین کو عصر دسوین کو طفل۔ گیارھوین کو حرور۔ بارھوین کو غروب کہتے ہین۔ لیکن بردان (دن کے دونون طرفون) کو یعنے غداۃ اور عشی (صبح و شام) کو کہتے ہین۔ احص وہ دن ہے کہ جسمین آفتاب طلوع ہوتا ہے اور آسمان صاف ہوتا ہے۔

چاند کی ہر تین راتون کا ایک ایک جدا نام ہے پہلی تین راتون کو غرر کہتے ہین اور یہ مہینے کی پہلی تین راتین ہین اس کے بعد کی تین راتون کو نفل کہتے ہین اس کے بعد کی تین راتون کا نام تسع ہے۔ پھر عشر۔ پھر بیض۔ پھر درع پھر ظلم پھر حنادس۔ پھر دراری۔ پھر محاق۔

اسیطرح چاند کی تین راتون کی پہلی رات کو غرہ کہتے ہین اور بیض کی راتون کی پہلی رات کو جو کہ تیرھوین رات ہے عفر آر کہتے ہین اور اس کے بعد کی رات کو بلاء کہتے ہین یعنے بدر کی رات محاق کی تین راتون کی پہلی رات کو جو اٹھائیسوین ہوتی ہے دعجار کہتے ہین اور اس کے بعد والی کو دہمار اور اخیر کی رات کو دلمار کہتے ہین اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مہینے کی چودھوین رات کو سوار کہتے ہین اور سرار مہینے کی آخری رات کو کہتے ہین اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ دادرادا آخر ماہ کی رات کا نام ہے۔

برار مہینے کی پہلی یا آخری رات یا دن کو کہتے ہین اور اس کو برار اس لئے کہتے ہین کہ آفتاب دھوپ کی تیزی سے پاک ہوجاتا ہے اور ابن البرار مہینے کی آخری رات یا خود آخری ماہ کو کہتے ہین اور لیلۃ التمام جاڑے کے موسم کی بڑی لمبی رات ہوتی ہے اور یہ تین راتین ہین جنکا نقص یعنے کمی ظاہر نہین ہوتی یا یہ کہ جب رات کے بارہ گھنٹے ہوجاتے ہین یا اس سے زیادہ تو اس وقت لیلۃ التمام کہتے ہین اور تہوا رات کا ایک حصہ ہے اور محاورہ مین یہ کہا جاتا ہے مضی تہواء من اللیل یعنے اسکی رات کا کچھ حصہ گزر چکا۔ اور جوشن رات کے بڑے حصہ کو کہتے ہین یا اس کے آخری حصہ کا نام ہے۔ اور جوشن ابتداے شب یا وسط شب کو کہتے ہین۔ مجراج سخت جاڑے کی راتون کو کہتے ہین اور محققات وہ راتین ہین جسمین چاند طلوع ہوتا ہے اور اول شب سے آخر شب تک رہتا ہے۔ اور جس وقت کہ رات مین ابر نہین ہوتا تو یہ خیال ہوتا ہے کہ صبح ہوگئی۔ اور خندس اندھیری رات کو کہتے ہین۔

ظل قمر (چاندنی) کو سمر کہتے ہین اور احادیث اللیل کے معنی قصہ کہانی کے ہین اسی سے مسامرت ہے یعنی رات کی گپ شب کی باتین اور ایسی باتین کرنے والون کو سمّار یعنے قصہ گو کہتے ہین اسیطرح ظریفانہ باتون کو خزعبل فتح خاء کے ساتھ کہتے ہین اور باطل باتون کو خزعبل ضم خاء سے کہتے ہین اور ہنسنے ہنسانے کی باتون کو خزعبلہ کہتے ہین اور لہو ولعب اور مزاح کی باتون کو خزعالہ کہتے ہین اور (حدیث خرافۃ) مین جو لفظ خرافہ کا آیا ہے وہ اختراف سے مشتق ہے جس کے معنی سمر یعنے قصہ گوئی اور ظریفی کے ہین انکی امثال سے یہ بھی ایک مثال ہے اَملح من حدیث خرافۃ یعنے خرافہ کی باتون سے زیادہ مکاری کی باتین - خرافہ قبیلہ عذرہ کے ایک شخص کا نام بھی ہو کہ اسکو جنات نے مدت تک اڑا لے گیا تھا جب وہ واپس آیا تو اُسنے اپنی قوم سے وہ حالات بیان کیے جو اس نے ان کے ساتھ دیکھے تھے مگر قوم کے لوگون نے اسکی باتون کو جھٹلایا یہان تک کہ انہون نے کہا کہ خرافہ کی باتین ناممکن ہین اور یہ قول کہ فی الحدیث خرافۃ حق اسکی باتون مین صاف جھوٹ اور خرافات ملا ہوا ہے اسکے یہ معنی ہین کہ اُسنے جنات کی جو باتین کہین وہ جھوٹ ہین میدانی نے اس کو مثل کی تفسیر مین بیان کیا ہے -

انکی امثال سے یہ بھی ایک مثال ہے لا آتیک السمر والقمر میدانی اصمعی سے روایت کرتا ہے کہ سمر کے معنی انکے نزدیک ظلمت یعنی اندھیری کے ہین - اسکی اصل یہ ہے کہ وہ اندھیری راتون مین جمع ہوتے اور باتین کرتے تھے یہان تک کہ انہون نے ظلمت کا نام سمر رکھا اور اس بات کے استشہاد مین کہ سمر کے معنی ظلمت کی ہین یہ اشعار پیش کرتا ہے -

لا تسقنی ان لم ازر سمراً غطفان موکب جحفل فخم[1]

تدعی ھوازن فی طوائفہ یتوقدون توقد النجم

چاندنی رات کو ابن سمیر کہتے ہین - محیط المحیط مین ابن ثمیر ثاء مثلثہ کے ساتھ ہے اندھیری رات کو ابن جمیر کہتے ہین یہ بھی کہا گیا ہے کہ سمیر اور جمیر دہر یعنے زمانہ کو کہتے ہین اور ابناء جمیر شب و روز کو کہتے ہین یہ نام شب و روز کے اجتماع کی وجہ سے رکھا گیا ہے چنانچہ محاورہ مین کہتے ہین اجمر القوم علی الشئی یعنے قوم کسی چیز پر جمع ہوئی اور شب و روز کو ابنی سمیر بھی کہتے ہین اسلئے کہ وہ اُسمین ظاہر ہوتے ہین اور رات کو کافر بھی کہتے ہین اسلئے کہ وہ اشیاء کو چھپا دیتی ہے - اور لیلۃ الطلق اور لیلۃ الطلقۃ وہ رات جو ساکن ہو یعنے اس مین نہ گرمی ہو اور نہ سردی -

---

[1] ترجمہ اگر مین غطفان کے بھاری لشکر سے اندھیری مین نہ ملاقات کرون تو تو مجھکو شراب نہ پلا - قبیلہ ھوازن کے لوگ اپنی جماعتون مین بلائے جاتے ہین اور وہ ایسے منور اور چمکدار ہوتے ہین جیسے ستارے -

درۃ الغواص وغیرہ لغت کی کتابون مین لکہا ہے کہ سمیر خاص رات کی باتون کو کہتے ہین اور طروق کے معنی رات کو آنے کے ہین تغلیس کے معنی صبح کے سیر و سفر کے ہین ادلاج کسرہ ہمزہ کے ساتھ اُس سفر کا نام ہے جو اول شب مین ہو اور فتح ہمزہ کے ساتھ اگر ہو تو اُس کے معنی آخر شب مین سیر و سفر کے ہین۔ تاویب کے معنی دن کو سفر کرنا اور رات کو فروکش ہونا ہین اور سری خاص رات کے سیر کا نام ہے رات مین خواہ دن مین سیر کرنے کو اسار کہتے ہین مقیل کے معنی گرمی کے وقت یعنے دوپہر کو آرام پانے کے ہین تغویر کے معنی دوپہر کو آرام کے لیئے اتر پڑنے کے ہین اور تعریس کے معنی آدہی رات کو اتر پڑنے کے ہین اغذاذ کے معنی سیر مین جلدی کرنے کے ہین تہجد المصلی اُسوقت کہتے ہین جب وہ رات کی اندہیری مین نفل پڑہتا ہے استظلال کے معنی یہ ہین کہ گرمی سے بچنے کے لئے سایہ مین جانا اور استذرار جاڑے سے بچنے کے لئے پناہ لینا اور استکنان بارش سے بچنے کے لئے پناہ لینا۔

آفتاب جبکہ ارتفاع پر ہوتا ہے تو اُسکو غزالہ کہتے ہین اور غروب کے وقت اُسکا نام جونہ ہوا اور سخت گرمی کے وقت کو یعنے دوپہر کو ہاجرہ کہتے ہین۔ اور حمارۃ اور حمرّ اور حمارۃ موسم گرما کی سخت گرمی جنذبہ سخت گرمی اور یہ حناذ سے ماخوذ ہے جو آفتاب کے نامون مین سے ایک نام ہے اور ناجر کے دو مہینون سے جو موسم گرما مین آتے ہین جاڑے کے دو مہینے مقابل ہین جنکو قماح کے دو مہینے کہتے ہین جسمین سردی نہایت زور کی پڑتی ہے اور ان دونون مہینون کو شیبان اور ملحان بھی کہتے ہین۔ اسیطرح کلبۃ الشتاء سے مراد سخت سردی ہے۔ باحور کے معنی چاند کے اور تموز کے مہینے کی سخت گرمی کے ہین۔

ان مشہور مقتہ کی دنون کو برد عجوز کہتے ہین اور عام لوگ اسکو مستقرضات کہتے ہین جو شباط کی چھبیسوین سے تیسری آذار تک ان نامون سے موسوم ہین پہلی کو صن کہتے ہین اور دوسری کا نام صنبر ہے اور تیسرے کا نام وبر ہے چوتھے کا نام آمر پانچوین کا موتمر چھٹے کا معلل اور ساتوین کا نام مطفی الجمر ہے اور بعض مکفی الظعن بھی کہتے ہین۔

ربیع الاول کی بارش کو وسمی کہتے ہین کیونکہ وہ زمین کو نبات کا وسمہ لگا دیتی ہے اور یہ منسوب ہی وسم کی طرف جسکے معنی داغ کے ہین اور جو بارش اس سے متصل ہوتی ہے اُسکو ولی کہتے ہین ابو الطیب متنبی نے ان دونون کو ایک بیت مین جمع کیا ہے چنانچہ وہ کہتا ہے۔

امنعمۃ بالعودۃ الظبیۃ التی | بغیر ولی کان نائلہا الوسمی[1]

---

[1] ترجمہ۔ کیا وہ معشوقہ اپنی واپسی سے جسکی پہلی عطا (ملاقات) وسمی تھی بغیر ولی (دوسری ملاقات) کے احسان رکھیگی۔

ابتدائے بارش کو رَبِق کہتے ہین اور سخت بارش کو جس کے قطرہ بڑے ہوتے ہین وَابِل کہتے ہین اور بارش کے زور سے پڑنے کو اِنہلال کہتے ہین۔ زوزنی کہتا ہے کہ صَوب کے معنی بارش کے ہین جو صاب یصوب سے ہے یعنے بلندی سے نیچے اُترنا جب زمین خشک ہو جانے کے بعد بارش اسکو پھر زندہ کر دیتی ہے تو اس بارش کا نام حَیا ہے۔ جب بارش عین محل پر یا حاجت کے وقت پر ہوتی ہے تو اسکو غَیث کہتے ہین۔ جب بارش سکون کے ساتھ ہوتی رہتی ہے تو اسکو دِیمہ کہتے ہین جب وہ زیادہ ہوتی ہے تو اسکو تَهتان کہتے ہین جب ہلکی برستی ہی تو اسکا نام رِہمہ ہے جب ابر بہت پانی برساتا ہے تو اس بارش کو ثُعاق کہتے ہین جب وہ ہر ایک چیز کو سیراب کر دیتا ہے تو اس بارش کا نام جَود ہے جب بارش عام ہوتی ہے تو اُسکا نام سَر ہوتا ہے جب بارش زمین مین گڑھے ڈال دیتی ہے تو اُسکا نام ساحیہ ہے جب متواتر برستی ہے تو اُسکا نام یعلول رکھا جاتا ہی جب یکایک بارش ہونے لگتی ہے تو اُسکو شآبیب کہتے ہین۔

امثال مین یہ کہتے ہین "نحن بواد غمیثہ ضرس" یعنے ہم ایسے جنگل مین ہین کہ بارش سے زمین کٹ کر اُس مین دراڑین پڑگئی ہین۔ میدانی اصمعی سے روایت کر کے کہتا ہے کہ محاورہ مین یہ کہتے ہین "وقعت فی الارض ضرس من مطر" یعنے زمین مین بارش سے دراڑین پڑگئی ہین یہ مثال اُس شخص کی نسبت دیجاتی ہے جسکی خیر و برکت کم ہو اور اگر ہو تو قائم نہ رہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ضرس کے معنی تھوڑی سی بارش کے ہین اور تنضاح اور رشع اُس بارش کو کہتے ہین جسمین صرف ترشح ہو یعنے پھار پڑے یعنی ضعیف اور ہلکی بارش۔ ایک شاعر کہتا ہے

کان فاہا عبقری بارد      او ریح روض مسہ تنضاح رک[1]

عبقر سے مراد یہان جیسا کہ کہا گیا ہے عب قر اور حبقر ہے اور اس کے معنی برد یعنے سردی کے ہین اور ابرد من عبقر کی مثال اسی سے ہے یعنی عبقر سے زیادہ سرد۔ ابو عمرو بن العلا روایت کرتا ہے کہ ابرد من عب قر اور کہتا ہے کہ عب کے معنی سردی کے ہین اور اس کو حب مزن یعنے ابر کا دانہ کہتے ہین یعنے اولا۔

عارض ابر کا نام ہے اور سارِیہ وہ ابر جو رات کو برسے اور رجن الباس اُس ابر کو کہتے ہین جو آسمان کے کنارہ پر ہو۔ بکر وہ ابر جسکی بارش برس رہی ہو مکفہر اور کرفہف وہ ابر جو ایک پر ایک آئے شَیِّب وہ ابر جسمین سیاہی اور سفیدی ہو طخار ہلکا ابر یا وہ ابر جو ستارونکو چھپا لے جسکی وجہ سے رہنما متحیر ہو جاتے ہین کرفئہ جسکی جمع کرانی ہے ابر کے ٹکڑے جو ایک پر ایک ہون جہام وہ ابر جس مین پانی نہ ہو۔ یا جس کا پانی برس گیا ہو۔

---

[1] ترجمہ۔ اسکا دہن نہایت خوشگوار اور ٹھنڈا ہے یا باغ کی ہوا ہے کہ اسمین بارش کی آمیزش ہے۔

اہل عرب اپنے مکان مشرق رویہ بناتے تھے تاکہ جاڑون اور گرمیون سے محفوظ اور آرام کے ساتھ رہین گھر کی سیدہی جانب سے جو ہوا بہتی اُسکو جنوب کہتے تھے اور شمال کی طرف سے جو ہوا بہے اُسکا نام شمال ہے اور جو سامنے سے بہے اُسکا نام صبا ہے اور جو پیچھے سے بہے وہ دبور کہلاتی ہے اور اگر ہوا ان سب جہات مین چکر کہائے تو اُسکا نام نکبا ہے ۔ ازیب وہ ہوا جو مشرق اور جنوب کے مابین ہو اور صابیہ وہ ہوا جو جنوب اور دبور کے مابین ہو اور جربیا وہ ہوا جو درمیان دبور اور شمال کے ہو اور ہیف وہ ہوا جو شمال اور صبا کے درمیان ہو ۔

اہل ہوا کو عشون کہتے ہین جب ہوا سخت اور سرد ہوتی ہے تو اُسکو حرجف کہتے ہین پس اگر وہ مختلف جہات سے بہتی ہے تو اُسکو متناوحہ کہتے ہین جب وہ نرم ہوتی ہے تو اُسکو نسیم کہتے ہین جب وہ تیزی سے بھتی ہے تو اُسکو ناجحہ کہتے ہین جب وہ بہت سخت ہوتی ہے (جیسی آندہی) تو اُسکو عاصف کہتے ہین جب وہ درختون کو ہلا دیتی ہے تو اُسکا نام زعزع ہوتا ہے جب وہ کنکریون کو اُڑا کر لیجاتی ہے تو اُسکا نام حاصبہ ہوتا ہے قاموس مین لکہا ہے کہ حاصبہ وہ ہوا ہے جو مٹی کو اُڑا کر لیجائے ۔ جب ہوا تیز ہوتی ہے تو اُسکو مجفل مجفال ۔ اور مجفالہ کہتے ہین اگر وہ زمین سے اس طرح اُٹھے کہ مثل ستون کے معلوم ہونے لگے تو اُسکو اعصار کہتے ہین اگر ہوا کی سردی کے ساتھ کچھہ پھوار بھی ہو تو اُس کو بلیل کہتے ہین جب ہوا گرم ہوتی ہے تو اُسکو حرور اور سموم کہتے ہین ۔

قرآن مین آٹھ قسم کی ہواؤن کا ذکر ہے چار تو اُن مین رحمت کی ہین اور چار عذاب کی رحمت کی جو ہوائین ہین اُن کے نام یہ ہین بشرات ۔ مرسلات ۔ ذاریات ۔ ناشرات اور جو عذاب کی ہوائین ہین اُن کے نام یہ ہین ۔ صرصر اور عقیم یہ خشکی کی ہوا ہے اور عاصف اور قاصف سمندر کی ہوا کو کہتے ہین ۔

اہل عرب کثرت آتش پر جو فخر کرتے ہین اُسکا بیان گزر چکا ہے کیونکہ آگ اُن کے نزدیک کثرت طعام پر دلالت کرنے والی چیز ہے اور یہ مالداری کی حالت ہے مگر وہ لوگ جو آگ روشن کرتے تھے وہ کہانے پکانے کے واسطے ہی روشن نہین کرتے تھے بلکہ آگ روشن کرنے اور جلانے کے اور بہت سے اسباب ہین اور ہر ایک قسم کی آگ کے لئے جدا جدا نام ہے ۔ مثلاً نار القری وہ آگ جو ضیافت مین روشن کیجاتی ہے اور جسکا ذکر چھٹے مقالہ کی پہلی فصل مین گزر چکا ہے ۔ اور نار الوسم وہ آگ ہے کہ جو میسم یعنے داغ دینے کے آلہ کو گرم کرنے کے لئے جلائی جاتی ہے جس سے یا دشاہ ہونکے اونٹون کو داغ دیتے ہین تاکہ وہ دوسرون کے اونٹون سے ممتاز رہین اور سب سے پہلے وہ نگہبٹ پر پانی پی سکین ۔ اور نار الاستسقار زمانہ جاہلیت مین اُس آگ کو کہتے تھے جو طلب بارش کی نیت سے روشن کیجاتی تھی ۔ نار التحالف وہ آگ جو

پہاڑ پر اس غرض سے روشن کیجاتی کہ ایک دوسرے کے حلیف اور عداوت والون کو اس امر کی اطلاع ہوجائے نار الغدر اُس آگ کو کہتے تھے کہ جب کوئی آدمی اپنے صاحب سے غدر کرتا تو مقام منی مین ایام حج مین روشن کردی جاتی اور یہ کہدیا جاتا کہ یہ فلان دشمن کی آگ ہے۔ نار السلامت اُس آگ کو کہتے تھے کہ جب کسی شخص کے سفر سے صحیح وسالم آنے پر روشن کیجاتی تھی۔ نار الراحل وہ آگ جو اُس مسافر کے لئے روشن کیجاتی تھی جس کے واپس آنے کی اُنکو خواہش نہوتی یعنے وہ چاہتے تھے کہ وہ سفر سے نہ آئے بلکہ سفر مین ہی مرکھپ جائے۔ نار الاسد اُس آگ کو کہتے ہین جو شیر کے خون سے روشن کیجاتی ہے کیونکہ شیر جب اُس آگ کو دیکھتا ہے تو بھاگ جاتا ہے نار السلیم جسکو نار الملسوع بھی کہتے ہین کہا جاتا ہے کہ یہ نام فرخندہ فالی کی نظر سے رکھا گیا ہے۔ وہ رات کو یون ہی جگتے رہنے کو برا سمجھتے ہین اور آگ کی روشنی مین جگنے کو اچھا سمجھتے ہین اسی خیال سے یہ آگ روشن کی جاتی تھی۔ نار الفدی اُس آگ کو کہتے ہین کہ جب شریفون کی عورتین قید ہوجاتین تو وہ رات کو جاتے اور اور اُن کو دشمنون کے قبضہ سے چھڑا لاتے اور راستہ مین جو آگ روشن کرتے کہ اُسکی روشنی مین وہ چلین تو اسی کا نام الفدی تھا۔

ان کے ہان ایک اور بھی آگ ہوتی تھی جسکو نار الہولہ کہتے ہین بعض ذکر کرتے ہین کہ ابو عبیدہ کا بیان ہے وہ کہتا ہے کہ زمانہ جاہلیت مین ہر قوم کے پاس ایک آگ ہوتی تھی اور اُسپر متولی یعنے اُسکا اہتمام کرنے والے بھی ہوتے تھے۔ چنانچہ جب کسی دو آدمیون مین خصومت ہوتی تو جسکو قسم کہانا ضروری ہوتا وہ آگ کے نزدیک آکر قسم کہاتا اور اس آگ کے خدمتی (متولی) اُسمین چھپا کر نمک ڈال دیتے تھے جس سے قسم کہانے والا مجرم گھبرا جاتا۔ شاعر کمیت کہتا ہے

کہولتنا او قد المحلفون لدی الحالفین وما ہولوا[1]

اہل عرب آگ کے حسن کی مثال دیتے ہین اور جس کے حسن کی تعریف اور مبالغہ کرتے ہین تو اُسکی نسبت یہ کہتے ہین احسن من النار یعنے آگ سے زیادہ حسین اور جسکی صفت حرارت مین مبالغہ کرتے ہین تو یہ کہتے ہین احر من الجمر یعنے انگارے سے زیادہ گرم۔ اخلف من نار الحباحب کی مثال مین وہ نار (آگ) مراد ہے جو گھوڑے کا نعل پتھر سے ٹھوکر کہا کر نکلتی ہے۔

زمین کے لئے متعدد الفاظ ہین جن سے اُسکی طرف اشارہ کیا جاسکتا ہے اور وہ سب مترادف بھی ہین جنمین سے یہ ہین۔ ساہر۔ بسیط۔ نخلی۔ کون۔ کرۃ۔ معمورۃ۔ مسکونہ۔ عالم۔ دنیا۔ بریۃ۔ خلیقہ۔

---

[1] ترجمہ: مثل اُس آگ کے ہے جو قسم دلانے والے قسم کہانے والون کے روبرو روشن کرتے ہین جس سے کہ وہ گھبرا دیتے ہین۔

جب زمین مستوی یعنے صاف اور سیدہی ہوتی ہے تو اُس کو جبجب اور صعید اور سہل کہتے ہین جب زمین نرم
ہوتی ہے تو اُس کو دمثہ کہتے ہین یا دبی ہوئی ہوتی ہے تو اُس کو وہدہ کہتے ہین اسکی جمع وہاد ہے جب کسی زمین مین
پانی اور درخت نہین ہوتا ہے تو اُسکو قراح کہتے ہین - اگر اسمین کوئی رہتا نہ ہو تو اُسکو قفر کہتے ہین زمین کے ایک
ٹکڑے کو بقعہ کہتے ہین اسکی جمع بقاع ہے - اگر زمین جلد اُگانے والی ہوتی ہے تو اُسکو مبکار کہتے ہین جب زمین وسیع اور
اُس کے اطراف دور دور تک ہون یا چٹیل میدان ہو کہ اُسمین نہ پانی ہوا در نہ کوئی انیس ہوا اور با وجود اسکے اُسمین
گہاس پات بہی ہو تو اُسکو تنوفہ کہتے ہین یعنے بیابان - اور اگر اُسمین باغ ہوا ور حوضین بہی ہون اور پانی کی نہرین
بہی ہون تو اُسکو تجنسہ کہتے ہین - جب زمین مین کوئی نشان وغیرہ نہ ہو تو اُسکو ہوجل کہتے ہین - جب اسمین صاف
میدان نہ ہو اور غلیظ ہو یعنے پتہر وغیرہ ہون تو اُسکو حزن - فدفد - غلظ اور جلد کہتے ہین جب وہ غلیظ بہی ہوا ور پتہر
کثرت سے ہون تو اُسکو ابرق - برقہ - اور برقا کہتے ہین - اگر اُسمین کوئی بنا (عمارت) نہو تو اُسکا نام عرصہ ہے
اور اگر وہ دور واقع ہو تو اُس کو زورا کہتے ہین اور جس زمین مین کہیتی نہ ہو وہ جرزرار کہلاتی ہے - یا اسمین
صحرا ہو تو اُس کو بادیہ کہتے ہین - اگر وہ زمین ہلاکت پیدا کرنے والی ہو یعنے اُسمین پانی نہو وہ مفازہ کہلاتی
ہے یا وہ مفازہ دور واقع ہو تو اُسکو نہمہ کہتے ہین اگر اُسمین گہاس نہ ہو تو اُسکو مرت کہتے ہین جب زمین بلند
ہوتی ہے تو اُسکو نجد اور نشر کہتے ہین اگر اُسکی بلندی مین اتساع (وسعت) ہو تو اُسکو یفاع کہتے ہین جب وہ
اس اتساع کے ساتہ مستوی بہی ہو تو اُسکو صفصف کہتے ہین پہر وہ زمین اپنی نرمی کی وجہ سے سہل اور صاف
ہو تو اُسکو برث کہتے ہین - اگر اُس زمین کی مٹی پاک اور عمدہ ہو تو اُس کو عفرا اور وسمہ کہتے ہین اگر وہ قابل زراعت
ہوتی ہے تو اُس کو حقل کہتے ہین اور اگر وہ قابل زراعت نہ ہو تو اُس کو بور کہتے ہین اگر کسی زمین مین برسات نہ برسے
تو اُسکو غل کہتے ہین - اگر آگے سے اُسمین کوئی شخص فروکش نہ ہوا ہو تو اُسکو حطہ اگر وہ زمین نہ آباد کی جائے اور
نہ اُسمین زراعت کی جائے تو اُسکو عادسہ کہتے ہین - کہاری زمین کو سبخہ کہتے ہین اگر زمین مین درخت
بہت ہون تو اُسکو شجرہ کہتے ہین اگر کسی زمین مین چہوٹے چہوٹے کنکر بہت ہون تو اُسکو امغر کہتے ہین اگر
اُسمین بہت ہی پتہر ہون تو اُسکو حجرہ کہتے ہین اگر اُسمین بڑے بڑے اور کثرت سے پتہر ہون تو اُسکو صخرہ کہتے ہین
اگر کسی زمین مین غلہ زیادہ ہوتا ہو تو اُسکو مخصبہ اور مغلہ کہتے ہین اگر اس کے برعکس ہو تو اُسکو جردا کہتے ہین اگر
اُسمین پہل کثرت سے ہوتے ہون تو اُسکو ثمیرہ کہتے ہین اگر وہ زمین پاک وصاف اور آنکہون کو اچہی معلوم
ہوتی ہو تو اُسکو اریضہ کہتے ہین اگر اُسکی ہوا اچہی ہو تو اُسکو عزاہ کہتے ہین اور اگر اس کے برعکس ہو تو اُسکو وبیلہ
وخام - وخمہ - وخیمہ اور غمغہ کہتے ہین اگر اُسمین وبا ہو تو اُسکو دبئیہ کہتے ہین اگر اُسمین آدمی اور ہمیشہ وہ کثرت سے
ہون تو اُس کو غنا اور عامرہ کہتے ہین اور اگر اس کے برعکس ہو تو اُس کو خراب اور غامرہ اور فلاۃ اور بلقع

کہتے ہین۔

لیکن بوغا اور دقعا سخت اور باریک مٹی کو کہتے ہین جو بالکل ہوا کی طرح ہو۔ ثری۔ تراب اور ندی وہ مٹی جو کیچڑ نہ بنے جبکہ وہ تر کی جائے اور مور اس مٹی کو کہتے ہین جسکو ہوا اڑا لیجائے یعنے وہ گرد جسکو ہوا اڑا کر لیجاتی ہے ہبار بھی اس مٹی کو کہتے ہین جسکو ہوا اڑا کر لے جائے۔ اور لوگون کے منہ پر پڑے۔ ہبابی وہ مٹی جو کوٹی جائے اور سافیا وہ مٹی جو ہوا سے اڑکر زمین مین جابجا مل جائے جرثومہ وہ مٹی جسکو چونٹیان وغیرہ کیڑے جمع کرتے ہین۔ عفا وہ مٹی جو آثار کو مٹا دیوے اور عفر کے بھی یہی معنی ہین۔ رغام وہ مٹی جو ریتی سے ملی ہوئی ہو اور سماد وہ مٹی جس سے نباتات اگے ہوئے ہون۔ نقع وہ غبار جو گھوڑون کے سمون سے اڑتا ہے۔ عجاجہ وہ مٹی جسکو ہوا اڑاتی ہے اور رہج لڑائی کے غبار کو کہتے ہین۔

زمین کا بہت چھوٹا حصہ جو بلند ہوا ہو اوس کو تلعہ کہتے ہین پھر رابیہ نام ہے اسکی جمع ربی اور روابی ہے پھر اسکو اکمہ کہتے ہین اور اکمہ وہ ٹیلہ جو پتھرون کا ہو اسکی جمع اکام آتی ہے لیکن تل جس کے معنی ٹیلہ کے ہین اس کو کومہ کہتے ہین جو مٹی اور ریت وغیرہ کا ہوتا ہے۔ اور کثیب اور دعص ریت کے ٹیلہ کو کہتے ہین اس کے بعد وہ نجوہ کہلاتا ہے۔ پھر ربع۔ پھر ہضبہ یعنے وہ پہاڑ جو زمین پر پھیلا ہوا ہو۔ اسکی جمع ہضب اور ہضاب آتی ہے اسکے بعد وک ہے یعنی ذلیل پہاڑ اس کے بعد اسکا نام جبل ہے پھر طود اور علم ہے اور علم کے معنی بڑے پہاڑ کی ہین اس سے بھی جو بڑا ہوتا ہے اسکو اخشب کہتے ہین۔

پہاڑ کے نیچے کے ابتدائی اور پہلے حصہ کو جو زمین سے ملا ہوا ہوتا ہے قرار کہتے ہین اس سے اوپر کے حصہ کو سفح کہتے ہین یعنے ذیل جسکو دامن کوہ کہتے ہین اس سے اوپر کے حصہ کو سند کہتے ہین یعنے وہ حصہ جو اصل مین مرتفع ہو۔ اس کے بعد کے اوپر کے حصہ کو کیح کہتے ہین یعنے اسکا عرض۔ پھر اسکے اوپر کے حصہ کو ریدہ کہتے ہین یعنے اس کا اونچا ہوا سے ملا ہوا کنارہ اس کے اوپر کے حصہ کو حیہ کہتے ہین یعنے پہاڑ کے بازو اس کے بعد کے حصہ کو رعن کہتے ہین جو بجائے ناک کے ہے۔ اس کے اوپر کے حصون کے یہ نام ہین شعفہ۔ ذروہ اور قمہ جو بجائے سر کے ہے۔

منہل اس مکان کو کہتے ہین جہان پانی پیتے ہین یعنے پنگھٹ اسکی جمع مناہل ہے بطیحہ۔ بطحا اور ابطح چوڑی سیل یعنے پانی بہنے کی چوڑی جگہ جسمین کنکر وغیرہ جمع ہوجائین اسکی جمع اباطح۔ بطاح اور بطائح ہے۔ وادی اس بیابان کو کہتے ہین جو دو پہاڑون کے درمیان ہو۔ اسکی جمع اودیہ اور ودیان ہے۔ رحبۃ المکان مکان کے سامنے کے میدان کو اور وادی کے پانی کی سیل کو کہتے ہین۔ موبق اور برزخ اسکو کہتے ہین جو دو چیزون مین حائل ہو شامتہ زمین کا وہ حصہ یا قطعہ جو اپنے آس پاس کی زمین سے مخالف رنگ کا ہو اسکی جمع شام آتی ہے۔ اجمہ کے

معنی غابہ کے ہین یعنے جنگل اور بیابان ۔ حرث وہ زمین جو کھودی اور درست کیگئی ہو یعنی کہیت کی زمین ۔ بجزیرۃ یا شبہ جزیرہ ایک جزیرہ ہوتا ہے جو اپنے اطراف کے ایک طرف سے جنگل سے متصل ہو ۔ جرعا ریت کا بہت لمبا چوڑا پھیلا ہوا حصہ ۔

بہت بڑے سمندر کو عطمطم اور خضم کہتے ہین نہرون مین بڑی نہر کو طمع کہتے ہین جس چشمہ مین پانی بہت ہوتا ہے اسکو ثرہ کہتے ہین جب جنگل مین پانی بہرا ہوا ہو تو اسکو وادی زاخر کہتے ہین ۔ اور بحر طام اور نہر طافح بھی کہتے ہین جبکہ وہ بہرے ہوئے ہون ۔ جب پانی جما ہوا ہوتا ہے تو اسکو عضرس کہتے ہین بعض کہتے ہین کہ عضرس ایک قسم کی نبات (گہاس) کو کہتے ہین ۔ پانی جب ابر سے برستا ہو تو اسوقت لیسح کہتے ہین یعنے پانی برس رہا ہے اور اگر چشمہ سے پانی نکل رہا ہو تو ینبع کہتے ہین یعنے پانی چشمہ سے ابل رہا ہے ۔ اور جب پتھر سے پانی نکلتا ہے تو ینبجس کہتے ہین ۔ اور جب نہر سے پانی جاری ہو تو یفیض کہتے ہین اور اگر گہر کی چھت سے ٹپکتا ہو تو یکف کہتے ہین اور اگر مشک سے پانی گرتا ہو تو یسرب کہتے ہین اور جب پانی برتن سے گرتا ہو تو یرشح کہتے ہین اور جب آنکھ سے پانی جاری ہوتا ہے تو ینسکب کہتے ہین ۔

اگر کسی شخص کی صفت حماقت مین مبالغہ کرتے ہین تو یہ مثال دیتے ہین "احمق من لاعق الماء و احمق من ناطح الصخرۃ" پتھر کو مارنے والے سے زیادہ احمق ۔

اعشی کا قول اسی بناء پر ہے ۔

کناطح صخرۃ یوما لیفلقہا  فلم یضرہا واوھی قرنہ الوعل[1]

وعل سے مراد اس مصرعہ مین نفس کوہ ہے ۔ کسی شئے کے عام طور پر مباح ہونے مین یہ مثال دیتے ہین "احل من ماء الفرات" یعنے فرات کے پانی سے زیادہ مباح یعنے ہر شخص اسکو استعمال کرنے کا مجاز ہے اور نیز اس مثال مین فرات سے مراد آب شیرین ہے ۔ نقصان اور دہوکہ کہانے مین یہ مثال دیتے ہین "اخیب من القابض علی الماء" یعنے پانی کو مٹھی مین بند کرنے والے سے زیادہ نقصان والا ۔

ہم نے اس فصل مین عناصر کے ہر ایک نوع اور نیز تمام انواع کے نام جو باعتبار اختلاف ہیئت کے جمع کیا ہے وہ خاصکر وہ الفاظ ہین جو عام طور پر شائع اور مستعمل ہین ورنہ اس قسم کی تالیف مین استقرار سے بیان کرنا یقیناً مشکل ہوگا اور نہ اس کتاب میں ان کے ذکر کرنے کا موقع ہے ۔ یہ امور بڑی بڑی لغت کی کتابون مین

---

[1] ترجمہ ۔ وہ اسطرح سے مارتا ہے جیسے کہ بارہ سنگہا پتھر کو اپنے سینگ سے مارتا ہے تاکہ پتھر ٹوٹ جاے لیکن اس کے اس ضربہ سے اس پتھر پر کچھ بھی نقصان کا اثر نہین ہوتا گو کہ اسکا سینگ سختی مین مثل پہاڑ کے کیون نہ ہو ۔

مل سکینگے یہ بیان عربون کے قدیم علم فلک اور طبعیات کے متعلق تھا -

## علم ہیئت کا بیان

جو لوگ ظہور اسلام کے بعد ہیئت کے حاصل کرنے مین مشغول ہوئے وہ بہت ہین اسلئے کہ یہ امر مخفی نہین ہے کہ ظہور اسلام سے قبل بھی پوشیدہ امور کی معرفت کا اور آیندہ کے امور کا اور انسان کی سعادت اور نحوست کا علم تھا جو محض ستارون کو دیکھ کر یہ امور بتائے جاتے تھے اور یہ امر اسوقت تمام کرۂ ارضی مین پھیلا ہوا تھا بلکہ آجتک بھی اکثر مشرقی قبیلون مین اسکا اعتقاد باقی پایا آتا ہے - اسی بنا پر اس بات کا کہا جانا ممکن ہے کہ یہی غایت بہ نسبت دوسرون کے عربون کا اس علم کی طرف قبل ظہور اسلام التفات کرنے کا اصلی سبب تھی اس لئے کہ جب ابو جعفر منصور عباسی خلیفہ ہوا تو اسنے ایک شخص کو جسکا نام محمد بن الفرادی تھا اور جو کہ فلسفہ اور نجوم مین مشہور تھا یہ حکم دیا کہ وہ اس کے لئے کتاب سند ہند کبیر کا ترجمہ کردے تو اسنے اس کتاب کا ترجمہ کردیا بعض لوگ کہتے ہین کہ سند ہند کے معنی دہر الداہر یعنے ہمیشہ رہنے والے کے ہین اور یہ کتاب اس زمانہ مین اس علم و فن مین بڑی جامع سمجھی جاتی تھی کیونکہ یہ خیال کیا گیا تھا کہ اسمین اس فن کے مسائل بالاستیعاب بیان ہوئے ہین اس کتاب کو خلیفہ مذکور نے ہند سے منگوایا تھا اور فرادی کو اس کے ترجمہ پر مقرر کیا اسنے اس کتاب کا نہایت عمدہ ترجمہ کیا اور یہ کتاب اس زمانہ سے مامون عباسی کے زمانہ تک کے نجومیون مین معمول بہ رہی - مامون عباسی متقدمین کی کتابون کے ترجمہ کرانے اور علوم اور معارف کو عربون مین پھیلانے کا بڑا شائق اور کوشش کرنے والا تھا اس نے محمد بن موسی الخوارزمی کو جسکا ذکر گزر چکا ہے اور اس کے بھائیون کو حکم دیدیا کہ وہ یونانی کتابون کے جمع کرنے مین تمام ممالک کا دورہ کرین اور اس کتاب کا اختصار اور خلاصہ بھی کرین اسلام کے بعد بھی یہ کتاب عربون مین علم فلک کی بنیاد رہی ہے اسلئے کہ وہ ستارون کی حرکات اور اعمال فلکی پر شامل اور حاوی ہے -

جب خلیفہ مشار الیہ نے کتابون کو زبان عربی مین ترجمہ کرنے کا حکم دیا جیسا کہ اسکی طرف اوپر اشارہ کیا گیا ہے تو اسی کے ساتھ سنہ ۱۲۱۲ء مین مجسطی کے ترجمہ کرنے کا بھی حکم دیا - اس کے مترجم کے نام مین اختلاف کیا گیا ہے بعض کہتے ہین کہ اسحق بن حنین اسکا مترجم ہے بعض کہتے ہین کہ خازن بن یوسف ہے - اس وجہ سے اہل عرب اس علم کے شائق اور طالب بطلیموس مصنف کتاب مذکور کی رائے سے متفق ہوئے - اس کتاب مین انہوں نے اس قدر توغل کیا اور اس کے مضامین سے نہایت عمدہ مطالب اخذ کئے - چنانچہ زمین کے نقطۃ الراس اور ذنب کو دریافت کیا اور نیز رصدگاہ مین دائرۃ البروج کے میل کو خط استوا پر پایا اور اس سے وقت کا

انضباط کیا۔ اور پہر بغداد اور قرطبہ مین رصد گاہین بنائین بعض اُن مین سے افرنجیون کے پاس گئے اور اُن مین بڑے مشہور علمار ہوے جنکا ذکر قریب مین آئے گا۔ صاحب مقتطف کہتا ہے کہ علامہ بیلی جو اہل فرانس مین علمائے ہیئت مین بڑا مشہور شخص ہے وہ اُن لوگون کو یورپ مین نہ صرف علم کی زندگی کا سبب قرار دیتا ہی بلکہ یہ کہتا ہی کہ اگر نورالدین کی کتاب کرہ کے باب مین جو ہے وہ ممالک یورپ مین علم کی روح قرار پاتی ہے بلکہ اگر وہ نہ ہوتی تو کیپلر کو اُس کے دریافت کئے ہوے مشہور تین احکام مین کچھ بھی مدد نہ ملتی۔ مثلاً افلاک سیارات کی اہلیلجی شکل اور اگر اُن کے زائچہ سیارات اور ثوابت کے باب مین نہ ہوتے تو الفونسو اسپانیولی کے زائچہ نہ بنتے۔ اور ابن رشد جسکا ذکر فلاسفہ مین گزر چکا ہے اُسنے شمس کے کلف کو دیکھا اور اس امر کو اُسنے اہل یورپ کے دریافت کرنیسی قبل لکھدیا ہے۔

عرب کے مشہور علمار ہیئت مین سب سے پہلے خلیفہ مامون ہوا ہے کیونکہ اُسکو اکثر علوم و فنون کے حاصل کرنیمین بڑا شوق تھا۔ خاصکر علم فلک کے حاصل کرنے مین اُسکو بڑی رغبت تھی۔ اُسنے بیت الرصد کے بنانے کا حکم دیا۔ اور بیت الرصد ایک ہیکل ہے جس سے ستارون کے حالات دیکھے جا سکتے ہین اور اُنکی سیر (چال) کا حساب لگایا جا سکتا ہے۔ غرض کہ بیت الرصد کا اپنے ضروری آلات کے ساتھ تیار ہونا لازمی تھا بس اُنہون نے ایک شہر مین جسکو شماسیہ کہتے ہین اور جو اطراف شام مین ہے ۲۱۴ ہجری ۸۲۹ء مین مامون کے لئے اور اُس کے کہنے پر بیت الرصد بنایا اور اُسنے اپنے زمانہ مین اس کے اہتمام پر یحیی بن ابی منصور عبد الملک اور عباس بن سعید الجوہری کو تمام منجمین کا افسر بنایا اُنہون نے جدید زائچہ کا استخراج کیا اور یہ بیت الرصد اسلام مین پہلا ہے۔

اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خلیفہ مشار الیہ نے دائرۃ البروج کے میل کے دریافت کرنے مین دو رصد گاہین بنائین ایک بغداد مین بنایا جسپر یحیی بن ابی منصور مذکورہ بالا اور سناد اور عباس بن سعید کو مہتمم مقرر کیا اُنہون نے دائرۃ البروج کا میل (۳۵۲۳) پایا جیساکہ یونس نے اسکی روایت کی ہے اور فرغانی نے اپنی کتاب اصول علم ہیئت مین روایت کی ہے کہ دائرۃ البروج کا میل (۳۳۲۳) ہے۔ دوسرا بیت الرصد دمشق مین بنایا اسپر خالد بن عبد الملک اور سناد اور ابو الطیب اور ابن عیسی کو مقرر کیا اُنہون نے دائرۃ البروج کے میل کو (۵۲۳۳۲۳) پایا۔

خلیفہ مامون کے زمانہ مین احمد بن عبد اللہ بغدادی ظاہر ہوا اس کے تین زائچہ ہین ایک تو ہند کا مذہب ہے دوسرا ممتحن کے نام سے مشہور ہے۔ اور تیسرا زائچہ صغیر ہے۔ فن اصطرلاب مین اُسکا ایک نہایت لطیف مضمون کا رسالہ ہے۔

اسی خلیفہ کے زمانہ مین عمر و بن فرخان طبری نے جو ایک منجم تھا اُسی کے حکم سے بہت سی کتابون کا ترجمہ کیا

اور نیز علم نجوم اور باقی تمام علوم مین اسکی تصنیفات ہین -

احمد بن محمد الفرغانی بھی ایک کامل منجم تھا اسکو ہندسہ - ہیئت اور نجوم مین بڑا تجربہ تھا اسکی ایک کتاب کا نام مدخل ہے اور دوسری ایک کتاب کا نام جامع ہے اس کتاب مین اسنے مجسطی کے مسائل کو نہایت عمدہ الفاظ اور معانی مین بیان کیا ہے -

اسکے بعد ابو معشر جعفر بن محمد عمر البلخی مشہور شخص پیدا ہوا جس کا ذکر مدارک غیبیہ کے بیان مین مقالہ چہارم کی فصل چہارم مین گزر چکا ہے -

اور ثابت بن قرہ حرانی جسکا ذکر مترجمین کتب کے بیان مین گزرا ہے اس کے لئے خلیفہ مشار الیہ نے بغداد مین ایک رصدگاہ بنائی - اسکی مدد سے اسنے حرکت شمس کو استخراج کیا اور نجومی سال کے طول کا حساب کیا تو یہ سال اس کے نزدیک تین سو پینسٹھ (۳۶۵) دن چھ ساعات نو دقیقہ دس ثانیہ کا ثابت ہوا اور دائرۃ البروج کا میل (۲۳ - ۳۳ - ۳۰) پایا گیا جب اسکا مقابلہ قبل کے دریافت کئے ہوئے امور سے کیا گیا تو معلوم ہوا کہ زمانہ اور اقوام کے گزرنے سے تغیر ضرور واقع ہوتا ہے - اسنے یہ بھی بیان کیا کہ اعتدال کے نقطون کیلیے ایک حرکت مستقیمہ ہے اور دوسری قہقری -

محمد بن جابر بن سنان ابو عبد اللہ الحرانی جو بتانی کہلاتا ہے اور بتان حران کا ایک علاقہ ہے بڑا محاسب اور منجم مشہور رہے اسکے بنائے ہوئے زائچہ کا نام صابی ہے یعنے زیج صابی - یہ منجم اعمال عجیبہ اور عمدہ رصدگاہ کے بنانے مین شہرت پذیر ہے - اسی سے روایت ہے کہ اسنے ۲۶۴ھ م ۸۷۷ء سے رصد کا کام شروع کیا اور ۳۰۶ھ م ۹۱۸ء تک اس کام مین رہا - کواکب ثابتہ کو اپنے زیج مین ۲۹۹ھ م ۹۱۱ء مین ثابت کیا - اور یہ شخص رقہ اور انطاکیہ کی رصدگاہ مین رہا ہے ۳۱۷ھ م ۹۲۹ء مین مرگیا اور یہ شخص صابی المذہب تھا - ابن خلکان کہتا ہے کہ مین نہین جانتا ہون کہ اسنے اسلام اختیار کیا یا نہین لیکن اسکا نام اس کے مسلمان ہونے پر دلالت کرتا ہے - اسکی یہ مولفات ہین زیج اسکے دو نسخہ ہین پہلا اور دوسرا - دوسرا عمدہ ہے - کتاب معرفت مطالع البروج فی ما بین ارباع الفلک - رسالہ فی مقدار الاتصالات - شرح اربعۃ ارباع الفلک رسالہ در تحقیق اقدار الاتصالات - شرح چہار مقالات بطلمیوس وغیرہ یہ بیان صاحب کشف الظنون کا ہے - لالاند (فرانس کا ہیئت دان عالم) نے بیان کیا ہو کہ یہ شخص ان بیس عالمون مین سے ہے جو علم ہیئت مین مشہور ہوئے ہین - علامہ ہالی کہتا ہے کہ مین نے اسکی کتابون کو بہت غور سے دیکھا ہے اس کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ وہ اپنے زمانہ کا علامہ تھا اور اسکی تدقیق بالکل عجیب ہے اور رصد کے کام مین بڑا تجربہ کار رہے

بعض لوگ بیان کرتے ہین کہ اسکا زیچ بطلمیوس کے زیچ سے زیادہ صحیح ہے - اُسنے ایک حرکت اعتدال کو ۶۶ سال مین حساب کیا اس سے قبل لوگ اس حرکت اعتدال کو ایک سو سال مین دریافت کرتے اور حساب لگاتے تھے -

اُسنے دائرۃ البروج کے میل کو ۳۵۲۳ پایا سبب اُسکے حسابات کی اصلاح افقی اختلاف اور انکسار کے اعتبار سے کی جاتے تو دائرۃ البروج کا میل ۳۵۲۳ ۴۷ ہوگا - اور فلک الارض کی مباینت (یعنے تعدادفاصلہ) کو اُس نے ۳۴۶۵ قرار دیا اور اُس کے نصف قطر ۱۰۰۰۰ سے حساب لگایا ہے - اُسنے نقطۃ الراس اور ذنب کے انتقالات کو معلوم کیا - اُس نے قمر کے لئے ویسے ہی دو معادلہ وضع کئے جیسے کہ بطلمیوس نے وضع کئے تھے خسوف اور کسوف[1] کے رصد کو بھی باندہا اور اُسکی رصدات اور دریافت کا حال اُسکی ایک کتاب مین لکھا گیا ہے جسکا ترجمہ لاطینی زبان مین ہوکر چھپ گیا ہے اور عربی مین طبع نہین ہوا کہا جاتا ہے کہ وہ ابتک فاتیکان[2] مین محفوظ ہے جو خود مولف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے -

ابو محمد الخوکندی جو ۳۸۳ھ م ۹۹۲ء تک جیتا رہا - اسکی تحقیق مین دائرۃ البروج کا میل اُسکے ایک ضلع کی ربع سے جو تانیون پر تقسیم کیا گیا ہے (۲۳ ۳۲ ۲۱) حساب لگاکر دریافت کیا -

ابو الریان ۴۴۳ھ م ۱۰۵۱ء تک جیتا رہا جیساکہ ابو الفرج عبری نے روایت کی ہے لیکن علمائے فرانس مین سے برنار نے بیان کیا ہے کہ ۳۸۵ھ م ۹۹۵ء تک یہ شخص زندہ رہا ہے اور اُس نے دائرۃ البروج کے میل کو ۳۵۲۳ حساب کیا اور یہ حساب اُس کے نصف قطر کے ربع یعنے (۱۵) ذراع کے اعتبار سے کیا گیا ہے -

الزراخل ۴۶۹ھ ہجری مطابق ۱۰۷۶ء تک جیتا رہا - اُس نے دائرۃ البروج کے میل کو (۲۳ ۳۴ ۲۳) میل کا حساب کیا -

خازن اندلسی پانچوین صدی ہجری کے اواخر اور چھٹی صدی ہجری کے اوائل مین زندہ رہا ہے اور یہ صدیان بارہوین صدی مسیحی کے مطابق ہین اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسکا زمانہ مجہول ہے اُسنے فجر اور شفق کی بیان مین ایک کتاب لکھی ہے جسمین اُنکی ابتدا ارکو جبکہ آفتاب افق کے نیچے ۱۹ درجہ پہونچے اچھی طرح سے معین کر دیا ہے اور ہوا کی بلندی کا اُسنے حساب لگایا کہ (۵۱۰۸) میل ہے اور اس کے حساب مین محیط زمین سے جس کی مساحت (۲۴۰۰۵) میل ہے مدد لیگئی ہے اُسکی ایک کتاب بصریات (نظر سے متعلق) نہایت مشہور رہی ہے یہ کتاب سات جلدون مین ہے جو لاطینی مین ۹۸۰ھ م ۱۵۷۲ء مین چھپی ہے - اسمین اُس نے نور کی شعاعون کا

---

[1] خسوف کا اطلاق چاند کے ساتھ اور کسوف کا سورج کے ساتھ ہوتا ہے - مولف

[2] فاتیکان سرائے پاپا کو کہتے ہین جو رومیہ مین ہے - مولف

انکسار ہوا مین اس خوبی سے بیان کیا ہے کہ جیسا اُسکا حق ہے - اور نیز اُسنے اس انکسار کی کمیت کو بھی استخراج کیا - اور نیز اُسمین آنکھ کا وصف اس عمدگی سے بیان کیا ہے کہ وہ قبول کرنیکے لائق ہے - اسمین مرئیات کو قوت باصرہ سے دریافت کرنے کی کمیت سے بحث کیجاتی ہے الا اسکی بنا اس بنا پر رکھی ہے کہ یہ امر بلور کی مدد سے خوب دریافت ہو سکتا ہے لیکن عدس یعنے مسور برابر بلور کا اعتبار حساب مین نہین کیا - اور اُسنے دلیل لاتا ہی کہ نظر یعنے بینائی دماغ کے علم و شعور سے محسوسات ظاہری کو عصب بصری کے واسطہ سے دریافت کرتی ہے اور نیز دان کی شکلون کو ایک دکھلانے مین مشغول کرتی ہے باوجودیکہ قوت باصرہ دو آنکھون سے دیکھتی ہی ایک آنکھ سے نہین دیکھتی ہمالانکہ دونون آنکھون کی قوت حدقہ چشم سے برابر پڑتی ہے مگر اثر دونون کا ایک ہوتا ہے اور دونون کے ذریعہ سے ایک ہی صورت بنا کر دماغ مین پہونچاتی ہے - یہ اندلسی شخص فن انکسار مین تمام متقدمین پر فائق ہو گیا اور اُسنے بہت سے احکام کو ایجاد کیا منجملہ اُن کے یہ ہین - اُسکا بیان ہے کہ اجرام سماویہ جسقدر مرتفع ہوتے ہین ظاہر اوہ بڑے معلوم ہوتے ہین - سب سی پہلے یہ اُسی نے کہا ہے کہ ہم انکسار کی سبب سے اجرام کو افق کے اوپر دیکھتے ہین حالانکہ وہ افق کے نیچے ہوتے ہین اور یہ کہ انکسار اُس کے اطراف کو چھوٹا کر دیتا ہے - وہ خود بیان کرتا ہے کہ شعاعین منکسر ہو کر آنکھ کی طرف آتے ہین اس مسئلہ کو سب سی پہلے مین نی دریافت کیا ہے - اُس کے اور بہت سے اقوال ہین جنمین سے بعض صحیح ہین اور بعض غلط ہین - شیشہ مین چیزون کے بڑے ہونے کا مسئلہ سب سی پہلے اُسی نے ذکر کیا - اُسکا قول ہے کہ جب کوئی بنا مادہ شیشہ کے قاعدہ کی پاس رکھا جائے تو وہ بڑا دکھائی دیتا ہے - اس سے دوربینون وغیرہ کے ایجاد کا طریقہ اور راستہ معلوم ہوا اُس سے روایت ہے کہ اُسنے ایک دن اس بات کا دعوے کیا کہ وہ دریائے نیل مین ایک ایسا آلہ بنا دیتا ہے کہ لوگون کی شکایت بارش کے ہونے اور نہ ہونے کی دفع ہو جائے اُس کے اس بیان کا تذکرہ حاکم کے روبرو ہوا جسکا ذکر قریب مین آتا ہے اور یہ حاکم علماء کی بڑی تکریم کرتا تھا اُسنے اُسکو بلوایا اور جب وہ حاضر ہوا تو حاکم مذکور بھی قاہرہ سے باہر اُسکی ملاقات کو گیا اور اُسکو احسان مین زیر بار کر دیا اور اُسکی عزت اور مرتبہ کو بڑھا دیا اور اُس کے ہاتھ کے نیچے کاریگرون کو مقرر کر دیا اور وہ آلات اور ادوات بھی اُس کیلئے مہیا کر دئے جو اس کام مین اُسنے کار آمد اور ضروری بتائے تھے - پس خازن مصر کے ممالک مین پہرتا رہا اور جب یہ دیکھا کہ اس کام کا انجام پانا محال ہے تو وہ ناکامیاب قاہرہ کو واپس ہوا اور اس خوف سے کہ حاکم اُسپر عتاب کریگا اُسنے اپنے کو مجنون بنا لیا اور اُسکی جنون کی یہی حالت رہی یہانتک کہ حاکم مرگیا اور پھر خازن فقیر اور محتاج ہو گیا کہ اُسکو کھانے پینے کی اشیاء کا ملنا دشوار ہو گیا پس اُسنے کتابین تالیف کر کے بیچنا شروع کین یہانتک کہ سنہ ۴۳۰ ہجری مطابق سنہ ۱۰۳۸ء مین وہ مرگیا -

ابوالحسن علی بن ابی سعید بن عبد الرحمن بن احمد بن یونس بن عبد الاعلی صدفی مصری مشہور منجم ہے۔ زیج حاکمی کا مصنف یہی ہے جسکو زیج ابن یونس بھی کہتے ہین اور یہ کتاب چار جلدون مین ہے۔ ابن خلکان کہتا ہے کہ زیجون مین باوجودیکہ وہ کثرت سے ہین اس سے زیادہ طول اور بسیط کتاب نہین دیکھی گئی۔ عزیز ابوالحاکم بامرہ حاکم مصر نے اسکی تالیف کے لئے اُس سے کہا تھا اور یہ شخص علم نجوم اور شعر مین بڑی دستگاہ رکہتا تھا اور تمام اہل مصر کواکب کے متعلق یحیی بن منصور کے زیجون مین اسکی رائے کے موافق اور رائیکے انتیار پر اصلاح کرتے تھے۔ سنہ ۳۸۰ھ م ۹۹۰ء مین قاضی محمد بن نعمان نے اُسکی گواہی کو درست اور ٹھیک جانا۔ حالانکہ اُس نے اپنی عمر رصد اور تسییر موالید مین صرف کردیا تھا اور اس کام مین اُسنے وہ عمل کیا کہ اُسکی نظیر نہین ہے۔ اور وہ کواکب کو اور اُن کے حالات کو دیکھنے مین کہڑا ہوتا تھا۔ ابوالحسن منجم طبرانی کہتا ہے کہ وہ اُسکے ساتھ ایک مرتبہ جبل مقطم پر جو مصر مین واقع ہے چڑہا اور وہ زہرہ کو دیکھنے کے لئے اپنے کپڑے اور عمامہ کو نکال کر کہڑا ہوا تھا اور بجائے اُن کپڑون کے ایک سرخ نساوی کپڑا پہن لیا تھا اور ایک سرخ مقنعہ (نقاب) بھی مُنہ پر ڈال لیا تھا اور عود (بانسری) نکال کر بجانے لگا اور بخورات اُس کے سامنے جل رہے تھے اور ایک لمبے اور باریک کپڑے کا عمامہ باندہا ہوا تھا۔ یہ خیال کیا گیا ہے کہ اُسکو نجوم مین بڑی نادر اور صحیح معلومات حاصل تہی کہ اُسمین اور کوئی اُسکا شریک اور ہمسر نہین تھا۔ سنہ ۵۲۹ھ م ۱۱۳۴ء مین اسکی وفات ہوئی۔

ابوالقاسم ہبتہ اللہ بن الحسین بن یوسف اور احمد بھی کہا گیا ہے جو بدیع اسطرلابی کے نام سے مشہور ہے یہ شخص ایک مشہور شاعر بھی ہے بیان کیا گیا ہے کہ آلات فلکیہ بنانے اور اس خاص صنعت مین وہ اپنے زمانہ کا یکتا تھا۔ اس علم کی بدولت اُسکو خلیفہ مسترشد کی خلافت مین بہت مال و دولت حاصل ہوئی۔ اور جب وہ مرگیا تو اپنے فن مین کسی شخص کو جو اُس کے مرتبہ کا ہو جانشین نہین چھوڑا۔ اسطرلاب ایک یونانی لفظ ہے جس کے معنی میزان النجوم ہے یعنے ستارون کا ترازو۔ یہ بیان کیا گیا ہے کہ اسکا واضع اول بطلیموس مصنف کتاب مجسطی ہے۔ ابوالقاسم سنہ ۵۳۴ھ م ۱۱۳۹ء مین مرا۔

کرہ اور اسطرلاب کا استعمال جاری رہا یہان تک کہ شیخ شرف الدین طوسی نے کرہ اور اسطرلاب کے مقصود کو ایک خط مین وضع کرنا چاہا اور وضع کیا اور اس کا نام عصا رکہا اور اس ایجاد کے سمجھانے کے لئے اُس نے ایک نہایت عمدہ اور نادر رسالہ لکہا سب سے پہلے اسی نے اس ایجاد کو وجود مین لایا۔ پس علم ہیئت پہلے کرہ مین پایا جاتا تھا یعنے کرہ کے ذریعہ سے اسکے مسائل سمجہائے جاتے تھے اور کرہ ایک جسم ہے جسمین طول عرض اور عمق ہوتا ہے۔ اور ایک سطح مین بھی پایا جاتا ہے (یعنے اسطرلاب مین) اور اس سطح مین صرف طول اور عرض ہوتا ہے بغیر عمق کے اس ایجاد کے بعد علم ہیئت صرف ایک خط کے ذریعہ سے سمجہایا جانے لگا اور

خط سے مراد محض طول ہے جسمین عرض اور عمق نہین - اب باقی رہ گیا صرف نقطہ جسمین کسی صورت سے ان مسائل کو سمجھا نہین سکتے کیونکہ نقطہ مین کوئی چیز بنائی نہین جا سکتی اسلئے کہ نہ وہ جسم ہے اور نہ سطح اور نہ خط بلکہ وہ صرف خط کا ایک طرف یعنی گوشہ ہے - جیسا کہ خط سطح کی طرف مین ہوتا ہے اور سطح جسم کے طرف مین ہوتی ہے اور نقطہ ایک چیز ہے جسمین تجزی نہین ہو سکتی - پس یہ ممکن نہین ہے کہ اس مین کوئی چیز نقش کی جا سکے -

یہ بھی کہتے ہین کہ سب سے پہلے جسنے جواہر علویہ اور حرکات نجومیہ مین کلام کیا اور ہیاکل کو بنایا وہ ہرمس اول ہے ابن خلدون مغربی کہتا ہے کہ یہ کہا گیا ہے کہ ہرمس ادریس علیہ السلام کا نام ہے جو انبیاء مین قدیم ہین اور جنکا نام توراۃ مین اخنوخ کہا گیا ہے عام لوگ صنعت خیاطت (درزی گری) اور حیاکت (پارچہ بافی) کو انہین کی طرف منسوب کرتے ہین جیسا کہ نوح علیہ السلام کی طرف صنعت نجاری کو منسوب کیا جاتا ہے کیونکہ انہون نے کشتی بنائی تھی -

کہتے ہین کہ اسی ہرمس کو بودشیر بن قبط بادشاہ مصر نے جبل قمر کو روانہ کیا تا کہ وہ یہان آب نیل کو ترکیب دیوے اور بطیحہ کبری (بڑی نہر) کو ٹھیک اور درست کرے اسنے عیون نیل (دریائے نیل کے چشمون) کو بنایا اور بلاد الواحات کو آباد کیا - چنانچہ حکیم ارسطالیس فیلسوف نے اسکی کتاب کی شرح لکھی ہے اور مصری زبان سے یونانی زبان مین اسکا ترجمہ کیا اور اسمین جو علوم اور حکمت اور طلسمات بیان ہوے تھے انکی شرح کی اسکی ایک کتاب اسطماخیس بھی ہے جو عبادت اول کے احکام پر مشتمل ہے - اسمین یہ بیان کیا ہے کہ اقالیم سبعہ کے رہنے والے کواکب سیارات کی پرستش کرتے تھے اور ہر ایک اقلیم کو ایک ایک کوکب (ستارہ) سے مخصوص کرتے تھے اور اسکو سجدہ کرتے تھے اور اس کے لئے خوشبوئی کا دھوان دیتے تھے اور اسکے نام کی قربانی بھی کرتے تھے اور ان ستارون کی روحانیت کو مانتے تھے جو اُن کے خیال مین وہ اُن کے کامون کے مدبر سمجھے جاتے تھے - اور یہ کتاب شہرون اور قلعون کو طلسمات اور حکمت سے فتح کرنے کے مسائل پر حاوی ہے - ان طلسمات مین سے اسمین یہ بھی ایک طلسم بیان کیا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ سے بارش ہو سکتی ہے اور پانی کھینچکر لایا جاتا ہے - اسکی تصنیف سے کتاب اسطرشاش بھی ہے جسمین اُن اختیارات کا بیان ہے جو چاند کی چال پر جو منازل اور اتصالات مین ہوتی ہے حاصل ہوتے ہین اسکی اور بھی دوسری کتابین ہین جنمین اعضاء حیوانیہ کے اور احجار (پتھر) اور نباتات کی خواص اور منافع کا بیان ہے -

یہ اور اس قسم کی باتین متقدمین حکماء کی رایون سے کتابون مین بھری پڑی ہین انکی زیادہ تر تصنیفات

نجوم مین ہین۔ چونکہ خاصکر عربون کی طبیعت مین صداقت تھی اسلئے اُنہون نے اسپر اکتفا نہین کیا بلکہ علم نجوم کے جو مسائل اُنہون نے متقدمین سے سیکھے تھے اُسمین اُنہون نے ترقی کی اور اُن پر تفوق حاصل کیا اس لئے کہ اُنہون نے اُسمین اور بہت سے رموز علمی بعوض نجوم کے ایجاد کیے جو کتابون مین دیکھتے ہین مثلاً خط رمل اور حساب نیم اور زایرجہ وغیرہ چنانچہ چوتھے مقالہ کی چوتھی فصل مین اسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور اس کے سبب سے اُنہون نے علوم فلکیہ مین جو ترقی کی تھی اسکو بگاڑ دیا جیسا کہ اُن سے پہلے کی قومون نے اس قسم کے امور سوا اپنے علوم وفنون کو بگاڑا تھا۔

## جغرافیہ کا بیان

بعض مولفین کہتے ہین کہ اہل عرب بھی جغرافیہ دانون مین متقدمین مین شمار ہوتے ہین۔ ملطبرون مشہور فرانسیسی جغرافیہ دان کہتا ہے کہ انہون نے معلوم اور معروف زمین کی حدود سے جا و زیا، ور اسمین بہت توغل پیدا کیا خصوصاً ایشیا اور افریقہ کی زمین ہن ابتداے اسلام مین خلفاء نے بھی اپنے امرا اور عاملون اور فوج کو حکم دیا کہ اُن مین سے ہر ایک کا فرض ہے کہ انہون نے جن ممالک کو فتح کیا ہے یا اُن پر اُنکو غلبہ ہوا ہے وہ اُسکی حدود کا نقشہ کھینچین ۲۱۵ھ م ۸۳۳ء مین خلیفہ مامون عباسی نے حکم دیا کہ وہ میدان سنجار اور تدمر اور رقہ مین درجہ کے عرض کا قیاس کرین انہون نے اسکی مساحت کی اور دوبارہ کوفہ کے قریب مین بھی اسکی مساحت کی اور اس ذریعہ سے انہون نے کل زمین کی مساحت کو دریافت کیا۔ ابن خلکان اس عمل کے طریقہ کا ذکر کرکے کہتا ہے کہ مامون متقدمین کی راے کے موافق خیال کرتا تھا کہ کرہ ارض کا دورہ (محیط) چوبیس ہزار میل[1] ہے۔ اور تین میل کی مساحت ایک فرسخ کی برابر ہوتی ہے۔ پس اُسنے موسی کے بیٹون سے یعنی ابوعبداللہ محمد بن موسی بن شاکر اور اُس کے دونون بھائیون محمد اور حسن سے جنکا ذکر کتابون کے جمع کرنے اور [illegible] کرنے مین گزر چکا ہے پوچھا انہون نے کہا کہ ہان یہہ مساحت (پیمایش) قطعی ہے یعنے یقینی ہے۔ مامون نے کہا مین تم سے اس عمل کو اور اس کے طریقہ کو جاری کرا کے متقدمین کے بیان کردہ اندازہ کو دیکھنا چاہتا ہون کہ آیا اُن کا بیان صحیح بھی ہے یا نہین۔ پس انہون نے اراضی مستویہ کو دریافت کیا کہ ایسی زمین کہان اور کس

---

[1] میل چار ہزار خطوہ (قدم) کا ہوتا ہے اور ایک فرسخ کے بارہ ہزار خطوہ ہوتے ہین اور دورہ ارض (محیط) کے کل خطوہ کی تعداد نو کروڑ ساٹھ لاکھ ہوتی ہے اور ایک خطوہ مساحت مین چھ قدم کے مساوی سمجھا جاتا ہے پس زمین کا دورہ (محیط) قدمون کے حساب سے ستاون کروڑ ساٹھ لاکھ ہوتا ہے۔ مولف

علاقہ مین ملسکتی ہے اُن سے کہا گیا کہ سنجار کا صحرا (یعنے میدان) اس کام کے لئے موزون اور مناسب ہے اور وطاء (مقام کا نام ہے) کوفہ بہی اس کام مین مناسب ہوسکتا ہے۔ پس اُنہون نے اپنے ساتھ ایسے لوگون کو ہمراہ لیا جن کے بیان پر مامون بہروسہ کرسکتا تہا۔ پس یہ سب کے سب سنجار کے ایک مقام مین جاکر ٹھہرے اور انہون نے قطب شمالی کے ارتفاع کو ناپا اور اُن رسیون سے جو ستونون سے اُنہون نے باندہی تہین اسکا قیاس کیا۔ پہر وہ اُس مقام کو گئے جہان سے قطب مذکور کے ارتفاع کو لیا تہا جیسا اُنہون نے اسکا دیکہا تو ایک درجہ بڑہا ہوا تہا۔ پہر انہون نے اُس مقدار کی پیمایش کی جہان تک وہ ڈوری سے بندہا ہوا تہا تو اسکی پیمایش کی مقدار ۵۶ ۲/۳ میل ہوئی پہر اسی طرح ... انہون نے یہ بات جانچی کہ آسمان کا ہر ایک درجہ جو سطح زمین کے مقابل ہے ۵۶ ۲/۳ میل کا ہوتا ہے۔ پہر انہون نے اسکی صحت کا امتحان اسی رسی سے جنوب کی طرف کی زمین سے کیا جو اس پیمایش کے مقابل تہی پہر انہون نے یہان سے قطب شمالی کا ارتفاع دریافت کیا تو پہلے ارتفاع سے ایک درجہ گہٹا ہوا پایا گیا۔ اس عمل سے اُن کے حسابات صحیح ہوگئے اور انہون نے جس چیز کا ارادہ کیا تہا اُسکو تحقیق سے ثابت کیا۔ اور اُس کے حساب کو ضرب دیا جسکا اعتبار بارہ برجون مین کرتے ہین تو معلوم ہوا کہ ہر برج مین تیس درجہ ہوتے ہین اور کل بارہ برجون کے درجہ تین سو ساٹھ ہوتے ہین اور جب ان تین سو ساٹھ کو ۵۶ ۲/۳ میل مین ضرب دیا تو خارج قسمت چوبیس ہزار میل نکلا اور چوبیس ہزار میل آٹھ ہزار فرسخ کے برابر ہوتے ہین۔ پہر وہ سب مامون کے پاس آئے اور اُسکو اس امر سے اطلاع دی اُس نے پہر اُنکو کوفہ بہیجا یہان بہی اُنہون نے ویسا ہی عمل کیا جیسا کہ سنجار مین کیا تہا۔ اس امتحان سے بہی پہلے حساب کی تصدیق ہوگئی اب مامون کو معلوم ہوا کہ متقدمین نے اس باب مین جو لکہا ہے وہ صحیح ہے۔

ملطبرون کہتا ہے کہ لشبونہ سے بلاد اندلس کو کرستفورس کلمبوس سے بہت مدت پہلے ایک جماعت جنکو مغرورون کہتے ہین اور جو کہ عربون سے تہے گئی تہی وہ سمندر مین سفر کرنے لگے اور اراضی غریبہ جو بحر اٹلانٹک مین ہے بحث کرتے جاتے تہے۔

اور اُسنے یہ بہی کہا ہے کہ عربون نے بحر ہند اور بحر چین مین بہت سی نئی معلومات کو دریافت کیا اُن مین سے دو شخص رصد کے جاننے والے تہے اُنہون نے اپنی کوشش کو حد بندی مین صرف کیا اور وہ واقدی اور ابو زید ہین اور یہ دونون بلاد ایشیا اور اُسکی حدود سے سنہ ۲۳۷ھ م سنہ ۸۵۱ع مین گزر کر سنہ ۲۶۴ھ م سنہ ۸۷۷ع تک سفر مین رہے۔

اس مقام پر جو واقدی کا ذکر ہوا شاید اُس سے مراد ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن واقد الواقدی مدنی ہو

جو بنی ہاشم کا مولی (غلام) تھا بعض اسکو بنی سہم بن اسلم کا مولی کہتے ہین۔ یہ شخص مغازی وغیرہ مین صاحب التصانیف
ہے اسکی ایک کتاب کا نام ردّہ ہے جسمین اُسنے آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد عربون کے مرتد ہونے کا
حال بیان کیا ہے اور نیز اسمین صحابہ کی اُن لڑائیون کا ذکر ہے جو طلیحہ بن خویلد ازدی اور اسود العنسی اور
مسیلمۃ الکذاب کے ساتھہ ہوئی تہین جنکا ذکر چوتھے مقالہ کی چوتھی فصل مین گزر چکا ہے۔ مامون نے اس کو
عسکر مہدی کی قضا دی لیکن لوگون نے اسکو حدیث مین ضعیف بتایا ہے۔ واقدی کی وفات سنہ ۲۰۷ھ م
سنہ ۸۲۳ع مین ہوئی لیکن اسکی وفات کی تاریخ المطبردان نے جو بیان کی ہے وہ اس تاریخ سے [illegible]
پس یا تو یہ دونون تاریخیں واقعی طور پر غلط ہین یا یہ ہوگا کہ [illegible] نے جو بیان کیا ہے وہ اس [illegible]
بیشک [illegible] متعلق ہے

لیکن ابو زید جو عمر بن شبہ کہلاتا ہے اور جسکا نام زید اور لقب شبہ ہے یہ شخص عبیدہ بن زید کا بیٹا ہے
اور اسکو ابن رابطۃ النمیری بھی کہتے ہین یہ شخص کتاب تاریخ بصرہ کا مصنف ہے یہ شخص حدیث مین صدوق
مانا گیا ہے اسکی وفات سنہ ۲۶۲ھ م سنہ ۸۷۵ع مین ہوئی۔

اسلام کے مشہور جغرافیہ دانون مین یہ لوگ ہین قطب الدین مسعودی ابن عتیبہ اسکا نام علی بن الحسین بن
علی بن عبد اللہ بن زید بن عتبہ بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود ہے۔ یہ شخص مطیع للہ بن
مقتدر خلیفہ عباسی کے زمانہ مین جغرافیہ کی تالیف مین مشغول تھا اسنے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام
مروج الذہب ہے ایک اور کتاب اس نے لکھی ہے جسکا نام معادن الجواہر فی تحف الاشراف والملوک
واہل الدرایات ہے۔ اور یہ ایک عام تاریخ ہے جسمین تمام ممالک معروفہ یعنے دنیا کی تین اقسام کا
بیان ہے یہ شخص اپنے جغرافیہ مین نہایت شرح وبسط سے لکھتا ہے خصوصاً وہ بیان جو افریقہ۔ ہند اور
وسطی ایشیا سے متعلق ہے مقام قاہرہ مین سنہ ۳۴۶ھ م سنہ ۹۵۶ع مین اسکی وفات ہوئی۔

اسی زمانہ مین ابن حوقل ظاہر ہوا جو کتاب المسالک والممالک اور مفاوز اور مہالک کا مصنف
ہے جو سنہ ۳۶۶ھ م سنہ ۹۷۶ع مین لکھی ہے اس کتاب کا فارسی مین ترجمہ ہوا اور پھر انگریزی مین اسمین جو تخطیطات
یعنے خطوط اور حدبندی ہے وہ نہایت کامل اور مکمل ہے اور وہ جمیع بلاد اسلام سے متعلق ہے ان
بلاد کے سوائے اُسنے اور ممالک کی نسبت اجمالاً لکھا ہے وہ خود کہتا ہے کہ بلاد نصاری اور حبشہ کی نسبت
مین نے تہوڑا ہی لکھا ہے۔ کیونکہ میری حکمت اور عدل اور دین اور انتظامی احکام کے مشغلے مجھکو اس
بات کی اجازت نہین دیتے ہین کہ مین انکی نسبت کچھ لکھون۔

پھر شریف ادریسی ظاہر ہوا جس کو اہل فرانس نوبہ کا جغرافیہ دان کہتے ہین اور اسی لقب سے اسکو

ملقب کرتے ہین۔ اسنے پادشاہ صقلیہ روجار اول کے لئے ایک کتاب لکھی ہے جسکا نام نزہتہ المشتاق رکھا ہے اور یہ کتاب کرہ ارضیہ کی شرح ہے جو اسی ... کے حکم سے چاندی کا کرہ بنایا گیا تھا۔ اس کرہ کا وزن اسّی اوقیہ کا تھا اس کتاب مین اس نے ... نباتات کا حال بھی لکھا ہے اور یہ واقعہ ۵۴۹ھ مطابق ۱۱۵۳ء کا ہے۔

پھر ابو عبد اللہ یاقوت الحموی بن ... اللہ رومی الجنس حموی المولد بغدادی الدار جس کا لقب شہاب الدین ہے ظاہر ہوا۔ کم سنی مین یہ اپنے ملک سے قید ہو کر آیا تھا بغداد کے ایک تاجر نے اس کو خرید ا اور اسکو نفع اٹھانے کی غرض سے کتابت سکھلائی۔ یہ شخص علی بن ابی طالب رض کا سخت متعصب مخالف تھا اس نے بہت سی تاریخ کی کتابون کو ڈھونڈھ کر جمع کیا اور ان سے ایک کتاب جغرافیہ کی جو حروف ہجا کی ترتیب پر مرتب ہے لکھی اور جسکا نام معجم البلدان ہے اس کے سوا اسکی اور بھی تصانیف ہین جنمین سے یہ ہین ارشاد الاولیا الی معرفۃ الادبا چار جلدون مین ہے اور ایک کتاب اخبار شعرا متقدمین اور متاخرین مین لکھی ہے اور کتاب معجم الشعرا اور کتاب معجم الادبا اور کتاب المشترک وضعاً المختلف صقعاً اور تاریخ مین کتاب المبدا والمآل اور کتاب الدول اور مجموع کلام ابی علی الفارسی اور عنوان کتاب الاغانی اور مقتضب فی النسب اور کتاب اخبار المتبنی ہے ۶۲۶ھ م ۱۲۲۹ء مین اسکی وفات ہوئی۔

اس کے بعد ابن وردی نے حلب مین ایک کتاب جغرافیہ طبعی مین لکھی یعنے طبیعت ارضیہ کے بیان مین اس کا نام اسنے خریدۃ العجائب رکھا ہے اسمین وہ تفاصیل لکھی ہین جو موالید ثلثہ (حیوانات۔ نباتات جمادات) سے متعلق ہین افریقیہ۔ بلاد عرب اور شام کا بیان نہایت بسط سے لکھا ہے لیکن یورپ اور ہند اور شمالی ایشیا کا حال نہین لکھا۔ اسکی کتاب مثل عام نقشون کے تمام زمین کے حالات سے متعلق ہے یہ واقعہ ۶۳۰ھ م ۱۲۳۲ء کا ہے۔

ملک المؤید عماد الدین ابو الفدا پادشاہ حماۃ اسکی مولفات مین یہ کتابین ہین کتاب تقویم البلدان اسمین زمین کے تمام خطط در سرحدات تفصیل کے ساتھ ہین۔ اسکو اس نے جدولون کی صورت مین باعتبار اقالیم اور اس کے درجون اور تمام احوال اور تمام اماکن کے عروض کے مرتب کیا ہے اور اسکی مقدمہ مین علم ہیئت اور دنیا کے بڑے بڑے دریاؤن۔ نہرون اور پہاڑون کا ذکر ہے چونکہ اسکا وطن ملک شام ہے اس لئے اسکے خطط ملک شام کے متعلق بہ نسبت دوسرے خطط کے مکمل ہین اور اس کے ملک سے جو اقالیم ملحق ہین جیسے عرب عجم اور مغرب کے حالات اور فوائد جلیلہ کو بھی اچھی طرح

بیان کیا ہے لیکن بلاد تاتار اور چین کے متعلق اسکا بیان مکمل نہین ہے۔ اور بلاد نصاری جو یورپ مین ہین اور اقالیم افریقہ کا بیان جنمین سودانی رہتے ہین اسکے نزدیک اس قدر کم کا ہے کہ انکی طرف زیادہ توجہ اور اہتمام کرنیکی ضرورت نہین ہے اسکی ایک عام تاریخ بھی ہے جسکو حقیقت مین مسلمانون کی تاریخ کہہ سکتے ہین سنہ ۷۳۲ ہجری مطابق سنہ ۱۳۳۱ء مین اسکی وفات ہوئی۔

آٹھوین صدی ہجری مین جو چودہوین صدی عیسوی سے مطابق ہے بغوی ظاہر ہوا اسنے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام اسنے عجائب المولی القادر فی ارضہ رکھا ہے۔

یہان تک تو ملطبرون کا کلام تھا جس کے بیان کے ہم درپے تھے ان کے سوائے اور بہت سے مسلمان جغرافیہ دان پائے جاتے ہین جنہون نے اس فن مین کتابین لکھی ہین ان کو ملطبرون نے ان جغرافیہ دانون کے ساتھ بیان نہین کیا جنکا ہم نے ذکر کیا ہے اور بجائے ان کے افرنج کے جغرافیہ دانون کا حال لکھا ہے جنمین سے ایک اسحق اصطخری ہے جس نے ایک کتاب لکھی ہے اور اسکا نام اسنے کتاب الاقالیم رکھا ہے اور یہ تالیف سنہ ۳۰۳ھ یا ۳۰۹ھ م ۹۱۵ء یا سنہ ۹۲۱ء مین ہوئی ہے۔ اور انہین مین سے ابو القاسم عبد اللہ ہے کتاب المسالک اور ممالک کا مصنف سنہ ۳۰۰ھ م ۹۱۲ء مین اسکی وفات ہوئی۔ اور محمد جیہانی مصنف کتاب المسالک فی معرفۃ الممالک کی وفات سنہ ۳۳۱ھ م ۹۴۲ء مین ہوئی۔ اور ابو الفرج بغدادی مصنف تذکرہ کی وفات سنہ ۳۳۷ھ م ۹۴۸ء مین ہوئی۔ اور قزوینی وغیرہم بھی انہین لوگون مین شمار ہوتے ہین۔

عربون مین سیاحون کا بھی ایک بڑا گروہ ہوا ہے جنمین ابن فضلان ہے جس نے افریقہ کی سیاحت کی اور اسکے حالات دوسری اور تیسری صدی ہجری مین جو نوین صدی مسیحی کے مطابق ہے عمدہ طور پر لکھے ہین۔ انہین مین سے بیرونی ہے جو علم فلک (ہیئت) کا جاننے والا تھا اسنے ہند کی سیاحت کی اور اس کے متعلق ایک عمدہ کتاب لکھی اور یہ واقعہ پانچوین صدی ہجری کا ہے جو گیارہوین صدی مسیحی سے مطابق ہے۔ اور انہین مین سے ابن بطوطہ ہے جس نے ساتوین صدی ہجری مین جو مطابق ہے تیرہوین صدی مسیحی کے افریقہ۔ ہند۔ چین اور روس وغیرہ ممالک کی سیاحت کی۔ انہین مین سے حسن بن محمد قرطبی ہے جو اسد افریقی کے نام سے معروف ہے اسنے دسوین صدی ہجری مین جو سولہوین صدی مسیحی کے مطابق ہے افریقہ اور ایشیا کی سیاحت کی۔ انہین مین سے بعض نے سیاست مین کتابین لکھین اور بعض نے اقسام کے مختلف معاملات پر کتابین لکھین۔ اور بعض نے ملک کی درآمد برآمد اشیاء اور تعداد باشندگان اور تعداد مدن (شہر) اور قریون اور تمام اوصاف کے بیان مین کتابین لکھین۔ اور بعض نے فروسیت (سواری) مین اور بعض نے موسیقی مین اور بعض نے عام قاموسین (یعنے کتب لغت) اور بعض نے جیسے کہ ابو الفدا ہے اور جسکا ذکر جغرافیہ کے بیان مین گزر چکا ہے ہیئت اور ریاضیات مین

کتابین لکھین - پہر اور صاحب علم بھی ان مباحث مین انکے پیچھے چلنے لگے - ملطبرون کہتا ہے کہ بعض امور سے یہہ استدلال کیا جا سکتا ہے کہ عیسائیون کے پہلے جغرافیہ دان اور نقشہ بنانے والے وہ عربی کتابون کے طفیلی اور انہین کے طریقہ پر چلنے والے ہین -

## علم نبات کا بیان

عربون کو علم نبات مین بھی مذاق اور مشغلہ رہا ہے اسکو انہون نے دیوسکوریدس سے حاصل کیا تھا - بعض نے حیوانات کے متعلق کتابین لکھین اور بعض نے زراعت کے متعلق لکھین جیسے قزوینی - دمیری - ابن ابی زاحر جنکا ذکر اطبا کے ساتھ ہوگا اور ابن البیطار طبیب نباتی جس نے بلاد یونان کا سفر کیا اور نباتات کو جمع کیا چنانچہ اسنے اس کے بیان مین ایک کتاب لکھی ہے جسکا نام ادویہ مفردہ ہے - اور ابوزکریا اشبیلی نے ایک نہایت عمدہ کتاب حراثت (کہیتی اور باغبانی) کے بیان مین لکھی ہے قصیری اس سے ذکر کرتا ہے کہ اسنے اہل عراق - یونان رومانیون اور افریقیون کے معارف کی تطبیق بلاد اندلس کے ساتھ کی ہے -

اندلسی لوگ مٹی کے خواص کو خوب جانتے تھے اور زمین کی طبیعت کے موافق اسمین کہاد وغیرہ دیکر اچھی طرح زمین کو استوار کرتے تھے جس سے کہیتی مین بڑا زور ہوتا ہے اور نیز کہیتی اور درخت لگانے کے اور آبرسانی کے طریقو کو بھی خوب جانتے تھے یورپ کے گرہون یعنے تشیب مین اندلس کو انہون نے ایک باغ بنا دیا تھا اور وہان کہجور - سیب - روئی - توت - اور نیشکر کی زراعت کرنے لگے اور اندلسیون کو پانی کو اپنی اصلی سطح سے بذریعہ نواعیر یعنے موٹ کشی کے اوپر پڑہانا سکہلایا یہان تک کہ اندلس حرفون اور دیگر فنون مین یورپ کا آبادترین قطعہ ہوگیا -

وہ لوگ خلیفہ معتضد باللہ عباسی کے زمانہ مین گول تریخ کو ہند کے ملک سے اپنے ملک کو لے گئے - اور اس کو عمان مین بویا اہل عرب پہر وہان سے بصرہ - عراق اور شام کو لے گئے - ابن خلدون مغربی کہتا ہے کہ جب یہہ میوہ شام اور انطاکیہ اور مصر کی گہاٹیون مین کثرت سے پیدا ہونے لگا تو اسکی خوشبوئی اور اسکا خوشنما رنگ جو ارض ہند مین ہوتا تھا معدوم ہوگیا کیونکہ یہان کی ہوا اور مٹی اس کے لئے موافق نہین ہوئی پہر وہ برتقال (ایک میوہ کا نام ہے) کو یورپ کے ملک سے ممالک مشرق مین لے گئے - بعض مورخین کہتے ہین کہ برتقال اصل مین چین اور ہند مین ہوتا ہے - یہان سے یورپ کو لے جاکر اسکی کاشت کی گئی - سب سے پہلے یورپ مین پرتگال کے لوگون نے اسکو بویا اور وہان سے یورپ کے اور ممالک مین اسکی کاشت کی گئی جب عرب اسکو اپنے ملک مین لیگئے تو اسکا نام ہی برتکال رکہا -

## ہندسہ وغیرہ کا بیان

بعد اس کے کہ عربوں نے اقلیدس - ارشمیدس اور ابولونیوس کی کتابوں کا ترجمہ کیا جیساکہ اسکی طرف اوپر اشارہ کیا گیا ہے تو انہوں نے علم ہندسہ کی طرف بھی توجہ کی - ابن خلکان کہتا ہے کہ ابوالوفا محمد بن محمد بن یحیی بن اسمعیل بن العباس بوزجانی مشہور محاسب نے جو علم ہندسہ میں بڑا مشہور امام تھا اس علم میں اسنے ایجادیں کیں جو اس سے پہلے کسی نے نہیں کی تہیں - اور علامہ کمال الدین ابوالفتح موسی بن یونس جو اس فن میں مصروف تھا اسکی کتابوں کی تعریف میں بڑا ہی مبالغہ کرتا تھا اور اکثر اپنے مطالعہ میں اسپر بھروسہ کرتا تھا اور اس کے قول کو حجت قرار دیتا تھا - اور اس کے نزدیک اسکی مصنفہ متعدد کتابیں تہیں ۳۷۶ھ مطابق ۹۸۶ء میں ابوالوفا کی وفات ہوئی -

صاحب مقتطف کہتا ہے کہ رقاص[1] کا استعمال عربوں میں معروف تھا لیکن اسکا موجد معلوم نہیں کہ کون ہوا ہے - اسکا حق (صلہ) تو یہ تھا کہ اسکا نام اوراق (کتابوں) کے پیٹ میں قائم رہتا کیونکہ اس سے اسنے عالم کو بڑا فائدہ پہونچایا ہے - اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جربرت فرانسیسی راہب نے پہلی ساعت کو ذات رقاص بنایا اور اسکو یورپ میں پہونچایا اور اس علم کو اسنے ان سے اسوقت حاصل کیا تھا جبکہ وہ اندلس میں درس دیتا تھا - جیساکہ یہ امر فصل ثانی سے ظاہر ہوا ہے -

صاحب مقتطف یہ بھی کہتا ہے کہ اہل عرب ہی حساب مثلثات کے واضع ہیں جیساکہ وہ علم آج بھی اسی حالت میں ہے کیونکہ وہ بعوض اقواس (جمع) کے اوتار (جمع وتر یعنے طاق) مضاعف کے جیوب[1] کا استعمال کرتے تھے - ارزاخل نے (جسکا ذکر علمار ہیئت میں گزرا ہے) جیوب میں جدول کو وضع کیا اسمیں اس نے قطر کے تین سو حصے کئے اور جابر نے اسپر اور دو قضیے اپنی ذات سے دریافت کرکے اضافہ کئے جن سے جدید فن مثلثات کی بنا پڑی -

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سب سے پہلے حساب کو ابوالفرج قدامہ بن جعفر بن قدامہ کاتب بغدادی نے وضع کیا اور ابوالفرج خلیفہ مقتدر باللہ عباسی کے زمانہ میں تھا بلاغت میں اسکی مثال دیجاتی ہے اور جس کسی کی بلاغت میں مبالغہ کیا جاتا ہے تو یہ مثال دیتے ہیں ابلغ من قدامۃ یعنے قدامہ سے زیادہ بلیغ - لیکن صحیح یہ ہے کہ عربوں نے عشری حساب کے

---

[1] یہ ایک حسابی عمل کا نام عام لغت کی کتابوں میں اسکا پتا نہیں چلتا جس سے یہ معلوم ہو سکتا کہ اس زمانہ میں اس عمل کا کیا نام ہے - مترجم

طریقہ کو ہندیون سے سیکہا ہے مگر بات یہ ہے کہ اسمین اُنہون نے بہت خوبی پیدا کی اور انہین لوگون نے حسابی رقوم کو یورپ مین داخل کیا۔

عربون کو علم الجبر یعنے جبر و مقابلہ مین بھی بڑی دستگاہ تہی جو عقل انسانی کے مخترعات مین ایک نادر اور عجیب چیز ہے یہانتک کہ ایک زمانہ تک یہ مانا گیا ہے کہ اسکا واضع (موجد) ابوعبداللہ محمد بن موسیٰ خوارزمی ہے جسکا ذکر اُن لوگون کے بیان مین گزرا ہے جنہون نے قدیم کتابون کے جمع کرنے اور اُن کے ترجمہ کرنے مین کوشش کی تھی اسی نے مامون کے لئے کرہ ارض کے دور کے حساب کا عمل کر دیا تھا جیسا کہ علم ہیئت کے بیان مین اس امر کا ذکر گزر چکا ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ اُنہون نے اس علم کو یونانیون سے سیکہا لیکن اُنہون نے اپنی کوشش سے اسمین وہ خوبی پیدا کی کہ یہ علم انہین کی طرف منسوب ہونے لگا اور شاید ابوعبداللہ مذکور نے اس علم کو سب سے پہلے سیکہا اور لوگون مین اسکو شائع کیا[1]

اہل عرب ثقل نوعی کو بھی جانتے تھے صاحب مقتطف کہتا ہے کہ ڈاکٹر بلش نے امریکا کے ایک شہر نیویارک مین علوم اکادمیہ کے ہونے کی نسبت خطاب کر کے کہتا ہے کہ یہ علوم عربون کو بھی معلوم تھے۔ اُسنے اسمین خازسینی کی کتاب میزان الحکمۃ سے بہت سے اقتباسات کا ذکر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل عرب ثقل ہوا کو جانتے تھے اور نیز وہ استخراج ثقل نوعی کے باب مین اکثر اجسام سیال اور جامدہ کی نسبت بلکہ اُن اشیاء کی نسبت بھی جو پانی مین گہل جاتی اور رگل جاتی ہین نہایت دقیق اور باریک طریقون کو جانتے تھے اُسنے یہ بہی کہا ہے کہ کتاب مذکور مین ایسی جدولین بہی ہین جنمین اس زمانہ کے مشہور و معروف ثقل نوعی کے قواعد ہین اور اس مین آلات فلسفیہ کے نقشہ بھی ہین جن مین سے ایک میزان کا نقشہ ہے جو ثقل مذکور کے معلوم کرنے مین بدیع الصنعت ہے :—

## عربون کی طب کا بیان

ہم نے اوپر ذکر کیا ہے کہ عربون کے پاس زمانہ جاہلیت مین بھی طب کی معلومات تھی مگر اُن کے علاج عملاً از روئے استقرار اور تجربہ کے نہایت سخت اور خوفناک تھے یا اُنہون نے سریانیون اور اہل فارس اور ہنود سے ایسا ہی سیکہا تھا۔

---

[1] لیکن مولف نے اسکی کوئی دلیل بیان نہین کی کہ عربون نے اس کو یونانیون کی کن مدونہ تالیفات اور مواد سے سیکہا۔ مترجم

اُن کے طبیبون مین ایک شخص مشہور ہے جسکو لقمان بن عاد کہتے ہین جو اُن کے حکما مین ایک بڑا شخص تھا اُن کا خیال ہے کہ اسکا باپ یعنے عاد بن الجین بن عاد بن عوص بن ارام بن سام بن نوح ہے اور یہہ کہ لقمان مذکور تین ہزار پانسو برس زندہ رہا جو سات گدہ کی عمر کے برابر ہے[1]۔

اسی سے ملا ہوا تیم الرباب کا بھی ایک شخص ہے جسکو ابن حذیم کہتے ہین اسکی طبی حذاقت کی مثال دیتے ہین اور جسکے طبی حذاقت مین مبالغہ کیا جاتا ہے تو یہ مثال دیتے ہین اُطب من ابن حذیم یعنے ابن حذیم سے زیادہ حاذق طبیب۔ اور عربون کے ہان یہ بڑا طبیب مانا گیا ہے اور اسکو حارث پر تفضیل دیتے ہین جس کا ذکر اب آگے آتا ہے۔ اوس بن حجر کہتا ہے۔

فہل لکم فیہا الی فانتی  بصیر بما اعیی النطاسی حذیما[2]

لیکن حارث بن کلدہ مذکور بنی ثقیف سے ہے جو طائف مین تھے وہ فارس کو گیا اور طب اہل جندیسابور وغیرہ سے زمانہ جاہلیت مین سیکہا اور ملک فارس مین طبابت کی اور مال دار ہوا پھر اسمین حب الوطن کا جوش ہوا اور پھر طائف کو آیا کہا جاتا ہے کہ وہ ۱۳ھ ۶۳۴ء مین مرا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ ۲۰ھ ۶۴۰ء مین زہر سے مرا جو ایک سال پیشتر اسکو پلایا گیا تھا۔

اور ابن رومیہ تمیمی بھی حارث مذکور کا ہم عصر طبیب تھا۔

نضر بن الحارث بن علقمہ بن کلدہ بن عبد مناف بن عبد اللہ بن عبد الدار بن قصی جاہلیت کا طبیب ہی جنگ بدر مین یہ قید ہو کر آیا اور قتل ہوا مذکورہ بالا لوگ عربون کے مشہور اطبا مین گنے جاتے ہین۔

طب کے متعلق انہون نے جو باتین کہی ہین بعض اُن مین کی ابتک باقی ہین جو بطور معقولون کے کہی جاتی ہین چنانچہ لقمان بن عاد مذکور کا یہ قول ہے کل واجسم بالکی آخر الامر ہر ایک بیماری آخر کار داغ سے جلائی جاتی ہی اسی بنا پر امثال مین یہ کہتے ہین آخر الطب الکی یعنے آخر علاج کا داغ دینا ہی۔ حارث بن کلدہ نے یہہ کہا ہے من سرہ البقاء ولا بقاء فلیباکر الغداء ولیخفف الرداء ولیقل من غشیان النساء یعنے جس کسی کو زندگی اچھی معلوم ہوتی ہو تو معلوم کرنا چاہیئے کہ غذا سویرے کہائی جائے اور چادر کو ہلکی رکہے اور عورتون سے

---

[1] بیان کیا گیا ہے کہ گدہ کی عمر پانسو برس کی ہوتی ہے پس سات گدہ کی عمر تین ہزار پانسو برس ہوتی ہے۔ مترجم

[2] ترجمہ کیا میری حذاقت طب مین کچھ کلام ہے مین تو اُس بات کو بھی جانتا ہون جس سے نطاسی حذیم بہی ناواقف اور عاجز ہے۔

مجامعت کم کرنے[1]۔ اس بیان مین چادر کو اکی رکہنے سے یہ مراد لی گئی ہے کہ اسپر قرض نہ ہو۔ اور ان کے علاج کی اقسام سے ایک قسم یہ بھی تھی کہ وہ احول شخص کو چکی کے پتھر کو جبکہ وہ پھر رہی ہو نظر جانے کے لئے کہتے تھے انکا یہ خیال ہے کہ اس عمل سے نظر مین قیام پیدا ہوتا ہے۔ اور خدر کا علاج اس طرح سے کرتے تھے کہ جو شخص اس مرض مین مبتلا ہوتا تھا اس کے سامنے اس شخص کو موجود کرتے تھے جو اس کے نزدیک احب الناس ہوتا تھا خدر ایک قسم کا تشنج ہوتا ہے جس سے آدمی اپنے اعضاء کو حرکت نہین دیسکتا۔ اسیکی بناء پر بعض کا قول ہے جو اپنی محبوبہ کی نسبت کہتا ہے۔

دانی اللہ یا سلمی حیاتی — وفی یوم الحساب کما اراک
الی کم تہجرین فتی معنّی — اذا خدرت لہ رجل دعاک[2]

جب اسلام کا زمانہ آیا تو شریعت اسلامیہ نے طب کو مباح (جائز) رکہا کیونکہ حدیث مین یہ وارد ہوا ہے تعبادوا اللہ تداودا فان اللہ عز وجل لم یضع داءً الا وضع لہ دواءً الا واحداً وہو الہرم یعنے ای خدا کے بندو دوا اور علاج کرو کیونکہ خدائے عز وجل نے ایسی کوئی بیماری نہین پیدا کی جس کے لئے دوا نہ پیدا کی ہو مگر ایک بیماری کہ اسکی دوا نہین ہے اور وہ ضعیفی ہے۔

جب ولید بن عبد الملک خلیفہ ہوا تو اسنے مرستان (شفاخانہ) بنایا اور انمین بیمارون کے رہنے کے لئے حجرے بھی بنائے۔ اس قسم کے کامون مین یہ کام زمانہ اسلام مین پہلا کام ہوا ہے۔ ان شفاخانون مین اسنے اطباء کو مشاہرہ دیکر مقرر کیا اور جذامیون کو ایک جگہہ بند اور محبوس کرا دیا تاکہ وہ باہر نہ پہرین جس سے لوگون کی طبیعت کو کراہت نہ ہو۔ ان کے اور اندہون کے لئے کہانا مقرر کر دیا جب سے کہ خلفاء بنی امیہ کا تسلط ہوا تہا اس طبابت کے فن اور پیشہ مین یہ انکی پہلی توجہ تھی اسی وجہ سے عربون مین جو لوگ تخت اور

[1] مجامعت کم کرنے مین کسی عرب کا یہ شعر نہایت عمدہ ہے وہ کہتا ہے:۔

فاحفظ منیک ما استطعت فانہ — ماء الحیاۃ یصب فی الارحام

ترجمہ۔ جب تک تجہسے ہوسکے تو اپنی منی کی حفاظت کر کیونکہ وہ آب حیات ہے جو ارحام مین ڈالی جاتی ہے۔ مترجم

[2] ترجمہ۔ ای سلمی میری حیات (زندگی) کی قسم کہ خدا مجھے تیرا دیدار نصیب کرے کہ مین تجھہ کو قیامت مین دیکہون تم اس عاشق نوجوان کو کب تک (اپنے) ہجر مین رکہوگے جب اسکو خدر (تشنج) کی بیماری ہوگی تو کوئی نہ کوئی آدمی تجھہ کو (ضرور) بلانے آئیگا۔

گنوار علاج کرتے تھے انہون نے طبابت چھوڑ دی اور ذی علم اور سمجھدار لوگون نے بخشین کین کیونکہ حدیث مین یہہ وارد ہوا ہے "استعینوا علی کل صنعة بصالح اہلہا" یعنے تم ہر ایک فن اور پیشہ کے سیکھنے مین اوس فن کے واقف کارون سے مدد لو۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آنحضرت صلعم کے زمانہ مین حارث ابن کلدہ جسکا اوپر ذکر ہوا مدینہ مین رہتا تھا۔ سعد بن ابی وقاص نے (جو ایک صحابی تھے) اوسکے پاس ایک آدمی کو بھیجا کہ وہ اوس سے مرض کا حال بیان کرے جو اون کو لاحق ہوگیا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل کفر سے بھی طب مین مشورہ کرنا جائز ہے اس لیئے کہ حارث مذکور نے زمانہ اسلام کو تو پایا تھا لیکن مسلمان نہین ہوا اسی وجہ سے وہ ظہور اسلام کے بعد تھوڑے ہی زمانہ تک رہا اور اوس کے بعد خلفائے بنی امیہ کے پاس) اور اون کے بعد عباسیہ کے پاس نہایت صاحب کمال اطبا یہودی اور عیسائی جمع ہوگئے۔

سب سے پہلے ان طبیبون مین سے جو شخص پہلے متعین ہوا وہ ایک رومی راہب تھا جسکو موریانوس کہتے ہین اسی نے فن طبابت اور کیمیا کو ابو ہاشم خالد بن یزید بن معاویہ بن ابی سفیان اموی کو سیکھلایا اسلامی اطبا کے ساتھ قریب مین اسکا ذکر آئے گا۔

اسی کے زمانہ سے ملا ہوا الحکیم استفانوس تھا یہ شخص شار الیہ خالد کا مترجم تھا اسنے خالد کے لئے چند رومی کتابون کا عربی زبان مین ترجمہ کر دیا تھا۔

انہین مین سے ماسرجویہ بصری طبیب سریانی زبان دان یہودی المذہب علوم طبعیہ مین مشہور تھا۔ کتاب الکناس اہرون کو سریانی زبان سے عربی مین ترجمہ کرنے کا کام مروان بن حکم کی خلافت مین اسکو سپرد ہوا تھا۔

انہین مین سے ثیوذوکس اور ثیوذون دو رومی طبیب تھے اور یہ دونون حجاج بن یوسف الثقفی کے پاس عبد الملک بن مروان مذکور الصدر کی خلافت مین تھے ثیوذوکس کے متعدد شاگرد تھے اسنے طب مین کتابین لکھی ہین اوس کے شاگردون مین سے فرات بن شحناثا منصور کے زمانہ مین تھا۔

انہین مین سے بختیشوع کے خاندان مین سب سے پہلے جادرجیوس بن بختیشوع جندیسابوری ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جب خلیفہ منصور عباسیون کا دوسرا خلیفہ بیمار ہوا اور تمام اطبا اوس کے علاج سے عاجز آگئے تو خلیفہ مذکور نے جندیسابور سے اسکو بلوایا جب وہ بغداد مین آیا تو اوسکا شاگرد عیسیٰ بن شہلاثا اوس کے ہمراہ تھا جب وہ خلیفہ کے پاس حاضر ہوا تو زبان عربی اور فارسی مین اوسکو دعا دی اوس کے حسن کلام اور وجاہت سے خلیفہ کو تعجب ہوا اور اوسکو بیٹھنے کا حکم دیا پھر اوس سے چند باتین پوچھین تو اوس نے انکا جواب نہایت سہولت اور سکون سے دیا پھر خلیفہ نے اوس سے اپنا مرض بیان کیا تو اوسنے کہا اب مین خدا کی مشیت اور

اسکی مدد کے بھروسہ پر اب تدبیر کرتا ہون یہہ سنکر خلیفہ نے اسکو ایک بھاری خلعت دیا اور اسکے رہنے کے لئے اپنی دیوڑہی کے عالیشان مکانون مین سے ایک مکان دیا اور اسکی ایسی تعظیم و تکریم کی کہ جیسے خواص لوگون کی تعظیم کیجاتی ہے - پہر جاورجیوس اس کا علاج کرتا رہا یہان تک کہ خلیفہ مذکور بالکل صحیح و تندرست ہو گیا اور نہایت خوش ہوا - اس سے ایک دن کہا آپ کی خدمت کون کرتے ہین کہا میرا شاگرد کردیا کرتا ہے اسنے کہا مین نے سنا ہے کہ تیرے پاس کوئی عورت نہین ہے کہا میری ایک عورت ہے جو بہ سبب بڑہاپے کے اس سے اپنے مقام سے اُٹھنا اور دوسرے مقام پر بیٹھنا دشوار ہے اسکے بعد وہ چلا آیا اور کنیسہ کو گیا - منصور نے اپنے خادم (خدمتگار) سالم کو حکم دیا کہ تین خوبصورت نوجوان عورتین جاورجیوس کو مع تین ہزار دینار کے پہونچادینا سالم نے حکم کی تعمیل کردی جب جاورجیوس گرجا سے اپنے مقام کو آیا تو اس کے شاگرد عیسی بن شہلاثا نے سب ماجرا اس کے سامنے بیان کیا اور نوجوان عورتون کو پیش کیا اسنے ان سے انکار کیا اور اپنے شاگرد عیسی سے بطور خفگی کے کہا ای شیطان کے شاگرد تو نے انکو میرے مقام مین کیون داخل ہونے دیا تو مجھکو نجس بنانا چاہتا ہے جا ان کو ان کے مالک کو واپس کردے پس عیسی دارالخلافت مین گیا اور ان لونڈیون کو اس خدمتگار کے حوالہ کردیا جب یہ خبر خلیفہ کو پہونچی تو اس کو بلوایا اور کہا کہ آپ نے لونڈیون کو کیون واپس کیا تو اسنے کہا کہ ہم نصاری کے مذہب کے ہین اور ہم کو ایک عورت سے زیادہ کے ساتھ نکاح کرنا جائز نہین ہے اور جبتک عورت جیتی رہتی ہے ہم دوسری سے نکاح نہین کرسکتے - اس واقعہ کی وجہ سے خلیفہ کے نزدیک اسکی عزت اور مرتبہ بڑہ گیا سنہ ۱۵۲ہجری مطابق سنہ ۷۶۹ع مین جاورجیوس بیمار ہوا اور اپنے وطن کو واپس جانے کی اجازت مانگی منصور نے اسپر اسلام پیش کیا اور یہہ کہا ای حکیم خدا سے ڈر اور اسلام قبول کر اور مین تیرے لئے جنت کا ضامن ہوتا ہون جاورجیوس نے کہا کہ مین راضی ہوتا ہون لیکن مجھکو یہہ معلوم ہونا چاہئیے کہ میرے باپ دادا جنت مین ہین یا دوزخ مین یہہ سنکر منصور ہنس دیا اس کے بعد جاورجیوس اپنے وطن کو گیا اور خلیفہ کے پاس اپنے شاگرد عیسی کو چھوڑ گیا عیسی کو منصور نے طبیب بنایا لیکن عیسی نے تقرب کے بھروسہ اور مدد پر لوگون کو اذیتین پہونچانی شروع کین جب منصور کو ان امور کی اطلاع ہوئی تو اسکو نکال دیا یعنے خارج البلد کر دیا -

اسی زمانہ مین منصور کے مصاحبون مین نوبخت منجم فارسی تھا اور علم ہیئت مین بڑا خبردار اور ماہر تھا جب وہ ضعیف ہو گیا تو خلیفہ نے اس سے کہا کہ تو اپنے بیٹے کو ہماری بارگاہ مین حاضر کر کہ ہم اسکو تیرے عہدہ پر مقرر کردینگے پس اسنے اپنے بیٹے ابوسہل کو حاضر کیا - ابوسہل کا بیان ہے کہ جب مین خلیفہ منصور کے روبرو حاضر ہوا اور اس کے سامنے سلام کرکے کہڑا ہو گیا تو مجھ سے کہا گیا کہ تو اپنا نام خلیفہ سے بیان کر مین نے کہا میرا نام خرشاذماہ

دطیماذاہ یا باذار خسیر و اہشاد ہئی یہ سنکر خلیفہ نے کہا کہ کیا یہ تیرا نام ہے مین نے کہا ہان پس خلیفہ نے مسکرایا اور کہا کہ مجھ سے دو باتین تو اختیار کر یا تو تو اپنے نام مین سے صرف ایک لفظ طیماذ کو باقی رکھ یا مین تیرے لئے ایک کنیت مقرر کر دیتا ہون جو تیرے نام کے قائم مقام ہو سکے یعنے تو اپنی کنیت ابو سہل رکھ وہ کہتا ہے کہ مین اس کنیت پر راضی ہو گیا اور اس وجہ سے اسکا نام اوڑ گیا اور کنیت باقی رہی -

جاورجیوس کے مرنے کے بعد اسکا بیٹا بختیشوع خلیفہ ہارون رشید کا طبیب مقرر ہوا اور اسی خلیفہ کے زمانہ میں یوحنا بن ماسویہ طبیب حاذق اور مشہور کتابون کا مصنف موجود تھا -

بختیشوع مذکور کے بعد اسکا بیٹا جبرائیل اور جبرائیل کے بعد جاورجیوس اسکا بھائی پھر بختیشوع بن یحیی طبیب شاہی ہوتے رہے اور یہ خاندان خلفاء اور امراء کے پاس سنہ ۴۵۰ھ م سنہ ۱۰۵۳ء تک یعنے تین سو سال تک رہا طب مین انکی بہت سی کتابین ہین - ان مین سے ایک نے انجیل المسیح کتاب لکھی ہے -

اس زمانہ کے مترجمین سے حجاج بن مطر ہے جس نے بطلیموس کی کتاب مجسطی کا ترجمہ کیا اور اقلیدس اور ارسطالیس کی بعض کتابون کا ترجمہ کیا۔ انہین مین سے عبد المسیح بن نعیمہ اور بطریق منصور کے زمانہ کے ہین اور ابو زکریا یحیی بن البطریق بھی انہین مین سے ہے

اسی زمانہ مین ہنود - اہل فارس ، اور یہودیون اور نصرانیون مین اور طبیب بھی ہوئے ہین اور یہ انکے سوائے ہین جنکا ذکر خلفاء کے ساتھ کیا گیا ہے - ان مین سے منقہ اور صالح بن بہلہ - اور جیدوس بن یزید اور موسی بن اسرائیل کوفی اور طیفوری کے اہل خاندان - اور زین الدین طبری یہودی اور ابو یوسف یعقوب بن اسحق سیاح کندی مسیحی اور قسطا بن لوقا اور یحیی بن ماسویہ ہین چنانچہ یحیی کا ذکر اوپر گزر بھی چکا ہے

انہین مین سے ابو زید حنین بن اسحق عبادی مشہور طبیب ہے جو یوحنا بن ماسویہ کا شاگرد تھا سنہ ۱۹۴ھ م سنہ ۸۰۹ء مین پیدا ہوا اور مامون ابن ہارون رشید کے زمانہ مین تھا اور اسوقت وہ ترجمہ کے کام مین بھی مشہور تھا اور یہ شخص علم طب مین اپنے وقت کا امام مانا جاتا تھا - اسکی تصنیفات مین بہت سی مفید کتابین ہین - اس سے حکایت کی گئی ہے کہ وہ ہر روز حمام کو جاتا تھا اور جب حمام سے نکلتا اور بدن کو کپڑے سے پونچھکر خشک کر دیتا تو اس کے بعد وہ عود وغیرہ کا دھوان (بخور) لیتا تھا اور بھنی ہوئی مرغی کہاتا اور ہر روز چار رطل شراب کہنہ کے پیتا اور میوے اور سیب کہاتا خلیفہ متوکل کے زمانہ مین بھی یہ شخص رہا اور سنہ ۲۶۰ھ م سنہ ۸۷۳ء مین مرا -

ابو زید حنین مذکور کے دو بیٹے تھے ایک کو ابو یعقوب اسحق کہتے تھے جو بڑا فیلسوف اور کتابون کا مترجم تھا اسکی علم طب مین مفید کتابین ہین جیسے کہ اس کے باپ کی تصنیفات ہین - دوسرے کا نام داود تھا یہ بھی علم طب مین بڑا ماہر اور مریضون کے علاج مین مصروف رہتا تھا -

ابراہیم بن ثابت بن قرۃ الحرانی بھی ایک طبیب ہے اسکے باپ کا ذکر متقدمین کی کتابون کے مترجمین مین گزر چکا ہے - یہ شخص بھی علم وفضل مین اپنے باپ کے مرتبہ کو پہونچا ہوا تھا اور اُسی کی طرح صابی المذہب (ستارہ پرست) تھا یہ شخص حاذق طبیبون مین اور اس فن مین اپنے زمانہ کے لوگون کا مقتدا خیال کیا گیا ہے -

ابراہیم مذکور کے بھائی کا بیٹا ابوالحسن ثابت بن سنان بن ثابت بن قرۃ الحرانی معز الدولہ بن بویہ کے زمانہ مین بغداد مین تھا - یہ بڑا عالم طبیب تھا لوگ اُس کے پاس بقراط اور جالینوس کی کتابین پڑھا کرتے تھے - یہ شخص طب - فلسفہ - ہندسہ اور تمام ریاضی فنون مین جو متقدمین کے ہین اپنے دادا ثابت کے طریقہ پر چلتا تھا اسنے ایک تاریخ بھی لکھی ہے -

خلیفہ مقتفی لامر اللہ عباسی کے زمانہ مین امین الدولہ ابوالحسن ھبۃ اللہ بن صاعد[1] جو ابن التلمیذ نصرانی کے نام سے مشہور ہے یہ شخص ایسا طبیب ہوا ہے کہ بقراط اور جالینوس کے بعد اس کے رتبہ کا کوئی نہین ہوا جیسا کہ اسکا بیان سب لوگ کرتے ہین صحبت اور ہمنشینی مین یہ بڑا ظریف اور لطیفہ گو تھا یہان تک کہ اُس زمانہ کے سن رسیدہ لوگ بھی اُسکی مجلس مین بیٹھنے کے طالب ہوتے تھے - یہ شخص بہ سبب کثرت علوم کے تمام امرا اور وزرا مین بڑا معتبر تھا اسنے ایک قرابادین بھی لکھی ہے اس نے کلیات ابن سینا کی شرح لکھی ہے - اُس سے حکایت کیجاتی ہے کہ وہ ایک وقت مقتفی لامر اللہ کے پاس کھڑا ہوا تھا کیونکہ اسکو خدمت اور صحبت مین رہنے کا فخر حاصل تھا اس اثنا مین ابو منصور جوالیقی بغدادی آیا جو مصنف ہے کتاب شرح ادب الکاتب اور معرب کا کہ اس قسم کی کتابون مین اس سے عمدہ کتاب شاید نہین لکھی گئی ہے اور تتمہ درۃ الغواص کا مصنف اور درۃ الغواص حریری کا رسالہ ہے اسنے اس تتمہ کا نام تکملہ کہا - اس خلیفہ کا وہ علم مین امام تھا ابو منصور جوالیقی نے خلیفہ کے لئے ایک کتاب علم عروض مین لکھی - اسمین کوئی زیادتی نہین کی یہان تک کہ اُسکی زبان سے یہ الفاظ نکلے السلام علی امیر المومنین ورحمۃ اللہ تعالی اسپر ھبۃ اللہ نے اُس سے یہ کہا کہ کیا امیر المومنین کو اس طرح سے سلام کیا جاتا ہے تو ابن جوالیقی نے کچھ التفات نہین کیا بلکہ مقتفی سے یہ کہا کہ ای امیر المومنین اگر کوئی قسم کہانے والا قسم کہائے کہ کسی نصرانی اور یہودی کے دل مین علم کے اقسام سے کوئی قسم عمدہ طرح پر نہین پہونچی ہے تو اُسکی قسم کا کفارہ لازم نہین آتا کیونکہ اللہ تعالی نے اُن کے دلون پر مہر کر دی ہے اور اللہ تعالی کی ہوئی مہر سوائے

[1] یہ مذکورہ بالا شخص شرف الدین ھبۃ اللہ بن صاعد فائزی کے سوا ہے ہے اور صاعد فائزی مصر کے قبطی کتّاب مین سے تھا ملک کامل کے زمانہ مین مسلمان ہوا اور ملک ناصر عز الدین ایبک ترکمانی صالحی متولی مملکت مصر کا وزیر ہوا - مولف

اس کے کہ اسپر ایمان لائین نہین ٹوٹتی - یہہ سنکر خلیفہ نے کہا سچ کہتے ہو - اس وقت ابن التلمیذ کے منہ مین باوجود اس کے فضل او رعلم کے گویا پتھر رکہدیا گیا تھا - اس کے شعر مین الغاز ہے یعنے چیستان - طریقہ چیستان میزان (ترازو) کے چیستان مین اس کے یہ شعر ہین[1] -

| | |
|---|---|
| ما واحد مختلف الاسماء | یعدل فی الارض وفی السماء |
| یحکم بالقسط بلا ریبار | اعمی یری الارشاد کل رنار |
| اخرس لامن علة ودار | یغنی عن التصریح بالایماء |
| یجیب ان ناداه ذوامتراء | بالرفع والخفض علی النداء |

یفصح ان علق فی الہواء[2]

ابن خلکان اس کے ترجمہ مین کہتا ہے کہ یہہ ہبتہ اللہ اپنے زمانہ کا بقراط اور جالینوس تھا اور اس کے ساتھ علم طب کا خاتمہ ہوگیا - گزشتہ لوگون مین بھی اس درجہ کا کوئی شخص نہین ہوا ہوگا جسکی آرزوئین اور تمنائین نکلی ہون ایک تو اسکی عمر بہت بڑی ہوئی اور دوسری یہ بڑا جلیل القدر اور صاحب علم خوش منظر شیرین زبان لطیف الروح - ظریف الشخص - غم سے دور - عالی ہمت - ذکی الخاطر - صائب الفکر - حازم الرائے - شیخ النصاری اور انکا قسیس اور ان کا سرگردہ اور سردار تھا اور تمام علوم مین صاحب تفنن تھا اور رائے زرین اور عقل متین رکہتا تھا بادشاہون اور خلفاء مین اسکی ملازمت کی مدت بہت بڑی ہوئی ہے - اس کی صحبت زرخالص سے اور موتی کی لڑی سے زیادہ مفید تھی - اس کے اشعار نہایت رائق اور نظم فائق تھی -

---

[1] پہلے مصرعہ مین الفاظ مختلف الاسماء واقع ہوئے ہین اس سے مراد یہ ہے کہ میزان کئی طرح کا ہوتا ہے مثلاً میزان الشمس اسطرلاب کو کہتے ہین اور تمام آلات رصدیہ مین بہت نامون کے میزان ہین اور وہ زمین و آسمان مین حکومت کرتا ہی تو اس سے یہی مراد ہے کہ آسمان مین بھی ایک برج میزان کا ہے - اور کلام کا میزان علم نحو ہے اور شعر کا میزان عروض ہے معانی کا میزان علم منطق ہے اور عادتی میزان مثلاً ناپ غلہ وغیرہ ناپنے کے اور گز وغیرہ - مولف

[2] ترجمہ - وہ کیا چیز ہے کہ اس کے نام مختلف ہین اور وہ زمین مین بھی اور آسمان مین بھی حکومت کرتا ہے - وہ جو حکم کرتا ہے اس مین کوئی شک نہین ہوتا وہ اندھا ہے مگر ہر ایک ناظر اس کو ارشاد یعنے ہدایت پر پاتا ہے وہ بہرہ ہے مگر بہ اثر کسی علت اور مرض سے نہین ہے وہ اشارہ سے ایسی باتین کرتا ہے کہ اس مین صراحت کی ضرورت نہین اگر اس کو کوئی تشکی آواز دیتا ہے تو وہ رفع (بلندی) وخفض (پستی) سے آواز دیتا ہے اگر اسکو ہوا مین لٹکادیا جائے تو وہ فصاحت سے باتین کرتا ہے -

اور یہہ اسپنیہ پرنانا معتمد الملک ابو الفرج یحیی بن التلمیذ نصرانی کا جانشین ہوا اور اُسیکی طرف منسوب ہوتا ہی
یوم عید الفصح (جو عیسائیون کی ایک عید ہے) مین مقام بغداد مین مرا اور بغداد مین کوئی ایسا شخص نہین تھا جو
اُس کے جنازہ پر حاضر نہ ہوا ہو۔ اور اُسکی وفات کا واقعہ ۵۶۰ھ مطابق ۱۱۶۴ع کا ہے۔
اوحد الزمان ابو البرکات ہبتہ اللہ بن علی بن ملکان مشہور حکیم ہے جو حکمت کی کتاب معتبر کا مصنف ہے اسمین
اور ابن التلمیذ مذکور مین جھگڑے رہے ہین یہ ابو البرکات یہودی تھا اور آخر عمر مین مسلمان ہوا اور ابن التلمیذ
صاحب تواضع تھا اور اوحد الزمان متکبر تھا۔ بدیع اسطرلابی نے ان دونون کی نسبت یہ ابیات کہی ہین۔

ابو الحسن الطبیب ومقتفیہ　　ابو البرکات فی طرفی نقیض

فہذا بالتواضع فی الثریا　　وہذا بالتکبر فی الحضیض[1]

ابن التلمیذ کا استاد علم طب مین ابو الحسن ہبتہ اللہ بن سعید صاحب تصانیف مشہور رہے جنمین سے کتاب
التلخیص ہے اور مغنی بھی ایک کتاب ہے جو علم طب مین ایک جزو کی ہے اور کتاب الاقناع چار جزو
کی ہے:۔
مسلمان اس مدت دراز مین اکثر فلسفہ کے درس مین مشغول رہے عباسیون نے اس جگہہ کے اطبا مذکورین
کے واسطہ سے عربون مین باقی علوم کو پھونچایا یہانتک کہ اُن مین جو طبیب ہوئے وہ اس فن کے اصلی درجہ پر
پھونچے آجکے دن بھی وہ مثل ایک حلقہ یعنے محیط کے ہین کہ اس فن کا سلسلہ یونانیون اور اہل افرنج مین بندھا
ہوا ہے۔
انھون نے اس فن مین بقراط اور جالینوس کی اتباع کی اور وہ لوگ تقطیر اور صناعت تخمیر کو جانتے تھے اور
اسکو انھون نے تتار سے سیکھا تھا اور ظروف کیمیائیہ کی شکلین بنائین کہ جن کے ذریعہ سے انکا حاصل کرنا آسان
ہوتا ہے انھون نے علم کیمیا کے علم مین بھی بعض طریقون کا استنباط کیا بعض مولفین کہتے ہین کہ اہل عرب نے
زیادہ تر علم طب اور صیدلہ (عطر کشی) اور کیمیا مین توجہ کی سب سے پہلے انھون نے گھاس کی اقسام کی تعریف
کی اور اُس کے خواص دریافت کئے پہلے انکی عورتین اپنی اولاد کو اپنی ذات سے کہلایا کرتی تھین اور
اُن کے ہاتھون مین کانٹے چبھاتے تھے۔ اور سب سے پہلے عربون نے ہی کنکرون کے اوصاف دریافت
کئے اور اس ذریعہ سے عطر کشی مین اوس دن پر فوقیت حاصل کی انھون نے طبی مواد مین بہت کچھ اضافہ

---

[1] ترجمہ۔ ابو الحسن طبیب اور اُسکا پیرو ابو البرکات دونون کے خصائل بالکل ایک دوسرے سے نقیض ہین۔ یہہ
(ابو الحسن) تواضع سے ثریا پر ہے اور یہ (ابو البرکات) تکبر سے تحت الثری مین ہے۔

کیا جسکو پہلے یونانی جمع کر گئے تھے مثلاً سنا - راوند - تمر ہندی - کاسیا - جوز الطیب - کبش القرنفل - وغیرہ عربون نے ہی سب سے پہلے عرقیات اور روغنون کو تقطیر او تصعید کے ذریعہ سے کہینچنا ایجاد کیا - اور دواؤن مین شکر کا استعمال بھی سب سے پہلے انہون نے ہی جاری کیا ان کے سوا دوسرے لوگ بجائے شکر کے شہد کا استعمال کرتے تھے - اور کیمیا کو اصول اور قواعد کے ساتھ سب سے پہلے جنھون نے علم بنایا وہ یہی ہین اور سب سے پہلے وصفات[1] کو ایک قاعدہ پر عربون ہی نے لکھا - اور طب مین ان کے مشہور مدارس ہین - اور اندلس کے حکام عطر کشی کے کارخانون مین بہت توجہ کرتے تھے اور وہ ان ادویہ کی تلاش کرنے لگے جو غش کو دور کرسکے اور انکو گرم کرتے تھے تاکہ غریب لوگ دہوکہ سے محفوظ رہین اور طب مین انکی جو فضیلت اہل یورپ پر ہے اس سے کسی کو انکار نہین ہے کیونکہ اگر عربون کا مدرسہ سالرنو نہوتا تو اہل یورپ اس فن مین کبھی ترقی نہ کرسکتے لیکن تشریح مین ان کو زیادہ حصہ نہین ملا - کیونکہ مذہب اسلام اعضائے بشری کی تشریح کو مباح نہین کرتا ہے لیکن فن جراحت (اپریشن) مین وہ بڑے کامل ہوئے ہین اور ابو القاسم کی کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ اندلس مین اکثر عورتین مریض عورتون پر جراحی عمل کو خوب کرتی تہین - یہہ امور اس قسم کے ہین کہ ان کے دیکھنے سے آجکل دن اہل یورپ اور امریکہ کو ایک جوش اور رغبت پیدا ہوتی ہے - اجمالاً یہہ کہا جا سکتا ہے کہ انہون نے اخیر مین حجر فلاسفہ یعنے جھوٹی کیمیا مین اپنی امیدون کو لگادیا اور یہہ کوشش کرنے لگے کہ وہ سونا اور چاندی تانبہ وغیرہ باقی معدنی فلزات سے بنائین تاکہ انکی دولت مین توفیر ہو جیساکہ وہ علوم فلکیہ مین نجوم کو خاص اس غرض سے سیکھتے تھے تاکہ اس ذریعہ سے انکی آیندہ سعادت اور اقبال مندی اور نحوست کا حال معلوم ہوسکے اور اسی وجہ سے انہون نے اپنے ان علوم کو لگا دیا اور بیکار کر ڈالا جیساکہ اس امر کی طرف اس کتاب مین اس سے قبل اشارہ کیا گیا ہے -

جب کہ اور لوگون نے بھی اس علم کے میدان مین گوے سبقت لے گیا جیسے ابن سینا اور ابن رشد وغیرہ جنکا ذکر فلسفیون کے بیان مین گزر گیا ہے تو اب ہم اس مقام پر باقی ماندہ لوگون کا ذکر کرتے ہین جن کے نام اس مقام پر بیان نہین کئے گئے ہین گو کہ حقیقت مین ان کے نام ہی اوپر کے فلسفیون کے ساتھ بیان ہونے ضروری تھے جیساکہ ان کے آیندہ ترجمون (حالات) سے یہ امر اچھی طرح پر ظاہر ہوگا -

زمانہ اسلام مین سب سے پہلے علم طب مین جو شخص مشہور ہوا وہ ابو خالد یزید بن معاویہ اموی ہے جو قریشیون مین فنون علم مین بڑا عالم تھا کیمیا اور طب مین اسنے بعض امور بیان کئے ہین اس کے رسالون سے اسکی معرفت

---

[1] یہ بھی اس زمانہ کی کوئی خاص علمی اصطلاح ہے - مترجم

علمی کا پتہ چلتا ہے ۔ اُسنے موریانوس راہب رومی سے اس صنعت کو سیکھا جیسا کہ اوپر اسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے اسمین اُس کے تین رسالہ ہین ایک مین وہ امور بیان ہوئے ہین جو موریانوس مذکور اور اُس کے درمیان بحث و مناظرہ مین واقع ہوئے ہین اور اسمین اس بات کا بھی ذکر ہے کہ اُسنے موریانوس سے اس کو کس طرح سے سیکھا اور وہ رموز بھی بیان ہوئے ہین جنکی طرف اُسنے اشارہ کیا ہے اسمین اُسکے بہت سے اشعار بھی ہین سنہ ۸۵ھ م سنہ ۷۰۴ء مین اسکی وفات ہوئی ۔

احمد بن ابراہیم طبیب خلیفہ یزید بن عبد الملک ہے جس نے سنہ ۱۰۱ھ م سنہ ۸۱۹ء مین بقراط کی کتابون کا خلاصہ کیا اور اُس کا نام اصول الطب رکھا اور ایک رسالہ اُن نباتات کے بیان مین لکھا ہے جن کا استعمال طب مین ہوتا ہے ۔

ابو بکر محمد بن سیرین بصری اس کا باپ نخاس (زرگر) تھا جو جرجرایا کا باشندہ تھا بعض مصالح کی نظر سے وہ عین التمر مین آیا تھا اُسکو خالد بن الولید نے اور چالیس نوجوانون کے ساتھ اُسکو قید کر لیا ۔ پھر اسکو انس بن مالک نے خرید لیا پھر اُسنے بیس ہزار درہم فدیہ دیکر اُنکی غلامی سے چھوٹا اور صوفیا بن ابوبکر کی لونڈی سے نکاح کیا اُس سے ایک لڑکا سنہ ۳۳ھ م سنہ ۶۵۳ء مین پیدا ہوا جسکا نام محمد تھا اور ہم اسی کے حالات بیان کرنے کے درپے ہین ۔ یہ شخص معرفت حدیث اور تعبیر خواب مین بڑا مشہور ہوا اور جب انس بن مالک بصرہ کے متولی (حاکم) ہوئے تو یہ اُنکا کاتب ہوا ۔ کہا گیا ہے کہ ایک بی بی کے بطن سے اُس کے تینتیس ۳۳ لڑکے پیدا ہوئے اور جب اُسپر قرض بڑھ گیا تو وہ قرض کے مطالبہ مین مدیونان دیوانی مین قید ہو گیا اور جب انس بن مالک کی وفات ہوئی تو انہون نے وصیت کی کہ اُن کو سوائے ابن سیرین کے اور کوئی غسل نہ دیوے اور وہی نماز بھی پڑھے پس وہ محبس سے چھوٹ کر آیا اور جب اپنے قرض کو ادا کر چکا تو پھر قید مین چپ چاپ چلا گیا یہان تک کہ اُس کے اہل بیت کو بھی اسکی خبر نہین ہوئی ۔ ابن سیرین کی ایک کتاب تفسیر الاحلام (تعبیر نامہ خواب) ہے جو اُن کے بعد کہ لوگون مین بڑی مشہور ہے اس امر کا ذکر چھٹے مقالہ کی چوتھی فصل مین گزر گیا ہے ۔

عبد اللہ بن المقفع عیسی بن علی منصور عباسی کے چچا کا کاتب ہے جسکا ذکر دسوین مقالہ کی پہلی فصل مین گزرا ہے اس نے امراض مین ایک کتاب لکھی ہے اور ارسطاطالیس کی ایک کتاب کی شرح بھی لکھی ہے اور یہ فارسی سے عربی مین ترجمہ کرتا تھا ۔

ابو قریش عیسی صیدلانی خلیفہ مہدی کے زمانہ مین بغداد مین تھا یہ شخص علم طب مین کچھ ایسا ماہر نہین تھا اسکا ذکر اطبا مین جو ہوتا ہے تو وہ صرف اُسکی ظریفانہ حرکت سے ہوتا ہے ۔ کہا گیا ہے کہ وہ صیدلانی تھا اور ضعیف الحال و غریب تھا اتفاق سے خلیفہ مہدی کی خواص جن کا نام خیزران تھا اور یہ حنیفہ کی عداوت ہو گئی

اسکو کسی قسم کی شکایت (بیماری) ہوئی تو اُسنے ایک لونڈی کو قارورہ دیکر یہہ کہا کہ کسی ایسے طبیب کے پاس اسکو لے جا کہ وہ مجھ کو نہ جانتا ہو ابو قریش اتفاق سے خلیفہ مہدی کے قصر خلافت کے پاس ہی اُترا ہوا تھا جب لونڈی کی نظر اسپر پڑی تو اسکو قارورہ بتائی اُسنے کہا کہ یہہ کس کا قارورہ ہے کہی کہ کوئی ایک غریب عورت کا قارورہ ہے اُسنے کہا نہین بلکہ یہ قارورہ کسی جلیل القدر ملکہ کا ہے اور وہ پادشاہ سے حاملہ بھی ہوئی ہے۔ اسکا یہہ قول اتفاقی تھا۔ لونڈی واپس ہوئی اور خیزران کو اسکی اطلاع دی وہ اس بات کو سنکر بڑی خوش ہوئی۔ اُس نے لونڈی سے کہا کہ اسکی دکان پر کوئی علامت لگادو اگر اُسکی یہہ بات سچ ہوگی تو ہم اسکو اپنا طبیب خاص بنائینگے۔

ایک مدت کے بعد اسکا حمل ظاہر ہوا اور خلیفہ مہدی کو بڑی خوشی ہوئی۔ خیزران نے ابو قریش کے پاس دو فاخرہ خلعتین اور تین سو دینار بھیجے اور یہہ کہلا بھیجا کہ اسکو تو اپنے کام مین صرف کر۔ اور اگر تیرا قول صحیح نکلیگا تو ہم تجھ کو اپنے پاس رکھ لینگے۔ ابو قریش کو اس سے تعجب ہوا اور کہا کہ یہہ خدا کی عنایت ہے مین نے لونڈی سے یون ہی کہدیا۔ جب خیزران کے بطن سے خلیفہ موسی ہادی پیدا ہوا تو خلیفہ مہدی بہت خوش ہوا اور خیزران نے اس واقعہ کو اس سے بیان کیا تو خلیفہ مہدی نے اسکو بلوایا اور اس سے گفتگو کی تو معلوم ہوا کہ اسکو علم (طب) مین زیادہ معلومات نہین ہے کچھ یون ہی سا فن عطر کشی کو جانتا ہے اسپر اُس نے اسکو اپنا طبیب بنایا کیونکہ ایک نادر واقعہ اس سے ظاہر ہوا تھا اور اسکی بڑی تعظیم کی۔

ابو عبد اللہ جعفر بن محمد بن علی الصادق جن کا ذکر چوتھے مقالہ کی چوتھی فصل مین گزر چکا ہے۔ آپ نے ہیئت اور کیمیا اور رمل مین ایک کتاب تالیف کی اور مدینہ منورہ مین ۱۴۸ھ م ۷۶۵ء مین آپ کی وفات ہوئی۔

ابو موسی جابر بن حیان بن عبد اللہ صوفی طرسوسی مولد باشندہ کوفہ امام جعفر صادق رض کے شاگردون مین سے ہی علم کیمیا مین وہ بہت مشہور ہوا ہی اُسنے جعفر صادق کے رسالہ قریب پانسو کے جمع کیے۔ مقام استراسبرج مین ۱۵۳۱ء مین اسکی ایک ہزار صفحہ کی تالیف طبع ہوئی ہے۔ اور ۱۶۲۵ء مین بھی چھپی ہے۔ اور جابر مذکور راوہ ابن سینا کی کتاب علم اصول کیمیا مین ۱۵۷۲ء مین مقام باسل مین طبع ہوئی ہے اور اسکی ایک کتاب علم ہیئت مین ۱۵۳۴ء مین نورسبرج (شاید جرمنی کے شہر نارن برگ) مین طبع ہوئی ہے۔

شیخ ابو بکر محمد بن زکریا رازی طب۔ منطق۔ ہندسہ۔ اور موسیقی مین بڑا ماہر تھا بچپن مین عود بجایا کرتا تھا اسکے بعد علوم طبیعیہ مین مہارت اور مشق کی اور بعد اسکے کہ ملک رے کے مرستان (ہسپتال) کا انتظام ہو چکا تو اس نے حکیم ابو الحسن بن زین الطبری مصنف کتاب فردوس الحکمۃ سے طب پڑھی بغداد کے بیت الشفا مین رئیس الاطبا مانا گیا۔ علم طب مین اسکی تصنیفات سے یہ ہین کتاب الحاوی جو قریب تیس جلدون مین ہے اور اس کے مضامین کو متفرق کتابون اور رسالون سے جمع کیا تھا۔ اور ان مسائل اور مضامین کو حکیم جالینوس

یونانی نے بقراط کے کلام سے جو آثار دائرہ مین لکھا ہوا تھا حاصل کیا - اور بقراط وہ شخص ہے جس نے علم طب مین سب سے پہلے کتابین لکھین کیونکہ اس سے پہلے کے حکما اسکو ایک راز کی طرح چھپایا کرتے تھے[1] اور وہ بنی اقلیموس مین میراث کی طرح چلا آتا تھا اور وہ اپنے بزرگون سے سیکھتے چلے آتے تھے اور دوسرون کو سکھانا جائز نہین سمجھتے تھے اسیواسطے یہہ کہا جاتا تھا کہ طب معدوم تھی جالینوس نے اسکو زندہ کیا اور رازی نے اسکو جمع کیا اور چونکہ طب ناقص تھی ابن سینا بخاری نے اسکو مکمل کیا اور ابن سینا وہ شخص ہے جس نے اپنے متقدمین پر فوقیت حاصل کی اور اسیوجہ سے اسکو شیخ الرئیس کے لقب سے ملقب کرتے ہین اسکا ذکر فلسفیون کے تذکرہ مین گزر چکا ہے پھر رازی کی اور مولفات مین سے یہ ہین کتاب الجامع - کتاب الاعصاب - کتاب المنصوری جسمین علم و عمل کا بیان ہے اور اسکو ابو صالح منصور بن نصر سامانی کے لئے لکھا تھا - طب مین اُس کے یہ مقولہ ہین -

مہما قدرت ان تعالج بالاغذیۃ فلا تعالج بالادویۃ ومہما قدرت ان تعالج بدواء مفرد فلا تعالج بدواء مرکب - یعنے جبتک تو غذا سے (بیماری کا) علاج کر سکتا ہے تو دوا سے ہرگز علاج نہ کرنا - اور جب تک مفرد دوا سے (بیماری کا) علاج ہو سکتا ہو مرکب دوا سے ہرگز علاج نہ کیا جائے - بعض مولفین حکایت کرتے ہین کہ رازی مذکور نے منصور کے لئے ایک کتاب صناعت (فن) کیمیا کا ذہ مین لکھی اُس سے منصور نے کہا کہ تجھکو جن آلات کی ضرورت ہوتی ہے وہ مین تیرے لئے مہیا کر دیتا ہون مگر شرط یہہ ہے کہ تونے اپنی کتاب مین جس بات کا دعوی کیا ہے وہ کرکے بتادے - مگر جب وہ اس کام سے عاجز آگیا تو منصور نے اُس سے کہا کہ مین اس بات کو تسلیم نہین کرتا کہ کوئی حکیم اس بات پر رضامند ہوا ہو کہ حکمت کی کتابون مین وہ ہمیشہ جھوٹا کہلائے اتنے اُس کے سر پر کوڑا اُٹھایا اور حکم دیا کہ اُس کے سر پر کتاب ہی سے مارا جائے یہان تک کہ اس کتاب کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائین - اسی صدمہ سے اسکی آنکھون مین نزول الماء ہو گیا تھا اسکی وفات اسی سال ہوئی جبکہ خلیفہ مقتدر باللہ عباسی مرا ہے یعنی سنہ ۳۲۰ھ مطابق سنہ ۹۳۲ع مین -

طبیب ابو القاسم الزہراوی اندلسی مدینہ زہراء مین جو قرطبہ کے قریب ہے پانچوین صدی ہجری مین جو گیارہوین صدی مسیحی کے مطابق ہے پیدا ہوا - اُس نے طب مین بہت سی مفید کتابین لکھی ہین - جن مین سے ایک کتاب

---

[1] حکمائے متقدمین مین ایک ایسا طبقہ ہوا ہے جو علوم کو معرض کتابت مین لانا یا عوام کو پڑھانا ناجائز سمجھتا تھا اور حکیم افلاطون تک اسی پر عملدرآمد رہا - مگر اس کے بعد کے حکما مثل ارسطالیس اور بقراط وغیرہ کے کہ انہون نے اس طریقہ کو حقیقت مین مذموم تھا باطل کر دیا کیونکہ اس سے نفس انسانی کا بخل معلوم ہوتا ہے - دیکھو رسالہ حسن جلد ۵ نمبر ۳ صفحہ ۶۶ تا ۸۶ بابت ماہ فروری ۱۸۹۱ع حالات حکیم سقراط مترجم

امراض النساء مین ہے اور ایک کتاب جراحت کے بیان مین ہے - ان مین سے ایک کتاب لاطینی زبان مین ترجمہ ہوکر سنہ ۱۱۹۲ھ مطابق سنہ ۱۷۷۸ء مین مقام اکسفورڈ مین چھپی ہے - استحضار ادویہ مین ایک کتاب ہے لاطینی مین اسکا بھی ترجمہ ہوا اور سنہ ۹۹۶ھ مطابق سنہ ۱۵۸۹ء مین بندقیہ مین طبع ہوئی ہے -

ابو علی یحیی بن جزلہ طبیب مصنف کتاب منہاج ہے اسکو حروف مین جمع کیا ہے یعنی ردیف وار لکھی ہے اسمین نباتات عقاقیر ادویہ وغیرہ کے نام لکھے ہین - اور کتاب تقویم الابدان اور کتاب منہاج البیان فی ما یستعمل الانسان اور کتاب الاشارہ فی تلخیص العبارہ اور ایک رسالہ طب کی مدح اور اسکی شرع کے ساتھ موافقت کے بیان مین ہے کہتے ہین کہ یہ شخص نصرانی تھا بعد مین مسلمان ہوا اور یہ شخص ابو الحسن سعید بن ہبتہ اللہ بن الحسن کا شاگرد ہے اپنے اہل محلہ اور تعارف والون کا بلا اجرت (فیس) کے علاج کرتا تھا اور ان کو عرق اور دوائین بغیر عوض (قیمت) کے دیتا تھا اور فقیرون کے ساتھ مہربانی اور حسن سلوک کے ساتھ پیش آتا تھا سنہ ۴۹۳ھ مطابق سنہ ۱۰۹۹ء مین اس کی وفات ہوئی -

ابو الصلت امیہ بن عبد العزیز بن ابی الصلت اندلسی علوم اور ادب مین بڑا فاضل فن حکمت کو خوب جاننے والا متقدمین کے علوم مین ماہر تھا اسکا ایک دیوان ہے اور یہ شخص امیہ بن ابی الصلت ابتداء اسلام کے مشہور شاعر کے علاوہ ہے اسکی تالیفات مین یہ کتابین ہین طب مین کتاب الادویہ المفردہ مقام مصر مین اسنے افضل کیلئے اسطرلاب کے عمل مین ایک رسالہ لکھا ہے اور علم ہیئت مین کتاب الوجیز لکھی ہے علم منطق مین اسکی جو کتاب ہے اسکا نام تقویم الذہن ہے اسکی ایک کتاب کا نام حدیقہ اور یہ کتاب اس نے ثعالبی کی کتاب یتیمۃ الدہر کے اسلوب پر لکھی ہے سنہ ۵۲۹ھ مطابق سنہ ۱۱۳۴ء مین اسکی وفات ہوئی -

امام فخر الدین رازی یعنے ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن الحسین بن الحسن بن علی التیمی البکری الطبرستانی رازی المولد وہ شخص ہین جنکو علم کلام اور معقولات اور علم اوائل مین اپنے ہم عصرون پر فوقیت ہے - مختلف فنون مین انکی متعدد کتابین ہین جنمین سے یہ ہین - طب مین شرح الکلیات للقانون - و شرح الاشارات لابن سینا اور ملخص شرح عیون الحکمۃ علم کلام مین مطالب عالیہ اور نہایت العقول - اور کتاب الاربعین - اور محصل - کتاب البیان والبرہان فی الرد علی اہل الزیغ والطغیان - کتاب المباحث العمادیہ - کتاب تہذیب الدلائل - عیون المسائل - کتاب ارشاد النظار الی لطائف الاسرار - کتاب اجوبۃ المسائل النجاریہ - کتاب تحصیل الحق - کتاب الزبدہ اور معالم طلسمات مین سر المکتوم شرح اسماء اللہ الحسنی - اصول فقہ مین محصول - معالم نحو مین شرح المفصل للزمخشری - فقہ مین شرح الوجیز غزالی - شرح سقط الزند للمعری - اعجاز مین ایک مختصر ہے جسکا نام انہون نہایۃ الاعجاز رکھا ہے - نحویون پر انہون نے بہت سے اعتراضات کئے ہین اور طریقہ الخلاف ہی ایک کتاب ہے - علم فراست مین بھی ان کی تصنیف ہے - ان کے

نظم مین سے ایک یہہ بیت ہے :-

المرء مادام حیا یستھان بہ — ویعظم الرزء فیہ حین نفتقد[1]

سنہ ۶ہجرم سنہ ۱۲۰۹ع مین بمقام ہرات انکی وفات ہوئی -

پھر یہہ بات معلوم رہنا چاہئیے کہ یہہ کتابین جنکو ان فاضلون نے یا اور دوسرے عربون نے علم طب مین تصنیف کیا اُنمین زیادہ تر ایسی ہین کہ اُن مین اس فن کی اور شاخون کا بھی بیان ہے - جیسے بیطرہ (سالوتری) یعنی گہوڑون کی طبابت - زردقہ یعنے پرندون کی طبابت کبھی وہ اس فن کی شاخ زردرہ کے طرف بھی متوجہ ہوتے ہین یعنے فن باغبانی یعنے درخت کس طرح سے اور کس وقت لگانا چاہئیے - اور فلاحت کے بھی درپے ہوتے ہین یعنی صناعت اعزاس یعنے فن زراعت - اور بہت سے صاحب علم طب مین طبعیات کو شریک کرتے ہین کیونکہ اُن دونون مین مزاجیت وغیرہ کے احکام مین ایک تعلق ہے اور علم نجوم کو بھی اسی کے ساتھہ شامل کرتے ہین اسلئے کہ اجرام علویہ کی تاثیر ابدان مین مانی ہوئی ہے علم موسیقی کو بھی اسی طبابت مین شریک کرتے ہین کیونکہ احکام نبض مین اس سے بڑی مدد ملتی ہے - اور ہم نے اپنی کتاب زبدۃ الصحائف فی اصول المعارف مین جو ذکر کیا ہے وہ عربی طب کی تصنیفات کی عظمت پر کافی دلیل ہے اور جن کا ذکر بندرہوین صدی مسیحی مین بلاد یورپ مین کیا جاتا ہے -

# فصل ششم

## عرب کے مدارس - انکی شہرت اور اُن کے انجام کا بیان

جب عربون کا نفس مشاغل علوم اور حصول معارف کی طرف متوجہ ہوا تو انہون نے اُس کے لئے مدارس بنائے اور اُن کے لئے علماء کو مقرر کیا مشرق مین اُن کے مشہور مدارس بغداد - بصرہ - اور بخارا مین تھے - اور قاہرہ مصر مراکش - فارس مین جو بلاد بربر مین ہے - چھٹی صدی ہجری مین جو بارہوین صدی مسیحی کے مطابق ہے بغداد کے مدرسہ مین چھہ ہزار استاد اور شاگرد تھے - اندلس کے ایک شہر خاص قرطبہ مین زمانہ خلافت الحکم المستنصر بن عبد الرحمن مین یعنے

---

[1] ترجمہ - آدمی جب تک جیتا رہتا ہے وہ ذلیل اور خوار رہتا ہے اور جب وہ گم (فنا) ہوجاتا ہے تو اُس کی قدر ہونے لگتی ہے -

چوتھی صدی ہجری کے نصف مین جو نصف ثانی دسوین صدی مسیحی سے مطابق ہے اسّی مدرسے تھے اور خاص قاہرہ مین بیس مدرسے تھے جنمین سے ایک جامع ازہری ہے اور یہ مدرسہ اس زمانہ مین بھی مصر مین اسلام کے بڑے مدارس مین شمار ہوتا ہے اس مدرسہ کی بنا جوہر قائد نے ڈالی تھی جبکہ مدینہ قاہرہ کو خلیفہ معز عبیدی کے لئے اسنے بنایا تھا جیسا کہ اسکی طرف پانچوین مقالہ کی پہلی فصل مین اشارہ کیا گیا ہے رفاعہ بک طہطاوی کہتا ہے کہ اہل عرب اس مدرسہ مین علم اصول - توحید - فقہ - تفسیر - حدیث اور علوم الہیہ جیسے کہ علوم عربیہ او منطق اور وضع مناظرہ - تمام ریاضیات الہیات - علم طب - ہیئت - تاریخ پڑہاتے تھے - اس زمانہ مین صرف اسمین شرعی علوم اور اس کے آلات یعنے وہ علوم جن سے اسمین مدد ملتی ہے نہایت اہتمام محافظت او حفظ شریعت اور لغت عرب یعنی ساکنین قریہ کی زبان وغیرہ علوم پڑہائی جاتے ہین - کہا جاتا ہے کہ اسمین بارہ ہزار طالب علم پڑہتے تھے لیکن اب اسمین بارہ سو سے زیادہ نہین ہین - اور لوگون کا بیان ہے کہ اس مدرسہ کی بدولت علوم اور آداب کی بڑی ترقی اور کثرت ہوئی اور بہت سے غریب بھی اسمین عالم بنکر نکلے ہین اور آجتک بھی لوگ وہان جاکر علم تحصیل کرتے ہین اہالی مصر کا کیا ذکر ہے کہ وہ مدرسہ انہین کے گہر مین ہے چنانچہ انہین مصریون مین سے شیخ محمد بوصیری اور شیخ محمد زبیدی لغت عربیہ کی مشہور کتاب کا مصنف اور شیخ جلال الدین سیوطی ہین -

انہین مدارس مین دار الحکمت ہی جسکو صاحب دیانۃ الدروز حاکم بامرہ ابو علی منصور بن العزیز باللہ ابی النصر نزار بن المعز العبیدی نے قائم کیا اس مدرسہ مین قاریون کو مقرر کیا خزانون اور شاہی محلون سے کتابین لاکر وہان بچھا کین اور عام لوگون کو وہان جانے کی اجازت دی اور نیز اس مدرسہ مین فقہا منجمین - نحویون اور علمائے لغت اور طبیبون کو مقرر کیا اور اسمین ہر علم کی کتابین جمع کی گئین کہ اسطرح سے اور کہین کتابین جمع نہین ہوئین - اور صرف اسپر اکتفا نہین کیا بلکہ اس کے مہتمم اور خدمت گزارون اور علما و فقہا کے لئے سالانہ وظیفہ مقرر کئے اور طلبا کے لئے ضروری چیزین جیسے سیاہی - قلم - دوات - کاغذ وغیرہ بھی مہیا کردیا یہ واقعہ ۳۹۵ھ مطابق ۱۰۰۴ع کا ہے - اس مدرسہ سے دو شخص نکلے جنمین سے ایک کا نام حمید بن مکی اطفیحی قصار[1] ہے - دوسرے کا نام برکات ہے - یہ دونون ملحد نکلے اور لوگون کی عقلون کو دہوکہ مین ڈالنے لگے اور (بے وقوفی سے) ربوبیت (خدائی) کا دعوے کیا جب افضل بن امیر الجیوش جمالی خلیفہ مستنصر عبیدی حاکم مصر کے وزیر سیف و قلم کو اسکی اطلاع ہوئی تو اسی وقت حکم دیا کہ دار الحکمت کا دروازہ بند کرکے ان دونون کو گرفتار کرلیا جائے - لیکن برکات روپوشی مین مرگیا اور افضل نے اس کے بعض پیروؤن کو جو باقی تھے قتل کروادیا - لیکن حمید قصار چھپا ہوا رہا یہان تک کہ افضل مرگیا - اور خلیفہ آمر باحکام اللہ ابو علی منصور عبیدی نے

---

[1] اطفیح مصر کا ایک قریہ ہے اور قصار دہوبی کو کہتے ہین -

دارالحکمت کو دوبارہ کہولا - اس مرتبہ حمید قصار موقع پاکر پہر ظاہر ہوا اور جماعت کو بگاڑ دیا اور ربوبیت کا دعوی پہلے کی طرح کرتا تھا وہ ایسے شعبدہ اور نادر کام کرتا تھا کہ انہین کی بدولت وہ ایسے بیہودہ خیالات مین گمراہ ہوا اور جو لوگ اوس کے اصلی حالات سے واقف ہو گئے تھے وہ اوس سے ڈرتے تھے بلکہ اوسکی صورت کو دیکہنا گناہ جانتے تھے اور اگر اوسکو راستہ مین چلتا ہوا پاتے تو اوس سے راستہ کاٹ کر جاتے - اس خلیفہ کے وزیر مامون نامی نے اوسکو گرفتار کر لیا اور ایک چوبی ستون پر اوسکو اور اون لوگون کو جو اس اعتقاد پر مصر تھے سولی دے دی یہ واقعہ سنہ ۵۱ ہجری م سنہ ۱۲۰۳ع کا ہے جب عبیدیئین کی سلطنت مصر مین ختم ہو گئی اور اتابیر صلاح الدین ایوبی قابض ہوا اور یہان عباسی جھنڈا دوبارہ نصب ہوا اور شاہی محل اور خزانون اور ذخیرون اور جواہرات پر قابض ہوا تو منجملہ اون کے ایک زمرد کی تلوار تھی جسکا طول ڈیڑھ قبضہ (شمشیر) کی برابر تھا اور یاقوت کی ایک لڑی تہی اور قریب ایک لاکھ کے منتخب کتابین ہمدست ہوئین - ابن خلدون کہتا ہے کہ اوسنے اپنے کاتب اور قاضی عبد الرحیم بیانی کو بیس ہزار ایک سو کتابین دین اور دارالحکمہ کو منہدم کر دیا اور پہر اوسکو شفاخانہ بنایا پہر بعد اسکے اوسکو شافعیون کے لئے مدرسہ بنایا -

اب ہم پہر اون امور کی طرف متوجہ ہوتے ہین اور یہ کہتے ہین کہ ان مدارس اور مکاتب مین جنکو عربون نے قائم کیا تھا خواہ وہ بغداد کے ہون یا اور دوسرے مشرقی ممالک اور ایشیا اور اسپانیا اور افریقہ کے ہون اقسام کے علوم و فنون بڑی شہرت کے ساتھ پائے جاتے تھے اور جو لوگ چھٹی اور ساتوین صدی ہجری مین جو مطابق ہے بارہوین اور تیرہوین مسیحی صدی سے علوم اور معارف مین مشہور ہوئے وہ یہین سے سیکھ کر مشہور ہوئے اور عالم کہلائے - اور چند صدیون تک یہی حالت رہی اور قرون وسطی (درمیانی صدیون) مین لوگ ارسطو کے فلسفہ کو مطلق نہین جانتے تھے اور اگر کچھ جانتے تھے تو وہ انہین عربی ترجمون کے ذریعہ سے جان سکتے تھے کیونکہ اس زمانہ مین عرب کے مترجمین بہت معتبر تھے اور وہ اس کام مین بڑے ماہر خیال کئے گئے ہین اور اوس کے مذہب کے پہچاننے مین یہ لوگ ایک بہترین ذریعہ تھے -

صاحب مقتطف کہتا ہے کہ اندلسیون کے مدارس نہایت ترقی اور حسن و خوبی مین بے نظیر تھے پس درمیانی صدیون مین اہل یورپ یہان آئے اور علم پڑہا اور پڑہ کر اپنے ممالک کو چلے گئے - سنہ ۲۶ ہجری م سنہ ۸۴۳ع مین ہر تموت رئیس و برباری فالن نے رہبانون کی ایک جماعت کو حکم دیا کہ وہ لغت عربی (عربی زبان) سیکہین تاکہ اس کے ذریعہ سے اون کے علوم حاصل کئے جا سکین اس بنا پر بندکتیون کے رہبان عربی علم کو اس شوق سے پڑہنے لگے کہ اس سے زیادہ شوق خیال مین نہین آ سکتا - ان مدارس مین جن لوگون نے علم حاصل کیا اونمین زیادہ مشہور پاپا سلیبستر دوس ثانی ہے اور اصل مین یہ فرانسیسی شخص ہے جسکا نام جربرت تھا ہندسہ کے بیان مین اسکا ذکر گزرا ہے - اس نے یورپ کے بڑے حصہ مین صرف طلب علم کی نظر سے سفر کیا یہانتک کہ

اس کے قدم اندلس مین جمے پس وہ اشبیلیہ اور قرطبہ کے مدارس مین تحصیل علم کرنے لگا۔ سبب وہ ان علوم کو غذا کی طرح جلد ہضم کرچکا تو اپنے ملک کو واپس گیا اور اپنے اقران اور ہمعصرون پر علم مین اعلیٰ مرتبہ پر رہا۔ یہان تک کہ بابا فشاد نے علم کے لئے دو مدرسے کہولے ایک ایطالیا مین اور دوسرا ریمز مین اور اسنے علم اور رقوم ہندیہ (اعداد حسابی) کو عربون سے سیکہا اور اپنے ملک یعنے یورپ مین پہونچایا۔

اسی وجہ سے اہل ایطالیا اور فرانس اور انگلینڈ والون مین حمیت کا جوش ہوا وہ دور دراز راستون کو طے کر کے اندلس مین علم سیکہنے کی غرض سے آنے لگے۔ مونکلا علم ریاضی کی تاریخ مین کہتا ہے کہ اہل افرنج سو کوئی شخص ریاضی کا عالم نہین ہوا تا وقتیکہ کئی صدیون تک عربون سے اسکو نہین سیکہا۔ منجملہ اُن لوگون کے جنہون نے ان علوم کو ایطالیا (اٹیلی) مین منتقل کیا اُن مین سے وہ ودکریمونا ہے کیونکہ اسنے اُن سے طلیطلہ مین ہیئت طب اور فلسفہ پڑہا اور انہین سے مجسطی اور رازی اور ابن سینا کی کتابین پڑہین، اور عربی سے اُنکا ترجمہ لاطینی زبان مین کیا۔ اسیطرح لیونارو بیزی نے اُن سے حساب اور جبر و مقابلہ پڑھ کر اپنی زبان مین نقل کرلیا۔ اور ارنولا فیلانونی نے اُن سے ہیئت اور طبعیات اور طب پڑہی اور اپنی زبان مین نقل کیا۔ عربون سے علوم کو انگریزون مین سے جس نے نقل کیا وہ ایک راہب ہے جسکا نام بلارد ہے اور دوسرے کا نام مورلی اور ایک کا نام اسکوت (اسکاٹ) اور روجر باکون ہے جو مشہور ہین۔ اس نے علم کیمیا اور تشریح اور ریاضیات مین جو معارف (علوم) حاصل کئے وہ اُنکی کتابون سے حاصل کئے اور بصریات مین حسن کے اقوال سے اقتباس کیا۔ (شاید اس سے مراد خازن اندلسی ہے جسکا ذکر فلاسفہ کے تذکرون مین گزرا ہے) اور مثل اسی کے بصریات مین فتیلیو نے علم حاصل کیا۔ جو بصریات مین بڑا مشہور ہے کیونکہ اس نے حسن مذکور کے اقوال سے بہت کچھ نقل کیا۔ اور دوسرے لوگون کا ذکر ہم نے اپنی کتاب زبدۃ الصحائف فی سیاحۃ المعارف مین بیان کیا ہے :-

جب فرنج کے بادشاہون نے عربون کے علوم کے اور اُن کے تمدن کی حروب صلیبیہ کے سبب سے قدر و قیمت جانی تو اس کے بعد اُن کو علوم و فنون کا شوق ہوا اور انہون نے عربی کتابون کا اپنی زبان مین ترجمہ کرنے کا حکم دیا جیسا کہ یہ امر آیندہ کے بیان سے واضح ہوگا۔ حاصل یہ ہے کہ افرنجیون نے عربون سے وہ علوم وغیرہ نقل کئے جو عربون نے دوسرون سے نقل کئے تھے۔ یا اُن عربون نے اپنی ذات سے فلسفہ۔ ہیئت۔ طبعیات ریاضیات۔ بصریات۔ کیمیا۔ طب۔ صیدلہ یعنے عطرکشی۔ جغرافیہ۔ زراعت۔ فراست مین اپنی ذات سے استنباط کیا تھا اسکو بھی نقل کرلیا۔ اور نیز انہون نے عربون سے عمل ورق یعنے چاندی کے ورق کا بنانا اور بارود اور شکر اور ریشم کا بنانا اور دوا اون کی ترکیب اور بہت سی قسم کے کپڑون کا بننا سیکہا۔

اور انہین کے ملک سے ریشم کے کیڑون کو اپنے ممالک مین لے گئے اور نیز بہت سے میوؤن اور درختون کو جیسے ارز (چاول) اور نیشکر اور زعفران اور روئی - اور سبانخ - اور انار اور انگور کو اپنے ممالک مین انہین کے یہان سے لے گئے اور انہین عربون سے چمڑے کی دباغت اور اُس کا خشک کرنا سیکھا اور جب کہ اصلی اسپانیون (اہل اسپین) نے انکو اندلس سے نکال دیا تو وہ فارس کو چلے گئے اور اندلس سے یہ ہنر معدوم ہوگیا اور پھر انگریزون نے اس فن کو یہان مستر د کیا اور وہ لوگ اس کے بعد سے ہمیشہ مدبوغ چمڑون کو اسی نام (موروکو اور کوردوفان) سے موسوم کرتے تھے یعنی مراکش اور قرطبہ کے نام سے -

صاحب مقتطف لکہتا ہے کہ بعد مین افرنجیون کے اکثر مباحث طبیہ مین عربی نام جیسے سمت - نظیر - سموت مقنطرات اور ستارون کے نام اور الکحول قلی جیبر قطن - شراب اور کیمیا وغیرہ داخل ہین اگر عربی زبان نہ ہوتی تو اہل اسپین کی زبان اس امر مین قاصر ہوتی - پس اُن کے اوزان وغیرہ کے نام اکثر عربی مین جیسے قنطار - ربع - اور شبر - اسیطرح پانی کے قطعون کے نام جیسے بحیرہ برکہ - اور جب اور قبیبہ (قبہ کا مصغر) اسکے سوا اور بہت سے الفاظ ہین پس مولدین[1] اپنے زمانہ مین ان علوم کے سلسلے کے مرکز تھے جو کہ اُن کو علوم متقدمین متاخرین کے ذریعے سے پہونچے اگر یہہ لوگ نہ ہوتے تو اکثر معارف اور علوم مفقود ہو جاتے اور اگر یہ لوگ اُنکو نقل نہ کرتے تو اس صورت مین بھی یہ علوم برباد ہو جاتے رابرٹسن انگریزی مورخ وغیرہ نے جو بیان کیا ہے اُس کا خلاصہ یہہ ہے کہ جس زمانہ مین اہل عرب ان کو پڑہتے اور پڑہاتے اور اپنے ممالک مین شائع کرتے تھے اُسوقت اہل یورپ ایسی ابتری اور جہالت کی حالت مین تھے کہ وہ ابتک اس کا افسوس کرتے ہین اور وہ اپنے زیادہ جہل کی گہری نیند سے اُس وقت ہوشیار ہوئے جب کہ وہ اپنی وحشی صلیبی لڑائیون مین بیت المقدس کی پاک زمین کو مسلمانون کے قبضہ سے چھڑانے کی دُہن سے مشغول ہوئے اور وہ ان لڑائیون مین جبکہ بلاد اورشلیم (بیت المقدس) کی سرسبز زمین پر پہونچے اور یہ زمین اُن کے ملک کی زمین سے زیادہ شاداب اور وہان کی متمدن سلطنتین اُنکی متمدن سلطنتون سے عمدہ حالت مین تہین تو انہون نے ایشیا مین ان علوم وفنون کے آثار کو پایا جن کو عباسی خلفاء نے عمدہ حالت مین لایا اور اُنکی تحصیل مین اعانت کی تہی گو کہ وہ اس وقت اُنکی حکومت سے خارج تھے (بلکہ وہ خلفائے علوئین اور فاطمین کے زیر حکومت تھے جسکا کہ اوپر ذکر ہوا) -

اسیطرح جبکہ وہ قسطنطنیہ پر جو شرقی یونان کا قیصری تخت گاہ تھا ۱۲۰۳ء ہم ۶۰۰ھ ۱۲۰۵ء مین ان مذکورہ جنگون کے

---

[1] مولدین سے وہ اہل علم مراد لئے جاتے ہین جو بعد کے زمانہ مین پیدا ہوئے اور انکو محدثین بہی کہتے ہین - مترجم

اثنا رمین قابض ہوئے تو انہون نے یہان اُن امور کو دیکہا جو اُن کے ملک مین اس قسم کا تمدن اور قدیم حسن و تربیت کا نام نہین تھا اور اس زمانہ مین یہ ملک یونانی قیاصر (تاجداروان) کے تحت حکومت تھا اور یوروپ کے سرمایہ کا مخزن تھا اور اسکی بحری قوت بھی واقع مین بہت ہی ہوئی تہی اس لئے کہ وہان کی کاریگری اعلی درجہ کی تہی اور چونکہ یہان دولتمندی بھی تھی اس لئے یہان کے لوگون کو زینت اور علوم اور اشیاء فاخرہ کی طرف رغبت ہوئی اور یہ علوم اس زمانہ مین غربی یوروپ مین ناپید ہوگئے تھے اور اس شہر مین اور نیز اس امپرر (شہنشاہ) کے علاقہ کے اور دوسری شہرون مین یہ علوم بہت چمکے ہوئے تھے۔ اور جبکہ ان افرنجی جنگجویون کو بغیر اس کے کہ ان علوم اور معارف کو حاصل کرین اُن کو جواب دینا یعنے اُن سے مقابلہ کرنا دشوار اور ناممکن تھا تو اس وقت اُن کی طمع اُن علوم کے حاصل کرنے مین بڑھ گئی اور اُن کے اوہام ضعیف ہوگئے اور اُن کے اذہان مین مفید تصورات پیدا ہوئے اور اُنکی فوجین جو تبادلہ ہوکر اپنے مقامات کو جاتی تہین تو اس طویل مدت مین وہ یہان کی عادات سیکہہ کر جاتی تہین اور ان لڑائیون کے ظہور کے زمانہ سے جو سنہ ۴۹۰ہجرم سنہ ۱۰۹۶ء مین شروع ہوئی تہین بہت ہی تہوڑے زمانہ مین بغداد مین مستظہر باللہ خلیفہ عباسی اور مصر و شام مین مستنصر باللہ ابو تمیم معد خلیفہ فاطمی کے زمانہ مین یوروپ کے امرا کے دعد امین دفاتر مین اور عام محافل اور مجالس مین ان تحسینات اور تزئینات کو رونق ہوئی اور علوم کا دائرہ آہستہ آہستہ اُنکے ممالک مین وسیع ہونے لگا اور جب انہون نے ارسطو وغیرہ کی علمی کتابون کو دیکہا اور اسپر بحث کی اور اُنکو سیکہہ کر اپنی زبان مین نقل کرنا چاہا تو اُن کو عربی زبان کا سیکہنا ضروری ہوا کیونکہ ایشیا اور بلاد اندلس مین وہ اُن سے مختلط ہوگئے تھے اور وہ اُس زمانہ مین یونانی زبان کو نہین جانتے تھے پس انہون نے اسکو عربون کے ہاتھ سے اس طریقہ سے حاصل کیا جیسا کہ قبل ازین اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

سوائے اس امر کے کہ فلسفہ کی کتابین جنکو عربون نے اپنی زبان مین یونانی سے ترجمہ کیا تھا اُن کتابون مین بسبب مترجمین کے جہل کے فساد تھا کیونکہ یونانی زبان اس زمانہ مین متروک ہوگئی تہی اسی وجہ سے بعض نے ارسطو کی کتابون مین کچھ امور اضافہ کردئے تہے جو اصل مین غیر موجود تھے کیونکہ انہون نے اس فیلسوف کے منشا کو بعض جملون سے نہین سمجھا پس انہون نے اپنی عقل اور ذہانت سے بعض اشیاء کو اختراع کیا اور بعض نے اس امر کو قصداً کیا جیسے کہ ابن سینا چنانچہ اس امر کی طرف اُس کے ترجمہ (حالات) مین اشارہ کیا گیا ہے اور اسی سبب سے اس یونانی فلاسفر کی تعلیم اُن مین فاسد ہوگئی تھی جب افرنجیون نے ان کتابون کو عربی زبان سے لاطینی زبان مین اسی خرابی اور فساد کی حالت سے نقل کیا جیسا کہ پہلے یونانی زبان سے عربی زبان مین نقل کیا گیا تھا تو اب دونون کے مقابلہ سے معلوم ہوا کہ یہ ایک دوسری ہی قسم کی تعلیم ہے جو ارسطو کی طرف منسوب کی جاتی ہے اور یہ تعلیم اُسکی اصلی تعلیم سے بہت ہی جدا ہے اس لئے کہ اس مین دو وجہ سے فساد پیدا ہوا:۔

پہلی وجہہ پہلے مترجمین کا جہل ہے۔

دوسری وجہ ابن سینا مذکور سے ہوئی۔ اور یہ تعلیم یورپ مین اسی فاسد حالت پر کوئی سو برس تک جاری رہی یہانتک کہ مدینۂ قسطنطنیہ کو ۸۵۷ھ مطابق ۱۴۵۳ء مین آل عثمان نے فتح کیا اور اس وقت بہت سے یونانی علماء اٹلی وغیرہ یورپ کی دیگر ممالک کو بھاگ کر چلے گئے اور وہان متوطن ہوگئے اور وہ اپنے ساتھ ارسطو کے فلسفہ کی تمام کتابون کی نسخون کو لیتے گئے اور اس وقت لاطینی زبان مین نہایت تدقیق سے اُن کا ترجمہ ہوا اور اس وجہ سے لاطینی زبان کی ترجمہ شدہ کتابین بہ نسبت ابن سینا مذکور کے زیادہ صحیح ہوگئین اور اسطرح سے افرنجیون نے ارسطو کے فلسفہ کو اور اسکی حقیقت کو اچھی طرح سے جانا اور انہین یونانی۔ رومی اور عربی کتابون کو جمع کرنا شروع کیا جسکی بدولت اُن کو آج علوم و معارف عقلی اور نظری کی ریاست حاصل ہے اور اب وہ ہر ایک اعلیٰ تحقیقات کے لئے مصدر بنے ہوئے ہین اور ہر ایک علمی طریقہ مین اُن کو کمال حاصل ہے۔

لیکن اہل عرب مین ان مدارس مین سے کوئی مدرسہ جنکا ہم نے ذکر کیا ہے باقی نہین رہا جنکو انہون نے قائم کیا تھا بس گویا انکی علمی دولت انکی سلطنت کے ساتھ وابستہ تھی[1] اور جب انہون نے اپنی سلطنت کو کہو دیا تو اُس کے ساتھ انہون نے ان علوم و معارف کو بھی کہو دیا لیکن انکی سلطنت خواہ وہ ممالک مغرب کی ہو یا مشرق کی بالکلیہ جاتی نہین رہی مگر انکی دشمنون کی فوجون نے اُن مدارس کو منہدم کر دیا اور انہون نے اپنی حسد کی آگ ان مدارس مین لگا دی۔

صاحب مقتطف کہتا ہے کہ اندلس کے مدارس کچھ زیادہ زمانہ تک نہین رہے چنانچہ سعید بن احمد روایت کرتا ہی کہ منصور[2] نے ان مین سے اکثر کو تلف کر دیا اسیطرح جب اسپین والون نے ان ممالک کو فتح کیا اور عربون کے قبضہ سے چہڑایا جیسا کہ بعض مولفین کا بیان ہے تو فردنیال نے جسکا نام شیمنز تھا ۸۹۸ھ مطابق ۱۴۹۲ء مین عربون پر غلبہ پاکر مدینۂ غرناطہ کے میدان مین اسّی ہزار (۸۰۰۰۰) کتابون کے جلانے کا حکم دیا۔ اور سعید بن احمد ایک اسپین کے مورخ سے جسکا نام ربلس ہے نقل کر کے کہتا ہے کہ اہل اسپین نے دس لاکھ پانچہزار مجلد کتابون کو فنا کیا جو خاص عربون کے قلم کی لکھی ہوئی تہین اور یہ وہ کتابین تہین جنکو وہ سلطان مراکش کے ملک پر چڑھائی کر کے تین کشتیان بہر کر لے گئے تھے اور یہ سب عربی ضخیم کتابین تہین اور ان کتابون کو وہ قصر اسکوریال مین ۱۶۱۱ء

[1] یہ امر عربون کے ساتھ مخصوص نہین ہے کیونکہ جب کسی قوم پر ادبار آتا ہے اور اسکی سلطنت تباہ ہوتی ہے تو اُسکے ساتھ اسکے علوم و فنون اور تمام صناعیان وغیرہ برباد ہوجاتی ہین۔ مترجم

[2] سعید بن احمد شاید ملک موند کا وزیر ہوگا۔ مولف

سنہ ۱۰۸۲ء تک ثابت رہے تھے جب اسمین آگ لگی تو تین ربع کتابین جل گئین اور اُسمین سے صرف ایک ربع بچ گئین اور یہ اُس وقت ہوا ہین جبکہ وہ اپنی غفلت سے خبردار ہوئے ۔ پھر اُنھون نے طرابلس کے ایک شخص بارودی کو حکم دیا کہ [illegible] تھین اُنکی فہرست [illegible] ۔ اُسنے [illegible] ہزار آٹھ سو کتابون کے نام لکھے ہین ۔ اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے [illegible] معلوم ہوتی ہے کہ کتابون کی یہ تعداد [illegible] کی طرف صاحب مقتطف نے اشارہ کیا ہے یہ وہ کتابین ہین کہ جنکی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ اس زمانہ تک سلطانی خزانہ مین عربیون کی کتابون سے محفوظ ہین ۔

اس سے چند صدیان پیشتر جب کہ ہولاکو بادشاہ تتار نے ۶۵۶ھ مطابق ۱۲۵۸ء مین بغداد کو متعصم عباسی کے ہاتھ سے چھڑا کر فتح کیا تو اُسنے اُن مدارس کو جو اس شہر مین تھے ویران کر دیا اور اُن مین جو نفیس کتابین تھین اُن کو نہر دجلہ مین ڈلوا دیا ۔

قوم عرب کی تباہی اور پریشانی مین اور ایک زمانہ دراز مین اُن کو جو چیز حاصل ہوئی تھی اُس کے چھنجانے اور تباہ ہونے مین افرنجیون کے ہاتھون نے قبل اس کے کہ وہ علوم کی طرف متوجہ ہون اور اضافہ کیا ۔ جب وہ ان علوم سے بحث کرنے لگے تو بلاد مشرق سے اپنے ملک کو ان کے لیجانے مین کوشش کرنے لگے چنانچہ اس زمانہ تک ابھی اُنکی یہ کوشش جاری ہے کہ وہ جو کچھ ان قیمتی مکاتب (کتب خانون) سے بچی ہوئی پاتے ہین اپنے ملک کو لیجاتے ہین اور اُنھون نے بڑے بڑے شہرون کے مدارس اور مکاتب کو لوٹ کر خالی کر دیا ۔ اور اب ہمارا احال جس کے بیان کے ہم درپے ہین یہ ہے کہ اگر ہم مین سے کسی کے پاس کوئی چیز بعض کتبخانون سے پائی جاتی ہے تو وہ یا تو کتب لغت کا سرمایہ ہے یا ایسی کتابین ہین جو امور دینی سے متعلق ہین اور اکثر کتابین تو بے جلد ہین اور بعض کے نزدیک جو ہین بھی تو وہ اس سے زیادہ نہین ہین کہ وہ کیڑون کا خوراک ہون یعنے ایسی حالت مین ہین کہ اُن سے کوئی نفع اُٹھایا نہین جا سکتا اور مدارس مین سے کسی کا نام ونشان باقی نہین رہا البتہ مصر مین ایک مدرسہ جامع ازہر موجود ہے جس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے اُس مین بھی کوئی نادر کتابین نہین ہین اور ان علوم کی حالت جو پڑھائے جاتی ہین یہ ہے کہ اُس مین وہی شرعی علوم پڑھائے جاتے ہین یا وہ علوم پڑھائے جاتے ہین جو لغت عربی کی حفاظت کے متعلق ہین چنانچہ آغاز فصل مین اسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے ۔

# خاتمہ

## خلفاء اور سلاطین کے نوابون وغیرہ کی سن جلوس کی تاریخون کا بیان

جناب رسالت مآب صلعم کی وفات کے بعد ۱۱ہ م ۶۳۲ع مین خلافت کے لیے ابوبکر صدیق رض کا انتخاب ہوا۔

ان کے بعد عمر بن الخطاب رض ۱۳ہ م ۶۳۴ع مین خلیفہ ہوئے اور بارہ سال چھ ماہ کی خلافت کے بعد وہ قتل (شہید) ہوئے۔

ان کے بعد ۲۳ہ م ۶۴۴ع مین عثمان بن عفان رض جانشین ہوئے یہ بھی بارہ برس حکومت کرنے کے بعد قتل (شہید) ہوئے۔

ان کے بعد علی بن ابی طالب رض ۳۵ہ م ۶۵۶ع مین خلیفہ ہوئے چار سال دو ماہ کی خلافت کے بعد یہ بھی قتل (شہید) ہوئے۔

ان کے بعد ان کے فرزند حسن رض ۴۰ہ م ۶۶۱ع مین خلیفہ ہوئے اور چھ ماہ تک سریر آرائے خلافت رہے۔ اس کے بعد خلافت بنی امیہ مین منتقل ہوگئی اور اس وقت سے خلافت امر موروثی ہوگئی کیونکہ اس سے پہلے خلافت عوام کے انتخاب پر ہوتی رہی تھی۔ اور پھر اموی خلیفون کے ہاتھ مین پندرہ پشت تک رہی جویکے بعد دیگرے خلیفہ ہوتے رہے۔ ان کی سلطنت بہت وسیع اور پھیلی ہوئی تھی چنانچہ مصر حجاز۔ ہند۔ چین۔ خراسان اور مشرق اور افریقیہ اور اندلس اور تمام علاقہ جات اسلام مین پھیلی ہوئی تھی اور ان کا تخت گاہ دمشق مین ملک شام مین تھا۔

بنی امیہ مین پہلے خلیفہ معاویہ بن ابی سفیان ہین ۴۱ہ م ۶۶۱ع مین خلیفہ ہوئے اور بیس سال کی حکومت کے بعد انکی وفات ہوئی۔

ان کے بعد ان کا بیٹا یزید ۶۰ہ م ۶۸۰ع مین حاکم ہوا اور ساڑھے تین برس حکومت کرکے مرگیا۔

تیسرا شخص معاویہ بن یزید ہے ۶۴ہ م ۶۸۳ع مین خلیفہ ہوا اور نوے (۹۰) روز کے بعد خلافت سے دست بردار ہوا۔

چوتھے شخص عبد اللہ بن الزبیر ہین ۶۴ہ م ۶۸۳ع مین حجاز اور عراق کے حاکم ہوئے اور نو سال کے بعد قتل ہوئے۔

پانچوان شخص مروان بن الحکم ہے اور یہ شخص مروانیون مین پہلا بادشاہ ہے ۶۴ہ م ۶۸۳ع مین

شام اور مصر پر حاکم ہوا اور آٹھ مہینے دس دن کے بعد اسی کے لوگون نے غدر سے اسکو قتل کیا۔

اس کے بعد اسکا بیٹا عبد الملک ۶۵ھ م ۶۸۴ء مین حاکم ہوا لیکن اسکی خلافت صحیح اور کامل نہین ہوئی جبتک کہ ابن الزبیر قتل نہین ہوئے پھر وہ قریب اکیس برس کے بعد مر گیا۔

پھر اس کا بیٹا ولید ۸۶ھ م ۷۰۵ء مین حاکم ہوا اور دمشق مین نو برس کے بعد مر گیا۔

اس کے بعد اسکا بھائی سلیمان ۹۶ھ م ۷۱۴ء مین حاکم ہوا اور مقام مرج وابق مین دو سال آٹھ مہینے حکومت کر کے مر گیا۔

اس کے بعد عمر بن عبد العزیز ۹۹ھ م ۷۱۷ء مین خلیفہ ہوئے اور دو برس تین مہینے کے بعد مقام دیر سمعان مین جو ارض حمص مین ہے مسموم ہو کر انتقال فرمایا۔

ان کے بعد یزید بن عبد الملک ۱۰۱ھ م ۷۱۹ء مین حاکم ہوا اس کے زمانہ مین آل مہلب فنا اور تباہ ہو گئی جس کا ذکر چھٹے مقالہ کی پہلی فصل مین ہوا ہے اس نے چار سال حکومت کی اور حوران مین مر گیا۔

اس کے بعد اسکا بھائی ہشام ۱۰۵ھ م ۷۲۴ء مین حاکم ہوا اور رصافہ مین جو ارض شام مین آباد کیا گیا تھا بیس سال حکومت کر کے مر گیا۔

اس کے بعد ولید بن یزید بن عبد الملک ۱۲۵ھ م ۷۴۳ء مین حاکم ہوا اور ایک سال کی حکومت کے بعد مر گیا۔

اس کا بیٹا یزید ۱۲۶ھ م ۷۴۳ء مین حاکم ہوا اور پانچ مہینے کچھ دنون حکومت کی اور طاعون مین مبتلا ہو کر مرا۔

اس کے بعد مروان بن محمد بن مروان ۱۲۷ھ م ۷۴۴ء مین حاکم ہوا یہ شخص خلفائے بنی امیہ مین آخری ہوا ہے اور پانچ برس حکومت کرنے کے بعد قریہ بوصیر مین قتل ہوا اور اس کے بعد خلافت عباسیون مین منتقل ہو گئی عباسیون کا پہلا خلیفہ جنکی طرف اشارہ کیا گیا ہے عبد اللہ السفاح ہوا ہے ۱۳۲ھ م ۷۴۹ء مین خلیفہ ہوا پھر سفاح بنی امیہ کو تباہ اور فنا کرنے لگا جیسا کہ اس امر کی طرف پانچوین مقالہ کی پہلی فصل مین اشارہ کیا گیا ہے۔

حکایت کی جاتی ہے کہ بعد اس کے کہ اسنے مروان بن محمد بن مروان مذکور کو قتل کر کے تخت خلافت پر بیٹھا اور اس نے اپنے مین اور بنی امیہ مین صلح کرنے کی نسبت ایک دعوت ولیمہ قرار دی اس کے حلم کے سبب سے انہون نے دھوکہ کھایا اس دعوت مین ان مین سے اسی[۸۰] امیر جمع ہوئے اور اس دعوت مین وہ سب کے سب قتل ہو کر ان مین سے صرف عبد الرحمن الداخل اور اس کا باپ جو کہ مروان اول کی نسل سے تھے بچ گئے اور وہ بھاگ کر مصر کو گیا اور وہان سے برقہ پہونچا اور برقہ سے بلدہ کو گیا جسکو کہ طاہر بھی کہتے ہین اور بلدہ طاہر کا ذکر قریب مین آئے گا۔ اس کارروائی کے بعد مشار الیہ سفاح نے حکم دیا کہ ان مقتولین کی لاشون پر ایک فرش بچھایا جائے اور اسپر بیٹھ کر اس نے کھانا کھایا اور یہ کہا کہ اس نے اپنی مدت عمر مین اس سے زیادہ لذیذ کھانا کبھی نہین کھایا

چار سال کے بعد اسکی بہی وفات ہوئی -

اس کے بعد اس کا بہائی ابوجعفر عبداللہ منصور ۱۳۶ ہجری ۷۵۳ء مین خلیفہ ہوا اسنے تخت خلافت کو بغداد مین منتقل کیا اور اپنی خلافت مین استہ بغداد کی بنا ڈالی۔

عبدالرحمن داخل [illegible] اقربہ مین [illegible] ہاہر تھا پہونچا اور [illegible] بلاد مغرب کے علاقہ کا تہا کیونکہ اسکی ماں بہی بربر کے ایک قبیلہ کی تہی اور اسکو [illegible] کہتے ہین یہان یہ قبیلہ آباد ہوا اور عبدالرحمن داخل کے پاس بہت سے قبیلہ جمع ہوگئے اسنے امیر یوسف سے جو بنی عباسیون کا اندلس پر ایک عامل تہا جنگ کی اور ۱۳۸ ہجری ۷۵۵ء مین اسپر قابض ہوگیا اور پہر یہ ملک اور سلطنت اس کے لئے اور اس کے بعد کے خلفا کے لئے ایک مستقل سلطنت ہوگئی یہان تک کہ ۴۱۷ ہجری ۱۰۲۶ء مین ان مین اور بربریون مین جو جنگین ہوئین ان مین ان کا خاتمہ ہوا اور یہ زمانہ قادر باللہ عباسی کا تہا - اور اس وقت طوائف الملوکی نے اس سلطنت کو توڑ دیا تہا کیونکہ ہر ایک شخص (عامل) ملک کے ایک ایک قطعہ پر قابض اور متصرف ہوگیا اور اس سبب سے علوم و فنون کا بڑا حصہ مٹ گیا جس کو کہ اس دولت نے ایک ایک چیز کرکے جمع کیا تہا یہان تک کہ بلاد اندلس سے اہل عرب بالکل نکال دئے گئے اور وہان کے اصلی باشندے بادشاہ فرڈینینڈ اور اسکی زوجہ ملکہ ایزابلا (ایلزبیتہ) کے ہاتہ پر ۸۹۸ ہجری ۱۴۹۲ء مین اس ملک پر قابض اور متصرف ہوگئے -

اس جدید خلافت کا ظہور شوکت عرب کے ضعف کا مبدا ہوا کیونکہ اس کے سبب سے عربون کی قوت دو خلافتون مین جو ایک دوسری کی دشمن تہی منقسم ہوگئی جنہین سے ہر ایک کو دوسرے سے انتقام کا خیال رہا کیا مگر ان کو اس کا موقع نہین ملا - کیونکہ مشرقی عباسی خلفا نے اندلسی اموی خلفا سے آدمیون (فوج) سے کوئی مدد نہین لی اسیطرح خلفاء اندلس نے خلفاء عباسیہ سے کسی قسم کی مالی مدد نہین چاہی -

## بنی امیہ کے اندلس کے بادشاہون اور انکے خلفاء کی نام اور تاریخ جلوس کی جدول

| سنہ ہجری | سنہ عیسوی | اسماء |
|---|---|---|
| ۱۳۸ | ۷۵۵ | عبدالرحمن الداخل اسنے مشرقی بیعت کا احترام کیا اور اپنی کو خلیفہ کی لقب سے ملقب نہین کیا |
| ۱۷۲ | ۷۸۸ | اسکا بیٹا ہشام - |
| ۱۸۰ | ۷۹۶ | حکم بن ہشام - |
| ۲۰۶ | ۸۲۱ | اسکا بیٹا عبدالرحمن اوسط - |

| سنہ ہجری | سنہ عیسوی | اسماء سلاطین |
|---|---|---|
| ۲۳۸ | ۸۵۲ | محمد بن عبد الرحمن مذکور۔ |
| ۲۷۳ | ۸۸۶ | اُس کا بیٹا منذر۔ |
| ۲۷۵ | ۸۸۷ | عبید اللہ منذر مذکور کا بہائی۔ |
| ۳۰۰ | ۹۱۲ | اُس کا پوتا عبد الرحمن اسکو امیر المومنین کہتے تھے اور اُسکا لقب ناصر لدین اللہ تھا۔ |
| ۳۵۰ | ۹۶۱ | حکم بن ناصر جسکا لقب مستنصر ہے۔ |
| ۳۶۶ | ۹۷۶ | اُس کا بیٹا ہشام جسکا لقب موید ہے یہ خلیفہ اپنی کل مدت خلافت مین اپنے وزیر منصور بن ابی عامر سے دبا ہوا رہا اور یہ منصور آخر مین خود مستقل بادشاہ ہوگیا اور اپنا لقب حاجب منصور قرار دیا ۳۹۴ہم ۱۰۰۲ء مین اسکی وفات ہوئی۔ اس کے بعد اس کا بہائی مظفر ہوا۔ پہر اسکا بیٹا عبد الرحمن منصور ہوا اور یہ عبد الرحمن اور اُسکا چچا مظفر مذکور خلیفہ موید مشار الیہ کو روک دیا یعنے اُسکو سلطنت کے کامون مین بیدخل کر دیا اور آخرکار اُس کو اس بات پر مجبور کیا کہ وہ اُسکو یہ عہدہ دیدیوے پس اُسنے اس مضمون کا ایک صک (اقرارنامہ) لکہدیا اور اُسکو اپنے ہاتھ کی بیعت دیدی یعنے بیعت کا کام اُس کے سپرد کر دیا پہر اُس کے خاندان والے جو اموی اور قریشی تھے ناراض ہوئے اور بموید مذکور کو خلافت سے علٰحدہ کر دیا اور محمد بن ہشام بن عبد الجبار ابن امیر المومنین ناصر سے بیعت کی اور اُسکو مہدی کی لقب سے ملقب کیا ۳۹۹ہم ۱۰۰۸ء مین اسکی وفات ہوئی اور اس سبب سے دونون فریقون مین جنگ ہوئی یہان تک کہ اس سلطنت کے ٹکڑے ہوگئے اور یہ کام افرنجیون کے غلبہ پر منتہی ہوا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اب ہم پہر اُس امر کی طرف رجوع کرتے ہین جسکا ہم ذکر کر رہے تھے |

جب مکہ کے قریب بائیس سالہ حکومت کے بعد ابوجعفر منصور عباسی مشار الیہ کی وفات ہوئی تو اُسکا بیٹا مہدی ۱۵۸ہم ۷۷۵ء مین خلیفہ ہوا اور دس برس کے بعد اسکی وفات ہوئی۔

اس کے بعد اس کا بیٹا موسی الہادی ۱۶۹ہم ۷۸۵ء مین خلیفہ ہوا اور ایک برس تین مہینے کے بعد اس کی وفات ہوئی۔

اس کے بعد اسکا بہائی ہارون رشید ۱۷۰ہم ۷۸۶ء مین خلیفہ ہوا یہ وہ خلیفہ ہے جس نے برمکیون کو تباہ و پریشان

کر دیا جسکا ذکر اپنے مقام پر اس کتاب مین گزر چکا ہے تیئیس سالہ حکومت کے بعد قریہ طوس مین اسکی وفات ہوئی۔

اس کے بعد اسکا بیٹا محمد امین سنہ ۱۹۳ھ م سنہ ۸۰۸ء مین خلیفہ ہوا قرآن کے مخلوق ہونے پر اسکا اعتقاد تھا اسکے بہائی جو اس کے بعد خلیفہ ہوئے انہون نے اس اعتقاد مین اسکی پیروی کی۔ یہ ایسی بدعت تہی کہ اس کے سبب سے وبال عظیم نمودار ہوا اور اسلام مین ہزارون خون ہوئے چار سال دو ماہ کے بعد محمد امین قتل کیا گیا۔

اس کے بعد اسکا بہائی مامون عبد اللہ بن الرشید سنہ ۱۹۸ھ م سنہ ۸۱۳ء مین خلیفہ ہوا اور بیس سالہ خلافت کے بعد بلاد روم مین اسکی وفات ہوئی۔

اس کے بعد اس کا بہائی معتصم باللہ محمد سنہ ۲۱۸ھ م سنہ ۸۳۳ء مین خلیفہ ہوا اور نو سالہ حکومت کے بعد اس کی وفات ہوئی۔

اس کے بعد اس کا بیٹا ہرون واثق سنہ ۲۲۷ھ م سنہ ۸۴۲ء مین خلیفہ ہوا اور بعد چہ برس کے اسکی وفات ہوئی۔

اس کے عوض مین اسکا بہائی جعفر متوکل علی اللہ سنہ ۲۳۲ھ م سنہ ۸۴۷ء مین خلیفہ ہوا اسنے تخت خلافت کو بغداد سے شام مین لے جانا چاہا مگر پیشہ ؤ شام اس سے بن نہ سکا آخر مین اس کے بیٹے نے اس کو مجبور کر دیا اور ۔۔۔ کے بعد قتل کیا۔

اس کے بعد اس کا بیٹا مستنصر باللہ سنہ ۲۴۷ھ م سنہ ۸۴۷ء مین خلیفہ ہوا اور تین مہینے کے بعد اسکی وفات ہوئی

اس کے مستعین باللہ احمد بن محمد بن معتصم سنہ ۲۴۸ھ م سنہ ۸۶۲ء مین خلیفہ ہوا۔ اس کے زمانہ مین بغداد مین ترکیون کی قوت بڑھ گئی ان مین اور عام لوگون مین خصومت پیدا ہوئی اور لڑائیان ہوئین خلیفہ نے اپنے کو خلافت سے الگ کر لیا اور چار سال کی خلافت کے بعد قتل کیا گیا۔

اس کے عوض مین معتز باللہ محمد بن المتوکل سنہ ۲۵۲ھ م سنہ ۸۶۶ء مین خلیفہ ہوا۔ بعد اس کے کہ اس نے بہت سے خطرات کو اپنی مدت خلافت مین مشاہدہ کیا اس نے اپنے کو خلافت سے علحدہ کر لیا اور وہ اس مدت بین جیل مین رہا اور اسکی مدت خلافت ساڑھے چار سال سے زیادہ نہین ہے۔ اس کے زمانہ مین ملک مصر مین احمد بن طولون مستقل حاکم ہو گیا اور زمانہ اسلام مین ملک مصر کا یہ پہلا سلطان ہے۔ اس سے قبل وہان خلفائے راشدین اور بنی امیہ کی طرف سے عمال رہتے تھے۔ مصر وغیرہ پر یہ سلطان قابض اور متسلط ہو گیا لیکن اسنے خلافت کا دعوی نہین کیا بلکہ وہ اپنے کو خلیفہ کا نائب خیال کرتا تہا یہ واقعہ سنہ ۲۵۵ھ م سنہ ۸۶۹ء کا ہے۔ اسنے اپنے لئے اور دیگر خلفاء کیلئے یہان ایک مستقل سلطنت قائم کی جو مکتفی باللہ عباسی کی خلافت کے زمانہ تک تقریباً تینتیس برس وہ مستقل حاکم رہے۔

## اُن کے نامون اور تاریخ جلوس کا یہ تختہ ہے

| سنہ ہجری | سنہ عیسوی | اسماء |
|---|---|---|
| ۲۵۴ | ۸۶۸ | احمد بن طولون مذکور۔ |
| ۲۷۰ | ۸۸۳ | اُس کا بیٹا ابوالجیش خمارویہ۔ |
| ۲۸۲ | ۸۹۵ | ابوموسی ہارون بن خمارویہ۔ اس سلطان نے نو برس حکومت کی پھر اُسکو اُس کے دونون چچاؤن نے یعنے احمد بن طولون کے دونون بیٹون نے قتل کیا اُس کے بعد ابوالمغازی شیبان نے دس دن حکومت کی اور قتل ہوا اور اسی پر اُنکی دولت ختم ہوگئی اور پھر مصر مین خلیفہ راضی کی خلافت تک عباسیون کا تصرف رہا۔ |

تاکہ اس کتاب کے پڑہنے والے کو اس بات کا وہم پیدا نہو کہ اس لمبی مدت دراز کی سلطنت کو جس سے مراد خلافت کی ناہی ہے کوئی چیز نقصان نہین پہونچاتی ہے تو اس وہم کے دفع کرنے کے لئے کہ حضرات نشاء الیہم کی اس ظاہری اطاعت کی کیفیت توضیح سے اس امر کی مقتضی ہے اور وہ یہ ہے کہ بنی عباس جو ہاشمی المذہب تھے وہ اُس فرقہ سے ہین جو کیسانیہ کے نام سے مشہور ہے لیکن انہون نے اخیر مین اس امر کو بنظر ضعف شوکت اُن لوگون سے جو اس بات کا دعوی کرتے ہین کہ امامت اور خلافت قریشی نسب مین منحصر اور اُسی کے ساتھ مخصوص ہے ترک کر دیا کیونکہ اس صورت مین آرا کی نوعیت مین بڑی کثرت ہوجاتی ہے اور فرقون کی تعداد بڑھ جاتی ہے۔ پس اسی سبب سے اس شاہی خاندان مین پراگندگی ہوگئی اور اُس کے انصار پریشان ہوگئے اور اُنکی شوکت مطلقاً باقی نہین رہی جب اُنہون نے اس بات کے عجز کو محسوس کیا کہ جو بلاد اُن کے ہاتھون مین باقی ہین اُنکی محافظت نہین ہوسکیگی چہ جائیکہ سلطنت اسلامیہ کے دائرہ مین اور وسعت کی جاسکے تو اُنہون نے عام طور پر سلطنت مطلقہ کو عام اور مباح کر دیا اور رؤسائے خاندان کے غازیون کو پورا استقلال دیدیا جیسے کرد اور ترک وغیرہ اُن کو یہ اختیار دیا کہ وہ اجنبی ممالک کو فتح کرین اُنمین وہ خودمختار ہونگے اور اُن کو سلاطین کا لقب بہی دیا اور اُنہون نے اس بات کو غنیمت جانا کہ ہم اُنکی صرف زبانی سرداری کو یعنے حکومت کو مان لین اور جمعہ کے دن مسجد کے منبرون پر خطبون مین اُن کے لئے دعا کر دین اور سکہ رائج الوقت پر اُن کا نام ٹھپہ بہی کرا دین۔ ابتدا مین یہ امر فتوحات اسلامیہ مین نہایت مفید تھا کیونکہ ان خلفاء کے ضعف کے زمانہ مین سلطنت کے بڑہانے مین اس سے زیادہ اور کوئی مفید تدبیر نہین تہی اس لئے کہ یہ غازی لوگ جو اُنکی حدود مملکت مین متوطن تھے اپنے آس پاس والون سے لڑنے لگے اور ملک پر ملک فتح کرنے اور اُن پر آپ کو اور اپنی اولاد کو قابض کرنے لگے اور اس کام مین وہ اپنی

کوششون کو غیرت اور حمیت سے جان توڑ کر صرف کرنے لگے تاہم اس صورت سے اُن کو بہت کم غلبہ حاصل ہوا اور اسی وجہ سے یہ استقلال بحالت خود آخر تک اُنکی مملکت کے عمال کی ذاتون تک رہا کہ وہ غیرون کو ان ممالک پر تسلط اور قابض نہونے دین مثلاً باہر سے کوئی صلیبی افرنجی نہ آنے پائین اور ملک کے اندر کوئی رقیب دعویدار سر نہ اُٹھائین اور اس امر سے بہت سی حکومتون مین کہ اُن کے حاکم اپنے ذاتی استقلال اور تمتع مین مائل ہوئے کئی امور فستح ہوگئے اور اس مقام پر اُن تفاصیل کا ذکر کرنا واجب نہین ہے جو کہ تاریخی کتابون مین نہایت وضاحت سے بیان ہوئے ہین بلکہ جو امر ضروری ہے وہ یہ ہے اور یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس امر کو بہت قوت اور ترقی ہوئی یہانتک کہ سلاطین خوارزم اور موصل کے اتابک[1] اور فارس کے اتابک اور ایوبی اور ترک مصر مین اور نیز ایوبی حلب کردستان بعلبک یمن حماۃ اور حمص مین اور چنگیزی مقام مغول مین اور سلجوقی قونیہ مین اور بنو ارتق دیار بکر مین اور بنو رسول اور شرفائے مکہ اور ملوک خراسان وغیرہ اپنی اپنی جگہون پر متصرف ہوگئے۔ حاصل یہ ہے کہ خلفائے عباسیون کی ان وسیع اراضی مین کوئی حکومت باقی نہین رہی جو کہ قبل ازین اُن کے قبض و تصرف مین تھی بلکہ خود شہر بغداد اور اس کے حوالی مین بھی اُن کے لئے کوئی امر باقی نہین رہا یعنے اُنکو اسکی محافظت بھی دشوار ہوگئی جیسا کہ یہ امر آیندہ کے بیان سے بخوبی ظاہر ہوگا۔ اب ہم اُس امر کی طرف رجوع کرتے ہین جس کے ہم درپے ہین۔

معتز کے بعد مہتدی باللہ محمد بن واثق سنہ ۲۵۵ھ م ۸۶۹ء مین خلیفہ ہوا اسکو حکومت کرتے ہوئے پورا ایک سال بھی نہین ہوا تھا کہ ترک نے اسکو تخت خلافت سے اتار دیا اور اس کے بعد اسکو قتل بھی کر ڈالا۔

اس کے بعد معتمد باللہ احمد بن المتوکل سنہ ۲۵۶ھ م ۸۷۰ء مین خلیفہ ہوا اور تئیس سال تک حکومت کر کے مر گیا اس کے زمانہ مین قرامطہ کا ظہور ہوا جنہون نے عباسیون کو تمام بلاد مشرق مین پریشان کر دیا جو کہ انکے ماتحت ریاستین تھین اور اسوقت سے انکی سلطنت مین بہت ضعف اور انحطاط آگیا۔

اس کے بعد معتضد باللہ احمد بن الموفق سنہ ۲۷۹ھ م ۸۹۲ء مین خلیفہ ہوا چھ سال دو ماہ حکومت کرنے کے بعد اسکی وفات ہوئی۔

اس کے بعد انکا بھائی مقتدر باللہ جعفر سنہ ۲۹۵ھ م ۹۰۸ء مین خلیفہ ہوا اور چوبیس سال کچھ ماہ خلیفہ رہا اور بغداد ہی مین قتل ہوا اس کے زمانہ مین قرامطہ کا زور بڑھ گیا انہون نے بنی عباس کے لئے کچھ مال مقرر کیا یعنے اُن کو کچھ مال ہر سال بطور وظیفہ دینے لگے اور وہ ہمیشہ اُن کو لوٹتے اور اس سلطنت کو شہر ہائین

---

[1] اتابک کے معنی امیر اتالیق یعنے ترکیون کے امیر کے ہین مولف

خونریزی کرتے اور حاجیون پر غلبہ پاکر اُن کو بہی لوٹا کرتے اور حجر اسود کو اور باب البیت کو بھی لوٹ لے گئے اس زمانہ مین ابوجعفر بن علی الشامغانی جو ابن عزاقر کے نام سے مشہور ہے ظاہر ہوا اور یہ شخص فرقہ باطنیہ سے تھا جو ربوبیت کا دعوی کرتا تھا۔ اس اعتقاد مین حسین بن قسم بن عبد اللہ بن سلیمان بن وہب خلیفہ مشار الیہ کا وزیر اسکا پیرو ہوا اور اس کے ساتھ ایک جماعت بہی پیرو ہوگئی اور جب اُن سے اسکی دلیل چاہی گئی تو وہ بھاگ گئے اُسنے اُس کے عوض مین ابن مقلہ مشہور خوشنویس یعنی موجد خط کو اپنا وزیر بنایا۔

اور جب یہ حال تھا تو ابوعبداللہ شیعی پیدا ہوا اور اُسنے قیروان مین جو بلاد افریقہ سے ہے جنگ شروع کی اور وہان علوی خلافت قائم کی اور اس وقت سے عباسی اپنا سامان اُٹھانے لگے آخر کار ایوبی کردیون سے جو مصر مین عباسی حکومت کے ماتحت تھے ان کا خاتمہ ہوا۔ اب ہم علوی۔ فاطمی اور عبیدی خلفاء کی نام بیان کرتے ہین۔

| سنہ ہجری | سنہ عیسوی | افریقہ کے خلفاء کے نام کا تختہ |
| --- | --- | --- |
| ۲۹۷ | ۹۰۹ | عبد اللہ مہدی۔ |
| ۳۲۲ | ۹۳۳ | اُس کا بیٹا ابو القاسم محمد القائم بامر اللہ۔ |
| ۳۳۴ | ۹۴۵ | اسمعیل منصور بن القائم۔ |
| | | **مصر کے خلفاء کے نام کا تختہ** |
| ۳۴۱ | ۹۵۲ | اُسکا بیٹا معد المعز لدین اللہ فاتح مصر جو بنی عباس سے تھا۔ |
| ۳۶۵ | ۹۷۵ | العزیز باللہ ابو النصر نزار بن المعز۔ |
| ۳۸۶ | ۹۹۶ | اُسکا بیٹا حاکم بامرہ ابو علی منصور صاحب دیانۃ الدروز۔ |
| ۴۱۱ | ۱۰۲۰ | الظاہر لاعزاز دین اللہ ابو الحسن علی بن الحاکم فاتح ملک شام۔ |
| ۴۲۷ | ۱۰۳۵ | اُسکا بیٹا مستنصر باللہ ابو تمیم بغداد مین اس کے لئے خطبہ پڑہا گیا۔ |
| | | **بقیہ افریقہ کے خلفاء کے نام کا تختہ** |
| ۴۸۷ | ۱۰۹۴ | المستعلی باللہ ابو القاسم احمد بن المستنصر |

| سنہ ہجری | سنہ عیسوی | اسماء |
|---|---|---|
| ۴۹۵ | ۱۱۰۱ | اُسکا بیٹا آمر باحکام اللہ ابو علی منصور ۔ |
| ۵۲۴ | ۱۱۲۹ | حافظ لدین اللہ عبد المجید بن محمد بن المستنصر |
| ۵۴۴ | ۱۱۴۹ | اُسکا بیٹا فائز بنصر اللہ عیسی ۔ |
| ۵۵۵ | ۱۱۶۰ | عاضد لدین اللہ عبد اللہ بن یوسف بن الحافظ ۔ |

جب عاضد مذکور کی وفات ہوئی تو اُسکی زمین یعنے ملک کا اور اُس کے رتبہ کا مالک اُسکا وزیر صلاح الدین یوسف بن ایوب الکردی ہوا اور اُسنے اپنا لقب ملک ناصر قرار دیا اور یہ شخص سنی المذہب تھا اسنے اپنی سلطنت کو عباسیون کے ماتحت گردانا جیسا کہ اور دوسرے سلاطین بنی عباس کو مانتے تھے اُنکی سیادت کو اس نے بھی تسلیم کیا اور پھر ورأثتاً اُس کے بعد کے خلفا اسی امر پر رہے ۔ یہانتک کہ اُن مین ممالیک اتراک یعنی ترکی غلامون کی دولت قائم ہوئی ۔ اور مصر مین جو سلاطین کردیون سے ہوئے ہین اُنکا تختہ یہہ ہے :۔

| سنہ ہجری | سنہ عیسوی | اسماء سلاطین |
|---|---|---|
| ۵۶۷ | ۱۱۷۱ | الناصر صلاح الدین یوسف مذکور ملک شام کا حاکم ہوا اور اُسکو مصر تک بڑھایا اُس کو ایک شخص پر اعتماد تھا جسکو بہاء الدین قراقوش کہتے تھے عام لوگ سوء احکام یعنے بدتدبیری اور غلطی مین اسکی مثال دیتے ہین حالانکہ وہ اُن کے خیال اور زعم کے خلاف مین تھا ۔ |
| ۵۸۹ | ۱۱۹۳ | اُسکا بیٹا عزیز عثمان ۔ |
| ۵۹۵ | ۱۱۹۸ | المنصور محمد بن عثمان ۔ |
| ۵۹۶ | ۱۱۹۹ | العادل سیف الدین ابو بکر بن ایوب ۔ |
| ۶۱۵ | ۱۲۱۸ | اُسکا بیٹا الکامل محمد ۔ |
| ۶۳۵ | ۱۲۳۷ | العادل ابو بکر بن الکامل ۔ |
| ۶۳۷ | ۱۲۳۹ | اُسکا بھائی صالح ایوب نجم الدین ۔ |
| ۶۴۷ | ۱۲۴۹ | ملک معظم توران شاہ اس نے دو مہینے ریاست کی اور قتل ہو گیا اور اُس کے |

| سنہ ہجری | سنہ عیسوی | اسمار سلاطین |
| --- | --- | --- |
| | | عوض شجرۃ الدر ملک صالح کی لونڈی تین مہینے حکومت کی اور پہر وہ سلطنت سے علٰحدہ ہوگئی۔ |
| | | **مصر کے سلاطین ایوبیہ کا تختہ** |
| ۶۴۸ | ۱۲۵۰ | ملک اشرف موسی بن یوسف پانچ سال حکومت کرنے کے بعد معزول ہوگیا۔ اس کے بعد دولت ترکیہ کے ممالیک اکراد یعنے کردیون کے غلام حاکم ہوئے اور یہ ان کے نامون کا تختہ ہے |
| | | **ملوک اتراک کے نامون کا تختہ** |
| ۶۵۲ | ۱۲۵۴ | المعز عزالدین ایبک الترکمانی الصالحی۔ |
| ۶۵۵ | ۱۲۵۷ | اسکا بیٹا المنصور علی۔ |
| ۶۵۷ | ۱۲۵۸ | مظفر قطز المعزی۔ |

ظاہر یہ ہے کہ رکن الدین بیبرس العلائی بندقداری وہ شخص ہے کہ اس کے زمانہ مین بغداد کی آخری تباہی خلیفہ مستعصم باللہ بن مستنصر باللہ عباسی کے عہد مین ہوئی جیسا کہ اس کے متعلق آگے بیان آئے گا اور اسی سبب سے ہم کو اس خاندان کے باقی بادشاہون کے جو مصر مین ہوئے ہین پورے نام بیان کرنے کی ضرورت نہین ہے کیونکہ عربون کی دولت اسی وقت چلی گئی جو ہماری کتاب کا موضوع ہے بلکہ اب ہم پھر عباسیون کے باقی ماندہ خلفار کو بیان کرتے ہین۔

مقتدر باللہ عباسی کے بعد اسکا بہائی قاہر باللہ محمد ۳۲۰ھ م ۹۳۲ء مین خلیفہ ہوا اور ڈیڑھ سال تک حکومت کی اور خلافت سے اتار دیا گیا اور اندہا بھی کر دیا گیا۔

اس کے بعد اس کا بیٹا راضی باللہ محمد ۳۲۲ھ م ۹۳۳ء مین خلیفہ ہوا اور چھ سال تک حکومت کی۔

اس کے بعد اس کا بہائی مقتفی باللہ ابراہیم ۳۲۹ھ م ۹۴۰ء مین خلیفہ ہوا اور یہ اس زمانہ مین عباسیون کی حکومت صرف بغداد اور اس کے قرب وجوار کے علاقہ جات پر باقی رہگئی تہی ہر مین ہم اس کے زمانہ مین یہان کے

اکابر مین فوج کے حکام کے بارہ مین خانہ جنگی ہوئی اور اس سبب سے صرف تین برس اُسنے حکومت کی اور خلافت سے اتار دیا گیا اور اندھا کر دیا گیا۔

اُس کے بعد مستکفی باللہ عبداللہ بن المکتفی ۳۳۳ھ مطابق ۹۴۴ع مین خلیفہ ہوا اور ایک سال تین مہینہ حکومت کی۔ پھر معزالدولہ بن بویہ الدیلمی شیعی نے اُسکو معزول کر دیا اور اُسکی دونون آنکھین اندھی کر دین اور وہ قیدمین مرگیا معزالدولہ مذکور ۳۳۴ھ مطابق ۹۴۵ع مین بغداد آیا اور اُسپر قابض ہوگیا اور اپنے کو سلطان عراق کے لقب سے ملقب کیا اور وہ ان چھوٹے قطعات پر جو بہت تھوڑے تھے اور جو ان خلفاء کے قبضہ مین تھے غالب آکر قابض ہوگیا۔ عراق کے اطراف وجوانب عمال کے ہاتھون مین تھے۔ خلیفہ کے لئے وزیرون کا مقرر کرنا بھی اسی کے ہاتھ مین تھا سوا اس کے کہ یہ لوگ اپنے سردارون کے محالات کے امور مین کچھ دخل نہین دیتے تھے اور خلیفہ کیلئے جو امور چھوڑ دئے گئے تھے وہ یہ تھے تخت، منبر، سکہ، مہر جو فرمانون اور قبالون پر کیجاتی تھی اور جب باہر کی سلطنت کے سفراء آتے تھے تو یہ تخت پر جلوس کرتے سلام اور خطاب مین انکی تعظیم اور ادب کا خیال رکھا جاتا تھا۔ اور بنی بویہ مذکور اور سلجوقیہ جو ان کے بعد ہوئے اور جن سے احکام سلطنت قائم اور جاری تھے انھون نے اپنا لقب سلطنت رکھا اور اس لقب مین دوسرون کو کسی طرح کی شرکت کی طاقت نہین تھی۔

بنی بویہ مذکورین کی سلطنت قائم ہوئی اور عباسی خلفاء اس خلیفہ کے زمانہ سے پریشان اور پراگندہ ہوئے اور یہ حال قائم بامراللہ کے زمانہ تک رہا جس کا ذکر آگے آتا ہے۔ اور اس کے بعد جب سلجوقیون کی سلطنت ۴۴۷ھ مطابق ۱۰۵۵ع مین قائم ہوئی تو انکا خاتمہ ہوگیا۔ پھر تو خلفاء کی گردن غلامی اور اطاعت کی رسی سے کھل نہ سکی یہان تک کہ ہلاکو بادشاہ تتار آیا اور مستعصم باللہ کو قتل کیا اور بغداد کو تباہ کیا اور عباسیون سے اس ملک کو خالی کر دیا۔ سلاطین بنی بویہ جو بغداد اور اُس کے اطراف پر قابض ہوئے انکا نقشہ یہ ہے۔

| سنہ ہجری | سنہ عیسوی | اسماء سلاطین |
|---|---|---|
| ۳۳۴ | ۹۴۵ | معزالدولہ بن بویہ بغداد کا پہلا سلطان۔ |
| ۳۵۵ | ۹۶۵ | اُسکا بیٹا بختیار یعنی الموفق۔ |
| ۳۶۷ | ۹۷۷ | عضدالدولہ بن عم بختیار یعنی بختیار کا چچیرا بھائی منبرون پر بغداد مین اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور اُس کے دروازہ پر پہرہ بیٹھے یہ شخص علماء کا بڑا محب تھا اُسنے اپنے نام سے کتابین بھی تصنیف کین چنانچہ نحو مین ایضاح علم قراءت مین الحجہ علم طب مین |

| سنہ ہجری | سنہ عیسوی | اسماء سلاطین |
|---|---|---|
| | | ملکی اور علم تواریخ مین ناجی۔ اسنے شفاخانہ بھی تعمیرات کرائے اور پلین نبوائین اس کے زمانہ مین بیعات یعنی تجارت کی چیزون پر مکوس یعنے محصول چنگی قائم ہوا اور بعض حرفتون یعنے پیشون کو ممنوع کردیا اور سلطنت مین تجارت کو ترقی دی۔ |
| ۳۷۲ | ۹۸۲ | صمصام الدولہ بن عضد الدولہ۔ |
| ۳۷۶ | ۹۸۶ | اسکا بھائی شرف الدولہ ابوالفوارس۔ |
| ۳۷۹ | ۹۸۹ | اسکا بھائی بہاء الدولہ۔ |
| ۴۰۳ | ۱۰۱۲ | سلطان الدولہ ابوالشجاع بن بہاء الدولہ۔ |
| ۴۱۳ | ۱۰۲۲ | اسکا بھائی شرف الدولہ ابوعلی۔ |
| ۴۱۸ | ۱۰۲۷ | اس کا بھائی جلال الدولہ۔ اس کے زمانہ مین خلافت اور سلطنت بغداد کی جاتی رہی اور اکراد یعنے کردیون نے وہان لوٹ مار کی اور فوجی سپاہیون نے خلیفہ کے باغ کو تباہ کیا اور اس کے میوہ توڑ کر کھاگئے اور اہل عرب بغداد کے اطراف مین چلےگئے مگر اطراف وجوانب مین بھی اُن کو امن نہ ملا وہان بھی تباہ ہوئے یہان تک کہ انھون نے عورتون کی لاشون کو قبرون سے نکالا اور اُنکا سامان اور کفن لے لیا |
| ۴۳۵ | ۱۰۴۳ | ابوکالیجار جلال الدولہ کے بھائی کا بیٹا خلیفہ نے اسکو محی الدولہ کا لقب دیا۔ |
| ۴۴۰ | ۱۰۴۸ | اسکا بیٹا ابوالنصر جس کا لقب رحیم تھا۔ اس کے زمانہ مین بغداد مین سنی وشیعہ فرقہ مین پھر فساد ہوا اور فتنہ کی آگ روشن ہوئی اور بڑی خونریزی ہوئی اور بعض محلون اور |

قبرستانون مین آگ بھی لگادی گئی۔ اس موقع پر ایک شخص آیا جس کو طغرلنک سلجوقی کہتے تھے۔ بلاد روم مین ترکیون کی طرف سے اسنے جنگ کی تھی اور اس لئے یہ شخص غازی تھا۔ سنہ ۴۴۷ ہجری سنہ ۱۰۵۵ء مین یہ بغداد آیا اس کے آنے سے عوام مین اور فوج مین خونریزی ہوئی۔ اس نے اس جنگ کو بادشاہ رحیم کی طرف منسوب کیا اور اُس کو محبوس کرکے قید کردیا۔ اس نے ترک کے اموال کو بغداد سے خالی کردیا یعنے تمام مال واسباب لوٹ لیا اور خود سلطنت پر قابض ہوگیا۔ پھر یہ سلطنت اُسکی اور اُسکی اولاد اور اسکی قوم کے لئے موروثی ہوگئی انھون نے شہر قونیہ کو اپنا دارالسلطنت قرار دیا اور قدیم دارالخلافت بغداد مین اپنا نائب مقرر کیا جسکو وہ بغداد کا شحنہ کہتے تھے

اس زمانہ مین بغداد مین ان قیدیون سے جو شخص خلیفہ ہوتا تھا جب اُس کے روبرو بنی بویہ اور سلجوقیہ کے سلطان (بادشاہ) آتے تو اُس خلیفہ کے ہاتھ کو بوسہ دیتے اور مخاطبات مین اُسکا ادب ملحوظ رکھتے اور اُسکی تعظیم مین بڑی کوشش کرتے اور جب چاہتے اُس کو خلافت سے معزول کر دیتے اور اُس کو اندھا کر دیتے یا قتل کر ڈالتے۔

انہین عباسیون مین سے المطیع للہ الفضل بن المقتدر ۳۴۳ھ م ۹۴۶ء مین خلیفہ ہوا اور تیس سال تک خلافت کی اور پھر خلافت سے علیحدہ کر دیا گیا۔ اسی کے زمانہ مین قرامطہ نے حجر اسود کو پھر مکہ مین لاکر رکھ دیا۔

اس کے بعد الطائع للہ عبدالکریم بن المطیع مشار الیہ ۳۶۳ھ م ۹۷۴ء مین خلیفہ ہوا اور سترہ سال چند ماہ خلافت کی اور پھر بہاء الدولہ دیلمی نے اُسکو تخت خلافت سے اُتار دیا تاکہ اُس کے مال و اسباب کو چھین کر فوج مین صرف کرے۔

پھر اُس کی جگہ اُسکا چچا قادر باللہ ابو العباس احمد بن المقتدر ۳۸۱ھ م ۹۹۱ء مین خلیفہ ہوا۔ اکتالیس سال حکومت کر کے مر گیا۔

اسکی جگہ اس کا بیٹا القائم بامر اللہ ۴۲۲ھ م ۱۰۳۱ء مین خلیفہ ہوا اور چوالیس سال خلافت کی اور مر گیا۔

اس کے زمانہ مین بغداد سے بنی بویہ کی سلطنت جاتی رہی اور بجائے اُس کے سلجوقیہ خاندان کی سلطنت قائم ہوئی جیساکہ اسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ سلجوقیہ سلجوق کی طرف منسوب ہین جو خانات تتار کے ایک وزیر کا بیٹا تھا۔ بعض مولفات مین یہ لکھا ہے کہ سلجوق مذکور ۳۸۳ھ م ۹۹۳ء مین بڑی فوج لیکر آیا اور سمرقند اور بخارا پر قابض ہوا اور اپنی قوم سمیت یہان مسلمان ہوا۔ اُس نے اپنی سلطنت کو مشرق مین حدود چین تک اور مغرب مین اناطولی تک اور سوریا اور مصر کی حدود سے ملا دیا اور غزنویہ کی سلطنت کا خاتمہ انہین سے ہوا۔

جب اہل سلجوق کا تسلط اور قبضہ بغداد پر ہوا تو اس وقت سے عربون مین علوم و فنون کی قدر جاتی رہی۔ علامہ فاضل خیر اللہ افندی مورخ عثمانی نے جو لکھا ہے اُس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہجری پانچوین صدی کے ابتدا سے جس کا زمانہ عیسوی گیارہوین صدی سے مطابق ہے لوگون سے علوم و فنون کا اعتبار جاتا رہا اور آداب و معارف کی کوئی حرمت باقی نہین رہی۔ کیونکہ عربون کی افکار سے یہ امور بالکلیہ جا چکے تھے اس لئے اہل علم مین فتور اور سستی آگئی تھی اور اس زمانہ کے حالات بھی ایسے ہی پریشان کرنے والے تھے۔ مثلاً تاتاری بارش کے قطرون کی طرح خلفائے عباسیہ کے ممالک پر ہر طرف سے گرتے تھے اور عربون کی سلطنت کی تلاش کرتے تھے اسلئے کہ مشرق اور مغرب کی دونون سلطنتون کے انتظام مین خلل آنے کی سبب سے اُن مین بزدلی پیدا ہو گئی تھی اس زمانہ مین صوفیہ مشایخ مین سے ایک شخص بلاد اندلس مین نکلا جس کو ابن القسی کہتے تھے اُس نے

بجائے مشیخت کے جبہ کے شاہی لباس زیب بدن کیا اور لوگون کو اقامت حق کی طرف بلانے لگا اور ایک مدت تک اسنے حکومت کی اس کے پیرون نے اپنا نام مرابطین رکھا اسیطرح سہل بن سلامۃ الانصاری نے کلام اللہ کو اپنے سینہ پر باندھ لیا اور اس حالت سے بغداد کے عام راستون مین چکر لگاتا تھا اور لوگون کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل کرنے پر راغب کرتا تھا۔ اور مدینہ سوس مین جو افریقیہ کے علاقہ کا ایک شہر ہے صوفیون سے شیخ تو ریزی نکلا اور قبیلہ عمارہ سے بھی ایک شخص نکلا جس کو عباس کہتے تھے اسنے دعوی کیا کہ مین مہدی ہون۔

اس کے بعد ۴۶۷ھ م ۱۰۷۵ء مین المقتدی باللہ عبد اللہ بن محمد ابن القائم مشار الیہ خلیفہ ہوا اور انیس سال حکومت کر کے مرگیا اس کے زمانہ مین باطنیہ فرقہ ظاہر ہوا جو خونریزی مین بڑا مشہور رہے۔

اسکی جگہ اس کا بیٹا مستظہر باللہ احمد ۴۸۷ھ م ۱۰۹۴ء مین خلیفہ ہوا اور سولہ سال حکومت کر کے مرگیا اس کے زمانہ مین صلیبی اہل فرنج اراضی شام پر قابض ہوئے اور انہون نے انطاکیہ کو فتح کیا اور اپنے امیرون مین سے ایک کو بیت المقدس یعنے اورشلیم پر بادشاہ مقرر کیا۔

پھر ۵۱۲ھ م ۱۱۱۸ء مین اس کا بیٹا مسترشد باللہ الفضل خلیفہ ہوا اور ستره سال حکومت کی اسکو سلطان مسعود سلجوقی نے مراغہ کے باہر قتل کیا۔

۵۲۹ھ م ۱۱۳۵ء مین اس کا بیٹا منصور الراشد ایک سال خلیفہ رہا اور قتل کیا گیا۔

۵۳۰ھ م ۱۱۳۶ء مین مقتفی بامر اللہ محمد بن المستظہر خلیفہ ہوا اور چوبیس سال حکومت کر کے مرگیا۔

اسکی بجائے اسکا بیٹا المستنجد باللہ یوسف ۵۵۵ھ م ۱۱۶۰ء مین خلیفہ ہوا اور بارہ سال حکومت کی

پھر اس کا بیٹا المستضی بنور اللہ حسن ۵۶۶ھ م ۱۱۷۰ء مین خلیفہ ہوا اور نو سال سات مہینے حکومت کی۔

پھر اسکی بجائے اس کا بیٹا الناصر لدین اللہ احمد ۵۷۵ھ م ۱۱۸۰ء مین خلیفہ ہوا اور چھیالیس سال حکومت کی اور مرگیا۔ اس کے زمانہ مین ایوبی اکراد کی سلطنت مصر مین قائم ہوئی اور سلطان صلاح الدین اور اہل افرنج مین بڑی جنگ ہوئی اور اسنے اورشلیم یعنی بیت المقدس کو عیسائیون کے قبضہ سے چھین لیا۔ اس عرصہ مین عباسی تاتاریون کے ظہور کے سبب سے مصیبت مین مبتلا ہوئے اور یہ آخری نکبت تھی۔

اس کے بعد اس کا بیٹا الظاہر باللہ محمد ۶۲۲ھ م مطابق ۱۲۲۵ء مین خلیفہ ہوا ایک سال بھی پورا نہین ہوا کہ اسکی وفات ہوگئی۔

اسکی بجائے اس کا بیٹا المستنصر باللہ المنصور ۶۲۳ھ م ۱۲۲۶ء مین خلیفہ ہوا اور ستره سال

حکومت کرکے مرگیا اس کے زمانہ مین تاتاری پھیلے اور اُنکی قوت بڑھ گئی اور اُنکی لوٹ مار بغداد کے اطراف مین بہت ہوگئی۔

اس کے بعد اس کا بیٹا المستعصم باللہ عبداللہ سنہ ۶۴۰ھ م سنہ ۱۲۴۳ء مین خلیفہ ہوا پندرہ سال خلیفہ رہا۔ اس خلیفہ کی راے اور تدبیر ناقص تھی اسنے اپنی فوجون کو توڑ دیا اور موید الدین علقمی کو اپنا وزیر بنایا اور موید الدین اسمعیلی مذہب کا تھا شیخ شمس الدین بن الکوفی واعظ اسکی نسبت کہتا ہے۔

باعصبۃ الاسلام نوحی والطمی ... حزنا علی ما حل بالمستعصم
دست الوزارۃ کان قبل زمانہ ... لابن الفرات فصار لابن العلقمی[1]

کہا جاتا ہے کہ اس وزیر نے ہلاکو ملک تاتار کو سازش سے بغداد پر چڑھائی کرنے کے لئے آمادہ کیا یہان تک کہ وہ بغداد آیا اور اُسکو فتح کیا اور مال و اسباب کو لوٹا اور اہل شہر کو قتل کیا اور نیز اس نے اس خلیفہ کو سنہ ۶۵۶ھ م سنہ ۱۲۵۸ء مین قتل کیا اس کے بعد عباسیون مین سے کوئی خلیفہ نہین ہوا۔

اس مجوسی ظالم بادشاہ کے مظالم سے یہ بھی ایک واقعہ ہے کہ جب اُسنے بغداد کے تمام مدارس کو ویران اور تباہ کیا تو اُسنے عمدہ اور نفیس کتابون کو نہر دجلہ مین بہا دیا۔

اس شاہی خاندان مین سے جو لوگ باقی رہ گئے تھے وہ اس وقت ملک مصر کو جانے پر مجبور ہوئے اور جب یہ وہان گئے تو ترکیون نے جو ایوبی کردیون کے غلام تھے انکی تعظیم کی اور یہ وہ ترک تھے جن کو اُن کے سیدون (مالکون) نے مصر پر قبضہ پانے سے تھوڑے ہی زمانہ پیشتر اُنکو خلیفہ بنایا تھا جیسا کہ اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور وہ اس کے بعد یکے بعد دیگرے اپنے کو خلیفہ کے نام سے موسوم کرتے رہے۔ اور اس طرح سے دو سو ایکانوے سال کے عرصہ مین سترہ خلیفہ ہوئے اور انہون نے اس عرصہ مین اُن سلاطین سے اقسام کی تقدیم اور تاخیر اور تعظیم و تحقیر دیکھی یہان تک کہ جب آخر مین المتوکل علی اللہ محمد بن المستمسک باللہ یعقوب خلیفہ ہوا تو قسطنطنیہ مین اس سے بیعت کی گئی اور متوکل علی اللہ قسطنطنیہ کو سلطان سلیم عثمانی فاتح مصر کے ساتھ گیا تھا پھر مصر کو آیا اور اپنے زمانہ وفات یعنی سنہ ۹۵۰ھ م سنہ ۱۵۴۳ء تک وہین رہا اور اسکے بعد سے عباسیون کی خلافت دنیا سے نابود ہوگئی اور اس زمانہ مین [illegible] تھی وہ برائے نام تھی۔

بعد اس کے کہ بغداد مین عباسیون کی دولت کا آفتاب منکشف ہوا اور اس دور دراز کنارہ سے جاکر

---

[1] ترجمہ۔ اے اسلام کے حامی مستعصم باللہ پر جو تباہی آئی ہے اُس کے رنج و غم مین رو و او ماتم کرو جن سے قبل وزارت کی مسند ابن فرات کے پاس تھی اب وہ ابن علقمی کا ہوگیا۔ مترجم

مصر مین غروب ہوا تو معارف اور علوم کے ستارے جو ان کے آخری زمانہ مین ان حوادث کے بادلون مین
چھپے ہوئے تھے اوج وجود سے عدم کی پستی مین گر پڑے اور زمین عراق عمدہ اور نفیس چیزون سے خالی
ہوگئی اور ان باعظمت خلفاء نے جن مکاتب اور مدارس کی بنیاد ڈالی تھی وہ ویران ہوگئے۔ حاصل کلام
اس کے بعد صاحب اجتہاد اور ارباب معارف کی ہمتین اور رغبتین ان علوم وفنون کی طرف سے رک گئین کیونکہ
انکی مالی مدد اور قدر کرنے والا کوئی شخص باقی نہین رہا جیسا کہ خلفاء مذکور انکی تائید کیا کرتے تھے اور انکو بیش بہا
تحائف دیتے تھے خواہ وہ ذی علم اور صاحب ہنر ان کے ملک کا باشندہ ہوا غیر ملک کا اور اس کے بعد ان مشرقی
ممالک مین کوئی شخص ان علوم کا راغب اور طالب باقی نہین رہا۔ اور اس سے کچھ مدت پیشتر اسپین اور افریقہ
مین بھی یہی حال ہوا کہ بلکہ یہان تو طالب اور مطلوب دونون مفقود ہوگئے اور عربون نے ان علوم وفنون کو
اسی حالت پر چھوڑ دیا کیونکہ اس سے قبل انکی عادت تہی کہ وہ علوم وفنون پر بحث کرتے تھے اور اس طریقہ سے
اس علم وفن کا اصل جوہر دریافت کرتے تھے اور اس سبب سے انکی جماعتین متفرق اور پراگندہ ہوگئین اور ان کے
خالی ہونے سے عقلون مین قصور آگیا اور وہ اعمال اور صنائع مین سبقت کرنے سے باز رہ گئے۔ بلکہ ان مین سے
اکثر نوجوان خرافات کتابون کے مطالعہ مین مصروف ہوئے جیسے کہ سندباد بحری کی حکایت اور مکار دلالہ کی حکایت
یا انہون نے عمداً اپنی اوقات عزیز کو عنترہ کے قصہ کے سننے مین اور الف لیلہ کی بیہودہ ہنسی مذاق کی کہانیون کی
سننے مین برباد کیا اگر وہ اس بات کی حفاظت کرتے کہ پیشتر ان مین علمی بزرگی کیسی تہی تو البتہ وہ ان چیزون سے
نفرت کرتے اور اگر وہ عقلمند اور خبردار ہوتے تو اس جگہ ہمارے کلام کا تمامتر انکی بزرگی پر ہوتا جو حقیقت مین
یہ بزرگی انہین سے شروع ہوئی اور اگر وہ اسی حالت پر رہتے تو ہم یہ کہہ سکتے تھے کہ یہ بزرگی انہین پر ختم بھی
ہوئی ؛—

**تمت بالخیر**